جامع عباسی

بست بابی مترجم اردو

یعنی فتاوی و استنباطات و احکام شرعیہ مجتہد اعظم و اعلم، واقف اسرار شریعت و فقیہہ کامل ملت شیخ محمد بہاء الدین آملی علیہ الرحمہ

بہ ایمائے خاص

فدائے دین و ایمان شاہ ایران شاہ عباس بہادر صفوی غفرلہ

مترجمہ

مولٰنا و مقتدانا مولوی خواجہ عابد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ امام الجمعہ و الجماعۃ

بباعث مقبولیت عام و فائدہ تام

بار پنجم بماہ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۳۳ء

بہ تصحیح تمام و حسن انتظام ابوالقلم سید منیر حسن منیر زیدی الواسطی

مطبع یوسفی دہلی طبع شد

یک ہزار — قیمت فی جلد ۱۲؎

شمس الضحیٰ
یہ وہ مسکت کتاب ہے جو
انوار الہدیٰ کے مصنف نے لکھکر
دشمنان اہل بیت کا ہمیشہ کے لئے
قلع قمع کر دیا اور مناظرہ کے دروازہ
کو بند کر دیا۔ قیمت صرف
ایکروپیہ چھ آنے
وظائف الابرار
اول میں ہفت سورہ مترجم
شیعہ جلی قلم بعدہ دعائے جوشن کبیر و
صغیر دعائے کمیل دعائے مشلول، درود
طوسیؒ دعائے توسل، دعائے صد سبحان
خمسہ جناب امیر جلی قلم سب مترجم
قیمت ایکروپیہ چار آنے
تشفیع محشر
مداح آل محمد جناب مرزا
کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی
کے وہ مشہور و معروف قصائد جو اُن
تمام میلاد و جشن کی محافل سے متعلق ہیں
جو سال بھر میں واقع ہوتے ہیں
قیمت صرف عہ
مقتل سادات
واقعات کربلا میں ابوالقلم سید نذیر زیدی
الواسطی مالک مطبع یوسفی دہلی کے موثر
قلم سے وہ مکمل کتاب جس کا ہر صفحہ
ایک مجلس کا اثر رکھتا ہے قیمت
صرف ایکروپیہ
الایمان
چودہ معصومین کی مختصر سوانحعمری
جس میں ضروری ضروری باتیں سب
آگئی ہیں اس کے علاوہ چند نہایت
لازمی امور مذہبی۔ قیمت
ایک روپیہ چار آنے
سفینۃ النجاۃ اردو
نمازہائے حاجت از جناب رسولخدا
جناب امیر المومنینؑ جناب سیدہؑ عالم جناب
جعفر طیار وغیرہ و نیز نمازہائے شکریہ
آیات و سنت قضا و ادعیہ انبیاء و آئمہ
قیمت ایکروپیہ
ام الائمہ
ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے
ایک رسالہ امہات الائمہ لکھکر جناب
سیدہ کی مقدس زندگی پر ایسے ناپاک
اور بزدلانہ اعتراض کئے تھے یہ کتاب اسی
دریدہ دہنی کا قابلدید جواب ہے
قیمت چودہ آنے
لئالئی مخزونہ
وسعت رزق، دفع
فقر، رد سحر و دشمن، دفع بلاہائے
ارضی و سماوی خلاصی محبوسین اور
استجاب دعا کے صدہا عملیات درج
ہیں۔ ان خوبیوں کے باوجود قیمت
صرف دس آنے
بیاض واجد بلگرامی
یہ مجموعہ نوحہ جات
جیبی تقطیع پر بطور بیاض ۲۳۲
صفحہ پر ہے چیدہ چیدہ نوحہ جات درج
ہیں ہر نوحہ دلخراش اور گریہ خیز ہے اس
کے علاوہ چند منتخب سلام بھی ہیں
قیمت دس آنے
نوائب کربلا
چودہ مشہور ترین مراثی جن
میں سے بعض تحت اللفظ اور
بعض سوزخوانی کے مشہور مراثی
ہیں اور چند منتخب سلام
قیمت دس آنے
تحفۂ جعفری
حال انوار آئمہ حضرت علیؑ کے معجزات
منکر معراج کا مرد سے عورت ہوجانا زن
عفیفہ کا حال حکایت کفن دزد واقعات
جناب یحییٰ بخیب ملتوی کی کتاب ہے
قیمت آٹھ آنے
اسنی المطالب
جناب مترجم قرآن مولوی السید مقبول
احمد صاحب قبلہ مرحوم نے ایک شافعی مذہب
کی تصنیف سے ثابت کیا ہے کہ والد
ماجد جناب امیر مومن تھے قیمت
آٹھ آنے ۸/
جب کسی شیعہ کتاب کی دہلی سے ضرورت ہو تو منیجر مطبع یوسفی دہلی کو لکھئے

فہرست مطالب جامع عباسی پنج بابی اردو

فہرست مطالب جامع عباسی پانزدہ بابی اردو

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

الحمد للہ الوہاب کہ کتاب لاجواب فادت انتساب جامع ابواب فقہ مذہب اثنا عشری ع

جامع عباسی

در صفر ۱۳۵۱ھ ہجری - جون ۱۹۳۲ عیسوی

پنج بابی اردو مترجم

بکمال توضیح و تصحیح و نظرثانی و افادۂ اخلائے روحانی و وکلائے عدالت دیوانی

در مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید منیر حسن طبع شد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَفْضَلِ الْوَصِیِّیْنَ وَاَوْلَادِھِمَا الْاَئِمَّۃِ الطَّاھِرِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اما بعد چونکہ توجہ خاطر اشرف اقدس کلب آستان علی ابن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام شاہ عباس بہادر صفوی موسوی حسینی کی کہ جنکا اسم شریف خلد اللہ ملکہ کی بینات سے ہویدا ہے مسائل دین اور معارف یقین کے اشتہار اور انتشار کی جانب مصروف اور معطوف ہوا اور خاطر اقدس کو یہ مقصود ہے کہ تمام شیعہ اور غلام حضرت امیر المومنینؑ کے مسائل دین مبین سے عارف اور احکام آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے واقف ہوجائیں اسلئے حکم اشرف صادر ہوا کہ یہ بندہ دعاگو محمد بہاء الدین عاملی[1] وضو اور غسل اور تیمم اور نماز و روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد اور زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ کے مسائل اور ان کی ولادت اور وفات کی تاریخیں اور نیز وہ مسائل کہ جن کی اکثر ضرورت ہے مثل مسائل وقف و تصدق و بیع و نکاح و طلاق و نذر و کفارہ و آزادی غلام و کنیز اور مقدار خونبہائے آدم زاد و خون بہائے اعضائے شکستہ کے اور نیز آداب او قاعدے جو آئمہ معصومین علیہم السلام سے آب و طعام اور پوشاک وغیرہ کے منقول ہوئے ہیں ایک کتاب میں تفصیل وار لکھے۔ لہذا بنظر تعمیل حکم اشرف اس کتاب کو ترتیب دیا اور اس کے مسائل کو عبارت واضح سریع الفہم میں ادا کیا کہ جمیع خلائق خاص و عام اس کے مطالعے سے نفع پائیں اور ثواب اس کا شاہ ممدوح کے نامۂ اعمال میں شمار کیا جائے۔ اور نام اسکا جامع عباسی قرار دیا واللہ ولی التوفیق اور فہرست ابواب کی اس تفصیل سے ہے۔ **پہلا باب** طہارت یعنی وضو و غسل و تیمم اور اس کے لواحق کے بیان میں **دوسرا باب** نمازہائے واجبی اور سنتی میں **تیسرا باب** خمس و زکوٰۃ واجب و سنت کے بیان میں **چوتھا باب** واجب اور سنت روزوں میں **پانچواں باب**۔ حج کے بیان میں **چھٹا باب** وقف اور تصدق اور قرض اور آزادی اور جہاد کے بیان میں **ساتواں باب** حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جناب امیر المومنینؑ اور باقی آئمہ معصومین علیہم السلام کی زیارت اور ولادت اور وفات کے بیان میں **آٹھواں باب** نذر و عہد اور قسم اور

---

[1] جبل آمل ایک قریہ ہے ملک شام میں جو مصنف کا مولد ہے ۱۲

کفارہ ہیں۔ **نواں باب** بیع ورہن اور شفع وغیرہ میں **دسواں باب** اجارہ اور عاریت اور غصب کے احکام
میں۔ **گیارہواں باب** نکاح اور متعہ اور تحلیل اور ملک کے باب میں **بارہواں باب** طلاق اور خلع اور
مبارات اور ایلا اور ظہار اور لعان اور عدۃ کے ذکر میں۔ **تیرہواں باب** شکار کے بیان میں **چودہواں باب**
مسائل ذبح اور حلال وحرام جانوروں کے بیان میں **پندرہواں باب** آداب طعام ولباس میں **سولہواں باب**
قضا اور قاضیوں کے بیان میں **سترہواں باب** اقرار وصیت میں **اٹھارواں باب** تقسیم ترکہ میں **انیسواں باب**
چوری اور زنا اور لواطہ اور سحق وغیرہ کی سزاؤں میں **بیسواں باب** خونبہائے انسان وحیوان کے بیان میں۔

پہلا باب

طہارت کے بیان میں۔ طہارت کے مسائل دو مطلب میں بیان کئے جاتے ہیں پہلا مطلب اس طہارت کے بیان میں جسمیں نیت کی ضرورت ہے اس قسم کی طہارت یا پانی سے ہوتی ہے یا خاک سے جو طہارت پانی سے ہوتی ہے اسکو وضو یا غسل کہتے ہیں اور طہارت بخاک کا نام تیمم ہے۔
پس نماز پڑھنے میں کبھی تنہا وضو کافی ہے اور کبھی تنہا غسل کافی ہے اور کبھی غسل وضو دونوں کی ضرورت ہوتی ہے جب نماز صحیح ہوتی ہے۔ کبھی نماز کی درستی کے لئے وضو اور تیمم کبھی غسل اور تیمم کرنے پڑتے ہیں اور کبھی نماز پڑھنے میں نہ غسل کی ضرورت ہے نہ وضو اور تیمم کی پس وہ مقام کہ جہاں نماز کے لئے فقط وضو کافی ہے غسل کی ضرورت نہیں وہ یہ مقام ہے کہ انسان سوگیا یا بیہوش ہوگیا یا بول وبراز یا ریح معمولی جگہ سے برآمد ہو یا عورت کے لئے استحاضہ قلیلہ واقع ہو جسکا مذکور آئندہ آئے گا لیکن وہ جگہ جہاں غسل کافی ہے اور وضو کی ضرورت نہیں ہے یہ ہے کہ انسان جنب ہو جب غسل جنابت بجالائے گا نماز پڑھ سکتا ہے اور وضو کی حاجت نہیں بلکہ اکثر علما فرماتے ہیں کہ غسل جنابت کے ساتھ وضو بدعت ہے اور وہ مقام کہ غسل کیساتھ وضو بھی کرنا چاہئے وہ حالت ہے جو عورت حیض ونفاس سے پاک ہو یا استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ رکھتی ہو یا کوئی عضو زندہ آدمی کا مردہ کے عضو سے چھوجائے پانچ شرطوں کے ساتھ (۱) یہ کہ میت سرد ہوچکی ہو (۲) یہ کہ اسکو ابھی غسل نہ دیا ہو (۳) یہ کہ شہید نہ ہو کہ شہید کے چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا کہ وہ بدون غسل کے پاک ہے بلکہ اسکو غسل دینا جائز نہیں (۴) یہ کہ وہ دو نو عضو جو ایک دوسرے سے مس ہوئے ہیں جان رکھتے ہوں مثل ناخن اور بال کے بجس نہ ہوں (۵) یہ کہ میت اپنے حال حیات میں واجب القتل نہ ہو کہ اسکے بدن کے مس کرنے سے غسل اسوجہ سے واجب نہیں ہوتا کہ بحکم شرع اسپر واجب ہے کہ قتل ہونے سے پہلے غسل میت کرے اور بعد قتل پھر اسکو غسل دینا لازم نہیں لیکن مقام جہاں وضو کیساتھ تیمم کرنا پڑتا ہے وہ موقع ہے کہ عورت حیض ونفاس سے پاک ہوئی ہو یا استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ رکھتی ہو یا کسی شخص نے مس میت کیا ہو اور پانی اس قدر کم ہو کہ وضو کرسکتا ہے لیکن غسل کو کافی نہیں اس صورت میں تیمم بدلے غسل کے کرے اور وضو بجالائے تا نماز صحیح ہو اور وہ مقام جہاں

غسل کے ساتھ تیمم کی ضرورت ہے یہ ہے کہ ایسی پچھلی صورت میں پانی بقدر غسل کے ہو کہ اس صورت میں غسل کیئیا تیمم وضو کے بدلے کرنا پڑیگا۔ جب نماز صحیح ہوگی۔ لیکن وہ مقام کہ وضو اور غسل اور تیمم میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں وہ جنازہ کی نماز ہے کہ بدون ان کے ہو سکتی ہے بلکہ جنب اور حائض بھی نماز میت پڑھ سکتے ہیں۔

فصل آب غصبی سے وضو اور غسل اور خاک غصبی سے تیمم درست نہیں اسی طرح مکان غصبی میں وضو اور غسل اور تیمم باطل ہیں اور غصبی جوتہ کا حکم غصبی مکان کا ہے پس غصبی جوتہ میں وضو اور تیمم باطل ہے گو زمین مباح ہو لیکن اگر غصبی جوتہ پاؤں میں ہو اور یہ جوتہ پر بوجھ ڈالکر نہ بیٹھے تو وضو اور تیمم صحیح ہوگا

فصل بیت الخلا کے بیان میں بیت الخلا کے متعلق اکیس حکم ہیں جن میں تین واجب پانچ حرام پانچ سنت۔ آٹھ مکروہ ہیں۔ پس تین واجب یہ ہیں کہ عورتین کو نامحرم سے چھپائے لیکن چھوٹے بچے سے جو تمیز نہ رکھتا ہو پردہ لازم نہیں (۲) یہ کہ قبلہ سے کج ہو کر بیٹھے یعنی قبلہ کی طرف رو اور پشت نہ کرے (۳) مخرج بول کو آب مطلق سے پاک کرے نہ آب مضاف سے مثل گلاب وغیرہ کے اور نہ ڈھیلے سے کہ وہ اہل سنت کا طریقہ ہے باقی مخرج غائط اگر حلقہ اس کا نجاست سے آلودہ نہ ہوا ہو تو اسکو ڈھیلے اور کپڑے وغیرہ سے پاک کر سکتے ہیں گو پانی موجود ہو لیکن لازم ہے کہ کم سے کم تین مرتبہ پاک کرے اگر دو ایک ڈھیلے سے بھی صاف ہو سکتا ہے اور لیکن اگر حلقہ نجاست سے آلودہ ہوگیا تو پانی سے پاک کرنا پڑے گا اور پانچ چیزیں کہ حرام ہیں (۱) مخرج غائط کو گوبر سے پاک کرنا اگرچہ حلال جانور کا ہو (۲) کھانے کی چیزوں سے صاف کرنا (۳) ہڈی سے صاف کرنا (۴) کسی محترم چیز سے صاف کرنا مثلاً اس کاغذ سے صاف کرے جسپر علم دین لکھا ہو لیکن پہلی تینوں چیزوں سے پاک کرنے میں اگرچہ معصیت ہے مگر پاک ہو جائیگا اور پچھلی چیز سے پاک ہونا تو ایک طرف اگر حقارت سے پاک کیا جائے تو کافر ہو جائیگا۔ (۵) اس ہاتھ سے استنجا کرنا جس میں ایسی انگشتری ہو کہ جسپر کوئی متبرک چیز منقش ہو جیسے کسی امام کا نام لکھا ہو بشرطیکہ نجس ہونیکا گمان ہو اور وہ پانچ چیزیں کہ سنت ہیں اول یہ کہ ایسی جگہ بیٹھے کہ کوئی اسکو نہ دیکھے مثلاً گڑھے میں یا کسی دیوار کی آڑ میں (۲) جب پاخانہ کو جائے تو پہلے بایاں پاؤں بڑھاوے اور نکلتے وقت داہنا پاؤں (۳) یہ کہ طہارت کی حالت میں بائیں پاؤں پر زور دیکر بیٹھے (۴) یہ کہ تین مرتبہ مقعد سے بیخ ذکر تک سونت کر پھر تین مرتبہ وہاں سے سر حشفہ تک سونتے بعد اس کے تین مرتبہ پیشاب گاہ کو جھٹک دے۔ (۵) یہ کہ اول مقعد کو طہارت دے بعدہ پیشاب گاہ کو لیکن وہ آٹھ چیزیں جن کا اس حالت میں کرنا مکروہ ہے یہ ہیں۔ (۱) اپنے رو یا پشت کو آفتاب یا ماہتاب کی جانب اس طرح پر کرنا کہ دھوپ یا چاندنی عورتین پر پڑے یا ہوا کی جانب رخ کرنا (۲) داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا (۳) ایسی سخت چیز پر پیشاب کرنا جہاں سے چھینٹ اڑنیکا خوف ہو (۴) حیوانات کے سوراخوں میں مثلاً سانپ یا چیونٹیوں کے بل میں پیشاب کرنا (۵) شارع عام میں یا ندی کے گھاٹ پر یا کسی تشنگاہ اور فرودگاہ میں (۶) کسی پھل دار درخت کے نیچے گو پھل کا موسم نہ ہو رفع حاجت کرنا ساتویں آب رواں یا ایستادہ میں بول و براز کرنا (۸) رفع حاجت کی حالت میں بولنا سوائے چار چیز کے اول یاد خدا دوسرے آیۃ الکرسی کی تلاوت تیسرے حکایت اذان یعنی موذن کیساتھ کلمات اذان کہتے جانا چوتھے ضروری بات کرنا کہ نہ بولنے سے

احکام بیت الخلا

مطلب فوت ہوتا ہو جاننا چاہئے کہ طہارت نیت یا قربت پر موقوف ہے اور بغیر اسکے صحیح نہیں اور قصد قربت کی
حاجت نہیں بغیر اسکے صحیح ہے قسم اول طہارت حقیقی ہی اور وہ فقط وضو اور غسل اور تیمم ہے اور دوسری قسم ازالۂ
نجاست ہے۔ پہلی قسم کے مسائل تین مقصد میں بیان کئے جاتے ہیں۔ پہلا مقصد احکام وضو کے بیان میں ہے
واضح ہو کہ وضو کے متعلق پچاس حکم ہیں ازانجملہ اکیس واجب ہیں اور بیس سنت اور نو مکروہ لیکن وہ اکیس امر جو
واجب ہیں اول یہ ہے کہ مکان وضو یعنی جس چیز پر وضو کے وقت قرار لیے ہو وہ غصبی نہ ہو پس اگر زمین غصبی ہیں
وضو کریگا باطل ہوگا ایسا ہی فرش غصبی پر وضو باطل ہے اگرچہ زمین غصبی نہ ہو لیکن غصبی لباس سے وضو درست ہے
اگرچہ نماز درست نہیں اور کفش غصبی ہیں وضو صحیح نہیں اگر اس کفش پر بوجھ دیئے ہوئے ہو اور طلا یا نقرہ کے لوٹے
سے وضو درست ہے اگر اس سے اعضاء پر پانی گرائیں لیکن وہ فعل یعنی منہ ہاتھ پر اس ظرف سے پانی بہانا حرام ہے۔
دوسرے وضو کا پانی پاک ہونا چاہئے نجس اور مشتبہ بہ نجاست نہ ہو پس اگر دو برتن پانی کے ہوں اور ان میں سے ایک
نجس ہووے اور یہ ہمکو معلوم نہ ہو کہ کونسا نجس ہے تو دونو سے وضو کرنا جائز نہیں تیمم لازم ہے اور اگر پہلے برتن سے
وضو کرے اور پھر دوسرے برتن سے اول اپنے اعضا کو پاک کرے بعد میں بقیہ پانی سے وضو کرے تو بعضے لوگوں کا
خیال ہے کہ ان دو وضوؤں سے ایک درست ہو جائیگا اگرچہ وہ شخص جبتک اپنے اعضاء کو پاک نہ کرے نماز نہیں
پڑھ سکتا لیکن یہ گمان باطل ہے ان دونو وضوؤں سے کوئی درست نہیں اسوجہ سے کہ جو پانی نجاست سے مشتبہ
ہو جائے وہ بھی نجس ہے وضو اس سے درست نہیں اس باب میں ایک حدیث بھی آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے
تیسرے آب وضو مضاف نہ ہونا چاہئے پس گلاب یا عرق بید مشک سے وضو کرنا درست نہیں ہے اسپر تمام علماء کا
اتفاق ہے الا ابن بابویہ آب مضاف سے وضو کرنا جائز جانتے ہیں اور یہ قول نہایت ضعیف ہی ہاں اگر ایک برتن میں
گلاب اور ایک میں پانی ہو اور باہم مشتبہ ہو جائیں اور پانی موجود نہ ہو تو اس صورت میں واجب ہے کہ دونو برتنوں سے
وضو کرے کہ ان دونوں میں سے ایک صحیح ہوگا چوتھے وضو کا پانی غصبی نہ ہو کہ آب غصبی سے وضو درست نہیں ہے اگر
جانتا ہو کہ غصبی ہے اور اگر اسکو معلوم نہیں تو وضو اسکا صحیح ہے لیکن مالک کو پانی کے دام دینے پڑینگے اور اگر یہ جانتا ہے
کہ پانی غصبی ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ غصبی پانی سے وضو درست نہیں ہوتا اور وضو کرلے تو وضو باطل ہوگا پانچویں
وضو کرنے سے پہلے ہر عضو وضو کا پاک ہونا چاہئے۔ مثلاً اگر ہاتھ نجس ہو تو ایک دفعہ دہو لینا ازالۂ نجاست اور وضو کیلئے
کافی نہیں ہو سکتا بلکہ اول نجاست دور کرے بعد اسکے وضو کیلئے دہوئے (۶) قصد وضو ہے یعنی یہ قصد ہو کہ میں وضو کرتا
ہوں نماز کے مباح ہونیکے واسطے بنظر تقرب خدا واجب جانکر اور اگر بجائے مباح کے رفع حدث کہے تب بھی درست ہے
اور اس نیت کو جس زبان میں کہے ہو سکتا ہے اور اگر زبان سے ادا نہ کرے دلمیں یہ مضمون آجائے تب بھی وضو صحیح ہے
(۷) منہ کے دہونیکے شروع کے وقت نیت کرے (۸) منہ دہونا ہے جس جگہ سے سر کے بال جمتے ہیں وہاں سے لیکر
ٹھوڑی تک طول میں اور جسقدر انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کے اندر آجائے اسیقدر عرض میں باقی جسقدر چہرہ ڈاڑھی کے بالوں
سے چھپا ہو اور کسی صورت میں نمایاں نہ ہو اسکا دہونا لازم نہیں فقط اوپر سے بالوں کا تر ہونا کافی ہے اور جو مقام کبھی

کبھی نظر آجاتا ہے اسکا دہونا واجب ہے اور جسقدر بال ٹھوڑی سے نیچے لٹکتے ہیں ان کا دہونا لازم نہیں (۹) دہنے ہاتھ کا دہونا ہے کہنی سے انگلیوں کے پوروں تک اور اگر کسی شخص کے ایک ہاتھ زائد ہوا اور اصلی و زائد میں تمیز نہ ہو تو واجب ہے کہ دونوں ہاتھ دہوئے اور اگر دست زائد پہچانا جائے تو اسکی کیفیت یہ ہے کہ اگر کہنی سے نیچے ہے تو دہونا چاہئے اور اگر کہنی کے اوپر ہے تو اس کا دہونا واجب نہیں (۱۰) بائیں ہاتھ کا دہونا جس طرح پر داہنے ہاتھ میں بیان ہوا (۱۱) سر کے ان بالوں پر ہاتھ پھیرنا جو پیشانی کے اوپر ہیں اور اگر بال نہ ہوں تو اس جگہ کھال پر اور یہ مسح اور پانی لگا کر نہ کرے۔ (۱۲) داہنے پاؤں کا مسح ہے انگلیوں کے پھولوں سے پاؤں کے جوڑ تک اور یہ بھی نئے پانی سے نہ ہو (۱۳) اسی طرح سے بائیں پاؤں کا مسح کرے (۱۴) یہ تینوں مسحے وضو کی تری سے ہوں اور پانی نہ لے پس اگر ہاتھ پر وضو کی تری باقی نہ رہے تو ڈاڑہی یا بھوں کے بالوں کی تری سے تر کر کے مسح کرے۔ (۱۵) موالات ہے یعنی ایک کے بعد ایک افعال وضو کو بجا لائے پس اگر منہ دہو کر ٹھہر جائے اور پھر داہنے ہاتھ کو دہوئے حرام فعل عمل میں آئیگا گو وضو ہو جائے گا اور اگر اسقدر ٹھہر جائے کہ منہ خشک ہو جائے بعد داہنے ہاتھ کو دہوئے تو وضو باطل ہے یہی باقی اعضا کا حال ہے (۱۶) وضو کی ترتیب ہے جس طرح پر ذکر ہوا پس اگر بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے پہلے دہو لیوے تو واجب ہے کہ دوبارہ داہنے ہاتھ کو دہو کر بائیں ہاتھ کو دہوئے اور پاؤں کے مسح میں بعضے مجتہد جائز جانتے ہیں کہ دہنے سے پہلے بائیں کو مسح کر سکتا ہے (۱۷) یہ کہ نیت قربت کیساتھ کچھہ اور قصد نہ کرے مثلاً ٹھنڈا کرنا یا میل دور کرنا ہاتھ منہ کا مقصود نہو (۱۸) منہ اور ہاتھ کو اوپر سے دہوتا ہوا نیچے کو آئے پس اگر عکس کرے گا تو وضو باطل ہوگا لیکن سید مرتضیٰ عکس کو جائز جانتے ہیں اور کسی مجتہد نے ان سے موافقت نہیں کی (۱۹) افعال وضو کو خود بجا لائے پس اگر دوسرا آدمی اسکے ہاتھ منہ کو دہوئے تو وضو باطل ہے ہاں اگر شل ہو یا بیمار قوت نہ رکھتا ہو کہ افعال وضو کو خود بجا لائے اس صورت میں واجب ہے کہ کسی دوسرے شخص سے کہے کہ اسکو وضو کرا دے اگر وہ شخص مزدوری طلب کرے اور اسکے پاس ہو تو مزدوری دینی واجب ہوگی (۲۰) وضو کا پانی منہ ہاتھ پر رواں ہونا چاہئے پس اگر ہاتھ بھگو کر منہ پر پھیر لیوے تو وضو درست نہ ہوگا (۲۱) جو چیزیں مثل انگشتری وغیرہ کے اس قدر تنگ ہوں کہ ان کے نیچے پانی نہ جا سکے تو ان کو ہلا لینا چاہئے کہ سب جگہ پانی پھر جائے۔

فصل وہ ہیں باتیں کہ وضو میں سنت ہیں (۱) یہ ہے کہ جب وضو شروع کرے یہ دعا پڑہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (۲) اگر کھلے منہ کا برتن ہو جیسے لگن یا کٹورہ وغیرہ تو اس میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے کنارے سے پانی لیکر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک ایک مرتبہ دہوئے اگر سو کر اٹھکر یا پیشاب کے بعد وضو کرے اور پاخانہ سے آکر وضو کرے تو دو دفعہ دہوئے اور جنب ۳ دفعہ دہو کر برتن میں ہاتھ ڈالے (۳) یہ کہ کھلے منہ کا برتن ہو تو اسکو داہنی طرف رکھے (۴) ایسے برتن سے داہنے ہاتھ سے پانی لے (۵) تین مرتبہ تین چلو پانی سے تین کلیاں کرے (۶) تین چلو پانی سے تین دفعہ ناک میں پہنچائے۔ (۷) مسواک کرنا اگرچہ انگلی سے ہو (۸) وضو کرنے کے وقت رو بقبلہ ہو (۹) منہ کو دہنے ہاتھ سے دہوئے (۱۰) سر کا مسح عرض میں بقدر تین انگشت کے ہو (۱۱) پاؤں کا مسح ہتیلی سے کرے (۱۲) ایک ہی پانی سے

سنتہاے وضو

وضو کرے اور مد صاع کی چوتھائی ہے صاع بوزن چھپن ہزار ایک سو ساٹھ جو کے ہوتا ہے تو ہر مد بوزن چودہ ہزار چالیس جو میانہ کے ٹھہرا (۱۳) کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَقِّنِیْ حُجَّتِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ وَاَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ (۱۴) ناک میں پانی پہنچاتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَا تُحَرِّمْنِیْ طَیِّبَاتِ الْجَنَّۃِ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَّشُمُّ رِیْحَھَا وَرَوْحَھَا وَرَیْحَانَھَا (۱۵) منہ دہوتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ فِیْہِ الْوُجُوْہُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ فِیْہِ الْوُجُوْہُ (۱۶) داہنا ہاتھ دہوتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَالْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ بِیَسَارِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا (۱۷) بائیں ہاتھ دہوتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ وَلَا تَجْعَلْھَا مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ (۱۸) سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَبَرَکَاتِکَ (۱۹) پاؤں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ وَاجْعَلْ سَعْیِیْ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (۲۰) جب وضو سے فارغ ہوجائے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ وَتَمَامَ الصَّلٰوۃِ وَتَمَامَ رِضْوَانِکَ وَالْجَنَّۃِ یہ تھے وہ بیس کام جو وضو میں سنت ہیں اب جاننا چاہئے کہ بہت سے مجتہدوں کا یہ قول ہے کہ منہ اور ہاتھ کو وضو میں دو دو دفعہ دہونا چاہئے ایک مرتبہ واجب دوسری مرتبہ سنت لیکن شیخ ابوجعفر محمدؒ ابن یعقوب کلینیؒ او شیخ محمدؒ ابن بابویہؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ دوسری دفعہ سنت نہیں یہ قول نہایت قوی ہے کتاب مشرق الشمسین اور کتاب حبل المتین میں اس کا بیان کیا گیا ہے اس بنا پر چاہئے کہ منہ اور ہاتھ کو ایک دفعہ سے زیادہ نہ دہوئیں اور اگر دو مرتبہ دہوئیں گے تو دوسری دفعہ کا پانی آب وضو نہ ہوگا پس مسح سر و پا کا آب جدید سے ہوجائے گا۔ جس سے وضو باطل ٹھہرے گا۔ لیکن وہ نو چیزیں جن کا عمل میں لانا مکروہ ہے اول استعانت ہے یعنی دوسرا شخص اسکے چلو میں پانی ڈالے اور یہ اپنے اعضا کو دہوتا جائے اور اگر دوسرا شخص اس کے منہ اور ہاتھ پر بے ضرورت کے پانی ڈالے گا تو اس صورت میں وضو صحیح نہ ہوگا دوسرے اس پانی سے وضو کرنا جو دہوپ سے گرم ہوا ہو تیسرے ایسے برتن سے وضو کرنا جسپر کسی جاندار کی صورت کھنچی ہو چوتھے اس برتن سے وضو کرنا جسمیں سونے یا چاندی کا ٹھپہ کیا ہو (۵) ریح یا خواب کے سوا کسی دوسری حدث کے بعد مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنا اور ریح اور خواب کے بعد مسجد میں وضو کرنا مکروہ نہیں (۶) جس پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدون نجاست کے پلٹ جائے اس سے وضو کرنا (۷) رومال یا دہوپ وغیرہ سے آب وضو کو خشک کرنا (۸) اس پانی سے وضو کرنا جو لیسے جانور کا جھوٹا ہو یا چھوا ہوا ہو جسکا گوشت کھانا حرام لیکن خود وہ جانور پاک ہی جیسے باز بلی، بندر۔ (۹) اس پانی سے وضو کرنا جو ایسے جانور کا جھوٹا ہو جسکا گوشت کھانا مکروہ ہے خواہ مکروہ شدید ہو جیسے گدہا خچر یا مکروہ قلیلہ جیسے گھوڑا ٹٹو

فصل وضو تین سبب سے واجب ہوتا ہے اور بائیس وجہ سے سنت ہی وہ تین چیزیں جن کیلئے وضو واجب ہے۔ اول نماز ہی کہ بے وضو درست نہیں سوائے نماز جنازہ کے کہ اسکو بے وضو بھی پڑھ سکتے ہیں چنانچہ بیان ہوا بلکہ جنب اور

عورت حیض کی حالت میں بھی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے اگرچہ غسل کرنے پر قادر ہوں دوسرے طواف زیارت کعبہ جبکہ واجب ہو اور طواف سنتی بے وضو بھی ہو سکتا ہے تیسرے کوئی عضو قرآن کے حرفوں کو لگانا حتی کہ تشدید اور ہمزہ کو بھی بشرطیکہ اس عضو میں جان ہو پس ناخن اور بال کو بے وضو قرآن کے حرفوں کو لگا سکتے ہیں اور وہ بائیس چیزیں جن کیلئے وضو سنت ہے اول تو قرآن پڑھنا۔ (۲) قرآن کا اٹھانا (۳) مسجد میں جانا (۴) جنازہ کی نماز پڑھنا (۵) اپنے یا کسی مومن کی حاجت کے لئے کہیں جانا (۶) زیارت قبور مومنین کیلئے (۷) سونے سے پہلے وضو کرنا خصوصًا جنابت کی حالت میں (۸) احتلام کے بعد مقاربت کا ارادہ ہو تو اول وضو کرے کہ جو فرزند اس صحبت سے پیدا ہوگا دیوانہ ہونے سے محفوظ ہوگا (۹) حاملہ سے مقاربت کرنے کا قصد ہو تو وضو کرے ورنہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ بے عقل اور بخیل ہوگا (۱۰) جس شخص نے مردے کو نہلایا ہو اور غسل سے پہلے مقاربت کرنا چاہے تو وضو کرے (۱۱) عورت کو حیض کی حالت میں سنت ہے کہ جب نماز کا وقت آئے وضو کرے اور بقدر وقت نماز یاد خدا میں مشغول رہے (۱۲) از روئے رغبت بوسہ لینا (۱۳) مذی کے بعد اور وہ ایک چسپیدہ رطوبت ہے کہ ملاعبت کے وقت آتی ہے (۱۴) ودی نکلنے پر اور وہ ایک غلیظ رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد آتی ہے۔ (۱۵) عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ لگانا (۱۶) نکسیر کے بعد (۱۷) قے کرنے کے بعد اگر نفرت آئی ہو (۱۸) اگر خلال کے بعد خون نکل آئے اور اس سے نفرت پیدا ہو (۱۹) اگر کسی نے ضرورت میں ناقص وضو کیا ہو جیسے جبیرہ کی حالت میں یا تقیہ میں یا بیماری میں دوسرے نے اس کا وضو کیا ہو یا قافلہ کی جلدی سے موزے یا چاق شور پر مسح کیا ہو (چاق شور وہ پاجامہ ہے جسکے دونوں پائنچے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں) اور بعد وضو کرنیکے عذر رفع ہو جائے تو سنت ہے کہ دوبارہ وضو کرے (۲۰) چار شعر سے زیادہ واہیات اشعار پڑھنا یعنی وہ شعر جس میں کسی شخص کی جھوٹی تعریف یا کسی مومن کی ہجو یا کسی حرام کام کی ترغیب دی ہووے (۲۱) وضو کا تازہ کرنا گو پہلا وضو باقی ہو (۲۲) ہمیشہ باوضو رہنا۔ **فصل** اگر آدمی جانتا ہے کہ میں نے وضو کیا ہے لیکن شبہ گذرتا ہے کہ وضو باقی رہا یا نہیں تو دوبارہ وضو لازم نہیں اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر جانتا ہے کہ حدث واقع ہوا اور تردد ہے کہ اسکے بعد وضو کیا یا نہیں اس صورت میں وضو لازم ہے اور اگر معلوم ہے کہ وضو بھی کیا اور حدث بھی واقع ہوئی لیکن نہیں جانتا ہے کہ پہلے کیا چیز عمل میں آئی تو اس شخص کو بھی وضو کرنا لازم ہے **دوسرا مقصد** احکام غسل میں جاننا چاہیئے کہ مشہور غسل چھیالیس ہیں جن میں چھ غسل واجب ہیں اور چالیس سنت اور واجب یہ ہیں (۱) غسل جنابت (۲) غسل حیض (۳) غسل استحاضہ متوسطہ یا کثیرہ اسکی تفصیل بعد میں مذکور ہوگی (۴) غسل نفاس (۵) غسل مس میت (۶) غسل میت اور غسل مسنون یہ ہیں (۱) غسل روز جمعہ جسکو جمعہ کے دن طلوع فجر سے زوال تک ادا کی نیت سے اور زوال سے ہفتہ کی شام تک بہ نیت قضا اور اگر خیال ہو کہ جمعہ کو کسی وجہ سے غسل نہ کر سکونگا تو پنجشنبہ کے دن اور جمعہ کی شب کو تقدیم کی نیت سے بجا لا سکتا ہے اور ہر چند جسقدر جمعہ کی نماز کے قریب تر ہوگا ثواب اسکا زیادہ تر ہوگا دوسرے ماہ رمضان کی طاق راتوں کا غسل مثل پہلی تیسری، پانچویں کے اور تیسویں شب میں دو غسل سنت ہیں ایک اول شب

یعنی وضو کہاں کہاں سنت ہے

غسل ہائے واجب و مسنون

ہیں ایک آخر شب میں تیسرے عید الفطر کی رات کو چوتھے شب برات کو (۵) عید مبعث کے دن۔ (۶) عید قرباں کو (۷) رجب کی پندرہویں رات کو (۸) عید مبعث کے دن اور وہ رجب کی ستائیسویں ہے (۹) روز مولود شریف پیغمبر خدا صلعم یعنی سترہویں ربیع الاول کو (۱۰) عید مباہلہ کو اور وہ ذی الحجہ کی چوبیسویں ہے (۱۱) دحو الارض کے دن اور وہ ذیقعدہ کی پچیسویں ہے (۱۲) عید غدیر کو کہ وہ بقر اعید کی اٹھارہویں ہے۔ (۱۳) عرفہ کو کہ وہ نویں ذی الحجہ کی ہے (۱۴) روز ترویہ کہ وہ آٹھویں ذی الحجہ کی ہے (۱۵) نوروز کے دن (۱۶) احرام حج کے لئے (۱۷) احرام عمرہ کے لئے (۱۸) طواف خانہ کعبہ کے لئے (۱۹) غسل زیارت ہر معصوم چہاردہ معصوم سے (۲۰) غسل توبہ جب کوئی شخص گناہ سے توبہ کرے تو سنت ہے کہ توبہ کرنیکے بعد غسل کرے (۲۱) داخلہ حرم مکہ معظمہ کے لئے (۲۲) خود مکہ معظمہ کے داخلہ کا غسل (۲۳) مدینہ منورہ کے داخلہ کا غسل (۲۴) مسجد الحرام کے داخلہ کا غسل۔ (۲۵) مسجد نبوی میں داخلہ کے وقت (۲۶) خانہ کعبہ کے اندر جانیکے واسطے (۲۷) طلب حاجت کے وقت (۲۸) استخارے کے وقت (۲۹) غسل ولادت اس بچے کو کہ جو پیدا ہوا ہو (۳۰) جب نماز طلب بارش کو جائیں (۳۱) جس شخص نے عمداً سورج گہن یا چاند گہن کی نماز کل گہن ہونے کی حالت میں نہ پڑھی ہو تو غسل کرکے قضا بجالائے۔ (۳۲) جو شخص تین دن کے بعد قصد کرکے پھانسی دئے ہوئے شخص کو دیکھنے جائے تو دیکھنے کے بعد غسل کرنا پڑے گا (۳۳) غسل دینے کے بعد مردہ کو مس کرنا (۳۴) چھپکلی کے مارنے کے بعد (۳۵) اگر کسی ضرورت میں مثل جبیرہ یا تقیہ کے غسل ناقص کیا ہو یا لاچاری میں دوسرے کے ہاتھ سے غسل لیا ہو تو سنت ہے کہ ضرورت کے برطرف ہونے پر دوبارہ غسل کرے (۳۶) غسل کرنیکے بعد شک پیدا ہو کہ غسل کرنیکا سبب پھر اس سے واقع ہوا ہے تو سنت ہے کہ دوبارہ غسل کرے (۳۷) رمی جمرات کیلئے جسکا بیان باب الحج میں ہوگا (۳۸) مجنون آدمی جب ہوش میں آئے غسل کرے (۳۹) میت کے کفن کرنیکو (۴۰) اگر شخص ناپاک مرجائے تو سنت ہے کہ اسکو غسل میت سے بعد یا قبل غسل جنابت دیں۔ **فصل** وہ بتیس ۳۲ چیزیں جو غسل میں معتبر ہیں ۱۷۔ ان میں سے واجب اور پندرہ سنت ہیں۔ ۱۷ واجب یہ ہیں (۱) غسل کی جگہ غصبی نہ ہو (۲) غسل کا پانی پاک ہو (۳) پانی مضاف نہ ہو مثل گلاب وغیرہ کے (۴) پانی غصبی نہ ہو لیکن اگر معلوم نہ ہوا اور بعد غسل کرنے کے ظاہر ہو کہ غصبی تھا تو بھی یہی غسل درست ہے دوسرے غسل کی ضرورت نہیں (۵) ہر عضو غسل کا پانی ڈالنے سے قبل پاک ہوئے (۶) نیت بایں مضمون کہ غسل کرتا ہوں میں واسطے مباح ہونے نماز کے اس لئے کہ واجب ہے اور بنظر خوشنودی خدا بجالاتا ہوں اور اگر مباح ہونیکے عوض رفع حدث کا قصد کرے تب بھی صحیح ہے لیکن استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ کی حالت میں ایسا نہیں ہوسکتا محض مباح ہونا نماز کا قصد کرے رفع حدث نہ کہے (۷) غسل ترتیبی میں سر یا گردن کے دہونے کے ساتھ نیت کرے اور غسل ارتماسی میں جس جزو بدن کے دہونے کے ساتھ چاہے قصد کرے ہوسکتا ہے باقی بدن کو اسی عضو کے ساتھ بے فاصلہ پانی میں داخل کرے (۸) سر اور گردن کا دہونا ہے ان میں ہر ایک دوسرے پر مقدم ہوسکتا ہے (۹) داہنی جانب کا دہونا (۱۰) بائیں جانب کا دہونا اور ناف اور عورتین کو دونوں

واجبات غسل

جانب سے جس طرف چاہے ملالے (۱۱) غسل ترتیبی میں سر اور گردن کو دھوئے بعد اسکے داہنی جانب کو اسکے بعد بائیں جانب کو پس اگر سر سے پہلے داہنی یا بائیں جانب کو دھولے تو باتفاق غسل درست ہے اگر بائیں جانب کو داہنی جانب پر مقدم کر دے تو بعضے مجتہدین کے نزدیک غسل صحیح ہے لیکن اکثر کی رائے میں باطل ہے (۱۲) افعال غسل کو خود بجالائے اور عاجز کا حکم دوسرا ہے چنانچہ وضو میں بیان ہوا ہے (۱۳) ہر ایک عضو پر پانی رواں ہونا چاہئے پس اگر غسل ترتیبی میں ہاتھ بھگو کر بدن پر مل لیں تو غسل نہ ہوگا اسی طرح اگر غسل ارتماسی میں پانی کے اندر جا کر نیت کرے اور نیت کے ساتھ مطلقاً جسم کو حرکت نہ دے تو اس صورت میں بھی غسل صحیح نہ ہوگا۔ (۱۴) انگشتری وغیرہ جو چیز پانی پہنچنے کو مانع ہو اسکو ہلا دیجیے (۱۵) غسل ارتماسی میں جب پانی کے اندر پہنچ جائے تو دونو پاؤں کو زمین سے کسی قدر بلند کرے اور ہلا دیوے تاکہ تلوؤں میں پانی پہنچ جائے پس اگر کوئی پاؤں زمین سے ملا رکھیگا اور پانی اس پر نہ پہنچے گا تو غسل باطل ہو جائے گا (۱۶) اول سے آخر تک نیت بنی رہے کوئی ایسا قصد نہ کرے جو کہ غسل سے مخالف ہووے جیسے ریا کا قصد یا خنک کرنے کا ارادہ یا میل اتارنے کا ارادہ ہو جائے یا حدث اکبر کا قصد غسل کے اثنا میں کرلیوے ہاں اگر حدث اصغر کا ارادہ کرے تو فقط بعض مجتہدین کے نزدیک غسل باطل ہوگا جسکی تفصیل عنقریب آئے گی (۱۷) اگر احرام حج یا روزہ واجب رکھتا ہو تو غسل ارتماسی نہ کرے کہ روزہ اور احرام میں غوطہ لگانا حرام ہے اور غسل بھی باطل ہے لیکن روزہ سنتی میں غسل ارتماسی صحیح ہے ایسا ہی اگر بھول کر واجب روزہ میں دن کو غسل ارتماسی کرلیوے تو وہ غسل صحیح ہے اور جس وقت کوئی شخص روزہ میں غوطہ لگائے اور پانی میں جا کر یاد آئے اس وقت میں چاہیے کہ غسل ارتماسی بجالاؤں تو ہو سکتا ہے کہ نکلتے وقت غسل کا ارادہ کرے اور نکلنے کی حالت میں غسل پورا کرے۔ **فصل** وہ پندرہ چیزیں کہ غسل میں سنت ہیں (۱) یہ کہ مرد ہو یا عورت انزال کے بعد غسل سے پہلے پیشاب کرے کہ بقیہ منی کا پیشاب کے ساتھ باہر نکل آئے اور اگر پیشاب نہ آئے تو استبرا کرے جس طریق سے کہ بیت الخلا کے احکام میں بیان ہوا ہے دوسرے یہ کہ جب غسل کیلئے پانی لے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (۳) یہ کہ غسل سے پہلے دونو ہاتھوں کو تین مرتبہ کہنی تک دھوئے (۴) تین مرتبہ کلی کرے (۵) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے (۶) مسواک کرے (۷) ہر ایک عضو سر اور داہنی اور بائیں جانب سے تین تین مرتبہ دھوئے (۸) بدن پر ہاتھ پھرا جائے (۹) اعضا کو پے در پے بے فاصلہ دھوئے (۱۰) سر اور گردن کو داہنے ہاتھ سے دھوئے (۱۱) اثنائے غسل میں یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَاَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَكَ وَالثَّنَاءَ عَلَیْكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِیْ طَهُوْرًا وَّشِفَاءً وَّنُوْرًا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۲) غسل ترتیبی کو غسل ارتماسی سے مقدم رکھیں (۱۳) غسل کیوقت کپڑا باندھے ہو (۱۴) غسل مس میت اور غسل حیض اور استحاضہ اور نفاس میں وضو کو غسل سے پہلے بجالانا (۱۵) جب غسل سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ وَزَكِّ عَمَلِیْ وَاجْعَلْ مَا عِنْدَكَ خَیْرًا لِّیْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۔ **فصل** اگر کسی شخص کو اثنائے غسل میں واجب غسلوں میں سے

مسنونات غسل

کوئی حدث واقع ہو پیشاب یا ریح وغیرہ تو اگر وہ غسل جنابت کے سوا ہے تو غسل کو پورا کرکے وضو کر لے اعادہ کی
ضرورت نہیں اور غسل جنابت میں مجتہدین کے تین قول ہیں بعضے کہتے ہیں کہ غسل کو پورا کر لینا کافی ہے بعض کے
نزدیک غسل کے بعد وضو کی ضرورت ہے بعض کے نزدیک غسل کو از سر نو کرے بیچ کا قول قوی ہے اور اگر کوئی
شخص غسل جنابت کرے اور غسل کے بعد کچھ رطوبت باہر نکلے اور معلوم نہ ہو کہ منی ہے یا کیا چیز ہے تو اگر غسل سے پہلے
بول اور اسکے بعد استبرا کر چکا ہے تو وہی غسل نماز کیلئے کافی ہے اور اگر پیشاب کیا تھا اور استبرا نہیں کیا تو وضو کرنا لازم
ہے اور اگر نہ بول کیا نہ استبرا تو دوبارہ غسل کرے اور اگر استبرا کر چکا ہے اور پیشاب نہیں کیا تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر پیشاب
کرنے پر قادر نہ تھا تو بدون وضو کے اس غسل سے نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر پیشاب کرنے پر قادر تھا تو غسل کو
دوبارہ کرے **فصل** جنب پر آٹھ کام حرام ہیں اور سات چیزیں مکروہ ہیں اور آٹھ چیزیں جو حرام ہیں اس میں اول
نماز واجب اور سنت ہے نماز جنازہ کے سوا (۲) خانہ کعبہ کا طواف (۳) قرآن کی تحریر کو یا خدا کے یا کسی معصوم
کے نام کو چہاردہ معصوم سے چھونا جس تفصیل سے کہ وضو میں مذکور ہوا (۴) قرآن کا لکھنا جسکا ثبوت مشرق الشمسین میں
بیان ہوا ہے (۵) مکہ یا مدینہ کی مسجد میں داخل ہونا (۶) باقی مسجدوں میں ٹھہرنا (۷) سجدہ کی سورۃ کا پڑھنا کل یا جزوی
حتیٰ کہ ایک کلمہ اور وہ چار سورتیں ہیں اول سورۂ اقرا باسم ربک دوسری سورہ والنجم اذا ہوی تیسری سورہ حٰم
تنزیل من الرحمان الرحیم چوتھی سورہ الم تنزیل الکتاب (۸) کسی چیز کا مسجد میں رکھنا لیکن اگر کوئی چیز مسجد میں
ہو تو باہر لا سکتا ہے اور وہ سات کام جنکا کرنا جنب کو مکروہ ہے اول جلد قرآن یا اس کے حاشیہ کو چھونا (۲)
سات آیت سے زیادہ سجدہ کی سورتوں کے سوا کسی اور جگہ سے پڑھنا اور بعضے مجتہدین ہر جگہ سے قرآن پڑھنے
کو حرام جانتے ہیں (۳) قرآن کا ہاتھ میں اٹھانا خواہ بغل میں لینا خواہ گلے میں لٹکانا (۴) کچھ کھانا (۵) کچھ
پینا لیکن اگر کھانے پینے سے پہلے استنشاق کر لے تو کراہت برطرف ہو جائیگی (۶) نیل مہندی لگانا (۷)
تیل لگانا۔ **فصل** خون حیض اکثر گہرا سیاہ اور غلیظ اور بدبودار ہوتا ہے اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ بائیں
جانب سے نکلتا ہے اور نو سال پورے ہونے سے پہلے جو خون آتا ہے وہ حیض نہیں ہوتا اور اگر سن عورتوں کا
پچاس سال سے گذر جائے اور خون آئے اور وہ عورت قریش یا نبط کے قبیلہ سے نہ ہو تو وہ خون بھی حیض
نہ ہوگا لیکن اگر عورت ان دو قوم سے ہو تو سات برس تک ممکن ہے کہ اسکو حیض آئے اور جسوقت کنواری عورت
کو پہلی رات خون آئے اور معلوم نہ ہو کہ بکارت کا خون ہے یا دوسری قسم کا تو روئی رکھ کر نکال کر دیکھے اگر کل روئی
خون میں بھر جائے تو بکارت کا خون نہیں ہے اور اگر گرداگرد حلقہ وار کر خون لگا ہو تو بکارت کا خون ہے اور مجتہدین
میں اختلاف ہے کہ حاملہ عورت کو ایام آسکتے ہیں یا نہیں بعضوں کے نزدیک حمل میں ایام نہیں ہو سکتے کیونکہ خون
کا ایک حصہ چھاتیوں میں جا کر دودھ بنتا ہے اور دوسرا حصہ ناف کے رستے بچے کے پیٹ میں پہنچکر اس کی خوراک
ہوتا ہے پس کچھ بچتا نہیں کہ باہر آئے اور بعض کا یہ قول ہے کہ اگر مزاج عورت کا گرم ہو اور غذا خون کی پیدا
کرنیوالی کھائے تو ممکن ہے کہ جو حصہ شیر اور غذا سے زائد ہو معمولی طور سے باہر نکلے **فصل** جب تک عورت کو

کفارۂ مقاربت حیض

ایام جاری ہوں اسکو طلاق دینا صحیح نہیں جس تشریح سے کہ انشاء اللہ کتاب طلاق میں ذکر ہوگا اور اس سے مجامعت بھی قبل میں بالاتفاق حرام ہے لیکن خون بند ہونے کے بعد اور نہانے سے پہلے مقاربت کرنے میں خلاف ہے بعضے مجتہد حرام جانتے ہیں بعضے مکروہ اور احتیاط یہ ہے کہ غسل سے پہلے ہم بستر نہ ہو لیکن اگر کوئی شخص عین ایام میں مقاربت کرے تو بہت سے مجتہدوں کا مقولہ ہے کہ ابتدا میں ایسا فعل واقع ہو تو ایک مثقال شرعی سونا کفارہ میں دینا واجب ہے اور اگر وسط میں مرتکب ہوا تو نصف مثقال اور آخر میں چوتھائی مثقال اور بعضوں کے نزدیک یہ کفارہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے **فصل** حیض تین رات دن سے کم اور دس رات دن سے زیادہ نہیں ہوتا اور دو حیض کے درمیان کم سے کم دس رات دن کا فاصلہ ہونا چاہیئے پس جو خون تین رات دن سے کم اور دس رات دن کے بعد آتا ہے وہ حیض شمار نہیں کیا جاتا اور معلوم کرنا چاہیئے کہ خون کے باب میں عورت کی کچھ عادت مقرر ہے یا نہیں جس کی عادت مقرر نہیں اس کو پہلے پہل خون آیا ہے یا نہیں پس اگر خون دس دن سے بڑھ جائے اور عادت معمولی ہو تو فقط عادت کا زمانہ حیض ہے اور باقی زمانہ دوسری عادت تک حیض نہیں استحاضہ کا عمل کرے جس کا بیان بعد میں آئے گا اور اگر پہلی مرتبہ خون آیا ہے اور برابر چلا آتا ہے تو اس کو غور کرنا چاہیئے اگر اس کا خون بعض اوقات میں حیض سے ملتا ہے اور بعض میں نہیں تو اس کو لازم ہے کہ جن اوقات میں اس کا خون حیض سے مشابہ ہو نماز و روزہ کو ترک کرے اور جن اوقات میں مشابہ نہیں استحاضہ کا عمل کرے بشرطیکہ وہ اوقات جن میں خون حیض سے شبیہ ہے تین رات دن سے کم اور دس رات دن سے زیادہ نہ ہو اگر خون اس کا ہمیشہ ایک حالت پر ہو تو اس صورت میں اپنے ایام کی تعداد اپنے رشتہ داروں کے موافق قرار دے ددھیال کے موافق خواہ ننھیال کے موافق یعنی بہن اور پھوپی کی برابر یا خالہ اور ماموں کی اولاد کے موافق اور باقی ایام کو استحاضہ قرار دے اور اگر ان کی عادت مختلف ہو تو اکثر کی عادت پر عمل کرے اور اگر معلوم نہ ہو سکے کہ اکثر کی عادت کیا تھی یا اس کے رشتہ دار بھی نہ ہوں تو اپنی ہمجولیوں کی عادت پر عمل کرے جو اسکی بستی کی ہوں اور اگر وہ بھی مختلف ہوں تو ان میں اکثر کی عادت کو تلاش کرے اور اگر کثرت کا حال معلوم نہ ہو سکے تو ایک مہینہ میں تین روز حیض کے قرار دے ورنہ ایک مہینہ میں دس روز اور یا ہر مہینے میں سات دن اور باقی میں استحاضہ کا عمل کرے۔ **فصل** اگر عورت کی عادت مقرر تھی لیکن اب بھول گئی کہ اس کی عادت کسقدر تھی پس اگر شروع اپنی عادت کا یاد ہے مثلاً جانتی ہے کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ ایام شروع ہوتے تھے تو یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ پہلی اور دوسری اور تیسری حیض کا زمانہ ہے پس واجب ہے کہ ان تین تاریخوں میں نماز روزہ ترک کرے اور اگر عادت کا بیچ یاد ہے مثلاً جانتی ہے کہ پہلی تاریخ بیچ میں پڑا کرتی ہے تو ایک دن پہلے سے شروع کرے ایک دن بعد ختم کرے ان تین دنوں بالیقین ترک نماز روزہ کا اسپر واجب ہے اور اگر عادت کا اخیر یاد ہو مثلاً جانتی ہو کہ اخیر تاریخ چاند کے ایام ختم ہوتے تھے تو دو روز پہلے سے روزہ نماز ترک کرنا واجب ہوگا اور اگر یہ معلوم ہے کہ پہلی تاریخ ایام میں ہوا کرتی تھی مگر یہ یاد نہیں کہ اس روز سے شروع ہوتے تھے یا ختم یا بیچ کا دن تھا اس صورت میں فقط وہی ایک دن

احکام حیض

یقینی حیض کا دن ہے اس میں نماز روزہ کو ترک کرے ان چار صورتوں میں جس تاریخ پر ایام کا احتمال ہو لازم ہے کہ اسدن استحاضہ کا عمل کرے روزے نماز کو ترک نہ کرے **فصل** خون استحاضہ غالب اوقات سیاہ اور غلیظ نہیں ہوتا بلکہ زردی مائل ہوسکتا ہے اور نکلنے کے وقت سوزش اور گرمی بھی کم محسوس ہوتی ہے اور استحاضہ تین قسم پر ہے قلیلہ متوسطہ کثیرہ قلیلہ سے یہ مراد ہے کہ خون روئی کی دوسری طرف نہ پھوٹے اس قسم کا یہ حکم ہے کہ اس روئی کو بدل ڈالے اور ہر نماز کے واسطے وضو کرے اور متوسطہ سے یہ مراد ہے کہ خون روئی کو پھوڑ کر دوسری طرف نکل آئے مگر گدی کے باہر نہ ہو اس صورت میں بھی وہی کام کرنے پڑینگے جو قلیلہ میں گذرے اتنا کرنا ہوگا کہ گدی بدلنی پڑے گی اور ایک مرتبہ صبح کے وقت غسل کرنا پڑے گا اور کثیرہ اس کو کہتے ہیں کہ گدی کو بھی پھوڑ نکلے اس صورت میں علاوہ عمل مذکورہ کے دو غسل اور کرنے پڑینگے ایک ظہرین سے پہلے ایک مغربین سے پہلے اور جب تک اس عمل کو بجا نہ لائے مستحاضہ کی نماز صحیح نہیں اور قُبل میں اس سے مقاربت کرنا حرام ہے بعضے مجتہد مکروہ جانتے ہیں **فصل** نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو جنے کے وقت یا اس کے بعد جاری ہوتا ہے اور جو جنے سے پہلے آجائے اس کو نفاس نہیں کہتے اور نماز و روزہ مسجد میں ٹھیرنا وغیرہ کام جو حائض پر حرام ہیں زچہ پر بھی حرام ہیں اور اس سے مقاربت کرنے کی صورت میں کفارہ کا بھی وہی حکم ہے جو حیض میں بیان ہوا اور خون نفاس صاحب عادت کیلئے گنتی کی رو سے بھی ایام کے موافق ہے اور نفاس کا غسل بھی حیض کے غسل کے موافق ہے اور اگر کسی عورت کو مطلقاً جنے کی حالت میں خون نہ آئے تو اسپر غسل واجب نہیں اور انتہائے مدت نفاس کے باب میں مجتہدین کو باہم اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ دس روز سے زیادہ نہیں اور اگر جنے کے بعد ایک لحظہ خون آکر ٹھیر جائے اور پھر دسویں روز ایک لحظہ آکر رہ جائے تو اس صورت میں وہ کل دس دن نفاس کہلائیں گے پس اگر رمضان کا مہینہ ہو اور اس نے اول روز غسل کرکے ان دس روز میں نماز و روزہ کیا ہو تو بالکل باطل ہو جائے گا۔ چھ روزوں کی قضا دینی پڑے گی **فصل** غسل میت اور اس کے احکام میں پس معلوم کرنا چاہیئے کہ ایکسو چھبیس[۱۲۶] امر میت سے متعلق ہیں جانکنی کے وقت سے دفن تک کے وقت تک ازانجملہ ستائیس[۲۷] واجب ہیں اور اکہتر[۷۱] سنت اور چھبیس مکروہ اور دو حرام اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ جانکنی کے وقت سے غسل کے شروع تک پندرہ امر ہیں ایک واجب گیارہ سنت تین مکروہ واجب یہ ہے کہ اسکو روبقبلہ کریں یعنی چت لٹا کر اس کے تلوؤں کا رخ قبلہ کی طرف کر دیں اور وہ امر جو سنت ہیں ان میں سے پہلا حکم یہ ہے کہ اسکو کلمہ شہادتین اور اقرار امامت دوازدہ امام تلقین کریں اس عبارت سے یَا عَبْدَ اللّٰهِ اذْكُرِ الْعَهْدَ الَّذِيْ فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ وَاَنَّ الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِهٖ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ثُمَّ وَلَدُهُ الْحَسَنُ وَثُمَّ الْحُسَيْنُ ثُمَّ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ ثُمَّ مُحَمَّدُ الْبَاقِرُ ثُمَّ جَعْفَرُ نِ الصَّادِقُ ثُمَّ مُوْسَى الْكَاظِمُ ثُمَّ عَلِيُّ الرِّضَا ثُمَّ مُحَمَّدُ التَّقِيُّ ثُمَّ عَلِيُّ النَّقِيُّ ثُمَّ الْحَسَنُ الْعَسْكَرِيُّ ثُمَّ الْخَلَفُ الْمُنْتَظَرُ مُحَمَّدُ الْمَهْدِيُّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ

عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ عَلٰی هٰذَا اُحْیِیْتُ وَعَلٰی هٰذَا اَمُوْتُ وَعَلٰی هٰذَا اُبْعَثُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی اور اگر میت عورت کی ہو تو یَا عَبْدَ اللّٰهِ اُذْکُرُوا الْعَهْدَ کی جگہ یَا اَمَةَ اللّٰهِ اُذْکُرِی الْعَهْدَ کہے (۲) سورۂ یٰسین اور صافات اسکے پاس پڑہیں (۳) اگر جانکنی سخت ہو تو اسکو اسکی نماز پڑہنے کی جگہ لیجاکر لٹائیں جس سے جانکنی میں آسانی ہو (۴) بعد انتقال کے اسکے منہ اور آنکھوں کو بند کردیں (۵) تحت الحنک باندھیں کہ منہ نہ کھلا رہے (۶) دونوں ہاتھوں کو پسلیوں سے ملاکر پھیلا دیں (۷) میت کو کسی کپڑے سے ڈھانک دیں (۸) علاوہ یٰسین اور صافات کے جو ہوسکے اور بھی قرآن پڑہیں (۹) رات ہو تو چراغ روشن کریں (۱۰) مومنوں کو میت کے انتقال کی خبر دیں تاکہ وہ لوگ اس کے جنازہ پہ تجہیز و تکفین کیلئے شریک ہوں (۱۱) انتقال کے بعد میت کے اٹھانے میں جلدی کریں اور وہ تین کام جو مکروہ ہیں (۱) جنب یا حائض کو میت کے پاس آنا (۲) میت کے پیٹ پر لوہا رکھنا (۳) جنازہ کو تنہا چھوڑنا۔ **فصل** وہ پینتیس امر کہ غسل دینے کے وقت سے کفنانے تک میت کے متعلق ہیں انمیں بارہ واجب ہیں پندرہ سنت چھ مکروہ دو حرام وہ بارہ جو فرض ہیں ان ہیں (۱) یہ ہے کہ غسل کے وقت میت کے عورتین کو ستر کریں (۲) مرد کو مرد اور عورت کو عورت نہلائے البتہ بی بی اپنے میاں کو اور شوہر اپنی زوجہ کو نہلا سکتے ہیں اسی طرح آقا اپنی کنیز کو غسل دیسکتا ہے لیکن کنیز اپنے آقا کو غسل دے اس میں بعضے تامل کرتے ہیں اس بنا پر کہ وہ میت کی ملک سے نکل گئی ہے اور مرد تین برس کی لڑکی کو اور عورت تین برس کے لڑکے کو نہلا سکتی ہے بلکہ عورتین کے چھپانے کی بھی ضرورت نہیں اگر عورت کے نہلانے کو عورت میسر نہ ہوسکے تو میت کا رشتہ دار مرد جو اس کا محرم ہو اسکو نہلا سکتا ہے لیکن برہنہ نہ کرے یہی حکم مرد کے جنازے کا ہے (۳) ازالہ نجاست کے بعد اول آب سدر سے غسل دیں اس نیت سے کہ میں اس جنازہ کو بیری کے پتوں سے نہلاتا ہوں اسلئے کہ واجب ہے بتقرب خوشنودی خدا اور اس ارادے کے ساتھ ہی سر و گردن کا دہونا شروع کرے بعد اس کے داہنی جانب بعد اس کے بائیں جانب دہوئے بطریق غسل جنابت کے (۴) آب سدر کے بعد آب کافور سے اسی طریق سے غسل دیں (۵) آب کافور کے بعد خالص پانی سے غسل دیں (۶) غسل کے وقت میت رو بقبلہ ہو جسطرح پر جانکنی کی حالت میں بیان ہوا (۷) اگر بیری کے پتے یا کافور میسر نہ آئے تو ان کے عوض بھی خالص پانی سے نہلائیں (۸) اگر پانی میسر نہ ہو تو تین تیمم یعنی عوض ہر غسل کے ایک تیمم دینا چاہئے پہلے تیمم میں یہ قصد کرے کہ آب سدر کی عوض تیمم دیتا ہوں واجب تقرب بخدا اور دوسرے تیمم میں آب کافور کے عوض قصد کرے اور تیسرا تیمم بقصد آب خالص دے اور نیت کے ساتھ ہی اپنی دونوں ہتیلیوں کو خاک پر مارکر میت کی پیشانی مسح کرے اور دوسری مرتبہ ہاتھوں کو خاک پر مارکر میت کے ہاتھوں کو مسح کرے اول داہنے کو پھر بائیں کو (۹) غسل کا پانی پاک ہو (۱۰) پانی ہو گلاب وغیرہ نہ ہو (۱۱) غصبی نہ ہو (۱۲) تختہ اور وہ جگہ جس پر غسل دیں غصبی نہ ہو۔ **فصل** وہ پندرہ چیزیں کہ سنت ہیں اول جب میت کو غسل دینا چاہیں تو کرتہ چاک کرکے نکالیں لیکن وارث سے پوچھ کر اگر وارث کم سن یا مجنوں ہے پیرہن کا چاک کرنا جائز نہیں (۲) کپڑے نکالنے کیوقت میت کو کروٹ نہ دیں وہیں سیدہا لیٹے ہوئے اس کے نیچے سے

واجبات از غسل تا تکفین

مسنونات میت

نکال لیں (۳) میت کی انگلیوں کو آہستہ آہستہ سیدھا کریں (۴) غسل کیوقت بطریق حالت احتضار کے روبقبلہ ہو (۵) غسل کے پانی کے جمع ہونے کیلئے ایک گڑھا کھودیں (۶) غسل کے وقت میت کے اوپر چھت یا شامیانہ وغیرہ کچھ سایہ ہو (۷) میت کو غسل سے پہلے یا غسل کے بعد وضو بھی دیں اس وضو میں کلی اور ناک میں پانی دینا سنت نہیں (۸) غسال غسل کے وقت میت کی داہنی جانب رہے (۹) غسال ہر ایک غسل سے پہلے اپنے دونو ہاتھ کہنیوں تک دہو لیا کرے (۱۰) بیری کے پتوں کو پانی میں ملکر اس کے جھاگ سے میت کا سر دہوئیں (۱۱) میت کے عورتین کو غسل دینے سے پہلے اشنان سے دہوئے (۱۲) ہر غسل میں تینوں جانب کو تین تین مرتبہ دہوئیں۔ پہلے اور دوسرے غسل میں آہستہ آہستہ میت کے پیٹ پر ہاتھ پھیریں (۱۴) اگر میت جنب ہو تو اس کو غسل میت سے قبل یا بعد غسل جنابت دیں جس کا بیان پہلے بھی ہوا ہے اور یہ ارادہ کرے کہ میں اس میت کو غسل جنابت دیتا ہوں سنت قربۃً الی اللہ (۱۵) جب غسل سے فارغ ہو جائیں تو میت کے بدن کو خشک کریں۔

فصل وہ چھ امر جو مکروہ ہیں (۱) گرم پانی سے میت کو نہلانا (۲) ناخن تراشنا (۳) ڈاڑھی کے بالوں میں کنگھی کرنا (۴) سر کے بالوں میں کنگھی کرنا (۵) موئے زہار کو صاف کرنا (۶) غسل کے پانی کو پاخانہ کے نالے میں بہانا باقی وہ دو کام جو حرام ہیں یہ ہیں (۱) یہ ہے کہ اگر میت حج یا عمرے کا احرام باندھے ہو تو حرام ہے کہ اس کے غسل میں کافور ڈالیں (۲) حرام ہے کہ اس حالت میں کافور سے حنوط کریں۔

فصل وہ انتیس امر کہ غسل دینے کے بعد سے نماز پڑھنے کے وقت تک میت سے متعلق ہیں ان میں نو چیزیں واجب ہیں۔ بارہ سنت۔ آٹھ مکروہ پس وہ نو کہ واجب ہیں ان میں (۱) حنوط کرنا یعنی ان ساتوں اعضاء کو جن پر سجدہ کرتے ہیں ان پر کافور ملنا اور وہ اعضا یہ ہیں پیشانی دونوں ہتیلیاں دونو زانو دو انگوٹھے پاؤں کے (۲) کفن کے تین پارچے ہونے چاہئیں ایک لنگ ایک کفنی ایک چادر جو سر سے پاؤں تک تمام بدن کو گھیر لے جس کا لفافہ نام ہے (۳) ان تینوں کپڑوں میں سے کوئی کپڑا ریشمین نہ ہو خواہ میت مرد ہو یا عورت (۴) کفن سونے ... کے تاروں سے بُنا ہوا یا سیا ہوا نہ ہو (۵) پاک ہو (۶) غصبی نہ ہو (۷) ایسا باریک نہ ہو کہ بدن نمایاں رہے (۸) کفن میت کے حال کے مناسب ہو پس بعض میت کیلئے موٹا کپڑا واجب ہوگا اور بعض کے لئے مہین بیش قیمت لیکن اگر قرضہ میت کا اسکے ترکہ کے برابر ہو یا کم ہو تو قرض خواہوں کو اختیار ہے کہ اعلیٰ قیمت کے کفن دینے سے مانع آئیں (۹) عورت کا کفن شوہر کے ذمہ ہے اگرچہ وہ مالدار ہو لیکن تین شرط سے اول تو یہ کہ زوجہ نکاحی ہو متاعی نہ ہو دوسرے یہ کہ نافرماں بردار نہ ہو تیسرے یہ کہ شوہر کفن دینے پر قادر ہو پس اگر شوہر نادار ہو تو زوجہ کو اسی کے مال سے کفن دینگے۔ لیکن اگر مرد مر جائے تو اس کا کفن اس کی زوجہ پر واجب نہیں۔

فصل وہ بارہ چیزیں کہ سنت ہیں (۱) یہ کہ حنوط کا کافور تیرہ درہم شرعی اور ایک ثلث ہو اگر اس قدر میسر نہ آئے تو چار درم اگر اس قدر بھی نہ ہو تو ایک درہم بھی کافی ہے (۲) کافور کو ہاتھ سے ملکر باریک کریں کسی چیز پر پیسنا نہ چاہئے (۳) جو کافور حنوط سے بچ رہے اسکو میت کی چھاتی پر ڈالدیں (۴) دو ہری شاخیں خرما کی۔ خرما نہ ہو تو بیری

کی اگر بیری نہ ہو تو انار کی اور انار بھی نہ ملے تو ہرے بید کی اور ناچاری میں کسی اور درخت کی میت کے دائیں اور بائیں اس طریق سے رکھنی چاہئیں کہ داہنی طرف والی کفن کے اندر بدن سے ملاکر اور بائیں جانب کفن اوپر بغل میں رکھدیں اور درازی دونو لکڑیوں کی ہاتھ کی ہڈی کے برابر ہو اور دونو لکڑیوں کے سرے میت کی ہنسلی سے ملے رہیں (۵) کفن سوتی ہو اور قسم کا نہ ہو (۶) سفید ہو نگین نہ ہو (۷) جس دھاگے سے کفن کو سئیں کفن ہیں سے نکالیں (۸) مردے کے سر پر عمامہ لپیٹیں جس میں تحت الحنک ہو اور عمامہ کے دونوں سروں کو ٹھوڑی کے نیچے باندہ کر سینے پر ڈالیں (۹) ایک کپڑا ساڑھے تین ہاتھ لمبا میت کے دورانوں پر اس طرح سے لپیٹیں کہ اول اس کی جانب سے چاک کر کے میت کی کمر پر باندہ دیویں بعدہ اس کپڑے کو دونو رانوں کے بیچ میں لاکر ناف کے نیچے کو نکال کر دونو زانوؤں کو ملاکر اس میں لپیٹ دیں (۱۰) عورت کے لئے عمامہ کی عوض ایک اوڑہنی ہونی چاہئے (۱۱) ایک کپڑا کچھہ چوڑا لیکر عورت کے سینے پر باندہ دیں جس سے اس کی چھاتیاں ڈھک جائیں اور اس کے دونوں سروں کو کمر کے نیچے گرہ لگائیں (۱۲) زیادہ روئی عورت کے عورتین پر رکھیں اور اگر کوئی چیز جس سے زندوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے مُردے کے جسم سے باہر نکلے تو اس کو دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں اور جو وضو کرا دیا ہے وہی کافی ہے اور بعضے مجتہدین کا اس میں دوسری مرتبہ غسل دینے کا حکم ہے مگر یہ قول ضعیف ہے

فصل وہ آٹھ چیزیں جو مکروہ ہیں ان میں (۱) یہ کہ کفن کو لوہے کی چیز سے قطع کریں (۲) کفنی میں آستین رکھنا ہاں اگر میت کو اسی کے لباس میں کفن کریں تو آستینوں کا باقی رکھنا مکروہ نہیں لیکن مکروہ ہے کہ تکمہ گھنڈی لگائیں (۳) کفن کے ڈوروں کو تھوک سے تر کر کے بٹنا (۴) کفن کو خوشبو میں بسانا (۵) کتاں یعنی چھال کا کفن دینا (۶) قصب میں مثل قطنی وغیرہ کے کفن کرنا (۷) سیاہی سے کفن پر کچھہ لکھنا (۸) آنکھہ اور کانوں میں کافور ڈالنا۔ واضح رہے کہ اگر حاملہ عورت کا انتقال ہو جائے اور بچہ اس کے شکم میں زندہ ہو تو واجب ہے کہ میت کے شکم کو بائیں جانب سے چاک کر کے بچے کو نکال کر میت کے شکم کو ٹانکیں لگائیں اور اگر ماں کے پیٹ میں بچہ مرجائے اور ماں زندہ ہو اور ثابت نکالنا ممکن نہ ہو تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالیں پس اگر چار مہینہ کا بچہ ہو تو اسکو معمولی طور سے غسل دیں اور وہی تین پارچہ کا کفن دینا چاہئے اور اگر چار مہینے سے کم ہو تو بے غسل دئے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں

فصل وہ مسائل جو کفن کے بعد سے دفن تک میت سے متعلق ہیں ۴۷ ہیں پانچ واجب ہیں تینتیس سنت نو مکروہ۔ پانچوں واجب یہ ہیں (۱) نماز پڑہنا جنازہ پر جسکا بیان نماز کے باب میں مذکور ہوگا (۲) اسکو زمین میں دفن کرنا اور اگر دریا میں مرے اور خشکی میں لیجانا دشوار ہو تو صندوق یا مٹکہ میں رکھکر اس کا سر مضبوط بند کر کے دریا میں ڈالدیں اور اگر صندوق وغیرہ میسر نہ ہو تو کوئی بھاری چیز جنازہ سے باندہ کر ڈال دیویں بہر صورت لحد کی طرح رو بقبلہ کر کے دریا میں ڈالدیں (۳) اسکو قبر میں داہنی جانب رو بقبلہ لٹادیں اس طرح کہ داہنی جانب قبلہ کو رہے لیکن اگر نصرانی عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں مسلمان کے نطفہ سے مرا ہوا بچہ ہووے تو دفن کے وقت عورت کی پشت قبلہ کی جانب کریں گے کہ شکم میں بچہ کا منہ پشت کی جانب ہوتا ہے (۴) میت اسطرح

پر دفن کریں گے کہ جانوروں سے اسکا بدن محفوظ رہے اور بدبو باہر نہ پھیلے (۵) قبر کی زمین مباح ہو پس اگر دفن کے بعد معلوم ہو کہ زمین غصبی ہے اور مالک زمین کسی طرح راضی نہیں ہوتا تو میت کو وہاں سے نکالکر دوسری جگہ دفن کرنا واجب ہے اور وہ تینتیس امر جو سنت ہیں ان میں سے (۱) یہ ہے کہ جو لوگ جنازے کے ساتھ جاتے ہیں جنازے کے پیچھے یا داہنے بائیں رہیں آگے نہ بڑھیں (۲) جنازے کے اٹھانے میں ترتیب کا خیال رکھیں یعنی اپنے داہنے شانے سے اٹھانا شروع کریں اور جنازہ کے پاؤں کی جانب کو کندھا دیتے ہوئے آخر میں میت کے بائیں شانے پر ختم کریں۔ جب کوئی جنازہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَۃِ وَقَھَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْنِیْ مِنَ السَّوَادِ الْمُخْتَرَمِ (۴) جہاں تک ہو نزدیک کے قبرستان میں دفن کریں ہاں اگر دور کے مقبرہ میں کوئی شخص صلحا اور اکابر دین سے دفن ہو تو کیا مضائقہ (۵) قبر کا گہراؤ بھی قد آدم ہو اور اگر چنبر گردن تک ہو تب بھی اداے سنت ہوجاتا ہے (۶) بغلی قبر کھودنا ہاں اگر نرم زمین ہو اور خوف قبر کے بیٹھ جانے کا ہو تو بغلی نہ کریں (۷) لحد قبلہ کی جانب کی دیواریں بناویں (۸) اس قدر فراخ ہو کہ جس میں آدمی بیٹھ سکے (۹) ایک لمحہ میت کو قبر کی پائنتی کی جانب رکھدیں بعد اسکے دو قدم اٹھا کر پھر ایک لمحہ رکھدیں بعد اسکے پھر ایک منزل دیکر قبر میں اتاریں اور اگر عورت کی میت ہو تو یہ تین منزلیں دینا سنت نہیں (۱۰) مرد کے جنازے کو سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور عورت کو دفعتًا برابر سے اتاریں (۱۱) جب عورت کو قبر میں اتاریں تو قنات یا چادر وغیرہ سے پردہ کرلیں (۱۲) جو شخص میت کے اتارنیکو قبر میں اترے سر و پا برہنہ ہو (۱۳) عورت کے جنازہ کا اتارنیوالا اسکا محرم ہو اور شوہر کل رشتہ داروں سے اولیٰ ہے اور مرد کے اتارنے کیلئے غیر شخص بہتر ہے (۱۴) جنازہ کو لحد میں رکھنے کیوقت یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ نَزَلَ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ افْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَاَلْحِقْہُ بِنَبِیِّہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْہُ اِلَّا خَیْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنَّا۔ اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو یہ دعا اس طرح پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَمَتُکَ وَابْنَۃُ عَبْدِکَ نَزَلَتْ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِھَا اَللّٰھُمَّ افْسَحْ لَھَا فِیْ قَبْرِھَا وَاَلْحِقْھَا بِنَبِیِّھَا اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْھَا اِلَّا خَیْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِھَا مِنَّا (۱۵) جاننا چاہیے کہ میت کے سر کے نیچے بطور تکیہ کچھ خاک رکھدیں (۱۶) میت کے رخسارے کے نیچے کچھ خاک کربلا رکھدیں (۱۷) کفن کی گرہ کھولدیں (۱۸) میت کا منہ کھولدیں (۱۹) میت کی پشت کی جانب ڈھیلہ رکھدیں کہ چت نہ ہوجائے (۲۰) میت کو اس عبارت سے تلقین کریں یَا عَبْدَ اللّٰہِ اُذْکُرِ الْعَھْدَ الَّذِیْ خَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنْ دَارِ الدُّنْیَا شَھَادَۃَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِّتْرًا حَیًّا قَیُّوْمًا دَائِمًا اَبَدًا لَّمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ خَاتَمُ اَنْبِیَائِہٖ وَسَیِّدُ رُسُلِہٖ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ وَاَنَّ عَلِیًّا صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِہٖ وَخَلِیْفَتُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ اَلْقَائِمُ بِاَمْرِہٖ وَاَنَّ الْاَوْصِیَاءَ مِنْ وُّلْدِہٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ

وَعَلِيًّا وَمُحَمَّدًا وَجَعْفَرًا وَمُوسٰى وَعَلِيًّا وَمُحَمَّدًا وَعَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْخَلَفَ الْمُنْتَظَرَ مُحَمَّدًا الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ حُجَجُ اللهِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ يَا عَبْدَ اللهِ اِذَا جَاءَكَ الْمَلَكَانِ الرَّسُوْلَانِ الْكَرِيْمَانِ يَسْئَلَانِكَ عَنْ رَبِّكَ وَعَنْ دِيْنِكَ وَعَنْ كِتَابِكَ وَعَنْ نَبِيِّكَ وَعَنْ اِمَامِكَ فَقُلْ وَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اَللهُ رَبِّيْ وَمُحَمَّدٌ نَبِيِّيْ وَالْاِسْلَامُ دِيْنِيْ وَالْقُرْاٰنُ كِتَابِيْ وَالْكَعْبَةُ قِبْلَتِيْ وَعَلِيٌّ اِمَامِيْ وَالْاَوْصِيَاءُ الْمَذْكُوْرُوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ اَئِمَّتِيْ وَحُجَجِيْ وَاَشْهَدُ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَالْقَبْرَ حَقٌّ وَسُؤَالَ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ وَالْبَعْثَ حَقٌّ وَالنُّشُوْرَ حَقٌّ وَالْحَسَنَاتِ حَقٌّ وَالْمِيْزَانَ حَقٌّ وَتَطَايُرَ الْكُتُبِ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ حَقٌّ وَالْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ الْمَوْقُوْفَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ تَعَالٰی اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو یَا عَبْدَ اللهِ اُذْكُرِ الْعَهْدَ کے عوض یَا اَمَةَ اللهِ اُذْكُرِي الْعَهْدَ کہے اور بجائے یَا عَبْدَ اللهِ اِذَا جَاءَكَ کے یہ کہے یَا اَمَةَ اللهِ اِذَا جَاءَكِ اور جَاءَكِ سے لیکر اِمَامَكِ تک ہر کاف کو زیر دیکر پڑھیں اور بجائے فَقُلْ لَا تَخَفْ کے فَقُوْلِيْ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ کہے (۲۱) کچی اینٹوں سے اور مٹی سے قبر کو بند کردیں (۲۲) لحد کے بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ صِلْ وَحْدَتَهٗ وَاٰنِسْ وَحْشَتَهٗ وَاٰمِنْ رَوْعَتَهٗ وَاَسْكِنْ اِلَيْهِ مِنْ رَحْمَتِكَ رَحْمَةً تُغْنِيْهِ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ فَاِنَّمَا رَحْمَتُكَ لِلظَّالِمِيْنَ اور اگر جنازہ عورت کا ہو تو (ہ) کی جگہ (ھا) پڑھے (۲۳) رشتہ داروں کے سوا کل حاضرین پشت دست راست سے مٹی دیں (۲۴) مٹی ڈالتے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے جائیں (۲۵) قبر کو چار انگشت کشادہ سے لیکر ایک بالشت تک بلند کرسکتے ہیں (۲۶) قبر کے اوپر ریت ڈالیں اور سرخ بالو کا زیادہ ثواب ہے (۲۷) کچھ نشان قبر کے سرہانے کھڑے کردیں (۲۸) قبر کے اوپر اس طریق سے پانی ڈالیں کہ سر کی جانب سے شروع کرکے پاؤں تک لیجا کر پھر سر کی جانب لاویں اور جو پانی بچ رہے اسکو بیچ میں چھڑک دیں اور پانی ڈالتے وقت اس کا لحاظ رہے کہ دھار نہ ٹوٹے (۲۹) پانی ڈالتے وقت روبقبلہ ہو (۳۰) پانی گرلنے کے بعد سب حاضرین قبر پر ہاتھ رکھکر انگلیوں کا نشان کردیں (۳۱) ہاتھ رکھنے کی حالت میں روبقبلہ ہوں (۳۲) سورۂ انا انزلنا سات مرتبہ پڑھیں بعد اسکے ایک مرتبہ یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَاَصْعِدْ اِلَيْكَ رُوْحَهٗ وَلَقِّهٖ مِنْكَ رِضْوَانًا وَاَسْكِنْ قَبْرَهٗ مِنْ رَحْمَتِكَ مَا تُغْنِيْهِ عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو (ہ) کی جگہ (ھا) کہیں (۳۳) میت کا وارث یا اور کوئی شخص اسکی اجازت سے حاضرین کے جانیکے بعد بلند آواز سے بطریق سابق تلقین پڑھے اور وہ تو امر جو مکروہ ہیں ان میں یہ ہیں (۱) عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا (۲) دو مردوں کا ایک تابوت پر لیجانا (۳) دو میتوں کا ایک قبر میں دفن کرنا (۴) تختہ وغیرہ کا قبر میں فرش کرنا (۵) عزیزونکا مٹی دینا (۶) قبر کی مٹی کے سوا دوسری مٹی قبر پر ڈالنا (۷) قبر کو ماہی پشت کرنا (۸) قبر کی دوبارہ مرمت کرنا (۹) قبر سے تکیہ لگانا اور قبر پر بیٹھنا اور چلنا یہ سب ہمیشہ کے لئے مکروہ ہے واضح رہے کہ اگر مردہ گورغریباں میں دفن کیا ہوا اور اتنا زمانہ گذر جائے جس میں یقین ہو جائے کہ مردہ خاک ہو جائے تو واجب ہے کہ قبر کا نشان مٹا دیں بلکہ زمین کے برابر کر دینا چاہیئے کہ اور لوگ وہاں دفن ہونے سے محروم نہ ہوں لیکن اگر میت کسی بزرگوار کی ہو تو اسکی قبر کا نشان باقی رکھ سکتے ہیں اس غرض سے کہ زندہ اسکی زیارت کے فیض سے محروم نہ رہیں

مکروہات میت

اور مُردوں کو اس کے قرب سے فائدہ پہنچے اور سنت ہے کہ میت کے رشتہ داروں کو پرسا اور تسلی دیں اور تعزیت کے وقت ان کے حق میں اس طرح پر دعا کریں جَبَرَاللّٰہُ وَهْنَكُمْ وَاَحْسَنَ عَزَاَكُمْ وَرَحِمَ مَوْتَكُمْ اور سنت ہے کہ تین دن تک میت والوں کے لئے کھانا بھیجتے رہیں اور مکروہ ہے ان کے ہاں کھانا کھانا۔ **تیسرا مقصد** تیمم کے احکام کے بیان میں جاننا چاہیئے کہ تیمم سے ۲۱۔ امر متعلق ہیں بارہ واجب اور سات سنت اور دو مکروہ پس جو بارہ کہ واجب ہیں ان میں (۱) یہ ہے کہ مکان تیمم غصبی نہ ہو جیسا کہ وضو میں مذکور ہوا (۲) جس چیز پر تیمم کریں وہ خاک ہو اسلئے بقول صحیح پختہ اینٹ اور پتھر وغیرہ پر تیمم درست نہیں (۳) تیمم کی مٹی پاک ہو (۴) غصبی نہ ہو (۵) خاک میں کوئی دوسری چیز آمیزنہ ہو اگر اس درجہ پر دوسری چیز کا ملاؤ ہوگا کہ جس سے خاک نہ کہلاوے تو اسپر تیمم درست نہیں (۶) تیمم کے اعضا تیمم کرنے سے پہلے پاک ہوویں (۷) نیت کرنا اس طرح پر کہ میں تیمم کرتا ہوں وضو کے بدلے نماز کے مباح ہونے کیلئے واجب قربتاً الی اللہ اور غسل کے تیمم کرنے میں بدلے غسل کا قصد کرے (۸) انگشتری اور انگشتانہ وغیرہ جو حائل ہو اسکو ہاتھ سے جدا کرے (۹) خاک پر ہاتھ مارنا نیت کے ساتھ ہووے (۱۰) دونوں ہاتھ سے پیشانی کو مسح کرنا بالوں کی حد سے لیکر ناک کی جڑ تک (۱۱) داہنے ہاتھ کی پشت کو بائیں ہتھیلی سے مسح کرنا (۱۲) بائیں ہاتھ کے اوپر داہنی ہتھیلی پھیرنا اور معلوم رہے کہ باہم مجتہدین میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ جو تیمم وضو کی عوض ہے اس میں ایک مرتبہ ضرب لگائے اور جو غسل کی عوض ہے اس میں دو مرتبہ یعنی ایکمرتبہ چہرہ کے لئے اور ایک دفعہ ہاتھوں کے لئے اور بعضے مجتہد لکھتے ہیں کہ جو تیمم وضو کی عوض ہے اسمیں بھی غسل کے تیمم کی طرح دو ضرب لگانی چاہئیں اور یہی قول صحیح ہے۔ **فصل** وہ سات امر جو تیمم میں سنت ہیں (۱) یہ کہ تیمم کی خاک خالص ہو یعنی اس میں کچھ ملا ہوا نہ ہو گو خاک ہونے سے خارج نہ ہووے (۲) تیمم کی مٹی اونچی جگہ کی ہو جیسے ٹیلہ (۳) خاک پر ہاتھ مارنے کیوقت انگلیاں جدا جدا ہوں (۴) خاک پر ہاتھ مارنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو جھٹک دے (۵) اگر کسی کا ہاتھ کٹ گیا ہو تو ہاتھ کے عوض ٹنڈ کو خاک پر لگا دے (۶) آخر وقت پر تیمم کرے گو معلوم ہو کہ آخر وقت میں بھی پانی میسر نہ ہوگا (۷) ہر نماز کیلئے علیحدہ علیحدہ تیمم کرے اگرچہ پہلا تیمم باقی ہو اور وہ دو امر جو مکروہ ہیں انمیں (۱) ریگ پر تیمم کرنا (۲) شور زمین پر تیمم کرنا۔ **دوسرا مطلب** اس طہارت کے مسائل کے بیان میں جسمیں نیت کرنے کی ضرورت نہیں اور جسکو ازالہ نجاست کہتے ہیں پس نجاست بارہ چیز سے ازالہ کیجاتی ہے اور ان بارہ کو شرع میں مطہرات کہتے ہیں (۱) پانی (۲) زمین (۳) دھوپ (۴) آگ (۵) استحالہ یعنی حقیقت کا بدلجانا صورت بگڑ جانا (۶) انتقال یعنی محل بدلجانا (۷) انقلاب یعنی صفت بدلجانا (۸) نقص یعنی مقدار گھٹجانا۔ (۹) اسلام (۱۰) زوال عین (۱۱) مسح یعنی پاک چیز سے پونچھنا (۱۲) تبعیت یعنی دوسرے کے ساتھ پاک ہونا ان بارہ مطہرات کے احکام تفصیل وار بیان کئے جاتے ہیں پس پانی کے احکام جو مطہرات میں اول درجہ کا مطہر ہے یہ ہیں کہ پانی یا مطلق ہے یا مضاف مطلق سے یہ مراد ہے کہ عرف اور عادت میں بدون کسی قید کے اسکو پانی کہہ سکیں اور آب مضاف سے یہ مطلب ہے کہ قید کے ساتھ پانی کہلائے جیسے گلاب اور آب غورہ یعنی انگور کا رس

اور آب مطلق یا جاری ہی یا غیر جاری ہے اسکی چار قسمیں ہیں پُورا کُر۔ کرّ سے کم۔ کُرّ سے زیادہ۔ اور کوئیں کا پانی۔ پس آب مطلق کی پانچ قسمیں ہوگئیں (۱) آب جاری اور شروع میں اس سے وہ پانی مراد ہے جو زمین سے ابلتا ہو اور عرف میں اسکو کنواں نہ کہتے ہوں اسکا حکم یہ ہے کہ نجاست ملنے سے یہ پانی نجس نہیں ہوتا اگرچہ کر سے کم ہو ہاں اگر رنگ یا بو یا مزہ پانی کا نجاست سے بدل جائے تو نجس ہوجائے گا اور آب باراں برسنے کی حالت میں آب جاری کے حکم میں ہے اور حمام کے حوض کا پانی بھی اگر مادہ اور خزانہ سے اتصال رکھتا ہو اور وہ خزانہ کر سے کم نہ ہو تو آب جاری کے حکم میں ہے **فصل** آب کر وہ پانی ہے جس کی پیمائش طول و عرض و عمق میں بیالیس بالشت پوری اور آٹھواں حصہ کم ایک بالشت اوسط درجہ کی بالشتوں سے ہو اور وزن کی روسے بارہ سو رطل عراقی کے برابر ہووے اور ہر رطل اکیانویں درہم شرعی کا ہوتا ہے اور ہر درہم اڑتالیس جو میانہ کا پس عراق عرب کا رطل چھ ہزار دو سو چالیس جو کا ٹھہرا جس کی روسے ہر کر چوہتر لاکھ اٹھاسی ہزار جو میانہ کا ہوا جو نجاست کے ملنے سے جبتک اسکا رنگ یا بو یا مزہ بدل نہ جائے نجس نہیں ہوسکتا پس اگر کسی شخص کا ہاتھ خون میں آلودہ ہو اور وہ ایسے حوض میں جو پورا کر بھر ہو نہ زیادہ نہ کم اپنا ہاتھ ڈالدے تو وہ حوض نجس ہوجائے گا اس سبب سے کہ ہاتھ کی رنگت سے کسی قدر پانی کا رنگ ضرور بدل جائیگا اور باقی کر سے کم ہے پس وہ کل پانی نجس ہوجائیگا لیکن اگر کسی کا ہاتھ پیشاب سے نجس ہوا اور پیشاب خشک ہوجائے اور پھر وہ شخص اپنا ہاتھ ایسے حوض میں ڈالدے تو وہ حوض نجس نہیں ہوگا بلکہ اسکا ہاتھ پاک ہوجائیگا کیونکہ نجاست کی وجہ سے پانی میں کچھ تغیر نہیں آیا لیکن حوض کر سے زیادہ ہے اور خون کے قطرے اس میں گر جائیں اور کچھ پانی اس سے رنگین ہوجائے تو اس صورت میں تخمینہ کرنا چاہیئے کہ اگر صاف پانی بقدر کُر کے باقی رہ گیا ہے تو وہ کل پانی پاک ہے اور اگر کم ہے تو نجس ہے اور اگر ایسے حوض میں جو بے کم و زیادہ ایک کر ہو کتے کا بال جا پڑے اور کوئی شخص مثلاً پیالے سے اس بال کو پانی سے جھٹ سے اٹھالے تو پیالہ کے اندر کا رُخ اور وہ پانی جو اس کے اندر ہے نجس ہوجائیگا اور باہر کا رخ اور باقی کر کا پانی پاک رہیگا اور اگر وہ بال پیالہ میں نہ آیا تو الٹا معاملہ نظر آئیگا یعنی پیالہ کے اندر سے مع اس پانی کے جو اس میں ہے پاک ہے اور باہر کا رخ اور باقی پانی کُر کا یعنی وہ پانی جو کر سے کم ہو وہ نجاست کے ملنے سے نجس ہوجاتا ہے اگرچہ رنگ یا بو یا مزہ میں فرق نہ آیا ہو۔ **فصل** کنوئیں کے پانی کے بارے میں مجتہد مختلف ہیں بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک رنگ یا بو یا ذائقہ نہ بدلے کنواں نجس نہیں ہوتا اور بعضے کہتے ہیں کہ نجس ہوجاتا ہے گو کچھ تغیر نہ ہو اور بعضوں کا قول ہے کہ اگر ایک کر کی مقدار پانی ہے یا زیادہ تو کنواں بدون تغیر کے نجس نہیں ہوتا اور اگر کُر سے کم ہے تو نجس ہے اگرچہ متغیر نہ ہووے ان قولوں میں پہلا قول قوی ہے اور ان مجتہدین کے نزدیک جو نجاست کے قائل ہیں واجب ہے کہ اگر اونٹ کنوئیں میں گر کر مر جائے یا بیل یا شراب یا بوزہ یا منی یا خون حیض یا استحاضہ یا نفاس کا خون گر جائے تو کل پانی نکالیں اگر کل پانی توڑنا نہ ہوسکے ہو تو چار آدمی باری باری پانی نکالیں دو دو آدمی ملکر کھینچیں جب یہ دونوں تھک جائیں تو دوسرے دونو کھینچنے لگیں اسی طرح ہر طلوع فجر سے غروب آفتاب تک۔ اور اگر گھوڑا یا گدہا یا گائے کنوئیں میں گر کر مر جائے تو ایک کُر پانی

نکالیں اور آدمی کے مرنے پر ستر ڈول مرد ہو یا عورت جوان ہو یا بچہ لیکن کافر کے مرنے میں اختلاف ہی بعضے مجتہد کل پانی نکالنا واجب جانتے ہیں باقی عالم اس میں بھی ستر ڈول کافی جانتے ہیں اور اگر تازہ پاخانہ یا بہت سا خون مثلاً اسقدر خون جتنا بکری کے ذبح کرنے سے نکلتا ہے کنوئیں میں گرجائے تو پچاس ڈول نکالیں اور جو تھوڑا سا خون گرجائے جیسے کبوتر کے ذبح سے نکلتا ہے تو دس ڈول نکالیں یہی حال خشک پاخانہ کا ہے اور اگر چوہا گر پڑے اور مرکر پھٹ جائے یا کتا گر کر زندہ نکل آئے تو سات ڈول نکالیں اور اگر چوہا پھٹا پھولا نہ ہو تو تین ڈول اور اگر خرگوش یا لومڑی یا بھیڑ یا یا سور یا کتا یا بلی کنوئیں میں گر کر مرجائے تو چالیس ڈول نکالیں اور اگر مرد کا پیشاب کنوئیں میں گرے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر چڑیا گر کر مرجائے تو ایک ڈول نکالنا چاہئے اور جو پانی مضاف ہو جیسے کسی چیز کا پانی جیسے گلاب عرق بید مشک رس وغیرہ وہ لبقور نجاست سے متصل ہونیکے نجس ہوجاتا ہے اگرچہ دس کُر ہو اور وضو اور غسل اس سے صحیح نہیں اس میں کل مجتہدوں کا اتفاق ہے ابن بابویہ کے سوا کہ وہ کل کے برخلاف وضو اور غسل گلاب سی تجویز کرتے ہیں (۲) مطہر زمین ہے کہ جوتہ کی تلی اور پاؤں کے تلوے کو پاک کرتی ہے اور اگر کسی کا پاؤں کٹ گیا ہو اور لکڑی کا پاؤں لگا رکھتا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے (۳) مطہر آفتاب ہے یہ نجس زمین اور صف اور چٹائی کو خشک کرنے کے بعد پاک کر دیتا ہے ایسے ہی ہر چیز کو جسکا رہنا اٹھانا نہیں ہوسکتا جیسے درخت اور درخت پر لگے ہوئے پھل کو اور چوکھٹ کو اور ان جالیوں کو جو عمارت میں لگی ہوں پاک کرتا ہے اور اگر نجس مٹی سے بطریق گوندے کے دیوار بنائیں اور آفتاب اسکے ایک رخ پر پڑے اور اس کل دیوار کو خشک کر دے تو دوسرے رخ اور اندر سے بھی پاک ہوجائیگی (۴) مطہر آگ ہے اور وہ جس چیز کو جلا کر کوئلہ یا راکھ بنا دے وہ چیز پاک ہوجائیگی لیکن اگر نجس مٹی سی اینٹ یا برتن بنائیں اور ان کو پکائیں تو طاہر ہونے میں اختلاف ہے شیخ طوسی علیہ الرحمۃ کا یہ قول ہے کہ یہ دونوں بھی پاک ہوجاتے ہیں یہ قول قوی ہے (۵) مطہر استحالہ یعنی نجس چیز کی صورت اور نام کا بدل جانا مثلاً منی سے طاہر حیوان پیدا ہوجائے یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بنجائے (۶) مطہر انتقال یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا جیسے آدمی کا خون مچھر کے پیٹ میں جاکر (۷) مطہر انقلاب جیسے شراب سرکہ ہوجائے (۸) نقص جیسے انگور کا رس ابال کھا کر نجس ہوجاتا ہے اور جب اسکی دو تہائی جلجائے تو پاک ہوجاتا ہے (۹) اسلام اور وہ کافر کو نجاست کفر سے پاک کرتا ہے (۱۰) زوال عین یعنی اصلی نجاست کا صاف ہوجانا جیسے گھوڑے کا منہ یا ہاتھ پاؤں خون میں بھر جائے تو جسوقت صاف ہوجائیگا پاک ہوجاتا ہے (۱۱) پاک چیز سے پونچھنا اور یہ پاخانہ کے باب میں ہے کہ جب ڈھیلوں سے یا تین ٹھیکرے وغیرہ سے بشرطیکہ پاک ہوں پونچھ ڈالیں تو مخرج پاک ہوجاتا ہے (۱۲) تبعیت جیسے کافر حربی کا بچہ اسیر ہوکر مسلمانوں کے پاس رہنے سے پاک شمار ہوتا ہے ایسے انگور کا شیرہ پکانے سے جو دیگ اور چمچہ اور طباخ کے کپڑے نجس ہوجاتے ہیں جب شیرہ پکتے پکتے دو تہائی جلکر پاک ہوجاتا ہے تو اس کے ساتھ یہ سب بھی پاک ہوجاتے ہیں۔

فصل نجاستیں کل گیارہ ہیں (۱) بول (۲) پاخانہ بشرطیکہ یہ ایسے جاندار کے ہوں جسکا گوشت کھانا حرام ہو اور خون دھار بندھ کر نکلے (۳) خون اس حیوان کا جسکا خون جہندہ ہو خواہ حلال گوشت ہو خواہ حرام مگر جو خون ذبح کے

بعد حیوان کے گوشت میں باقی رہتاہے بعد نکلجانے اس خون کے جو ذبح کیوقت معمولی طور پر نکلجاتا ہے وہ پاک ہے بلکہ اسکا کھانا بھی حلال ہے (۴) منی اس جانور کی جسکا خون نجس ہے (۵) کتا دریائی کتے کے سواکہ وہ گو حرام ہے مگر پاک ہے (۶) سور، دریائی سور کے سواکہ دریائی سور کا حکم دریائی کتے کا ہے اور اگر کتا بھیڑ پر چڑھ جائے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ اگر کتے کے مشابہ ہے تو نجس ہے اور اگر بھیڑے سے مشابہ ہے یا اپنی صورت پر ہے تو پاک ہے لیکن اگر کتا سوری پر چڑھے تو ان کا بچہ جو کتے اور سور سے مشابہ نہ ہو اسکی نجاست میں اختلاف ہے احتیاط یہی ہے کہ اسکو نجس سمجھیں (۷) کافر ذمی ہو خواہ حربی اہل کتاب ہو یا بے کتاب لیکن کچھ مجتہد یہود و نصارے کو پاک جانتے ہیں مگر یہ رائے ضعیف ہے (۸) ہر نشہ کی چیز جو اصل میں پتلی ہو اور شیخ ابن بابویہؒ کے نزدیک جس کپڑے میں شراب لگی ہو اس سے نماز جائز ہے اور جس گھر میں شراب ہو اس میں ناجائز ہے (۹) انگور کا شیرہ جوش کھانے کے بعد جبتک دو تہائی اسکا جلکر کم نہ ہو جائے (۱۰) بوزہ گو اس میں نشہ نہ ہو (۱۱) مردہ یا جاندار جسکا خون زندگی میں جہندہ ہو حلال ہو یا حرام اور جمیع اجزا مُردے کے نجس ہیں الا وہ جزو جو بحس ہو جیسے بال اور ہڈی اور سینگ اور سم۔ نجس العین کے یہ جزو بھی نجس ہیں اور سیّد مرتضیٰ کا یہ قول ہے کہ نجس العین کے بھی ایسے اجزا نجس نہیں یعنی سور کتے کے بھی بال اور ناخن وغیرہ پاک ہیں مگر کوئی اور مجتہد اس رائے میں شریک نہیں **فصل** اگر کتا کسی برتن کو چاٹ لے اور آب قلیل سے اسکو پاک کرنا چاہیں تو اول اسپر مٹی ملیں مٹی ملنے کے بعد دو مرتبہ پانی سے دہوئیں اور اگر خاک میسر نہ ہو تو بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جو چیز مثل خاک ہو جیسے بھوسی اسکو بجائے خاک کے ملیں اور بعض کہتے ہیں کہ خاک کی عوض بھی پانی سے دہوئیں اور اگر اسی برتن کو کر وغیرہ آب کثیر یا آب جاری میں پاک کریں تو مانجھنے کے بعد ایک مرتبہ غوطہ دینا کافی ہے اور بعض مجتہدوں کے نزدیک آب کثیر میں اگر پاک کریں تو مٹی سے مانجھنے کی بھی ضرورت نہیں لیکن پہلا قول صحیح تر ہے اور اگر سور کسی برتن کو چاٹ لے تو بعض مجتہد فرماتے ہیں کہ سات مرتبہ اس برتن کو دہونا چاہیئے اور بعضوں کے نزدیک اسکا حکم بھی کتے کے چاٹنے کے برابر ہے۔ **فصل** اگر کوئی کپڑا پیشاب سے نجس ہو جائے تو اسکو آب قلیل سے دہونا چاہیئے اور اگر بچہ شیرخوار کا پیشاب لگا ہے تو ایک دفعہ پانی بہا دینا کافی ہے نچوڑنے کی بھی ضرورت نہیں لیکن اس میں تین شرطیں ہیں (۱) یہ کہ وہ بچہ لڑکا ہو لڑکی نہ ہو (۲) اسکی غذا غالبًا دودہ ہو (۳) اس کا سن دو برس سے کم ہو اور اگر پیشاب ایسے بچہ کا نہ ہو تو ایک دفعہ پانی ڈالنے کے بعد دوبارہ پانی ڈالنا اور پھر نچوڑنا چاہیئے اور اگر پیشاب کے سوا کوئی اور نجاست ہے تو ازالۂ عین نجاست کے بعد ایک دفعہ دہو کر نچوڑ دینا کافی ہے اور دوبارہ دہونے کی حاجت نہیں۔ لیکن اگر کُر یا آب جاری میں پاک کریں تو نجاست اتارنیکے بعد ایک دفعہ ڈبو دینا کافی ہے نچوڑنا لازم نہیں اور اگر پوستین یا توشک یا تکیہ یا کوئی اور سخت چیز مثل ان کے آب قلیل سے پاک کرنا چاہیں تو نچوڑنے کی ضرورت نہیں فقط دبانا اور ملنا کافی ہے اور معلوم رہے کہ کپڑے میں اگر ایسی نجاست لگے جو رنگ رکھتی ہے جیسے خون اور دہونے پر اسکا رنگ نہ جائے تو وہ حصہ پاک ہے رنگ کا چھوٹنا لازم نہیں **فصل** اگر مٹکا یا ہنڈیا یا کٹورہ وغیرہ کو آب قلیل سے پاک کرنا چاہیں تو اسکا یہ طریقہ ہے کہ تھوڑا سا پانی

اس میں ڈالکر ہلاویں کہ سب جگہ پہنچ جائے پھر اس پانی کو گرا کر اور پانی ڈالکر اس برتن کو کھنگال لیں اور اگر نجس برتن زمین میں گڑا ہووے جیسے سقاوہ کا مٹکا تو اس کا اکھاڑنا ضرور نہیں اسی طرح گڑے ہوئے کو پاک کر سکتے ہیں اور اگر کسی قدر پانی اسکے تلے میں رہجائیگا اسکو کپڑے یا روئی وغیرہ سے صاف کردیں اور جاننا چاہیئے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کچھ کھانا یا کچھ رکھنا حرام ہے مرد کو بھی اور عورت کو بھی لیکن وہ کھانا پانی وغیرہ جو اس برتن میں ہے حرام نہیں ہوجاتا فقط بقصد کھانے کے اس برتن میں سے اٹھانا حرام ہے۔ اگر اس میں سے نکال کر دوسری چیز میں رکھکر کھائیں تو حلال ہے اور سونے چاندی کے آفتابے سے ہاتھ منہ دہونا بھی حرام ہے ایسا ہی سونے اور چاندی کے لگن سے اپنے اوپر یا دوسرے پر یا کسی جگہ پر پانی گرانیکا بھی حکم ہے ایسے ہی سونے چاندی کی دوات سے کچھ لکھنا یا سنہری روپہلی سرمہ دانی سے سرمہ لگانا حرام ہے لیکن سونے چاندی کا قلم اور سلائی حرام نہیں اور اگر سونے چاندی کے پتر چڑھے ہوئے کوزے یا لگن سے پانی پیوے تو واجب ہے کہ اپنے ہونٹ کو سونے چاندی کو نہ لگنے دے اور اگر سونے کا جھول تانبے کے برتن پر پھرا ہو تو اسکو تپا کر دیکھیں اگر اس سے سونا حاصل ہو تو اسپر سونے کے برتن کا حکم ہوگا اور اگر مطلقاً سونا حاصل نہ ہو تو اسکے باب میں مجتہد مختلف ہیں صحیح یہ ہے کہ تانبے کے حکم میں ہے اور سونے چاندی کے حوض میں غسل کرنا بھی صحیح نہیں ترتیبی غسل ہو یا ارتماسی لیکن اگر اس حوض کی زمین سونے چاندی کی نہ ہو تو اس میں غسل صحیح ہے۔ پہلا باب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تمام ہوا۔

دوسرا باب

واجبی اور سنتی نمازوں کے بیان میں اور اس میں ایک مقدمہ اور تین مطلب اور ایک خاتمہ ہے **مقدمہ** واضح ہو کہ فرض نمازیں بارہ ہیں (۱) نماز پنجگانہ جس کو نماز یومیہ بھی کہتے ہیں (۲) نماز جمعہ (۳) نماز عید رمضان (۴) نماز عید قربان (۵) نماز طواف خانہ کعبہ (۶) نماز آیات یعنی چاند گہن اور سورج گہن اور زلزلہ اور کالی اور لال آندہیوں وغیرہ آسمانی خوفناک چیزوں کی (۷) نماز جنازہ (۸) وہ نماز جو مس میت سے واجب ہو (۹) وہ نماز جو قسم سے واجب ہو (۱۰) وہ نماز جو عہد سے واجب ہو (۱۱) وہ نماز جو اجارہ سے واجب ہو (۱۲) باپ کی نماز جو بڑے بیٹے پر ادا کرنا واجب ہے اور سنتی نمازیں اس قدر ہیں کہ ان کی گنتی نہیں ہوسکتی اس کتاب میں ان میں سے ۲۴ نمازوں کا ذکر کیا جاتا ہے (۱) نماز نوافل یومیہ جو ہر شب و روز سنت ہیں (۲) وہ نماز جو حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے (۳) نماز حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی (۴) نماز حضرت فاطمہ علیہا السلام کی (۵) نماز جعفر طیارؑ (۶) نماز اعرابی (۷) نماز طلب بارش جسکو نماز استسقا کہتے ہیں (۸) نماز عید غدیر (۹) ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کی نماز (۱۰) ماہ رمضان کے نوافل (۱۱) نماز روزہ مبعث (۱۲) شب مبعث کی نماز (۱۳) روز مباہلہ کی نماز (۱۴) ہدیہ زیارت کی نماز (۱۵) نماز غائب (۱۶) رجب کی پندرہویں رات کی نماز (۱۷) شب برات کی نماز

(۱۸) عید کی رات کی نماز (۱۹) نماز غفیلہ (۲۰) سفر کے وقت کا دوگانہ (۲۱) نماز توبہ (۲۲) نماز ہدیہ میت (۲۳) نماز عاشورا (۲۴) نماز روز نوروز **پہلا مطلب** فرض نمازوں کے بیان ہیں اور اس ہیں نو مقصد ہیں **پہلا مقصد** نماز یومیہ یعنی پنجگانہ کے بیان ہیں جو ہر رات دن ہیں واجب ہیں ہر بالغ عاقل پر سوائے اس عورت کے جو حائض یا نفسا ہو معلوم کرنا چاہیئے کہ مقدمات نماز پنجگانہ کے یعنی وہ چیزیں جنکو نماز کے شروع سے پہلے عمل ہیں لانا چاہیئے چھ ہیں (۱) طہارت حدث اکبر و اصغر سے (۲) بدن اور لباس سے نجاست کا دور کرنا (۳) عورتین کا ستر کرنا (۴) مکان نماز کا ملاحظہ کرنا کہ نجس یا غصبی نہ ہو (۵) وقت نماز کا پہچاننا (۶) سمت قبلہ کو تحقیق کرنا ان چھ چیزوں ہیں سے پہلی دونوں چیزوں کا بیان اس کتاب کے پہلے باب ہیں تفصیل وار بیان ہو چکا ہے باقی چار چیزوں کو ہم چار مبحث ہیں بیان کرتے ہیں۔ **پہلا مبحث** عورتین کے ستر کے بیان ہیں اور وہ نماز ہیں واجب ہے خواہ کوئی دیکھنے والا ہو یا نہ ہو خواہ نمازی کا محرم ہو مثل بی بی اور کنیز کے خواہ نامحرم ہو پس اگر کوئی شخص اندھیری کوٹھری ہیں تنہا ہو اور برہنہ ہو کر نماز پڑھے اسکی نماز باطل ہے اور مرد پر فقط چھپانا قبل اور دبر اور خصیتین کا واجب ہے لیکن عورت پر تمام بدن کا چھپانا واجب ہے چہرہ اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے سوا لیکن کنیز پر سر اور پاؤں کا ڈھکنا واجب نہیں اور جاننا چاہیئے کہ وہ لباس جس ہیں آدمی نماز پڑھے اس سے ۲۷ مسئلے متعلق ہیں ۵ تو واجب ہیں اور ۷ سنت اور پندرہ مکروہ پس وہ پانچ جو واجب ہیں انہیں (۱) یہ ہے کہ لباس غصبی نہ ہو (۲) یہ کہ خالص ریشم نہ ہو کہ مرد کی نماز حریر محض ہیں جائز نہیں اور ابن بابویہؒ کے نزدیک عورت بھی ریشمی لباس ہیں نماز نہیں پڑھسکتی مگر یہ قول ضعیف ہے اور ضرورت ہیں مثلاً جاڑا شدت سے ہو یا لڑائی کا موقع ہو یا بدن ہیں جوئیں پڑ گئی ہوں تو ریشمی لباس ہیں مرد کی بھی نماز درست ہے (۳) سنہرا نہ ہو کہ مرد کی نماز سونا پہنکر باطل ہے (۴) پاک ہو لیکن چھ جگہ نجاست معاف ہے (۱) یہ کہ کوئی زخم یا پھوڑا جس سے خون بہتا ہو تو جب تک اس سے خون رواں رہیگا اسوقت تک اس خون بھرے لباس سے نماز صحیح ہے (۲) کسی کو پیشاب کا عارضہ ہو اور کپڑہ پاک نہ رہ سکے تو اسی کپڑے ہیں نماز صحیح ہے مگر ہر روز ایک مرتبہ دھو لینا واجب ہے (۳) جو عورت بچے کو رکھتی ہے خواہ بچہ لڑکا ہو خواہ لڑکی اور ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اس کے پاس نہ ہو اور اس کپڑے کو پیشاب یا پاخانہ بچہ کا لگ جائے تو اس عورت کی نماز اس کپڑے ہیں صحیح ہے مگر رات دن ہیں اسکو ایک مرتبہ طاہر کرے اور افضل یہ ہے کہ آخر وقت ہیں کپڑے دھو کر ظہر و عصر کو ملا کر پڑھے اور مغرب و عشا سے بھی اول وقت ہیں فارغ ہو جائے اس تدبیر سے چار نمازیں پاک لباس ہیں اسکو میسر آجائیں گی (۴) درہم بغلی سے کم جسکی مقدار انگوٹھے کے پورے کے برابر ہے اگر کپڑے یا بدن ہیں خون لگا ہو تو بغیر پاک کئے نماز ہو سکتی ہے لیکن اگر دوسری جگہ بدن کو یا کپڑے کو لگجائے یا حیض یا استحاضہ یا نفاس کا خون یا کتے یا سور یا کافر کا خون ہو تو ان ساتوں صورتوں ہیں بدن اور لباس کا پاک کرنا واجب ہوگا اگرچہ درہم سے کم ہو (۵) ایسا چھوٹا کپڑا جس سے عورتین کا ستر نہ ہو سکے جیسے ٹوپی بند موزہ ازاربند ان کی نجاست معاف ہے اگرچہ نجاست مغلظہ ہو

یعنی ان ساتوں خون میں سے کوئی لگا ہو جنکا ابھی ذکر ہوا ہے (۶) جس نجاست کے دور کرنے پر نمازی قادر نہ ہو مثلاً کپڑا ناپاک ہے لیکن جاڑے کی شدت سے اتار نہیں سکتا تو اس نجس کپڑے میں نماز ہو جائیگی۔ (۷) واجبات ستر یہ ہیں کہ ایسے حیوان کا چمڑا نہ ہو جسکا گوشت حرام ہو جیسے سمور اور لومڑی کا چمڑہ ایسے ہی ان جانوروں کے بال اور ان کا حکم ہے لیکن دو جانور ایسے ہیں جنکا گوشت حرام ہے اور پھر بھی انکے پوستین اور اُون میں نماز درست ہے ان میں سے ایک تو خز ہے جو دریائی جانور ہے اور دوسرا سنجاب ہے لیکن سنجاب کے بال اور کھال میں بعض مجتہد نماز کو منع کرتے ہیں اور سات امر جو سنت ہیں اور نمازی کے لباس سے متعلق ہیں ان میں (۱) تو یہ ہے کہ نمازی کا لباس سفید ہو (۲) نمازی کے تمام کپڑوں سے جو عمدہ اور خوب پاک ہو وہ ہو (۳) مشروع یعنی ریشم کا بانا بھی نہ ہو (۴) رنگین ہو تو ہلکے رنگ کا ہو گہرا رنگ نہ ہو (۵) سر پر عمامہ باندھے ہو (۶) عمامہ تحت الحنک بھی ہو (۷) نعلین عربی سے نماز پڑہنا اور وہ پندرہ امر جو مکروہ ہیں۔ (۱) تصویر دار کپڑے پر نماز پڑہنا (۲) ریشمین جائے نماز پر پڑہنا (۳) سیاہ لباس میں سوائے عمامہ اور موزے کے کہ ان دونوں میں نماز مکروہ نہیں (۴) کافر کے بنے ہوئے پائیے ہوئے کپڑے میں نماز پڑہنا (۵) کرتہ کے اوپر لنگی باندھکر نماز پڑہنا (۶) اس شخص کا کپڑا پہنکر جو نجاست سے پرہیز نہ رکھتا ہو (۷) اس شخص کا کپڑا پہنکر نماز پڑہنا جو پرایا مال مارنے سے پرہیز نہ کرتا ہو (۸) لوہے کی انگوٹھی پہنکر نماز پڑہنا (۹) بغیر ردا نماز پڑہنا (۱۰) عورت کو بدون گردن بند اور گلوبند کے نماز پڑہنا (۱۱) باجے والے جھانجن پہنکر نماز پڑہنا (۱۲) قبا کے بند لگا کر (۱۳) لوہا کھلا ہوا نمازی کے جسم یا لباس میں ہو (۱۴) زرد یا سرخ کپڑے میں مرد کو نماز پڑہنا (۱۵) چادر کے دونوں سرے بغل کے نیچے سے نکال کر ایک مونڈھے پر ڈال لینا۔ **دوسرا مبحث** مکان نماز کے بیان میں نماز کی جگہ سے ۳۵ امر متعلق ہیں دو حکم واجب چار سنت ۲۷ مکروہ اور دونوں واجب یہ ہیں (۱) یہ کہ نماز کی جگہ غصبی نہ ہو کیونکہ غصبی مکان میں نماز باطل ہے لیکن اگر مالک اجازت دے تو ہو جائیگی اسی طرح دوسرے کی ملک میں بدون اجازت کے صحیح نہیں اور اجازت کی چار قسمیں ہیں (۱) صریح یعنی مالک کہدے کہ میرے مکان میں نماز پڑھ لے (۲) ضمنی مثلاً کہدے کہ میرے گھر میں ٹھیر تو اس اجازت کے ضمن میں نماز کی اجازت بھی آگئی (۳) فحوائی مثلاً کوئی کسی کا مہمان ہو (۴) شاہد حال یعنی موقع سے معلوم ہو کہ مالک راضی ہوگا جیسے جنگل اور حمام اور سرائے کا حال ہے کہ قرینہ سے معلوم ہے کہ مالک کسی کے نماز پڑہنے کا مزاحم نہیں ہوتا (۲) نماز کی جگہ نجس نہ ہو اس قسم سے کہ اس کی ناپاکی نمازی کے بدن یا کپڑے کو سرایت کر جائے اگرچہ خون درہم بغلی سے کم ہو لیکن اگرچہ نماز کی جگہ نجس ہو اور خشک ہو کہ اسکی ناپاکی اثر نہ کرے تو نماز وہاں صحیح ہے البتہ نجس جگہ پر سجدہ نہیں ہو سکتا گو خشک ہو اور اسکی نجاست بدن اور کپڑے کو بھی نہ لگے اور وہ چار امر سنت کہ نماز کے مکان سے متعلق ہیں الا ہیں (۱) یہ ہے کہ نماز کی کل جگہ پاک ہو (۲) پیشانی کی جگہ کھڑے ہونیکی جگہ سے برابر ہو یا نیچی ہو بلند نہ ہو (۳) نماز کے آگے سترہ ہو اور سترہ سے مراد یہ ہے کہ دیوار یا کچھ اوٹ قبلہ کی جانب نمازی کے آگے ہو مگر نمازی کو اس چیز سے

دو یا تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر لاٹھی سامنے رکھ لے وہ بھی کافی ہے (۴) نماز واجب کو مسجد میں پڑھے خصوصاً مسجد الحرام و مسجد پیغمبرؐ میں اور حدیث میں آیا ہے کہ مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنا لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مسجد نبی میں ایک نماز پڑھنا دس ہزار نمازوں کی برابر ہے اور مسجد اقصیٰ اور مسجد کوفہ میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں ایک نماز سو نمازوں کی برابر ہے اور محلہ کی مسجد کی نماز ۲۵ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے اور بازار کی مسجد کا ثواب بارہ نمازوں کی برابر ہے لیکن عورتوں کی نماز مسجد سے گھر میں افضل ہے اور دالان سے اندر کی کوٹھڑی میں افضل ہے اور صحن کے مقابلہ میں دالان افضل ہے اور کوٹھے پر نماز پڑھنے سے صحن میں نماز پڑھنا افضل ہے اور فصیل دار کوٹھا بے پردے کی چھت سے افضل ہے اور ۲۷ حکم جو مکروہ ہیں (۱) حمام کے اندر نماز پڑھنا لیکن درجہ جامہ کن میں یعنی جس درجہ میں کپڑے اتارتے ہیں اور تحقیت پر مکروہ نہیں (۲) کشتی میں نماز پڑھنا جس صورت میں خشکی میں جانا ممکن ہو (۳) خانہ کعبہ کے اندر فرض نماز پڑھنا لیکن سنت مکروہ نہیں (۴) جس جگہ قرآن یا کتاب کھلی ہو یا کوئی کاغذ لکھا ہوا سامنے رکھا ہوئے جسکا خط نمایاں ہوئے سے (۵) جس جگہ سامنے چراغ جلتا ہو یا آگ روشن ہو (۶) جس جگہ کوئی عورت سامنے لیٹی ہو گو نمازی کی طرف پشت کئے ہوئے ہو اور گو محرم بھی ہو (۷) جس جگہ کوئی شخص روبرو ہو (۸) جس جگہ کوئی ہتھیار بے غلاف سامنے رکھا ہو (۹) جس گھر میں آتش پرست ہو اور جس گھر میں یہودی یا نصرانی ہو اس میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں (۱۰) جس گھر میں کتا ہو (۱۱) کھلے ہوئے دروازے کے سامنے (۱۲) گورستان میں (۱۳) طویلہ وغیرہ میں جہاں جانور بندھتے ہوں (۱۴) جس جگہ نشہ رکھا ہو (۱۵) اناج کے ڈھیر پر گو اسپر مٹی لپٹی ہوئی ہو (۱۶) جس مکان میں اکثر آگ جلتی رہے جیسے باورچی خانہ اور حمام کی بھٹی اگرچہ نماز کیوقت آگ نہ ہو (۱۷) بدون اسکے کہ بیچ میں کچھ پردہ ہو یا دس ہاتھ کا فاصلہ عورت کے برابر یا پیچھے کھڑے ہو کر مرد کو نماز پڑھنا محرم ہو یا نامحرم ہاں اگر عورت مرد کے پیچھے ہو تو کراہت نہیں اور اوٹ یا فاصلہ کی بھی ضرورت نہیں اور بعضے مجتہد اس مسئلے پر لکھتے ہیں کہ اگر عورت مرد ساتھ تکبیر کہیں گے تو دونوں کی نماز باطل ہوگی ورنہ جس نے بعد میں نیت کی ہے اس کی نماز باطل ہوگی (۱۸) اس خاک پر نماز پڑھنا جس کو چیونٹی اپنے سوراخ سے نکال کر باہر ڈالتی ہے (۱۹) ذبح گاہ میں (۲۰) شور زمین میں (۲۱) برف پر نماز پڑھنا (۲۲) پانی کے بہاؤ کی جگہ گو اس وقت پانی نہ ہو (۲۳) ریگ رواں پر (۲۴) سڑک کے گولہ پر (۲۵) لالہ کے کھیت میں (۲۶) تصویر دار مکان میں (۲۷) اونٹوں کے پڑاؤ میں اگرچہ اسوقت اونٹ موجود نہ ہوں

فصل مسجد کے بنانے میں اور اس کے احکام میں واضح ہو کہ مسجد کی بنیاد رکھنا اور تعمیر کرنا بہت بڑا ثواب ہے جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص مسجد کی بنیاد ڈالے حقتعالی اسکے لئے بہشت میں مکان تعمیر کراتا ہے اسی طرح تعمیر مسجد کے ثواب کے بیان میں اور بہت سی حدیثیں ہیں پس جاننا چاہئے کہ ۴۰ امر مسجد سے متعلق ہیں ۱۲ سنت اور سترہ مکروہ اور گیارہ حرام پس بارہ مسنون یہ ہیں (۱) مسجد کی عمارت میانہ ہو نہ بہت پست اور نہ بہت بلند (۲) طہارت کا مقام مسجد کے باہر دروازہ پر ہو

مکروہات نماز

تعمیر و احکام مسجد کے احکام

(۳) مسجد میں جانے کے وقت داہنا پاؤں داخل کرے اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں مقدم کرے
(۴) مسجد میں جانے سے پہلے اپنے جوتہ کو ملاحظہ کرلے مبادا نجس ہو (۵) داخلے کے وقت یہ دعا پڑھے۔
بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَصَلَوَاتُ اللّٰہِ وَصَلَوَاتُ مَلَائِکَتِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِمْ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ (۶) نکلتے وقت بھی یہی دعا پڑھے (۷)
باوضو مسجد میں جانا (۸) داخل ہوکر تعظیم مسجد کا دوگانہ ادا کرے (۹) مسجد میں کثرت سے جانا اور مسجد کو خوشبو دار
کرنا (۱۰) مسجد میں قبلہ رو بیٹھنا اور خدا کی حمد بجالانا اور نبیؐ پر درود بھیجنا اور اپنی حاجت طلب کرنا (۱۱) مسجد
میں چراغ جلانا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ جو مسجد میں چراغ روشن کرے اسکے لئے تمام
فرشتے اور حاملان عرش استغفار کرتے رہیں گے جبتک وہ چراغ روشن رہیگا (۱۲) مسجد میں جھاڑو دینا
خصوصاً جمعرات کے دن اور جمعہ کی رات میں جناب موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ جو شخص
جمعرات یا شب جمعہ کو مسجد میں جھاڑو دے اور اسقدر کوڑا جسقدر سرمہ آنکھوں میں ڈالتے ہیں مسجد سے باہر نکالے
حقتعالیٰ اسکے تمام گناہ بحل فرماتا ہے اور وہ سترہ امر مکروہ جو مسجد سے متعلق ہیں ان میں سے (۱) امر یہ ہے کہ
مسجد کی دیوار پر چھجہ لگانا (۲) مسجد میں پکار کر بولنا (۳) شمشیر غلاف سے نکالنا (۴) شعر پڑھنا (۵) سونا (۶)
خرید و فروخت کرنا (۷) دنیا کی باتوں کا تذکرہ کرنا (۸) بچوں اور مجنونوں کو اندر جانے دینا (۹) پیشاب یا پاخانہ کے
بعد مسجد میں بیٹھ کر وضو کرنا (۱۰) ناف سے زانو تک مسجد میں برہنہ کرنا (۱۱) مسجد کے اندر سزا جاری کرنا (۱۲) مسجد کی
دیوار و منبر پر گلکاری کرنا (۱۳) مسجد میں تھوکنا۔ سنک ڈالنا۔ (۱۴) لہسن یا پیاز یا اور بدبودار چیز کھا کر اندر جانا (۱۵)
مسجد کو مکتب خانہ قرار دینا (۱۶) مسجد میں بیٹھکر کوئی کاروبار کرنا خصوصاً سر منڈانا (۱۷) مسجد میں فارسی یا ترکی
یا ہندی وغیرہ بولنا۔ اور وہ گیارہ امر کہ حرام ہیں (۱) مسجد کو سونے سے نقاشی کرنا (۲) مسجد کے کنکر پتھر باہر پھینکنا
(۳) کوئی نجس چیز مسجد میں لیجانا بشرطیکہ مسجد کو نجس نہ کرے (۴) جنب اور حائض اور نفسا کا مسجد میں ٹھیرنا (۵)
مسجد کا فرش کسی دوسری جگہ بچھانا (۶) مسجد میں کسی چیز کو پاک کرنا اگرچہ مسجد کے حوض کر یا نہر میں ہو (۷) مسجد
کی زمین اپنے مکان میں یا راستہ میں ملالینا (۸) مسجد کو قبرستان بنانا (۹) جاندار کی تصویر مسجد کی دیوار پر کھینچنا
(۱۰) مسجد کا مصالحہ جو گرجائے اور قابل تعمیر نہ رہے دوسری جگہ لگا دینا (۱۱) مسجد کے اندر درخت لگانا۔
تیسرا مبحث وقت کی شناخت میں واضح ہو کہ نماز صبح کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے آفتاب کے
طلوع تک رہتا ہے اور ظہر کا وقت سایہ کے دوبارہ بڑھنے پر ہوتا ہے جو ان ملکوں کی حالت ہے یا نابود ہوکر
دوبارہ پیدا ہوسکنے پر جیسے کہ معظمہ وغیرہ ملکوں میں ہوتا ہے اور اس وقت کو زوال کہتے ہیں اور عصر کا اول وقت
زوال سے اتنی مہلت کے بعد جس میں نمازی ظہر ادا کرسکے شروع ہوتا ہے پس اگر نمازی باوضو اور مقیم ہو تو چار
رکعت کے برابر وقت گذرنے پر عصر کا وقت داخل ہوگا اور اگر بے وضو یا بے غسل ہو تو طہارت اور چار رکعت
کے برابر وقت گذرنے پر اور اگر مسافر با وضو ہو تو بقدر دو رکعت کے اور اگر ناپاک ہو تو بقدر پاکی اور دو رکعت کے

زوال کے بعد چھوڑکر عصر کا وقت ہے اور جب غروب آفتاب میں عصر کی نماز کے لائق وقت باقی ہو ظہر کا وقت آخر ہو جائیگا لیکن ہر نمازی کی حالت کے موافق جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے اور یہ حصہ وقت کا عصر سے مخصوص ہے جسطرح زوال کے بعد بقدر ادائے ظہر کے ظہر سے مخصوص ہے اور ان دونوں وقتوں کے درمیان جو وقت ہے وہ ظہر اور عصر میں مشترک ہے اور آخر وقت عصر کا سورج کے غروب تک ہے اور وہ مغرب کا اول وقت ہے اور غروب کی علامت یہ ہے کہ پورب کی جانب سرخی رفع ہوکر سیاہی آجائے اور عشا کا اول وقت یہ ہے کہ غروب کے بعد تین رکعت کی مقدار کا وقت گذر جائے باطہارت انسان کے حق میں اور طہارت سمیت تین رکعت کا زمانہ محدث کے لئے بعد اسکے مشترک وقت ہے مغرب اور عشا دونو نمازوں کیلئے یہانتک کہ آدھی رات میں اسقدر وقت رہ جائے جس میں عشا پڑھ سکے کہ وہ مخصوص عشا کا وقت ہے مگر نمازی کی حالت کے موافق جس تفصیل سے ظہر میں بیان ہوا اور بہت سے مجتہد اسکے قائل ہیں کہ جب تک سرخی پچھم کی جانب سے برطرف نہ ہو عشا کا وقت داخل نہیں ہوتا۔ **فصل** اول وقت نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، بالخصوص صبح اور مغرب کی نماز اور نماز کی تاخیر یعنی آخر وقت میں پڑھنا نہایت مکروہ ہے لیکن چند جگہ تاخیر کرنا سنت ہے از انجملہ بارہ جگہ جو نہایت مشہور ہیں ہم بیان کرتے ہیں (۱) عشا کی نماز کو تاخیر کرنا پچھم کی سرخی زائل ہونے تک اور بعضے مجتہدین اس تاخیر کو واجب جانتے ہیں (۲) ظہر کی تاخیر ان ملکوں میں جہاں ہوا نہایت گرم ہوتی ہے وقت کے خنک ہونے تک (۳) عصر کی تاخیر جب تک کہ زوال کے بعد کھڑی چیز کا سایہ اسکے برابر آرہے (۴) مستحاضہ عورت ظہرین کو اخیر وقت اور مغربین کو آخر وقت میں ملاکر پڑھے کہ دو دو نمازیں ایک ایک غسل میں ہو جائیں (۵) صبح ظہر عصر تینوں نمازوں کو ادائے نافلہ تک تاخیر کرنا (۶) پیش نماز کو نمازیوں کے جمع ہونے تک توقف کرنا (۷) نمازیوں کو امام کے آنیکا انتظار کرنا (۸) مسافر کو منزل پر پہنچنے تک نماز کو تاخیر کرنا کہ منزل پر اطمینان سے پڑھے (۹) مغرب کو عشاء کیساتھ مشعر الحرام میں ملاکر پڑھنا جسکا بیان حج کے باب میں ہوگا (۱۰) مغرب کی تاخیر اس شخص کو جسکے ساتھ افطار کرنیکے لئے کچھ لوگ منتظر ہوں یا خود روزہ دار کو بھوک پیاس کا غلبہ ہو (۱۱) بچے کے رکھنے والی عورت ظہر عصر کو آخر وقت پر مغربین سے ملاکر پڑھے کہ چار نمازیں پاک لباس میں اسکو میسر آئیں جسکا بیان باب طہارت میں ہوچکا ہے (۱۲) جسکے ذمے نماز قضا ہو وہ ادا کو آخر وقت پر پڑھے اور سید مرتضیٰ اس صورت میں تاخیر کو واجب جانتے ہیں اور انکا یہ قول ہے کہ جس کے ذمہ نماز قضا ہو وہ کوئی کام سنت یا مباح نہیں کرسکتا تاوقتیکہ ان نمازوں سے فارغ نہ ہو لیکن اکثر علمار نے اس مسئلہ میں ان سے اتفاق نہیں کیا **فصل** اذان کے احکام میں جب پنجگانہ نمازوں میں سے کسی نماز کا وقت داخل ہو تو اذان کہنا سنت موکدہ ہے خاصکر ان نمازوں کیلئے جن کو پکار کر پڑھتے ہیں بعضے مجتہد ایسی نمازوں کے لئے اذان واجب جانتے ہیں بعضے پنجگانہ کے لئے واجب جانتے ہیں بعضے صبح اور مغرب کیلئے واجب کہتے ہیں بہرحال پنجگانہ کے سوا دوسری نمازوں میں اذان سنت نہیں بلکہ حرام ہے ہاں سنت ہے کہ تین مرتبہ الصلوٰۃ کہیں اور اذان کہنے کا پنجگانہ کیلئے ثواب عظیم ہے بہت سی

احکام آخر اوقات نماز

احکام اذان

حدیثیں اس باب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور حضرات آئمہ معصومین سے منقول ہیں از انجملہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی بستی میں مسلمانوں کی بستیوں سے اذان کہے بہشت اسکے لئے واجب ہوتا ہے اور معلوم رہے کہ موذن کا بالغ ہونا واجب نہیں پس اگر تمیزدار بچہ اذان کہے تو کافی ہے اور عورت کی اذان عورتوں کے لئے اور اپنے محرم مردوں کے حق میں بشرطیکہ نامحرم اسکی آواز نہ سنے جائز ہے اور جو عورت بہت سن رسیدہ ہو جسکی آواز میں کچھہ مزہ نہ ہو اسکی آواز اگر نامحرم سنے تو حرج نہیں **تتمہ** اذان سے تیس مسئلہ متعلق ہیں انیس سنت اور نو مکروہ اور دو حرام وہ امر جو سنت ہیں انیس (۱) امر یہ ہے کہ اذان اول وقت میں کہنی چاہیئے۔ (۲) اذان دینے والا رو بقبلہ ہو (۳) اذان کو بلند آواز سے کہے (۴) کھڑے ہو کر اذان دے (۵) باوضو ہو (۶) اونچی جگہ پر کھڑا ہو (۷) دونوں کانوں میں انگلیاں دیئے رہے (۸) اذان جلد جلد نہ کہے (۹) ہر کلمہ کے بعد کچھہ توقف کرے (۱۰) یہ کہ پرہیزگار آدمی کو موذن مقرر کریں (۱۱) موذن کو وقت کی شناخت ہو (۱۲) خوش آواز ہو (۱۳) اذان کہنے میں باتیں نہ کرے (۱۴) اذان کے مسائل کو جانتا ہو (۱۵) موذن اور ہر ایک آدمی جس کے کان میں اذان کی آواز پہنچے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا نام سُنکر صلواۃ بھیجے اور شیخ ابن بابویہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت کا نام سُنے یا خود لے اذان میں یا غیر اذان میں اسپر درود بھیجنا واجب ہے اور یہ قول نہایت قوی ہے (۱۶) حروف (ہ) کو لفظ اللہ اور الہ اور اشہد اور الصلواۃ میں ظاہر کرے (۱۷) الفلاح کی (ح) کو ظاہر کرے (۱۸) موذن کے ساتھ سننے والے بھی کلمات اذان کو کہتے جائیں (۱۹) اگر طلوع صبح سے پہلے صبح کی اذان ہو جائے تو دوبارہ اذان کہیں اور وہ نو امر جو مکروہ ہیں (۱) امر یہ ہے کہ موذن اذان کے درمیان کلام کرے (۲) اذان کے درمیان بہت دیر تک ٹھہرنا (۳) داہنے بائیں دیکھنا (۴) شہادتین کو دو مرتبہ سے زیادہ کہنا جیسے اہل خلاف کا طریقہ ہے (۵) چلتے پھرتے اذان کہنا (۶) سواری پر چڑھے چڑھے اذان کہنا (۷) جمعہ کے دن عصر کی اذان کہنا۔ اگر جمعہ ہوا ہو (۸) حاجیوں کو عرفہ میں عصر کی اذان دینا (۹) حاجی کو مشعر الحرام میں عشا کی اذان دینا اور بعضے مجتہدین تین جگہ اذان کو حرام جانتے ہیں اور دو امر جو حرام ہیں (۱) وقت سے پہلے اذان دینا ہاں صبح کی اذان فجر سے پہلے کہدینا جائز ہے (۲) الصلوۃ خیر من النوم صبح کی اذان میں کہنا مگر تقیہ کے محل پر کہنا جائز ہے کہ سُنی اسکو سنت جانتے ہیں **فصل** اذان کے بعد اقامت کہنا سنت موکدہ ہے باوجودیکہ اذان کہنا بہت ثواب ہے مگر اقامت کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے اور سنت ہے اقامت میں آواز کو بلند نہ کرے اور تانی اور تامل اور توقف بھی اس میں سنت نہیں بلکہ بلا توقف کہنا سنت ہے اور سید مرتضیٰ پانچوں نمازوں میں اقامت کو واجب جانتے ہیں اور بے وضو اقامت کہنا حرام جانتے ہیں اور اقامت کی حالت میں کھڑا ہونا واجب سمجھتے ہیں اور بہت سے مجتہد قد قامت الصلوۃ کے بعد کلام کرنا حرام جانتے ہیں سوائے ایسے کلام کے جو نماز کے متعلق ہو مثلاً کسی پیشنماز سے امامت کی درخواست کرنا یا نمازیوں سے کہنا کہ صف کو درست کریں اور مانند اس کے۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص بدون اقامت و اذان نماز شروع کر دے

مسنونات اذان

مکروہات اذان

احکام اقامت

تو سنت ہے کہ نماز کو قطع کرکے اذان واقامت کہکر دوبارہ شروع کرے مگر اس میں پانچ شرطیں ہیں اول
یہ کہ بھول گیا ہو جان کر ترک نہ کیا ہو (۲) پہلی رکعت میں ہو (۳) رکوع میں نہ پہونچا ہو (۴) نماز کا وقت بھی
تنگ نہ ہو کہ اگر اذان واقامت کو پلٹ کر کہے تو کسی قدر نماز وقت کے باہر جا پڑے (۵) یہ بھی خطرہ نہ ہو کہ کچھ
نماز مکان یا لباس غیر مباح میں واقع ہو جائیگی مثلاً گھر والے کی اسی قدر اجازت ہو کہ میرے مکان میں یا
لباس پر دو رکعت نماز پڑھ لے زیادہ کی اجازت نہیں اس صورت میں جائز نہیں کہ اذان واقامت کیواسطے
نیت توڑ کر دوبارہ پڑھے اس سبب سے کہ نماز کا آخری جزو مکان ناجائز یا لباس غیر مباح میں واقع ہوگا واجب ہے
کہ جب اذان کی تلافی کے واسطے نیت قطع کرے تو یہ کلمہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اور جبکہ اذان کے درمیان موذن کا وضو ٹوٹ جائے تو سنت ہے کہ اذان کو چھوڑ کر وضو کرے اور جس جگہ سے
چھوڑا ہے پورا کرے اور یہ بات لازم نہیں کہ اذان کو شروع سے کہے اور اگر اقامت کے بیچ میں وضو ٹوٹ جائے
تو اقامت کو شروع سے لینا چاہئے اور سنت ہے کہ اقامت اور اذان کے بیچ میں کچھ فاصلہ ہو خواہ دو رکعت نماز
کا یا ایک سجدے کا یا بیٹھ جانا یا ایک قدم آگے بڑھا کر اقامت کہنا یا سُبْحَانَ اللّٰهِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا اور اگر سجدے
کا یا بیٹھنے کا فاصلہ دے تو اسمیں یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَلْبِيْ بَارًّا وَعَيْشِيْ قَارًّا وَرِزْقِيْ دَارًّا وَعَمَلِيْ سَارًّا وَاجْعَلْ
لِيْ عِنْدَ قَبْرِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مُسْتَقَرًّا وَقَرَارًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور بیٹھنے کے وقت
یہ دعا بھی لکھی ہے سُبْحَانَ مَنْ لَا تَبِيْدُ مَعَالِمُهٗ سُبْحَانَ مَنْ لَا يَنْسٰى ذِكْرُهٗ سُبْحَانَ مَنْ لَا يَخِيْبُ سَائِلُهٗ
سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ لَهٗ حَاجِبٌ يُرْشٰى وَلَا بَوَّابٌ يُغْشٰى وَلَا تَرْجُمَانٌ يُنَاجٰى سُبْحَانَ مَنِ اخْتَارَ لِنَفْسِهٖ
اَحْسَنَ الْاَسْمَاءِ سُبْحَانَ مَنْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى سُبْحَانَ مَنْ لَا يَزْدَادُ عَلٰى كَثْرَةِ الْعَطَاءِ اِلَّا كَرَمًا وَجُوْدًا
سُبْحَانَ مَنْ هُوَ هٰكَذَا وَلَا هٰكَذَا غَيْرُهٗ اور اقامت کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ
الْقَائِمَةِ بَلِّغْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ الدَّرَجَةَ وَالْوَسِيْلَةَ وَالْفَضْلَ وَالْفَضِيْلَةَ بِاللّٰهِ اَسْتَفْتِحُ وَبِاللّٰهِ اَسْتَنْجِحُ
وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَتَوَجَّهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنِيْ بِهِمْ عِنْدَكَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ؏ **چوتھا بحث** قبلہ کے احکام میں جاننا چاہئے کہ نمازی چار حال سے خالی
نہیں ہو سکتا یا خانہ کعبہ کے اندر ہو یا چھت پر یا کعبہ کے نزدیک کہ کعبہ اسکو نظر آسکتا ہے یا کعبہ سے اتنا
دور ہے کہ کسی طرح دیکھ نہیں سکتا پس جو اندر نماز پڑھے اسکو اختیار ہے کہ جس طرف چاہے رخ کرے بلکہ
چورکعتی نماز میں یہ بات ہو سکتی ہے کہ ہر رکعت کو ایک ایک دیوار کی طرف منہ کرکے ادا کرے البتہ فعل کثیر لازم
نہ آئے اسکا خیال چاہئے اور اگر کعبہ کی چھت پر نماز پڑھے تب بھی یہی حکم ہے لیکن واجب ہے کہ اسطرح کھڑا
ہو کہ کعبہ کی چھت سجدہ کے وقت اس کے آگے بچی رہے اسی طرح کعبہ کے اندر بھی جو شخص دروازہ کی
جانب منہ کرکے نماز پڑھے تو واجب ہے کہ کسی قدر کعبہ کی دہلیز اسکے آگے رہے اور جو شخص کعبہ کے
گرد و پیش ہو اور کعبہ کو دیکھ لینا اسکو میسر ہو جیسے وہ لوگ جو شہر مکہ میں ہیں اگرچہ یہ بات انپر لازم نہیں

کہ نماز کے وقت کعبہ کو دیکھتے رہیں مگر یہ واجب ہے کہ اس قاعدے سے کھڑے ہوں کہ اگر ان کے دونو پاؤں یا دونوں آنکھوں کے بیچ سے ایک خط کھینچا جائے تو وہ خط سیدھا کعبہ پر پہنچے اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ خانۂ کعبہ سے اوپر کے رخ آسمان تک اور نیچے کی طرف زمین کے پردوں تک سب خانۂ کعبہ کے حکم میں ہے پس جو شخص کوہ ابوقبیس پر جو شہر مکہ میں ہے یا کسی عمیق گڈھے میں نماز پڑھے اسکی نماز صحیح ہے اگرچہ اسکے دونو پاؤں کے بیچ کا خط عمارتِ کعبہ پر نہ پڑے بلکہ اسجگہ پر جو خانہ کعبہ کے حکم میں ہے پہنچنا کافی ہے اور نماز درست ہوگی

فصل جو شخص شہر مکہ سے اتنی دور ہو کہ کسی طرح کعبہ کو دیکھ نہیں سکتا۔ اس کا قبلہ عین کعبہ نہیں یعنی وہ رخ جسمیں کعبہ ہے اسکا قبلہ ہے لیکن کل سمت نہیں بلکہ اسی قدر کہ جس میں نمازی پیش خود تجویز کرے کہ خانہ کعبہ اس رخ میں ہوگا اور یقین کرے کہ اس مقدار سے باہر نہیں اور اس بات کی شناخت مسجدوں سے اور مسلمانوں کی قبروں سے ہوسکتی ہے اور ان علامتوں سے جو دانشمندوں نے لکھی ہیں معلوم کرسکتے ہیں مثلاً بغداد وغیرہ عراق کے بعضے شہروں کے قبلہ کی علامت یہ ہے کہ ستارۂ جدی کو جسکو عوام قطب کہتے ہیں داہنے مونڈھے پر لیں اور موصل اور اسکے گرد و نواح کی علامت یہ ہے کہ پورب بائیں پر اور پچھم کو داہنے پر لیں اور شام کے بعض شہروں کی علامت یہ ہے کہ جدی کو بائیں مونڈھے پر لیں اور بعضے شہروں کے قبلہ کی یہ علامت ہے کہ سہیل ستارہ کو نہایت بلندی کے وقت دونوں آنکھوں کے بیچ میں رکھیں اور یمن کے قبلہ کی صورت یہ ہے کہ سہیل کو جسوقت اونچا ہو دونوں مونڈھوں کے بیچ میں قرار دیں اور ان علامتوں میں اکثر علامتیں وہیں جو علم ہیئت سے معلوم ہوئی ہیں قبلہ کی شناخت میں اس علم پر اعتماد ہوسکتا ہے اور جو شخص میدان میں ہو اور کسی علامت قبلہ کو نہ پہچان سکے نہ وہاں کوئی دانندہ ہے کہ جس سے معلوم کرے تو اس شخص کا فرض یہ ہے کہ ایک نماز کو چار دفعہ چار طرف پڑھے اور وقت تنگ ہو تو جتنی طرف ممکن ہوا تنہا ورجہ ایک طرف بھی کافی ہوگی

فصل اگر بعد نماز پڑھنے کے معلوم ہو کہ نماز کے اندر قبلہ کو منہ نہ تھا بلکہ پیٹھ تھی تو نماز کو دوبارہ ادا کرے اور اگر وقت باقی نہ ہو تو قضا پڑھے اور اگر معلوم ہو کہ قبلہ دائیں بائیں رہ گیا تو وقت کے اندر دوبارہ پڑھے اور وقت گذر گیا ہو تو وہی نماز کافی ہے قضا کی ضرورت نہیں اور اگر ظاہر ہو کہ نہ تو پیٹھ پیچھے تھا نہ دائیں بائیں تو اس کی چار شکلیں ہیں یا تو قبلہ داہنے گوشہ میں رہا یا بائیں گوشہ میں اور سامنے کے گوشوں یا پیچھے کے گوشوں میں پس اگر سامنے کے دائیں بائیں گوشہ پر تھا اور وقت باقی ہے تو نماز کو دہرا لے اور اگر وقت باقی نہیں تو قضا کی ضرورت نہیں اور اگر پیچھے کے گوشوں پر تھا وقت ہو یا نہ ہو دوبارہ پڑھے اور واضح ہو کہ کبھی نماز پڑھنے میں قبلہ رو ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی مثلاً دشمن قبلہ کی جانب ہو اور وقت تنگ ہو بھاگتے ہوئے نماز پڑھے تو اس شخص پر واجب نہیں کہ بھاگنے کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ رکھے بلکہ پیٹھ کرنا واجب ہے ایسا ہی اگر کوئی شخص پرائے مکان میں ہو اور مالک حکم کرے کہ نکل میرے مکان سے اور نماز کا وقت تنگ ہو تو نماز کو چلتے چلتے نکلنے کی حالت میں پورا کرے اور قبلہ شرط نہیں لیکن اگر وقت تنگ نہ ہو تو بھاگے

افعال و متروکات نماز

اور نکلنے کی حالت میں نماز نہ پڑھے بلکہ رفع عذر تک صبر کرے **فصل** وہ باتیں جو نماز میں معتبر ہیں وہ فعل ہیں یا ترک اور یہ دونو واجب ہیں یا سنت اور یہ چاروں زبان سے متعلق ہیں یا دل سے یا ہاتھ پاؤں سے پس نماز کے جملہ مسائل ان بارہ قسم سے باہر نہیں قسم اول جنکا زبان سے بجالانا واجب ہے وہ تکبیر احرام اور قرأت وغیرہ ہیں (۲) واجبات جو دل سے علاقہ رکھتے ہیں وہ نیت وغیرہ ہیں (۳) وہ واجب کام جو ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا سے متعلق ہیں وہ رکوع اور سجدہ وغیرہ ہیں (۴) جو چیزیں زبان سے متعلق ہیں اور سنت ہیں وہ قنوت کا پڑھنا ہے اور مثل اسکے (۵) جو سنت مضمون دل سے متعلق ہے وہ نماز کے ذکر اذکار کے معنی کا دھیان رکھنا ہے (۶) جو چیزیں اعضا سے متعلق ہیں اور سنت ہیں ان کی مثال قنوت میں ہاتھوں کا اٹھانا ہے اور مثل اسکے (۷) جس چیز کا ترک کرنا زبان سے واجب ہے وہ کلام کرنا ہے قرآن اور دعا کے سوا (۸) جس چیز کا ترک دل سے واجب ہے وہ یہ ہے کہ نماز کے کسی فعل کو ریا کے قصد سے بجا نہ لائے (۹) جن چیزوں کا ترک اعضا سے واجب ہے ان کی مثال نماز میں ہاتھ باندھنے کی ہے جیسے سنی باندھتے ہیں (۱۰) جن چیزوں کا ترک زبان سے سنت ہے ان کی مثال مقتدی کا باوجود امام کی آواز سننے کے آپ پڑھنا (۱۱) جس چیز کا ترک دل سے سنت ہے وہ دنیاوی خیالات ہیں (۱۲) جن چیزوں کا ترک اعضا سے سنت ہے وہ کولے پر مغروروں کی طرح ہاتھ رکھکر کھڑا ہونا اور ہم نے رسالہ اثنا عشریہ میں جسکا فارسی ترجمہ بادشاہی حکم سے کیا گیا ہے بیان کیا ہے کہ ہر ایک ان بارہ قسموں میں سے بارہ بارہ[۱۲] قسم ہے اور تمام قسموں کو اس رسالہ میں ہم نے تفصیل وار بیان ہے

۳۷۲ افعال واجبہ نماز

فصل دن رات کی پانچوں نمازوں میں تین سو بہتر[۳۷۲] فعل واجب ہیں اس تفصیل سے کہ پہلی رکعت میں اکیس فعل واجب ہیں (۱) کھڑا ہونا (۲) قبلہ کو رخ کرنا (۳) نیت (۴) تکبیر احرام (۵) تکبیر کے وقت قرار (۶) قرأت یعنی سورتوں کا پڑھنا (۷) قرأت کے وقت قرار سے رہنا (۸) رکوع میں جھکنا (۹) ذکر رکوع (۱۰) بقدر ذکر کے قرار کرنا (۱۱) رکوع سے سر اٹھانا (۱۲) ایک لحظہ ٹھہرنا (۱۳) سجدے میں جانا (۱۴) ذکر سجدہ (۱۵) بقدر ذکر قرار کرنا (۱۶) سجدہ سے سر اٹھانا (۱۷) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (۱۸) بیٹھنے میں قرار سے رہنا (۱۹) دوسرا سجدہ (۲۰) ذکر (۲۱) بقدر ذکر ٹھہرنا۔ ان اکیس فعل سے پہلی رکعت کامل ہوتی ہے اور دوسری رکعت میں ان میں سے تین فعل کم ہوجاتے ہیں نیت اور تکبیر اور اس کیلئے ٹھہرنا پس وہ فعل جو دوسری رکعت میں واجب ہیں ۱۸ ہیں اور علاوہ ان کے چار فعل اور واجب ہیں کہ انکو رکعت میں نہیں شمار کرتے (۱) سجدہ سے سر اٹھانا (۲) بیٹھنا (۳) تشہد پڑھنا (۴) تشہد کی حالت میں مستقر رہنا پس اگر نماز دو رکعتی ہے تو اور تین فعل واجب ہوں گے (۱) سلام کیلئے بیٹھنا (۲) سلام (۳) سلام دینے تک ٹھہرنا پس صبح کی نماز میں چھیالیس فعل واجب ہوئے اور مغرب کی نماز میں اڑسٹھ اور ظہر اور عصر اور عشا میں چھیاسی یہ تین سو بہتر فعل جو پنجگانہ نمازمیں واجب ہیں۔ پس اب جاننا چاہئے کہ ان افعال میں سے آٹھ فعل تشریح کے قابل ہیں نیت و تکبیر، قیام، قرأت، رکوع، سجدہ، تشہد، سلام،

ان آٹھوں کا بیان آٹھ فصل میں کیا جاتا ہے **پہلی فصل** نیت کے بیان میں اور جس چیز کو اس سے علاقہ ہے پس واضح ہو کہ ہر عبادت میں نیت سے مراد اس عبادت کا بقصد رضائے خدا بجالانا ہے۔ پس نماز کی نیت میں اول معین ہونا چاہیئے کہ کون سی نماز ہے اور ادا ہے یا قضا اور واجب ہے یا سنت بعد اسکے یہ قصد کرنا کہ خوشنودی خدا کے لئے بجالاتا ہوں اور اتنا قصد نہایت ہی آسان ہے جس میں کچھہ دقت نہیں پس دقتیں اور وہم کہ بہت سے آدمی نیت کے باب میں کرتے ہیں شیطانی فعل ہیں اور اس مضمون میں ایک حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور یہ جو بعض مُلّا گمان کرتے ہیں کہ نماز کی نیت تعیین وغیرہ چیزوں سے مرکب ہے اور واجب یا سنت ادا یا قضا نیت کے جزو ہیں یہ گمان غلط ہے سب چیزیں نیت نہیں بلکہ منوی ہیں یعنی انکی نیت ہوتی ہے یہ خود نیت نہیں۔ **فصل** ان چیزوں کے بیان میں جو تکبیر احرام سے متعلق ہیں اور وہ چودہ امر ہیں سات واجب اور سات سنت پس وہ سات جو واجب ہیں (۱) یہ کہ تکبیر کو عربی میں کہیں اگر اللہ اکبر کے بدلے خدا بزرگ ہے کہیگا نماز جاتی رہے گی (۲) تکبیر کے حرفوں کو ان کے مخرج سے نکالے جس طرح پر قاریوں نے بیان کیا ہے (۳) نیت اور تکبیر ساتھ ہوں پس اگر نیت اور تکبیر میں کچھہ فاصلہ واقع ہو جائے مثلاً ارادہ کر کے چپ ہو رہے یا باتیں کرنے لگے اور پھر بلا ارادہ تکبیر احرام کے اللہ اکبر زبان پر جاری ہو تو نماز باطل ہو جائے گی (۴) اللہ اکبر کے تلفظ میں فصل نہ کرے یعنی اگر بیچ میں چپ ہو رہے یا کچھہ لفظ بولدے مثلاً اللہ تعالی اکبر کہے تو نماز باطل ہوجائیگی (۵) اللہ اور اکبر کے ہمزہ کو ظاہر کرے ہُو کُبر نہ کہے (۶) اس طرح کہے کہ آپ سُن لے اور اگر بہرا ہو یا شور وغل میں ہو تو اندازہ کرلے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میری آواز میرے کان تک پہنچ جاتی پس اگر اس مقدار سے کم آواز سے کہیگا تو نماز باطل ہوگی (۷) گونگا آدمی تکبیر کا دل سے قصد کرے اور انگلی سے اشارہ کرے اور اپنے مقدور بھر اپنی زبان بھی ہلائے اور وہ سات امر جو سنت ہیں انمیں (۱) رفع یدین ہے یعنی تکبیر کہتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانا (۲) رفع یدین اور تکبیر کی ابتدا اور انتہا ایک ہو (۳) ہتھیلیاں روبقبلہ ہوں (۴) دونو انگوٹھوں کے سوا سب انگلیاں ملی رہیں جدا جدا نہ ہوں۔ (۵) مقتدی تکبیر آہستہ کہے اور امام اور منفرد بلند (۶) تکبیر احرام کے بعد یا درمیان میں یا قبل اسکے چھ تکبیریں اور کہے (۷) ان ساتوں تکبیروں کو ان کی دعاؤں سمیت بجالائے اس طریق سے کہ تین تکبیریں کہکر یہ دعا پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ بعد اسکے دو تکبیریں بجالائے اور یہ دعا پڑہے لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَالْمَھْدِیُّ مَنْ ھَدَیْتَ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدَیْکَ ذَلِیْلٌ بَیْنَ یَدَیْکَ مِنْکَ وَبِکَ وَلَکَ وَاِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ مِنْکَ اِلَّآ اِلَیْکَ سُبْحَانَکَ وَحَنَانَیْکَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ بعدہ دو تکبیر کہے اور یہ دعا پڑہے وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ عَلٰی مِلَّتِ اِبْرَاھِیْمَ وَدِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ

بیان نیت

احکام تکبیرۃ الاحرام

وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ **تیسری فصل** ان چیزوں کے بیان میں جو قیام سے متعلق ہیں اور وہ اٹھارہ احکام ہیں پانچ۵ واجب دس۱۰ سنت تین۳ مکروہ۔ پانچوں واجب یہ ہیں (۱) سیدھا کھڑا ہونا پس اگر بے ضرورت کمر کو خم رکھے نماز نہ ہوگی گو رکوع کے برابر نہ جھکا ہو (۲) کسی چیز پر سہارا دے کر نہ کھڑا ہو اپنے پاؤں پر کھڑا ہووے لیکن بیمار سہارا دیکر کھڑا ہو سکے تو بیٹھ کر نہ پڑھے (۳) جما ہوا رہے پس اگر آندھی کے وقت ایسی جگہ کو چھوڑ کر جہاں قرار سے پڑھ سکے ایسی جگہ کھڑا ہو کہ جہاں اسکو ہوا ٹھیرنے نہ دے نماز باطل ہے (۴) دونوں پاؤں سے کھڑا ہو اگر بے ضرورت ایک پاؤں پر کھڑا ہوگا تو نماز نہ ہوگی (۵) دونوں پاؤں کو معمول سے زیادہ دور نہ رکھے۔ اور وہ دس چیزیں جو قیام میں سنت ہیں (۱) عجز و انکسار سے کھڑا ہونا جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے (۲) سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے دوسری طرف نہ دیکھے (۳) دونوں پاؤں میں تین انگشت سے کم اور بالشت بھر سے زیادہ فاصلہ نہ ہو (۴) دونو پاؤں برابر رہیں آگے پیچھے نہ ہوں (۵) دونو پاؤں کی انگلیاں رو بقبلہ ہوں (۶) دونوں ہتیلیوں کو دونو زانو پر رکھے (۷) ہاتھوں کی انگلیاں ملی رہیں (۸) عورت اپنے دونو قدم ملائے رکھے فاصلہ نہ دے (۹) عورت دونوں ہاتھوں کو دونو چھاتیوں پر رکھے (۱۰) قنوت پڑہنا دوسری رکعت میں سورتوں کے بعد رکوع سے پہلے مرد ہو یا عورت البتہ جمعہ کی نماز میں دوسری رکعت کا قنوط رکوع کے بعد پڑہا جاتا ہے اور عورت سے جمعہ کی نماز ساقط ہے اور یاد رکھو کہ قنوت سنت موکدہ ہے اور اس کے معنی دعا کے ہیں خواہ ہاتھوں کو اٹھائے یا نہ اٹھائے اور شیخ ابن بابویہ قنوت کو واجب جانتے ہیں۔ بے قنوت کی نماز کو باطل ٹھیراتے ہیں اور اگر قنوت پڑہنا بھول جائے تو رکوع سے سر اٹھا کر قضا کی نیت سے پڑہے اگر وہاں بھی بھول جائے تو سلام دینے کے بعد بیٹھ کر پڑہے اور اگر وہاں بھی یاد نہ رہے اور راستے میں جاتے وقت یاد آئے تو وہیں قبلہ رخ ہو کر پڑھ لے اور قنوت میں سات امر سنت ہیں (۱) تکبیر کہنا قنوت سے پہلے (۲) تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھانا (۳) قنوت کے وقت ہاتھوں کو منہ کے سامنے آسمان کی طرف رکھے (۴) انگوٹھوں کے سوا باقی انگلیاں ملی ہوئی رہیں (۵) قنوت کو طول دینا (۶) کلمات فرج کا پڑہنا اور وہ یہ ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا فِیْہِنَّ وَمَا بَیْنَہُنَّ وَمَا تَحْتَہُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ اور اس کے بعد یہ دعا پڑہیں اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ (۷) پیش نماز اور منفرد پکار کر اور مقتدی آہستہ پڑہیں اور مکروہ کام یہ ہیں (۱) کمر پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہونا (۲) کبھی داہنے کبھی بائیں پاؤں پر بوجھ دیکر کھڑے ہونا (۳) ہتیلیوں کو قنوت کے بعد منہ پر ملنا اور فارسی میں قنوت پڑہنے کے باب میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں حبل المتین میں اسکو ہم نے بیان کیا ہے **فصل** ان چیزوں کے بیان میں جو الحمد اور سورہ پڑہنے سے متعلق ہیں پنجگانہ نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں الحمد

احکام قیام

احکام مکروہ

اور سورہ کا پڑہنا واجب ہے اور تیسری اور چوتھی میں نمازی کو اختیار ہے الحمد پڑہے یا تسبیح اربعہ جس کی تشریح آئندہ آتی ہے اور وہ مسائل جو حمد اور سورہ سے متعلق ہیں ۳۲ ہیں گیارہ واجب دس سُنّت پانچ مکروہ چھ حرام واجب کا موئنیں پہلا یہ ہے کہ حمد اور سورہ کو عربی میں پڑہے ان کا ترجمہ دوسری بولی میں درست نہیں نماز فاسد ہو جاتی ہے (۲) حرفوں کو ان کے مخرجوں سے نکالنا (۳) اعراب اور تشدید کا خیال رکھنا (۴) ساتوں قرارت سے کسی ایک قرأت کے موافق پڑہنا مگر یہ ضرور نہیں کہ اول سے آخر تک ایک ہی قرارت پڑہے ہو سکتا ہے کسی قدر عاصم کے موافق اور کچہہ حمزہ کے موافق باقی اور قاریوں کے قول پر پڑہے بلکہ سنت ہے کہ ایک قرات کا التزام نہ رکھے (۵) حمد کو سورے سے پہلے پڑہے پس اگر بھول کر سورہ پہلے پڑہے تو الحمد پڑھکر پھر سورہ پڑہے اور اگر جان کر مقدم و موخر کر دیا ہے تو نماز گئی (۶) الحمد کے درمیان قرآن اور دعا کے سوا کوئی کلمہ زبان پر نہ لائے اور پڑہتے پڑہتے چپ ہو جانا پھر دیر کے بعد پڑہنا یہ بھی درست نہیں بلکہ دعا اور قرآن سے بھی اس طرح پر فاصلہ نہ دے کہ سلسلہ ٹوٹ جائے اور سورہ کی صورت بگڑ جائے (۷) صبح کی اور مغرب اور عشا کی پہلی دو دو رکعتیں پکار کر پڑہے باقی رکعتیں آہستہ (۸) الحمد اور سورہ سے پہلے بسم اللہ پڑہنا واجب ہے سُنّیوں کی طرح ترک نہ کرے (۹) حمد اور سورہ کو یاد پڑہے پس اگر حفظ نہ ہو اور دیکھہ کر پڑہے تو نماز باطل ہے (۱۰) بسم اللہ سے پہلے سورہ کو معین کر لے اگر بسم اللہ کے بعد معین کریگا تو نماز بگڑ جائیگی۔ (۱۱) الم ترکیف کے ساتھ لایلاف اور والضحیٰ کے ساتھ الم نشرح کو پڑہنا چاہئے اور وہ دس امر کہ حمد و سورہ کے پڑہنے میں سنت ہیں (۱) یہ ہے کہ الحمد کے شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑہے (۲) جہر اور ہمس وغنا وغیرہ حروف کی صفات کو جس طرح علم قرات میں مقرر ہے لحاظ رکھے (۳) مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کے کاف کا زیر کھینچکر ادا کرے (۴) اِیَّاکَ نَعْبُدُ کی دال کا پیش دراز نکالے (۵) وقف تام اور وقف حسن کو بجالائے سورۂ حمد میں چار وقف تام ہیں اور دس وقف حسن چاروں وقف تام یہ ہیں (۱) بِسْمِ اللّٰہِ کے آخر میں (۲) یَوْمِ الدِّیْنِ (۳) نَسْتَعِیْنُ (۴) وَلَا الضَّآلِّیْنَ اور دس حسن اس تفصیل سے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ پر الرَّحْمٰنِ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پر رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پر الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر اِیَّاکَ نَعْبُدُ پر اَلْمُسْتَقِیْمَ پر اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ پر غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ پر (۶) پیش نماز جہریہ نماز میں اس طرح حمد و سورہ کو پڑہے کہ مقتدیوں کو آواز پہنچے۔ لیکن اذان کی طرح بھی نہ چلائے (۷) جن رکعتوں میں الحمد اور سورہ کو آہستہ پڑہتے ہیں امام اور منفرد ان میں بھی بسم اللہ کو آواز سے پڑہیں (۸) حمد کے بعد اور اسی طرح سورہ کے بعد ایک سانس بھر سکوت کرے (۹) والشمس کے ختم ہونے پر صدق اللہ کہے اور سورہ قل ہو اللہ کے آخر میں کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ تین مرتبہ پڑہے (۱۰) صبح کی نماز میں سورۂ عم اور قیامت و رجوان کی برابر طولانی سورتیں ہیں وہ پڑہیں اور ظہر کی نماز میں والشمس اور اعلیٰ کو پڑہیں اور مغرب و عشا کی نمازوں میں انا انزلنا اور اذا جاء نصر اللہ وغیرہ چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑہیں اور جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورۂ جمعہ اور سورۂ

احکام حمد و سورہ

منافقون پڑھیں اور پانچ امر وہ جو حمد و سورہ کے پڑھنے میں مکروہ ہیں (۱) رحیم کی میم کو مالک کی میم میں ملانا (۲) الحمد کے بعد دو سورتیں پڑھنا اور بعضے مجتہد اسکو حرام جانتے ہیں (۳) ایک سورہ کو دونوں رکعتوں میں پڑھنا البتہ قل ہو اللہ کو دونوں رکعتوں میں پڑھنا مکروہ نہیں (۴) ایک سورہ کو چھوڑ کر دوسری سورۃ کو پڑھنے لگنا لیکن آدھی سے گذر کر چھوڑنا حرام ہے چنانچہ بیان ہوگا اور سورہ قل ہو اللہ اور قل یا ایہا الکافرون کو شروع کرکے چھوڑنا نصف سے قبل بھی حرام ہے (۵) الف کو بہت کھینچکر پڑھنا واجب ہو یا سنت اور وہ چھ امر جو حمد و سورہ کے پڑھنے میں حرام ہیں (۱) الحمد کے بعد آمین کہنا (۲) طولانی سورہ پڑھنا جس کے سبب سے کوئی جزو واجب نماز کا وقت کے باہر جا پڑے (۳) سجدہ والی چار سورتوں میں سے جنکا ذکر ہو چکا ہے کسی سورہ کا پڑھنا (۴) حمد و سورہ کو راگ راگنی میں اور گٹکڑیاں ڈالکر پڑھنا (۵) پہلی سورۃ جب نصف کو پہنچ جائے اسکو چھوڑ کر دوسری سورۃ کو پڑھنا لیکن سورۂ قل ہو اللہ اور سورۂ قل یا ایہا الکافرون میں نصف سے پہلے بھی پلٹنا حرام ہے ہاں جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے دن کی ظہر میں ان دونوں سورتوں کو چھوڑ کر سورۂ جمعہ یا سورۂ منافقون کا پڑھنا جائز ہے دو شرط کے ساتھ ایک تو یہ کہ جان کر ان دونوں سورتوں کو شروع نہ کیا ہو دوسرے نصف کو نہ پہنچا یا ہو اور جسوقت آدمی ایک سورہ کو چھوڑ کر دوسرے سورہ کو شروع کرے تو دوبارہ بسم اللہ کہنا واجب ہے پہلی بسم اللہ پر اکتفا نہیں ہو سکتی (۶) عورت حمد و سورہ کو اس طرح پر پکار کر نہ پڑھے کہ نامحرم اس کی آواز سنے لیکن اگر بہت ضعیف ہو کہ مردوں کو اس کی آواز کی طرف رغبت نہ ہو تو اس کو اس قدر پکار کر پڑھنا کہ نامحرم اس کی آواز سنے حرج نہیں اور جاننا چاہیئے کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں بجائے الحمد کے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے تو ہو سکتا ہے اور واجب ہے کہ آہستہ پڑھے اور اولیٰ یہ ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ان کے آخر میں پڑھے اور اس تسبیح کو تین مرتبہ مع استغفار کے پڑھے تو اور افضل ہے اور اگر پہلی یا دوسری رکعت میں حمد کا پڑھنا بھول جائے تو اولیٰ ہے کہ تیسری یا چوتھی میں تسبیح کی جگہ حمد کو پڑھے

احکام رکوع

پانچویں فصل ان چیزوں کے بیان میں جو رکوع سے علاقہ رکھتی ہیں اور وہ ۲۶ امر ہیں چھ واجب ہیں اور سولہ سنت ہیں اور چار مکروہ لیکن وہ چھ جو واجب ہیں اول یہ ہے کہ اسقدر جھکے کہ دونوں ہاتھ زانوؤں تک پہنچ جائیں۔ لیکن زانو پر ہاتھ رکھنا فرض میں داخل نہیں ہے دوسرے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھنا یا تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اگر ضرورت ہو تو ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ بھی کافی ہے تیسرے بقدر ذکر کے ٹھہرنا (۴) اسقدر آواز سے پڑھنا کہ اپنے کان تک آواز آئے یا آجاتی اگر عذر نہ ہو جس طرح تکبیر کے بیان میں ذکر ہوا (۵) رکوع سے سر اٹھانا (۶) ذراسی دیر توقف کرنا۔ اور وہ سولہ کام جو رکوع میں سنت ہیں (۱) یہ ہے کہ جھکتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے دوسرے رکوع کیوقت زانو پیچھے کو دبے رکھے آگے کو نہ نکالے (۳) کمر کو سیدھا رکھے کہ اگر پانی کا قطرہ کمر پر گرے تو اپنی جگہ سے نہ ڈھلکے (۴) گردن کو کمر کے ہموار رکھے (۵) نظر کو دونوں قدموں کے بیچ میں رکھے

(٦) دونوں ہاتھوں کو کھووں سے علیحدہ رکھے (٧) دونوں ہاتھ زانو پر رکھے (٨) انگلیاں کھلیں رہیں (٩) داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ سے پہلے زانو پر رکھے (١٠) عورت اپنے ہاتھوں کو کسی قدر زانو سے اونچا رکھے (١١) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کو تین دفعہ کہے اور پانچ مرتبہ افضل ہے اور سات دفعہ اس سے اعلیٰ درجہ پر ہے (١٢) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ سے پہلے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ وَعِظَامِيْ وَمَا اَقَلَّتْهُ قَدَمَايَ غَيْرَ مُسْتَنْكِفٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٍ وَلَا مُسْتَحْسِرٍ (١٣) پیشنماز ذکر رکوع کو پکار کر پڑھے (١٤) مقتدی آہستہ ذکر کرے (١٥) منفرد اپنی قرارت کے موافق پکار کر یا آہستہ پڑھے (١٦) رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَهْلِ الْكِبْرِيَاءِ وَالْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ پڑھے اور وہ چار حکم جو رکوع میں مکروہ ہیں اول ہاتھوں کو کھووں سے ملانا (٢) سر نیچے کو ڈھلکا دینا کہ پیٹھ اور سر برابر نہ رہیں (٣) جب امام کو معلوم ہو کہ بعضے آدمیوں کو کسی ضرورت کی وجہ سے جلدی ہے تو ذکر کو تین مرتبہ سے زیادہ کہنا مکروہ ہے (٤) دونو ہاتھوں کو رکوع کے وقت گھٹنوں کے بیچ میں دبانا اور بعضے عالم اسکو حرام جانتے ہیں۔ چھٹی

فصل ان چیزوں کے بیان میں جو سجدے سے متعلق ہیں وہ (٣٧) امر ہیں دس واجب ہیں اور پچیس امر سنت ہیں اور دو امر مکروہ ہیں پس وہ دس امر جو واجب ہیں (١) یہ ہے کہ سات اعضا پر سجدہ کرے یعنی پیشانی اور دونو ہتیلیاں اور دونوں زانو اور دونو انگوٹھے پاؤں کے (٢) اپنا بوجھ ان سات اعضا پر رکھے پس ایک عضو پر اگر بالکل زور نہ ڈالے تو نماز باطل ہے لیکن سب اعضا پر بوجھ برابر ڈالنا واجب نہیں (٣) یہ ساتوں عضو اپنی جگہ جمے ہوئے ہوں پس اگر روئی یا اون وغیرہ دبنے والی چیزوں پر سجدہ کرے اور کچھ عضو قائم نہ ہوویں تو نماز باطل ہے (٤) پیشانی خاک پر رکھے یا اس چیز پر جو خاک سے اگی ہو۔ لیکن کھانے پینے کی اور پہننے کی نہ ہووے (٥) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ کو ایک مرتبہ کہنا یا تین دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ضرورت کیوقت ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ بھی کافی ہے (٦) ذکر کرنے تک قائم رہنا (٧) ذکر کو اس طرح ادا کرے کہ خود سن لیوے جسطرح رکوع میں بیان ہوا (٨) سجدے سے سر اٹھانا (٩) سر اٹھانے کے بعد ایک لمحہ ٹھہرنا (١٠) دوسری مرتبہ سجدہ کرنا پہلے سجدہ کی طرح۔ باقی وہ پچیس چیزیں جو سجدہ میں سنت ہیں (١) رکوع سے سر اٹھا کر جھکنے سے پہلے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے دوسرے تکبیر کہنے تک کھڑا رہے (٣) تکبیر کے وقت دونو ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (٤) جب سجدہ میں جانا چاہے تو اول دونو ہاتھوں کو زمین پر لیجاوے اسکے بعد دونو زانوؤں کو اور عورت اول زانو پر ہاتھ نہ لگائے (٥) سجدے کے وقت انگلیاں جدا جدا رہیں (٦) انگلیوں کے سر قبلہ کی طرف رہیں (٧) کوئی ہاتھ کوکھ سے لگا ہوا نہ رہے (٨) درہم کی برابر یا تھا سجدہ کی جگہ پر ٹکے اس سے کم نہ ہو اور بعضے عالم اس قدر ماتھا لگانا واجب جانتے ہیں (٩) خاک پر سجدہ کرے پتھر اور لکڑی پر نہ کرے اور سب سے افضل کسی معصوم کی تربت کی خاک ہے خاصکر خاکِ پاکِ کربلائے معلیٰ پر سجدہ کرنا (١٠) ذکر معمولی سے پہلے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ

وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبِّيْ سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (۱۱) کئی دفعہ ذکر کرنا جس طرح رکوع میں ذکر ہوا۔ (۱۲) جائے نماز اور اعضائے کے بیچ میں کچھ حائل نہ ہو مگر یہ حکم مرد سے مخصوص ہے (۱۳) ناک کو بھی جائے نماز پر ٹکائے (۱۴) ناک بھی خاک پر ہو (۱۵) مرد اپنے گھٹنے جدا جدا رکھے عورت ملائے (۱۶) جب سجدہ سے سر اٹھاوے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے (۱۷) تکبیر کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھاوے جس طرح پہلے مذکور ہوا (۱۸) تکبیر کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ پڑھے (۱۹) تکبیر اور استغفار کے پڑھنے تک ٹھیرا رہے (۲۰) دونوں سجدوں کے درمیان تورک کرکے بیٹھے اور اسکی صورت یہ ہے کہ بائیں ران کو داہنی طرف نکال کر داہنے پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور عورت اپنی سُرین پر بیٹھے اور دونو گھٹنوں کو اونچا رکھے اور تلوے زمین پر لگے رہیں (۲۱) مرد سجدے کیوقت پہنچوں کو زمین سے اٹھائے رکھے اور عورت زمین سے ملائے رکھے (۲۲) پہلی اور تیسری رکعت میں سجدے سے سر اٹھا کے ایک لمحہ بیٹھنا چاہیئے اور اس بیٹھنے کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں اور سید مرتضیٰؒ اسکو واجب جانتے ہیں (۲۳) جلسۂ استراحت میں تورک کرے (۲۴) عورت اپنے بالوں کو ماتھے کے اوپر سے علیحدہ کر دے تاکہ بقدر واجب پیشانی جائے نماز پر رکھی جائے (۲۵) ساتوں اعضا کی جگہ ہموار ہو اونچی نیچی نہ ہو۔ لیکن چار انگل کا فرق جائز ہے اس سے زیادہ روا نہیں۔ باقی وہ دو چیزیں جن کا سجدے کے اندر واقعہ ہونا مکروہ ہے (۱) سجدہ کی جگہ پر پھونک مارنا گو دو حرف نہ نکلیں کہ دو حرف کے نکلنے پر تو حرام ہے (۲) دونوں سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھنا کہ انگلیاں زمین پر ٹکی ہوں اور ایڑیاں اٹھی رہیں اور یہ شخص ایڑی پر بوجھ دیکر بیٹھے اسکو اقعا یعنی کتے کی بیٹھک کہتے ہیں یہ مسائل تھے جو پہلی رکعت سے متعلق ہیں۔ **تتمہ** سجدۂ تلاوت کے احکام ہیں پس جاننا چاہیئے کہ قرآن میں پندرہ جگہ سنت ہے (۱) سورۂ اعراف (۲) سورۂ رعد (۳) سورۂ نحل (۴) سورۂ بنی اسرائیل (۵) سورۂ مریم (۶ و ۷) سورۂ حج کہ اس میں دو جگہ سجدہ ہے (۸) سورۂ فرقان (۹) سورۂ نمل (۱۰) سورہ الم تنزیل (۱۱) سورۂ صاد (۱۲) سورہ حٰمٓ فصلت (۱۳) سورہ والنجم (۱۴) سورہ انشقت (۱۵) سورۂ اقرأ اور ان پندرہ سجدوں میں سے چار سجدے واجب ہیں ایک الم تنزیل میں (۲) فصلت میں (۶) والنجم میں (۴) اقرأ میں باقی گیارہ سنت ہیں اور وقت سجدے کا اسوقت ہے جب آیت پوری ہو جائے اور سجدے کیوقت حدث اور خبث سے پاک ہونا اور روبقبلہ ہونا اور ستر عورتین یا کوئی اور بات لازم نہیں لیکن اولیٰ یہ ہے کہ سات عضو معمولی پر سجدہ کرے فقط ماتھے کے ٹکانے پر اکتفا نہ کرے اور جس چیز پر سجدہ نماز کا درست نہیں اسپر سجدہ نہ کرے اور چاروں واجب سجدوں میں یہ دعا پڑھنا سنت ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِيْمَانًا وَّتَصْدِيْقًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُبُوْدِيَّةً وَّرِقًّا سَجَدْتُ لَكَ يَارَبِّ رَبِّكَ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَا مُسْتَنْكِفًا وَّلَا مُسْتَكْبِرًا بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيْلٌ خَائِفٌ مُّسْتَجِيْرٌ اور معلوم کرنا چاہیئے کہ جسطرح پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہے اسی طرح سننے والے پر بھی واجب ہے اور تاخیر کرکے پڑھنے یا سننے کی گھڑی سے جائز نہیں اور اگر دیر ہو جائے تو قضا کی نیت سے بجا لائے اور بعض

احکام سجدہ

احکام سجدہ قرآن

مجتہد فرماتے ہیں کہ ہر وقت ادا ہے اگر دیر ہو جائے تو قضا کی نیت ضرور نہیں۔ **ساتویں فصل** ان چیزوں کے بیان میں جو تشہد سے متعلق ہیں اور وہ اٹھارہ امر ہیں نو واجب آٹھ سنت ایک امر مکروہ ہے واجب تو یہ ہیں (۱) بقدر تشہد کے بیٹھنا (۲) قرار سے بیٹھنا (۳) تشہد پڑھنا اس عبارت سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور ہو سکتا ہے کہ اسقدر عبارت پر اکتفا کرے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ (۴) مخارج معین سے حرفوں کا ادا کرنا (۵) تشہد کے اندر پڑھتے پڑھتے دیر تک ٹھیر جانا (۶) بیچ میں کوئی اور چیز نہ پڑھنے لگنا (۷) اگر تشہد یاد نہ ہو اور یاد کرنے کی مہلت نہ ہو تو اتنی دیر الحمد للہ کہے جاوے (۸) امام تشہد کو آواز سے پڑھے (۹) مقتدی آہستہ پڑھے اور آٹھ کام جو سنت ہیں ان میں پہلا امر تورک سے بیٹھنا ہے جس کا بیان ہو چکا (۲) دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا (۳) انگلیاں باہم چسپیدہ رہیں (۴) نظر ناف پر رہے (۵) تشہد پڑھنے سے پہلے یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَخَيْرُ الْاَسْمَآءِ لِلّٰهِ (۶) تشہد میں بعد وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَاَشْهَدُ اَنَّ رَبِّيْ نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ کہے (۷) درود کے بعد یہ پڑھے وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (۸) دوسرے تشہد میں وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ کے بعد یہ دعا پڑھے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ الطَّاهِرَاتُ الزَّاكِيَاتُ الْغَادِيَاتُ الرَّائِحَاتُ السَّابِغَاتُ النَّاعِمَاتُ لِلّٰهِ مَا طَابَ وَطَهُرَ وَزَكٰى وَخَلَصَ وَصَفٰى فَلِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَاَشْهَدُ اَنَّ رَبِّيْ نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَشْهَدُ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَسَلَّمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اور وہ ایک امر جو مکروہ ہے وہ اقعا کرکے بیٹھنا ہے جسکا پہلے بیان ہو چکا۔ **آٹھویں فصل** ان مسائل میں جو سلام سے علاقہ رکھتے ہیں اور وہ سترہ مسئلے ہیں پانچ واجب ہیں اور بارہ سنت ہیں پانچوں واجب یہ ہیں (۱) سلام پڑھنے کو بیٹھنا (۲) اس حالت میں قرار سے رہنا (۳) اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پڑھنا (۴) سلام تشہد کے بعد بجا لائے (۵) اسطرح پڑھے کہ اپنے کان تک تو آواز آئے اور وہ بارہ امر جو سنت ہیں (۱) تورک کرنا جس طرح تشہد میں گذرا (۲) ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا (۳) انگلیاں ملائے رکھنا (۴) نماز سے باہر ہونیکا قصد کرنا (۵) جملہ انبیا اور اوصیا اور ملائکہ اور جمیع مومنین کو جن ہوں یا انسان سلام میں شریک کرنا (۶) امام مومنوں کے ذیل میں اپنے مقتدیوں کو

بھی شریک کرے (۷) مقتدی امام کو شامل کریں (۸) امام سلام کو بلند آواز سے کہے (۹) مقتدی آہستہ کہیں اور منفرد مختار رہے (۱۰) امام اور ماموم پہلے سلام کے وقت داہنی طرف ابرو کا اشارہ کریں (۱۱) مقتدی کے بائیں جانب کوئی ہو تو وہ دوبارہ بائیں جانب سلام دے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر دیوار ہو تب بھی بایاں سلام کہنا چاہیے (۲) منفرد سلام کے وقت گوشہ چشم سے اشارہ کرے۔

تعقیبات نماز

تتمہ جب آدمی نماز سے فارغ ہو چکے تو سنت ہے کہ تعقیب یعنی وظیفہ میں مشغول ہو پہلا وظیفہ تین مرتبہ اللّٰہ اکبر کہنا ہے اور ہر دفعہ کانوں تک ہاتھ پہنچانا اور اس کے بعد یہ کہے لا اله الا الله الها واحدا ونحن له مسلمون لا اله الا الله الها واحدا ونحن له مخلصون لا اله الا الله لا نعبد الا اياه مخلصين له الدين ولو كره المشركون لا اله الا الله ربنا ورب آبائنا الاولين لا اله الا الله وحده وحده وحده وصدق وعده وانجز وعده ونصر عبده واعز جنده وهزم الاحزاب وحده فله الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه اللهم اهدني من عندك وافض علي من فضلك وانشر علي من رحمتك وانزل علي من بركاتك سبحانك لا اله الا انت اغفر لي ذنوبي كلها جميعا فانه لا يغفر الذنوب كلها جميعا الا انت اللهم اني اسئلك من كل خير احاط به علمك واعوذ بك من كل شر احاط به علمك اللهم اني اسئلك عافيتك في جميع اموري كلها واعوذ بك من خزي الدنيا وعذاب الآخرة واعوذ بوجهك الكريم وسلطانك القديم وعزتك التي لا ترام وبقدرتك التي لا يمتنع منها شيء من شر الدنيا وعذاب الآخرة ومن شر الاوجاع كلها ومن شر كل دابة انت آخذ بناصيتها ان ربي على صراط مستقيم لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم توكلت على الحي الذي لا يموت والحمد لله الذي لم يتخذ صاحبة ولا ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا بعد اس کے تسبیح جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی بجالاوے یعنی اول چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر تینتیس مرتبہ الحمد للہ پھر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ جناب صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ تسبیح جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی ہر نماز کے بعد ہر شب و روز میں میرے نزدیک ہزار رکعت پڑھنے سے محبوب تر ہے اور تسبیح فاطمہؑ کے بعد بارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے بعد اسکے ہاتھوں کو منہ کے برابر پھیلا کر یہ دعا پڑھے اللهم اني اسئلك باسمك المكنون المخزون الطاهر المطهر المبارك واسئلك باسمك العظيم وسلطانك القديم يا واهب العطايا يا مطلق الاسارى يا فكاك الرقاب من النار اسئلك ان تصلي على محمد وآل محمد وان تعتق رقبتي من النار وان تخرجني من الدنيا آمنا وان تدخلني الجنة سالما وان تجعل دعائي اوله فلاحا واوسطه نجاحا وآخره صلاحا صل على محمد وآل محمد انك انت علام الغيوب اسکے بعد سجدہ شکر بجالاوے اور اس کا بہت ثواب ہے حضرت امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص باوضو سجدہ

شکر بجالائے حقتعالیٰ دس نماز کا ثواب اسکو عطا کرتا ہے اور دس گناہ کبیرہ اسکے بخشتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ خاک پر ہاتھ اسکا رہے اور اگر خاک کربلا ہو تو اور افضل ہے اور پہنچوں کو اور سینہ کو اور شکم کو زمین پر ٹھہرا دے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ مَلٰٓئِكَتَكَ وَاَنْبِيَآئَكَ وَرُسُلَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَالْاِسْلَامُ دِيْنِیْ وَمُحَمَّدٌ نَبِيِّیْ وَعَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَلِیٌّ وَمُحَمَّدٌ وَجَعْفَرٌ وَمُوْسٰى وَعَلِیٌّ وَمُحَمَّدٌ وَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَمُحَمَّدٌ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ اَئِمَّتِیْ بِهِمْ اَتَوَلّٰى وَمِنْ اَعْدَآئِهِمْ اَتَبَرَّءُ پھر تین مرتبہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ بِدَمِ الْمَظْلُوْمِ اسکے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ بِاِيْوَائِكَ عَلٰى نَفْسِكَ لِاَوْلِيَآئِكَ لَتُظْفِرَنَّهُمْ بِعَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلَى الْمُسْتَحْفَظِيْنَ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بعد اس کے تین مرتبہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْيُسْرَ بَعْدَ الْعُسْرِ اسکے بعد داہنا رخ زمین پر رکھکر پڑھے يَا كَهْفِیْ حِيْنَ تُعْيِيْنِی الْمَذَاهِبُ وَتَضِيْقُ عَلَیَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ يَا بَارِئَ خَلْقِیْ رَحْمَةً لِّیْ وَكَانَ عَنْ خَلْقِیْ غَنِيًّا صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلَى الْمُسْتَحْفَظِيْنَ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اس کے بعد بایاں رخ سجدہ گاہ پر رکھکر تین مرتبہ کہے يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ وَّيَا مُعِزَّ كُلِّ ذَلِيْلٍ قَدْ وَعِزَّتِكَ بَلَغَ بِیْ مَجْهُوْدِیْ بعد اس کے تین دفعہ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا كَاشِفَ الْكَرْبِ الْعِظَامِ بعد اس کے پھر پیشانی سجدہ گاہ پر رکھکر سو مرتبہ شُكْرًا شُكْرًا کہے اس کے بعد اپنی حاجت خدا سے طلب کرے اور جب سجدہ سے سر اٹھائے تو تین مرتبہ داہنا ہاتھ سجدہ گاہ پر پھیر کر ہر مرتبہ ہاتھ کو پیشانی پر اور داہنے بائیں رخسارے پر ملے اور یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالسُّقْمِ وَالْعُدْمِ وَالصَّغَارِ وَالذُّلِّ وَالْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ دوسرا مقصد نماز جمعہ کے بیان میں واضح ہو کہ زمانہ غیبت امام علیہ السلام میں نماز جمعہ کے واجب ہونے میں علما میں اختلاف واقع ہے اور صحیح یہ ہے کہ نمازی کو اختیار ہے جمعہ پڑھے خواہ ظہر لیکن چونکہ جمعہ کا ثواب ظہر کے ثواب سے زیادہ ہے تو اولیٰ یہ ہے کہ ظہر کے عوض جمعہ پڑھیں اور اگر کوئی چاہے کہ بنظر احتیاط پھر ظہر کو بھی پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں اور نماز جمعہ کی دو رکعت ہیں صبح کی طرح اور آٹھ آدمیوں سے جمعہ ساقط ہے ایک عورت (۲) غلام (۳) مسافر (۴) اندھا (۵) پیر ضعیف (۶) وہ بیمار جو عاجز ہو (۷) اپاہج جو راہ چلنے سے لاچار ہو (۸) جس شخص کا مکان جامع مسجد سے چھ میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو اور اگر یہ لوگ حاضر ہوں تو پھر جمعہ ان سے ساقط نہ ہوگا البتہ عورت نہیں پڑھ سکتی اور وہ مسائل جو نماز جمعہ سے علاقہ رکھتے ہیں تیس امر ہیں۔ نو ان میں واجب ہیں اور اکیس امر سنت ہیں پس وہ نو امر جو واجب ہیں ان میں (۱) وقت کا دریافت کرنا ہے اور وقت نماز جمعہ کا زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور جسوقت سایہ اصلی کے سوا جو سایہ ہے وہ اس شے کے برابر نہ ہو جائے جسکا وہ سایہ ہے اسوقت تک باقی رہتا ہے اور بعض مجتہد یہ فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ کا وقت بدستور ظہر کا وقت ہے۔ (۲) جمعہ جماعت سے

ادا کرے تنہا پڑہنا حرام ہے (۳) وہ جماعت جو خطبہ پڑہنے کو کھڑی ہو مع امام کے پانچ آدمیوں سے کم نہ ہو (۴) پیش نماز یا خطیب جمعہ سے پہلے دو خطبہ پڑہے ہر ایک خطبہ میں حمد و ثنائے الہی اور صلوات پیغمبر و آل پیغمبر پر اور کچھہ وعظ و نصیحت ہونا چاہیئے اور آخر میں سورۂ مختصر یا ایک آیت مفید پڑہے (۵) خطیب خطبہ کے وقت کھڑا ہو (۶) باوضو ہو (۷) کم سے کم پانچ آدمیوں کو سناوے (۸) دو خطبوں کے درمیان ایک لمحہ بیٹھے (۹) ہر جمعہ کو دوسرے جمعہ سے ایک فرسخ یعنی تین میل سے کم فاصلہ نہ ہو اگر اس سے کم فصل ہو گا تو اگر دونو نمازیں ساتھ شروع ہوئیں تو دونوں باطل ہیں ورنہ جو پہلے شروع ہوئی وہ صحیح ہے اور پچھلی باطل ہے اور وہ اکیس امر جو سنت ہیں (۱) غسل کرنا جسکا بیان باب طہارت میں ہوچکا ہے (۲) سر منڈانا اور بیری کے پتے یا خطمی سے بالونکا دہونا (۳) ڈاڑہی میں کنگھی کرنا (۴) ناخن بنوانا (۵) لبیں لوانا (۶) عمدہ اور پاکیزہ کپڑے پہننا (۷) خوشبو لگانا (۸) زوال سے پہلے پیادہ پا مسجد میں جانا (۹) حاکم کو چاہیئے کہ قیدیوں کو نماز جمعہ کی اجازت دے بعد اسکے اگر وہ لوگ شرعاً قابل قید ہوں تو پھر قید خانہ میں بھیجدے (۱۰) خطیب عادل ہو (۱۱) فصیح اور خوش بیان ہو (۱۲) خطبہ پڑہنے کیوقت تلوار یا کمان یا عصا پر سہارا دیکر کھڑا ہو (۱۳) جب منبر پر جاکر بیٹھے حاضرین کو سلام کرے (۱۴) سلام کے بعد اذان کے ختم ہونے تک بیٹھا رہے جب موذن اذان ختم کر چکے تو خطیب خطبہ شروع کرے (۱۵) بہت طولانی خطبہ نہ پڑہے (۱۶) سب نمازی خطبہ کیوقت خاموش رہیں (۱۷) خطبہ کی طرف متوجہ رہیں اور اچھے عالم ان دونو حکمونکو واجب جانتے ہیں (۱۸) جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ پڑہے اور دوسری میں سورہ منافقون (۱۹) پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت پڑہے جسکا ذکر قنوت کے بیان میں ہوچکا ہے (۲۰) حمد و سورہ اور قنوت اور ذکر رکوع اور سجدہ اور تشہد اور سلام کو باآواز بلند پڑہے (۲۱) نافلہ جمعہ کو نماز جمعہ سے پہلے بجالائے اور وہ بیس رکعت ہیں جسوقت چاہے تمام دن میں پڑہ سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ چھہ رکعت طلوع کے بعد اور چھہ رکعت دن چڑہے اور چھ رکعت قبل زوال اور دو رکعت بعد زوال پڑہے۔

تیسرا مقصد عیدین کی نماز کے بیان میں دونوں عیدوں کی نماز یعنی عید رمضان اور عید قربان کا دوگانہ جنپر جمعہ واجب ہے فرض ہے جس زمانہ میں امام ظاہر ہو اور زمانہ غیبت امام میں سنت ہے حتیٰ کہ جس جماعت سے جمعہ ساقط ہے انپر بھی سنت ہے اور افضل یہ ہے کہ جماعت پڑہی جائے اور صورت اسکی یہ ہے کہ صبح کی طرح دو رکعت پڑہے پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے پانچ تکبیریں اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑہے اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں اسی طرح بجالاوے اور جو مسائل اس نماز سے متعلق ہیں وہ اکیس ہیں سولہ امر سنت ہیں پانچ مکروہ ہیں پس سولہ مسنون یہ ہیں (۱) وقت کا لحاظ رکھنا اور وہ طلوع سے لیکر زوال تک ہے (۲) غسل کرنا (۳) خوشبو لگانا (۴) لباس پاک و پاکیزہ پہننا (۵) پابرہنہ پیدل ذکر خدا کرتے ہوئے عیدگاہ کو جانا (۶) جسطرح جمعہ کے بیان میں ذکر ہوا ہے قیدیوں کو نماز کے واسطے اجازت دینا (۷) نماز کو جماعت سے پڑہنا (۸) سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ پہلی رکعت میں اور سورۂ والشمس دوسری رکعت میں پڑہنا (۹) حمد و سورہ کو پکار کر پڑہنا (۱۰)

مسنونات جمعہ

احکام عیدین

یہ دعا قنوت میں پڑھنا اَللّٰھُمَّ اَھْلَ الْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَۃِ وَاَھْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاَھْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَۃِ وَاَھْلَ التَّقْوٰی وَالْمَغْفِرَۃِ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذَا الْیَوْمِ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ لِلْمُسْلِمِیْنَ عِیْدًا وَّلِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ ذُخْرًا وَّمَزِیْدًا اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُدْخِلَنِیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ اَدْخَلْتَ فِیْہِ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُخْرِجَنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْٓءٍ اَخْرَجْتَ مِنْہُ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا سَئَلَکَ بِہٖ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْہُ عِبَادُکَ الْمُخْلَصُوْنَ

(۱۱) یہ نماز زمین پر بدون کسی فرش کے پڑھی جائے (۱۲) لبطور جمعہ کے نماز کے بعد دو خطبہ پڑھے جاویں۔ (۱۳) عید رمضان کی نماز ہو تو خطیب خطبہ میں فطرہ کے احکام لوگوں کو سنا دے اور اگر عید قربان ہو تو قربانی کے مسائل کا ذکر کرے (۱۴) خطیب کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے (۱۵) یہ نماز جنگل میں ہونی چاہیئے مگر مکہ والے مکہ میں پڑھیں (۱۶) پلٹتے وقت دوسری راہ سے پھریں۔ اور وہ پانچ امر جو مکروہ ہیں (۱) خطبہ کے اندر بولنا (۲) فجر کے بعد نماز سے پہلے سفر کرنا (۳) ہتھیار لگا کر عیدگاہ کو جانا (۴) نماز عید سے پہلے اور پیچھے نفل نماز پڑھنا مگر نماز تحیت مسجد رسول خدا کے سوا دوسری مسجد کی نماز تحیت پڑھنا بھی مکروہ ہے (۵) مسجد کے منبر کو عیدگاہ میں لیجانا اور سنت ہے کہ عید الفطر میں کچھ کھا کر عید کو جائے اور عید قربان میں وہاں سے آکر کھائے

چوتھا مقصد نماز طواف کعبہ کے بیان میں اور اس سے چار امر متعلق ہیں دو واجب دو سنت واجب یہ ہیں کہ اگر طواف واجب ہو اس نماز کو مقام ابراہیم میں یا اسکے داہنے بائیں بجا لاوے اور طواف سنت میں جس جگہ چاہے مسجد الحرام میں پڑھ سکتا ہے دوسرے طواف سے فارغ ہو کر سعی سے پہلے یہ نماز پڑھے اور مسنون (۱) پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ توحید پڑھنا (۲) بیفاصلہ طواف کے بعد پڑھنا۔ **پانچواں مقصد** نماز آیات یعنی سورج گہن اور چاند گہن اور زلزلہ وغیرہ ہر امر آسمانی پر جو خوفناک ہو جیسے سیاہ اور سرخ آندہیاں اور مثل ان کے اور یہ نماز دو رکعتی ہوتی ہے اول رکعت میں پانچ رکوع واجب ہیں اس طریق سے کہ جب تکبیر کے بعد حمد اور سورہ سے فارغ ہو رکوع میں جاوے اور جب سر رکوع سے اٹھاوے پھر الحمد اور سورہ پڑھے پھر رکوع میں جاوے اسی طرح پانچ مرتبہ کرے پانچویں رکوع سے سر اٹھا کر سجدہ میں جاوے اور دو سجدے کرے اسیطرح دوسری رکعت پڑھے اور تشہد کے بعد سلام دے اسی طرح پر اس نماز کو بجا لانا افضل ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد کسی سورۃ کی ایک آیت پڑھے اور رکوع کرے اور رکوع سے سر اٹھا کر جس جگہ سے چھوڑا ہے وہیں سے ایک آیت یا کچھ زیادہ بے الحمد کے پڑھکر رکوع کرے اسی طرح پانچویں رکوع تک کل سورہ ختم کر دے اور اول وقت نماز کسوف و خسوف کا گہن کے شروع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نکھرنے کے شروع پر ختم ہوتا ہے اور سید مرتضیٰ کے نزدیک نکھرنیکے ختم پر ختم ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص بروقت جان بوجھکر نماز نہ پڑھے پس اگر پورا گہن ہوا ہو تو قضا واجب ہو گی نہیں تو نہیں اور بعضے مجتہد مطلقاً قضا کو واجب جانتے ہیں گو پورا گہن نہ ہوا ہو اور نماز زلزلہ تمام عمر ادا ہے اور آندہی وغیرہ کی نماز بعض مجتہدوں کے نزدیک اگر وقت میں گنجائش نہ ہو تو ساقط ہے

نماز طواف کعبہ

نماز آیات

اور بعضوں کے نزدیک اگر طہارت اور ایک رکعت کی بھی گنجائش ہو تو نماز واجب ہے ورنہ ساقط ہے
اور وہ آٹھ مسنون کام جو اس نماز سے متعلق ہیں (۱) پکار کر پڑھنا خواہ دن ہو یا رات دوسرے گنجائش وقت کے
مناسب بڑی سورتیں پڑھنا (۳) ہر رکوع سے سر اٹھا کر اللہ اکبر کہنا اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد
سمع اللہ لمن حمدہ کہنا (۴) پانچویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا (۵) اس نماز کو مسجد میں اور وہاں
بھی صحن میں پڑھیں (۶) رکوع اور سجود اور قنوت میں سے ہر ایک کو بقدر قرأت طول دے (۷) جماعت سے
پڑھیں اور شیخ ابن بابویہ کے نزدیک اگر پورا گہن نہ پڑے تو جماعت جائز نہیں (۸) اگر نکھرنے سے پہلے نماز سے فارغ
ہو جائے تو دوبارہ پڑھے اور سید مرتضیٰ اس صورت میں دوبارہ پڑھنا واجب جانتے ہیں اور واضح ہو کہ نماز آیات
روزانہ نماز میں آپڑے اور وقت میں گنجایش ہو تو آدمی کو اختیار ہے جس کو چاہے پہلے ادا کرے اور اگر وقت
تنگ ہو تو پنجگانہ کو مقدم کرے اور اگر ایک کا وقت تنگ ہو اور ایک کا وسیع تو جس کا وقت جاتا دیکھے
اسکو بجا لاوے اسی طرح پر جس وقت یہ نماز اور نماز میت یا نماز طواف واجب ایک وقت میں جمع
ہو جاویں تو لحاظ رکھنا چاہیئے اور اگر نماز آیات کے پڑھنے کی حالت میں کسی نماز کا پنج گانہ نماز سے
وقت آجائے اور تنگ ہونے لگے تو جائز ہے کہ اس نماز کو چھوڑ کر پنجگانہ کو شروع کرے اور سلام دیکر
اس نماز کو جہاں سے چھوڑا ہے پورا کرے **چھٹا مقصد** نماز میت کے بیان میں نماز جنازہ واجب
کفائی ہے یعنی جب ایک آدمی بھی پڑھ لے تو اوروں سے فرض اتر جاتا ہے اور نماز جنازہ اس
وقت واجب ہوگی جبکہ میت مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جس کی عمر چھ برس سے کم نہ ہو اور اگر چھ سال
سے مرنے کی عمر کم ہو تو نماز اسپر واجب نہیں بلکہ سنت ہے اور کیفیت اس نماز کی یہ ہے کہ نیت کے
بعد اللہ اکبر کہکر پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر
دوسری تکبیر کہکر پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پھر تیسری
تکبیر کہکر کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ
تَابِعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پھر چوتھی تکبیر کہکر مومن
کی میت کیلئے کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا
لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ
وَاحْشُرْهُ مَعَ مَنْ كَانَ يَتَوَلَّاهُ مِنَ الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ ط اور اگر مخالف اور معاند کی میت ہو تو یہ
عبارت کہے اَللّٰهُمَّ امْلَاْ جَوْفَهٗ نَارًا وَّقَبْرَهٗ نَارًا وَّسَلِّطْ عَلَيْهِ الْحَيَّاتِ وَالْعَقَارِبَ اور اگر میت ضعیف المذہب ہو یعنی نہ
مذہب حق کو جانے اور نہ اہل حق سے عناد رکھے تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا
وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ط اور اگر اعتقاد میت کا مطلقاً معلوم نہ ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ پڑھے

نماز میت

مسائل نماز میت

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہِ النُّفُوْسُ اَنْتَ اَحْیَیْتَھَا وَاَنْتَ اَمَتَّھَا اَللّٰھُمَّ وَلِّھَا مَا تَوَلَّتْ وَاحْشُرْھَا مَعَ مَنْ اَحَبَّتْ اگر میت طفل ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِاَبَوَیْہِ وَلَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَاَجْرًا اور اگر میت عورت کی ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ اَمَتُکَ وَابْنَتُ عَبْدِکَ وَابْنَتُ اَمَتِکَ نَزَلَتْ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْھَا اِلَّا خَیْرًا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِھَا مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَتْ مُحْسِنَۃً فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِھَا وَاِنْ کَانَتْ مُسِیْئَۃً فَتَجَاوَزْ عَنْھَا وَاحْشُرْھَا مَعَ مَنْ کَانَتْ تَتَوَلَّاہُ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الطَّاھِرِیْنَ اور نماز جنازہ کے خاتمہ پر پانچویں تکبیر کہے۔ تتمہ وہ مسائل جو اس نماز سے متعلق ہیں علاوہ نیت اور پانچوں تکبیر اور دعاؤں کے انیس امر ہیں جن میں چار واجب بارہ سنت تین مکروہ۔ واجب یہ ہیں (۱) نماز کے وقت میت کا سر نمازی کے دہنی طرف ہو اگر غلطی سے الٹا جائے تو اعادہ نماز کا واجب ہوگا (۲) میت چت لیٹی ہو کروٹ سے نہ ہو اگر اس کے خلاف ہوگا تو نماز دوبارہ پڑہنی پڑے گی (۳) نمازی جنازہ سے بہت دور نہ کھڑا ہو (۴) نماز غسل و کفن کے بعد ہونی چاہیئے اور مختصر سے مختصر نماز جس سے کم نہیں ہو سکتی یہ ہے کہ نیت اور تکبیر کے بعد اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور پھر دوسری تکبیر کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کہے پھر تیسری تکبیر کے بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ پڑہے اور چوتھی تکبیر کے بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِھٰذَا الْمَیِّتِ کہے اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو ھٰذَا کے بدلے ھٰذِہٖ کہے بعد اس کے پانچویں تکبیر کہے اور نماز کو ختم کرے۔ اور وہ بارہ امر جو سنت ہیں ان میں (۱) امر یہ ہے کہ نمازی وضو اور غسل رکھتا ہو (۲) پیش نماز مرد کے جنازے پر کمر کے برابر ہو اور عورت کے جنازہ پر چھاتی کے مقابل کھڑا ہو (۳) پا برہنہ ہو (۴) جنازہ سے اسقدر ملکر کھڑا ہو کہ اگر ہوا سے دامن اڑے تو جنازہ کو لگے (۵) ہر ایک تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا دے (۶) نماز جنازہ کو جماعت سے پڑہے (۷) اگر ایک ہی آدمی پیش نماز کے ساتھ ہو تب بھی پیشنماز کے پیچھے کھڑا ہو اگرچہ دوسری نمازوں میں اکیلا مقتدی پیش نماز کے دہنے رہتا ہے (۸) پچھلی صف میں کھڑے ہونے کا ثواب اس نماز میں پہلی صف سے زیادہ ہے (۹) اس بچہ کی نماز پڑہنا جو چھ مہینے سے کم کا ہو۔ لیکن شرط ہے کہ ماں کے پیٹ سے زندہ جدا ہوا ہو پس اگر مردہ پیدا ہو تو اسپر نماز سنت نہیں (۱۰) جنازہ کی نماز اگر کچھہ عذر نہ ہو تو دن میں پڑہیں (۱۱) اگر دو جنازے اکٹھے ہو جاویں تو مرد کا جنازہ نمازی کے آگے اور عورت کا جنازہ اس سے آگے اس طرح پر رکھیں کہ عورت کی چھاتی اور مرد کی کمر برابر ہو اور اگر چھ برس سے کم کے بچے کا جنازہ بھی ان کے ساتھ جمع ہو جاوے تو عورت کے آگے رکھا جاوے اور تینوں پر ایک نماز اور ایک دعا ہو سکتی ہے اسطرح پر کہ چوتھی تکبیر کے بعد کہے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ ھٰؤُلَاءِ الْاَمْوَاتَ اور اگر ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ دعا مغفرت پڑہے جس طرح اوپر مذکور ہوا ہے تو بھی جائز ہے (۱۲) جب نماز ختم ہو جائے تو پیش نماز اپنی جگہ کھڑا رہے جب جنازہ کو اٹھالیں اسوقت چلے اور وہ تین امر جو مکروہ

ہیں (۱) مسجد میں نماز میت کی پڑھنا (۲) بدون تقیہ کے الحمد و سورہ پڑھنا (۲) اخیر میں بدون تقیہ سلام دینا اور بعضے مجتہد سلام کو مکروہ نہیں جانتے اور اس نماز میں جنب اور حائض بھی شریک ہو سکتے ہیں چنانچہ پہلے باب میں ذکر ہوا ہے۔ **ساتواں مقصد** ان نمازوں کے بیان میں جو نذر یا عہد یا قسم سے واجب ہوتی ہیں جو نماز کہ ان تین وجہ سے واجب ہوتی ہے ان میں یہ شرط ہے کہ صورت نماز کی معمولی صورت سے جدا نہ ہو پس اگر پنج رکعتی نماز ایک سلام سے یا دو رکعت چار رکوع سے نذر کریں تو صحیح نہیں لیکن اگر تین رکعت ایک سلام سے یا ایک رکعت ایک سلام سے منت مانے تو اس کی صحت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ صحیح ہے اور اگر بشکل نماز عید یا نماز گہن کی ترکیب سے منت کرے تو اولیٰ یہ ہے کہ صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی واجب نماز کو مثلاً نماز پنجگانہ سے کسی نماز کی نذر کرے تو نذر اسکی صحیح ہے اور وجوب اسکا موکد ہو جائے گا پس اگر بجا نہ لائے گا تو کفارہ دینا پڑے گا۔ اور مقدار کفارہ کی انشاءاللہ باب نذر میں مذکور ہوگی۔ اور کفارہ دینے سے مخالفت نذر کے گناہ میں تخفیف ہوگی لیکن نماز کے نہ پڑھنے کا گناہ باقی رہے گا کفارہ سے اس میں تخفیف نہ ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی نماز نافلہ کو نذر کرے تو بعضے مجتہد ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورہ پڑھنا واجب جانتے ہیں اگرچہ نافلہ میں سورہ واجب نہیں اور اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ہر روز دو رکعت نماز پڑھا کروں گا اور ایک روز جان کر چھوڑ دے تو اس کی نماز قطع ہو جائے گی آئندہ کو پڑھنا لازم نہ ہوگا لیکن کفارہ خلاف نذر کا دینا پڑے گا اور اگر کوئی شخص خالی سجدہ کی منت کرے تو نذر اسکی صحیح ہے اور اگر خالی رکوع یا تکبیر احرام کی نذر کرے تو باطل ہوگی۔ **آٹھواں مقصد** ان نمازوں کے بیان میں جو اجارہ سے واجب ہوتی ہیں جس شخص کے ذمہ کچھ نمازیں قضا ہوں اسکو واجب ہے کہ وصیت کر جائے کہ میری نماز کسی سے پڑھوا دینا اور یہ اس صورت میں ہے کہ جس شخص کے بیٹا نہ ہو اور اگر بیٹا ہو تو باپ کی قضا اسکے ذمہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد مذکور ہوگا لیکن باپ پر واجب ہے کہ بیٹے کو اپنی نمازوں سے آگاہ کرے غرض جب کسی شخص کو میت کی قضا نمازوں کا ٹھیکہ دیں تو اجرت ثلث مال سے ادا کی جائیگی اور اگر وصیت نہ کرے تو وارثوں پر لازم نہیں کہ خرچ کریں اور بعضے مجتہدوں کے نزدیک نماز کا روپیہ حج کے روپیہ کی طرح سے اصل ترکہ سے نکلیگا میت وصیت کرے خواہ نہ کرے اور جس شخص کو اجیر کریں تو ضرور ہے کہ مسائل ضروری کو جانتا ہو اور عادل ہو اور قیام وغیرہ افعال نماز سے عاجز نہ ہو اور واجب نہیں کہ ٹھیکہ ہوتے ہی فوراً مشغول ہو یا اکثر اوقات اس میں مشغول رہے بلکہ اسقدر کافی ہے کہ کسی وقت پڑھتا رہے اس حیثیت سے کہ کہتے ہیں آوی کہ مشغول ہے کاہلی نہیں کرتا اور جائز ہے کہ دو شخصوں کو یا زیادہ کو ایک شخص کی نماز پڑھنے کا اجارہ دیویں۔ لیکن اجیروں کو باہم وقت تقسیم کر لینا چاہیئے جس سے ایک وقت میں دونوں شخص مشغول نہ ہوں کہ ترتیب میں قضا کے خلل پڑے اور اگر مرد عورت کی نماز کا ٹھیکہ لے تو اسکو اختیار ہے آہستہ پڑھے یا پکار کر اسطرح

نماز نذر و عہد و قسم

نماز اجارہ

عورت کا حکم ہے لیکن اس میں شرط ہے کہ نامحرم اس کی آواز کو نہ سنے جسکی تفصیل سابق میں ذکر ہوئی۔

نواں مقصد ان نمازوں میں جو باپ کے بعد بیٹے پر واجب ہوتی ہیں پس واضح ہو کہ بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کے انتقال کے بعد اسکی قضا نمازوں کو ادا کرے لیکن اسمیں دو شرطیں ہیں (۱) یہ کہ سب میں بڑا بیٹا ہو یا ایک ہی ہو پس اگر کئی فرزند ہوں تو چھوٹے پر واجب نہ ہوگی اور اگر دو بیٹے یا سب بیٹے ہم سن ہوں کوئی بڑا نہ ہو تو واجب ہے کہ باپ کی نماز کو تقسیم کرلیں اور اگر کوئی نماز بچ رہے مثلاً چار بیٹے اور پانچ نمازیں ہوں تو پانچویں نماز ان سب پر واجب کفائی ہے یعنی جو کوئی ان میں سے ادا کردیگا دوسرے بھائی بری ہوجائیں گے دوسری شرط یہ ہے کہ باپ نے نماز پڑھوانے کی وصیت یا نصیحت نہ کی کہ اگر وصیت کرجائیگا تو بڑا بیٹا بری الذمہ ہے اور بعضے مجتہدوں نے تیسری شرط اور کی ہے اور وہ یہ ہے کہ بیماری یا عذر میں باپ سے فوت ہوئی ہو پس اگر عمداً بے عذر اس نے نہ پڑھی ہو تو بیٹے پر قضا لازم نہیں اور بعضوں نے چوتھی شرط کی ہے اور وہ یہ ہے کہ بڑا بیٹا باپ کی وفات کے وقت بالغ اور عاقل ہو یعنی بچہ یا مجنوں ہوگا تو بلوغ اور عقل کے بعد باپ کی قضا اسپر واجب نہ ہوگی۔

دوسرا مطلب سنتی نمازوں کے بیان میں اور اسکی بہت سی قسمیں ہیں ہم اس کتاب میں فقط چوبیس نمازوں کا بیان کرتے ہیں چنانچہ اول میں کہہ آئے ہیں پہلی نماز نوافل پنجگانہ ہے کہ ہر رات دن میں انکا پڑھنا سنت ہے اور وہ کل چونتیس رکعت ہیں آٹھ رکعت نوافل ظہر ظہر سے پہلے اور آٹھ رکعت نوافل عصر عصر سے پہلے اور چار رکعت نافلہ مغرب مغرب کے بعد اور دو رکعت بیٹھکر جو ایک رکعت شمار کی جاتی ہے جس کو وتیرہ کہتے ہیں وہ عشا کی سنت ہے عشا کے بعد پڑھی جاتی ہے اور آٹھ رکعت نماز شب ہیں اور دو رکعت نماز شفع اور ایک رکعت نماز وتر اور دو رکعت نافلہ صبح سے پہلے اور اول وقت نافلہ ظہر کا زوال کا وقت ہے اور آخر وقت وہ ہے کہ شاخص کا سایہ بقدر دو قدم کے زوال کے سایہ پر بڑھ جائے اور جن ملکوں میں زوال کے وقت سایہ بالکل ناپید ہوجاتا ہے وہاں پہ کل سایہ بقدر دو قدم کے ہوجاوے اور قدم سے مراد شاخص کا یعنی ہر کھڑی چیز کا ساتواں حصہ ہے اور اول وقت نافلہ عصر کا فریضہ ظہر سے کہ اول وقت میں پڑھا جائے فارغ ہوکر شروع ہوتا ہے اور چار قدم سایہ پہنچنے تک باقی رہتا ہے اور نافلہ مغرب کا اول وقت مغرب کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے جبکہ اول وقت میں مغرب کو ادا کریں اور انتہا اسکی پچھم کی سرخی رفع ہونے تک ہے اور نافلہ عشا کا وقت عشا کے ختم ہونے پر شروع ہوتا ہے جبکہ عشا اپنے وقت پر پڑھی جاوے اور آدھی رات پر ختم ہوتا ہے اور نماز شب کا وقت آدھی رات سے شروع ہوتا ہے اور طلوع صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور جس قدر صبح سے متصل ہو افضل ہے اور اگر چار رکعت کے پڑھنے کے بعد صبح صادق ہوجائے تو باقی چار رکعت مختصر طریقہ سے ادا کرے اور اگر چار رکعت پڑھنے سے پہلے صبح ہوجائے تو نافلہ تہجد کو چھوڑ کر فریضہ صبح میں مشغول ہوجانا چاہیئے اور نماز تہجد کو شروع رات میں پڑھ سکتے ہیں جس صورت میں یہ خیال ہو کہ پچھلی رات میں آنکھ نہ کھلیگی اور نماز

شفع اور وتر کا وقت نماز تہجد کے بعد ہے۔ اور افضل یہ ہے کہ شفع اور وتر کو صبح کاذب اور صادق کے
بیچ میں پڑھیں اور نافلہ صبح کا وقت شفع اور وتر کے بعد سے پورب کی طرف سرخی ظاہر ہونے تک رہتا ہے
اور نوافل یومیہ کی دعائیں اور اس کے آداب بہت ہیں ہم نے کتاب مفتاح الفلاح میں بہ تفصیل ذکر
کیا ہے اس کتاب میں بہت ضروری چیزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ پس واضح رہے کہ جب زوال متحقق
ہو جائے یعنی ظہر کا وقت آجائے تو یہ دعا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے محمد بن مسلم کو تعلیم فرمائی تھی
اور فرمایا تھا کہ جس طرح تو اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح اس دعا کی حفاظت کرنا پڑھے
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ
فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ط بعد اس کے وضو کرے اور نافلہ ظہر کو شروع
کرے پہلی رکعت میں ساتوں تکبیریں مع معمولی دعاؤں کے جنکا بیان تکبیر احرام کی فصل میں ہو چکا ہے
بجالاوے اور الحمد کے بعد سورہ قل ہو اللہ پڑھے اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون پڑھے
پھر بعد سلام کے تین دفعہ اللہ اکبر کہے اور تسبیح فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا بجالاوے اور پھر یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ فِیْ رِضَاكَ ضَعْفِیْ وَخُذْ اِلَی الْخَیْرِ بِنَاصِیَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِیْمَانَ مُنْتَهٰی رِضَائِیْ وَبَارِكْ
لِیْ فِیْمَا قَسَمْتَ لِیْ وَبَلِّغْنِیْ بِرَحْمَتِكَ کُلَّ الَّذِیْ یَرْجُوْا مِنْكَ وَاجْعَلْ لِّیْ وُدًّا وَّسُرُوْرًا لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَهْدًا عِنْدَكَ
پھر اسی طریق سے اور دو رکعت پڑھے چھ تکبیریں اور انکی دعاؤں کو چھوڑ کر پھر دو رکعت اسی طرح پڑھے ان چھوں
رکعتوں میں دو رکعت کے بعد جسقدر ہو سکے تعقیبات بجالاوے بعد اسکے ظہر کی اذان دے پھر دو رکعت
نافلہ اسی قاعدے سے پڑھکر نماز ظہر ادا کرے اور اسکی تعقیبات سے فارغ ہو کر عصر کے نوافل کو شروع
کرے ہر رکعت میں الحمد کے بعد جو سورہ چاہے وہ پڑھے جب دو رکعت سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ الْخَالِقُ الرَّازِقُ الْمُحْیِی الْمُمِیْتُ الْمُبْدِئُ الْبَدِیْعُ لَكَ
الْحَمْدُ وَلَكَ الْعِزُّ وَلَكَ الْمَنُّ وَلَكَ الْکَرَمُ وَلَكَ الْجُوْدُ وَلَكَ الْاَمْرُ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ
یَا مَنْ لَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ وَلَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
پھر اپنی مراد مانگے اسکے بعد پھر دو رکعت پڑھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ
السَّبْعِ وَمَا فِیْهِنَّ وَمَا بَیْنَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَرَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَرَبَّ السَّبْعِ الْمَثَانِیْ
وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَرَبَّ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ بِهٖ تَقُوْمُ السَّمٰوٰتُ وَ
الْاَرْضُ وَبِهٖ تُحْیِی الْمَوْتٰی وَتَرْزُقُ الْاَحْیَاءَ وَتُفَرِّقُ بَیْنَ الْمُجْتَمِعِ وَتَجْمَعُ بَیْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَبِهٖ اَحْصَیْتَ عَدَدَ الرِّمَالِ وَعَدَدَ
الْاٰجَالِ وَوَزْنَ الْجِبَالِ وَکَیْلَ الْبِحَارِ وَاَسْئَلُكَ یَا مَنْ هُوَ کَذٰلِكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پھر اپنی حاجت طلب کرے
اور دو رکعت اور پڑھکر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِمَا دَعَاكَ عَبْدُكَ یُوْنُسُ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا
فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَالِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهُ دَعَاكَ وَهُوَ عَبْدُكَ وَأَنَا أَدْعُوكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَسَأَلَكَ وَهُوَ عَبْدُكَ وَأَنَا أَسْأَلُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَسْتَجِيبَ لِي كَمَا اسْتَجَبْتَ لَهُ وَأَدْعُوكَ بِمَا دَعَاكَ بِهِ عَبْدُكَ أَيُّوبُ إِذْ مَسَّهُ الضُّرُّ فَدَعَاكَ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَاسْتَجَبْتَ لَهُ وَكَشَفْتَ مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْتَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ فَإِنَّهُ دَعَاكَ وَهُوَ عَبْدُكَ وَأَنَا أَدْعُوكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَسَأَلَكَ وَهُوَ عَبْدُكَ وَأَنَا أَسْأَلُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تُفَرِّجَ عَنِّي كَمَا فَرَّجْتَ عَنْهُ وَأَنْ تَسْتَجِيبَ لِي كَمَا اسْتَجَبْتَ لَهُ وَأَدْعُوكَ بِمَا دَعَاكَ بِهِ عَبْدُكَ يُوسُفُ إِذْ فَرَّقْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِهِ وَإِذْ هُوَ فِي السِّجْنِ فَإِنَّهُ دَعَاكَ وَهُوَ عَبْدُكَ وَأَنَا أَدْعُوكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَسَأَلَكَ وَهُوَ عَبْدُكَ وَأَنَا أَسْأَلُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تُفَرِّجَ عَنِّي كَمَا فَرَّجْتَ عَنْهُ وَأَنْ تَسْتَجِيبَ لِي كَمَا اسْتَجَبْتَ لَهُ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَفْعَلَ بِي

اپنی حاجت طلب کرکے دو رکعت اوا کرے اور یہ دعا پڑھے يَا مَنْ أَظْهَرَ الْجَمِيلَ وَسَتَرَ الْقَبِيحَ يَا مَنْ لَمْ يُؤَاخِذْ بِالْجَرِيرَةِ وَلَمْ يَهْتِكِ السِّتْرَ يَا كَرِيمَ الصَّفْحِ يَا عَظِيمَ الْمَنِّ يَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالرَّحْمَةِ يَا سَامِعَ كُلِّ نَجْوَى وَيَا مُنْتَهَى كُلِّ شَكْوَى يَا مُبْتَدِئًا بِالنِّعَمِ قَبْلَ اسْتِحْقَاقِهَا يَا رَبَّاهُ يَا رَبَّاهُ يَا رَبَّاهُ يَا سَيِّدَاهُ يَا سَيِّدَاهُ يَا سَيِّدَاهُ يَا غَايَةَ رَغْبَتَاهُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَمُحَمَّدٍ وَجَعْفَرٍ وَمُوسَى وَعَلِيٍّ وَمُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ صَاحِبِ الزَّمَانِ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَكْشِفَ كَرْبِي وَتَغْفِرَ ذَنْبِي وَتُنَفِّسَ هَمِّي وَتُفَرِّجَ غَمِّي وَتُصْلِحَ شَأْنِي فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَنْ تُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ وَلَا تُشَوِّهَ خَلْقِي بِالنَّارِ وَافْعَلْ بِي مَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَلَا تَفْعَلْ بِي مَا أَنَا أَهْلُهُ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

پھر اذان واقامت کہکر عصر کی نماز پڑھے اور تعقیب سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیں أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيَّ تَوْبَةَ عَبْدٍ ذَلِيلٍ خَاضِعٍ فَقِيرٍ مِسْكِينٍ بَائِسٍ مُسْتَكِينٍ مُسْتَجِيرٍ لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا مَوْتًا وَلَا حَيٰوةً وَلَا نُشُورًا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ صَلٰوةٍ لَا تُرْفَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْيُسْرَ بَعْدَ الْعُسْرِ وَالْفَرَجَ بَعْدَ الْكَرْبِ وَالرَّخَاءَ بَعْدَ الشِّدَّةِ اَللّٰهُمَّ مَا بِنَا مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

اور سنت ہے کہ عصر کی نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار پڑھے اور سورہ انا انزلناہ دس مرتبہ پڑھے بعد اسکے دو سجدۂ شکر جسطرح بیان ہوا ہے بجا لاوے اور اخیر میں کل دعاؤں کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَأَقْبَلْتُ بِدُعَائِي عَلَيْكَ رَاجِيًا إِجَابَتَكَ طَامِعًا فِي مَغْفِرَتِكَ طَالِبًا مَا وَأَيْتَ بِهِ عَلَى نَفْسِكَ مُسْتَنْجِزًا وَعْدَكَ إِذْ تَقُولُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَقْبِلْ إِلَيَّ بِوَجْهِكَ وَارْحَمْنِي وَاسْتَجِبْ

نماز قضاء حاجات

نماز عصر و تعقیب

دُعَائِي يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ ؕ **فصل** جب نماز مغرب کا وقت داخل ہو تو بے توقف متوجہ نماز ہو اسلئے کہ مغرب کا وقت بہت نازک ہے۔ چنانچہ پہلے بھی اسکا ذکر ہوا ہے غرض مغرب کی نماز پڑھکر تعقیب معمول بجالاکر تین مرتبہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَلَا يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ غَيْرُهٗ پس نافلہ مغرب کو بجا لائے اور آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے نافلہ مغرب کے باب میں بہت تاکید فرمائی ہے چنانچہ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے حارث بن مغیرہ سے فرمایا کہ مغرب کے بعد چار رکعت نماز کو سفر اور حضر میں ترک مت کر اگرچہ تو بھاگتا ہو اور دشمن تیرا پیچھا کئے ہو اور درمیان نماز مغرب اور نافلہ مغرب کے بولنا مکروہ ہے اسی طرح دونو نماز نافلہ کے درمیان کلام کرنا مکروہ ہے اور اگر نافلہ کا وقت فوت ہو جائے تو اور نوافل کی طرح قضا پڑھنی چاہیئے اور جب آدمی نافلہ مغرب کو شروع کرے تو اول ساتوں تکبیریں مع اُن دعاؤں کے بجالاکر اول دو رکعت پڑھے ایک دفعہ الحمد اور تین مرتبہ قل ہو اللہ پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد انا انزلنا ایک دفعہ اور پہلی میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھے یہ بھی اختیار ہے اور اگر دونو رکعت کو خالی الحمد سے پڑھے یہ بھی جائز ہے جیسا کہ نوافل کا حکم ہے اور نافلہ مغرب بلکہ رات کے سب نوافل کو آواز سے پڑھنا چاہیئے اور پہلی دونو رکعتوں کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَرٰى وَاَنْتَ بِالْمَنْظَرِ الْاَعْلٰى وَاَنَّ اِلَيْكَ الرُّجْعٰى وَالْمُنْتَهٰى وَاَنَّ لَكَ الْمَمَاتَ وَالْمَحْيَا وَاَنَّ لَكَ الْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَذِلَّ وَنَخْزٰى وَنَاْتِيَ عَنْهُ مَا نُهِيَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ وَاَسْتَعِيْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ بِعِزَّتِكَ وَاَنْ تَجْعَلَ اَوْسَعَ رِزْقِيْ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَاَحْسَنَ عَمَلِيْ عِنْدَ اقْتِرَابِ اَجَلِيْ وَاَطِلْ فِيْ طَاعَتِكَ وَمَا يُقَرِّبُ مِنْكَ وَيُحْظِيْ عِنْدَكَ وَيُزْلِفُ لَدَيْكَ عُمْرِيْ وَاَحْسِنْ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِيْ وَاُمُوْرِيْ مَعْرِفَتِيْ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ وَتَطَوَّلْ عَلَيَّ بِقَضَاءِ جَمِيْعِ حَوَآئِجِيْ لِلدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَابْدَاْ بِوَالِدَيَّ وَوُلْدِيْ وَجَمِيْعِ اِخْوَانِي الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ جَمِيْعِ مَا سَئَلْتُكَ لِنَفْسِيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ پس دوسری دونو رکعتیں نافلہ مغرب کی شروع کرے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ حدید کے اول سے یہ آیتیں پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ يُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ دوسری رکعت میں سورہ حشر کا آخر پڑھے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا

نماز مغرب کے نوافل اور تعقیبات مغرب

متصدعا من خشیة الله وتلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم هو الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان الله عما یشرکون هو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنی یسبح له ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم اوران دونو رکعتوں کے آخری سجدے میں سات مرتبہ یہ کہے اللهم انی اسئلک بوجهک الکریم واسمائک العظیم وملکک القدیم ان تصلی علی محمد وآل محمد وان تغفر لی الذنب العظیم انه لا یغفر الذنب العظیم الا العظیم پھر دو سجدے شکر کے بجا لاوے اور یہ جو کچھ پہلے مذکور ہوا ہے وہ سجدے میں پڑھے اور اگر ہر ایک سجدے میں شکراً شکراً کہے یہ بھی کافی ہے بعد اسکے دو رکعت نماز غفیلہ کی پڑھے اور اسکی کیفیت عنقریب بیان ہوگی جب سرخی پچھم کی جانب سے برطرف ہو جائے تو عشا کے واسطے اذان و اقامت کہے اور جو دعائیں اقامت سے پہلے اور اقامت کے بعد شروع میں بیان ہوئیں انکو بجا لاوے اور جب عشا کی نماز سے فارغ ہو چکے اور تعقیب بجا لائے تو یہ دعا پڑھے اللهم بحق محمد وآل محمد صل علی محمد وآل محمد ولا تؤمنا مکرک ولا تنسنا ذکرک ولا تکشف عنا سترک ولا تحرمنا فضلک ولا تحلل علینا غضبک ولا تباعدنا من جوارک ولا تنقصنا من رحمتک ولا تنزع عنا برکاتک ولا تمنعنا عافیتک واصلح لنا ما اعطیتنا وزدنا من فضلک المبارک الطیب الحسن الجمیل ولا تغیر ما بنا من نعمتک ولا تؤیسنا من روحک ولا تهنا بعد کرامتک ولا تضلنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب پس دس دس دفعہ الحمد قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور دس مرتبہ تسبیح اربعہ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر اور دس مرتبہ درود پڑھے اللهم صل علی محمد وآل محمد اور اسکے بعد یہ دعا پڑھے اللهم افتح لی ابواب رحمتک واسبغ علی من حلال رزقک ومتعنی بالعافیة وابقنی فی سمعی وبصری وجمیع جوارحی اللهم ما بنا من نعمة فمنک لا اله الا انت استغفرک واتوب الیک یا ارحم الراحمین پھر سجدہ شکر بجا لا کر نماز وترہ کو بیٹھکر ادا کرے اور کھڑے ہو کر بھی جائز ہے اور ترکیب اسکی یہ ہے کہ اول ساتوں تکبیریں مع تینوں دعاؤں کے بجا لائے اس کے بعد پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ ملک یا سورۂ واقعہ پڑھے اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ اور نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگے۔

فصل نماز تہجد کے آداب کے بیان میں۔ جب بندۂ مومن رات کو خواب سے بیدار ہو تو سب سے اول کام یہ ہے کہ سجدہ کرے پس سجدہ میں یا سجدے سے سر اٹھا کر کہے الحمد لله الذی احیانی بعد ما اماتنی والیه النشور الحمد لله الذی رد علی روحی لاحمده واشکره واعبده اور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے اللهم انی اتوجه الیک بنبیک نبی الرحمة وآله واقدمهم بین یدی حوائجی فاجعلنی بهم وجیها فی الدنیا والآخرة ومن المقربین اللهم ارحمنی بهم ولا تعذبنی بهم واهدنی بهم ولا تضلنی بهم وارزقنی بهم ولا تحرمنی بهم واقض لی حوائج الدنیا والآخرة انک علی کل شیء قدیر

وَبِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ط پھر ساتوں تکبیریں مع تینوں دعاؤں کے بجالاکر رکعت اول کو شروع کرے اور افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں حمد کے بعد تیس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور باقی چھ رکعتوں میں بڑی بڑی سورتیں جیسے انعام کہف انبیا یٰسین ہیں پڑھے اگر وقت تنگ ہو تو حمد اور قل کافی ہے اور جائز ہے کہ خالی حمد پر مثل اور نوافل کے اکتفا کرے یہی علما نے بالاتفاق بیان کیا ہے جسطرح سے فرض نمازوں میں قنوت سنت ہے اسی طرح سے نوافل کی دوسری رکعت میں بھی مسنون ہے مگر شفع کی دوسری رکعت میں قنوت نہیں بلکہ اسکا قنوت تیسری رکعت میں ہے جسکو وتر کہتے ہیں اور اسکا بیان ابھی آتا ہے اور قنوت میں اتنا بھی کافی ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ط اور سنت ہے کہ قنوت کو آواز سے پڑھے یہانتک کہ دن کے نوافل میں بھی اور قنوت میں طول دینا بھی سنت ہے خصوصاً تہجد کی نمازوں میں کہ اسکا وقت بہت وسیع ہوتا ہے اور ان مختصر دعاؤں سے جنکا واجب اور سنت نمازوں میں پڑھنا مناسب ہے یہ قنوت ہے اَللّٰهُمَّ كَيْفَ أَدْعُوكَ وَقَدْ عَصَيْتُكَ وَكَيْفَ لَا أَدْعُوكَ وَقَدْ عَرَفْتُ حُبَّكَ فِي قَلْبِي وَإِنْ كُنْتُ عَاصِيًا مَدَدْتُ إِلَيْكَ يَدَيَّ بِالذُّنُوبِ مَمْلُوَّةً وَعَيْنًا بِالرَّجَاءِ مَمْدُودَةً مَوْلَايَ أَنْتَ عَظِيمُ الْعُظَمَاءِ وَأَنَا أَسِيرُ الْأُسَرَاءِ أَنَا الْأَسِيرُ بِذَنْبِي الْمُرْتَهَنُ بِجُرْمِي إِلٰهِي لَئِنْ طَالَبْتَنِي بِذَنْبِي لَأُطَالِبَنَّكَ بِكَرَمِكَ وَلَئِنْ طَالَبْتَنِي بِجَرِيرَتِي لَأُطَالِبَنَّكَ بِعَفْوِكَ وَلَئِنْ أَمَرْتَ بِي إِلَى النَّارِ لَأُخْبِرَنَّ أَهْلَهَا أَنِّي كُنْتُ أَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنَّ الطَّاعَةَ تَسُرُّكَ وَالْمَعْصِيَةَ لَا تَضُرُّكَ فَهَبْ لِي مَا يَسُرُّكَ وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَضُرُّكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اور سنت ہے کہ ان آٹھ رکعت سے ہر دو رکعت کے بعد یہ دعا پڑھتا رہے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَلَمْ يُسْأَلْ مِثْلُكَ أَنْتَ مَوْضِعُ مَسْأَلَةِ السَّائِلِينَ وَمُنْتَهٰى رَغْبَةِ الرَّاغِبِينَ أَدْعُوكَ وَلَمْ يُدْعَ مِثْلُكَ وَأَرْغَبُ إِلَيْكَ وَلَمْ يُرْغَبْ إِلٰى مِثْلِكَ وَأَنْتَ مُجِيبُ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ وَأَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ وَأَسْأَلُكَ بِأَفْضَلِ الْمَسَائِلِ كُلِّهَا وَأَنْجَحِهَا وَأَعْظَمِهَا يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيمُ وَبِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى وَأَمْثَالِكَ الْعُلْيَا وَنِعْمَتِكَ الَّتِي لَا تُحْصٰى بِأَكْرَمِ أَسْمَائِكَ عَلَيْكَ وَأَحَبِّهَا إِلَيْكَ وَأَقْرَبِهَا مِنْكَ وَسِيلَةً وَأَشْرَفِهَا عِنْدَكَ مَنْزِلَةً وَأَجْزَلِهَا لَدَيْكَ ثَوَابًا وَأَسْرَعِهَا فِي الْأُمُورِ إِجَابَةً وَبِاسْمِكَ الْمَكْنُونِ الْأَكْبَرِ الْأَعَزِّ الْأَجَلِّ الْأَعْظَمِ الْأَكْرَمِ الَّذِي تُحِبُّهُ وَتَهْوَاهُ وَتَرْضٰى بِهِ عَمَّنْ دَعَاكَ فَاسْتَجَبْتَ لَهُ دُعَاءَهُ وَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ لَا تَرُدَّ سَائِلَكَ وَبِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِيمِ وَبِكُلِّ اسْمٍ دَعَاكَ بِهِ حَمَلَةُ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتُكَ وَأَنْبِيَاؤُكَ وَرُسُلُكَ وَأَهْلُ طَاعَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تُعَجِّلَ فَرَجَ وَلِيِّكَ وَابْنِ وَلِيِّكَ وَتُعَجِّلَ خِزْيَ أَعْدَائِهِ بعد اسکے دعا مانگے اور تسبیح فاطمہ زہرا علیہا السلام بجالاوے اور اسکے بعد دو سجدہ شکر کرے اور شکر کے دونوں سجدوں میں سے کسی سجدہ میں یہ دعا جو کہ امام زین العابدین صلوٰۃ اللہ وسلامہ کیطرف

منسوب ہے پڑھے اِلٰهِی وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ وَعَظَمَتِكَ لَوْ اَنِّی مُنْذُ بَدَعْتَ فِطْرَتِی مِنْ اَوَّلِ الدَّهْرِ عَبَدْتُكَ
دَوَامَ خُلُودِ رُبُوبِیَّتِكَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ فِی كُلِّ طَرْفَةِ عَیْنٍ سَرْمَدَ الْاَبَدِ بِحَمْدِ الْخَلَائِقِ وَشُكْرِهِمْ اَجْمَعِینَ
لَكُنْتُ مُقَصِّرًا فِی بُلُوغِ اَدَاءِ شُكْرِ اَخْفٰی نِعْمَةٍ مِنْ نِعَمِكَ عَلَیَّ وَلَوْ اَنِّی كَرَبْتُ مَعَادِنَ حَدِیدِ الدُّنْیَا
بِاَنْیَابِی وَحَرَثْتُ اَرْضَهَا بِاَشْفَارِ عَیْنِی وَبَكَیْتُ مِنْ خَشْیَتِكَ مِثْلَ بُحُورِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِینَ
دَمًا وَصَدِیدًا لَكَانَ ذٰلِكَ قَلِیلًا فِی كَثِیرِ مَا یَجِبُ مِنْ حَقِّكَ عَلَیَّ وَلَوْ اَنَّكَ اِلٰهِی عَذَّبْتَنِی
بَعْدَ ذٰلِكَ بِعَذَابِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِینَ وَعَظَّمْتَ لِلنَّارِ خَلْقِی وَجِسْمِی وَمَلَاْتَ طَبَقَاتِ جَهَنَّمَ
مِنِّی حَتّٰی لَا یَكُونَ فِی النَّارِ مُعَذَّبٌ غَیْرِی وَلَا یَكُونَ لِجَهَنَّمَ حَطَبٌ سِوَایَ لَكَانَ ذٰلِكَ
بِعَدْلِكَ عَلَیَّ قَلِیلًا فِی كَثِیرِ مَا اسْتَوْجَبْتُهُ مِنْ عُقُوبَتِكَ ط پس دس مرتبہ یا اللہ یا اللہ
کہے پھر یہ دعا پڑھے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَارْحَمْنِی وَثَبِّتْنِی عَلٰی دِینِكَ وَدِینِ نَبِیِّكَ وَلَا تُزِغْ قَلْبِی
بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِی وَهَبْ لِی مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ **فصل** جب نماز شب کی آٹھوں
رکعتوں سے فارغ ہوچکے تو شفع کی دو رکعتوں کو شروع کرے اور عمدہ وقت اسکا صبح کاذب اور صادق
کے درمیان ہے اور شفع کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ پڑھے اور جی چاہے تو پہلی رکعت
میں قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں قل اعوذ برب الناس پڑھے اور سلام دینے کے بعد یہ دعا پڑھے
اِلٰهِی تَعَرَّضَ لَكَ فِی هٰذَا اللَّیْلِ الْمُتَعَرِّضُونَ وَقَصَدَكَ فِیهِ الْقَاصِدُونَ وَاَمَّلَ فَضْلَكَ وَمَعْرُوفَكَ
الطَّالِبُونَ وَلَكَ فِی هٰذَا اللَّیْلِ نَفَحَاتٌ وَجَوَائِزُ وَعَطَایَا وَمَوَاهِبُ تَمُنُّ بِهَا عَلٰی مَنْ تَشَاءُ مِنْ
عِبَادِكَ وَتَمْنَعُهَا مَنْ لَمْ تَسْبِقْ لَهُ الْعِنَایَةُ مِنْكَ وَهَا اَنَا ذَا عُبَیْدُكَ الْفَقِیرُ اِلَیْكَ الْمُؤَمِّلُ فَضْلَكَ وَ
مَعْرُوفَكَ فَاِنْ كُنْتَ یَا مَوْلَایَ تَفَضَّلْتَ فِی هٰذِهِ اللَّیْلَةِ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ وَعُدْتَ عَلَیْهِ بِعَائِدَةٍ
مِنْ عَطْفِكَ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّیِّبِینَ الطَّاهِرِینَ الْخَیِّرِینَ الْفَاضِلِینَ وَجُدْ عَلَیَّ بِطَوْلِكَ وَمَعْرُوفِكَ یَا
رَبَّ الْعَالَمِینَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِینَ الَّذِینَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ
تَطْهِیرًا اِنَّ اللّٰهَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَدْعُوكَ كَمَا اَمَرْتَ فَاسْتَجِبْ لِی كَمَا وَعَدْتَ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیعَادَ ط
پس نماز وتر میں مشغول ہو اول ساتوں تکبیریں اور تینوں دعائیں بجالائے اور الحمد کے بعد قل ہو اللہ کو
تین مرتبہ اور ایک دفعہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو پڑھکر قنوت کیلئے ہاتھ اٹھاوے
منہ کے برابر اور رونی صورت سے یا سچ مچ روکر یہ دعا پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیمُ الْكَرِیمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِینَ السَّبْعِ وَمَا فِیهِنَّ وَمَا بَیْنَهُنَّ
وَمَا فَوْقَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ
اللّٰهُ زَیْنُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ اللّٰهُ جَمَالُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ اللّٰهُ عِمَادُ السَّمٰوَاتِ وَ
الْاَرْضِ وَاَنْتَ اللّٰهُ قَیُّومُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ اللّٰهُ صَرِیخُ الْمُسْتَصْرِخِینَ وَاَنْتَ اللّٰهُ غِیَاثُ

الْمُسْتَغِيثِينَ وَاَنْتَ اللّٰهُ الْمُفَرِّجُ عَنِ الْمَكْرُوبِينَ وَاَنْتَ اللّٰهُ الْمُرَوِّحُ عَنِ الْمَغْمُومِينَ وَاَنْتَ اللّٰهُ مُجِيبُ
دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ وَاَنْتَ اللّٰهُ اِلٰهُ الْعَالَمِينَ وَاَنْتَ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ وَاَنْتَ اللّٰهُ كَاشِفُ السُّوْءِ وَ
اَنْتَ اللّٰهُ بِكَ تُنْزَلُ كُلُّ حَاجَةٍ يَا اَللّٰهُ لَيْسَ يَرُدُّ غَضَبَكَ اِلَّا حِلْمُكَ وَلَا يُنْجِي مِنْكَ اِلَّا التَّضَرُّعُ اِلَيْكَ
فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ يَا اِلٰهِي رَحْمَةً تُغْنِيْنِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ بِالْقُدْرَةِ الَّتِي بِهَا اَحْيَيْتَ جَمِيعَ مَا فِي
الْبِلَادِ وَبِهَا تَنْشُرُ مَيِّتَ الْعِبَادِ وَلَا تُهْلِكْنِي غَمًّا حَتّٰى تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَتُعَرِّفَنِي الْاِسْتِجَابَةَ فِي
دُعَائِي وَارْزُقْنِي الْعَافِيَةَ اِلٰى مُنْتَهٰى اَجَلِي وَاَقِلْنِي عَثْرَتِي وَلَا تُشْمِتْ بِي عَدُوِّي وَلَا تُمَكِّنْهُ مِنْ رَقَبَتِي
اَللّٰهُمَّ اِنْ رَفَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَضَعُنِي وَاِنْ وَضَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَرْفَعُنِي وَاِنْ اَهْلَكْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي
يَحُولُ بَيْنَكَ وَبَيْنِي اَوْ يَتَعَرَّضُ لَكَ فِي شَيْءٍ مِنْ اَمْرِي وَقَدْ عَلِمْتُ اَنْ لَيْسَ فِي حُكْمِكَ ظُلْمٌ وَلَا فِي نَقِمَتِكَ
عَجَلَةٌ وَاِنَّمَا يَعْجَلُ مَنْ يَخَافُ الْفَوْتَ وَاِنَّمَا يَحْتَاجُ اِلَى الظُّلْمِ الضَّعِيفُ وَقَدْ تَعَالَيْتَ عَنْ ذَالِكَ
يَا اِلٰهِي فَلَا تَجْعَلْنِي لِلْبَلَاءِ غَرَضًا وَلَا لِنَقِمَتِكَ نَصَبًا وَمَهِّلْنِي وَنَفِّسْنِي وَاَقِلْنِي عَثْرَتِي وَلَا تَبْتَلِيَنِّي بِبَلَاءٍ
عَلٰى اَثَرِ بَلَاءٍ فَقَدْ تَرٰى ضَعْفِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي اَسْتَعِيذُ بِكَ اللَّيْلَةَ فَاَعِذْنِي وَاَسْتَجِيرُ بِكَ مِنَ النَّارِ
فَاَجِرْنِي وَاَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَحْرِمْنِي ط پس اور جو دعا یاد ہو وہ پڑھے اور ستر مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي
وَاَتُوبُ اِلَيْهِ پڑھے اسکے بعد نام بنام چالیس یا زیادہ مومنوں کیلئے اس طریق سے دعا کرے اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَفُلَانٍ اور ایک ایک کا نام لے اور سو مرتبہ استغفار پڑھے تو افضل ہے اور زیادہ ثواب
ملیگا پھر سات مرتبہ کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لِجَمِيعِ ظُلْمِي وَجُرْمِي وَاِسْرَافِي
عَلٰى نَفْسِي وَاَتُوبُ اِلَيْهِ پھر کہے رَبِّ اَسَأْتُ وَظَلَمْتُ نَفْسِي وَبِئْسَ مَا صَنَعْتُ وَهٰذِهِ يَدَايَ
يَا رَبِّ جَزَاءً بِمَا كَسَبَتْ وَهٰذِهِ رَقَبَتِي خَاضِعَةً لِمَا اَتَيْتُ وَهَا اَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَخُذْ لِنَفْسِكَ مِنْ
نَفْسِي الرِّضَا حَتّٰى تَرْضٰى لَكَ الْعُتْبٰى لَا اَعُودُ ط پھر تین سو مرتبہ اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ کہے پھر یہ کہے رَبِّ
اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ط پس یاد رکھنا چاہیے کہ شفع کی دوسری رکعت
میں قنوت نہیں پڑھتے اس تیسری اکیلی رکعت میں جسکو وتر کہتے ہیں پڑھا جاتا ہے اور اگر وقت تنگ ہو تو قنوت
میں مناسب وقت اختصار کرے طول نہ دے اور سلام و بکر تسبیح فاطمہ زہرا کی بجالا کر سجدے میں جائے اور
یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ ذُلِّي بَيْنَ يَدَيْكَ وَتَضَرُّعِي اِلَيْكَ وَوَحْشَتِي مِنَ النَّاسِ
وَاُنْسِي بِكَ يَا كَرِيمُ يَا كَائِنًا قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ يَا مُكَوِّنَ كُلِّ شَيْءٍ يَا كَائِنًا بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ لَا تَفْضَحْنِي فَاِنَّكَ بِي عَالِمٌ
وَلَا تُعَذِّبْنِي فَاِنَّكَ عَلَيَّ قَادِرٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَرْجِعِ فِي الْقُبُورِ وَمِنَ
النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَسْئَلُكَ عِيشَةً هَنِيئَةً وَمِيتَةً سَوِيَّةً مُنْقَلَبًا كَرِيمًا غَيْرَ مُخْزٍ وَلَا فَاضِحٍ اَللّٰهُمَّ
مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاغْفِرْ لِي يَا حَيًّا لَا
يَمُوتُ ط جب مفرد وتر اور اسکی دعاؤں سے فارغ ہوچکے تو دو رکعت صبح کی سنت اس طریق سے ادا کرے

کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون۔ دوسری میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ اور سلام دیکر واہنی
کروٹ قبلہ کو منہ کرکے واہنا رخسارہ داہنے ہاتھ پر رکھکر لیٹ جائے اور یہ دعا پڑھے اِسْتَمْسَكْتُ بِعُرْوَةِ
اللّٰهِ الْوُثْقٰى الَّتِىْ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاعْتَصَمْتُ بِحَبْلِ اللّٰهِ الْمَتِيْنِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فَسَقَةِ الْعَرَبِ وَ
الْعَجَمِ وَمِنْ شَرِّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ رَبِّيَ اللّٰهُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَمَنْ
يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا حَسْبِيَ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُمَّ
مَنْ اَصْبَحَ وَلَهٗ حَاجَةٌ اِلٰى مَخْلُوْقٍ فَاِنَّ حَاجَتِيْ وَرَغْبَتِيْ اِلَيْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الصَّبَاحِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَالِقِ الْاِصْبَاحِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَاسِمِ الْمَعَاشِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جَاعِلِ اللَّيْلِ لَكَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَعَلٰى
لِسَانِيْ نُوْرًا وَمِنْ بَيْنِ يَدَيَّ نُوْرًا وَمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَمِنْ
تَحْتِيْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِيَ النُّوْرَ وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا اَمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ وَلَا تَحْرِمْنِيْ نُوْرَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور آیۃ الکرسی
اور قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ آل عمران یہ پانچوں آیتیں پڑھے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ
وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ
فَاٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ط پھر تسبیح حضرت فاطمۂ زہرا کی پڑھے اسکے بعد تین سو مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ
وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ پھر سات مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہے پھر دو سجدے شکر کے بجا لاوے جس طریق سے کہ سابق میں بیان ہوا ہے اور یہ دعا بھی پڑھے
اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْفَجْرِ وَاللَّيَالِي الْعَشْرِ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ وَخَالِقَ كُلِّ
شَيْءٍ وَمَلِيْكَ كُلِّ شَيْءٍ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَافْعَلْ بِيْ بِفُلَانٍ وَفُلَانٍ مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ
اَهْلُهٗ فَاِنَّكَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ اور فلاں فلاں کی جگہ مومنوں کا نام لے دوسری سنت نماز وہ
نماز ہے جو رسولخدا کی طرف منسوب ہے اور وہ دو رکعتی نماز ہے ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ اور انا انزلنا پندرہ
مرتبہ اور رکوع میں اور رکوع سے سر اٹھا کر اور دونوں سجدوں میں اور ہر سجدہ سے سر اٹھا کر پندرہ پندرہ مرتبہ اس
سورہ کو پڑھے تیسری نماز وہ نماز ہے جو جناب امیرؑ کی کہلاتی ہے وہ چار رکعتیں ہیں۔ دو دو کی نیت سے
ہر رکعت میں ایکمرتبہ الحمد پچاس مرتبہ قل ہو اللہ چوتھی نماز حضرت فاطمہؑ کی اور وہ دو رکعتیں ہیں پہلی میں ایکمرتبہ الحمد
سو مرتبہ انا انزلناہ۔ دوسری میں ایکمرتبہ الحمد سو مرتبہ قل ہو اللہ پانچویں نماز حضرت جعفر طیارؓ کی اور وہ چار رکعتیں
دو سلام سے ہیں پہلی میں الحمد اور اذا زلزلت اور دوسری میں الحمد اور والعادیات تیسری میں الحمد اور اذا جاء نصر اللہ

چوتھی میں الحمد اور قل ہو اللہ اور ہر رکعت میں رکوع سے پہلے پندرہ مرتبہ اور رکوع میں اور رکوع سے سر اٹھا کر اور ہر سجدہ میں اور سجدوں سے اٹھکر دس دس دفعہ تسبیح اربعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے پس کل نماز میں تین سو مرتبہ تسبیح پڑھی جائیگی اور اس نماز کو اگر ہمیشہ رات کے وقت پڑھا کریں تو بہت ہی ثواب ہے نہیں تو آٹھویں روز یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایکدفعہ پڑھ لے اور اگر یومیہ کے نوافل کو اس طریق سے پڑھے تو دونو کا ثواب حاصل ہوگا اور بعض عالم کہتے ہیں کہ پانچ وقتی نماز کو بھی اسطرح سے پڑھ سکتے ہیں اور دوہرا ثواب ملیگا اور پہلی تینوں رکعتوں میں بھی ان تینوں سورتوں کے بدلے قل ہو اللہ پڑھ سکتے ہیں اور نماز کے بعد اس دعا کا پڑھنا سنت ہے سُبْحَانَ مَنْ لَبِسَ الْعِزَّ وَالْوَقَارَ سُبْحَانَ مَنْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَالْكَرَمِ بِهٖ سُبْحَانَ مَنْ لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ مَنْ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عِلْمُهٗ سُبْحَانَ ذِي الْمَنِّ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِي الْقُدْرَةِ وَالْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَبِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ الَّتِيْ تَمَّتْ صِدْقًا وَعَدْلًا صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اور ایک روایت میں وارد ہے کہ بقدر ایک ایک سانس کے یا ربّ یا ربّ یا رباہ یا رباہ اور رب اور رب اور یا اللہ یا اللہ اور یا رحیم یا رحیم کو پڑھے اور سات مرتبہ یا رحمان یا رحمان اور سات مرتبہ یا ارحم الراحمین اسکے بعد دعا مانگے چھٹی نماز نماز اعرابی ہے اور اسکی دس رکعت ہیں اول دو رکعت کی نیت کرے پہلی رکعت میں الحمد اور قل اعوذ برب الفلق سات بار پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد اور سات دفعہ قل اعوذ برب الناس اور سلام کے بعد سات دفعہ آیۃ الکرسی اور وقت اسکا جمعہ کے دن دن چڑھے کے وقت ہے پھر آٹھ رکعت چار چار رکعت کی نیت سے پڑھے ہر رکعت میں الحمد اذا جاء ایکدفعہ اور قل ہو اللہ پچیس دفعہ اور سلام کے بعد ستر مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ ساتویں نماز استسقاء کی نماز یعنی طلب بارش کے لئے اور اس نماز کو جماعت سے پڑھنا افضل ہے اور امام کو چاہیئے کہ جمعہ کے دن خطبہ میں لوگوں کو فہمائش کرے کہ توبہ کریں اور جمعہ کے بعد تین دن روزہ رکھیں اور تیسرے دن پیر کے روز جنگل میں جاویں اور مکہ کے لوگ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں۔ اور سنت ہے کہ خضوع و خشوع کے ساتھ استغفار کرتے ہوئے جنگل کو جاویں اور بوڑھے مرد اور عورتوں کو اور بچوں اور چوپاؤں کو اپنے ساتھ لیجاویں اور بچوں کو انکی ماؤں سے جدا کر دیں اور جوان عورتوں کو اور غیر مذہب کے لوگوں کو اپنے ساتھ نہ لیں اور موذن لوگ آگے آگے رواں ہوں اور نماز کے وقت آذان کے بدلے تین مرتبہ الصلوٰۃ کہیں اور اس نماز کا وہی وقت ہے جو عید کی نماز کا ہے اور عید کی طرح دو رکعت ہیں مگر دعا قنوت میں فرق ہے اس نماز کا قنوت یہ ہے اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بِلَادَكَ الْمَيْتَةَ پس نماز کے بعد پیش نماز منبر پر جاکر اپنی چادر کو اس مونڈھے سے اس مونڈھے پر اور اس کاندھے سے اس کاندھے پر بدل ڈالے اور خطبہ پڑھے اور خطبہ سے فارغ ہو کر رو بقبلہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہے اور اس کے بعد داہنی طرف منہ کر کے سو مرتبہ سبحان اللہ کہے پھر بائیں طرف منہ کر کے سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے سو مرتبہ الحمد للہ کہے اور سب آدمی بھی امام کیساتھ پکار پکار کر

نماز اعرابی

نماز باران

ان کلموں کو کہتے رہیں۔ آٹھویں نماز عید غدیر کی نماز ہے اور وہ دو رکعت ہیں ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ اور
آیۃ الکرسی خالدون تک اور انا انزلنا اور قل ہو اللہ تینوں دس دس مرتبہ اول وقت اسکا زوال سے آدہ گھڑی
پہلے سمجھنا چاہیئے اور نماز کے بعد وہ طولانی دعا جو مصباح میں مذکور ہے پڑہنی سنت ہے اور دعا کے بعد اپنی حاجت
طلب کرے اور خطبہ اس نماز کا جمعہ کی طرح نماز سے پہلے پڑہا جاتا ہے اور زیارت حضرت امیر المومنینؑ کی دور و نزدیک سے
سنت ہے حدیث میں وارد ہے کہ عید غدیر کا چرچا آسمان میں زمین سے زیادہ ہے اور اس روز ایک درہم خیرات
کرنے کا ثواب دس لاکھ درہم کے برابر ہے اور غسل کرنا اور روزہ رکھنا اور روزہ دار ونکی دعوت کرنا بہت ثواب ہے۔
نویں نماز پہلی تاریخ کی نماز ہے ہر مہینہ کی پہلی کو دو رکعت پڑہے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد تیس دفعہ قل ہو اللہ
اور دوسری رکعت میں تیس دفعہ انا انزلناہ۔ دسویں نماز ماہ رمضان کے نوافل ہیں اور وہ ہزار رکعتیں ہیں اور اسکے
پڑہنے کے دو طریق ہیں ایک تو یہ ہے کہ شب اول سے شب بستم تک ہر شب میں بیس رکعت پڑہیں آٹھ مغرب
عشا کے بیچ میں اور بارہ عشا کے بعد اور انیسویں شب کو ایک سو بیس رکعت، باقی رہیں پانچسو رکعت ان کو آخری دہے
کی ہر شب تیس رکعت کے حساب سے بجالاوے آٹھ مغربین کے بیچ میں اور بائیس رکعت عشا کے بعد اور اکیسویں
بائیسویں شب کو سو سو رکعت اور پڑہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ انیسویں اور اکیسویں اور تیئیسویں میں فقط سو سو
رکعت پر اکتفا کرے اور اسی رکعت جو باقی رہیں ان میں سے ہر جمعہ کو دس دس رکعت پڑہیں چار رکعت بطریق
نماز امیر المومنینؑ اور چار رکعت بطریق نماز جعفر طیارؑ اور دو رکعت نماز جناب فاطمہ زہراؑ کی طرح اور اگر پانچ جمعہ
کسی رمضان میں واقع ہوں تو اختیار ہے چاہے ایک جمعہ کو خالی رکھے چاہے پانچوں جمعہ پر ان رکعتوں کو تقسیم
کردے باقی رہیں چالیس رکعت ان کو اسطرح پر ادا کرے کہ بیس رکعت بشکل نماز جناب امیر المومنینؑ آخری جمعہ کی
رات کو اور بیس رکعت بصورت نماز جناب فاطمہ زہراؑ آخری جمعہ کی شام کو ہفتہ کی رات میں پڑہے اور اگر مہینہ
انتیس کا ہوجاوے تو تیسویں رات کی نماز ساقط ہوگی اور اسکی قضا شرح میں وارد نہیں اسکے سوا اگر کسی روز اور
نافلہ قضا ہوجائے تو ان کو بعد میں پڑہنا سنت ہے۔ گیارہویں نماز روز مبعث کی نماز ہے یعنی حضرت کے پیغمبر
ہونیکا دن اور وہ ستائیسویں رجب کے مہینہ کی ہے تمام دن میں جسوقت چاہے بارہ رکعت دو دو کی نیت سے
صبح کی نماز کی طرح ادا کرے اور نماز سے فارغ ہوکر اسی جگہ بیٹھے ہوئے چار دفعہ پڑہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور اسکے بعد چار مرتبہ
اَللّٰهُ أَكْبَرُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا پڑہکر دعا مانگے۔ بارہویں نماز بارہ رکعت شب مبعث کی دو دو کی نیت سے تمام شب میں
جسوقت چاہے پڑہ سکتا ہے ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق قل ہو اللہ
تینوں سورتیں چار چار مرتبہ اور نماز کے بعد وہیں بیٹھے ہوئے چار دفعہ کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اسکے بعد دعا مانگے۔ تیرہویں نماز روز مباہلہ کی یعنی جسدن رسولخدا
نصاریٰ سے مجادلہ اور نفرین کو صحرا میں تشریف لیگئے اور فتحیاب ہوئے اور وہ چوبیسویں ذالحجہ کی ہے۔

اسی روز حضرت امیر المومنینؑ نے سائل کو اپنی انگوٹھی عطا کی اور یہ نماز عید غدیر کی نماز کیطرح پڑھی جاتی ہے
چودھویں نماز ہدیہ زیارت چہاردہ معصوم علیہ السلام کی اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ زیارت کے بعد صبح کیطرح
دو رکعت پڑھے اور حضرت امیر المومنینؑ کی زیارت کے بعد دو رکعت ہدیہ زیارت آدم علیہ السلام کی اور دو رکعت
ہدیہ زیارت نوح علیہ السلام بجالاوے کہ وہ دونوں بزرگوار وہیں نجف اشرف میں مدفون ہیں اور سنت ہے کہ
زیارت کی نماز قبر کے سرہانے کھڑا ہوکر پڑھے اور بعضے عالم فرماتے ہیں کہ دوسرے شہر والے اول نماز بعدہ زیارت
بجالاویں۔ پندرھویں نماز غائب دریافت طلب و دو ماہ رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھکر جمعہ کی رات کو بارہ رکعت نماز چھ
سلام سے اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد تین دفعہ انا انزلنا اور بارہ دفعہ قل ہو اللہ اور سلام دیکر
ستر مرتبہ درود شریف اسکے بعد سجدہ میں جاکر ستر دفعہ کہے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ
اور سجدہ سے سر اٹھاکر ستر مرتبہ پڑھے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ الْاَعْظَمُ
پھر سجدہ میں جاوے اور وہی دعا اسطرح پڑھے پھر اپنی مراد طلب کرے سولھویں نماز رجب کی پندرھویں شب
کو تیس رکعت ہر رکعت میں الحمد کے بعد پندرہ پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ۔ سترھویں نماز شعبان کی پندرھویں شب کو
چار رکعت ہر رکعت میں ایک دفعہ الحمد سو مرتبہ قل ہو اللہ۔ اٹھارھویں نماز عید کی رات کو دو رکعت پہلی میں ہزار
مرتبہ قل ہو اللہ دوسری میں ایک مرتبہ۔ انیسویں نماز غفیلہ مغرب عشا کے درمیان دو رکعت اس طریق سے
پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد یہ آیت پڑھے وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ
فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ
كَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ط اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد یہ آیت پڑھنی چاہیے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا
یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ
وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ط بعد اسکے ہاتھ اٹھاکر یہ قنوت پڑھنا چاہیے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِمَفَاتِحِ الْغَیْبِ
الَّتِیْ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ ط بعد اسکے دعا مانگے۔ بیسویں نماز سفر
کے وقت دو رکعت نماز صبح کی طرح پڑھکر یہ دعا پڑھنی چاہیے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ وَ
دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِیْ ط اکیسویں نماز توبہ صبح کی طرح دو رکعت نماز غسل توبہ کے بعد پڑھکر دعائے
توبہ صحیفہ کاملہ کی پڑھے۔ بائیسویں نماز ہدیۂ میت دو رکعت نماز اس طریق سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد
آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور دوسری میں دس مرتبہ انا انزلنا اور نماز کے بعد اسطرح پر ثواب بخشے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّابْعَثْ ثَوَابَ هَاتَیْنِ الرَّكْعَتَیْنِ اِلٰی قَبْرِ فُلَانٍ اور بجائے لفظ فلاں میت کا نام لے اور یہ نماز دفن
کی رات کو پڑھی جاتی ہے۔ تیئیسویں نماز روز عاشورہ چار رکعت دو سلام سے پہلی میں قل یا ایہا الکافرون دوسری
میں قل ہو اللہ تیسری میں سورۂ احزاب چوتھی میں منافقون ایک ایک مرتبہ اسکے بعد نماز زیارت حضرت امام حسینؑ
کی بجالائے۔ چوبیسویں نماز نوروز چار رکعت دو سلام سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد اور دس دفعہ انا انزلناہ

اور دوسری رکعت میں الحمد اور دس مرتبہ قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں دس دفعہ قل ہو اللہ چوتھی میں الحمد کے بعد قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس دس دس دفعہ سلام کے بعد سجدہ میں جاکر یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ نِ الْاَوْصِیَاءِ الرَّاضِیِیْنَ الْمَرْضِیِّیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَنْبِیَائِکَ وَرُسُلِکَ بِاَفْضَلِ صَلَوَاتِکَ وَبَارِکْ عَلَیْھِمْ بِاَفْضَلِ بَرَکَاتِکَ وَصَلِّ عَلٰی اَرْوَاحِھِمْ وَاَجْسَادِھِمْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ یَوْمِنَا ھٰذَا الَّذِیْ فَضَّلْتَہٗ وَکَرَّمْتَہٗ وَشَرَّفْتَہٗ وَعَظَّمْتَ خَطَرَہٗ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْمَآ اَنْعَمْتَ بِہٖ عَلَیَّ حَتّٰی لَآ اَشْکُرَ اَحَدًا غَیْرَکَ وَوَسِّعْ عَلَیَّ فِیْ رِزْقِیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط اور وقت اس نماز کا نماز ظہرین اور ان کے نوافل سے فارغ ہوکر سمجھنا چاہیئے۔ **تیسرا مطلب** ان چیزوں کے بیان میں جن سے نماز میں خلل پڑتا ہے اور اس میں تین مقصد ہیں **پہلا مقصد** اس خلل کے بیان میں جس سے نماز باطل ہوتی ہے اور وہ تئیس چیزیں ہیں اول نماز کے اندر کسی حدث کا واقع ہونا جان کر یا بھول کر اختیارات سے یا بے اختیاری سے سجدۂ آخر سے پہلے یا بعد اسکے مگر شیخ ابن بابویہ کا یہ قول ہے کہ اگر اخیر سجدے سے سر اٹھانے کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی وضو کرکے نماز کو پورا کرلے دوسرے عمدًا بلا ضرورت قبلہ کو پشت کرنا اور اگر ضرورت ہو مثلاً لڑائی کے وقت دشمن قبلہ رُو ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو تو قبلہ کو پیٹھ دیکر بھی نماز ہوجائے گی اور اگر بھول کر قبلہ سے منہ پھر جاوے تو اگر وقت باقی ہو تو دوبارہ پڑھے اور وقت کے بعد یاد آئے تو نماز صحیح ہے چنانچہ قبلہ کی بحث میں بیان ہوا ہے تیسرے قبلہ سے دہنے یا بائیں کو عمدًا بلا ضرورت پھر جانا لیکن اگر سہوًا پھر جائے تو اگر وقت باقی ہو تو نماز باطل ہوگی نہیں تو نہیں جس طرح پہلے مسئلہ میں بیان ہوا (۴) جس وقت یہ بات ظاہر ہو کہ غسل یا وضو یا تیمم میں کچھ خلل رہ گیا ہے مثلاً یقین ہوجائے کہ عضو دہونے سے چھوٹ گیا یا مسح رہ گیا جس چیز سے وضو یا غسل یا تیمم کیا تھا وہ پانی یا مٹی نہ تھی یا مشتبہ چیز تھی یا پاک نہ تھی یا مشتبہ تھی یا غصبی تھی یا مشتبہ تھی اور جان بوجھ کر استعمال کیا تھا اور اگر وضو یا غسل و تیمم کے وقت غصب یا مشتبہ بغصبی ہونے کا علم نہ تھا اور بعد نماز کے اطلاع ہوئی تو اس صورت میں جو نماز پڑھ چکا ہے وہی صحیح ہے (۵) جب یہ خبر نہ رہے کہ پہلی رکعت پڑھتا ہوں یا دوسری (۶) مغرب کی رکعتوں میں شک ہونا (۷) پانچوں رکنوں میں سے کسی رکن کو کم یا زیادہ کردینا جان کر یا بھول کر اور رکن نیت تکبیر احرام اور قیام اور رکوع اور دونوں سجدوں کو کہتے ہیں (۸) فعل کثیر نماز کے اندر عمل میں آنا یعنی ایسا کام کرنا کہ جس سے یہ بات کہنے میں آئے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھتا اگرچہ سہوًا ہو۔ لیکن اگر فعل قلیل ہو مثلاً جوتہ پاؤں سے نکال دینا یا بچھو کو ایک ضرب میں مار ڈالنا یا ایک قدم آگے پیچھے ہوجانا تو نماز نہیں جاتی (۹) پڑھتے پڑھتے دیر تک سکوت کرنا کہ یہ کہنے میں آوے کہ یہ نماز نہیں پڑھتا (۱۰) ایک رکعت یا زیادہ بھول جائے اور ایسا کام کرنیکے بعد یاد آئے کہ جس سے نماز جاتی رہتی ہے جیسے وضو جاتا رہے یا قبلہ کو پیٹھ کرے چکے اور اگر ایسا امر واقع ہوا ہے کہ جس کے سہوًا ہوجانے میں نماز نہیں جاتی جیسے دو حرف کا منہ سے نکلجانا تو نماز کو پورا کرلینا چاہیئے (۱۱) چورکعتی نماز میں سہو سے ایک رکعت بڑھا دے اور

مبطلات نماز

چوتھی رکعت کے بعد تشہد کو بیٹھنا نہ ہو کہ اگر تشہد کو بیٹھ گیا تو نماز صحیح ہے گو تشہد نہ پڑھا ہو (۱۲) کل نماز وقت سے پہلے واقع ہو جائے جانکر خواہ بھول کر لیکن اگر وقت سے پہلے وقت نماز سمجھکر نماز شروع کردے اور پڑھتے پڑھتے وقت داخل ہو جائے تو اس صورت میں نماز ہو جائیگی (۱۳) جانکر غصبی لباس یا مکان میں یا غصبی فرش کے اوپر نماز پڑھنا (۱۴) بدن یا لباس کی نجاست کا علم ہو اور بھول کر اس سے نماز پڑھ لیوے۔ (۱۵) تقیہ کا محل نہ ہو اور جان بوجھکر سنیوں کی طرح ہاتھ باندھکر نماز پڑھ لیوے (۱۶) نماز پڑھتے ہوئے قصداً کچھ کھانا پینا گو ذراسی چیز ہو (۱۷) عمداً دو حروف منہ سے نکالنا (۱۸) جانکر قہقہہ مار کر ہنسنا (۱۹) کسی دنیا کی بات پر جان کر رو پڑنا (۲۰) جان بوجھکر واجبات نماز سے کسی چیز کو ترک کرنا اگرچہ رکن نہ ہو لیکن اگر نادانی سے جہر کی جگہ اخفات اور اخفات کے بدلے جہر کردے یعنی پکار کر پڑھنے کی جگہ آہستہ اور آہستہ کے مقام پر آواز سے پڑھے اگرچہ ترک واجب ہوا لیکن نماز صحیح ہے اکیسویں عمداً کسی واجب کو گو رکن نہ ہو زیادہ کرنا (۲۲) دیدہ و دانستہ کرنا قبلہ سے منحرف ہونا اگرچہ دلہنے یا بائیں کے درجہ تک نہ پہنچے (۲۳) عمداً استر کھول دینا۔

دوسرا مقصد ان باتوں کے بیان میں جنکے واقع ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور انکی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ خلل ہیں جن کے سبب سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا دوسری قسم کے وہ خلل ہیں جن کی وجہ سے سہو کا سجدہ واجب ہوتا ہے ان قسموں کے احکام دو فصلوں میں بیان ہوتے ہیں۔

جن امور سے نماز باطل نہیں ہوتی

پہلی فصل ان خللوں کے بیان میں جن کے سبب سے سہو کا سجدہ واجب نہیں ہوتا اور وہ کسی فعل کا واجب فعلوں میں سے بھولنا ہے کہ محل کے فوت ہونے سے پہلے یاد آجائے۔ پس اگر الحمد کو بھول جائے اور رکوع سے پہلے یاد آجائے تو الحمد کو پڑھکر سورۃ کو پڑھے اور اگر رکوع کو بھول جائے اور سجدہ میں جانے سے پہلے یاد آئے تو سیدھا کھڑا ہو کر رکوع کرے اور جائز نہیں کہ اس سے پہلے جھکنے پر اکتفا کرے چاہے حد رکوع سے کم ہو یا زیادہ یا مساوی اور اگر دونوں سجدونکو یا تشہد کو بھول جائے اور کھڑے ہو کر رکوع سے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ کر سجدے یا تشہد کو بجالائے اور نماز کو پورا کرے اور اگر سجدہ سہواً رہ گیا تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر سجدہ کر کے تھوڑا سا بیٹھ چکا ہے تو دوبارہ بیٹھنے کی ضرورت نہیں وہیں سے سجدے میں جھک جائے اور اگر بیٹھکر نہیں اٹھا تو بیٹھکر سجدے میں جائے اور سہو کے سجدے کی ضرورت نہیں اور اگر پیش نماز کو کسی فعل میں شک پیدا ہوا اور ماموم کو یاد ہو اور امام کو اطلاع دے تو امام کو اسکے قول فعل پر عمل کرنا واجب ہے اگرچہ وہ اکیلا ہو اور عادل بھی نہ ہو اور اس صورت میں پیش نماز کو سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں اور جائز ہے کہ مقتدی ہاتھ کے اشارے سے امام کو اطلاع دے یا بہ لفظ قرآن جتلا دے مثلاً امام کو شک ہو کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری یا تیسری اور چوتھی میں تردد ہوا اور مقتدی کو معلوم ہو کہ تیسری رکعت ہے تو سورۂ کہف سے یہ کلمہ پڑھ دے سیقولون ثلثۃ اگر کسی شخص کو نماز میں اس قدر سہو ہوتا ہو کہ عرف میں اسکو کثیر السہو کہتے ہیں تو اسپر سہو کی تلافی واجب نہیں اگرچہ محل باقی ہو اور سجدہ سہو کا بھی واجب نہیں اور بعضے مجتہد کثیر السہو

اس کو کہتے ہیں جو تین نمازوں میں پے درپے تین سہو کرے یا ایک نماز میں تین دفعہ بھولے اور یہی حال کثیر الشک کا ہے کہ وہ بھی اپنے شک کی جانب ملتفت نہ ہو گو اسکا محل باقی ہو اپنی نماز کو صحیح سمجھے اور سجدۂ سہو اسپر واجب نہیں مثلاً رکوع سے پہلے سورت کے پڑھنے میں شک ہو تو کچھ خیال نہ کرے رکوع میں جھک جائے اگر اس صورت میں سورۃ پڑھیگا تو نماز باطل ہو جائیگی گو بعد میں یاد آجائے کہ درحقیقت سورہ نہیں پڑھا تھا۔ **دوسری فصل** اس خلل کے بیان میں جس کی وجہ سے سہو کا سجدہ واجب ہوتا ہے اور وہ سات مقام ہیں (۱) ایک سجدہ کا بھولنا (۲) تشہد کا بھولنا (۳) درود کا بھولنا جس حالت میں ان تینوں کا محل گذر گیا ہو پس تینوں صورتوں میں واجب ہو گا کہ سلام دے کر اس سہو کو بجالاوے پھر سہو کے دو سجدے کرے اور اگر ان تینوں چیزوں میں سے دو چیزوں کو بھول جائے تو واجب ہے کہ سلام کے بعد ان دونوں چیزوں کو جسطرح فوت ہوئی ہیں ترتیب وار بجالا کر ہر ایک کے لئے دو سجدہ سہو کرے اور یہ لازم نہیں کہ سجدوں میں تفصیل کرے کہ پہلا سجدہ پہلے خلل کے لئے ہے اور دوسرا سجدہ دوسرے خلل کے لئے ہے پس اگر ظہر کی نماز میں پہلا تشہد اور ایک سجدہ تیسری رکعت سے رہ جائے تو اول تشہد کو بایں نیت بجالائے کہ جو تشہد نماز ظہر میں چھوٹ گیا ہے اسکو بجالاتا ہوں ادا اور واجب جانکر خوشنودی خدا کے لئے اور اگر وقت باقی نہ رہا ہو تو قضا کا قصد کرے اور بعد اسکے اس طریق سے بھولے ہوئے سجدہ کو بجالاوے اسکے بعد سہو کے سجدے کرے اور تشہد کیواسطے جو سجدۂ سہو کئے جاتے ہیں ان کو ان دونو سجدوں سے مقدم بجالاوے جو سجدہ کہ سہو کے واسطے کریگا تو بہتر ہے لیکن یہ بات واجب نہیں اور سجدۂ سہو کی نیت یہ ہے کہ دو سجدہ سہو کے اس سہو کے واسطے جو نماز ظہر میں واقع ہوا ہے بجالاتا ہوں قربتہً الی اللہ ادا اور ادا اور قضا کا قصد لازم نہیں اور اگر اس نماز میں جو کسی میت کی جانب سے پڑھتا ہو اس قسم کا سہو واقع ہو جائے تو یہ قصد کرنا چاہئے کہ فلانے کی نیابتاً بھولے ہوئے تشہد کو بجالاتا ہوں کہ اصالتاً اسپر واجب ہے اور نیابتاً مجھپر ادا قربتاً الی اللہ لیکن سجدۂ سہو کی نیت میں اس شخص کا نام لینا واجب نہیں اور بعضے مجتہد واجب جانتے ہیں اور نیت بھولے ہوئے سجدہ کی زمین پر ماتھا رکھنے کے وقت ہونی چاہئے اسی طرح سہو کے دونو سجدوں کی نیت پہلے سجدے میں جانیکے وقت ہو اور دونو سجدوں میں یہ پڑھنا چاہئے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر اس طرح پر تشہد پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ بعد اسکے سلام دے اور اس میں قبلہ رُو ہونا اور نجاست سے طاہر ہونا اور باوضو اور باغسل ہونا واجب ہے چوتھا مقام جہاں سہو کے دو سجدے واجب ہوتے ہیں یہ ہیں کہ چار اور پانچ میں شک واقع ہو جسکا بیان شکیات میں آویگا (۵) بھول کر سلام بے محل دینا (۶) بے محل اٹھنا اور بیٹھنا (۷) دو حروف سے زیادہ بولنا قرآن اور دعا کے سوا اور بعضے مجتہد ہر زیادتی اور کمی کے لئے جو نماز کو باطل نہ کرے سجدہ سہو واجب جانتے ہیں اور یہ احوط ہے اور سہو کے سجدوں کا وقت سلام کے بعد ہے خواہ زیادتی کے لئے خواہ کمی کے اور بعضے مجتہدین

کمی کے سجدوں کو سلام سے مقدم کرنا ٹھیراتے ہیں اور اولیٰ یہ ہے کہ ان دونوں سجدوں کو بے فاصلہ کسی منافی فعل کے کرنے سے پہلے بجالاوے۔ **تیرہواں مقصد** شکیات کے مسائل میں شک یا تو رکعتوں کی گنتی میں ہوگا یا کسی اور فعل میں دونوں کے احکام علیحدہ علیحدہ دو بحث میں بیان کئے جاتے ہیں **پہلی بحث** اس شک کے بیان میں جو رکعات کی گنتی سے علاقہ نہیں رکھتا واضح ہو کہ جب آدمی کسی فعل میں افعال نماز سے شک کرے خواہ وہ فعل رکن ہو یا غیر رکن تو اگر اسکا محل باقی ہو تو واجب ہے کہ اس کو بجالاوے مثلاً رکوع سے پہلے شک گذرے کہ ابھی سورتیں نہیں پڑھیں یا قرات کے بعد اور سجدہ کیلئے جھکنے سے پہلے شک گذرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں یا تشہد کے لئے درست ہو کر بیٹھنے سے پہلے یا کھڑے ہونے سے پہلے اسبات کا شک ہو کہ سجدے کئے ہیں یا نہیں اور اگر محل گذر گیا ہو یعنی دوسرے واجب فعل کو شروع کر چکا ہے تو شک کا اعتبار نہ کرے مثلاً اثناء قرآت میں شک گذرے کہ تکبیر احرام کہی یا نہیں یا اثنائے سجدہ میں شک ہو کہ رکوع کیا یا نہیں یا اثنائے تشہد میں شک گذرے کہ سجدہ کر چکا ہوں یا نہیں یا کھڑے ہوتے وقت یہ شک واقع ہو لیکن ان دونوں پچھلی صورتوں میں بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ سجدہ کر لینا چاہئے اور واضح ہو کہ جسوقت فعل مشکوک کی اسکے محل پر تلافی کر چکا اور بعد میں معلوم ہو کہ پہلے بھی کر چکا ہوں پس اگر وہ فعل رکن ہے تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر رکن نہیں تو نماز صحیح رہے گی اور اگر محل کے گذرنے پر تلافی کریگا تو نماز باطل ہو جائے گی چاہے رکن ہو یا غیر رکن۔ **دوسری بحث** رکعتوں کی گنتی میں شک کرنیکے بیان میں۔ پس واضح ہو کہ صبح اور مغرب کی رکعتوں میں شک ہونا نماز کو باطل کرتا ہے ایسا ہی ایک اور دو میں شک ہونا اسکے سوا چورکعتی نماز کی رکعتوں میں جو شک واقع ہوتے ہیں ان میں سے بارہ صورتیں مشہور ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ دونوں سجدوں کے بعد یعنی اخیر سجدے کے ذکر سے فارغ ہو کر گو ابھی سجدے سے سر نہ اٹھایا ہو دو اور تین میں شک گذرے تو اس صورت میں واجب ہے کہ تین سمجھکر نماز کو پورا کرے اور سلام کے بعد ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھکر احتیاط کی نظر سے پڑھے (۲) تین اور چار کا شک سجدوں سے پہلے ہو خواہ بعد پس چار سمجھکر سلام کے بعد ایک یا دو رکعت سابق کیطرح بجالاوے۔ (۳) دو اور چار میں شک ہو اور سجدہ کامل کر چکا ہو تو چار سمجھکر دو رکعت احتیاطاً کھڑے ہو کر پڑھے اور شیخ ابن بابویہ ایسے شک میں نماز کو باطل جانتے ہیں (۴) دونوں سجدہ کرنیکے بعد دو اور تین اور چار میں شک گذرے تو چار سمجھکر دو رکعت احتیاطاً کھڑے ہو کر بجالاوے اور دو رکعت بیٹھکر اور اختیار ہے خواہ بیٹھکر پڑھے خواہ کھڑے ہو کر لیکن بعض مجتہد فرماتے ہیں کہ پہلے بیٹھکر پڑھے (۵) دونوں سجدوں کے بعد دو اور پانچ میں شک ہو (۶) رکوع کے بعد تین اور پانچ میں شک گذرے لیکن اگر رکوع سے پہلے یہ شک واقع ہو تو بیٹھ جاوے تاکہ دو اور چار کا شک ہو جائے جسکا حکم بیان ہو چکا لیکن دو سہو کے سجدے بابت بڑھ جانے قیام کے اسپر واجب ہیں (۷) سجدوں کے بعد دو اور تین اور پانچ میں شک گذرے (۸) سجدوں کے بعد دو اور چار اور پانچ میں شک ہو ان چار صورتوں میں مجتہدوں کے دو قول ہیں

احکام شکیات نماز

بعضوں کے نزدیک کم قرار دیکر نماز کو پورا کرے اور دوسرا قول یہ ہے کہ نماز باطل ہے اور پچھلی صورت میں تیسرا قول بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ چار سمجھکر دو رکعت احتیاطاً کھڑے ہوکر بجا لاوے اور دو سجدے سہو کے کرے (۹) دونوں سجدوں کے بعد دو تین، چار اور پانچ میں شک گزرے اسکا حکم آٹھویں صورت کا ہے فرق یہ ہے کہ دو رکعت احتیاطاً بیٹھکر یا ایک کھڑے ہوکر پڑھے (۱۰) چار اور پانچ میں شک ہو پس اگر سجدوں کے بعد ہی سلام کرلے تو دو سجدے سہو کے بجا لاوے اور اگر رکوع سے پہلے ہے تو بیٹھ جاوے تاکہ تین اور چار کا شک ہوجائے پس مختار ہوگا کہ ایک رکعت کھڑے ہوکر یا دو بیٹھکر پڑھے اور دو سجدہ سہو کرے اور اگر رکوع کے بعد اور سجدوں سے پہلے شک گذرے تو بعضے مجتہد نماز کو باطل جانتے ہیں اور بعضے ایسا سمجھتے ہیں جیسا کہ رکوع سے پہلے شک ہونے کا حال ہے (۱۱) تین اور چار اور پانچ میں شک ہونا ان دونو صورتوں میں بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ تین پر بنا رکھکر نماز کو پورا کرے اور کچھہ احتیاط نہیں اور بعضوں کے نزدیک چار پر سمجھکر ایک رکعت کھڑے ہوکر اور دو سجدہ سہو کرنے چاہئیں (۱۲) چھٹی رکعت تک نوبت پہنچے اس صورت میں بعض کے نزدیک کم پر بنا کرے اور اسکا حکم ایسا ہے جیسا کہ پانچ کے شک کا اور اگر سنتی نماز کی رکعتوں میں شک واقع ہو تو نمازی کو اختیار ہے کم پر بنا کرے یا زیادہ پر لیکن کم پر افضل ہے۔

فصل نماز احتیاط کے بیان میں واضح ہو کہ جو کچھہ اصل نماز میں واجب ہے وہی نماز احتیاط میں واجب ہے جیسے حدث و خبث سے پاک ہونا اور رو بقبلہ ہونا اور ستر کا ڈھکنا اور قصد قربت اور تکبیر احرام اور تشہد اور سلام اور چار امر اسکی نیت میں اصل نماز سے زیادہ واجب ہیں اول احتیاط کا قصد کرنا (۲) ایک یا دو کا معین کرنا (۳) کھڑے یا بیٹھنے کی قید (۴) جس نماز کی احتیاط ہے اسکا معین کرنا اور اس نماز میں الحمد کے بعد سورۃ نہیں پڑھتے اور الحمد کو پکار کر نہیں پڑھ سکتے اور الحمد کے بدلے تسبیح اربعہ جائز نہیں اور نیت اس طرح پر کرے کہ دو رکعت کھڑے ہوکر یا بیٹھکر بہ نظر احتیاط فلاں نماز کے عوض واجب قربتاً الی اللہ بجا لاتا ہوں اور اگر وقت گذر گیا ہو تو قضا کا قصد کرے اور اگر نماز اصل اور نماز احتیاط کے درمیان کوئی فعل خلاف نماز واقع ہوجائے جیسے قبلہ کو پیٹھ ہوجائے یا وضو ٹوٹ جائے یا فعل کثیر واقع ہوجائے تو بعضے مجتہدین کے نزدیک نماز اصل باطل نہیں ہوتی لیکن اولیٰ یہ ہے کہ باطل ہوجاتی ہے اگر نماز احتیاط کے پڑھنے کی حالت میں یاد آجائے کہ درحقیقت اصل نماز کم تھی تو بعضوں کے نزدیک نماز احتیاط کے پورا کرنیکے سوا اور کچھہ لازم نہیں اور بعضوں کے نزدیک اصل نماز باطل ہوجاتی ہے اعادہ کرنا چاہئے یہ قول احوط ہے اور اگر نماز احتیاط سے فارغ ہونیکے بعد معلوم ہوگیا کہ اصل نماز میں کمی تھی تو کچھہ خیال نہ کرے نماز اسکی صحیح ہے اور اگر نماز احتیاط کے درمیان کھل جائے کہ اصل ٹھیک ہے تو اس صورت میں نماز احتیاط نافلہ ہوجائے گی اور نمازی کو اختیار ہوگا کہ اسکو پورا کرے یا چھوڑ دے واضح ہو کہ جب کسی شخص پر نماز احتیاط واجب ہوئی ہو اور وہ اسکو ترک کرکے دوبارہ نئے سرے سے نماز کو پڑھ لے تو وہ نماز اسکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی اسپر واجب ہے کہ نماز احتیاط لو بس طرح سے

شارع نے مقرر فرمایا ہے بجالاوے اور چونکہ نماز احتیاط کو اعادہ کے بعد پڑھا ہے نماز احتیاط اس کے ذمہ پھر بھی باقی رہے گی کیونکہ اصل اور احتیاط کے بیچ میں ایک فعل منافی عمل میں آیا ہے یعنی یہ نماز خلاف حکم شریعت اس نے پڑہی ہے۔ **خاتمہ** نماز قضا اور قصر اور نماز خوف اور نماز جماعت کے بیان میں اور اسمیں چار فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** قضا کے احکام میں جب کسی شخص سے کوئی نماز رات دن کی نمازوں میں سے چھوٹ جائے اور وہ شخص اسوقت بالغ عاقل اور حیض و نفاس سے پاک ہو اور اصلی کافر بھی نہ ہو تو اس نماز کی قضا واجب ہوگی اور جو نماز بچپن میں یا جنون میں یا حیض و نفاس کی حالت میں ترک ہو اسکی قضا نہیں ایسا ہی کافر اصلی پر مسلمان ہونیکے بعد کفر کے زمانے کی نماز کی قضا واجب نہیں لیکن جو شخص مسلمان ہو کر کافر ہو جائے تو پھر مسلمان ہونے کے بعد کفر کے زمانہ کی نمازوں کی قضا اسکو دینی پڑے گی اسی طرح جو نماز سونے کی حالت میں یا مستی کے عالم میں رہ جائے اسکی قضا بھی واجب ہے اگر کوئی شخص ایسی چیز کھالے جس سے بیہوش ہو کر سو جائے اور نماز کے وقت کی مطلق خبر نہ ہو تو اگر اسکو یہ بات معلوم تھی کہ یہ چیز ایسی نہیں ہے تو قضا واجب نہیں اور اگر جان بوجھکر کھائی تو اگر دوا سمجھکر حکیم حاذق کے کہنے سے کھائی ہووے اور اس مرض کا وہی علاج ہو تو بھی قضا واجب نہیں اسی طرح جبکہ کسی نے زبردستی کھلا دی ہو اور اگر بلا ضرورت کھائی یا طبیب ہوشیار نہ ہو یا اور بھی علاج ہو سکتا ہو ان صورتوں میں قضا واجب ہوگی اور جو شخص سنی کہ شیعہ ہو جائے تو اسپر واجب نہیں کہ سنی پنے کے نماز کی قضا دے ہاں جو نمازیں اس مذہب میں نہ پڑہی ہوں تو ان کی قضا واجب ہے اور اگر کوئی شخص نجس ہوا اور آخر وقت تک نہ پانی ملے نہ مٹی تو نماز اس سے ساقط ہوگی لیکن آیا قضا واجب ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے قضا پڑھ لینا اولی ہے لیکن اگر وقت ختم ہو جائے کے بعد اس قدر عرصہ گذر جائے کہ جس میں طہارت کرکے نماز پڑھ سکتا تھا اور عمداً نہ پڑہے اور بعد اس کے پانی اور مٹی ہاتھ نہ آوے تو قضا دینی پڑے گی۔ واضح ہو کہ تندرستی کے عالم کی نماز بیماری کی حالت میں پڑھ سکتا ہے۔ گو اس وقت میں اس وقت کے موافق پورے پورے فعل ادا نہ ہو سکیں اور ضرور نہیں کہ صحت کا منتظر رہے پس جو بیمار کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑہے۔ بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو داہنی کروٹ لیٹ کر یہ بھی نہ ہو سکے تو بائیں کروٹ اگر اس سے بھی لاچار ہو تو چت لیٹ کر جس طرح جانکنی کے وقت لٹاتے ہیں اور رکوع اور سجدوں کو سر کے اشارہ سے بجا لاوے اور اگر سر بھی نہ ہلا سکے تو آنکھ کے اشارہ سے اور اشارہ کی کمی زیادتی سے رکوع اور سجدہ کا فرق قائم کرے اور قرأت اور باقی ذکر بدستور بجالاوے اگر اشارے سے بھی عاجز ہو تو کل نماز کو اول سے آخر تک دل میں ترتیب وار دہیان کرلے اور اگر بیمار بیٹھکر نماز پڑھ رہا ہے اور نماز کے درمیان میں کھڑے ہونے کی طاقت اپنے میں پاوے تو کھڑا ہو جانا چاہئے اور کھڑے ہونے کے وقت پڑہنا ترک کرے کھڑے ہو کر پڑہے اور اگر سورتیں پڑھ چکا تھا اسوقت قیام پر قادر ہوا تو اس کھڑے ہونے کو رکوع کی غرض سے سمجھے۔

نماز قضا و قصر و خوف و جماعت

ترتیب نماز قضا

اور ذرا ٹھیر کر رکوع میں جاوے اس طرح جو پڑھتے پڑھتے کھڑے ہونے سے عاجز ہو جائے تو وہ بیٹھ جائیگا لیکن بیٹھتے وقت پڑھنا بند کر دے اور جو بیمار بیٹھکر رکوع میں گیا اور رکوع کے بعد سجدے سے پہلے کھڑے ہونیکی طاقت معلوم ہوئی تو اسکو چاہئے کہ کھڑا ہو کر سجدے کو جھکے اور اس قیام میں کچھ ٹھیرنا لازم نہیں ان مسائل میں ادا اور قضا دونوں نمازیں یکساں ہیں تتمہ ترتیب نماز قضا کے بیان میں کہ اکثر مجتہدین کے نزدیک واجب ہے پس اگر کسی شخص سے ایک ظہر اور ایک عصر ترک ہوئی ہو اور خیال نہ ہو کہ کون پہلی اور کون پیچھے فوت ہوئی ہے تو اس صورت میں تین نمازیں پڑھنی پڑیں گی اول ظہر پھر عصر پھر ظہر یا عصر ظہر پھر عصر اور اگر ظہر اور عصر اور مغرب تین نمازیں فوت ہوئی ہوں تو اس صورت میں نو نمازیں پڑھنے سے بری الذمہ ہوگا اسطرح پر کہ ایک دفعہ ظہر سے مغرب تک پڑھے پھر عصر سے ظہر تک پھر مغرب سے عصر تک اور مختصر طریقہ یہ ہے کہ ظہر عصر ظہر مغرب پھر ظہر عصر ظہر سات نمازیں پڑھے اور اگر ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا چاروں فوت ہوں تو سولہ نمازیں پڑھنے سے بری ہوگا ایک دفعہ ظہر سے شروع کرے ایک دفعہ عصر سے ایک دفعہ مغرب سے ایک دفعہ عشا سے اور اس سے آسان یہ ہے کہ وہ سات نمازیں جنکا ذکر ہوا ہے پڑھ کر عشا پڑھے پھر ان سات کو بجا لاوے تو پندرہ نمازوں سے چھٹکارا ہو جائیگا۔ اگر پانچوں وقت کی نماز فوت ہوئی ہو تو پچیس نمازیں پڑھنی پڑیں گی ہر ایک نماز سے ایک ایک دفعہ شروع کرکے پانچ نمازوں کو پانچ دفعہ پڑھے اور اس سے مختصر یہ ہے کہ چاروں وقت کی نماز ترتیب وار پڑھکر آخر میں ایک صبح اور پڑھ لے۔

تتمہ اگر کسی شخص سے ایک نماز قضا ہو جائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کونسی نماز ہے پس اگر گھر میں فوت ہوئی ہے تو ایک صبح ایک مغرب اور ایک چورکعتی بلا تخصیص ظہر عصر عشا کے بجا لاوے جہر اور اخفات میں اختیار ہے اسی طرح سے ہر نماز مطلق کے جہر اخفات میں مختار ہے اور اگر سفر میں قضا ہوئی ہو تو ایک مغرب پڑھکر دو رکعت گول گول بجا لائے نہ ظہر کہے نہ عصر نہ عشا نہ صبح اور اگر شبہ ہو کہ وہ نماز سفر میں گئی یا گھر میں تو دو رکعت بقصد صبح اور ظہر اور عصر اور عشا کے اور چار رکعت بہ نیت ظہر عصر اور عشا کے اور ایک مغرب پڑھے اور اگر دو نمازیں اس قسم سے فوت ہوں تو مقیم چار نمازیں پڑھے ایک صبح اور دو چار رکعتی پہلے چار رکعتی کو ظہر اور عصر میں اور دوسری چار رکعتی کو عصر اور عشا میں مطلق کر دے اور دونو چورکعتی کے بیچ میں ایک مغرب پڑھے اور مسافر تین نمازیں پڑھے ایک دو رکعتی بغرض صبح اور ظہر اور عصر کے اور بعد اسکے ایک مغرب پھر دو رکعتی اسی نیت سے اور اگر ان دونوں نمازوں کا سفر یا حضر میں ہونا معلوم نہ ہو تو پانچ نمازیں پڑھے ایک دو رکعتی بغرض صبح ظہر عصر کے اور چورکعتی بقصد ظہر اور عصر کے بعد اس کے ایک مغرب بعد اسکے پھر ایک دو رکعتی ایک چورکعتی اسی نیت سے پڑھے اگر تین نمازیں فوت ہوں تو مقیم پانچ نمازیں ترتیب وار پڑھے اور مسافر چار نمازیں یعنی دو رکعت صبح اور ظہر کی نیت سے اور دو رکعت ظہر اور عصر کے واسطے پھر ایک مغرب پھر ایک دو رکعتی عصر اور عشا کے واسطے اور اگر معلوم نہ ہو

کہ سفر میں گئی یا گھر میں تو سات نمازیں پڑہے دو رکعت صبح اور ظہر کے لئے پھر ظہر اور عصر کامل پھر دو رکعت
ظہر اور عصر کے لئے پھر ایک مغرب اسکے بعد دو رکعت عصر اور عشا کی نیت سے پھر پوری عشا پڑہے اور اگر
چار نمازیں فوت ہوں تو مقیم پانچ نمازیں پوری پوری اور مسافر پانچ نمازیں سفری ادا کرے اور اگر یہ
بات یاد نہ ہو کہ سفر تھا یا حضر تو آٹھ نمازیں پڑہے اول صبح پھر پوری ظہر پھر ظہر قصر پھر پوری عصر اور عصر قصری
پھر ایک مغرب بعد اسکے دونوں طرح کی عشا اور اگر پانچوں نمازیں فوت ہوں اور نہ معلوم ہو کہ سفر
کی ہیں یا حضر کی تو آٹھ نمازیں اس طریق سے پڑھ لیں۔ واضح ہو کہ واجب نمازوں میں تین نمازوں کی قضا
دینی نہیں آتی ایک نماز جمعہ دوسری عید کی نماز تیسری بقر عید کی نماز۔ رہی نماز آیات زلزلہ کے سوا
اس کا یہ حکم ہے کہ اگر چاند سورج کا پورا گہن نہ ہوا ہو اور وقت کے بعد خبر ہوئی تو قضا نداردست اور
اگر بر وقت اطلاع پائی اور جان کر نہ پڑہی یا بھول گیا تو بعض کے نزدیک قضا ہے اور بعض کے نزدیک
نہیں مگر قضا بہتر ہے اور اگر کل گہن ہوا تو ہر حالت میں قضا دینی آتی ہے وقت میں خبر ہو یا بعد وقت کے
اور عمداً ترک کی ہو یا سہواً باقی نماز زلزلہ وہ تمام عمر ادا ہے۔ **دوسری فصل** نماز سفر کے بیان میں مسافر
پر واجب ہے کہ چو رکعتی نمازوں کو دو دو رکعت کر کے پڑہے لیکن اس کی آٹھ شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے
کہ منزل مقصود آٹھ فرسخ سے کم نہ ہو یا چار فرسخ جائے اور اسی دن یا اسی رات پلٹنے کا ارادہ ہو اور
ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور ہر میل چار ہزار ہاتھ کا اور ایک ہاتھ چوبیس انگل کا اور ایک انگشت سات
جَو میانہ کا اور ہر جَو سات بال کا یابو کے بال کے بالوں سے مگر یہ سب چیزیں عوض میں ایک دوسرے کے
برابر رکھکر حساب کی جاتی ہیں پس فرسخ شرعی ہاتھوں سے بارہ ہزار ہاتھ کا اور انگل سے دو لاکھ اٹھاسی
ہزار انگل کا اور جو سے بیس لاکھ سولہ ہزار جو کا اور بالوں سے ایک کروڑ اکتالیس لاکھ بارہ ہزار بال کا اور
آٹھوں فرسخ لادوا اونٹ کی ایک دن کی منزل ہوتی ہے جس زمانہ میں چار پہر کا دن ہو اور راہ بھی میانہ ہو نہ
سخت ہو نہ نرم اور اگر منزل[1] مقصود کے دو راستے ہوں ایک آٹھ فرسخ کا اور دوسرا نزدیک تو ہو سکتا ہے کہ قصر
کی غرض سے دور کی راہ جائے نماز کے پورا کرنیکے واسطے قریب کی راہ سے جانا لازم نہیں اور جو شخص منزل
کے ارادہ سے گھر سے نہ نکلے بلکہ کسی چیز کی تلاش کو اس طرح جائے کہ جس جگہ مل جائے وہیں سے پھر آویگا
تو اس شخص کو قصر جائز نہیں گو ڈہونڈتا ڈہونڈتا آٹھ فرسخ سے آگے نکل جائے لیکن پلٹتے وقت اگر
منزل پوری ہو جائے تو قصر کرے دوسری شرط یہ ہے کہ اپنی جگہ سے اس قدر دور نکل جائے کہ اذان
کی آواز وہاں تک نہ پہنچے اور دیواریں اچھی طرح معلوم نہ ہوں اس فاصلہ کا نام حد ترخص ہے تیسری
شرط یہ ہے کہ سفر حرام نہ ہو پس لونڈی غلام اور عورت جو بے حکم اپنے مالک کے سفر کریں اور جو شخص تماشے کی
راہ سے شکار کھیلنے جائے اور جس شخص کا مقصود سفر کرنے سے کوئی ناجائز کام ہو ان سب کو نماز قصر جائز
نہیں۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے چلدے کہ اگر چلنے سے پہلے نماز کا وقت ہو جائے اور

مسائل واحکام نماز مسافر

[1] انگریزی میل سے ۲۸ میل اور چار سو اسی گز کی مسافت ہے اور ہمارے کوسوں سے سوا اکیس ہوتے ۱۲

تمام شرائط کے ساتھ نماز کی مہلت ملے تو اس نماز کو راستہ میں بھی پورا پڑھے گا اسی طرح جب وقت باقی ہو اور گھر پر آجائے اگرچہ طہارت وغیرہ کے بعد ایک ہی رکعت کی گنجائش ہو تو بھی نماز کو پورا پڑھے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ کثیر السفر نہ ہو یعنی جس کو یہ کہیں کہ ہمیشہ سفر میں رہتا ہے جیسے ملاح اور کرایہ بھاڑے والے اور بعضے مجتہد یہ کہتے ہیں کہ جو شخص تین دفعہ سفر پر سفر کرے اور اس اثنا میں دس دن گھر پر نہ ٹھہرے بلکہ کسی جگہ قصد کرکے دس دن توقف نہ کرے وہ کثیر السفر ہے اسکو قصر جائز نہیں۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ راہ میں اس کا گھر نہ پڑے اگر مسافر اثنائے سفر میں اپنے گھر ہوکر جائے تو نماز پوری پڑھے گا اگرچہ دس دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ اثنار سفر میں اس کا علاقہ اور جائداد نہ واقع ہو اگرچہ ایک پیڑ ہو یا چھ مہینے جس جگہ سکونت کی ہو خواہ متصل رہا ہو یا متفرق پس اگر مسافر ایسے موقع پہ پہنچے تو نماز کو پورا کرے اگرچہ اسکا یہ ارادہ ہو کہ ایک دن سے زیادہ نہ ٹھہروں گا۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ مسجد مکہ اور مسجد مدینہ اور مسجد کوفہ اور حائر کربلا میں نہ پہنچے حائر سے مراد وہ زمین ہے کہ جب متوکل لعین نے فرات کا پانی حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کے بہانے کو چھوڑا تھا پانی اس زمین کے گرد اگر کھڑا ہوگیا اور اوپر نہ چڑھا پس اس زمین کو حائر کہنے لگے۔ یعنی پانی اس کے گرد حیران ہوا اور اندر نہ جا سکا۔ اب وہ جگہ صحن روضۂ اقدس کی ہے پس جسوقت مسافر ان چار مقدس مقاموں میں داخل ہو تو گو دس دن ٹھہرنیکا ارادہ نہ رکھتا ہو قصر اس پر لازم نہیں ہے بلکہ قصر اور اتمام میں مختار ہے اور پوری پڑھنے کا ثواب ادھوری سے زیادہ ہے اور مشہور یہ ہے کہ مسئلہ ان چار مقاموں سے مخصوص ہے اور سید مرتضیٰ اور چند اور مجتہد اس بات کے قائل ہیں کہ تمام مشاہد مقدسہ کا یہی حکم ہے بلکہ ان کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ ان مقاموں میں اتمام واجب ہے اور قصر جائز نہیں اور ابن بابویہ کے نزدیک ان چاروں مقاموں میں بھی قصر واجب ہے اتمام جائز نہیں لیکن قول اول مشہور اور صحیح تر ہے اور واجب ہے کہ قصر یا اتمام کو معین کرلے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ شروع اتمام کا ارادہ ہو پھر قصر کے ارادے سے ختم کردے یا قصر کی نیت کی ہو اور پھر اتمام کا ارادہ کرے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ قصر کا محل باقی ہو یعنی تیسری رکعت شروع نہ کی ہو اور اگر ان چاروں مقاموں میں کسی کی نماز فوت ہوجائے تو اس کی قضا میں تین احتمال ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس طرح ادا میں مختار تھا قضا میں بھی مختار ہے اگرچہ دوسری جگہ قضا پڑھے دوسرا قول یہ ہے کہ وہیں قضا پڑھے تو مخیر ہے دوسری جگہ قصر لازم ہے تیسرا قول یہ ہے کہ مطلقاً قصر لازم ہے وہاں پڑھے یا کہیں اور لیکن پہلا احتمال صحیح تر ہے۔ تتمہ۔ جب کوئی شخص سفر کی نیت سے گھر سے چلے اور حد ترخص پر پہنچکر رفیقوں کے انتظار میں ٹھہر جائے اور وہ دیر میں پہنچیں تو وہ شخص تیس دن تک قصر کئے جائے گا تیس دن کے بعد پوری پڑھے گا اگرچہ معلوم ہوجائے کہ ابھی قافلہ آیا چاہتا ہے۔ اسی طرح جس جگہ مسافر کو رہنے اور نہ رہنے میں تردد ہو تو تیس دن تک قصر کرے بعد اسکے تمام پڑھے اگرچہ ایک ہی نماز ہو اور جسوقت مسافر کسی جگہ دس

دن ٹھیرنے کا ارادہ کرلے اور پھر وہاں سے کسی دوسری جگہ جانے کا ارادہ ہوجائے اور وہ جگہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور پھر وہیں پلٹ کر آکر دس دن ٹھیرنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں جاتے اور آتے پوری پڑھے گا اور اگر لوٹنے کا ارادہ نہیں ہے تو اس صورت میں حد ترخص سے نکلکر جاتے وقت اور حد ترخص کے باہر پلٹتے وقت قصر کرے گا اور جسوقت مسافر دس دن ٹھیرنے کا قصد کرے اور پھر قصد بدل جائے اور جانیکا ارادہ ہوجائے پس اگر ٹھیرنے کے ارادے سے ایک نماز پوری پڑھ چکا ہو تو جب تک وہاں رہے گا پوری نماز پڑھے گا اور اگر کوئی نماز ابھی پوری نہیں پڑھی تھی کہ نیت بدل گئی تو قصد لازم ہے اور ہوسکتا ہے کہ مسافر اثنائے نماز میں ٹھیرنیکا قصد کرے مگر اس صورت میں لازم نہیں کہ اس نماز کو بھی پورا پڑھ لے اور سنت ہے کہ مسافر ہر نماز قصر کے بعد تیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے **تیسری فصل** نماز خوف کے بیان میں واضح ہو کہ خوف میں بھی نماز قصر ہوجاتی ہے سفر میں ہو خواہ گھر میں اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کئی دفعہ نماز خوف کو جماعت سے پڑھایا ہے پس جس حالت میں خوف کا محل ہو اور دشمن قبلہ کے سوا کسی اور سمت میں ہوں اور مسلمان نماز کو جماعت سے پڑھنا چاہیں اور خوف ہو کہ مبادا نماز کی حالت میں دشمن آپڑیں تو مسلمان دو فرقہ یا زیادہ جیسی ضرورت بن جائیں ایک فرقہ نماز جماعت میں شریک ہو دوسرا فرقہ مقابلہ پر رہے۔ پس جب پیش نماز ایک رکعت پڑھ چکے اور دوسری رکعت کو اٹھے تو یہ فرقہ منفرد کی نیت سے اپنی نماز کو پورا کرکے پہرے پر جا کھڑا ہو اور وہ فرقہ جو پہرے پر تھا دوسری رکعت میں آکر شریک ہو جب پیش نماز تشہد کو بیٹھے یہ اپنی رکعت اٹھکر پڑھیں اور پیشنماز تشہد کو اس قدر طول دے کہ وہ لوگ بھی تشہد میں آپہنچیں پھر سب ملکر تشہد اور سلام سے فارغ ہوں اور اگر مغرب کی نماز ہو تو پیش نماز کو اختیار ہے دونوں فرقوں میں سے جس کے ساتھ چاہے ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کیساتھ دو رکعت پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلے ایک صف کو نماز پڑھاوے پھر سنت کی نیت سے وہی نماز دوسرے فرقہ کو پڑھاوے اور اگر دشمن قبلہ کی جانب ہوں اور دکھلائی دیتے ہوں تو امام مسلمانوں کی دو صفیں بنا دے ایک آگے اور ایک پیچھے اور دونوں صفیں امام کے ساتھ رکوع کریں جب امام سجدے میں جاوے تو تو پہلی صف اس کے ساتھ سجدے میں جاوے اور دوسری صف نگہبانی کو کھڑی رہے جب پیشنماز دوسری رکعت شروع کرے تو پچھلی صف سجدے میں جاوے اور پہلی صف نگہبانی کرے اور جب وہ رکوع میں جاوے تو دونو صفیں اسکے ساتھ رکوع کریں اور جب امام سجدے میں جاوے تو پہلی صف سجدہ کرے اور دوسری صف کھڑی رہے اور جب پیش نماز پہلی کے ساتھ تشہد کو بیٹھے تو دوسری صف سجدہ کر لے اور تشہد کے بعد دونو صفیں امام کے ساتھ سلام دیں اور چونکہ خوف کی نماز میں محل ضرورت ہے ہتھیار اپنے ساتھ رکھنا واجب ہے گو نجس ہو اور اگر خود سے ماتھا ڈھکا ہوا ہو اور سجدہ کے وقت سرکا نہ سکے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔ **تتمہ** جسوقت لڑائی شروع ہوجائے اسوقت جس طریق سے ممکن ہو کھڑے

نماز خوف

ہوکر یا سواری پر چڑھے یا چلتے چلتے نماز کو بجالاوے اور اگر کل نماز میں رو بقبلہ نہ رہ سکے تو جسقدر ہوسکے اس میں قبلہ رو رہے تکبیر احرام ہی سہی اور سجدہ گھوڑے کی یال یا زین کے ہنہ پر کرے اور اگر رکوع و سجدہ بن نہ پڑے تو سر کا اشارہ کافی ہے یہ بھی نہ ہوسکے تو آنکھ سے اشارہ کرے اور اگر اشارہ کی بھی فرصت نہ ہو تو ہر رکعت کے عوض سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہے پس مغرب کے عوض تین دفعہ اور باقی چاروں نمازوں کیلئے دو دو دفعہ اور نیت اور تکبیر اور تشہد اور سلام بجالاوے۔ **چوتھی فصل** نماز جماعت کے مسائل میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نماز جماعت فرادیٰ نماز سے چوبیس درجہ افضل ہے اور پنجوقتی نماز میں جماعت سنت موکدہ ہے اور نماز جمعہ میں واجب ہے خواہ سنت ہو یا واجب علیٰ ہذا نماز عیدین میں جب واجب ہوں تو جماعت واجب ہے ورنہ سنت ہے اور گہن وغیرہ کی نماز میں بھی سنت ہے اور نماز سنتی میں جماعت حرام ہے سوائے چھ مقام کے ایک نماز باران دوسرے نماز عید تیسرے بقر عید چوتھے نماز عید غدیر پانچویں چھ برس سے کم عمر بچہ کی جنازہ پر چھٹے اس نماز میں کہ پیش نماز دوبارہ ان لوگوں کو جو بعد میں آویں ان کی درخواست پر پڑھاوے اور جو لوگ کہ پڑھ چکے ہیں ان کو بھی سنت کی نیت سے دوبارہ شریک ہونا جائز ہے اور جماعت کی صحت چودہ شرط سے ہوتی ہے اول یہ ہے کہ پیش نماز بالغ ہو اور بعضے مجتہد قریب البلوغ بچہ کی بھی پیشنمازی جائز جانتے ہیں اور یہ قول ضعیف ہے اور دوسرے یہ ہے کہ شیعہ اثنا عشری ہو تیسرے یہ کہ عادل ہو اگرچہ غلام ہو اور بعضے مجتہد غلام کی پیشنمازی غلاموں کے سوا دوسرے کے لئے جائز نہیں جانتے اور جب بعد نماز کے ظاہر ہو کہ پیش نماز عادل نہ تھا تو مقتدی پر نماز کا دہرانا واجب نہیں وقت باقی ہو خواہ نہ ہو اور اگر نماز کے اندر معلوم ہو تو وہیں سے علیحدہ ہو جائے اور جس قدر پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے چوتھے یہ کہ امام کھڑا ہو کر نماز پڑھے پس اگر بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو تو کھڑا آدمی اس کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا ہاں جو کھڑا نہ ہوسکے وہ پڑھ لیوے پانچویں یہ کہ صحت الفاظی رکھتا ہو پس اگر حمد و سورہ میں یا اور واجب ذکر کے ادا کرنے میں عاجز ہو تو اس شخص کا پیشنماز نہیں بن سکتا جو صحیح پڑھتا ہو ہاں اپنے ہمجنسوں کی پیشنمازی کرا سکتا ہے۔ چھٹے مردوں کا پیش نماز مرد ہو کیونکہ عورت مرد کا پیشنماز نہیں ہوسکتی ہاں مرد عورتوں کا پیشنماز ہوسکتا ہے اور خنثیٰ عورتوں کی پیشنمازی ادا کر سکتا ہے۔ لیکن مرد اور خنثیٰ کا امام نہیں ہوسکتا۔ ساتویں یہ ہے کہ امام آگے ہو کر مقتدی آگے نہیں ہوسکتا ہاں برابر کھڑا ہوسکتا ہے اور بعضے مجتہد اس کو بھی جائز نہیں جانتے اور اگر مقتدی کا قد دراز ہو کہ سجدہ کے وقت اسکا سر امام کے سر سے آگے نکل جائے۔ لیکن پیچھے کھڑا ہو تو بعضے مجتہد مقتدی کی نماز صحیح جانتے ہیں اسی طرح پر جب کعبہ کے گرد نماز پڑھیں تو کسی مقتدی کا امام سے زیادہ کعبہ کے قریب ہونا جائز نہیں اور اگر کعبہ کے اندر نماز پڑھیں تو ہوسکتا ہے کہ صف کے آدمی حلقہ باندھ کر امام کے آمنے سامنے کھڑے ہوں یا ایک صف پیچھے اور آگے منہ در منہ کھڑی ہو اور اگر مقتدیوں کی کشتی ہولے کے چھوٹے سے

احکام نماز جماعت

پیش نماز کی کشتی سے آگے ہو جائے تو مقتدی فرادا کی نیت کرے اگر جماعت کی نیت رکھیں گے تو نماز انکی باطل ہو جائے گی۔ آٹھویں مقتدی معمول سے زیادہ دور نہ کھڑا ہو اور صفوں کے زیادہ ہونے سے جو دوری ہو جاتی ہے اس کا حرج نہیں۔ نویں امام ماموم سے اسقدر اونچا نہ ہو کہ قدم نہ بھر سکیں اور مقتدی اونچا ہو تو مضائقہ نہیں اگرچہ ایک قدم سے بھی زیادہ اونچائی ہو لیکن ڈھلوان زمین میں امام اونچا ہو سکتا ہے۔ دسویں اقتدا کی نیت کرنا اور وقت اسکا یہ ہے کہ امام کی تکبیر کے بعد نیت کرے پس اگر بے نیت اقتدا کے ساتھ ہو جاوے اور سورتیں وغیرہ نہ پڑھے تو نماز اسکی باطل ہے ہاں پیشنماز پر پیشنمازی کی نیت واجب نہیں البتہ جس نماز میں نیت واجب ہے جیسے جمعہ وہاں امامت کی نیت واجب ہو گی۔ گیارہویں پیشنماز مقتدی کے نزدیک معین ہو پس اگر دو آدمی آگے کھڑے ہوں اور کوئی شخص ان دونوں کے پیچھے کھڑا ہو لیکن معین نہ کرے کہ کس کے پیچھے کھڑا ہے تو نماز اسکی باطل ہو گی۔ بارہویں ایک شخص کے پیچھے کھڑا ہو پس اگر دو شخصوں کو امام قرار دے تو نماز باطل ہے لیکن اگر پیشنماز کو غش آ جائے یا وضو ٹوٹ جائے تو مقتدی کو جائز ہے کہ باقی نماز میں دوسرے شخص کو امام بنا لے اور بعضے مجتہدوں کے نزدیک نماز کے اندر بھی پیشنماز کو بلا عذر بدل سکتا ہے خصوصاً جس صورت میں دوسرا پیشنماز افضل ہو تیرہویں نمازی امام کو دیکھتا ہو یا ان شخصوں کو دیکھتا ہو جو امام کو یا امام کے دیکھنے والوں کو دیکھ رہے ہوں پس اگر پردے کے پیچھے یا دیوار کی آڑ میں کھڑا ہو کہ نہ امام کو دیکھے اور نہ اگلی صف کو تو نماز اسکی باطل ہے اور اگر قیام کی حالت میں امام نظر آتا ہے اور تشہد کے وقت دکھائی نہیں دیتا تو نماز صحیح ہے اور عورت کے لئے پردہ کا درمیان میں ہونا ضرر نہیں کرتا چودہویں امام اور مقتدی کی نماز کی صورت یکساں ہو پس گہن کی نماز میں مثلاً صبح یا ظہر کی نیت کرے تو جائز نہیں ہاں سنتی نماز میں اپنی واجب نماز کو ان چھ مقام میں جن کا بیان ہوا ہے پڑھ سکتا ہے اسی طرح ظہر کی نماز عصر کو اور عصر میں ظہر کو اور ادا کو قضا میں اور قضا کو ادا میں اور دو رکعتی کو سہ رکعتی یا چو رکعتی میں اور اُن کو اس میں بجالا سکتا ہے اور جس صورت میں مقتدی کی نماز کی رکعتیں کم ہوں تو اس کو اختیار ہے چاہے اپنا سلام دے لے چاہے بیٹھا رہے اور سب کے ساتھ سلام پھیرے بلکہ انتظار بہتر ہے اور اگر مقتدی کی نماز زیادہ ہو تو اسکو اختیار ہے چاہے پیش نماز کے سلام دینے سے پہلے اٹھکر اپنی نماز پوری کرے چاہے اسکے سلام دینے کے بعد کھڑا ہو مگر ساتھ دینا بہتر ہے۔ تتمہ مقتدی پر واجب ہے کہ ہر قول اور فعل میں امام سے پیچھے پیچھے رہے کوئی کام پہلے نہ کرے اور تکبیر احرام کے سوا ساتھ ساتھ کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن تکبیر احرام کو اگر اس کے ساتھ بجالائے گا تو نماز جاتی رہے گی اور بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ تکبیر کے سوا کسی پڑھنے کی چیز میں متابعت واجب نہیں پس اگر مقتدی رکوع یا سجدے کے ذکر کو مثلاً پہلے کہے تو کچھ حرج نہیں اور یہ قول بہت صحیح ہے اور جسوقت کسی کام کو امام سے پہلے جان کر کر لیوے تو نماز باطل نہیں

ہوتی پس اگر امام سے پہلے رکوع میں چلا جاوے تو واجب ہے کہ امام کے رکوع میں آنے تک وہیں
ٹھیرا رہے اور اس کے ساتھ رکوع کرے لیکن ایک صورت میں نماز فاسد ہے یعنی جب امام کی قرات تمام ہونیسے
پہلے رکوع میں جھک جائے اور اگر سہواً امام سے پہلے رکوع میں جھک جائے تو واجب ہے کہ پھر سیدھا ہو جائے
اور امام کے ساتھ رکوع کرے اور مقتدی کو امام سے پہلے سلام دے لینا جائز ہے ضرورت اور بلا ضرورت لیکن
اپنی نیت فراوی کر لینی چاہیئے اسی طرح پر نماز کے بیچ میں بھی جدا ہو سکتا ہے اور بقیہ نماز کو علیحدہ پڑھ لیوے
مگر جس نماز میں جماعت واجب ہے جیسے جمعہ اور عیدین جبکہ واجب ہوں ان میں منفرد نہیں ہو سکتا اور جس
وقت نماز کے بیچ میں جدا ہو تو دیکھنا چاہیئے اگر امام کے الحمد پڑھنے سے پہلے جدا ہوا ہے تو اپنی حمد اور سورہ
پڑھنی واجب ہونگی اگر محل باقی ہو اور اگر بعد ختم الحمد کے علیحدہ ہوا تو فقط سورۃ پڑھنی پڑے گی اگر سورۃ کا
محل باقی ہوگا اور اگر بیچ میں حمد یا سورہ یا تسبیح کے جدا ہوا ہے تو لازم ہے کہ باقی کو خود پڑھے اور ماموم سے
قرات یعنی حمد و سورہ اور تسبیح کے سوا اور کوئی ذکر ساقط نہیں پیشنماز کی قرات کو سنے یا نہ سنے پس تکبیر
احرام اور ذکر رکوع اور سجود اور تشہد اور سلام مقتدی پر خود واجب ہے امام کے کرنیسے ساقط نہیں ہوگا
اور ماموم کے حمد و سورہ پڑھنے کو بعضے حرام جانتے ہیں بعضے مکروہ لیکن جسوقت امام کی آواز مطلق سنائی
نہ دے تو مکروہ نہیں اور جو شخص رکوع میں آکر شامل ہو جائے گا اسکو رکعت مل جائیگی اگرچہ پیشنماز ذکر کر چکا
ہو اور اگر خیال ہو کہ صف میں پہنچنے تک امام رکوع سے سر اٹھالے گا تو جہاں کھڑا ہے وہیں نیت کر کے تکبیر
کہکر رکوع میں جھک جاوے رکوع کے بعد صف سے جا ملے خواہ سجدہ کر کے اسمیں اختیار ہے اور سنت ہے
کہ صف میں جانے کے وقت قدم اٹھا کر نہ چلے زمین پر پاؤں گھسیٹ کر رکھے اور اگر اسوقت آوے کہ امام
رکوع سے اٹھ چکا ہے اور سجدے میں جانیکو ہے یا پہلے سجدے میں پہنچگیا ہے تو ان دونو صورتوں میں
سنت ہے کہ نیت کر کے شریک ہو جائے اور جب پیشنماز اگلی رکعت کیلئے اٹھے تو پھر سے نیت کر لے اور بعضے
مجتہدوں کے نزدیک ہی نیت کافی ہے دوسری نیت کی حاجت نہیں اور اگر اسوقت پہنچے کہ پیش نماز دوسرے
سجدے سے اٹھکر تشہد کو بیٹھ چکا ہے تو سنت ہے کہ تکبیر کہکر اسکے ساتھ بیٹھ جاوے اور ذکر خدا کا کرتا رہے پس اگر
پچھلا تشہد ہو تو سلام تک صبر کرے بعد اسکے اٹھکر اسی پہلی نیت سے نماز کو پورا کرے اور اگر پہلا تشہد ہو تو
پیشنماز کے ساتھ اٹھکر اسی نیت سے نماز کو ختم کرے اور جسوقت مقتدی پچھلی رکعتوں میں شریک ہوا ہو
اسکو اختیار ہے کہ باقی رکعتوں میں جو تنہا پڑھیگا الحمد پڑھے چاہے تسبیح اگرچہ پیشنماز نے پچھلی رکعتوں
میں بجائے الحمد تسبیح پڑھی ہو اور بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ اگر امام نے اخیر رکعتوں میں الحمد پڑھی ہو تو
مقتدی پر واجب ہے کہ اپنی دو رکعتوں میں الحمد پڑھے اگر کوئی شخص تقیہ میں کسی سنی کے پیچھے کھڑا ہو
تو واجب ہے کہ آہستہ آہستہ دونو سورتیں پڑھے اور اگر زیادہ فرصت نہ ملے تو الحمد ہی کافی ہے اور اگر کچھ نہ
پڑھیگا تو نماز صحیح نہیں اور اگر اس کے ختم کرنے سے پہلے پیش نماز جھک جاوے تو یہ بھی جھک جاوے

مگر جھکنے کی حالت میں ذکر سے پہلے حمد و سورہ کو پورا کرلے۔ تتمہ سنت ہے کہ صفیں سیدہی ہوں اور پہلی صف میں عالم، فاضل، حافظ، قاری، متقی اور صلحا رہوں اور اگر مقتدی ایک شخص ہو تو امام کے دہنی طرف کھڑا ہو اور عورت اور خنثی اپیٹھ کے پیچھے رہیں اور جو عورت عورتوں کو نماز پڑھاتی ہے آگے نہ بڑہے صف میں کھڑی ہو اور سنت ہے کہ پیشنماز رکوع اور سجود کے ذکر کو اور قنوت اور تشہد کو بلند آواز سے پڑہے اور بڑی بڑی سورتوں سے یا بڑی بڑی دعاؤں سے طول نہ دے اور جسوقت پیشنماز کو نماز پڑہنے میں معلوم ہو کہ کوئی آدمی جماعت میں شریک ہوا چاہتا ہے تو یہ ذکر یا قرات کو اسقدر طول دے کہ وہ شخص اسی رکعت میں آملے لیکن رکوع کی حد سے زیادہ انتظار نہ کرے اور جب یہ معلوم ہو کہ کچھ نمازی جماعت کیلئے آنیوالے ہیں تو ان کی راہ دیکھنی چاہیے جب تک فضیلت کا وقت ہاتھ سے نہ جائے اور جو لا ہے کے پیچھے اگرچہ ملا ہو اور نائی کے پیچھے اگرچہ زاہد ہو اور چمار کے پیچھے اگرچہ عابد ہو نماز پڑہنا مکروہ ہے اسی طرح اندہے اور لنگڑے اور کوڑہی اور چیلے کے پیچھے مگر یہ لوگ اپنے ہم جنسوں کی امامت کراسکتے ہیں اسی طرح وضو والے کو تیمم والے کے پیچھے نماز پڑہنا مکروہ ہے۔

تیسرا باب

زکواة واجب اور سنت اور خمس واجب اور سنت کے احکام میں اور اس میں تین مطلب ہیں۔ پہلا مطلب واجب زکواة کے بیان میں اور اسمیں چھ فصلیں ہیں پہلی **فصل** واضح ہو کہ زکوٰۃ کے دینے کے باب میں حدیث میں بہت تاکید آئی ہے از انجملہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ فرمایا زَكُّوا اَمْوَالَكُمْ تُقْبَلْ صَلٰوتُكُمْ یعنی اپنے مال سے زکواة دو کہ تمہاری نماز مقبول ہو اور بھی انہیں حضرت سے منقول ہے کہ فرمایا مَانِعُ الزَّكٰوةِ فِي النَّارِ یعنی زکوٰۃ کا روکنے والا جہنم کی آگ میں جلیگا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے خدا تعالےٰ قیامت کے دن سانپ اور اژدہے کو اسپر مسلط کریگا کہ اسکے ہاتھوں کو ڈسیں گے اور اسکے گردن کا ہار بنیں گے اور جس اونٹ اور گائے یا بھیڑ بکری کی زکواة نہ دی ہوگی وہ جانور اس موذی کو اپنے ہاتھ پاؤں سے روندینگے اور سینگ والے اپنے سینگوں سے اسکو ماریں گے جب تک تمام خلائق کا حساب کتاب ختم نہ ہو۔ دوسری **فصل** واضح ہو کہ زکواة نو چیزوں سے واجب ہے سونا، چاندی، جَو، گیہوں، چھوہارا، کشمش، بھیڑ، بکری، گائے، بیل اونٹ اور بالغ عاقل آزاد اور مالک نصاب پر واجب ہوتی ہے جسکی تفصیل انشاءاللہ بیان ہوگی اور وہ شخص اپنی مال پر قابض اور متصرف بھی ہو پس جس کا مال چھن گیا ہو اسپر زکواة واجب نہیں اور سونے چاندی کی زکواة تین شرطوں سے واجب ہوتی ہے ایک سکہ گو اسکا چلن چھوٹ گیا ہو اور اس سے لین دین نہ کرتے ہوں پس سنہری روپہلی شمسہ میں اور سونے چاندی کے اسباب میں زکواة واجب نہیں اسی طرح بے سکہ میں اگر رائج بازار ہو زکواة نہیں دوسرے طلا اور نقرہ اپنے نصاب کو پہنچ گیا ہو اشرفی کی نصاب بیس مثقال شرعی[۱] ہے

[۱] یعنی پانچ تولہ چھ ماشہ

اس سے کم میں زکواۃ واجب نہیں اور بیس سے اوپر چوبیس سے نیچے بھی فرض نہیں اسی طرح چوبیس سے اوپر اٹھائیس تک علی ہذا القیاس اوپر تک تین کو چھوڑ کر چوتھے پر زکواۃ واجب ہوگی اور روپیہ کے نصاب دوسو درم ہیں اس سے کم میں زکواۃ نہیں اور دوسو[1] سے اوپر جب چالیس[2] کو نہ پہنچے زکواۃ نہیں اسی طرح اوپر تک اور مقدار زکواۃ چالیسواں حصہ ہے اشرفی اور روپیہ کو تول کر چالیسواں حصہ نکالدے۔ تیسری شرط سال گذشتہ ہونا یعنی گیارہ مہینے اس شخص کی ملک میں رہے تو بارہویں مہینے لگنے پر زکواۃ واجب ہوگی اگر اس کے بیچ میں کسی قدر اٹھ جائے یا کھو جائے یا کسی کو قرض دیدے یا تو زیور وغیرہ بنالے یا سریاں گھڑا لے اگرچہ زکواۃ سے بچنے کی غرض سے ایسا کرے تب بھی زکواۃ ساقط ہے اور مقروض ہونا زکواۃ کو مانع نہیں پس اگر کوئی شخص چالیس روپیہ کا مالک ہو اور اسی قدر یا زیادہ اس کے ذمہ قرض ہو تو سال گذر جانے پر اس کو زکواۃ دینی پڑیگی اگرچہ اس کے پاس اور کچھ نہ ہو۔ **تیسری فصل** غلہ اور میوے کی زکواۃ میں جو گیہوں اور کشمش، چھوہارے میں دو شرط سے زکواۃ واجب ہوگی ایک تو خود کاشت ہوں یا جو اور گیہوں اور انگور کو دانہ بیٹھنے سے پہلے خرید لیا ہو اور خرما کا زرد یا سرخ ہونے سے پہلے مالک ہو جائے۔ پس اگر گیہوں اور جو اور انگور کو دانہ بیٹھنے کے بعد اور چھوہارے کو گدرا لنے کے بعد خریدے تو زکواۃ نہیں۔ دوسری شرط نصاب کو پہنچنا اور وہ تین سو صاع[3] شرعی ہے اور ایک صاع ایک ہزار ایک سو ستر درم کا ہوتا ہے اور درہم شرعی اڑتالیس جو بھر ہے پس صاع چھپن ہزار ایک سو چھ جو کا اترے گا۔ چنانچہ وضو کی بحث میں بیان ہوا اور یہاں پر جس قدر نصاب سے بڑھے گا اسپر زکواۃ دینی واجب ہوگی اور زکواۃ چاروں جنس کی بارانی ہو تو دسواں حصہ اور چاہی وغیرہ میں بیسواں اور ملے جلے میں غالب کو دیکھیں گے اور برابر ہو تو کچھا اور نیم ہواں پس اگر ساٹھ بوری گیہوں کی ہوں اور دونوں پانی سے پیدا ہوئے ہوں تو زکواۃ اس کی ساڑھے چار بوری ہوں گی اور نصاب کا اعتبار چاروں جنس میں محصول اور بیج اور ہلیاگ و آب پاشی وغیرہ خرچ نکال لینے کے بعد کیا جاتا ہے اور اگر کھڑی کھیتی گدرانے سے پہلے خریدے تو اس کی قیمت بھی وضع کرلے ان سب کے بعد دیکھے کہ نصاب ہے یا نہیں اگر کم ہو تو وہ بھی معاف ہے اور جس انگور یا چھوہارے کو کچا توڑ لینا معمول ہو تو وہاں تخمینہ کرنا چاہیے کہ اگر پکتا تو کس قدر ہوتا اسی تخمینہ پر زکواۃ یا غیر زکواۃ سمجھ لیں اور ان چاروں جنس میں سے جسقدر مال مالک اپنے تصرف میں لاوے اس کا حساب کرتا رہے کہ زکواۃ کے وقت وہ سب مجرا لیا جائے گا اور جب ان چیزوں کی زکواۃ ایک دفعہ نکال چکا تو پھر دوبارہ واجب نہیں چاہے کتنے ہی برس رکھی رہیں۔ **چوتھی فصل** مویشی کی زکواۃ میں وہ چار شرط سے واجب ہوتی ہے اول گیارہ مہینے تک اس شخص کے ملک میں رہیں دوسرے اس کل مدت میں مالک اپنے پاس سے چارہ نہ ڈالے چر کر پیٹ بھر لیں تیسرے اس عرصہ میں لادنے یا جوتنے کا کام ان سے نہ لیا جائے چوتھے بقدر نصاب ہوں

---

[1] ۸ ۳۰ تولہ ۶ ماشہ ۱۲ مترجم [2] یعنی بوزن ۷ تولہ ۸ ماشے ۱۲ مترجم [3] اکیس من ۳۱ سیر آدھ چھٹانک ایک تولہ دس ماشہ چار رتی ۱۲

پس اونٹوں کے پہلے نصاب پانچ ہیں پھر چھبیس تک ہر پانچ راس میں ایک بھیڑ اور چھبیس میں ایک سال کی اونٹنی اور چھتیس میں دو سال کی اونٹنی اور چھیالیس میں تین سال کی اونٹنی اکسٹھ میں پانچ برس کی اور چھہتر میں دو دو سالہ اونٹنیاں اور اکیانوے میں دو سہ سالہ اور ایک سو اکیس میں تین اونٹنیاں دو سالہ یا ہر پچاس میں ایک شتر مادہ سہ سالہ اور گائے بیل میں انتیس تک زکواۃ نہیں۔ پس تیس میں ایک بچھڑا یا بچھیا جس کو دوسرا سال لگ چکا ہو اور چالیس پر ایک بھیڑا یا بھیڑی جو تیسرے سال میں ہو اور بھیڑ بکری میں چالیس سے نیچے زکواۃ نہیں اور چالیس پر ایک بھیڑ اور ایک سو اکیس پر دو بکریاں اور دو سو ایک میں تین بھیڑیں اور تین سو ایک میں چار راس بھیڑی اور چار سو میں ہر سینکڑہ پر ایک راس اور مویشی کی زکواۃ میں جو عدد مذکور ہوا ہے اس کو نصاب کہتے ہیں پس جو مقدار دو نصاب کے بیچ میں واقع ہو اس پر زکواۃ نہیں اور جو بھیڑ زکواۃ میں دیجاتی ہے سات مہینے سے کم نہ ہو اور بیمار اور عیبی اور لاغر اور حاملہ نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ کی بیاہی نہ ہو۔ **پانچویں فصل** زکواۃ کے مستحقوں کے بیان میں اور وہ آٹھ فرقے ہیں (۱) فقیر (۲) مسکین یعنی جو لوگ اپنی اور اپنے عیال کی سال بھر کی خوراک کا سامان نہ رکھتے ہوں اور نہ کوئی ایسا پیشہ جانتے ہوں کہ جو ان کے خرچ کو کفایت کرے لیکن سید فقیر سید کے سوا کسی امتی سے زکواۃ نہیں لے سکتا۔ تیسرے زکواۃ کے عملاً[1] فعلاً اگرچہ محتاج نہ ہوں جو کچھ حاکم شرع انکو حق الخدمت دے لیسکتے ہیں چونکہ وہ کافر جو لشکر اسلام کے مددگار ہوں جن کو بہیر کہتے ہیں۔ پانچویں وہ غلام جو مشقت اور اپنی تکلیف میں ہو اسکو خرید کر آزاد کردیں اسی طرح جس غلام نے اپنے آقا کو اپنی قیمت ادا کرنیکی بابت تحریر کردی ہو اور وہ اپنی کمائی سے اس رقم کے ادا کرنے سے عاجز ہوجائے تو اسکو کل رقم یا بقدر کمی زکواۃ سے دیسکتے ہیں۔ چھٹے قرضدار جو اپنے ادائے قرض سے عاجز ہوجائے اور وہ روپیہ اس نے ناجائز کام کے لئے قرض نہ لیا ہو۔ ساتویں فی سبیل اللہ یعنی پل، مسجد، مدرسہ، کنواں، مسافرخانہ، محتاج خانہ وغیرہ بنوا دینا۔ آٹھویں ابن السبیل یعنی جو شخص مالدار پردیس میں بے خرچ ہوجائے اور کوئی صورت وطن پہنچنے کی نہ رکھتا ہو اور سفر اس کا ناجائز نہ ہو۔ **چھٹی فصل** زکواۃ فطرہ کے بیان میں جو شخص عاقل بالغ ہو اور سالانہ خوراک کا سامان رکھتا ہو اسپر واجب ہے کہ اپنی اور عیال کی طرف سے فطرہ نکالے چاہے اسنے یا اسکے عیال نے روزہ رکھے ہوں یا نہ رکھے مقدار فطرے کی ایک صاع[2] ہے یعنی سوا من تبریزی تول سے اور فطرہ میں گیہوں یا جو یا کشمش یا چاول یا خرما یا گھاٹ یا دودھ یا جو اس ملک والوں کی اکثر خوراک ہو وہ مستحق کو پہنچا دے اور دینے کے وقت قصد کرے کہ یہ چیزیں فطرے میں دیتا ہوں واجب سمجھکر خدا کی خوشی کو اور مستحق فطرہ وہی لوگ ہیں جو زکواۃ کے مستحق ہیں اور قیمت بھی دے سکتے ہیں۔ اور اگر عید کی رات کو شام سے پہلے کوئی مہمان آجائے کھانا کھاوے خواہ نہ کھاوے اس کا فطرہ بھی واجب ہوگا اسی طرح جو غلام

مستحقین زکواۃ

فطرہ

---

[1] یعنی نوکر چاکر ۱۲ مترجم [2] بوزن انگریزی ۲۰۰ رتار یعنی دو سیر ساڑھے چودہ چھٹانک ۱۲ مترجم

اور لونڈی مفرور ہو یا مفقود الخبر ہو جبتک ان کے مرنیکی خبر معلوم نہ ہو ان کا فطرہ بھی نکالنا پڑے گا اور فطرہ دینے کا وقت چاند دیکھنے سے ظہر کے وقت تک ہے اس سے تاخیر کرنا حرام ہے اور اگر تاخیر ہو جائے تو قضا کی نیت سے دے اور بعضوں کے نزدیک عید کی شام تک ادا ہے **دوسرا مطلب** سنتی زکواۃ کے بیان میں آٹھ چیزیں زکواۃ سنت ہے اول گھوڑیاں پس ہر گھوڑی پر ہر سال دو مثقال سونا دینا چاہیئے اگر اسکے ماں اور باپ دونوں اصیل ہوں اور اگر دونوں اصیل نہ ہوں تو ایک مثقال مگر شرط یہ ہے کہ سال بھر تک کھلے پھریں کھونٹے سے بندھکر گھانس نہ کھائیں دوسرے اس مال کی زکواۃ جس کو سال کے اندر کسی کو قرض دیدے یا روپیہ اشرفی کی کوئی چیز بنالے یا کسی قدر رُپے ڈلنے سے نصاب کو گھٹا دے غرض ایسا کام کرے کہ جس سے زکواۃ واجب نہ رہے۔ تیسرے جائداد غیر منقولہ کی آمدنی سے یعنی دوکان حمام سرائے وغیرہ سے پس چالیسواں حصہ نکالیں گو بقدر نصاب نہ ہو اور سال بھر پاس بھی نہ رہے چوتھے زمین کی پیداوار سے جو تولی جو کھی جائے جیسے چانول چنا مسور اور ان کے نصاب اور حول وہی غلہ کی طرح پر ہے اسی طرح دسویں اور بیسویں کا حال ہے۔ لیکن خربزہ، ککڑی وغیرہ ترکاری اور پھل پھلواری میں زکواۃ سنت نہیں پانچویں اس مال کی زکواۃ جو چند سال مالک کے پاس رہے اور بعد اس کے چند سال تک قبضہ سے نکلجائے اسکی ایک سال کی زکواۃ دے۔ چھٹے جس مال کے نصاب ہونے میں شک ہو تو جبتک کم ہونیکا یقین نہ ہو ہر سال زکواۃ دے۔ ساتویں مال تجارت سے جب کوئی شخص کچھ اسباب سوداگری کا خریدے یا کسی چیز کا ٹھیکہ لے اس قصد سے کہ اسکو فائدہ پر ٹھیکہ دونگا۔ پس جبوقت اصل مال سونا یا چاندی کے نصاب کو پہنچے اور سال بھر میں خسارہ نہ ہو تو زکواۃ نکالے آٹھویں بچہ نابالغ کے مال سے جب ولی تجارت کرے اور تجارت کی زکواۃ کی شرطیں پائی جائیں تو ولی پر زکواۃ نکالنا سنت ہے۔ **تیسرا مطلب** خمس کے بیان میں خمس سات چیزوں میں واجب ہے اول غنیمت کا مال جو کفار حربی سے ہاتھ لگے جس مقدار کا بھی ہو دوسرے جب چاندی سونا یا فیروزہ اور تانبا وغیرہ کی کان پیدا ہو اور کھودوائی کا خرچ نکالکر بیس مثقال شرعی سونے کی مالیت ہو اور بعضے مجتہدین کے نزدیک بیس مثقال سے کم مالیت ہو گی تب بھی خمس نکلیگا۔ تیسرے موتی مونگا وغیرہ جو چیز غوطہ لگا کر دریا سے نکالی جائے اور بیس مثقال سے سونے کی کم مالیت ہو (۴) جب مال حلال مال حرام میں ملجاوے اور دونوں میں سے کسی کی مقدار معلوم نہ ہو لیکن اس قدر معلوم ہو کہ دونو قریب قریب برابر کے ہیں تو خمس نکال کر باقی حلال ہو گا اور اگر معلوم ہو کہ دونوں میں سے ایک زیادہ ہے تو خمس نکالنے کے بعد زیادتی کا تخمینہ کر کے فقیرونکو تقسیم کردے (۵) جب کوئی نصرانی کسی مسلمان سے کچھ زمین خریدے تو واجب ہے کہ اس زمین کا پانچواں حصہ یا قیمت کا یا سالانہ پیداوار نکالیگا (۶) جو دفینہ دار الحرب کی زمین سے ہاتھ لگے اس میں خمس واجب ہو گا اگرچہ اسپر اسلام کا سکہ ہو بعد خمس کے وہ پانے والے کا مال ہے اسی طرح دار الاسلام کے دفینہ کا حکم ہے جس صورت میں اسپر اسلام کا سکہ نہ ہو اور اگر اسلام کا سکہ اسپر ہو گا تو لقطہ[1] قرار دیا جائیگا اور لقطہ کے احکام آئندہ آئیں گے (۷) تجارت

[1] پائی ہوئی چیز۔ ۱۲ منہ

زراعت، حرفت وغیرہ سے جو کچھ آدمی پیدا کرے سالانہ خرچ کرکے جو کچھ بچے اسکا خمس نکالنا چاہیئے مثلاً جو شخص سوداگری میں بیس اشرفی پیدا کرے اور اسکا خرچ دس اشرفی کا ہو تو مابقیٰ دس اشرفی کا پانچواں حصہ یعنی دو اشرفیاں دینی چاہیئیں یہی حال کھیتی اور کل پیشوں کا ہے اور سال کے اندر جو کچھ خرچ پڑے یا کسی کو کچھ دے یا لونڈی غلام خریدے یا کوئی ڈانڈ پڑ جائے یہ سب خرچ میں شمار ہیں پس کل خرچوں کے بعد قلیل کثیر جو کچھ بچے اسکا پانچواں حصہ نکالے خمس میں نصف حق امام ہے اور نصف حق سادات یعنی جو لوگ باپ کی طرف سے حضرت ہاشم کی اولاد ہوں بنی فاطمہ ہوں یا غیر ان کے بشرطِ اسکے کہ شیعہ اثنا عشری ہوں اور یتیم یا مسکین یا مسافر ہوں اس نصف کو خود صاحب مال مستحقوں کو پہنچا سکتا ہے لیکن امام کا نصف غیبت کے زمانہ میں مجتہد کے پاس جانا چاہیئے وہ خود ان لوگوں پر تقسیم کرے گا۔

چوتھا باب

مبطلات صوم

روزۂ واجب اور سنت کے احکام میں اور اسمیں چار مطلب ہیں۔ پہلا مطلب محرمات اور مبطلات روزہ کے بیان میں پس واضح ہو واجب روزہ میں آٹھ چیزوں کا عمل میں لانا حرام ہے اور روزہ کو فاسد کرتا ہے۔ اول کچھ کھانا پینا گو وہ چیز کھانے پینے کی نہ ہو اور بعضے مجتہد کہتے ہیں جو چیز کھانے کی نہ ہو جیسے انڈے کا چھلکا اور اکثر درختوں کی پتی ان کے کھانے سے روزہ نہیں جاتا لیکن یہ قول ضعیف ہے اور جو بلغم دماغ سے یا چھاتی سے منہ میں آجائے اس کے نگل لینے سے بھی روزہ جاتا رہیگا اور اگر بھوک یا پیاس کا اس قدر غلبہ ہووے کہ برداشت نہ کر سکے تو اس وقت بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے لقمے اور بڑے بڑے گھونٹ بھر کر جلدی سے فارغ ہو جائے (۲) روزے کو بگاڑنے والی چیز منی کا جان کر نکالنا ہے کسی طریق سے ہو لیکن اگر دن میں احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں جاتا اور یہ بھی لازم نہیں کہ اسی وقت غسل کرے ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو دوسری بات ہے اور اگر جانتا ہو کہ سویا اور احتلام ہوا تو اس صورت میں تا بمقدور سونا حرام ہے۔ تیسرے قُبل یا دُبر میں زندہ یا مردہ کے جانکر بقدر سپیاری داخل کرنا فاعل و مفعول دونوں کے روزے کو باطل کرتا ہے اور اگر کوئی شخص بجبر اپنی بیوی سے جماع کرے یا بیوی میاں پر جبر کرے تو دوسرے کا کفارہ بھی جبر کرنیوالے پر ہوگا (۴) بلا عذر صبح تک ناپاک رہنا قضا اور کفارہ کا سبب ہے یہی حکم حیض و نفاس و استحاضہ کا ہے اور اگر جنب اس قصد سے سو جائے کہ ٹوٹتی رات غسل کر لوں گا اور صبح تک آنکھ نہ کھلے تو کچھ حرج نہیں اور اگر نہانے کا ارادہ نہ ہو تو قضا و کفارہ دونوں پر لازم ہیں اور اگر نہانے اور نہ نہانے کا کچھ بھی خیال نہ تھا تو فقط قضا دے۔ اسی طرح جب ایک دفعہ جاگ کر دوبارہ سو جاوے اور پچھلی رات میں اٹھکر نہانے کا ارادہ ہو۔ لیکن اتفاق سے صبح تک آنکھ نہ کھلے تو قضا لازم ہے اور اگر معلوم ہو کہ آنکھ نہ کھلے گی تو کفارہ بھی اور اگر تیسرے مرتبہ بھی اس نیت سے سو جاوے اور صبح تک سوتا

رہے تو قضا اور کفارہ دونوں دے گا گو نہانے کا بھی ارادہ ہو اور جاگنے کی بھی امید ہو۔ (۵) اپنے ارادے سے گرد وغبار کا پھانکنا یا گاڑھی گاڑھی بھاپ یا اسی قسم کا دھواں کھانا یا پانی جانا اگر ان تینوں میں سے کوئی چیز عمل میں آئے گی تو قضا لازم ہوگی۔ لیکن کفارہ نہیں۔ (۶) اپنے ارادے سے قے کرنا اسمیں بھی قضا ہے کفارہ نہیں بعضے کفارہ بھی واجب جانتے ہیں لیکن بے اختیار یا بھولے سے قے ہو جائے تو کچھ نہیں ساتویں جانکر غوطہ لگانا اسمیں قضا واجب ہے اور بعض کے نزدیک کفارہ بھی اور اگر غسل کی نیت سے غوطہ لگایا ہے تو وہ غسل بھی باطل ہے (۸) خدا کے اوپر بہتان باندہنا کہ حلال چیز کو کہدے کہ خدا نے اسکو حرام کیا ہے یا حرام کو حلال بتا دے اسی طرح پر نبی اور امام پر افترا کرنا اس میں قضا ہے بعضے کفارہ بھی واجب جانتے ہیں اور بعضے علماء گناہ کے سوا کچھ بھی واجب نہیں جانتے۔ **دوسرا مطلب** واجب اور سنت اور حرام اور مکروہ روزوں کے شمار میں اسمیں چار فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** فرض روزوں کے بیان میں اور وہ آٹھ قسم پر ہیں (۱) ماہ مبارک رمضان کے روزے اور ماہ رمضان کا ثبوت تین وجہ سے ہوتا ہے ایک تو شعبان کے تیس دن پورے ہو جانا دوسرے شایع اور عام رویت یعنی جس سے پوچھتے ہیں چاند کا دیکھنا بیان کرتا ہے۔ تیسرے دو عادلوں کا گواہی دینا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اگر دو عورتیں یا ایک مرد دو عورتیں یا زیادہ اس سے چاند کا دیکھنا بیان کریں اور سب کے سب عادل ہوں تو چاند ثابت نہیں ہوتا ہاں شایع کے درجہ کو پہنچ جائے تو کیا مضائقہ اور جنتری اور حساب وغیرہ پر مدار نہیں۔ (۲) ماہ رمضان کی قضا۔ اور اسکو ماہ رمضان کے آنے سے پہلے پہلے رکھ لینا چاہیئے پس جس شخص کے ذمہ دس روزہ قضا ہوں شعبان کی انیسویں تک تاخیر کر سکتا ہے پس اگر ہمیشہ اسی ارادہ میں تھا کہ دفعتاً شعبان کی بیسویں کو بیمار ہو گیا یا حیض آگیا تو اس صورت میں محض یہی دس روزے اس کے ذمہ رہیں گے اور اگر بلا عذر ٹلاتا رہا اور ایسا واقعہ پیش آیا تو روزوں کے علاوہ دس دن تک ایک آدمی کی خوراک گیہوں یا چاول وغیرہ خیرات کرنا پڑے گا اور خوراک کی مقدار ایک مُد یعنی چوتھائی صاع ہے چودہ ہزار چالیس جو کے برابر ہوا اور یہی حکم اس شخص کا ہے جس نے بلا سبب رمضان آئندہ تک اپنے روزوں کو ادا نہ کیا اور یاد رہے کہ قضا روزے کو انسان بارہ بجے سے پہلے چھوڑ سکتا ہے لیکن زوال کے بعد حرام ہے پس اگر دوپہر کے بعد کچھ کھا پی لیوے یا جماع کر بیٹھے تو قضا اور کفارہ دینا ہوگا اور کفارہ یہ ہے کہ دس آدمیوں کو کھانا کھلاوے اور نہ ہو سکے تو تین دن روزہ رکھے (۳) تیسرے اجارہ کے روزے پس جو شخص میت کے قضا روزے رکھنے کا ٹھیکہ لے تو اسپر واجب ہے کہ بہت توقف نہ کرے ایسا کرے کہ جس سے لوگ کہیں کہ قضا میں مشغول ہے (۴) باپ کے روزے جو اس نے باوجود قدرت نہ رکھے ہوں بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ ان کو ادا کرے اور اگر میت کے دو بیٹے ہوں اور چھوٹا بڑے سے پہلے بالغ ہو جائے تو بعض مجتہد فرماتے ہیں کہ وہی چھوٹا بڑا قرار پاوے گا۔

لیکن صحیح یہ ہے جو عمر میں زیادہ ہے وہی بڑا ہے اور اگر دونوں کا سن برابر ہو تو نصف نصف ادا کریں
اور ایک روزہ بچ رہے تو دونوں کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جو کوئی چاہے رکھدے جب ایک نے رکھ لیا
تو دوسرا بری الذمہ ہے اور اگر دونو نہ رکھیں یا رکھ کر زوال کے بعد دونوں ساتھ افطار کرلیں تو کفارہ بھی
بعضوں کے نزدیک واجب کفائی ہے اور بعض کے نزدیک دونو بحصہ مساوی کفارہ کو ادا کریں (۵)
وہ روزے جو قسم یا عہد یا نذر سے واجب ہوتے ہیں اور ان کی دو قسم ہیں مطلق اور معین مطلق تو یہ ہے
کہ میں ایک روزہ رکھوں گا اور وقت اور جگہ معین نہ کرے اور معین کی تین صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ وقت
کو معین کردے مثلاً رجب کی پہلی کو رکھوں گا دوسرے یہ کہ جگہ کو معین کرے مثلاً کربلا یا نجف میں
رکھوں گا تیسرے یہ کہ وقت اور جگہ دونو معین کردے مثلاً رجب کی پہلی کو مکہ معظمہ میں رکھوں گا پس
اگر اس روز یا اس مقام میں بیماری یا سفر یا حیض کا عذر پیدا ہو تو قضا دے۔ چھٹی قسم دو مہینے کے روزے
جو رمضان کے روزہ کو توڑ دینے سے اس کے کفارے میں رکھنے پڑتے ہیں پس جو شخص کہ بالغ و عاقل
بلا عذر اپنے اختیار سے ماہ رمضان کے روزے کو کھانے پینے سے یا جماع کرنے سے یا کسی اور چیز سے باطل
کردے اس کو اختیار ہے چاہے دو مہینے کے روزے رکھے چاہے ایک بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں
کو کھانا کھلائے۔ ہر مسکین کو ایک مُد اور اگر مال حرام یا شراب وغیرہ کسی حرام چیز سے روزہ توڑ دے یا
زنا کرے یا حیض میں صحبت کرے تو ان سب صورتوں میں اسپر تینوں کفارے لازم ہونگے یعنی ساٹھ
روزے ساٹھ مسکین ایک بردہ (۷) اعتکاف کے روزے جن کا بیان بہت قریب آتا ہے۔ آٹھویں
کفارے کے روزے جن کی تفصیل کفاروں کی بحث میں مرقوم ہوگی۔ **دوسری فصل** سنتی روزوں کے شمار
میں اور وہ بیشمار ہیں لیکن ہم اس کتاب میں بیس طرح کے روزے جو بہت مشہور اور معروف ہیں ذکر کرتے ہیں
پہلا روزہ مولود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور وہ سترہویں ربیع الاول کی ہے۔ دوسرے روز
مبعث کا روزہ وہ رجب کی ستائیسویں ہے (۳) عید غدیر کا روزہ یعنی ذی الحجہ کی اٹھارہویں کو (۴)
ہر مہینے میں تین روزے نو چندی جمعرات پچھلی جمعرات دوسرے دہے کا پہلا بدھ (۵) ہر مہینے کی تیرہویں،
چودھویں، پندرہویں کو (۶) عرفہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی نویں کو لیکن اسمیں دو بات کا خیال چاہیئے
ایک تو چاند میں شبہ نہ ہو دوسرے روزہ رکھنے سے ایسا ضعف پیدا نہ ہو کہ دعائیں نہ پڑھ سکے (۷) مباہلہ کا
روزہ اور وہ ذی الحجہ کی چوبیسویں ہے اس روز پیغمبر خدا مباحثہ میں نصاریٰ پر غالب آئے اور اسی
تاریخ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی انگشتری اثنائے رکوع میں سائل کو عطا فرمائی تھی۔
(۸) ذی الحجہ کی پہلی سے نویں تک (۹) رجب کے کل چاند (۱۰) شعبان کے تمام مہینے کے روزے
(۱۱) پچیسویں ذیقعد کو کہ اس دن زمین بچھائی گئی ہے (۱۲) یکم سے نویں تک عشرہ محرم میں۔
(۱۳) عاشورہ کو مگر یہ روزہ[1] عصر کے بعد پانی سے یا خاک شفا سے افطار کریں۔ لیکن ایک نخود سے

سنتی روزے

[1] بے نیت کا روزہ یعنی فاقہ صبح سے آخر عصر تک

زیادہ نہ کھائے اور شفا کی نیت سے کھائے (١٤) ہر جمعہ وجمعرات کو (١٥) ذی الحجہ کی آٹھویں کو
جسکا نام روز ترویہ ہے (١٦) شش عید کے چھ روزے یعنی عید کی دوسری سے ساتویں تک (١٧) ماہ
جمادی الاول کی پندرہویں کو (١٨) ایک دن خالی دیکر داؤد پیغمبر کی طرح روزہ رکھنا۔ (١٩) یوم الشک کا
روزہ جس صورت میں رمضان کی پہلی کا گمان ہو (٢٠) انیسویں ذیقعدہ کا روزہ۔ **تیسری فصل** حرام
روزوں کے ذکر میں اور وہ نو ہیں (١) عید اور بقر عید کے دن (٢) یوم الشک کا روزہ ماہ رمضان کی نیت
سے لیکن قضا یا منت کی نیت سے حرام نہیں (٣) چپ کا روزہ کہ تمام دن کسی سے بات نہ کرے (٤)
روزہ بر روزہ اور اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ صبح سے صبح تک آٹھ پہر کی نیت کرے۔ دوسرے یہ کہ
دو دن ایک رات برابر روزے سے رہے (٥) بیوی کا سنتی روزہ میاں کی اجازت بغیر (٦) لونڈی یا غلام
کا روزہ آقا کے بلا مرضی (٧) بیمار کا روزہ جسکو نقصان کا گمان ہو یا تجربہ کار طبیب منع کرے اگرچہ کافر
ہو اور اگر حکیم حاذق تجویز کرے کہ اس بیماری کا علاج جماع کے سوا اور نہیں ہو سکتا اور شام تک توقف
میں سخت نقصان ہوگا اس صورت میں روزے کا خیال نہ کرے مجامعت کر لے پس اگر اسکی زوجہ اور کنیز
دونو روزے سے ہوں اور ایسی عورت کہ روزہ دار نہ ہو میسر نہ آوے تو یہ اپنی زوجہ یا کنیز سے زبردستی ہمصحبت
ہو اور ان سے جہاں تک ہو سکے انکار کریں اور جب یہ شخص ان میں سے کسی کے ساتھ جماع کرے تو اس کا
کفارہ دے (٨) سفر مباح میں تین جگہ کے سوا روزہ حرام ہے اول منت کا روزہ جسمیں یہ کہہ چکا ہو کہ سفر ہو
یا گھر وہیں رکھوں گا دوسرے تین روزے جن کو حاجی قربانی کے عوض میں رکھتا ہے جن کا بیان حج کے
باب میں ہوگا۔ تیسرے وہ اٹھارہ روزے جو حاجی غروب سے پہلے عرفات سے چلے جانیکی وجہ سے رکھتا ہے
اس کا بیان بھی حج میں آوے گا (٩) ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو روزہ رکھنا۔ اس شخص کو جو منیٰ
میں ہو باقی دوسروں کو حرام نہیں بلکہ ثواب ہے **چوتھی فصل** مکروہ روزوں کے بیان میں اور وہ چار ہیں اول سفر
میں سنتی روزہ رکھنا دوسرے جس شخص کو کوئی مومن کھانے کی تواضع کرے تو روزہ کو افطار کر لینا چاہیئے اور
روزے کو ظاہر نہ کرے تیسرے عرفہ کو روزہ رکھنا جس صورت میں چاند کا شک ہو یا اعمال عرفہ بجا لانے سے
بیکار ہو جائے چوتھے مہمان کا سنتی روزہ بے اجازت صاحب خانہ کے اور بعضوں کے نزدیک صاحب خانہ
کا روزہ بھی بے مہمان کی اجازت مکروہ ہے۔ **تیسرا مطلب** روزہ کے باقی احکام میں اور اس میں چار
فصلیں ہیں **پہلی فصل** نیت کے بیان میں اور اس میں چھ کام کا خیال رکھنا ضروری ہے (١) صبح ہونے
سے پہلے ارادہ کرے (٢) خوشنودئ خدا کا قصد ہو (٣) معین کر لے کہ سنتی روزہ ہے یا فرض (٤) اسبات
کا معین کرنا کہ رمضان کا روزہ ہے یا نذر یا کفارہ وغیرہ کا (٥) ادا اور قضا کو معین کرے اور بعضوں کے
نزدیک ماہ رمضان میں یہ بات لازم نہیں (٦) نیت روزہ پر باقی رہنا اور ایسے فعل کا قصد نہ کرنا جس سے
روزہ باطل ہو جاتا ہے جیسے کھانا اور صحبت کرنا اور مثل انکے پس اگر کوئی شخص روزے سے ہو اور ایسے فعل

کا قصد کرے تو گنہگار رہے اگرچہ اس کام کو نہ کرے اور آیا ایسا ارادہ کرنے سے روزہ بھی باطل ہوجائے گا یا نہیں اور باطل قرار دینے پر فقط قضا دینی پڑے گی یا کفارہ بھی اس میں مجتہدین میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ قضا لازم ہے اور اگر کوئی شخص روزہ کا قصد کرنا بھول جائے تو ظہر سے پہلے جس وقت کہ یاد آئے اسی وقت نیت کرے روزہ صحیح ہوگا اور سنتی روزہ میں شام سے پہلے جس وقت یاد آوے اور قصد کرلے تو تمام دن کے روزہ کا ثواب ملجائے گا اگرچہ دن چھپنے میں ایک ہی لحظہ باقی ہو۔ **دوسری فصل** اس بیان میں کہ کس کس کا روزہ صحیح نہیں اور وہ دس شخص ہیں (۱) بوڑھا آدمی جسکو بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے میں سخت تکلیف ہو پس ایسے شخص کو چاہئے کہ روزے کے بدلے ایک مدگیہوں یا کوئی اور اناج تصدق کرے دوسرے وہ شخص ہے جسپر تشنگی غالب ہو اور اسوجہ سے روزہ رکھنے میں اسکو بہت ایذا ہوتی ہو وہ بھی ایک مدخیرات کرے اور عذر برطرف ہونے کے بعد قضا رکھے (۳) وہ حاملہ عورت جسکو روزہ رکھنے سے اسقاط کا خطرہ ہو کہ اسکو یا اسکے بچہ کو ضرر پہنچیگا تو اس کا حکم بھی پیاس والے کے موافق ہے (۴) وہ عورت جو بچہ کو دودھ پلاتی ہے اپنے بچہ کو یا دوسرے کے بچہ کو اور روزہ رکھنے سے اسکا دودھ کم ہوجائے اور بچہ کا پیٹ نہ بھرے تو اس کا حکم بھی حاملہ کا حکم ہے (۵) وہ عورت کہ حیض یا نفاس یا استحاضہ رکھتی ہو اور ابھی غسل نہ کیا ہو (۶) وہ بیمار جسکو روزہ رکھنے سے نقصان پہنچے (۷) مسافر چنانچہ اس کا بیان ہوچکا ہے (۸) وہ بچہ کہ فجر کے بعد بالغ ہو تو اس دن کا روزہ اسکا صحیح نہیں اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر ظہر سے پہلے بالغ ہوجاوے تو اس دن کا روزہ اسکا صحیح ہے (۹) جو شخص صبح سے پہلے بیہوش ہوجائے تو اُسدن کا روزہ صحیح نہیں اس روزہ کی قضا دینی پڑیگی (۱۰) جو شخص صبح کے بعد مسلمان ہو اُسدن کا روزہ اسکا بھی صحیح نہیں اور بعض علما کے نزدیک جو شخص دوپہر سے پہلے مسلمان ہوجائے اسکا روزہ اس دن کا صحیح ہے اور پچھلے روزونکی قضا بالاتفاق ساقط ہے لیکن اگر کوئی شخص دین سے پھر جائے اور پھر توبہ کرلے تو اسکو کفر کے زمانے کے روزونکی قضا دینی پڑے گی اور سنی کو شیعہ ہونے کے بعد پچھلے روزوں کا اعادہ کرنا نہیں پڑتا۔ **تیسری فصل** ان کاموں کے بیان میں جن کا ماہ رمضان میں کرنا سنت ہے اور وہ بارہ امر ہیں (۱) چاند دیکھکر دعائے ہلال پڑھنا اور بعضے عالم اس کو واجب جانتے ہیں اور دعا پڑھنے کے وقت قبلہ کو منہ کرنا چاہئے نہ ہلال کی جانب اور وہ دعا یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَخَلَقَکَ وَقَدَّرَمَنَازِلَکَ وَجَعَلَکَ مَوَاقِیْتَ لِلنَّاسِ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا ھِلَالًا مُّبَارَکًا اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ عَلَیْنَا بِالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالْیَقِیْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی (۲) چاند رات کو اپنی بی بی کے پاس جانا (۳) شیرینی سے افطار کرنا اگر کچھ لوگ اسکے ساتھ افطار کرنا چاہتے ہوں تو یہ نماز سے پہلے افطار کرے (۵) سحر کھانا اور جسقدر صبح سے قریب ہوگا اسی قدر ثواب زیادہ ہے (۶) افطار کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْنَا وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْہُ مِنَّا ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَبَقِیَ الْاَجْرُ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنَّا وَاَعِنَّا عَلَیْہِ وَسَلِّمْنَا فِیْہِ فَتَسَلَّمْہُ مِنَّا (۷) ان دعاؤں کا پڑھنا جو

بیان ان صورتوں کا جن میں روزہ صحیح نہیں

مسنونات ماہ رمضان

ماہ رمضان میں دن اور رات کیواسطے وارد ہوئی ہیں (۸) ہزار رکعت سنت کا پڑھنا جسطرح نماز کے باب میں ذکر ہوا (۹) سورہ روم اور سورہ عنکبوت تیئیسویں رات کو پڑھنا (۱۰) پہلی اور تیسری اور پندرہویں اور اکیسویں وغیرہ طاق راتوں میں غسل کرنا لیکن تیئیسویں رات کو دو غسل سنت ہیں ایک اول شب میں ایک آخر شب میں جسکا بیان طہارت کے باب میں گذر گیا (۱۱) اس مہینے میں غلام اور لونڈی سے زیادہ کام نہ لیں (۱۲) آخر تاریخ کو دعائے وداع پڑھیں **چوتھی فصل** ان کاموں کے بیان میں جنکا کرنا روزے میں مکروہ ہے اور وہ گیارہ ہیں (۱) نظم پڑھنا اگرچہ مرثیہ یا مناقب ہو (۲) جس کام سے ضعف پیدا ہو جیسے دیر تک حمام میں رہنا اور خون نکلوانا اور مثل ان کے (۳) بوس و کنار اور چھیڑ چھاڑ کرنا (۴) شافہ لینا (۵) حقنہ کرانا (۶) اذخر (یعنی مرچیا گند) چبانا (۷) کان یا ناک میں ایسی چیز کا ڈالنا کہ اگر حلق میں پہنچ جائے تو روزے کو بگاڑ دے (۸) پھولوں کا سونگھنا خصوصاً نرگس کو (۹) کپڑوں کا تر کرنا (۱۰) وہ سرمہ جس میں ایلوا پڑا ہو آنکھ میں لگانا (۱۱) عورتوں کا پانی میں بیٹھنا۔ **چوتھا مطلب** اعتکاف کے بیان میں اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ روزہ رکھکر تین دن یا زیادہ جامع مسجد میں ثواب کی نظر سے رہے اعتکاف کرنے کا بہت ثواب ہے خصوصاً ماہ رمضان کے پچھلے دس روز میں چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ آخر ماہ رمضان میں اعتکاف کرتے تھے اور بدون روزے کے اعتکاف جائز نہیں اور تین روز سے کم نہیں ہوتا اور مسجد جامع کے سوا دوسری جگہ بھی نہیں ہو سکتا اور جو کوئی شخص بہ نیت سنت دو روز اعتکاف کرے تو تیسرا روز خود واجب ہو جائیگا اگر پانچ دن یا آٹھ دن کا اعتکاف ہوگا تو چھٹا اور نواں دن بھی واجب ہو جائیگا۔ اسی قیاس پر زیادہ دنوں کا حکم ہے اور اعتکاف میں بیٹھنے والے کو بے کسی ضرورت کے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہاں ایسی ضرورت کیلئے جو مسجد میں نہیں ہو سکتی جیسے بول و براز یا کسی مومن کی عیادت یعنی بیمار پرسی یا رخصت کرنیکو یا جنازے کیساتھ جانا اور مثل ان کے اور جب مسجد سے باہر جائے تو کسی جگہ بیٹھنا یا سایہ جانا اور اس مسجد کے سوا دوسری جگہ نماز پڑھنا حرام ہے مگر ضرورت کی وجہ سے مثل اسکے کہ ضعف غالب ہونے کی وجہ سے بیٹھ جائے یا جنازے کی وجہ سے چھت کے نیچے کو جانا پڑے یا اس قدر وقت نہ رہے کہ نماز کو اس مسجد میں پہنچکر پڑھے مگر مکہ معظمہ میں جائز ہے کہ اگر ضرورت کے واسطے نکلے تو ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں اور اعتکاف واجب میں روزے کو فاسد کرنا اور رات کے وقت جماع کرنا اور رات کو اور دن کو خوشبو سونگھنا اور عورتوں کے ساتھ بوس و کنار کرنا اور دست بازی کرنا حرام ہے غرض جو چیز روزہ کو باطل کرتی ہے اعتکاف کو بھی بگاڑتی ہے اگر اعتکاف واجب کو ماہ رمضان میں جماع سے فاسد کرے تو دوہرا کفارہ لازم ہوگا ایک ماہ رمضان کیلئے اور ایک اعتکاف کے واسطے اور اگر رات کو جماع کریگا تو کفارہ اعتکاف کے بگاڑنے کا دینا پڑیگا اسی طرح پر اگر اعتکاف میں روزہ کو جماع کے سوا کسی اور چیز سے فاسد کرے اور اگر معتکف اپنی زوجہ سے جو اعتکاف واجب میں ہو زبردستی صحبت کرے گا اسپر چار کفارے لازم ہوں گے دو کفارے اپنی طرف سے دو بی بی کی طرف سے۔

پانچواں باب

حج کے بیان میں اوراس کی شرائط میں۔ اس میں ایک مقدمہ اور سات مطالب ہیں۔ مقدمہ واضح ہو کہ حج کرنا دین کے بڑے سے بڑے رکنوں میں شمار کیا جاتا ہے اور واجب ہونے پر ٹالنا گناہ عظیم ہے حدیث میں وارد ہے کہ جس شخص پر حج واجب ہو اور بے عذر شرعی کے حج نہ کرے اور مرجائے تو مسلمان نہیں مریگا بلکہ یہود و نصاریٰ میں محسوب ہوگا اور حج کے ثواب میں بہت سی حدیثیں حضرت رسولخداؐ اور آئمہ ہدیٰ سے منقول ہیں ازانجملہ منقول ہے کہ ایک شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں اپنے گھر سے حج کی نیت سے چلا تھا مگر یہاں اسوقت پہنچا کہ حج کا وقت نہ رہا اور میں مالدار اور آسودہ شخص ہوں پس مجھکو ایسی بات بتلائیے کہ جس میں روپیہ خرچ کر کے مجھے حج کا ثواب ملجائے حضرت نے اس شخص کی جانب منہ کر کے فرمایا کہ اس پہاڑ ابوقبیس کو دیکھ اگر یہ سب کندن ہوجائے اور تو اسکو راہ خدا میں صرف کرے تو اس کا ثواب حج کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا اسکے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی حج کی غرض سے ساز و سامان سفر کی درستی میں مشغول ہو تو جب وہ اپنی کسی چیز کو رکھتا اٹھاتا ہی ہر ایک رکھنے اٹھانے میں اسکے نامہ اعمال میں دس دس ثواب لکھے جاتے ہیں اور دس جرم معاف کئے جاتے ہیں اور دس درجے اس کے بہشت میں ترقی پاتے ہیں اور جتنے قدم اسکی سواری زمین پر رکھتی یا اٹھاتی ہے اس حساب سے اس شخص کے نام پر ثواب لکھا جاتا ہے

پہلا مطلب بعض آداب حج کے بیان میں جب آدمی حج پر آمادہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ اول لوگوں کے حقوق ادا کرے۔ پھر وصیت کرے اور جب گھر سے چلنے کا ارادہ کرے تو اپنے اہل و عیال کو جمع کرے اور دو رکعت نماز سنت پڑھے اسکے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ السَّاعَۃَ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ وَذُرِّیَّتِیْ وَدِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِیْ اَللّٰھُمَّ احْفَظِ الشَّاھِدَ مِنَّا وَالْغَآئِبَ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا وَاحْفَظْ عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ جِوَارِکَ اَللّٰھُمَّ لَا تَسْلُبْنَا نِعْمَتَکَ وَلَا تُغَیِّرْ مَا بِنَا مِنْ عَافِیَتِکَ وَفَضْلِکَ ہ بعد اسکے عیال و اطفال کو وداع کر کے تحت الحنک باندھ کر بادام تلخ کا عصا ہاتھ میں لیکر گھر سے باہر نکلے اور نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے بعد اسکے تین مرتبہ بِاللّٰہِ اَخْرُجُ وَبِاللّٰہِ اَدْخُلُ وَعَلَی اللّٰہِ اَتَوَکَّلُ پڑھے پھر کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ فِیْ وَجْھِیْ ھٰذَا بِالْخَیْرِ وَاخْتِمْ لِیْ بِخَیْرٍ وَقِنِیْ مِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور جب گھر سے باہر نکلے اور دروازے پر پہنچے تو رو بقبلہ دہلیز پر کھڑا ہو کر الحمد اور آیۃ الکرسی سامنے ایک مرتبہ اور ایک ایک مرتبہ دائیں بائیں پڑھکر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ وَاحْفَظْ مَا مَعِیَ وَسَلِّمْنِیْ وَسَلِّمْ مَا مَعِیَ وَبَلِّغْنِیْ وَبَلِّغْ مَا مَعِیَ بِبَلَاغِکَ الْحَسَنِ الْجَمِیْلِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ اس کے بعد دل میں قصد کرے کہ میں خانہ کعبہ کو حج اسلام کے

بجا لانے کو جاتا ہوں اسلئے کہ مجھ پر واجب ہے خوشنودی خدا کی نظر سے پس رکاب میں پاؤں دے اور کہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اور جب سواری کے اوپر بیٹھ چکے تو یہ دعا پڑھے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ هَدَانَا لِلۡاِسۡلَامِ وَمَنَّ عَلَیۡنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ الۡحَامِلُ عَلَی الظَّهۡرِ وَالۡمُسۡتَعَانُ عَلَی الۡاَمۡرِ اَللّٰهُمَّ بَلِّغۡنَا بَلَاغًا اِلَی الۡخَیۡرِ بَلَاغًا یَبۡلُغُ اِلٰی مَغۡفِرَتِكَ اَللّٰهُمَّ لَا ضَیۡرَ اِلَّا ضَیۡرُكَ وَلَا خَیۡرَ اِلَّا خَیۡرُكَ وَلَا حَافِظَ اِلَّا غَیۡرُكَ اور سنت ہے کہ ہر منزل پر پہنچکر اترنے کے وقت یہ دعا پڑھے رَبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبَارَکًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ اور دو رکعت نماز بجا لاوے اور جب منزل سے کوچ کرے تب بھی دو رکعت پڑھے عمدہ دن سفر کے واسطے ہفتہ اور منگل اور جمعرات ہے اور دوشنبہ کے دن سفر نہایت بد ہے اسی طرح جمعہ کے روز نماز سے پہلے اور اگر نحس دن میں سفر کرنیکی ضرورت ہو تو کچھ تصدق کر کے چلے کہ صدقہ اسکی نحوست کو رفع کرتا ہے اور سنت ہے کہ اس سفر میں جز رسی نہ کرے زادراہ کی خوبی اور افراط ملحوظ رہے حدیث میں آیا ہے کہ فضول خرچی بری چیز ہے مگر حج کی راہ میں مذموم نہیں اور سنت ہے کہ نوکر چاکر اور رفیق اور کرایہ والوں سے خوش خلقی سے پیش آئے اور انکی برائی پر غم خوری کرے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص حج کو جائے اور تین خصلتیں اس میں نہ ہوں اسکا حج ہیچ ہے ایک خوش خلقی دوسرے بردباری۔ تیسرے پرہیزگاری۔ **دوسرا مطلب** حج کے واجب ہونے کی شرطوں میں واضح ہو کہ جب تک سات شرطیں جمع نہ ہوں حج واجب نہیں ہوتا۔ پہلی شرط بالغ ہونا پس بچہ پر واجب نہیں گو مالدار ہو لیکن اگر ولی اسکو اپنے ساتھ لیجائے اور احرام بندہوائے اور وقوف عرفہ یا وقوف مشعر سے پہلے بالغ ہو جائے اور باقی افعال کو بجا لائے تو حج اسکا صحیح ہے اور حج اسلام سے بری ہو جائے گا دوسری شرط عقل ہے پس جو مجنون کسی وقت میں ہوش میں نہ آتا ہو یا اتنی دیر اسکو افاقہ نہیں ہوتا کہ جس میں وہ حج کے اعمال سے فارغ ہو جائے اسپر حج واجب نہیں اور اگر عرفہ یا مشعر کے وقوف سے پہلے ہوش میں آجائے اور باقی اعمال کو ہوش کے زمانہ میں ادا کر لیوے تو اسکا حکم بھی بچہ کی مثل ہے جسکا بیان ابھی گذرا تیسری شرط آزادی ہے پس غلام پر حج واجب نہیں اگرچہ کوئی حصہ اسکا آزاد ہوا ور اگر آقا کی اجازت سے حج کرے تو ثواب پائیگا لیکن حج اسلام سے بری نہیں ہو سکتا پس اگر آزاد ہو کر صاحب استطاعت ہو جائے تو دوبارہ اسپر حج کرنا واجب ہے لیکن جو غلام مشعر یا عرفہ کے وقوف سے پہلے آزاد ہو جائے تو اسکا حکم بھی طفل اور مجنون کے مثل ہے۔ چوتھی شرط استطاعت ہے یعنی آمد و رفت کے خرچ پر مع سواری و خدمتگار وغیرہ ضروریات کے جو اس کے حسب حال ہوں قدرت رکھتا ہو اور اگر کوئی شخص کہے کہ تیرا کل خرچ میرے ذمہ ہے یا جس قدر کمی ہے اسکی کفالت کرے یعنی باقی خرچ میرے ذمہ ہے اور اس کے کلام پر اعتبار ہو تو بھی حج واجب ہوگا اور نان و نفقہ پر اہل و عیال کے یعنی جو اس کے واجب النفقہ ہیں ان کا

خرچ خوراک وغیرہ پر بھی تا روز واپسی قادر ہونا شرط ہے یا کوئی کفیل ہو جائے اور ادائے دین مہر اور قرض پر قادر ہونا بھی استطاعت میں داخل ہے پس اگر ادائے دین پر قادر نہ ہو تو حج واجب نہیں اور اگر عورت کو اثنائے راہ میں محرم کی ضرورت ہو اور محرم تنخواہ طلب کرے تو اسپر قادر ہونا بھی استطاعت میں داخل ہوگا پس اگر اس قدر مقدور نہ ہو تو حج واجب نہیں پانچویں شرط تندرستی ہے کہ متحمل سفر کا ہو سکے۔ چھٹی شرط راہ کی امنیت پس جسوقت راہ میں خوف ہو جانا واجب نہیں۔ ساتویں شرط گنجائش وقت ہے یعنی اسقدر وقت ہو کہ مکہ معظمہ میں پہنچکر اعمال بجالا سکے پس اگر وقت تنگ ہو تو اس سال میں حج ساقط ہی اور واضح ہو کہ جب عورت پر حج واجب ہو جائے تو شوہر کی اجازت درکار نہیں لیکن سنتی حج بلا اجازت خاوند کے نہیں کر سکتی۔ تیسرا مطلب حج کی قسموں میں اور میقات کے بیان میں واضح ہو کہ حج کی تین قسم ہیں تمتع، قران، افراد۔ حج تمتع اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ جس کا مقام ومسکن مکہ معظمہ سے اڑتالیس میل کے فاصلہ پر ہو اور حج قرآن اور حج افراد ان لوگوں پر فرض ہے جو کہ مکہ معظمہ میں رہنے والے ہوں یا ان کا مقام مقدار مذکور سے کم فاصلہ پر ہو اور حج تمتع کا پہلا فعل عمرہ کا احرام ہے کہ جو میقات سے باندھا جاتا ہے اور میقات اس جگہ کا نام ہے جسکو پیغمبر خدا نے مقرر فرمایا ہے کہ کوئی حاجی احرام بغیر اس حد کے اندر نہیں جا سکتا اور وہ پانچ جگہ ہیں کہ ہر ایک جگہ ایک ایک طرف کے لوگوں سے مخصوص ہے۔ اول ذوالحلیفہ اور وہ ان لوگوں کی میقات ہے جو مدینہ کی طرف سے آتے ہیں۔ دوسرے جحفہ وہ شام کی طرف والوں کی میقات ہے۔ تیسرے یلملم وہ یمن کی طرف سے آنیوالوں کی میقات ہے چوتھے قرن المنازل وہ اس جماعت کی میقات ہے جو طائف کی طرف سے آتے ہیں پانچویں عقیق وہ عراق وعرب والوں کی میقات ہے اور واضح ہو کہ میقات پر پہنچنے سے پہلے احرام باندھے تو صحیح نہیں ہاں اگر نذر یا عہد یا قسم کی وجہ سے احرام باندھے تو ہو سکتا ہے کہ میقات سے پہلے باندھ لے اسی طرح اگر میقات سے بے احرام باندھے بڑھ جائے تو بھی حرام ہے اور اگر بے احرام میقات سے گذر جائے تو واجب ہے کہ پلٹ کر احرام باندھے چوتھا مطلب مجملاً حج تمتع کے ارکان کے بیان میں جاننا چاہئے کہ حج تمتع کے افعال اٹھارہ ہیں ہر ایک ترتیب وار ایک کے بعد ایک جس طرح پر ہم ذکر کرتے ہیں بجالانا چاہیئے (۱) احرام عمرہ باندھنا (۲) خانہ کعبہ کا طواف کرنا (۳) دو رکعت نماز طواف پڑھنا (۴) صفا اور مروہ کے درمیان سعی یعنی دوڑنا (۵) تقصیر یعنی کسی قدر بال کٹوانا اور ناخن ترشوانا ان پانچ فعلوں پر عمرہ تمام ہوتا ہے (۶) حج کا احرام باندھنا (۷) وقوف یعنی عرفات میں ٹھیرنا (۸) مشعر کا وقوف یعنی ٹھیرنا (۹) رمی یعنی جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں مارنا (۱۰) قربانی کرنا (۱۱) سر منڈانا یا بال کٹوا لینے (۱۲) طواف زیارت (۱۳) دو رکعت نماز طواف زیارت کی پڑھنا (۱۴) صفا مروہ کے درمیان دوڑنا (۱۵) طواف نسا (۱۶) دو رکعت نماز طواف نسا (۱۷) ایام تشریق کی تین راتوں کو منیٰ میں رہنا (۱۸) ایام تشریق

بیان میقات واحرام

ارکان حج تمتع

ہیں ہر روز تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں مارنا اور یہ حج کے واجب فعلوں میں سے سب سے پچھلا فعل ہے پس جب ان سے فارغ ہو چکے تو مکہ میں پلٹے اور طواف وداع وغیرہ باقی سنتی اعمال جنکا بیان ہوگا بجالاوے۔ **پانچواں مطلب** حج تمتع کے افعال کی تفصیل میں اور وہ چار مقصد اور ایک خاتمہ میں بیان ہوتے ہیں۔ **پہلا مقصد** احرام باندھنے کے بیان میں اور اس کے مقدمات اور شرائط کے بیان میں اسمیں دو فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** ان چیزوں کے بیان میں جنکا احرام سے پہلے بجالانا سنت ہے اور وہ آٹھ کام ہیں اول یہ کہ ذیقعد کی پہلی تاریخ سے سر اور داڑھی کے بالوں کو بڑھاوے (۲) بغل اور نجاست کے بالوں کو مونڈ یا نورہ لگائے مگر نورہ افضل ہے (۳) لبوں کا بنوانا (۴) ناخن بنوانا (۵) مسواک کرنا (۶) احرام کیلئے غسل کرنا اور بعض مجتہد اسکو واجب جانتے ہیں اور اگر غسل کے بعد احرام باندھنے سے پہلے سو جائے یا کوئی حدث کرے یا ایسی چیز کھائے یا پئے یا سونگھے جس کا کھانا پینا سونگھنا احرام میں حرام ہو تو دوبارہ غسل کرے (۷) نماز احرام اور وہ بعین سلام سے چھ رکعت ہیں اور چار رکعت بھی بلکہ دو بھی کافی ہیں اور سنت ہو کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھے (۸) نماز کے بعد یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنِيْ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَكَ وَاٰمَنَ بِوَعْدِكَ وَاتَّبَعَ اَمْرَكَ فَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ لَا اُوْقٰى اِلَّا مَا وَقَيْتَ وَلَا اٰخُذُ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَ وَقَدْ ذَكَرْتَ الْحَجَّ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تَعْزِمَ لِيْ عَلَيْهِ عَلٰى كِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَتُقَوِّيَنِيْ عَلٰى مَا ضَعُفْتُ عَنْهُ وَتَسَلَّمَ مِنِّيْ مَنَاسِكِيْ فِيْ يُسْرٍ مِّنْكَ وَعَافِيَةٍ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّفْدِكَ الَّذِيْ رَضِيْتَ وَارْتَضَيْتَ وَسَمَّيْتَ وَكَتَبْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ خَرَجْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَّاَنْفَقْتُ مَالِيْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ اَللّٰهُمَّ فَتَمِّمْ لِيْ حَجِّيْ وَعُمْرَتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ عَلٰى كِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَاِنْ عَرَضَ لِيْ عَارِضٌ يَحْبِسُنِيْ فَحُلَّنِيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ بِقَدَرِكَ الَّذِيْ قَدَّرْتَ عَلَيَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ لَّمْ تَكُنْ حَجَّةٌ فَعُمْرَةٌ اَحْرَمَ لَكَ شَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعِظَامِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ مِنَ النِّسَاءِ وَالثِّيَابِ وَالطِّيْبِ اَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَكَ الْكَرِيْمَ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ واضح رہے کہ حیض میں احرام اور غسل احرام دونو صحیح ہیں مگر نماز احرام درست نہیں **دوسری فصل** احرام کے باقی کاموں کے بیان میں اور وہ (۳۴) امر ہیں تین واجب چار سنت بارہ مکروہ پندرہ حرام (۱) واجب فعل نیت ہے یعنی یہ ارادہ کرے کہ میں عمرہ تمتع کا احرام باندھتا ہوں جو واجب ہے بغرض خوشنودی خدا (۲) اس قصد کے ساتھ ہی بلا فاصلہ چاروں تلبیہ کرے یعنی لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ کہے (۳) دونو احرامی کپڑے پہنے ایک لنگی باندھے اور ایک کو کاندھے پر اوڑھے لیکن سیا ہوا اور سیے ہوئے کے مشابہ نہ ہو مثل بنیان اور زرہ کے اور اس قسم سے جس میں مرد کی نماز درست ہے اور عورت کو احرام میں سلا ہوا کپڑا اور ریشمین دونو جائز ہیں اور چاروں سنتی فعل یہ ہیں اول مرد لبیک کو بلند آواز سے کہے (۲) لبیک مذکور میں یہ اضافہ کرے اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ لَبَّيْكَ

دَاعِیًا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ لَبَّیْکَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَھْلَ التَّلْبِیَۃِ لَبَّیْکَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ تُبْدِئُ وَالْمَعَادُ اِلَیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ تَسْتَغْنِیْ وَیُفْتَقَرُ اِلَیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ مَرْھُوْبًا وَمَرْغُوْبًا اِلَیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْحَقِّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ذَا النَّعْمَآءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ الْجَمِیْلِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ کَشَّافَ الْکُرُوْبِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدَیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا کَرِیْمُ لَبَّیْکَ - (۳) لبیک کو اکثر اوقات کہتا رہے خاصکر ۸ جگہ (۱) ہر نماز کے بعد واجب ہو یا سنت (۲) جسوقت اسکی سواری کا اونٹ اٹھے (۳) جب راستہ میں کسی چڑھائی پر چڑھے (۴) جب اوپر سے نیچے کو اترے (۵) جب سو کر اٹھے (۶) صبح کے وقت (۷) سواری پر چڑھنے اترنے کے وقت (۸) جب راہ میں کسی شخص کو دیکھے (۴) سنت کام یہ ہے کہ جب مکہ معظمہ کے مکان نظر آنے لگیں تو لبیک کو موقوف کرے اور بعض مجتہد اسکو واجب جانتے ہیں اور وہ بارہ کام جو مکروہ ہیں انہیں (۱) حمام کرنا (۲) احرامی لباس کو دہونا گو کتنا ہی میلا ہو جائے (۳) سیب بہی وغیرہ خوشبودار میووں کا سونگھنا (۴) لبیک اور قرآن اور دعا اور ضروری بات کے سوا کسی سے بات کرنا (۵) کسی کے جواب میں لبیک کہنا (۶) رنگین فرش پر سونا (۷) اس شخص کا سر مونڈنا کہ جو احرام سے نہ ہوا اور احرام والے کے بال مونڈنا حرام ہے (۸) ٹھنڈے ہونیکی نظر سے غسل کرنا مگر جمعہ وغیرہ کا غسل جو مسنون ہے درست ہے (۹) احرامی لباس سوت کے سوا اور کسی چیز سے ہونا (۱۰) ڈورئیے کی احرامی بنانا (۱۱) سیاہ رنگ کا لباس ہونا (۱۲) میلے کپڑوں میں احرام باندہنا اگر احرام کے اندر میلا ہو جائے تو حرج نہیں ہے اور وہ چوبیس امر کہ احرام کے بجالانے میں حرام ہیں (۱) خود شکار کھیلنا یا دوسرے سے فرمائش کرنا یا نشان دینا یا شکار کھیلنے کیواسطے تیر تفنگ بندوق برچھی، جال، باز، کتا وغیرہ مانگا دینا۔ لیکن دو شرطیں ہیں اول یہ کہ خشکی کا شکار کھیلے کیونکہ آبی جانوروں کا شکار حرام نہیں اور آبی سے صرف وہ جانور مراد ہیں جو پانی میں انڈا دیتے ہیں [a] انکا شکار حرام ہے (۲) شرط یہ ہے کہ اس جانور کا گوشت حلال ہو جیسے ہرن کلنگ وغیرہ ہیں وہ جانور جنکا گوشت حرام ہے جیسے سور کتا باز وغیرہ ان کا شکار کھیلنا حرام نہیں مگر چھ جانور حرام گوشت اس حکم سے مستثنیٰ ہیں شیر، لومڑی، خرگوش، ساہی، گوہ، گھونس ان کا شکار حرام ہے اور جو شکار احرام کی حالت میں کیا جائے وہ شکاری کا مال نہیں ہو سکتا واجب ہے کہ اس کو رہا کرے اور اسکا گوشت کھانا محرم پر حرام ہے اگرچہ دوسرے نے پکڑا ہو بلکہ محرم کا حلال کیا ہوا مردار ہو جائیگا محرم اور غیر محرم سب پر حرام ہوگا اور دوسرا امر یہ ہے کہ جماع کرے یا بوس وکنار وغیرہ بلکہ احرام میں نکاح کرنا یا دوسرے کا نکاح پڑہنا بلکہ وہ نکاح باطل ہے لیکن طلاق سے رجوع کرنا یا اس غرض سے لونڈی خریدنا کہ احرام کے بعد مباشرت کرونگا مضائقہ نہیں (۳) نکاح کا گواہ ہونا یا گواہی دینا (۴) مشک عنبر، صندل، عود، کافور وغیرہ کو سونگھنا اور نرگس اور بنفشہ کے باب میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ ان کا سونگھنا بھی حرام ہے۔ لیکن جو خوشبو خانہ کعبہ پر ملی ہوئی ہوتی ہے اس کا سونگھنا حرام نہیں اسی طرح صفا اور مروہ کے اندر کی خوشبو کا سونگھنا (۵) کسی بدبو سے ناک بند کرنا (۶) سادہ یا خوشبودار تیل لگانا (۷) سلے ہوئے کپڑے یا بنے ہوئے کپڑے کا پہننا چنانچہ پہلے اسکا بیان ہوا ہے (۸) ایسے جوتہ وغیرہ کا پہننا جو پاؤں کو ڈھک لے مثل جراب کے (۹) زینت کی نظر سے انگوٹھی پہننا ہاں ثواب کی نظر سے

احکام احرام

[a] مچھلی مرغابی وغیرہ جانور جو خشکی میں انڈا دیتے ہیں

جائز ہے (۱۰) مرد کو سر و گردن کا ڈھکنا حتی کہ غوطہ لگانا (۱۱) مرد کو چھتری یا درخت وغیرہ کے سایہ میں جو اسکے سر پر ہو چلنا ہاں دیوار وغیرہ چیز جو برابر میں ہو اسکے سایہ میں چلنے کی ممانعت نہیں اسی طرح کجاوہ کے سایہ میں راہ چلنا گو اس کے سر پر ہو مضائقہ نہیں اسی طرح ٹھہرنیکے وقت اگر کسی چیز کے سایہ میں بیٹھے یا چلے پھرے گو وہ چیز اسکے سر پر ہو جیسے خیمہ اور شامیانہ تو حرج نہیں (۱۲) سر یا بدن سے بال اکھاڑنا (۱۳) ناخن بنانا اگرچہ چھنگلیا انگلی کا ہو (۱۴) جوں کا مارنا یا کپڑے یا بدن سے پکڑ کے پھینکنا (۱۵) کالا سرمہ آنکھ میں لگانا (۱۶) آرائش کی نظر سے مہندی لگانا (۱۷) آئینہ میں منہ دیکھنا (۱۸) دانت اکھاڑنا (۱۹) ہتھیار لگانا (۲۰) بدن سے خون نکالنا یہانتک کہ مسواک سے بھی نہ نکالے لیکن کھجانے سے نکل آوے تو کچھ بحث نہیں (۲۱) لا واللہ اور بلے واللہ کہنا مگر اثبات حق یا تردید باطل کیلئے کہہ سکتا ہے (۲۲) عورت کو معمول سے زیادہ سنہرہ روپہلا زیور پہننا (۲۳) اپنے شوہر کو یا کسی اور اپنے محرم کو اپنا سنگھار دکھانا (۲۴) ایسی چیز سے منہ چھپانا کہ جو چہرے سے ملجائے پس چاہیئے کہ عورت ایسا روپوش بنائے جو کسی وقت اسکے چہرے کو نہ لگے۔ **دوسرا مقصد** طواف کے بیان میں اور اسکے مقدمات اور شرائط میں واضح ہو کہ احرام کے بعد دوسرا کام طواف ہے اور اس سے چالیس امر متعلق ہیں جو دو فصلوں میں بیان کئے جاتے ہیں

پہلی فصل

ان چیزوں کے بیان میں جو طواف پر مقدم ہیں اور وہ سولہ امر ہیں بارہ سنت چار واجب اور واجب یہ ہیں (۱) حدث اکبر اصغر سے ظاہر ہونا۔ اگر طواف واجب ہو کیونکہ سنتی طواف بے وضو درست ہے (۲) ازالہ نجاست کا بدن یا لباس سے (۳) قاعدے کے موافق عورتین کا ستر کرنا (۴) ختنہ کرنا پس اگر کسی شخص کی ختنہ نہ ہوئے ہوں تو اس کا طواف باطل ہے

مقدمات طواف

لیکن وہ بارہ امر جو طواف سے پہلے سنت ہیں (۱) غسل ہے حرم مکہ معظمہ کی داخلی کے لئے (۲) حرم میں داخل ہونے سے پہلے مرچیا گند کو چبانا (۳) جوتہ نکال کر پابرہنہ چلنا (۴) جوتوں کا ہاتھوں میں لینا (۵) حرم میں ہونے کے وقت اس دعا کا پڑھنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ تبت فِیْ کِتَابِکَ قَوْلُکَ الْحَقُّ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالاً وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ مِمَّنْ اَجَابَ دَعْوَتَکَ وَقَدْ جِئْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ وَّمِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ سَامِعًا لِنِدَائِکَ مُسْتَجِیْبًا لَّکَ وَمُطِیْعًا لِاَمْرِکَ وَکُلُّ ذٰلِکَ بِفَضْلِکَ عَلَیَّ وَاِحْسَانِکَ اِلَیَّ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا وَفَّقْتَنِیْ لَهٗ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ الزُّلْفَةَ عِنْدَکَ وَالْقُرْبَةَ اِلَیْکَ وَالْمَنْزِلَةَ لَدَیْکَ وَالْمَغْفِرَةَ لِذُنُوْبِیْ وَالتَّوْبَةَ عَلَیَّ مِنْهَا بِمَنِّکَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّحَرِّمْ بَدَنِیْ عَلَی النَّارِ وَاٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ وَعِقَابِکَ یَا کَرِیْمُ ط (۶) مکہ معظمہ میں داخل ہونیکے واسطے غسل کرنا یہ غسل حائض کو بھی سنت ہے (۷) مسجد الحرام جانیکے لئے غسل کرنا (۸) باب بنی شیبہ سے داخل ہونا (۹) داخلے کے وقت حرم کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ط اسکے بعد کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط (۱۰) خضوع اور خشوع سے

مسجد الحرام میں داخل ہونا (۱۱) اندر جاکر کعبہ شریف کو منہ کرکے ہاتھوں کو اٹھاکر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ اَوَّلِ مَنَاسِکِیْ اَنْ تَقْبَلَ تَوْبَتِیْ وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنْ خَطِیْئَتِیْ وَتَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَلَّغَنِیْ بَیْتَہُ الْحَرَامَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّ ھٰذَا بَیْتُکَ الْحَرَامُ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا مُّبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَالْبَلَدُ بَلَدُکَ وَالْبَیْتُ بَیْتُکَ جِئْتُ اَطْلُبُ رَحْمَتَکَ وَاَطَاعَتَکَ مُطِیْعًا لِّاَمْرِکَ رَاضِیًا بِقَدَرِکَ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْفَقِیْرِ اِلَیْکَ الْخَائِفِ لِعُقُوْبَتِکَ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِطَاعَتِکَ وَمَرْضَاتِکَ

(۱۲) حجر الاسود کے پاس اسکی جانب منہ کرکے یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِہٖ وَاَکْبَرُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُمِیْتُ وَیُحْیِیْ وَبِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ط بعد اسکے حجر کو بوسہ دے اگر انبوہ کے سبب چوم نہ سکے تو ہاتھ لگاکر ہاتھ کو چوم لے اور اگر یہ بھی نہ بن پڑے تو دہنے ہاتھ سے اشارہ کرے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُوْمِنُ بِوَعْدِکَ وَاُوْفِیْ بِعَھْدِکَ اَللّٰھُمَّ اَمَانَتِیْ اَدَّیْتُھَا وَمِیْثَاقِیْ تَعَاھَدْتُّہٗ لِتَشْھَدَ لِیْ بِالْمُوَافَاۃِ اَللّٰھُمَّ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَعَلٰی سُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی وَعِبَادَۃِ الشَّیْطَانِ وَعِبَادَۃِ کُلِّ نِدٍّ یُّدْعٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ بَسَطْتُّ یَدِیْ وَفِیْمَا عِنْدَکَ عَظُمَتْ رَغْبَتِیْ فَاقْبَلْ سَعْیِیْ وَاغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط اور جب اس دعا سے فارغ ہو تو طواف شروع کرے

دوسری فصل

ان باقی کاموں میں جو طواف سے متعلق ہیں اور وہ تئیس امر ہیں گیارہ واجب بارہ سنت۔ وہ گیارہ جو واجب ہیں ان میں (۱) نیت ہے اسطرح پر کہ قصد کرے کہ میں عمرہ تمتع کا طواف جو واجب ہے خدا کی رضامندی کو بجا لاتا ہوں اور نیت کے ساتھ ہی طواف شروع کرے اور اسکا قاعدہ یہ ہے کہ طواف کے شروع کیوقت آدمی کی بائیں جانب حجر الاسود کی جانب کو رہے اور اسکے دو طریق ہیں ایک تو یہ کہ سنگ اسود کے سامنے کھڑا ہو کر نیت کیساتھ اپنے آپ کو گھما دے تاکہ ابتدائی طواف میں کل بدن اسکا کل حجر اسود کے محاذی ہو جائے دوسرا طریق یہ ہے کہ حجر اسود کے برابر کھڑا ہو بلکہ اسکو بائیں جانب میں لے اور کسی قدر اپنے بدن کو آگے بڑھا دے اور محاذی شروع سنگ اسود سے کرکے شروع طواف کرے تاکہ کل بدن اسکا کل حجر کے مقابل ہو گذرے مگر پہلا طریق افضل ہے (۲) طواف کی نیت آخر تک باقی رہے یعنی کسی منافی کا قصد نہ کرے جیسے حدث کا ارادہ کرنا یا یہ خیال کرے کہ طواف کو پورا نہیں کرونگا (۳) یہ کہ حال طواف میں خانہ کعبہ بائیں ہاتھ پر رہے (۴) یہ کہ طواف کرنے والا چاروں طرف میں مقام ابراہیم کے فاصلہ سے زیادہ خانہ کعبہ سے دور نہ رہے (۵) یہ ہے کہ سات مرتبہ سے کم یا زیادہ خانہ کعبہ کے گرد نہ پھرے ایک دفعہ گھوم جانے کو شوط کہتے ہیں سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے اگر فارغ ہونے کے بعد شک ہو کہ سات شوط کئے یا کم یا زیادہ

واجبات طواف

تو کچھ خیال نہ کرے طواف صحیح ہے لیکن اگر فارغ ہونے سے پہلے شک ہو تو تین حال سے باہر نہیں یا تو سات اور سات سے زیادہ میں شک ہوگا یا سات میں اور کم میں تیسرے یہ کہ بہر طور اس بات کا یقین ہے کہ سات شوط پورے نہیں ہوئے لیکن سات سے نیچے گنتی میں شک ہو تو پہلی صورت میں اگر اس رکن تک پہنچ گیا ہے کہ جس میں سنگ اسود ہے تو طواف صحیح اور اگر اس رکن تک نہیں پہنچا تو باطل ہے دوبارہ طواف کرے اور دوسری اور تیسری شکل میں ہر طرح طواف باطل ہے رکن پر پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو نئے سرے سے طواف کرے (۶) ساتوں شوط میں اول کے چار شوط یعنی چکر پے در پے بلا فاصلہ ہوں اگر فاصلہ ہو جائے خواہ کسی ضرورت سے ہو جیسے نماز کا وقت تنگ ہونا ہو یا بے ضرورت لیکن اخیر کے تین شوط میں فاصلہ جائز ہے خواہ نماز سنتی سے کہ اس کا وقت ہونا ہو یا کسی مومن کا کوئی کام کرنا یا خانہ کعبہ کے اندر جانا ایسا ہی پچھلے تینوں شوط کو اپنے کاموں کے واسطے ادہر میں چھوڑ دینا جائز ہے لیکن واجب ہے کہ جہاں پر چھوڑا ہے وہاں کوئی نشان لگا دے تاکہ شوط میں کمی زیادتی نہ ہو (۷) حجر کو طواف کے اندر لے لیں اور حجر ایک چھوٹی سی دیوار ہے کعبہ کے پرنالہ کی طرف (۸) طواف کے وقت کوئی جسز و بدن کا کعبہ کے پردے کے اندر داخل نہ ہو پس اگر طواف کرتے ہوئے کعبہ کی دیوار کو ہاتھ لگا دے گا تو طواف باطل ہو جائیگا (۹) طواف کے وقت دستور کے موافق چلے پس اگر ایک ٹانگ سے یا چاروں ہاتھ پاؤں سے اچھلتا ہوا طواف کرے گا تو صحیح نہ ہوگا (۱۰) یہ کہ پچھلے شوط کو اسی جگہ ختم کرے جہاں سے شروع کیا تھا زیادتی اور کمی نہ ہونے پاوے (۱۱) دو رکعت طواف کی مقام ابراہیم میں یا اس کے برابر میں پڑھے اور ان دونو رکعت میں اختیار ہے آہستہ پڑھے یا پکار کر اور سنتی طواف میں وہ دونو رکعتوں کو تمام مسجد الحرام میں جس جگہ چاہے ادا کرے اور سنت ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھے وہ بارہ امر سنت کہ طواف سے متعلق ہیں (۱) یہ ہے کہ جب مسجد الحرام میں داخل ہو کسی کام میں مشغول نہ ہو (۱۱) اور (۱۲) مقدمہ طواف کے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے بعد اسکے بے فاصلہ عمرہ کا طواف شروع کرے لیکن اگر نماز واجب کا وقت داخل ہو گیا ہو یا جماعت کے فوت ہونے کا ڈر ہو تو تاخیر کر سکتا ہے (۲) ہر شوط میں سنگ اسود کو بوسہ دے اور اپنا چہرہ اس پر ملے (۳) ہر رکن کو خصوص رکن یمانی کو اور رکن عراقی کو بوسہ دے (۴) اپنی ردا کا ایک گوشہ دہنی بغل سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لے اور دہنے مونڈھے کو برہنہ کر لے (۵) جو وقت طواف میں چھوٹے قدم رکھے گا تو ہر قدم پر ہزار نیکیاں لکھی جاویں گی (۶) شادروان کے نزدیک طواف کرے اگرچہ قدم شمار میں کم ہوں گے لیکن قرب سے اسکی تلافی ہو جائے گی (۷) طواف کی حالت میں نہ قدم بہت تیز رکھے نہ آہستہ بلکہ میانہ ہو (۸) طواف کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الَّذِیْ یُمْشٰی بِهٖ عَلٰی ظُلَلِ الْمَاءِ كَمَا یُمْشٰی بِهٖ عَلٰی جُدَدِ الْاَرْضِ وَاَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الَّذِیْ یَهْتَزُّ لَهٗ عَرْشُكَ وَاَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الَّذِیْ یَهْتَزُّ لَهٗ اَقْدَامُ مَلٰٓئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الَّذِیْ دَعَاكَ

سنتہائے طواف

بِهٖ مُوسٰى مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ فَاسْتَجَبْتَ لَهٗ وَاَلْقَيْتَ عَلَيْهِ مَحَبَّةً مِّنْكَ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِىْ غَفَرْتَ بِهٖ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَاَتْمَمْتَ عَلَيْهِ نِعْمَتَكَ بعد اسکے جو حاجت رکھتا ہو خدا سے طلب کرے (۹) اثنائے طواف میں جب دروازہ کعبہ کے پاس پہنچا کرے تو درود پڑھے (۱۰) طواف کرتے ہوئے جس وقت پرنالہ کی طرف حجر کے پاس پہنچے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِى الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ وَعَافِنِىْ مِنَ السُّقْمِ وَاَوْسِعْ عَلَىَّ مِنَ الرِّزْقِ الْحَلَالِ وَادْرَاْ عَنِّىْ شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَشَرَّ فَسَقَةِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ (۱۱) ساتویں شوط میں جس وقت باب مستجار کے قریب پہنچے جو آجکل بند ہے اور نشان اس کا معلوم ہوتا ہے ادہر کو منہ کرکے اس سے جاکر لپٹے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ وَهٰذَا مَكَانُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ ط اسوقت اپنے گناہوں کا جدا جدا اقرار کرے حدیث میں آیا ہے کہ جو مومن اس دروازۂ شریف پر اپنے گناہوں کا اقرار کرے حقتعالیٰ اسکے گناہوں کو بخشدیتا ہے (۱۲) گناہوں کے شمار کرنیکے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ مِنْ قِبَلِكَ الرَّوْحُ وَالْفَرَجُ وَالْعَافِيَةُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَمَلِىْ ضَعِيْفٌ فَضَاعِفْهُ لِىْ وَاغْفِرْ لِىْ مَا اطَّلَعْتَ عَلَيْهِ مِنِّىْ وَخَفِىَ عَلٰى خَلْقِكَ اَسْتَجِيْرُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِىْ بِمَا رَزَقْتَنِىْ وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا اٰتَيْتَنِىْ ط اور دو رکعت نماز طواف سے فارغ ہو کر سنت ہے کہ سنگ اسود کے پاس آوے اور اس کو بوسہ دے اور چاہ زمزم کے پاس آکر ایک دو ڈول پانی کھینچکر کچھ پیوے باقی اپنے اوپر گرادے اور گراتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ بعد اسکے صفا اور مروہ کی سعی کو جاوے

تیسرا مقصد صفا ومروہ کی سعی کے بیان میں اور اس کے مقدمات اور شرائط کے ذکر میں معلوم کرو کہ سعی سے اٹھارہ امر متعلق ہیں۔ دس واجب آٹھ سنت پس وہ دس جو واجب ہیں ان میں پہلا امر سعی کا قصد ہے اس طریق سے کہ میں درمیان صفا ومروہ کے سات شوط سعی کرتا ہوں عمرۂ تمتع کے لئے واجب قربتًا الی اللہ (۲) نیت کے وقت اپنی ایڑی صفا کے پہلے زینہ سے ملائی ہوئی ہو (۳) نیت عین مروہ کی طرف جانے کے وقت ہو (۴) آخر تک اسی نیت پر قائم رہنا کوئی قصد مخالف نہ کرے (۵) معمولی راہ آئے جائے راہ مسجد الحرام وغیرہ سے نجائے (۶) سات شوط سے کم اور زیادہ سعی نہ ہو (۷) ہر شوط ایک کے بعد ایک بلافاصلہ واقع ہو اور بعضے مجتہدین کے نزدیک موالات شرط نہیں (۸) صفا اور مروہ کے بیچ میں کوئی جزو چھوٹ نجائے پس جب صفا سے مروہ پر پہنچے تو اپنی انگلیوں کو زینہ اول سے ملادے اور جب مروہ سے صفا کو چلے تو زینہ اول سے ایڑی ملاکر چلنا شروع کرے اور وہاں پہنچکر صفا کے زینے سے انگلیاں ملادے اسی طرح اس قاعدے کو ساتوں شوط میں لحاظ رکھے۔ (۹) جس روز طواف کرے اسی روز سعی سے بھی فارغ ہو اگلے دن پر نہ رکھے اور بعضی مجتہد تاخیر کو جائز جانتے ہیں (۱۰) طواف کے بعد سعی واقع ہو اگر پہلے عمل میں لائیگا تو باطل ہے اور وہ آٹھ امر

واجبات سعی

مستحبات سعی

جو سعی میں سنت ہیں (۱) یہ ہے کہ جب مسجد الحرام سے سعی کیواسطے چلے تو باب الصفا سے نکلے اور وہ آجکل مسجد الحرام میں داخل ہوگیا ہے لیکن دو ستون علامت کیواسطے بنا رکھے ہیں پس ان ستونوں کے بیچ سے نکلے (۲) باوضو اور باغسل ہو (۳) بدن اور لباس پاک ہو (۴) مسجد الحرام سے نکلکر صفا پر جاوے تو کعبہ کو منہ کرکے کھڑا ہو اس رکن کی جانب جسمیں سنگ اسود ہے اور سات دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور سات مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور تین مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بعد اسکے درود شریف پڑھے اور تین مرتبہ کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدٰنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَبْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الدَّآئِمِ اور تین مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ط اور تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْیَقِیْنَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط اور تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ بعد اسکے سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور سو دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سو دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ بعد اسکے کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ فَلَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَحْدَہٗ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ظُلْمَۃِ الْقَبْرِ وَوَحْشَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ فِیْ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ الَّذِیْ لَا یُضِیْعُ وَدَآئِعَہٗ دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَاَھْلِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ عَلٰی کِتَابِکَ وَسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ قَطُّ فَاِنْ عُدْتُّ فَعُدْ عَلَیَّ بِالْمَغْفِرَۃِ اِنَّکَ اَنْتَ غَنِیٌّ عَنْ عَذَابِیْ فَیَا مَنْ اَنَا مُحْتَاجٌ اِلٰی رَحْمَتِہٖ اِرْحَمْنِیْ اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِیْ مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِیْ مَا اَنَا اَھْلُہٗ فَاِنَّکَ اِنْ تَفْعَلْ بِیْ مَا اَنَا اَھْلُہٗ تُعَذِّبْنِیْ وَلَنْ تَظْلِمَنِیْ اَصْبَحْتُ اَتَّقِیْ عَذَابَکَ وَلَآ اَخَافُ جَوْرَکَ فَیَا مَنْ ھُوَ عَدْلٌ لَّا یَجُوْرُ اِرْحَمْنِیْ ط اور اگر ان کل دعاؤں کے پڑھنے کی مہلت نہ ملے تو جو بن پڑے وہ پڑھے اور جب فارغ ہو جائے تو صفا کے نیچے اترے اور سعی کو شروع کرے اور واضح ہو کہ صفا پر چڑھنا اور دعا پڑھنا مردوں کو سنت ہے عورتوں کیلئے سنت نہیں (۵) سنت ہے کہ پہلے شوط کے آخر میں جب مروہ پہ پہنچے اور چڑھے تو روبکعبہ ہوکر وہی دعا جو صفا پر پڑھی وہاں بھی پڑھے (۶) پیدل سعی کرے۔ لیکن اگر یہ خیال ہو کہ توجہ قلب سے تکان کے سبب دعا میں مشغول نہ ہوسکوں گا تو سوار ہونا مضائقہ نہیں (۷) ہر ایک شوط کے اول و آخر میں وہی چال چلے مگر مینار اور کونچہ عطار کے بیچ میں پیدل ہو خواہ سوار جھپٹ کر چلے لیکن عورتوں کو دوڑنا سنت نہیں (۸) اثنائے سعی میں یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَجَلُّ الْاَکْرَمُ یَا ذَا الْمَنِّ وَالْفَضْلِ وَالْکَرَمِ وَالنَّعْمَآءِ وَالْجُوْدِ اِغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ط

چوتھا مقصد تقصیر کے احکام میں اور حج کے احرام میں واضح ہو کہ سعی سے فارغ ہو کر تقصیر کرے یعنی کسی قدر ناخن ترشوائے ہاتھ کے

تقصیر و احرام

خواہ پاؤں کے یا کچھ بال بنوائے اگرچہ بالوں کی نوکیں ترشوالے خواہ مقراض سے خواہ نورے سے لیکن تمام سر منڈوانا جائز نہیں ہاں کسی قدر منڈوا سکتا ہے اور قصد کرے کہ تقصیر کرتا ہوں عمرۂ تمتع میں اسلئے کہ واجب ہے رضامندی خدا کے واسطے اور لابد ہے کہ یہ نیت تقصیر سے مقارن ہو بعد تقصیر کے کل چیزیں جو احرام میں حرام ہوئی تھیں سب حلال ہوجاتی ہیں تقصیر عمرہ کا اخیر فعل ہے اور سنت ہے کہ تقصیر مروہ پر واقع ہو اور مکروہ ہے کہ سعی کے بعد تقصیر سے پہلے طواف کرے اور واجب ہے کہ تقصیر کے بعد احرام حج میں مصروف ہو احرام حج کے مسائل احرام عمرہ کے موافق ہیں فرق یہ ہے کہ میقات اس احرام کی شہر مکہ ہے اور قصد کرے کہ احرام حج تمتع کا بجالاتا ہوں اسلئے کہ واجب ہے بنظر خوشنودی خدا قصد کرے اور ساتھ ہی لبیک کہے اور

مسنونات احرام

تین امر اس احرام میں اور سنت ہیں (۱) یہ کہ ذی الحجہ کی آٹھویں کو احرام باندھے (۲) یہ کہ مسجد الحرام میں ہو اور پرنالہ کے نیچے ہو تو اور افضل ہے (۳) پیادہ محل احرام میں اور سوار اپنی سواری کے اونٹ کے اٹھنے کے وقت لبیک کو بلند آواز سے کہے اور واجب ہے کہ احرام باندھکر عرفات میں جائے اور ظہر سے شام تک وہاں ٹھیرے شام کے بعد مشعر الحرام کو جائے اور طلوع آفتاب تک وہاں قیام کرے وہاں سے منیٰ میں جائے اور عید کے دن اس ستون پر جسکو جمرۂ عقبہ کہتے ہیں سات کنکریاں مارے بعد اسکے قربانی کرے اسکے بعد سر منڈوائے پھر مکہ میں پلٹ کر طواف زیارت اور سعی اور طواف نسا بجالائے پھر منیٰ میں جاکر ایام تشریق کی راتوں کو وہاں توقف کرے اور تینوں جمروں کو سنگریزہ مارے اور یہ عمل چار فصل میں بتفصیل بیان ہوتے ہیں

پہلی فصل

وقوف عرفات کے بیان میں واضح ہو کہ وقوف عرفات سے مراد یہ ہے کہ اس مقام شریف میں ظہر سے لیکر شام تک کھڑا رہے خواہ تکیہ لگاکر بیٹھے خواہ اپنے سہارے سے پیادہ رہے خواہ سوار اور عرفات میں داخل ہونیسے پہلے سات کام سنت ہیں (۱) یہ کہ مکہ سے عرفات کو آٹھویں کو جائے جسکا نام یوم الترویہ ہے اس سے پہلے یا پیچھے نہ جائے لیکن اگر بیمار ہو یا بہت انبوہ ہو تو روز ترویہ سے ایک دن پہلے یا دو دن پہلے حد تین دن قبل جا سکتا ہے

مسنونات قبل عرفات

(۲) جب عرفات کو متوجہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ صَمَدْتُ وَاِیَّاکَ اَعْتَمَدْتُ وَجْھَکَ اَرَدْتُّ وَاَسْئَلُکَ اَنْ تُبَارِکَ لِیْ فِیْ رِحْلِیْ وَاَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِیْ وَاَنْ تَجْعَلَنِیْ مِمَّنْ تُبَاھِیْ بِہِ الْیَوْمَ مَنْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنِّیْ ۝ (۳) جب اثناء راہ میں منیٰ میں گذرے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی وَھِیَ مِمَّا مَنَنْتَ بِہٖ عَلَیْنَا مِنَ الْمَنَاسِکِ فَاَسْئَلُکَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَنْبِیَآئِکَ فَاِنَّمَآ اَنَا عَبْدُکَ وَفِیْ قَبْضَتِکَ ۝ (۴) ظہرین اور مغربین کو منیٰ میں ادا کرے۔ (۵) عرفہ کی رات کو کہ بقرعید کی نویں شب ہے منیٰ میں طلوع فجر تک ٹھیرے (۶) فجر کی نماز بھی منیٰ میں پڑھے اور افضل یہ ہے کہ طلوع آفتاب تک منیٰ میں توقف کرے اسکے بعد عرفات کو متوجہ ہو (۷) عرفات کے بعد اس جگہ میں جسکو نمرہ کہتے ہیں اپنا خیمہ لگائے اور جبکہ اول ظہر کے وقت عرفات میں ٹھیرنے کی نیت کرے اس مضمون سے کہ عرفات میں اسوقت سے شام تک حج اسلام کا توقف کرتا ہوں اسلئے کہ واجب ہے رضائے خدا کے لئے

اور شام تک اسی ارادہ پر باقی رہے اور عرفات میں داخل ہونے پر بارہ امر سنت ہیں جنکو اثنائے وقوف میں عمل میں لائے (۱) وقوف کے لئے غسل کرنا اس نیت سے کہ غسل وقوف عرفات کرتا ہوں کہ سنت ہے بنظر رضائے خدا اور یہ غسل ظہر کے بعد شروع وقوف کے وقت ہونا چاہیئے (۲) باوضو رہنا (۳) ظہر عصر کو اول وقت ایک اذان واقامت سے ملا کر پڑہے (۴) ظہر کے وقت شام تک کھڑا رہے (۵) اول وقت سے آخر وقت تک رو بقبلہ رہے (۶) سوائے توجہ درگاہ الہٰی کے کسی کام میں مشغول نہ ہو (۷) زیر آسمان رہے سائبان اور خیمہ وغیرہ سر پر نہ ہو (۸) ایک ایک کر کے اپنے گناہوں کو یاد کرے اور استغفار کرے (۹) برادران مومن کے لئے دعا کرے جن کا شمار چالیس سے کم نہ ہو (۱۰) سو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے (۱۱) سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑہے (۱۲) یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ فَلَا تَجْعَلْنِيْ مِنْ اَخْيَبِ وَفْدِكَ وَارْحَمْ مَسِيْرِيْ اِلَيْكَ مِنَ الْفَجِّ الْعَمِيْقِ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشَاعِرِ كُلِّهَا فُكَّ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَوْسِعْ عَلَيَّ مِنْ رِزْقِكَ الْحَلَالِ وَادْرَءْ عَنِّيْ شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ شَرَّ فَسَقَةِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اَللّٰهُمَّ لَا تَمْكُرْ بِيْ وَلَا تَخْدَعْنِيْ وَلَا تَسْتَدْرِجْنِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ وَجُوْدِكَ وَكَرَمِكَ وَمَنِّكَ وَفَضْلِكَ يَا اَسْمَعَ السَّامِعِيْنَ وَيَا اَبْصَرَ النَّاظِرِيْنَ وَيَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور اپنی حاجت خدا سے طلب کرے بعد اسکے آسمان کی طرف منہ کر کے کہے اَللّٰهُمَّ حَاجَتِيْ اِلَيْكَ الَّتِيْ اِنْ اَعْطَيْتَنِيْهَا لَمْ يَضُرَّنِيْ مَا مَنَعْتَنِيْ وَاِنْ مَنَعْتَنِيْهَا لَمْ يَنْفَعْنِيْ مَا اَعْطَيْتَنِيْ اَسْئَلُكَ خَلَاصَ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَمِلْكُ يَدِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ وَاَجَلِيْ بِعِلْمِكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُوَفِّقَنِيْ لِمَا يُرْضِيْكَ وَاَنْ تُسَلِّمَ مِنِّيْ مَنَاسِكِيَ الَّتِيْ اَرَيْتَهَا خَلِيْلَكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَدَلَلْتَ عَلَيْهَا نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ رَضِيْتَ عَمَلَهٗ وَاَطَلْتَ عُمْرَهٗ وَاَحْيَيْتَهٗ بَعْدَ الْمَوْتِ حَيٰوةً طَيِّبَةً لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَيُمِيْتُ وَيُحْيِيْ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ وَفَوْقَ مَا يَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَلَكَ بَدَائِيْ وَبِكَ حَوْلِيْ وَمِنْكَ قُوَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَمِنْ شَتَاتِ الْاَمْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ لَحْمِيْ نُوْرًا وَفِيْ دَمِيْ وَعِظَامِيْ وَعُرُوْقِيْ وَمَقَامِيْ وَمَقْعَدِيْ وَمَدْخَلِيْ وَمَخْرَجِيْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا يَا رَبِّ يَوْمَ اَلْقَاكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ واضح ہو کہ عرفہ کی دعائیں آئمہ معصومین علیہم السلام سے بہت منقول ہیں ان میں دو دعائیں بہت اعلیٰ ہیں ایک حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا کہ بہت مشہور و معروف ہے دوسری حضرت امام زین العابدین کی دعا جو صحیفہ کاملہ میں مذکور ہے چونکہ یہ دونوں دعائیں نہایت طولانی تھیں اسوجہ سے اس مختصر میں درج نہیں ہوئیں۔ **دوسری فصل** وقوف مشعر کے بیان میں جب مغرب کا وقت داخل ہو تو نماز سے پہلے

مستحبات افعال وقوف عرفات

عرفات سے مشعر الحرام کو چلے اور جب چلنے کا قصد ہو تو دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْہُ اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ هٰذَا الْمَوْقِفِ وَارْزُقْنِیْہِ اَبَدًا مَّا اَبْقَیْتَنِیْ وَاقْلِبْنِیَ الْیَوْمَ مُفْلِحًا مُّنْجِحًا مُّسْتَجَابًا لِّیْ مَرْحُوْمًا مَّغْفُوْرًا بِاَفْضَلِ مَا یَنْقَلِبُ بِہٖ الْیَوْمَ اَحَدٌ مِّنْ وَّفْدِكَ عَلَیْكَ وَحُجَّاجِ بَیْتِكَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِی الْیَوْمَ مِنْ اَكْرَمِ وَفْدِكَ وَاَعْطِنِیْ اَفْضَلَ مَا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِّنْهُمْ مِنَ الْخَیْرِ وَالْبَرَكَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَرْجِعُ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ قَلِیْلٍ اَوْ كَثِیْرٍ وَبَارِكْ لَھُمْ فِیَّ اور مناسب ہے کہ آہستہ آہستہ چلے اور کمال خضوع اور خشوع کے ساتھ چلے اور اثنائے راہ میں استغفار میں اور آتش دوزخ سے نجات چاہنے میں مشغول ہو اور جب مشعر میں پہنچے تو واجب ہے کہ اس طرح پر قصد کرے کہ اسوقت سے طلوع آفتاب تک مشعر الحرام میں توقف کرتا ہوں کہ حج تمتع کا فعل واجب ہے تقرب بخدا اور سنت ہے کہ نو کام عمل میں لاوے (۱) اسباب اتارنے سے پہلے مغرب عشا کی نماز ایک اذان و اقامت سے ادا کرے (۲) نافلہ مغرب کو عشا کے بعد ادا کرے (۳) اس رات کہ عید کی رات ہے تمام رات بیداری کرے (۴) صبح تک ذکر اور دعا اور تلاوت قرآن میں مشغول رہے اور اس دعا کو پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ هٰذِہٖ جَمْعٌ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْمَعَ لِیْ فِیْھَا جَوَامِعَ الْخَیْرِ اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْیِسْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ سَئَلْتُكَ اَنْ تَجْمَعَہٗ لِیْ فِیْ قَلْبِیْ ثُمَّ اَطْلُبُ بِہٖ اِلَیْكَ اَنْ تُعَرِّفَنِیْ مَا عَرَّفْتَ اَوْلِیَآئَكَ فِیْ مَنْزِلِیْ هٰذَا وَاَنْ تَقِیَنِیْ جَوَامِعَ الشَّرِّ (۵) شروع رات میں غسل کرے اس نیت سے کہ مشعر میں رہنے کے لئے خدا کی خوشی کو سنتی غسل کرتا ہوں (۶) طلوع آفتاب تک باوضو اور باغسل رہے (۷) اگر پہلی مرتبہ حج کو گیا ہے تو اس پہاڑ کے اوپر جو مشعر الحرام میں ہے چڑھے اور ذکر خدا بجا لاوے (۸) ستر کنکریاں جمروں کے مارنے کیلئے مشعر سے اٹھائے (۹) واجب ہے کہ اس شب صبح تک مشعر میں رہے جب صبح نمودار ہو تو اولی یہ ہے کہ جداگانہ نیت کرے کہ مشعر میں حج تمتع کا وقوف اسوقت سے طلوع آفتاب تک بجا لاتا ہوں واجب قربتاً الی اللہ اور سنت ہے کہ حمد خدا اور درود میں مشغول رہے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فُكَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِّزْقِكَ الْحَلَالِ وَادْرَءْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَیْرُ مَطْلُوْبٍ اِلَیْہِ وَخَیْرُ مَدْعُوٍّ وَّخَیْرُ مَسْئُوْلٍ وَّلِكُلِّ وَافِدٍ جَآئِزَةٌ فَاجْعَلْ جَآئِزَتِیْ فِیْ مَوْطِنِیْ هٰذَا اَنْ تُقِیْلَنِیْ عَثْرَتِیْ وَتَقْبَلَ مَعْذِرَتِیْ وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنْ خَطِیْئَتِیْ ثُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰی مِنَ الدُّنْیَا زَادِیْ ۔ جب آفتاب نکل آئے تو منیٰ کو جاوے اور عورات کو اور ضرورت والوں کو صبح سے پہلے ہی جانا جائز ہے۔ تیسری فصل منیٰ کی طرف جانے میں جب مشعر الحرام سے منیٰ کی جانب متوجہ ہو اور راستہ میں اس صحرا میں پہنچے جس کو وادی محسر کہتے ہیں تو سنت ہے کہ سو قدم تیز چلے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَھْدِیْ وَاقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَاخْلُفْنِیْ فِیْ مَنْ تَرَكْتُ بَعْدِیْ ۔ اور جب منیٰ میں پہنچے تو واجب ہے کہ منیٰ کے تین فعلوں کو ترتیب وار عید کے دن بجا لاوے پہلا منسک منیٰ کا رمی جمرہ عقبی کی ہے یعنی جس ستون کو جمرہ عقبہ کہتے ہیں اسکو سات کنکریاں مارے۔ رمی میں آٹھ کام واجب ہیں اور بارہ کام سنت

احکام وقوف مشعر

ہیں۔ پہلا امر واجب نیت کرنا اس مضمون سے کہ اس ستون پر سات کنکریاں حج اسلام کی واجب قربۃً الی اللہ مارتا ہوں (۲) نیت رمی سے مقارن ہو (۳) آخر تک نیت بدستور باقی رہے (۴) ساتوں کنکریوں کو علیحدہ علیحدہ پھینکے پس اگر ساتوں کنکریوں کو ایک دفعہ پھینکدے تو ایک شمار میں آویگی (۵) ہر ایک کنکری ستون پر لگے (۶) ساتوں کنکریاں حرم کی زمین سے اٹھائی ہوئی ہوں (۷) ساتوں کنکریاں کوری ہوں ماری ہوئی نہ ہوں (۸) رمی طلوع کے بعد عید کے دن واقع ہوں اور پہلا سنتی کام یہ ہے کہ رمی کے وقت باوضو ہو (۲) پیدل ہو سوار نہ ہو (۳) جب کنکریوں کو مارنے کیلئے ہاتھ میں لے اور ستون پر مارنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ حَصَیَاتِیْ فَاَحْصِہِنَّ لِیْ وَارْفَعْھُنَّ فِیْ عَمَلِیْ ط (۴) ہر کنکری مارنے کے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ ادْحَرْ عَنِّی الشَّیْطَانَ اَللّٰھُمَّ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَعَلٰی سُنَّۃِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّعَمَلًا مَّقْبُوْلًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا (۵) جمرۂ عقبیٰ کے رمی کے وقت جمرہ کو منہ اور کعبہ کو پشت ہو (۶) رمی کے وقت جمرہ سے دس ہاتھ حد پندرہ ہاتھ کا فاصلہ ہو (۷) ہر سنگریزے کو انگوٹھے کی پور پر رکھ کر شہادت کی انگلی کے ناخن سے پھینکے (۸)۔ سنگریزے چنے ہوئے ہوں نہ یہ کہ پتھر کو توڑ کر اس سے رمی کرے (۹) سنگریزے مشعر الحرام سے چنے ہوں (۱۰) کنکریوں کو دھو لیوے (۱۱) ہر ایک سنگریزہ ہر ایک پور کے برابر ہو (۱۲) ہر ایک کنکری جدا جدا رنگ کی ہو۔

دوسرا فعل افعال ثلاثہ مناسک منیٰ سے جن کا عید کے دن عمل میں لانا واجب ہے قربانی کرنا ہے اور اس میں دس امر واجب ہیں اور چھ امر سنت ہیں پہلا واجب کام یہ ہے کہ قربانی میں بھیڑ ہو یا بکری یا گائے یا شتر اگر ان کے سوا گھوڑے وغیرہ کو ذبح کرے تو درست نہیں ہے (۲) بھیڑ سات مہینے سے کم نہ ہو اور بکری یا گائے ہو تو سال بھر سے کم نہ ہو بلکہ دوسرا سال لگ گیا ہو اور اونٹ ہو تو پانچ برس پورے کرکے چھٹے میں داخل ہو گیا ہو (۳) بیمار نہ ہو اور بہرا اور لنگڑا اور دبلا اور خصی اور کنکٹا اور سینگ ٹوٹا نہ ہو (۴) ایک آدمی کی طرف سے ایک جانور ہو پس اگر دو شخص ملکر قربانی کریں تو کافی نہیں (۵) قربانی کرنے کے وقت نیت کرے کہ اس قربانی کو حج تمتع حج اسلام میں ذبح کرتا ہوں واجب جان کر رضائے خدا کو (۶) نیت عین ذبح کے وقت ہو اور اگر قربانی کا جانور اونٹ ہو تو نحر کے وقت نیت کرے اور نحر سے مراد یہ ہے کہ چھری یا نیزہ اونٹ کی دھکدکی میں گھونپ دیں (۷) آخر ذبح یا نحر تک نیت بنی رہے (۸) خود ذبح کرے یا کسی شخص کو نائب کرے اور نائب یہ نیت کرے کہ اس قربانی کو فلانے کی طرف سے حج اسلام تمتع میں چونکہ واجب ہے خوشنودی خدا کے لئے ذبح کرتا ہوں اگر دونوں نیت کریں تو اولیٰ ہے (۹) عین عید کے دن قربانی کرے اور اگر بن نہ پڑے تو تمام ماہ ذی الحجہ میں جائز ہے (۱۰) کچھ آپ کھائے کچھ خیرات کرے ایک حصہ دوستوں میں تقسیم کرے اور چھ امر سنت کہ قربانی سے متعلق ہیں ان میں (۱) امر یہ ہے کہ قربانی بھیڑ بکری ہو تو نر ہو اور اونٹ

واجبات رمی جمرہ

احکام قربانی حج

مستحبات قربانی

یا گائے ہو تو مادہ ہو (۲) خوب فربہ ہو (۳) عرفات میں اس کے ساتھ موجود ہو (۴) قربانی کے وقت اونٹ کا بایاں پاؤں دوہرا کرکے باندہ دے (۵) نائب کے ہاتھ پر ذبح کے وقت اپنا ہاتھ رکھدے (۶) قربانی کے وقت یہ دعا پڑھے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ پس فوراً ہی اس دعا کے پڑھتے ہی ذبح کرنے لگے پھر اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ ۔ کہے ۔ **تیسرا فعل** افعال منیٰ سے جو عید کے دن میں کئے جاتے ہیں یہ ہے کہ قربانی کے بعد کچھ بال منڈوائے لیکن عورتوں کو سر منڈوانا جائز نہیں اور سر منڈانے میں تین امر واجب ہیں اور سات سنت (۱) واجب یہ ہے کہ نیت کرے کہ حج تمتع حج اسلام میں واجب جانکر خوشنودی خدا کو اپنے بال اتروانا ہوں (۲) بال اتروانا نیت کے ساتھ شروع ہو (۳) نیت کا بنا رہنا اور ساتوں سنت سے پہلا امر یہ ہے کہ بال اتروانے کے وقت رو بقبلہ ہو (۲) یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۳) دہنی جانب سے سر منڈانا شروع کرے (۴) کل سر منڈوائے (۵) اگر سر پر بال نہ ہوں تو خالی استرا پھروالے (۶) بالوں کو منیٰ میں دفن کرے (۷) سر منڈوانے کے بعد ناخن اور لبیں بھی بنوائے ان تینوں کاموں سے فارغ ہوکر جتنی چیزیں احرام میں حرام ہوئی تھیں عورت اور خوشبو کے سوا سب حلال ہوجائینگی ۔ **چوتھی فصل** باقی افعال حج میں جب منیٰ کے افعال بجالاچکے تو واجب ہے کہ مکہ کو پلٹے اور پانچ کام بجالائے (۱) طواف حج (۲) دو رکعت نماز طواف (۳) صفا و مروہ کی سعی (۴) طواف نساء (۵) نماز طواف جب پہلے تین کام کرچکے گا تو خوشبو حلال ہوجائیگی لیکن عورت اسوقت حلال ہوتی ہے کہ جب طواف نساء اور نماز طواف کو بجالائے اور واجب ہے کہ یہ پانچوں کام جس طرح بیان ہوئے ہیں ترتیب وار عمل میں لائے اور جتنی باتیں طواف عمرہ اور اس کی سعی میں مذکور ہوئیں اس طواف اور سعی میں بھی وہی کام واجب اور سنت ہیں فرق لفظ نیت کا ہے پس طواف حج میں نیت کرے کہ طواف حج اسلام حج تمتع کا بجالاتا ہوں کہ واجب ہے قربتاً الی اللہ اور طواف نساء میں اس طرح نیت کرے کہ طواف نساء حج اسلام حج تمتع کا بجالاتا ہوں کہ واجب ہے قربتاً الی اللہ اسی طرح ان دونوں طوافوں کی نمازونکی نیت اور سعی، صفا اور مروہ کی نیت سمجھنا چاہیئے اور جب ان پانچوں کاموں سے فارغ ہوجائے تو واجب ہے کہ پھر منیٰ کو پلٹے اور چار کام کرے (۱) ایام تشریق یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ کی تین راتوں کو منیٰ میں رہے اور جس شخص نے عمرہ اور حج کے احرام میں شکار اور جماع نہ کیا ہو اسکو جائز ہے کہ تیسری رات کو منیٰ میں نہ رہے بلکہ بارہویں کی ظہر کے بعد منیٰ سے باہر جاسکتا ہے اگر تیرہویں کی شام منیٰ میں ہوگئی تو وہ رات منیٰ میں بسر کرنی واجب ہے باہر جانا جائز نہیں اور ان تینوں راتوں کو صبح تک منیٰ میں رہنا لازم نہیں بلکہ آدھی رات تک ٹھیرنا ضروری ہے بعد اسکے اختیار ہے

دعاے قربانی

احکام حجامت سر

باقی افعال حج وایام منیٰ

یا جاوے اور ہو سکتا ہے کہ منیٰ کے عوض بقیہ شب کو مکہ معظمہ میں بسر کرے بشرطیکہ صبح تک عبادت میں مشغول رہے (۲) فعل جمرۂ اولیٰ کی رمی کرنا یعنی ہر روز تینوں دن سات کنکریاں پھینکے (۳) اسی طریق سے تینوں دن جمرہ وسطیٰ کی رمی کرنا (۴) اسی قاعدے سے جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مارنا اور اس ترتیب کو رعایت رکھنا واجب ہے اور رمی کا وقت طلوع سے غروب تک ہے اور اگر عذر ہو تو رات کو بھی رمی کر سکتا ہے باقی آداب سنتی اس رمی کے سب وہی ہیں کہ جو پہلے اس سے ذکر ہوئے اور کچھ فرق نہیں الا دو بات ہیں اول یہ کہ جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کو رمی کے وقت دہنے ہاتھ پر لے (۲) رمی کے بعد دونوں جمروں کے پاس تھوڑی دیر کھڑا ہوا اور حمد و صلوٰۃ و دعا میں مشغول رہے اور جمرہ عقبہ کے رمی کے بعد کھڑا ہونا سنت نہیں واضح ہو کہ یہ رمی حج کا آخری فعل ہے اسکے بعد جائز ہے کہ آدمی منیٰ سے اپنے وطن کو روانہ ہو اور مکہ میں نہ آئے لیکن وداع خانہ کعبہ کے واسطے پلٹنا سنت ہے پس جب مکہ کو پلٹے تو سنت ہے کہ مسجد خیف میں چھ رکعت نماز بجالائے دو دو رکعت کی نیت سے اسکے بعد مکہ کو متوجہ ہو اور آداب داخلی مکہ و داخلی مسجد الحرام کیا غسل اور کیا غیر اسکے اسی طریق سے ہیں جیسے کہ قبل اس سے ذکر ہوا اور واضح رہے کہ خانہ کعبہ میں داخل ہونا سنت ہے واجب نہیں اور اسکے آداب نو ہیں (۱) غسل کرنا (۲) زنجیر دروازہ کو داخلہ کیوقت پکڑنا (۳) کمال خضوع و خشوع سے داخل ہونا (۴) داخل ہو کر کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا فَاٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ عَذَابَ النَّارِ (۵) اس سرخ پتھر پر جو خانہ کعبہ کے دونوں ستونوں کے درمیان بچھا ہے دو رکعت نماز ادا کرے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ حٰمٓ سجدہ پڑھے اور دوسری رکعت میں جون آیتیں بقدر حٰمٓ کے کسی جگہ سے الحمد کے بعد پڑھ دے (۶) خانہ کعبہ کے چاروں کونوں میں دو دو رکعت نماز پڑھے اور اسکے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ تَھَیَّاَ وَتَعَبَّاَ وَاَعَدَّ وَاسْتَعَدَّ لِوِفَادَۃٍ اِلٰی مَخْلُوْقٍ رَجَاءَ رِفْدِہٖ وَجَوَائِزِہٖ وَنَوَافِلِہٖ وَفَوَاضِلِہٖ فَاِلَیْکَ کَانَ یَا سَیِّدِیْ تَھْیِئَتِیْ وَتَعْبِئَتِیْ وَاسْتِعْدَادِیْ رَجَاءَ رِفْدِکَ وَنَوَافِلِکَ وَجَوَائِزِکَ فَلَا تُخَیِّبِ الْیَوْمَ رَجَائِیْ یَا مَنْ لَا یُخَیِّبُ سَائِلَہٗ وَلَا یَنْقُصُ نَائِلَہٗ فَاِنِّیْ لَمْ اٰتِکَ الْیَوْمَ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَدَّمْتُہٗ وَلَا شَفَاعَۃِ مَخْلُوْقٍ رَجَوْتُہٗ وَلٰکِنْ اَتَیْتُکَ مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَالْاِسَاءَۃِ عَلٰی نَفْسِیْ فَاِنَّہٗ لَا حُجَّۃَ لِیْ وَلَا عُذْرَ لِیْ فَاَسْئَلُکَ یَا مَنْ ھُوَ کَذٰلِکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعْطِیَنِیْ مَسْئَلَتِیْ وَتُقِیْلَنِیْ عَثْرَتِیْ وَلَا تَقْلِبَنِیْ بِرَغْبَتِیْ وَلَا تَرُدَّنِیْ مَجْرُوْمًا وَّلَا مَجْبُوْھًا وَّلَا خَائِبًا یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ اَرْجُوْکَ لِلْعَظِیْمِ اَسْئَلُکَ یَا عَظِیْمُ اَنْ تَغْفِرَ لِیَ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (۷) کعبہ کے اندر سجدہ کرے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَا یَرُدُّ غَضَبَکَ اِلَّا حِلْمُکَ وَلَا یُنْجِیْ مِنْکَ اِلَّا التَّضَرُّعُ اِلَیْکَ فَھَبْ لِیْ یَا اِلٰھِیْ مِنْ لَّدُنْکَ فَرَجًا بِالْقُدْرَۃِ الَّتِیْ بِھَا تُحْیِیْ اَمْوَاتَ الْعِبَادِ وَبِھَا تَنْشُرُ مَیِّتَ الْبِلَادِ وَلَا تُھْلِکْنِیْ یَا اِلٰھِیْ غَمًّا حَتّٰی تَسْتَجِیْبَ لِیْ وَتُعَرِّفَنِی الْاِجَابَۃَ فِیْ دُعَائِیْ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْعَافِیَۃَ اِلٰی مُنْتَھٰی اَجَلِیْ وَلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوِّیْ وَلَا تُمَکِّنْہُ مِنْ عُنُقِیْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَرْفَعُنِیْ اِنْ وَضَعْتَنِیْ وَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَضَعُنِیْ اِنْ رَفَعْتَنِیْ وَاِنْ اَھْلَکْتَنِیْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْرِضُ لَکَ فِیْ عَبْدِکَ اَوْ یَسْئَلُکَ عَنْ اَمْرِہٖ وَقَدْ عَلِمْتُ یَا اِلٰھِیْ اَنْ لَیْسَ فِیْ حُکْمِکَ ظُلْمٌ وَّلَا فِیْ نَقِمَتِکَ عَجَلَۃٌ وَاِنَّمَا یَعْجَلُ مَنْ یَّخَافُ الْفَوْتَ وَاِنَّمَا یَحْتَاجُ اِلَی الظُّلْمِ الضَّعِیْفُ

آداب وداع خانہ کعبہ

وَقَدْ تَعَالَيْتَ يَا اِلٰهِي عَنْ ذَالِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا فَلَا تَجْعَلْنِي لِلْبَلَآءِ عَرَضًا وَلَا لِنَقِمَتِكَ نَصَبًا وَمَهِّلْنِي وَ اَقِلْنِي عَثْرَتِي وَلَا تُتْبِعْنِي بِبَلَاءٍ عَلٰى اَثَرِ بَلَاءٍ فَقَدْ تَرٰى ضِعْفِي وَقِلَّةَ حِيْلَتِي وَتَضَرُّعِي اِلَيْكَ وَوَحْشَتِي مِنَ النَّاسِ وَاُنْسِي بِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ الْيَوْمَ فَاَعِذْنِي وَاسْتَنْصِرُكَ فَانْصُرْنِي وَاَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ فَاكْفِنِي وَاُوْمِنُ بِكَ فَاٰمِنِّي وَاسْتَهْدِيْكَ فَاهْدِنِي وَاسْتَرْحِمُكَ فَارْحَمْنِي وَاسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ فَاغْفِرْلِي وَاسْتَرْزِقُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْوَاسِعِ فَارْزُقْنِي وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط (٨) خانہ کعبہ کے اندر سے نکلتے وقت زنجیر کو پکڑ کر کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ لَا تُجْهِدْ بَلَائِي وَلَا تُشْمِتْ بِي اَعْدَائِي فَاِنَّكَ اَنْتَ الضَّارُّ النَّافِعُ ط (٩) جب خانہ کعبہ سے نیچے اترے تو خانہ کعبہ کے پاس دو رکعت نماز پڑھے اس طریق سے کہ دروازہ خانہ کعبہ کا بائیں ہاتھ پر ہے۔ خاتمہ وداع خانہ کعبہ کے آداب ہیں اور وہ دس امر ہیں (١) یہ کہ سات شوط طواف وداع کے بجا لاوے اور یہ نیت کرے کہ طواف رخصتی خانہ کعبہ کا جو سنت ہے خدا کی خوشی کو بجا لاتا ہوں (٢) ہر شوط میں سنگ اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دے اگر ہر شوط میں نہ ہوسکے تو پہلے اور دوسرے شوط میں بوسہ دے یا ہاتھ پھیرے (٣) طواف سے فارغ ہو کر مستجار سے لپٹے جس طرح طواف عمرہ میں ذکر ہوا ہے (٤) سنگ اسود کے پاس آکر اپنے شکم کو کعبہ سے لگا دے اور بایاں ہاتھ سنگ اسود پر رکھے اور داہنا ہاتھ دروازہ کعبہ کی جانب چمٹا کر کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَمِيْنِكَ وَحَبِيْبِكَ وَنَجِيْبِكَ وَخِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغَ رِسَالَتَكَ عَلٰى وَحْيِكَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيْلِكَ وَصَدَعَ بِاَمْرِكَ وَاُوْذِيَ فِيْكَ وَفِي جَنْبِكَ حَتّٰى اَتَاهُ الْيَقِيْنُ اَللّٰهُمَّ اَقْلِبْنِي مُفْلِحًا مُنْجِحًا مُسْتَجَابًا لِي بِاَفْضَلِ مَا يَرْجِعُ بِهٖ اَحَدٌ مِنْ وَفْدِكَ مِنَ الْمَغْفِرَةِ وَالْبَرَكَةِ وَالرِّضْوَانِ وَالْعَافِيَةِ مِمَّا يَسَعُنِي اَنْ اَطْلُبَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعْطِيَنِي مِثْلَ الَّذِي اَعْطَيْتَهُ وَفَضْلًا مِنْ عِنْدِكَ تَزِيْدُنِي عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اِنْ اَمَتَّنِي فَاغْفِرْلِي وَاِنْ اَحْيَيْتَنِي فَارْزُقْنِيْهِ مِنْ قَابِلٍ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَةِ بَيْتِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ حَمَلْتَنِي عَلٰى دَآبَّتِكَ وَسَيَّرْتَنِي فِي بِلَادِكَ حَتّٰى اَدْخَلْتَنِي حَرَمَكَ وَاَمْنَكَ وَقَدْ كَانَ مِنْ حُسْنِ ظَنِّي بِكَ اَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوْبِي فَاِنْ كُنْتَ غَفَرْتَ ذُنُوْبِي فَازْدَدْ عَنِّي رِضًا وَقَرِّبْنِي اِلَيْكَ زُلْفًا وَلَا تُبَاعِدْنِي وَاِنْ كُنْتَ لَمْ تَغْفِرْلِي فَمِنَ الْاٰنَ فَاغْفِرْلِي قَبْلَ اَنْ تَنَاٰى عَنْ بَيْتِكَ دَارِي فَهٰذَا اَوَانُ انْصِرَافِي اِنْ كُنْتَ اَذِنْتَ لِي غَيْرَ رَاغِبٍ عَنْكَ وَلَا عَنْ بَيْتِكَ وَلَا مُسْتَبْدِلٍ بِكَ وَلَا بِهٖ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِي حَتّٰى تُبَلِّغَنِي اَهْلِي فَاِذَا بَلَّغْتَنِي اَهْلِي فَاكْفِنِي مُؤْنَةَ عِبَادِكَ وَعِيَالِي فَاِنَّكَ وَلِيُّ ذَالِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَمِنِّي ط (٥) دعا کے بعد چاہ زمزم پر آوے اور تھوڑا سا پانی پیوے بعد اسکے مسجد الحرام سے باہر جانیکا قصد کرے (٦) باہر جانیکے وقت کہے اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ اِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ وَاِلَى اللّٰهِ رَاجِعُوْنَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ط (٧) مسجد الحرام میں کمال خضوع اور خشوع سے ایک طولانی سجدہ کرے (٨) مسجد الحرام کے دروازہ پر کھڑا ہو کر کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَنْقَلِبُ عَلٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (٩) ایک

درم کے خرمے خرید کر خیرات کرے (۱۰) ہمیشہ یہ قصد رکھے کہ دوبارہ پھر حج کو آؤں۔ **چھٹا مطلب**
حج قران اور حج افراد کے بیان میں قبل اس سے بیان ہوا تھا کہ حج قران اور حج افراد اس شخص پر واجب ہے جو مکہ
کا رہنے والا ہو یا اس کا مکان اڑتالیس میل سے کم خانہ کعبہ سے فاصلہ رکھتا ہو اور اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہوگا
تو ان کو حج تمتع بجالانا واجب ہوگا اور افعال حج تمتع کے ہم نے تفصیل سے بیان کئے اور حج قرآن اور حج افراد
کے افعال حج تمتع کے مثل ہیں لیکن عمرہ حج تمتع کا حج سے پہلے ہوتا ہے اور اسمیں طواف نسا نہیں ہوتا اور حج قران
اور حج افراد کا عمرہ حج کے بعد ہوتا ہے اور اس میں طواف نسا کیا جاتا ہے اور ان دونوں قسم کے حج کے اعمال یکساں
ہیں فرق یہ ہے کہ حج قران میں انسان مخیر ہے کہ نیت احرام کی لبیک کے وقت یا اشعار یا تقلید کے ساتھ واقع
کرے اور معنی اشعار و تقلید کے بیان ہونگے اور حج قران اور حج افراد کا احرام واجب ہے کہ میقات سے باندھے
اور اگر اسکا مکان میقات کے اندر ہے تو اپنے گھر سے باندھ کر چلے اور مکہ میں رہتا ہو تو مکہ سے باندھے اور باقی
افعال حج تمتع کے مطابق ہیں پس جب احرام باندھ چکے تو عرفات کو متوجہ ہو اور عرفات کا وقوف کرکے مشعر الحرام کو
جائے اور مشعر میں ٹھیر کر منی کو جاوے اور رمی جمرات اور قربانی اور تقصیر عمل میں لائے اور پھر مکہ کو پلٹے اور طواف
اور دو رکعت نماز اور سعی مابین صفا مروہ اور طواف نسا اور دو رکعت نماز طواف جسطرح پر قبل اسکے بیان ہوا ہے
بجالائے جب ان افعال سے فارغ ہو تو عمرہ مفردہ کو بجالائے اس طریق سے کہ کسی میقات سے یا کسی ایسے مقام
سے جو حرم سے نزدیک ہو عمرۂ مفردہ کا احرام باندھے اور طواف عمرہ اور نماز طواف اور سعی صفا و مروہ اور تقصیر اور
طواف نسا اور نماز طواف نسا اور نماز طواف بجالائے اور اشعار سے یہ مراد ہے کہ جس اونٹ کو منی میں قربانی
کرنیکو لیجانا ہے اسکے کوہان کے دہنے طرف چرکہ دے کر اسجانب کو اس خون سے چھاپ دے اور تقلید سے یہ مراد ہے
کہ جانور قربانی کے گلے میں وہ نعلین کہ جس میں اپنے نماز پڑہی ہو لٹکا دے۔ **ساتواں مطلب** احکام حج نیابت
کے بیان میں اور اسمیں دو فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** زندہ اور مردہ کی نیابت کے بیان میں واضح ہو کہ جب کوئی
شخص انتقال کرے اور وافی ترکہ چھوڑے اور اسکے ذمہ حج اسلام ہو تو واجب ہے کہ اس سال میں کسی شخص کو مزدور
کریں کہ اس مردہ کی طرف سے حج ادا کرے اگر وقت باقی نہ ہو تو سال آئندہ پر رکھے خواہ میت نے وصیت کی ہو کہ
میرا حج ادا کر دیجیو خواہ نہ کی ہو لیکن اگر حج کا فرض مستقر ہونے سے پہلے آدمی مرجائے تو نائب بھیجنا واجب نہیں
اور حج اسوقت ذمہ پر قائم و مستقر ہوتا ہے کہ آدمی باوجود استطاعت کے حج میں تاخیر کرے تاآنکہ اسقدر زمانہ
گذر جائے کہ جس میں حج بجالا سکتا تھا پس اگر استطاعت کے بعد مدت مذکور کے گذرنے سے پہلے فوت ہو جائے
تو حج ساقط ہے اور نائب کرنیکی ضرورت نہیں اور حج کی اجرت قرض کیطرح میراث پر مقدم ہے پس اگر کوئی شخص
واجب الحج اور مقروض ہو جائے تو واجب ہے کہ اول حج کی مقدار اور قرض اسکا ادا کریں اسکے بعد جو کچھ بچے وہ
اسکے وارثوں کو ملیگا اور اگر کچھ نہ بچے تو کچھ نہ ملیگا اور اگر تمام مال اسکا حج کی اجرت کے برابر ہو تو حج میں خرچ
کرنا چاہیئے وارث اسکے ترکہ سے محروم رہے گا اور اگر کوئی شخص بے لئے دیئے میت کی طرف سے حج ادا کرے

تومیت کی گردن سے فرض ساقط ہوگا نائب کو کرنیکی ضرورت نہیں رہیگی اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے مال سے
میت کا حج اداکرادے تو میت بری ہے اور واضح ہو کہ مجتہدین میں اختلاف ہے کہ میت کا نائب کس جگہ سے حج
کو روانہ ہو بعضے کہتے ہیں کہ جس جگہ میت کا انتقال ہوا ہے وہاں سے روانہ ہو اور بعضے فرماتے ہیں کہ میقات سے
روانہ ہونا کافی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر ترکہ وفا کرے تو محل وفات سے نائب جائے ورنہ میقات سے روانہ ہو
یہ قول صائب ہے اور دوسرے قول کا مقصود بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کے ذمہ حج واجب ہوچکا
ہو لیکن بوجہ بیماری یا خوف دشمن وغیرہ کے حج کے جانیسے باز رہے تو واجب ہے کہ کسی شخص کو مزدور کرے
کہ اسکی طرف سے حج بجالاوے جس حالت میں کہ اس شخص کو رفع عذر کی امید نہ ہو اور اگر نائب کے حج کرنیکے
بعد عذر برطرف ہوجائے تو واجب ہے کہ یہ شخص خود حج ادا کرے اور نائب کے حج کو کافی نہ سمجھے لیکن اگر حج ادا
کرنا واجب ہوا اور مستقر ہونے سے پہلے کوئی عذر پیش آئے تو اس صورت میں نائب کرنا واجب ہے یا نہیں اسمیں
اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک اس شخص کا حکم ہے جس نے استقرار کے بعد حج نہ کیا ہو اور بعضوں کے نزدیک
حج ساقط ہے جبتک عذر باقی رہے اور نائب کرنا واجب نہیں خواہ رفع عذر کی امید ہو خواہ نہ ہو لیکن پہلا قول
اقرب ہے۔ **دوسری فصل** نائب کے شرائط میں اور وہ چھ امر ہیں (۱) یہ کہ نائب بالغ ہو اور بعضے مجتہدین
تمیزدار نابالغ کی نیابت کو جس کے کلام پر اعتماد ہوسکے کافی سمجھتے ہیں (۲) عادل ہو پس غیر عادل کو نائب کرنا
جائز نہیں لیکن اگر غیر عادل کو نائب کردیا اور معلوم ہوا کہ اس نے حج ادا کیا اس صورت میں حج اسکا کافی ہے اور
دوسرے نائب کی حاجت نہیں اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جب گمان غالب ہو کہ نائب افعال حج کو بجالائیگا
تو اسکو نائب کرنا جائز ہے (۳) نائب پر خود حج واجب نہ ہو (۴) کل افعال حج کو جانتا ہو یا کوئی شخص عادل
اسکے ساتھ ہو کہ اسکو تعلیم کرتا رہے (۵) قصد کرے کہ اس فعل کو فلانے کی طرف سے بجالاتا ہوں (۶) نائب کا
مذہب شیعہ ہو پس مخالف کو نائب کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ میت نائب کا باپ یا دادا ہو تو ان دونوں صورتوں میں اسکی
نیابت جائز ہے گو خلاف مذہب ہو اور بعض مجتہد ان دونوں صورتوں کو بھی جائز نہیں جانتے اور مرد عورت کا
نائب اور عورت مرد کی نائب ہوسکتی ہیں اسی طرح غلام اور لونڈی کہ عادل ہو اپنے میاں کی اجازت سے
نائب ہوسکتے ہیں اور اگر نائب اثنائے راہ میں انتقال کرجائے پس اگر احرام اور حرم میں داخل ہونیسے پہلے
وفات کرے تو اور نائب کرنا چاہیے جس جگہ اسنے انتقال کیا ہے وہاں سے روانہ ہو اس نائب کے وارثوں
کو بقدر اسکی محنت کے مزدوری کا استحقاق ہے باقی صاحب مال کے وارثوں کو واپس کریں اور اگر انتقال اسکا
احرام کے بعد حرم میں داخل ہوکر ہوا ہے اور باقی افعال سے کچھہ نہ بجالایا ہو تو جو کچھہ وہ کرچکا وہی کافی ہے
دوسرے نائب کی حاجت نہیں لیکن مجتہدوں میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ اس صورت میں کل زر اجرت
نائب کے وارثوں کو ملیگا۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

الحمد للہ الوہاب کہ کتاب لاجواب افادات انتساب جامع ابواب فقہ مذہب اثنا عشری اعنی

جامع عباسی

در صفر ۱۳۵۱ھ ہجری مطابق جون سنہ ۱۹۳۲ عیسوی

پانزدہ بابی اردو مترجم

بکمال توضیح و تصحیح و نظر ثانی و افادۂ اخلائے روحانی و وکلائے عدالت دیوانی

در مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید منیر حسن طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُصْطَفٰی وَخَیْرِ الْوَصِیِّیْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ الْمُرْتَضٰی وَاٰلِہِمَا الْاَئِمَّۃِ النُّجَبَاءِ عَلَیْہِمْ صَلَوَاتُ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی ط اما بعد

چونکہ ہمہ تن ہمت والا نہمت بندگان ہمایوں ارفع اقدس اعلیٰ کلب آستان خیر البشر مروج مذہب حقہ آئمہ اثنا عشر شاہ عباس الحسینی الموسوی الصفوی بہادر خاں خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ وافاض علی العالمین برہ وعدلہ واحسانہ کی احیاء معالم شریعت سید المرسلین اور اعلائے اعلام مذہب حقہ آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر مقصور و محصور ہے اور خاطر ملکوت ناظر کا اس جانب پر معطوف ہے کہ شیعہ اور محب امیر المومنین علیہ السلام کے مذہب حق سے واقف ہوں اور اسی بنا پر جناب استاد یعنی حضرت خاتم المجتہدین خلاصۃ المتقدمین زبدۃ المتاخرین بہاء الملۃ والشریعۃ والحقیقۃ والدین **محمد عاملی** رحمۃ اللہ کو مامور فرمایا تھا کہ ایک کتاب ایسی تالیف کریں جو مسائل وضو اور غسل اور تیمم و نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و جہاد و زیارت جناب رسالتمآب و آئمہ ہدیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین اور ان کی اولاد کی تاریخوں پر اور ان ضروری مسائل بیع و رہن و نکاح و طلاق وغیرہ پر جن کی اکثر ضرورت پڑتی ہے مشتمل ہووے۔ اور حضرت خاتم المجتہدین نے بغرض امتثال فرمان عالیشان اس کتاب کی تالیف شروع کی اور **جامع عباسی** نام رکھا اور بیس باب قرار دیئے چونکہ پانچ باب کے ختم ہونے کے ساتھ بارھویں ماہ شوال ۱۰۳۱ھ کو جوار رحمت ایزدی میں وہ جناب واصل ہوئے دوبارہ حکم اشرف اعلیٰ اس مضمون سے صادر ہوا کہ بقیہ پندرہ باب بھی پورے ہونے چاہئیں پس داعی دولت قاہرہ **نظام بن حسین ساوجی** نے حکم جہاں مطاع کی تعمیل شروع کی واللہ الموفق للاتمام والمیسر للاختتام امید ہے کہ منظور نظر کیمیا اثر شاہ دین پناہ کے ہو۔

چھٹا باب

وقف اور تصدق اور فرضا و بردہ آزاد کرنے کے بیان میں اور کفار سے جہاد کرنے کے احکام میں اور اس میں چار مطلب ہیں **پہلا مطلب** وقف اور اسکے متعلقات کے بیان میں اور اسمیں تین فصلیں ہیں **پہلی فصل** وقف کے شرائط کے بیان میں واضح ہو کہ وقف سولہ شرائط سے مشروط ہے (۱) وقف کی اہلیت پس وقف نابالغ اور دیوانہ کا جو ہر وقت بیہوش رہے صحیح نہیں اور جو شخص کسی وقت ہوش میں رہتا ہو اور کسی وقت بیہوش تو ہوش کے وقت میں جو وقف کرے وہ صحیح ہے اور دس برس کا بچہ جو وقف کرے اسکے باب میں مجتہدین میں اختلاف ہے قول صحیح یہ ہے کہ صحیح نہیں ہوتا شاید جو عالم کہ صحت کے قائل ہیں انہوں نے اس حدیث سے جو صدقہ کے جواز کے باب میں وارد ہے استناد کیا ہو اور وقف کو تصدق میں داخل سمجھا ہو کیونکہ وقف بھی صدقۂ جاریہ کے مثل ہے اور یہی حال ہے مست اور بیہوش اور مقروض کے وقف کا جسکا مال حاکم شرع نے فرق کیا ہو کہ ان کا وقف بھی صحیح نہیں اسی طرح غلام کا وقف نافذ نہیں (۲) شرط نیت اور قصد پس جو شخص غفلت میں یا نیند میں یا بیہوشی کے عالم میں وقف کرے صحیح نہیں اور اگر وقف کرنے کے بعد جب قبضہ دے چکے اسوقت دعویٰ کرے کہ بلا ارادہ وقف واقع ہوا ہے تو وہ دعویٰ صحیح نہیں اور اسبات میں اختلاف ہے کہ آیا قصد قربت وقف کے شرط ہے یا نہیں اقرب یہ ہے کہ شرط ہے پس کفار کا وقف صحیح نہیں۔ (۳) واقف کا مالک ہونا پس اگر دوسرے کی ملک کو وقف کرے صحیح نہیں اگرچہ مالک اسکا وقف کے بعد راضی ہو جائے (۴) شرط ایجاب یعنی وَقَفْتُ یا جو عبارت قرینہ سے وقف پر دلالت کرے (۵) وقف اولادی میں ایجاب کے ساتھ ہی پہلا طبقہ موقوف علیہم کا قبول کرے دوسرے طبقوں کا قبول شرط نہیں اور اگر موقوف علیہ کو قبول کی قابلیت نہ ہو مثلاً نابالغ ہو تو ولی کا قبول کرنا کافی ہے بشرطیکہ نابالغ کا فائدہ ہو اور اگر فقرا پر وقف کیا جائے تو قبول شرط نہیں کیونکہ قبول اس صورت میں ناممکن ہے اسی طرح جو وقف مصالح مومنین پر کیا جائے مثل مسجد اور درگاہ کے اسمیں بھی شرط قبول نہیں اور بعضے مجتہدین فرماتے ہیں کہ ایسے موقع پر حاکم شرع کا قبول کرنا شرط ہے (۶) کسی شرط یا صفت واقعی پر وقف کو معلق نہ رکھے پس اگر کسی شرط یا صفت واقعی پر معلق کرے گا اور اس کے وقوع کا علم رکھتا ہو تو وقف صحیح ہے۔ مثلاً جمعہ کے دن یہ کہیں کہ میں نے اس چیز کو وقف کیا اگر آج جمعہ ہو (۷) دوام پس اگر مدت معین کے لئے وقف کرے وہ وقف نہیں ہے بلکہ حبس کہلاتا ہے اس میعاد کے منقضی ہونے پر باطل ہو جائیگا اسی طرح جو شخص یہ شرط کرے کہ جب چاہوں وقف توڑ دوں اسکا وقف بھی صحیح نہیں اور اگر ایسی چیز پر وقف کرے جو غالباً نیست و نابود ہونیوالی ہو تو اس شے کے فنا ہونے کے بعد علماء میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ واقف زندہ ہو تو اسکو ورنہ اسکی اولاد کو وہ مال مل جائے گا اور بعضی کہتے

ہیں کہ موقوف علیہ کے ورثہ کو پہنچیگا اور بعض کے نزدیک امور خیر میں صرف کیا جائیگا ہمارے نزدیک پہلا
قول صحیح ہے اور اگر وقف پہلے طبقہ میں منقطع ہو مثلاً اول کسی غیر موجود کو موقوف علیہ گردانے بعد اسکے
موجود کو تو اقوی یہ ہے کہ ایسا وقف باطل ہے اور اگر درمیان میں قطع ہو مثلاً اول زید پھر عمرو پھر غلام پھر فقرا
پر وقف ہو یہاں پر دو احتمال ہیں ایک یہ کہ طرفین پر صحیح اور وسط پر باطل اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ واقف یا
اسکے ورثا کی جانب رجوع ہوجائے اور اگر اول و آخر میں منقطع ہو تو اقوی یہ ہے کہ پہلی شکل کی طرح باطل ہی
(۸) وقف اولادی میں پہلے طبقہ کا قبضہ کرنا شرط ہے باقی طبقوں کا قبضہ شرط نہیں اور ولی یا حاکم شرع کا قبضہ
نابالغ کی جانب سے کافی ہے پس اگر واقف قبضہ ہونیسے پہلے مرجائے تو وقف باطل ہوجائیگا اور واضح رہے
کہ اس قبضہ میں فوریت شرط نہیں جسوقت قبضہ کریگا صحیح ہے ہاں قبضہ میں واقف کی اجازت شرط ہے اور اگر
واقف مال موقوف کا متولی آپ کو قرار دے تو فقرا میں تا حیات اسکے اسی کا قبضہ کافی ہے فقیروں کا قبضہ
شرط نہیں (۹) اپنے تصرف سے علیحدہ کرنا پس اگر اپنے نفس پر وقف کرے تو صحیح نہیں اور اگر اپنے بعد فقیروں
کو قرار دے تو اس مسئلہ میں دو قول ہیں بعض کے نزدیک صحیح بعض کے نزدیک باطل اصح یہ ہے کہ باطل ہو اور اگر
فقیروں میں آپکو شامل کرے تو دو احتمال ہیں ایک صورت یہ ہے کہ نصف صحیح نصف باطل ہے اور دوسرا یہ احتمال کہ
کل باطل ہے اور اگر شرط کرے کہ اپنا قرضہ آمدنی وقف سے ادا کرونگا یا تا حیات خرچ خوراک اپنا لیتا رہونگا
تو وقف باطل ہے اور اگر اپنے اہل وعیال کا خرچ نکالنا قائم کرے تو درست ہے جناب رسالت پناہ اور جناب
فاطمہ زہرا علیہا السلام نے بھی یہ شرط کی تھی پس اگر وقف کی آمدنی ان کے خرچ کو کافی ہوجائے تو آیا نفقہ انکا
واقف کی ذات سے ساقط ہوجائیگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے ایسا ہی زوجہ کے نفقہ میں اختلاف ہے۔
(۱۰) شے موقوف عین ہو دین نہ ہو اور ایسی چیز ہو کہ باوجود نفع اٹھانے کے باقی رہے پس ماکولات جن
جن کی اصل باقی نہیں رہ سکتی ان کا وقف بھی صحیح نہیں اور روپیہ اشرفی کے وقف میں اختلاف ہے بعض
عالم نقل کرتے ہیں کہ ناجائز ہونے پر اجماع ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے اس نظر سے کہ زینت
وغیرہ کا نفع ان سے حاصل ہوسکتا ہے (۱۱) ایسی چیز ہے کہ مسلمانوں کا اس سے منتفع ہونا جائز ہو پس
شراب اور سور کا وقف درست نہیں (۱۲) مصرف معین کرے پس اگر مصرف نہ بتلائے تو وقف باطل ہے
(۱۳) موقوف علیہ موجود ہو پس اگر معدوم پر وقف کریں تو صحیح نہیں۔ اگرچہ حمل میں ہو اور اگر موجود پر
وقف کریں اور بعد اسکے انپر جو آئندہ موجود ہونگے تو وقف صحیح ہے اور اگر اول معدوم پر بعد اس کے
موجود پر وقف کریں تو آیا موجود کے حق میں بھی وقف صحیح ہے یا باطل ہے اس مسئلہ میں اختلاف ہی
یہی صحیح ہے کہ باطل ہے (۱۴) موقوف علیہ میں مالک ہونے کی لیاقت ہو۔ پس دیو، بھوت، جن
پری، اور فرشتوں پر اور جانوروں پر اور غلام لونڈی پر وقف کرنا اگرچہ مدبر اور مکاتب مشروط ہو صحیح
نہیں اسی طرح بے جاندار چیزوں پر وقف باطل ہے لیکن مشاہد اور مساجد اور پل اور سرائے پر وقف

کرنا صحیح ہے کہ حقیقت میں یہ وقف مسلمانوں پر ہے (۱۵) موقوف علیہ معین ہو پس اگر منجملہ دو کے ایک پر وقف کریں یا منجملہ دو مسجد کے ایک مسجد پر وقف کریں اور اس ایک کا نام نہ رکھیں تو وقف صحیح نہیں۔ (۱۶) جس چیز پر وقف کیا جائے اسپر وقف کرنا صحیح ہو پس اگر زنا کاروں یا ڈکیتوں پر وقف کریں تو صحیح نہیں ایساہی اگر مسلمان توریت و انجیل وغیرہ کتب آسمانی پر جن پر فی الحال عمل درآمد نہیں وقف کریں اور یہود و نصاریٰ کے معبد پر وقف کریں تو صحیح نہ ہوگا ہاں خود یہود و نصاریٰ پر بعض مجتہد وقف صحیح جانتے ہیں اور اس مقام پر ایک اشکال وارد ہوتی ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہود پر وقف جائز ہے اور ان کے معبد پر جائز نہیں۔ اس کا جواب اس طرح پر دیا ہے کہ ان کے عبادت خانوں پر وقف کرنا معصیت میں اعانت ہے برخلاف ان کی ذات پر وقف کرنے کے کہ وہ بھی مخلوق خدا ہیں اور احتمال ہے کہ ان سے مسلمان پیدا ہوں لیکن یہود کا وقف ان چیزوں پر جائز ہے اور بعض مجتہدوں کے نزدیک آتش پرستوں کا وقف کرنا آتشکدہ پر باطل ہے۔ پس جب شرائط مذکورہ کل متحقق ہو جائیں تو موقوف علیہ ان منافع وقف کا جو بعد وقف کے حاصل ہوں یقیناً مالک ہوتا ہے اور جو منافع وقت وقف موجود ہوں جیسے گوسفند موقوفہ کی اُون اس کے باب میں اختلاف ہے اور اگر وقف کسی خاص شرط سے مشروط ہو تو اس کے خلاف کرنا جائز نہیں اور آیا جس حالت میں وقف کے خراب ہونے کا سامان ہو مثلاً وقف اولادی میں باہم اولاد میں نزاع پڑے کہ نوبت وقف کی خرابی کو پہنچے تو اس کے بیع کرنے میں اس حالت میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ اس صورت میں اس کو فروخت کر کے دوسری شئے آمدنی کی خریدنا جائز ہے۔ **دوسری فصل** تصدق کے بیان میں واضح رہے کہ صدقہ کا بہت ثواب ہے اور مخفی خیرات کا درجہ اعلیٰ ہے چنانچہ حدیث میں اسکی تصریح وارد ہے اگر بدنامی کا خیال ہو یعنی کہنے میں آئے کہ فلاں شخص خیرات نہیں کرتا تو اس صورت میں کچھ باعلان دینا چاہیئے اور خیرات میں چار شرطیں ہیں اول ایجاب بلفظ تَصَدَّقْتُ وغیرہ دوسرے قبول بلفظ قَبِلْتُ وغیرہ تیسرا قباض یعنی مالک کی اجازت سے قبضہ کرنا اور بلا اجازت درست نہیں چوتھے قصد قربت اور واجبی خیرات مثل زکواۃ و فطرہ ہاشمی غیر ہاشمی سے نہیں لے سکتا ہے چنانچہ زکواۃ کے باب میں بیان ہوا ہاں ہاشمی ہاشمی سے لے سکتا ہے اور ان کا غلام جسکو آزاد کر دیا ہو واجبی خیرات کو لے سکتا ہے اور سنتی صدقہ امتی کا سید پر حرام نہیں اور جس صورت میں خمس ان کی معاش کو وفا نہ کرے تو بقدر ضرورت واجب صدقہ بھی لے سکتے ہیں اور یہود کو گو عزیز ہو خیرات دینا جائز ہے اور بعض مجتہدین لکھتے ہیں کہ غیر سے واپس لے سکتا ہے۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ **تیسری فصل** سکنی اور عمری کے بیان میں یعنی گھر والا دوسرے سے کہے کہ تا حیات اس مکان میں رہا کر اس میں تین شرطیں ہیں اول ایجاب اسکنتک و اعمرتک و ارقبتک یا جو ان کے مثل ہوں دوسرے قبول تیسرے قبضہ پس جسوقت اپنی زندگی سے یا رعایا کی حیات سے

یا کسی مدت معین سے مقید کیا ہو تو قبضہ کے بعد معاملہ لازم ہو جائے گا اور بعد گذرنے میعاد کے یا
انتقال کر جانے اس شخص کے جس کی زندگی تک رعیت نامہ ہے وہ مکان مالک کی جانب سے منتقل ہو جائے
گا پس اگر رعایا کی زندگی تک معاہدہ ہوا اور مالک مر جائے تو اس کی اولاد اس رعایا کو نکال نہیں سکتی اور اگر
اپنی زندگی تک اجازت دی تھی تو اس کے انتقال کے بعد رعایا بلا اجازت ورثا کے نہیں رہ سکتی اور اگر
اس صورت میں رعیت پہلے مرجائے تو مالک اس کی اولاد کو اپنی حیات میں نکال نہیں سکتا اور اگر کسی وفات
سے مقید نہ ہو تو ہر وقت اٹھا دینے کا اختیار حاصل ہے اور جس چیز کا وقف جائز ہے اس کا سکنی اور عمری
بھی ہو سکتا ہے اور مکان کے فروخت ہونے سے رعیت کا حق باطل نہیں ہو سکتا اور اگر سکنی مطلق ہو تو
خود رعایا اور اس کی اولاد اور عیال کو اس میں رہنا جائز ہے اور اگر رکھ لیا ہو تو غیروں کو بھی رکھ سکتا ہے اور
جس وقت اپنے غلام یا گھوڑے کو راہ خدا میں تحبیس کرے یا اپنے غلام کو خانہ کعبہ یا مسجد الحرام کی خدمت
کیلئے تحبیس کرے تو جبتک وہ غلام یا گھوڑا زندہ رہے خدمت کرنا لازم ہو گا اور اگر اتنا کہہ کر مر جائے کہ
ایک شخص کی خدمت کرنا اور اس شخص کا نام نہ لے تو وہ غلام ورثا کو ملجائیگا۔ **دوسرا مطلب** قرض
دینے کے بیان میں اور اس میں دو موقف ہیں۔ **پہلا موقف** قرض دینے کے ثواب میں واضح ہو کہ

ثواب قرض

قرض دینے کا ثواب بہت بڑا ہے۔ چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت
نے فرمایا کہ شب معراج میں بہشت کے دروازے پر میں نے یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے میں دس گنا ثواب
ملتا ہے اور قرض دینے میں اٹھارہ گنا۔ اور یہ جو بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ قرض دینے سے صدقہ کا
دو چند ثواب ہے اور اس سے مراد بیگانوں پر اور علماء پر خیرات کرنا ہے کہ یہ قرض دینے سے افضل ہے اور
قرض دینے میں تین چیزیں لازم ہیں (۱) ایجاب خواہ بلفظ اقرضتك ہو یا تصرف فیہ یا انتفع بہ و
علیك ردعوضہ یا کسی اور لفظ سے جو ان کے ہم معنی ہو (۲) قبول قبلت وغیرہ الفاظ سے جو رضامندی
پر دلالت کریں (۳) فریقین جائز التصرف ہوں پس دیوانہ اور مست اور مفلس جس کا مال حاکم شرع نے
قرق کیا ہوا اور پندرہ برس سے کم عمر کا لڑکا اور دس سال سے کم کی لڑکی کا ایجاب وقبول معتبر نہیں اور غلام سے
معاملہ قرض کا جائز ہے اور اسباب میں مرد وعورت میں فرق نہیں اور جس چیز کا مثل پیدا ہو سکے اسکے قرض
میں کچھ دقت نہیں باقی جس چیز کا مثل نہ ہو اس میں دو قول ہیں اور قرض میں میعاد معتبر نہیں پس قرض دینے
والا ہر وقت یکمشت مانگ سکتا ہے گو متفرق دیا ہو۔ **دوسرا موقف** ان مسائل کے بیان میں جو

احکام قرض

قرض سے متعلق ہیں اور وہ بیس امر ہیں ۵ واجب سات حرام اور چار سنت اور چار مکروہ (۱) واجب
قرض کا ادا کرنا یعنی جو لیا ہے اسکا مثل ادا کرے (۲) جب قرض لینے والا اصل شے یا اس کا بدل دے
تو قرض دینے والے کو لے لینا واجب ہے اگرچہ نرخ بدلنے سے قیمت میں فرق آگیا ہو اور اگر بدلا ممکن
نہ ہو تو آج کے نرخ کے موافق دام لیوے اور جس چیز کا مثل نہیں ہو سکتا اس میں شے کے بدلنے قیمت

دیجاتی ہے اس نرخ کے موافق جو قرض لینے کے دن ہووے (۳) ہمیشہ ادا کرنیکا ارادہ رکھے (۴) اگر قرض کا روپیہ رکھا ہے اور سال گذر جائے اور روپیہ اشرفی بقدر نصاب ہو تو قرض لینے پر اس کی زکواۃ واجب ہوگی (۵) قرض ادا کرنے کی تدبیر اور فکر کرے اور وہ سات امر جو حرام ہیں ان میں پہلا امر یہ ہے کہ اصل مقدار سے کسی قدر زیادہ دینے کی شرط کرے یا جنس میں اعلیٰ درجہ کی لینا ٹھیرے خواہ اس جنس سے ہو جسمیں کمی اور زیادتی سے لین دین حرام ہے جیسے سونا، چاندی، جو، گیہوں یا جو چیز کہ تولی جوکھی جاتی ہے اور خواہ ایسی نہ ہو پس اگر شرط کرے کہ اپنا مکان مجھکو معمولی کرایہ سے کم پر دینا یا کچھ تحفہ دینے کی شرط ہو یا کوئی کام لینا اسکے ذمہ قائم کرے تو یہ شرطیں باطل ہیں ہاں اگر بدون شرط کے زیادہ دے تو جائز ہے اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ دراہم غلہ کی عوض صحیح اور کھرے درہم دے یا پرانوں کے بدلے نئے دے تو جائز ہے اور اگر یہ کہے کہ ٹوٹے درہم ثابت درہموں کے عوض یا کھوٹے کھرے کے عوض دینا تو شرط لغو ہے اور اگر ضامن یا گرو اس قرض کیلئے کرے یا یہ کہے کہ یہ چیز مجکو فلاں جگہ دینا تو جائز ہے ہاں اگر دوسرے قرض کے لئے ضامن یا گرو طلب کرے تو جائز نہیں (۲) جو چیز تولی جوکھی جاتی ہو اسکو بے ناپے تولے دینا (۳) قرضدار کو اپنے خرچ میں قدر کفایت سے زیادہ صرف دینا۔ (۴) نادار مجبور سے تقاضا کرنا کہ قرض کو ادا کرے۔ بلکہ مدارا کرنا چاہیئے (۵) جو شخص قرضدار حرم کعبہ میں پناہ لے اس سے مطالبہ کرنا ہاں اگر حرم میں قرض دیا ہو تو حرم میں مانگ سکتا ہے اور بعض مجتہدوں کے نزدیک مدینہ طیبہ اور مشاہدۂ مشرفہ کا بھی یہی حکم ہے (۶) جو شخص ادا پر قادر نہ ہو اسکو قرض لینا (۷) اول رکعت میں قرضدار کا نماز پڑھنا اور چاروں سنتی کام یہ ہیں (۱) قرض دینا (۲) قرض لینے ولے کو اپنا حال مفلسی اور ناداری قرض دینے والے پر ظاہر کرنا (۳) جو شرط ٹھیرے اس پر قائم رہنا (۴) اگر قرضدار کچھہ سوغات بھیجے تو اسکو حاصل میں حساب کرنا اور چاروں مکروہ ہیں (۱) مکروہ یہ ہے کہ بے ضرورت قرض لے مگر ضرورت کے ساتھ مکروہ نہیں چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسولخدا اور جناب امیر المومنینؑ اور جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسین علیہ السلام وفات کے وقت مقروض تھے (۲) دلوں میں سود کا قصد رکھنا گو زبان پر نہ آئے (۳) قرضخواہ کا قرضدار کے گھر ٹھیرنا (۴) تین دن سے زیادہ ٹھیرنا اور بعضے مجتہد اس کو حرام جانتے ہیں۔ **تیسرا مطلب**
بندہ آزاد کرنے کے بیان میں اور اس کا بہت ثواب ہے احادیث اہل بیت علیہم السلام میں وارد ہے کہ جو شخص بردہ آزاد کرے حقتعالی ہر غلام کے عضو کی عوض اس شخص کا ایک عضو آتش دوزخ سے آزاد کرے گا اور لونڈی کے آزاد کرنے میں دو عضو کے عوض ایک عضو آزاد کرے گا اور آزادی کی ۵ قسمیں ہیں (۱) واجب خواہ کفارہ کی وجہ سے جسکا بیان کفارہ کی بحث میں ہوگا یا یہ کہ آزادی غلام کی نذر کرے یا خریدنے کے وقت اس کا پہلا آقا شرط کرے کہ اس کو آزاد کر دیجیو (۲) سنت جیسے اپنے ایسے رشتہ دار کا مالک ہو جائے کہ جو خود بخود آزاد نہیں ہو سکتا جیسے بھائی

اور چچا اور ماموں تو ان کا آزاد کر دینا سنت ہے اسی طرح سے جس غلام نے سات برس خدمت کی ہو اور مومن ہووے اسکا آزاد کرنا بھی سنت ہے (۳) مکروہ یعنی غلام کمانے سے عاجز ہو یا بچہ ہو ان کو آزاد کر دے اور معاش کی صورت معین نہ کرے تو یہ آزادی مکروہ ہے (۴) حرام اور وہ کافر غلام کا آزاد کرنا (۵) مباح اور وہ ولد الزنا اور ضعیف المذہب کا آزاد کرنا اور آزادی چار طرح پر ہوتی ہے اول مباشرت (۲) سرایت (۳) ملک (۴) عوارض سے ان کا بیان چار موقف میں کیا جاتا ہے۔ پہلا موقف مباشرت کے بیان میں اور اسکی چار قسمیں ہیں۔ پہلی قسم آزاد کرنا اور اس میں سات شرطیں ہیں (۱) صیغہ جیسے انت حرٌّ یعنی تو آزاد ہے اور یا یہ کہے اعتقتک یعنی میں نے تجھکو آزاد کیا اور اس عبارت سے قصد انشا کرے تو اس مسئلہ میں مجتہدین کی دو رائیں ہیں صحیح یہ ہے کہ اس کلام سے بھی آزاد ہو جاتا ہے اور ان دو لفظوں کے سوا کسی لفظ سے آزاد نہیں ہو سکتا مثلاً لکھ دے یا اشارہ کرے اگرچہ دل میں قصد کرے ہاں اگر بولنے پر قادر نہ ہو تو اس میں لکھنا اور اشارہ کرنا قرینہ کے ساتھ قائم مقام ٹھیرتا ہے (۲) شرط یہ ہے کہ آزاد کرنے والا بالغ، عاقل، مختار، جائز التصرف ہو اور بالقصد عبارت کو ادا کرے۔ پس دس برس سے کم سن بچہ کا آزاد کرنا اور دیوانہ اور مست اور غافل کا آزاد کرنا اور مفلس کا آزاد کرنا جس کا مال حاکم شرع نے قرضخواہوں کی درخواست پر قرق کیا ہو اور جس شخص نے دوسرے کی زبردستی سے صیغہ کہا ہو اور جس نے بیماری کے عالم میں آزاد کیا ہو اور قیمت غلام کی ثلث متروکہ سے زیادہ ہو ان سب کی آزادی درست نہیں (۳) آزادی کو کسی شرط اور صفت پر معلق نہ کرے ہاں آزادی کیسا تھ غلام کے ذمہ کوئی بات قائم کر دے تو ہو سکتا ہے۔ پس اگر آقا اپنی خدمت یا کسی دوسرے کی خدمت کسی وقت معین تک شرط کر لے تو جائز ہے اور اگر غلام اس عرصہ میں حاضر نہ رہے تو اس کی آزادی باطل نہیں ہوتی ہاں اس زمانہ کی بابت غلام کو اجرت دینی پڑے گی۔ اور اگر بین المیعاد آقا مر جائے اور بعد اس کے غلام حاضر ہو تو آیا وارثوں کو استحقاق ہے کہ اس مدت میں اس سے کام لیں اسمیں مجتہد وںکے دو قول ہیں قول صحیح یہ ہے کہ ان کو اختیار نہیں اور اگر یہ قرار پائے کہ مدت معلوم میں اگر کام نہ کرے گا تو پھر غلام بنا رہے گا اس میں بھی اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ایسی شرط باطل ہے (۴) شرط یہ ہے کہ آزادی سے خوشنودی خدا کا قصد ہو پس کافر غلام کا آزاد کرنا صحیح نہیں اور بعض عالم اس کو شرط نہیں مانتے کہ کافروں کے آزاد کرنے کو بھی صحیح سمجھتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ اگر وہ کافر رسول یا قرآن کا منکر ہے تو اس کی آزادی درست ہے اور جو کافر منکر خدا ہے اس کا آزاد کرنا باطل ہے۔ (۵) شرط یہ ہے کہ بردہ مسلمان ہو پس غلام کافر کا آزاد کرنا صحیح نہیں بعضوں کے نزدیک یہ شرط مسلّم نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نذر کے ساتھ جائز ہے (۶) شرط یہ ہے کہ غلام کا مالک ہو پس اگر دوسرے کے غلام کو آزاد کرے تو درست نہیں اور اگر صاحب غلام راضی ہو جائے اور اجازت

دیدے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست نہیں (۷) شرط یہ ہے کہ غلام نے کوئی جرم کسی شخص پر نہ کیا ہو کہ ایسی شکل میں آزاد کرنا درست نہیں ہوتا اور بعض مجتہدین نے آٹھویں شرط اور کی ہے وہ یہ ہے کہ بردہ کو معین کر دے اگر گول گول کہے کہ میرے دو غلاموں میں سے ایک آزاد ہے تو کوئی آزاد نہ ہوگا اور ونکے نزدیک یہ شرط مسلم نہیں وہ کہتے ہیں ایسی صورت میں دونوں میں سے جسکو چاہے معین کر دے۔ تتمہ آزاد کرنے سے سات امر متعلق ہیں چار سنت ہیں تین مکروہ (۱) سنت یہ ہے کہ غلام مومن کو آزاد کرے (۲) یہ کہ جس مومن غلام نے سات برس خدمت کی ہو اسکو آزاد کر دے (۳) جس غلام پر آقا سزا جاری کرے اسکو غلامی سے جدا کر دے (۴) اگر غلام آزاد کردہ کمانے سے عاجز ہو تو اسکی اعانت کرتا رہے اور تینوں مکروہ کاموں میں پہلا کام سنی غلام کا آزاد کرنا (۲) بچے میں اور اسکی ماں میں تفرقہ ڈالنا یعنی دونوں میں سے ایک کو آزاد کرنا ایک کو باقی رکھنا اور بعض مجتہد اس کو حرام جانتے ہیں (۳) ایسے غلام کا آزاد کرنا جو کمانے سے لاچار ہو۔ دوسری قسم مباشرت کی کتابت ہے کتابت سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ اسقدر روپیہ اتنے عرصہ میں مجکو کما کر دیدے اور تو آزاد ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں (۱) قسم مطلق ہے یعنی فقط صیغہ اور عوض اور نیت اور وعدہ کے سوا کوئی شرط نہ ہو پس جسقدر روپیہ دیتا جائے گا۔ اسی قدر آزاد ہوتا جائے گا۔ دوسری قسم مشروط ہے اور وہ یہ ہے کہ غلام سے یہ کہے کہ میں نے تجھے مکاتب کیا کہ مثلاً ایکسال اس قدر روپیہ تو مجھکو دیدے اور اگر اس عرصہ میں کل ادا نہ کرے گا تو بدستور غلام بنا رہے گا۔ یا منجملہ مقدار کے کوئی جزو ذمہ اسکے باقی رہے تو بھی غلام رہے گا۔ اور کتابت کی بارہ شرطیں ہیں (۱) صیغہ پس کتابت مطلق کا صیغہ یہ ہے کَاتَبْتُکَ عَلٰی اَنْ تُؤَدِّیَ اِلَیَّ کَذَا فِیْ وَقْتِ کَذَا فَاِذَا اَدَّیْتَ فَاَنْتَ حُرٌّ یعنی میں نے تجکو مکاتب کیا کہ تو مجکو ہر مہینے میں اتنا روپیہ دیا کر اور جب تو ادا کرے گا تو آزاد ہو جائے گا اور مشروط میں یہی عبارت کہے اور اتنا لفظ اور زیادہ کرے۔ وَاِنْ عَجَزْتَ فَاَنْتَ رِقٌّ یعنی اگر تو ادا نہ کرسکا تو وہیں غلام بنا رہیگا۔ دوسری شرط غلام کا اس بات کو مان لینا اور قبول کر لینا (۳) غلام اور آقا دونوں بالغ ہوں اگر بچے ہوں گے تو معاملہ صحیح نہیں اگرچہ دس سالہ ہوں یا ولی کی اجازت ہو (۴) دونو عاقل ہوں کہ مجنون کی کتابت کہ جسکا جنون دائمی ہو صحیح نہیں اور اگر ولی اجازت دے تو صحیح ہے اور اگر جنون کا دورہ ٹھیرتا ہو تو افاقہ کے زمانہ کا معاملہ صحیح ہے اگر آقا اور غلام میں جھگڑا ہو۔ آقا مدعی ہو کہ جنون یا بچپن میں تحریر ہوئی اور غلام اسکا منکر ہو تو آقا کا قول مقدم ہے۔ اگر جنون کی حالت ظاہر ہو اور اگر برعکس اسکے دعویٰ ہو تو غلام کا قول مقدم ہے (۵) قصد پس اگر غفلت یا بیہوشی میں کہے تو صحیح نہیں (۶) جائز التصرف ہونا پس سفیہ اور مفلس جن کا مال قرق ہوگیا ہو ان کی کتابت صحیح نہیں اور بیمار کہ اسکا ثلث مال غلام کی آزادی کو کافی نہ ہو تو زائد از ثلث میں بدون ورثا کی اجازت کے کتابت نافذ نہ ہوگی اسی طرح مرتد ملی کی کتابت بغیر حکم حاکم شرع درست نہیں اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اسکے اسلام کا انتظار

کرنا چاہیے (۷) یا اختیار ہو پس اگر زبردستی کسی سے کتابت کرائیں تو صحیح نہیں (۸) غلام مسلمان ہو کہ غیر مسلمان سے کتابت بموجب حدیث کے درست نہیں (۹) کل غلام کو مکاتب کرے پس اگر نصف حصہ مکاتب کرے تو صحیح نہیں (۱۰) حق الکتابت دین ہو پس اگر بعوض کسی عین کے کتابت واقع کرے تو صحیح نہیں (۱۱) عوض ایسی چیز کا ہو جسکا مالک کو لینا روا ہو پس شراب اور سور پر مثلاً کتابت صحیح نہیں (۱۲) مال کتابت، کتابت کی جنس اور مقدار اور صفت معلوم ہو۔ تتمہ اگر آقا پر زکواۃ واجب ہو تو اس پر واجب ہے کہ سہم رقاب یعنی غلاموں کے حصہ میں سے جو زکواۃ سے دیا جاتا ہے اپنے غلام کو کچھ دے کہ وہ مال کتابت میں پھر آقا کو دے اور بعض مجتہد مکاتب مطلق سے اس حکم کو مخصوص جانتے ہیں۔ بہرحال جب آقا کچھ دے تو غلام کو قبول کرنا واجب ہے اور اگر آقا پر زکواۃ واجب نہ ہو تو سنت ہے کہ اپنے پاس سے کچھ دے اور اگر غلام زر قسط ادا نہ کر سکے تو اسکو مہلت دے اور مکروہ ہے کہ اصلی قیمت سے زیادہ روپیہ اس کے ذمہ قرار دے اور جو غلام کمائی نہ کر سکتا ہو یا امین نہ ہو اس کا مکاتب کرنا مکروہ ہے اور کتابت کی تیرہ خاصیتیں ہیں (۱) کتابت غلام اور آقا میں واقع ہوتی ہے (۲) غلام اور عوض دونوں آقا کے مال ہیں (۳) غلام مکاتب استقلال اور عدم استقلال کے درمیان ہوتا ہے یعنی نہ مختار کامل ہے اور نہ غیر مختار (۴) تمام غلاموں کے برخلاف مکاتب مال کا مالک ہوتا ہے اور تصرف اسکا اپنے مال میں درست ہے جیسے آزاد کرنا اور بیچنا (۵) اگر آقا پر خیانت کرے تو آقا اس سے ارش لے سکتا ہے (خیانت جرم کو کہتے ہیں اور ارش جرمانہ اور عوضانہ کا نام ہے) (۶) مکاتب اپنے مال کا مضاربہ نہیں کر سکتا اگرچہ آقا اذن دے لیکن غیر سے مضاربہ کر سکتا ہے۔ مضاربہ سے یہ مراد ہے کہ کچھ روپیہ سوداگری کے واسطے کسی شخص کو دیں اور نفع میں حصہ ٹھیرالیں (۷) مکاتب قرض نہیں دے سکتا اگرچہ آقا اجازت دے لیکن دوسرے سے قرض لے سکتا ہے (۸) مکاتب اپنے غلام کو مکاتب نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر غبطہ اور صرفہ یعنی فائدہ ہو تو کیا مضائقہ (۹) مکاتب نکاح اور حرم نہیں کر سکتا (۱۰) کنیز مکاتبہ شوہر نہیں کر سکتی (۱۱) اگر مکاتب کے نام کوئی ہبہ یا وصیت کرے کہ اسکو اس کے باپ یا ماں وغیرہ رشتہ داروں کو جو اس کی غلامی میں نہیں رہ سکتے دیدیں تو مکاتب قبول نہیں کر سکتا (۱۲) روزہ کے سوا دوسرا کفارہ بدون آقا کی اجازت کے ادا نہیں کر سکتا (۱۳) مکاتب اپنے غلام کو تعزیر دے سکتا ہے بلکہ بعض مجتہدوں کے نزدیک حد جاری کرنے کا بھی اختیار ہے۔ تیسری قسم مباشرت کی تدبیر ہے۔ تدبیر سے یہ مراد ہے کہ میاں اپنی لونڈی یا غلام سے کہے کہ تو میرے بعد آزاد ہے اور آیا غیر کے اختیار سے بھی تدبیر واقع کر سکتے ہیں یا نہیں مثلاً آقا کنیز سے کہے کہ تو اپنے خاوند کے مرنے کے بعد آزاد ہے اس میں علماء مختلف ہیں مگر احادیث آئمہ علیہم السلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی تدبیر میں داخل ہے اور تدبیر کی تین قسمیں ہیں (۱) تدبیر واجب مثلاً منت کرے کہ اللہ علی عتق عبدی بعد وفاتی یعنی خدا کیلئے ہے مجھ پر آزاد کرنا غلام کا اپنی وفات کے بعد اس قسم کی تدبیر سے پھر نہیں سکتا (۲) تدبیر مستحب اور

کتابت آزادی غلام

تدبیر [illegible] غلام

وہ تدبیر مطلق ہے اس میں رجوع جائز ہے (۳) تدبیر مکروہ جیسے کافر یا ناصبی غلام کو مدبر کرنا اور تدبیر کی چھ شرطیں ہیں (۱) صیغہ جیسے اَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ وَفَاتِیْ ۔ یعنی تو میری وفات کے بعد آزاد ہے یا مثل اس کے جو عبارت اسپات پر دلالت کرے اور گونگے کا اشارہ کرنا کافی ہے (۲) تدبیر بالغ و عاقل ہو طفل و دیوانہ کی تدبیر صحیح نہیں (۳) جائز التصرف ہو پس اگر سفیہ و مفلس ہو تو اسکی تدبیر صحیح نہیں اور بعض مجتہد سفیہ کی تدبیر کو صحیح جانتے ہیں (۴) قصد اور ارادہ سے کہے پس غافل اور مست اور سوتے اور مجبور کی عبارت کا اعتبار نہیں (۵) قربۃً الی اللہ کی تدبیر کرے پس کافر کی تدبیر صحیح نہیں اور بعض مجتہد نیت قربت کو شرط نہیں جانتے انکے نزدیک تدبیر آزادی کی وصیت ہے آزاد کرنا نہیں ہے (۶) تدبیر معلق نہ ہو پس اگر کسی شرط پر معلق کرے مثلاً زید کے سفر سے پلٹنے پر تو تدبیر صحیح نہیں (۷) تعیین یعنی غلام مدبر کا معین ہونا اور بعض مجتہد اس کو شرط نہیں جانتے اور مدبر غلام بدستور غلام رہتا ہے۔ آقا کا تصرف ہر قسم کا بیع جیسے ہبہ وغیرہ سب درست ہیں لیکن اگر بیچدے یا بخشدے تو تدبیر بنی رہے گی یا بگڑ جائے گی اسمیں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک بگڑ جائے گی اور اگر غلام مدبر بھاگ جائے تب بھی اس کی تدبیر باطل ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ حاملہ کنیز کے بچہ کو جو حمل میں ہے بغیر اس کنیز کے مدبر کرے یا کنیز کو بغیر اس حمل کے مدبر کرلے اور دو عادلوں کو گواہ کرنا سنت ہے۔ **چوتھی قسم** مباشرت ام ولد ہونا ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا سے حاملہ ہو اس میں دو چیزیں شرط ہیں (۱) یہ کہ اپنے آقا سے اس حالت میں حاملہ ہو کہ وہ آقا کی ملک ہو۔ اور وہ بچہ آزاد گنا جائے۔ پس اگر آقا وطی کے وقت غلام ہو یا دوسرے کی لونڈی سے اشتباہ میں مقاربت کرے اور حمل رہ جائے اور بعد اسکے اسکا مالک ہو جائے تو وہ کنیز ام الولد نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک اس صورت میں ام ولد ہو جاتی ہے اور اگر کسی کی لونڈی سے نکاح کرے اور اسکا مالک شرط کرے کہ اولاد میری ملک ہو گی اور حمل رہنے کے بعد اس لونڈی کو شوہر خریدے تو ام ولد نہیں ہوتی اور اگر کنیز کو کسی شخص سے بیاہ دیا ہو بعد اس کے اس سے وطی کرے تو گو خلاف شرع کیا۔ لیکن اگر حمل رہ جائے تو کنیز ام ولد ہو جائے گی (۲) شرط یہ ہے کہ اس کنیز کا بچہ کافر اور اور قاتل اور محروم الارث نہ ہو اور استیلاد کے خواص سے یہ تین چیزیں ہیں (۱) یہ ہے کہ ام ولد کو مدبر کر سکتا ہے (۲) اسکو مکاتب کر سکتا ہے (۳) اسکی بیع جائز نہیں۔ لیکن اگر ام ولد ہو جانے کے بعد مالک اسکی قیمت ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو اسکی قیمت میں اسکو فروخت کر سکتے ہیں اور بعض مجتہد اس موقع کے سوا انیس جگہ اور بھی لکھتے ہیں جہاں ام ولد کا بیع کرنا جائز ہے لیکن حدیث میں بھی ایک مقام منقول ہوا ہے۔ **دوسرا موقف** سرایت ہے یعنی جس وقت کوئی شخص اپنے نصف غلام کو آزاد کر دے تو دوسرا نصف بھی خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر اس غلام میں دوسرا شخص شریک ہوگا تو شریک کے حصہ کے دام اس شخص کے ذمہ ادا کرنے لازم ہونگے اور سرایت

ہیں چار چیزیں شرط ہیں (۱) رہنے کے گھر اور خدمت کے غلام اور سواری کے جانور اور پہننے کے لباس کے سوا اپنا اور اپنے عیال کا ایک دن کا خرچ اور شریک کے حصہ کی قیمت کا مالک ہو اور اگر مفلس ہوگا تو غلام خود کما کر دے گا اور بعض کہتے ہیں کہ اگر شریک کی ضرر رسانی کی نظر سے آزاد کیا ہے تو شریک کے حصہ کے دام آقا کو دینے پڑیں گے اور اگر نادار ہے تو عتق باطل ہوجائیگا اور اگر ثواب کی نظر سے عتق کیا ہے تو دونوں صورتوں ہیں یعنی آقا مالدار ہو یا مفلس غلام کو روپیہ دینا پڑے گا اور اگر غلام ہی ادائے قیمت سے عاجز ہو تو نصف آزاد اور نصف غلام رہے گا اور یہی حال اس شی کی کمائی کا ہے اور مجتہدوں میں اختلاف ہے کہ شریک کے دام دینے سے پہلے آزاد کہلائے گا یا دام دینے کے بعد آزاد ہوگا دوسرا قول صحیح تر ہے اسلئے کہ آزاد کرنا ملکیت کے بعد ہوتا ہے اور ملکیت دام دینے پر ہوگی (۲) اپنے اختیار سے آزاد کرے پس اگر کسی شخص کے ماں باپ غلام ہوں اور نصف اسکا میراث میں اسکو پہنچ جائے تو سرایت اسمیں جاری نہ ہوگی (۳) کوئی حق اس قسم کا جو بکنے سے مانع ہو مثل وقف اور تدبیر کے اس غلام سے تعلق نہ (۴) اول اپنا حصہ آزاد کرے پس اگر شریک کا حصہ پہلے آزاد کرے گا تو اسکا حصہ سرایت سے آزاد نہیں ہوسکتا ہے تیسرا موقف ملک ہے یعنی مرد کا اپنے گیارہ رشتہ داروں کا مالک ہونا (۱) باپ

احکام ملک

(۲) ماں (۳) دادا۔نانا (۴) دادی۔نانی (۵) اولاد بیٹا خواہ بیٹی (۶) اولاد کی اولاد پسری خواہ دختری کسی طبقہ کی ہو (۷) بہنیں (۸) پھوپی (۹) خالہ کسی طبقہ کی ہو (۱۰) بھتیجے اور بھائی کے پوتے پڑپوتے نواسے بھتیجے نیچے تک (۱۱) بھانجی اور بہن کے پوتے پڑپوتے نواسے کسی درجہ کے ہوں جب کوئی شخص ان رشتہ داروں کا کسی طرح مالک ہوجائے تو فوراً یہ لوگ آزاد ہوجاتے ہیں اور دودھ کے محرمات کے آزاد ہونے میں اختلاف ہے۔ اشہر یہ ہے کہ دودھ کے رشتہ دار بھی آزاد ہوجاتے ہیں اور اگر نصف حصہ قرابت کی وجہ سے آزاد ہو تو آیا دوسرا حصہ سرایت سے آزاد ہوجائے گا اور شریک کے حصہ کی قیمت دینی پڑے گی یا نہیں اسمیں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اگر اپنے اختیار سے مالک ہوا ہی اور مالدار ہے تو قیمت دینا لازم نہیں اور عورت پر ماں باپ اور دادا دادی نانا نانی اور اولاد کے سوا اور رشتہ دار آزاد نہیں ہوتے۔ چوتھا موقف۔ عوارض کے بیان میں واضح ہو جس وقت آٹھ چیزوں میں سے کوئی چیز عارض ہو تو غلام خود بخود آزاد ہوجاتا ہے (۱) یہ کہ اندھا ہوجائے (۲) کوڑھی ہوجائے (۳) برص ہے اور بعض مجتہدین کے نزدیک مبروص آزاد نہیں ہوتا (۴) جسوقت آقا اپنے غلام کی ناک کان کاٹ لے یا ہاتھ پاؤں توڑ دے (۵) لنگڑا ہوجانے سے چل نہ سکے (۶) میاں سے پہلے غلام کا مسلمان ہوجانا (۷) لاوارث کا وارث رشتہ دار جو کسی کا غلام ہو حاکم شرع کے حکم سے میت کے مال سے خریدنے کے بعد اسکا وارث گردانا جاتا ہے اور اگر اسکا مالک انکار کرے تو حاکم جبراً اس سے فروخت کرائے گا (۸) جسوقت ماں باپ میں سے کوئی آزاد ہو اور دوسرے کا مالک

احکام عوارض

اولاد کی غلامی کو شرط نہ کرے تو وہ اولاد آزاد ہوتی ہے۔ **چوتھا مطلب کفار سے جہاد کرنے کے بیان میں** اور اس میں کئی فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** جہاد کے ثواب کے بیان میں واضح ہو کہ جہاد اسلام کا رکن اعظم ہے اور جہاد کی فضیلت اور رغبت دلانے پر اور اسکے ترک کرنیوالے کی مذمت پر بہت سی آیتیں قرآن میں وارد ہیں اور جہاد اور مرابطہ یعنی سرحد کی حفاظت کرنے کے باب میں بہت سی حدیثیں منقول ہیں از انجملہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے حضرت نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَغُدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا یعنی اسی کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ راہ خدا میں جب کوئی صبح یا شام کو جائے ایک دفعہ کا جانا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور یہ بھی ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی السَّیْفِ وَتَحْتَ ظِلِّ السَّیْفِ وَلَا یُقِیْمُ النَّاسُ اِلَّا بِالسَّیْفِ وَالسُّیُوْفُ مَقَالِیْدُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ یعنی تمام خوبیاں تلوار میں اور تلوار کے سایہ میں ہیں اور آدمی بدون تلوار کے سیدھے نہیں ہوتے۔ اور تلوار بہشت و دوزخ کی کنجی ہے اور ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ اس خون کے قطرے سے جو خدا کی راہ میں بہے۔ کوئی قطرہ خدا کے نزدیک محبوب نہیں اور بھی آنحضرت سے منقول ہے کہ رِبَاطُ لَیْلَۃٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ شَهْرَیْنِ یعنی ایک شب کی حفاظت ملک اسلام کی سرحد کی رضائے خدا کے لئے دو مہینے کے روزے رکھنے سے بہتر ہے۔ **دوسری فصل** جہاد اور اسکی شرائط کے بیان میں واضح ہو کہ جہاد نص اور اجماع کی رو سے واجب ہے اور جہاد کا وجوب کفائی ہے یعنی جس صورت میں وہ گروہ جو کفار کے مقابل ہووے مقابل کے لئے کافی ہو تو باقی لوگوں سے فرض ساقط ہے ہاں اگر امام کسی خاص شخص کو تخصیص کے ساتھ مصلحت سے طلب کرے تو اسپر جہاد واجب عینی ہو جائیگا اسی طرح اگر نذر کرے یا کسی کی جانب سے اجیر ہو یا دونوں لشکروں کے ملنے کے وقت جب صف بندی کی جائے۔ لشکر میں موجود ہو جہاد واجب عینی ہو جاتا ہے اور اگر مسلمان اسقدر قلیل ہوں کہ جب تک سب ملکر مقابلہ نہ کریں کام نہ چلے تو اس صورت میں بھی جہاد واجب عینی ہے اور جہاد بارہ شرطوں سے واجب ہوتا ہے (۱) شرط مرد ہونا پس عورت اور خنثیٰ المشکل پر جہاد واجب نہیں (۲) بالغ ہونا پس طفل پر واجب نہ ہوگا (۳) عاقل ہونا پس دیوانہ پر واجب نہیں (۴) آزاد ہونا پس غلام پر واجب نہیں اگرچہ مدبر یا مکاتب ہو اور کوئی حصہ مکاتب کا آزاد بھی ہو چکا ہو۔ لیکن امام علیہ السلام آقا کی اجازت سے غلام کو جہاد میں لیجائیں تو جائز ہے (۵) بوڑھا نہ ہو اسلئے کہ ضعیف جنگ کی طاقت نہیں رکھتے (۶) قواعد حرب و ضرب کو جانتا ہو ورنہ واجب نہیں (۷) اندھا اور ایسا لنگڑا نہ ہو کہ پیدل اور سوار نہ چل سکے (۸) تندرست ہو بیمار پر واجب نہیں۔ لیکن جن جن صورتوں میں جہاد کرنے سے عاجز ہو آیا اسپر واجب ہے کہ کسی کو اپنے طرف سے نوکر کرکے بھیجے اس مسئلہ میں اختلاف ہے (۹) اپنے اور اپنے عیال کے خرچ خوراک پر قادر ہو (۱۰) سواری کے لئے جانور رکھتا ہو پس اگر میسر نہ آئے تو

واجب نہیں خواہ مسافت دور ہو یا نزدیک اور بعض مجتہدین فرماتے ہیں کہ جس صورت میں آٹھ فرسخ کا راستہ ہو تو اس صورت میں سواری شرط ہے اور اگر کوئی شخص کسی شخص کو خرچ و خوراک اور سواری جہاد کرنے کے واسطے دے تو اس صورت میں جہاد کو جانا واجب ہے اور اگر جہاد کیلئے نوکر رکھے تو نوکری کرنا واجب نہیں (۱۱) آدمی مقروض نہ ہو پس اگر قرض کی میعاد ہو چکے اور قرضخواہ مانگتا ہے اور دینے پر قدرت رکھتا ہو تو اس صورت میں جبتک قرض کو ادا نہ کرے یا ضامن نہ دے یا کوئی چیز رہن نہ چھوڑے تو بے مرضی قرضخواہ کے جہاد کو نہیں جا سکتا ہاں اگر امام علیہ السلام طلب کریں تو جانا واجب ہو جائیگا۔ اگرچہ قرضخواہ اجازت نہ دے لیکن سنت ہے کہ ایسے موقعوں میں نہ رہنے جہاں خوف مارے جائیکا ہو مثلاً صف سے آگے بڑھکر کھڑا ہونا مبارز کو للکارنا اور اگر قرض کی میعاد باقی ہے یا ختم ہو چکے لیکن دینے پر قادر نہیں تو ان دونوں صورتوں میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ قرضخواہ روک نہیں سکتا ہے (۱۲) والدین کی اجازت ہو پس اگر بالتخصیص امام نے نہ طلب کیا ہو تو بغیر اذن والدین جہاد کو نہیں جا سکتا۔ پس یہ بارہ شرطیں متحقق ہو جائیں تو حالت حضور امام میں واجب ہے کہ خود جہاد کو نکلے یا کسی کو اپنی طرف سے نوکر رکھ کر بھیجے۔ لیکن امام اگر اسکو خود طلب کریں تو نائب نہیں بھیج سکتا۔ چنانچہ سابقاً مذکور ہوا۔ اور جسوقت لاچار ہو مثلاً بیمار ہو جائے تو پلٹنے کا اختیار حاصل ہوگا اگرچہ دونوں لشکر مقابل ہو گئے ہوں لیکن اگر بیماری کے سوا دوسرا عذر ہوا ہو مثلاً آقا غلام کی اجازت دینے سے پشیمان ہو کر اس کو واپس طلب کرے تو اس صورت میں اگر لڑائی شروع نہیں ہوئی تو پلٹ جانا واجب ہے اور اگر دونو لشکر مقابل ہو چکے ہوں تو پلٹنا جائز نہیں اور غیبت امام علیہ السلام میں بھی جس صورت میں دشمن مسلمانوں کے ملک میں چڑھ آئیں اور ان کے حملہ سے اسلام کو صدمہ پہنچے تو جہاد واجب ہو جاتا ہے

تیسری فصل۔ اس بیان میں کہ کس کس فرقہ سے جہاد کرنا واجب ہے پس واضح ہو کہ تین گروہ سے لڑنا واجب ہے (۱) کفار حربی اور وہ دو فرقے ہیں اول جو مرد بالغ خدا کے سوا آفتاب وغیرہ ستاروں یا بتوں کو پوجتے ہوں دوسرے جو لوگ ملحد اور دہریے ہوں اور کسی چیز کی پرستش کے معتقد نہ ہوں تو حال حضور امام میں دونو گروہ سے جبتک مسلمان نہ ہوں لڑنا چاہیئے اور جزیہ ان سے قبول نہیں کر سکتے۔ دوسرا گروہ اہل کتاب ہیں اور یہ بھی دو فرقہ ہیں اول وہ جماعت جسکے پاس ایک کتاب ہے اور ایک پیغمبر کے معتقد ہیں جیسے یہود کہ توریت اور موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں اور نصاریٰ کہ انجیل اور عیسیٰ روح اللہ کے قائل ہیں اور دوسرے وہ فرقہ جن کے پاس کتاب نہیں اور نہ کسی پیغمبر کے قائل ہیں۔ لیکن ایک کتاب اور ایک پیغمبر پیش خود قرار دیتے ہیں جیسے مجوس کہ زردشت کو نبی اور ژند کو کتاب جانتے ہیں اور حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ان کے پاس ایک کتاب تھی جسکو انہوں نے جلا دیا اور ایک پیغمبر ان پر بھیجا گیا تھا جس کو انہوں نے مار ڈالا اور جو کتاب وہ پیغمبر انکے پاس لایا تھا۔ بارہ ہزار گائے

جہاد کس سے جائز ہے

کی کھال پر مرقوم تھی ان دو فرقوں سے جب تک اسلام نہ لائیں یا جزیہ قبول نہ کریں جہاد واجب ہے اور جزیہ کی بارہ شرطیں ہیں (۱) مقدار جزیہ کہ امام یا نائب امام ہر سال انکے مردان بالغ وعاقل پر اسم وار تجویز کرے اسکو قبول کریں اگرچہ بوڑھے اور لنگڑے اور اپاہج ہوں یا ان کی زمینوں پر محصول لگایا جائے اسکو تسلیم کریں اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا غلام بھی جزیہ دیگا یا نہیں اقرب یہ ہے کہ نہ دے گا اور بعض مجتہدین نے یہ تفریق کی ہے کہ اگر غلام مسلمان کا ہے اسپر جزیہ واجب نہیں اور اگر کافر کا غلام ہے تو اسپر یہ جزیہ واجب ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا جزیہ کوئی مقدار معین ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مقرر فرمایا تھا کہ نادار ہر سال بارہ درہم اور مالدار ایک سو چالیس درہم اور متوسط چوبیس درہم دیا کریں یا کوئی مقدار جزیہ کی شرعاً معین نہیں بلکہ امام کی رائے پر مدار ہے جو تجویز کرے دوسرا قول صحیح تر ہے کیونکہ ذلت وخواری کے یہی مناسب ہے اور جو مقدار حدیث میں معین ہوئی ہے اسکا یہ مقصود ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے نزدیک اسوقت یہی مقدار مناسب ومصلحت وقت تھی اور اگر اثنائے سال میں کچھ لوگ ان دونوں گروہوں سے مسلمان ہو جائیں تو انسے اس سال کا جزیہ ساقط ہو جائے گا (۲) شرط مطیع الاسلام یعنی مسلمانوں کے حکم کی پابندی کرنا (۳) شرط جو بات امان کے منافی ہو ان سے سرزد نہ ہو یعنی مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ اور کفار کی اعانت نہ کریں۔ اگر تینوں شرائط میں خلل واقع کریں تو حربی ہو جائیں گے خواہ جزیہ کے وقت ان باتوں کی شرط ٹھیری ہو یا نہ ٹھیری ہو اور خواہ عمداً کیا ہو یا سہواً (۴) شرط یہ ہے کہ مسلمان عورتوں سے نکاح اور زنا نہ کریں (۵) شرط یہ ہے کہ فتنہ اور شرارت کو ترک کریں مثلاً کسی مسلمان کو راہ سے بے راہ نہ کریں۔ (۶) شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ رہزنی نہ کریں (۷) شرط یہ ہے کہ کفار کے جاسوسوں کو اپنے گھروں میں جگہ نہ دیں اور کفار کو مسلمانوں کے حالات سے واقف نہ کریں اور کوئی خبر مسلمانوں کی ان کو نہ لکھیں (۸) شرط یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد یا عورت کو قتل نہ کریں ان شرطوں کو اگر جزیہ مقرر کرنے کے وقت شرط کر لیا ہو اور وہ لوگ اسپر عمل نہ کریں تو حربی ہو جائینگے (۹) شرط یہ ہے کہ خدا ورسولؐ کو دشنام نہ دیں اور قرآن وکتاب اور مسلمانوں کے دین کی حقارت نہ کریں۔ کہ عیاذاً باللہ خدا ورسولؐ کو برا کہیں۔ تو یہ واجب القتل ہو جائیں گے اور اگر دین کی حقارت نہ کرنے کی شرط ہو تو اسکی مخالفت سے حربی ہو جائینگے (۱۰) شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کی بستی میں کوئی حرام کام علی الاعلان نہ کریں جیسے شراب پینا، سور کھانا ماں بہن سے نکاح کرنا (۱۱) شرط یہ ہے کہ کوئی نیا معبد ملک اسلام میں نہ بنائیں اور بلند آواز سے اپنی کتابوں کو نہ پڑھیں اور ناقوس یعنی (سنکھ) نہ بجائیں اور اپنے مکانوں کو مسلمانوں کے مکانوں سے اونچا نہ لیجائیں اور برابر بھی نہ بنائیں بلکہ نیچا رکھیں ان شرائط کا صلحنامہ میں اگر ذکر آگیا ہو تو ان کی مخالفت سے بھی حربی ہو جائیں گے (۱۲) شرط یہ ہے کہ اس وضع قطع سے رہیں کہ مسلمانوں سے مشتبہ نہ ہوں

مثلاً ان کا لباس مسلمانوں کے لباس کے خلاف ہو اور سواری میں بھی مسلمانوں کی سواری سے کچھ فرق ہو اور ایک طرف پاؤں لٹکا کر سوار ہوں اور گھوڑے پر اور زین پر سوار نہ ہوں اور ان کی عورتیں بھی اسی قسم سے باہر نکلیں کہ مسلمانوں کی عورتوں سے امتیاز ہو اور سڑک کے گولہ پر نہ چلیں بلکہ دہنے بائیں بچکر چلیں اور اپنے ارادہ کے لیئے لقب اور کنیت قرار نہ دیں اس شرط کو مجتہدین نے ذکر کیا ہے۔ لیکن حدیث میں مذکور نہیں اور ذمی کو حجاز میں گھر بنانا جائز نہیں اور حجاز سے مراد مکہ مدینہ اور طائف اور اس کی نواح ہے ہاں آنا حجاز میں ناجائز نہیں اور قرآن کا خریدنا جائز نہیں اگر خریدیں گے تو مالک نہ ہوں گے اور بعض مجتہدین کتب حدیث کا بھی یہی حکم جانتے ہیں اور بعضے مجتہدین اس کو مکروہ کہتے ہیں اور تیسرا گروہ کہ جن کا قتال واجب ہے باغی اور خوارج ہیں اور ان سے وہ گروہ مراد ہے جو امام زماں سے باغی اور روگرداں ہو جائے جبتک روبراہ نہ ہوں یا کل مارے نہ جائیں لڑنا واجب ہے اور اگر پراگندہ ہو جائیں تو دیکھا جائے گا کہ آیا جو لڑنے آئے تھے ان کے سوا اور کوئی گروہ باقی ہے یا نہیں اگر باقی ہے تو ان باغیوں کا پیچھا کرنا اور قتل کرنا اور پکڑنا واجب ہوگا اور دوسری بات میں کسی بات کی ضرورت نہیں ان کا شکست کھانا اور بھاگ جانا کافی ہے اور اس بات پر کل علما کا اتفاق ہے کہ باغیوں کی اولاد کو اور عورتوں کو لونڈی غلام نہیں بنا سکتے اور اسی طرح ان کے ان مالوں پر جو میدان جنگ کے باہر ہو قبضہ نہیں کر سکتے۔ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور جو سامان ان کا لشکر میں موجود تھا اسکے باب میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک اسکی لوٹ معاف ہے اور بعض کے نزدیک وہ بھی غنیمت نہیں ہو سکتا۔ چوتھی فصل کفار سے لڑنے کی کیفیت کے بیان میں واضح رہے کہ جہاد سے ستائیس امر متعلق ہیں تین واجب دس حرام چھ سنت آٹھ مکروہ، وہ تین جو واجب ہیں ان میں کا پہلا امر اسلام کی دعوت ہے اس وجہ سے کہ جب تک امام یا نائب کفار کو اقرار شہادتین یعنی وحدانیت خدا اور نبوت محمد مصطفٰے اور جمیع شرائع اور احکام اسلام کی دعوت نہ کرے جنگ کی ابتدا جائز نہیں پس اگر کوئی مسلمان دعوت سے پہلے کسی کافر کو مار ڈالے تو گنہگار ہوگا البتہ قصاص اور دیت (یعنی خون بہا) لازم نہیں اور یہ دعوت ان لوگوں کے لئے لازم ہے جن کو پیغمبر خدا کی پیغمبری کی خبر نہ پہنچی ہو اور جس جماعت کو اسبات کی اطلاع مل چکی ہے ان کے لئے دعوت لازم نہیں بلکہ سنت ہے دوسرے جب امام حکم فرمائے تو جہاد کو نکلنا واجب ہے (۳) قریب کے دشمنوں سے جنگ شروع کرنا ہاں اگر دور والوں سے زیادہ خطرہ ہو یا نزدیک والوں سے امام نے کسی مصلحت سے صلح کر لی ہو تو اس صورت میں دور والوں سے ابتدا کر سکتے ہیں اور بعض عالم اسبات کو سنت جانتے ہیں اور وہ دس امر جو حرام ہیں انمیں پہلا امر یہ ہے کہ چاروں بزرگ مہینوں میں یعنی محرم رجب ذیقعد، ذی الحجہ میں لڑے جن میں لڑائی حرام ہے اسی وجہ سے ان مہینوں کو اشہر الحرام یعنی حرام

امور متعلق جہاد

مہینے کہتے ہیں مگران مہینوں میں اس قوم کے ساتھ لڑنا حرام ہے جوان مہینوں کی حرمت کے قائل ہوں پس اگر وہ کافر جو ان مہینوں کی حرمت کے قائل نہ ہوں اور اپنی جہالت سے ان مہینوں کو نہ مانتے ہوں تو مسلمانوں کو ان سے ان مہینوں میں لڑنا حرام نہ ہوگا (۲) امام علیہ السلام کی ممانعت پر مبارزت یعنی میدان میں نکلنا (۳) میدان سے صف آرائی کے بعد بھاگنا جس حالت میں کافر مسلمانوں سے دوچند نہ ہوں اگرچہ مارے جانے کا خوف ہو لیکن اگر بھاگنے سے کوئی تدبیر اور حیلہ مقصود ہو یا آفتاب کو پشت پر لینا یا کسی اونچی جگہ پر چڑھنا یا پانی پر پہنچنا۔ یا کسی پہاڑ یا ٹیلے کی آڑ لینا مقصود ہو یا مسلمانوں کے دوسرے غول میں پہنچنے کا قصد ہو تو بھاگنا نہیں کہلاتا۔ اور اگر دشمن مسلمانوں سے دوچند ہوں تو کل علماء کے نزدیک کھڑا رہنا واجب نہیں۔ لیکن اگر فتح کا گمان ہو تو جما رہنا سنت ہے (۴) عورتوں کو قتل کرنا اگرچہ وہ اپنے مردوں کی مددگار رہوں اسی طرح ان کے بچوں اور مجنونوں کو قتل کرنا حرام ہے (۵) ایسے بڈھوں کو قتل کرنا جو لڑنے سے اور لڑائی کی تدبیروں سے عاجز ہوں۔ لیکن کفار کے غلاموں کو جب مسلمانوں سے لڑیں قتل کرنا لازم ہے (۶) ناک کان کاٹنا (۷) بدعہدی کرنا یعنی جس صورت میں امام نے امان دیدی ہو پھر ان کو قتل کرنا (۸) غلول یعنی کوئی چیز مال غنیمت سے مخفی کر لینا (۹) صلح کے بعد لڑنا (۱۰) کھانے پینے میں زہر ملاتا لیکن اس تدبیر کے سوا دفع ممکن نہ ہو تو حرام نہیں اور بعض عالم اسکو مکروہ جانتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر گمان ہو کہ کفار کے ملک میں کوئی مسلمان ہے اس صورت میں یہ فعل حرام ہے اور وہ چھ امر جو سنت ہیں ان میں پہلا امر یہ ہے کہ دونوں لشکروں کے مقابلہ ہونیکے وقت جب لڑائی شروع ہو یہ دعا پڑھے کہ جناب حضرت رسالت پناہ اسکو پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ مُجْرِيَ السَّحَابِ اَهْزِمِ الْاَحْزَابِ يَا صَرِيْخَ الْمَكْرُوْبِيْنَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ يَا كَاشِفَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ اِكْشِفْ كَرْبِيْ وَغَمِّيْ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ حَالِيْ وَحَالَ اَصْحَابِيْ فَاكْفِنِيْ بِقُوَّتِكَ عَدُوِّيْ (۲) اگر بن پڑے تو ظہرین کو پڑھکر زوال کے بعد لڑائی شروع کریں کہ اسوقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور فتح اور نصرت اور رحمت نازل ہوتی ہے اور رات بھی نزدیک ہوتی ہے زیادہ آدمی بھی مارے نہیں جاتے ہیں اور اگر کوئی لڑائی سے بھاگے گا تو نجات پائے گا (۳) امام کو چاہیئے کہ لشکر کو تیز نہ لیجائے بلکہ دہیمی چال چلے (۴) واقفکاروں سے مشورہ کرے (۵) جس منزل میں پانی اور گھاس زیادہ ہو اس موقع کو اختیار کرے (۶) اگر کسی کا جانور تھک جائے اور دوسرا جانور نہ ہو تو اس کا اسباب اپنی سواری پر رکھ لے اور جس جس طریق سے لڑنا ممکن ہے اور فتح معلوم ہو کل طریق جائز ہیں مثلاً مکانوں کا گرانا، قلعوں کا منہدم کرنا منجنیق لگا کر پتھر برسانا اور سوداگروں کو آمد و رفت سے روکنا اور ان کا قتل کرنا گو ان میں مسلمان قیدی یا بچے یا عورتیں یا بوڑھے آدمی ہوں اور وہ بھی مارے جائیں اور آگ سے جلانا اور درختوں کا کاٹنا اور پانی کا بند کرنا ضرورت کے ساتھ سب جائز ہے اور ایک

مطلب

روایت میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ پانی کا بند کرنا حلال نہیں علمائے اس سے یہ مطلب
لیا ہے کہ بلاضرورت انکے پانی میں زہر ملانا مقصود ہے. وہ آٹھ امر جو مکروہ ہیں (۱) اپنے ہاتھ سے کافر باپ کو
قتل کرنا مکروہ ہے (۲) بے ضرورت شب خون مارنا (۳) بلا سبب زوال سے پہلے قتل کرنا (۴) بلا وجہ اپنی
سواری کے پاؤں کاٹ ڈالنا گو چل نہ سکتا ہو اور اگر ضرورت ہو تو ذبح کر ڈالے کہ پے کرنے سے بہتر ہے ہاں
کافروں کے جانوروں کو پے کرنا جائز ہے کہ انکے سبب سے ان کا زور گھٹ جائیگا (۵) بلا حکم امام یعنی بے اجازت
لئے غازی کا میدان میں نکلنا اور بعض اسکو حرام جانتے ہیں (۶) اسیر کو تنگ کرنا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو سوائے عقبہ ابن معیط کے اس طرح قتل نہیں کیا (۷) جس حالت
میں اور تدبیر سے فتح ممکن ہو تو مکانوں کا گرانا گھروں کا توڑنا پانی کا بند کھول کر اسکو بہا دینا آگ سے جلانا
درختوں کا کاٹنا خصوصاً چھوہاروں کا بہت مکروہ ہے (۸) لڑائی کے بعد ان کے جانوروں کا قتل کرنا ہاں
لڑائی کے وقت مضائقہ نہیں۔ پانچویں فصل کفار کو امان دینے کے بیان میں واضح ہو کہ ہر مسلمان کو

کفار کو امان دینے کا بیان

اختیار ہے کہ کسی کافر کو امان دے بلکہ مسلمان غلام اور مسلمان عورتیں کافروں کو امان دیسکتے ہیں البتہ دیوانہ اور
نابالغ کا امان دینا اور جسکی عقل شراب یا بیہوشی کی دوا کھانے سے سلب ہوگئی ہو یا نیند میں ہو یا کافروں نے زبردستی
کسی سے امان لے لی ہو ان سب کا اعتبار نہیں اور اگر کوئی مسلمان جو کافروں کے ہاتھ میں قید ہو بے
زبردستی اپنی خوشی سے کسی کافر کو امان دے تو صحیح ہے اسی طرح پر جو بیوپاری کفار کے ملک میں آمد ورفت
رکھتے ہوں یا جو مسلمان کفار کے مزدور یا نوکر ہوں پناہ دے تو صحیح ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ملک
کفر میں پناہ دی ہو اور اگر کوئی مسلمان بیان کرے کہ میں نے فلاں کافر کو امان دی ہے تو اگر اس
نے اس کافر کے گرفتار ہونے سے پہلے اسکو امان دی ہے تو اس کا قول مسموع ہوگا اور اگر اسیری کے
بعد پناہ دینا ظاہر کرے تو لغو ہے اور امان کے دو لفظ ہیں اول أَجَرْتُكَ یعنی میں نے تجھکو امان دی ہے اور
دوسرے أَمَنْتُكَ اسکے بھی یہی معنی ہیں یعنی میں نے تجھے امان امان دی اور لفظ أَذِمْتُكَ یعنی میں تیرا
ذمہ دار ہوں اور لفظ اَنْتَ فِیْ ذِمَّۃِ الْاِسْلَامِ یعنی تو اسلام کی پناہ میں آیا ہے امان دینے پر صریح دلالت کرتا
ہے اور اگر کچھہ لکھہ دے جس سے یہ معلوم ہو کہ امان دینے کے قصد سے لکھا ہے خواہ عربی میں ہو خواہ فارسی
میں وہ بھی معتبر ہے مثلاً یہ لکھدے کہ مت ڈرو اور اگر اس قسم سے اشارہ کرے کہ اس سے امان دینا سمجھا جاوے
اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب پناہ دیدے تو اپنے قول کو پورا کر دینا واجب ہے جس شرط سے امان
دی ہو اسکو بجا لانا چاہیئے ہاں یہ دیکھہ لینا ضرور ہے کہ وہ شرط خلاف شرع تو نہیں اور اگر کافر کسی خبر کو
امان سمجھکر دار الاسلام میں چلے آئیں تو ان سے معترض ہونا نہیں چاہیئے تاوقتیکہ وہ اپنے مکانوں پر نہ
پہنچ جائیں اور امان دینے کا وقت گرفتاری کے قبل ہے پس اگر گرفتار ہونے کے بعد امان دے تو
صحیح نہیں اور امام کو اسیر یا فتح کرنے کے بعد بھی اختیار ہے۔ چھٹی فصل صلح کے احکام میں واضح ہو

کہ جسوقت امام کے نزدیک لڑائی کا ملتوی کرنا اور صلح کرلینا مصلحت ہو اسکو اختیار ہے کہ صلح کرلیوے لیکن
ایک سال سے زیادہ میعاد نہ رکھے اور مسلمانوں میں بہت ضعف ہوگیا ہو تو دس برس تک جائز ہے اور صحیح یہ ہے
کہ جس عرصہ تک امام مصلحت سمجھے صلح کرے کوئی حد مقرر نہیں ہے اور اگر صلح میں کچھ دینا پڑے تو اس کا
دینا واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ واجب نہیں اور صلح کرنے کا اختیار امام اور
نائب امام کے سوا کسی کو نہیں یعنی جس طرح ہر مسلمان امان دینے کا مختار ہے صلح کا مختار نہیں اور جب
امام کفار سے صلح کرے تو کافروں کی جان اور مال کی حفاظت واجب ہوجائے گی اور جو شرط مشروع
ٹھیر جائے اسپر قائم رہنا واجب ہے اور اگر امام صلح کرنیکے بعد انتقال کرجائے تو نئے امام پر واجب ہی
کہ امام سابق کی شرائط پر قائم رہے اور اگر کفار ایسا کام کریں جو صلح کے مخالف ہو تو صلح باطل ہوجائے گی
اور اگر بعض ایسا کام عمل میں لائیں تو خاص ان ہی بعض کے حق میں صلح باطل ہوگی اور جسوقت امام کو یہ بات
معلوم ہو کہ کفار صلح توڑنا چاہتے ہیں یا کوئی خیانت ان سے وقوع میں آنیوالی ہے اور یہ بات خیالی نہ ہو
بلکہ یقینی طور پر ہوئے تو اس صورت میں امام کو چاہیئے کہ صلح کو برطرف کردے اور جسوقت ان کفار میں جن
سے مسلمانوں کی صلح ہو کوئی جھگڑا پیش آئے اور وہ امام سے نالش کرے تو امام قانون اسلام کے موافق
فیصلہ کرے اور یہود و نصاری اپنا جھگڑا پیش کریں تو امام کو اختیار ہے خواہ اسلام کے موافق اس میں حکم
لگادے یا انحراف فرمائے۔ ساتویں فصل غنیمت کے بیان میں اور اسکے احکام اور تقسیم کی توصیف میں
واضح ہو کہ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو مجاہد بقہر و غلبہ کفار سے چھین لیں اور اسکی تین قسم ہیں (۱) مال
منقولہ جیسے اثاث البیت اور مثل اس کے لیکن عمامہ وغیرہ لباس بدن جو وہ پہنے ہو اور شمشیر، نیزہ، زرہ
اور سپر وغیرہ ہتیار جو وہ لگائے ہو اور جس گھوڑے پر وہ سوار ہے یا اس کے ساتھ میدان میں کوتل ہووے
یہ سب اس غازی کا حق ہے جس نے اس کافر کو قتل کیا الا انگشتری اور پیٹی اور ہمیانی کے باب میں
اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ قاتل کا حق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر امام نے کہہ لیا ہو تو غازی کا مال
ہے ورنہ غنیمت میں شمار ہونگے اور جب غنیمت کو جمع کرچکیں تو اول امام نوکروں اور مزدوروں کی
تنخواہیں جدا کرے خواہ وہ لوگ سائیس اور گھسیارے ہوں یا کسی اور مصلحت کی وجہ سے نوکر رکھے گئے
ہوں بعد اسکے مال کا خمس نکال کر مستحقوں کو پہنچائے بعد اسکے عورت اور بچہ اور غلام اور کافر جو مسلمانوں
کی مدد کو آئے ہوں اور معرکہ میں موجود ہوں تو ان کو امام جو مناسب جانے ہاتھ اٹھا کر دیدے۔ لیکن
غازیوں کے حصوں سے زائد نہ ہوں اسکا لحاظ رہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر غلام اپنے میاں کی
اجازت سے لڑنے آیا ہو تو وہ بھی غازیوں میں داخل ہے اور ان کے برابر حصہ پائے گا اور بعض کہتے
ہیں کہ اگر غلام گھوڑے پر سوار ہو تو ایک حصہ یعنی گھوڑے کا اس کے میاں کو ملے گا اور ایک حصہ سے
کم اسکو ملے گا اور وہ غلام مدبر جس کے آقا نے اپنے روز وفات سے اسکو آزاد قرار دیا ہو اور اختتام

جنگ سے پہلے اس کا میاں مرجائے اور اسکے مال کی تہائی غلام کی قیمت سے کم نہ ہو تو وہ غلام بھی سب کے
برابر حصہ پائیگا الغرض ان متفرقات خرچوں کے بعد جو بچے اسکو امام مومن مسلمان غازیوں پر جو میدان
جنگ میں حاضر ہوں اگرچہ لڑنے کی نوبت نہ آئی ہو اسی طرح جو لوگ تقسیم سے پہلے آکے شریک ہوں ان
سب پر اس تفریق سے تقسیم کردے کہ ایک حصہ گھوڑے کا اور ایک سوار کا پس سوار کے دو حصے اور پیدل کا ایک
حصہ اگرچہ اس گھوڑے سے کچھ کام نہ پڑا ہو یا لڑائی میں ہاتھ آیا ہو اور جس کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے
ہوں اسکے تین اور اگر ایک گھوڑے پر دو یا زیادہ سوار ہوں تو ایک ایک حصہ ان کو ملیگا اور گھوڑے کا جو ایک
حصہ ہے اسکو وہ سب آپس میں بانٹ لیں اور اگر کسی سوار کا گھوڑا لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے مرجائے
اور ابھی غنیمت بھی نہ جمع ہوئی ہو تو گھوڑے کا حصہ کچھ نہیں اور اگر کوئی شخص غنیمت جمع ہونے کے بعد
مرجائے تو اسکا حصہ اسکے وارثوں کو ملیگا اور سنت ہے کہ غنیمت کو وہیں کفار کے ملک میں تقسیم کردیں اور
بے عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے اور سنت ہے کہ تقسیم کے وقت امام اس جماعت سے شروع کرے جو حضرت رسول
اللہ سے قرابت رکھتے ہوں اور اگر سب اسی قسم کے ہوں تو جن کا سن زیادہ ہے اس سے شروع کریں اسکے
بعد انصار اسکے بعد اعراب اسکے بعد عجم یعنی عرب کے سوا دوسری قوموں کو حصہ دینا چاہیئے اور امام کو اختیار
ہے کہ جو چیز چاہے وہ اپنے لئے علیحدہ کرے مثلاً کوئی لونڈی یا کوئی اسباب سلطنت جو بادشاہوں کے قابل
ہو پسند کرے۔ **دوسری قسم** وہ مال ہے جو قابل نقل و تحویل نہ ہو جیسے شہر اور سڑکیں مکان زمین باغ اور
جو اس قسم کی چیزیں ہیں اور قہر و غلبہ سے انپر قبضہ ہوا اور جہاد کے وقت آباد ہوں تو خمس کے نکالنے کے
بعد خواہ اصل سے نکالیں خواہ آمدنی سے باقی جو بچے وہ کل مسلمانوں کا ہے مجاہدین کی خصوصیت نہیں اور
اسکا منتظم امام یا نائب رہیگا۔ اسکی آمدنی کو مسلمانوں کی ضرورتوں میں لگائیگا جیسے سرحدوں کی حفاظت
پلوں کا بنوانا غازیوں کی امداد اور عامل اور قاضی اور موذنوں کی تنخواہیں اور روزینہ اور جو کام ان کے
مثل ہیں اور اس جائداد کو بیچنا اور وقف کرنا یا ہبہ کرنا جائز نہیں اور اس قسم کے مال جو بے لڑے بھڑے
مل جائیں۔ یا جنگ کے وقت خراب ہوں یعنی عمارات ویران پڑی ہوں اور جو زمینیں جوتی نہ جاتی ہوں
وہ خاص امام کا حق ہیں کسی لشکری کو اس میں دخل نہیں اور اگر مسلمان از خود بے اذن امام کسی ملک پر
چڑھ جائیں تو جو لوٹ ان کے ہاتھ آئے گی وہ کل حق امام کا ہے۔ **تیسری قسم** بندی اور قیدی ہیں جو
معرکہ میں گرفتار ہوں پس عورتیں اور بچے گرفتار ہونے کے ساتھ ہی اس شخص کی ملک کہلائیں گے جسنے
ان کو گرفتار کیا اور ان کا مارنا جائز نہیں لیکن جو مرد جو لڑائی میں پکڑے جائیں ان کے باب میں امام کو
اختیار ہے مارے یا ہاتھ پاؤں کاٹے یا ناخن اتروائے یہانتک کہ مرجائیں اور جو جنگ کے بعد گرفتار
ہوں اور مسلمان ہو جائیں تو ان کا مارنا جائز نہیں بلکہ امام کو اختیار ہے کہ احسان رکھکر چھوڑ دے یا
کچھ لے کر رہا کردے۔ **خاتمہ** امر و نہی کے بیان میں واضح ہو کہ اچھے کام کے واسطے حکم کرنا اگر

وہ کام واجب ہو تو واجب ہے اور سنت ہو تو سنت ہے مثلاً نماز واجب کے واسطے حکم کرنا واجب ہے اور
نماز سنت کیلئے سنت اور منع کرنا فعل منکر یعنی زنا وغیرہ قبیح فعلوں سے واجب ہے اور فعل مکروہ سے
منع کرنا سنت ہے اور امر ونہی کا بہت ثواب ہے اور امر معروف اور نہی منکر کا واجب ہونا اجماعی ہے کسی
مجتہد کو اس میں اختلاف نہیں ہاں اسباب میں اختلاف ہے کہ یہ وجوب عقلاً ثابت ہے یا بحکم شرع دوسرا
قول قوی ہے اور اس باب میں بھی اختلاف ہے کہ آیا یہ دونوں واجب کفائی ہیں کہ جب ایک جماعت اس کام
پر کھڑی ہو جائے تو دوسروں سے فرض ساقط ہے یا جب تک وہ شخص قبول نہ کرے ہر شخص پر واجب ہے
اس میں بھی دوسرا قول قوی ہے لیکن جب تک کہ پانچ شرطیں جمع نہ ہوں واجب نہیں ہوتا اول جو شخص
امر یا نہی کرتا ہے بالغ وعاقل ہو دوسرے فعل نیک کے نیک ہونے کو اور فعل بد کے بد ہونے کو جانتا
ہو تا کہ غلطی سے محفوظ رہے تیسرے تاثیر کی امید ہو پس اگر یہ جانے کہ اثر نہ ہوگا تو واجب نہیں (۴) جس
شخص کو نصیحت کرتا ہے وہ شخص اس برائی پر آمادہ ہو۔ پس اگر وہ توبہ کرچکا ہو تو پھر نصیحت کرنا واجب نہیں
(۵) اس سمجھانے یا روکنے سے کوئی نقصان ذاتی سمجھانے والے کا نہ ہو اور نہ مسلمان کو ضرر پہنچے پس اگر
نقصان یا فساد کا یقین ہو تو سمجھانا واجب نہیں اور جب یہ کل شرطیں متحقق نہ ہوں تو پس اگر محض ناراضی کرنے
سے مطلب حاصل ہو تو اسی قدر واجب ہے اور اگر ناراضی سے کام چلتا نہ دیکھے۔ بلکہ اسکے علیحدہ ہونے سے
امید اسکی درستی کی ہو تو اس سے علیحدگی برتے اور اگر جانے کہ کنارہ کرنے سے بدون منہ سے کہے کام نہ
چلیگا تو زبان سے بملائمت اسکو نصیحت کرے اگر نرمی سے باز نہ آئے تو سختی سے منع کرے اور اگر بے مارے
درست نہ ہو تو مارنا واجب ہوگا اور اگر مارنے سے بھی سیدھا نہ ہو تو آیا اسقدر مارنا کہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائے
یا سر پھٹ جائے یا جان سے مارا جائے یہ بھی جائز ہے یا نہیں سید مرتضیٰ کے نزدیک جائز ہے کچھ حاکم
سے پوچھنے کی ضرورت نہیں لیکن حق یہ ہے کہ امام کی اجازت بدون ایسا نہیں کرسکتا اسی طرح اس میں
اختلاف ہے کہ آیا بغیر حکم امام مجرم کو سزا دے سکتے ہیں یا نہیں البتہ غیبت کے زمانہ میں بعض مجتہد کہتے
ہیں کہ آقا اپنے غلام کو سزا دیسکتا ہے اگر خود دیکھ لے یا غلام اقرار کرے یا گواہ عادل گواہی دیں۔ کہ اسنے
سزا کے قابل کام کئے ہیں، لیکن یہ شرط ہے کہ اپنی جان ومال کا یا کسی مسلمان کی جان ومال کا خوف نہ ہو
اسی طرح بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ باپ اپنے بیٹے کو اور شوہر اپنی زوجہ کو سزا دے سکتا ہے۔ اگرچہ
دونوں میاں بیوی غلام ہوں یا ایک غلام اور ایک آزاد ہو تو اس مسئلہ میں ان کے نزدیک رجم
یعنی سنگسار کرنا اور جلد یعنی کوڑے مارنا جنکو دُرّہ یا بید کہتے ہیں یکساں ہیں دونوں کا اختیار ہے بعض کے نزدیک رجم کا اختیار
نہیں اور زوجہ میں مدخولہ ہونے کی شرط نہیں ہاں نکاحی اور متاعی میں فرق پیدا ہوتا ہے اقرب
یہ ہے کہ منکوحہ اور ممتوعہ کا ایک حکم ہے اور اسباب میں اختلاف ہے آقا اور باپ اور شوہر
مجتہد جامع الشرائط ہوں یا مطلقاً ہر شخص حد جاری کرنیکا مجاز ہے صحیح یہ ہے کہ اجتہاد کی شرط

نہیں کیونکہ اس تخصیص کے کچھ معنی نہیں ٹھہرتے اس وجہ سے کہ مجتہد جامع الشرائط تو مطلقاً ہر شخص کو سزا دیسکتا ہے چنانچہ اسکا بیان آیگا اور پھر اختلاف ہے کہ آیا ایام غیبت امام کے زمانہ میں مجتہد کو سزا جاری کرنیکا اختیار ہے یا نہیں اقوی یہ ہے کہ جب تک خون اور زخم کی نوبت نہ پہنچے سزا کا اختیار رہے۔

ساتواں بابؔ

کتاب جامع عباسی کا زیارت چہاردہ معصوم علیہ السلام کے بیان میں اور ان کی ولادت اور وفات کی تاریخوں کے ذکر میں اور اس میں چار فصلیں ہیں۔ پہلی فصل ثواب زیارت میں معلوم کرنا چاہئے کہ ہر شخص کو خصوص حاجیوں کو مدینہ منورہ میں جاکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر لوگ پیغمبر کی زیارت کو جانا چھوڑ دیں تو امام جبراً اور قہراً ان کو زیارت کو بھیجے اس لئے کہ ترک زیارت میں آنحضرت پر ظلم ہے چنانچہ خود آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کرے اور میری زیارت کو مدینہ میں نہ آئے اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے وہ ظالموں میں محشور ہوگا اور حضرت پر جفا کرنا حرام ہے اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے روز اس کی شفاعت کرنی مجھ پر واجب ہوگی اور جس کی میں شفاعت کرونگا ضرور وہ جنتی ہے اور بھی وہ حضرت فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد میری قبر کی زیارت کو آئیں گے ان کا ایسا حکم ہے کہ گویا وہ دار الکفر سے ہجرت کرکے میرے پاس آئیں گے اور اگر آنے کی استطاعت نہ ہو تو دور سے سلام بھیجیں کہ مجھکو پہنچے گا اور بھی آنحضرت سے منقول ہے کہ حضرت امام حسنؑ کی جانب منہ کرکے فرمایا کہ اے فرزند جو شخص میری زندگی میں یا بعد وفات کے میری زیارت کرے یا تیرے باپ کی یا تیرے بھائی کی یا تیری زیارت کرے میں قیامت کو اس کی زیارت کرونگا یعنی دیکھنے کو آؤں گا اور اسکو گناہوں سے پاک کروں گا اور بھی منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہر امام کے تابعداروں کی گردن میں اس امام کا ایک عہد ہے منجملہ ایفائے اس عہد کے اس کی قبر کی زیارت ہے پس جو شخص کسی امام کی زیارت کرے اور رغبت اسکی زیارت کی ہو البتہ وہ امام قیامت کو اس کا شفیع بھی ہوگا اور منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام حسنؑ نے اپنے نانا سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ حقتعالی ہمارے زائروں کو کیا ثواب دے گا حضرتؐ نے فرمایا کہ جو میری یا تیرے باپ کی یا تیرے بھائی کی یا تیری زندگی میں یا بعد وفات کے زیارت کرے ہر آئینہ مجھ پر واجب ہو جائے گا کہ قیامت کے دن آتش دوزخ سے اس کو نجات دوں اور یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت نے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر یا تجھ پر اے فاطمہؑ سلام کرے تین دن تو بہشت اسپر واجب ہوتی ہے لوگوں نے سوال کیا کہ یہ زندگی میں ہے آپ نے فرمایا حیات اور

بیان زیارات

ممات دونوں میں اور جناب امام بحق ناطق جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جناب امیرالمومنینؑ کی پیادہ پا زیارت کرے تو حق تعالیٰ ہر ہر قدم کی عوض میں ایک ایک حج اور ایک ایک عمرہ کا ثواب عطا کرے گا اور زیارت کر کے لوٹنے کے وقت ہر ہر قدم پر دو دو حج اور دو دو عمرے اسکے نامۂ عمل میں لکھے جائیں گے۔ اور نیز فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت امام حسینؑ کے حق کو پہچانتا ہو اور ان کو امام مفترض الطاعت جانے اور ان کی زیارت کو آئے تو حقتعالیٰ حج قبول اور عمرۂ مبرور اسکے نامۂ عمل میں لکھے گا اور خدا کی قسم جو پاؤں زیارت کے راستہ میں گرد آلود ہوئے ہوں خواہ پیدل چلا ہو یا سوار ان کو آتش دوزخ نہ چھوئے گی اور بھی مروی ہے کہ فرمایا جو شخص تم میں سے کسیکی زیارت کرے اس نے گویا پیغمبر خدا کی زیارت کی اور جناب علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے احمد بزنطی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ عید غدیر کے دن حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی قبر پر حاضر ہو کر کہ خدائیتعالیٰ اس روز ہر مومن اور مومنہ اور مسلم و مسلمہ کے ساٹھ برس کے گناہ بحل فرماتا ہے اور جسقدر گناہگاروں کو ماہ رمضان اور شب قدر اور عید کی رات کو بخشتا ہے ان سے دو چند عذیر کے دن آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ایک درہم غدیر کے روز خیرات کرنا اور دنوں میں ہزار درہم خیرات کرنے کے برابر ہے پس غدیر کے دن برادران مومنین کو خیرات دیا کرو اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرے اور دو رکعت نماز بجا لائے اس کے نامۂ اعمال میں ایک حج مبرور لکھا جاتا ہے اور چار رکعت پڑھے تو حج عمرہ لکھا جائیگا یہی ثواب ہر امام واجب الاطاعت کی زیارت کا ہے غرض امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا بہت ثواب ہے اور بعضی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت کی زیارت ہر مومن مرد اور عورت پر واجب ہے جس نے اسکو چھوڑ دیا اسنے خدا اور رسولؐ کو چھوڑ دیا اور پیغمبر خدا کا نافرمانبردار ٹھیرا اور اسکے ایمان میں نقصان ہے اور مالداروں پر ہر سال زیارت کو جانا واجب ہے اور اگر سال گذر جائے اور زیارت کو نجائے تو اسکی عمر میں سے ایک برس کم ہو جاتا ہے اور زیارت کرنے سے عمر دراز ہوتی ہے اور جتنے دن زیارت میں صرف ہوتے ہیں ان کا عمر میں حساب نہیں کیا جاتا اور ہر ہر قدم پر ایک حج مبرور اور ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور ایک درہم جو اس راہ میں صرف ہو دو ہزار کے برابر شمار ہوتا ہے اور جو شخص حضرت امام حسینؑ کے حق کو پہچان کر زیارت کو جائے حقتعالیٰ گناہ آئندہ اور گذشتہ اسکے عفو فرماتا ہے اور عرفہ کے دن آنحضرت کی زیارت کرنا بیس۲۰ حج اور بیس۲۰ عمرہ مبرور کے برابر ہے جو کسی نبی یا امام کے ساتھ کئے ہوں اور بعض روایت میں وارد ہے کہ عرفہ کی زیارت حق شناس کی ایک حج مقبول اور دس لاکھ جہادوں کے برابر ہے جو راہ خدا میں نبی اور امام کے ساتھ کئے ہوں اور ماہ رجب کی پہلی کو زیارت کرنا گناہوں کی مغفرت کا باعث اور شعبان کی پندرھویں کے زائر کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مصافحہ کرتے ہیں اور شب قدر کی زیارت معافی گناہ کا ذریعہ ہے

اور جو شخص ایک سال میں پندرہویں شعبان کو اور عید کے دن اور عرفہ کے روز زیارت کرے ہزار حج اور ہزار عمرہ مبرورہ کے برابر ثواب پائے گا اور ہزار حاجتیں دنیا اور آخرت کی پوری ہونگی اور عاشورہ کے دن کی زیارت ایمان اور معرفت کے ساتھ عرش پر خدا کی زیارت کے برابر ہے اور مقصود اس کلام سے ثواب کی زیادتی اور عظمت ہے یعنی اس شخص کے برابر ہے جسکو خدا عرش پر پہنچائے اور زیارت اربعین یعنی بیسویں صفر کو ایمان کی علامتوں میں داخل ہے اور ہر مہینے زیارت کرنے میں ہزار شہید کے برابر ثواب ملتا ہی شہداء بدر سے اور جو شخص کسی اونچی جگہ کھڑا ہوکر آسمان کی طرف سر اٹھا کر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے تو حج و عمرہ کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت کی شہادت گاہ میں نماز پڑھنا ہر رکعت پر ہزار حج اور ہزار عمرہ اور ہزار غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور ہزار مرتبہ پیغمبر مرسل کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے ہم پلہ ہے اور ایک واجب نماز حج کے برابر ہے اور سنتی نماز عمرے کے مثل ہے اور حضرت امام حسنؑ عسکری فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص حضرت امام جعفر صادقؑ کی زیارت کرے کبھی اسکی آنکھیں نہ دکھیں گی اور بیمار نہ ہوگا اور کسی بلا میں مبتلا ہوکر نہ مریگا۔ اور حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کریگا خدا تعالی اس کے گناہوں کو بخشدے گا اور فقیر و محتاج دنیا سے نہ جائیگا اور لکہا ہے امام رضا علیہ السلام سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تمہارے باپ کی زیارت کا ثواب امام حسینؑ کی زیارت کے برابر ہے حضرت نے فرمایا البتہ پھر فرمایا جو کوئی میرے باپ کی بغداد میں زیارت کرنے آئے اسنے رسولخداؐ اور علی مرتضیٰؑ کی زیارت کی اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے فرزند ارجمند امام رضا کی زیارت خدا کے نزدیک ستر حج مبرور یا ستر ہزار حج کے برابر ہے اور حضرت امام تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کے باپ کی زیارت افضل ہے یا امام حسینؑ کی زیارت فرمایا میرے باپ کی زیارت اسوجہ سے کہ میرے باپ کی زیارت شیعیان خاص کے سوا دوسرا فرقہ نہیں کرتا کہ شیعہ خاص سے وہ فرقہ مراد ہے جو بارہ امام کے قائل ہیں کیونکہ ناؤسیہ کی جماعت جو چھ امام کے قائل ہیں اور واقفیہ کہ جو سات امام کو جانتے ہیں اور کیسانیہ کہ محمد حنفیہ کو امام جانتے ہیں اسی طرح اور فرقے شیعوں کے حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں مگر امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو سوائے بارہ امامی کے کوئی نہیں جاتا اور بہتر یہ ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت رجب کے مہینے میں کرے اور امام رضا علیہ السلام نے احمد بزنطی کو خط میں لکھا کہ میرے شیعوں کو خبر کردے کہ میری زیارت خدا کے نزدیک ہزار حج مقبول اور ہزار عمرۂ مقبولہ کے برابر ہے اور احمد بزنطی کہتا ہے کہ میں نے جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے باپ کی زیارت حج کے برابر ہے حضرت نے فرمایا بلکہ دس لاکھ حج کے مقابل ہے اور امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس راہ دور دراز کو طے کر کے میری زیارت کو آوے تین مقام پر اس کی مدد کرونگا۔ ایک تو جب نامۂ اعمال داہنے بائیں سے اُڑ اُڑ کر دیئے جائیں

اور دوسرے پل صراط سے گذرنے کے وقت تیسرے جسوقت میزان اعمال میں عمل تولے جائینگے۔ **دوسری فصل** زیارت کے آداب کے بیان میں پس معلوم کرنا چاہئے کہ زیارت سے اکیس امر متعلق ہیں (۱) غسل کرنا داخلے سے پہلے (۲) داخل ہونے تک طاہر رہے پس اگر درمیان میں حدث واقع ہوجائے تو دوبارہ غسل کرے (۳) پاک وپاکیزہ لباس پہنے اور مشہد کے دروازے پر کھڑا ہوکر دعا منقول پڑہے اور اذن طلب کرے پس اگر رقت پیدا ہوجائے تو داخل ہوجائے ورنہ رقت کے حاصل ہونے تک ٹھیرا رہے (۴) خضوع وخشوع سے داخل ہو اور اندر جانیکے وقت داہنا پاؤں اور باہر آنے کے وقت بایاں پاؤں مقدم رکھے (۵) اپنے آپکو ضریح سے لپٹا دے اور بعض علما کو توہم ہوا ہے کہ دور کھڑا رہنا بہتر ہے کہ اسمیں ادب زیادہ ہے یہ انکی غلط فہمی ہے اسلئے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ضریح پر تکیہ کرنا یعنی بوجھ ڈالنا چاہیئے اور ضریح کا بوسہ دینا جائز ہے اور چوکھٹ کو چومنا کسی حدیث میں وارد نہیں ہوا لیکن علما شیعہ کے نزدیک جائز ہے (۶) زیارت کے قبلہ کو پشت اور ضریح کو منہ کرے اور زیارت منقولہ جس کا بیان فصل آئندہ میں مذکور ہوگا پڑہے اور السلام علیک کہنا بھی کافی ہے اور بعض مجتہد حاضر ہونیکو بھی زیارت میں داخل جانتے ہیں (۷) زیارت سے فارغ ہوکر داہنا رخسارہ ضریح پر رکھنا اور خدا سے اپنی مرادونکا مانگنا (۸) بایاں رخسارہ ضریح پر رکھکر خدا تعالیٰ سے صاحب قبر کا واسطہ دیکر سوال کرے کہ حقتعالیٰ اسکو صاحب قبر کی شفاعت نصیب کرے (۹) دعا اور الحاح میں مبالغہ کرے یعنی انتہائے درجہ کو پہنچا وے (۱۰) قبر کے سرہانے آکر روبقبلہ ہوکر دعا مانگے (۱۱) زیارت کے بعد دو رکعت نماز ہدیہ بجالائے اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں سنت ہے کہ نماز زیارت قبر و منبر کے بیچ میں کھڑا ہوکر پڑہے اور باقی معصومین کی زیارتیں قبر کے سرہانے بجالائے اور اس نماز میں آئمہ معصومین علیہم السلام نے اجازت دی ہے کہ روبقبر بھی پڑھ سکتا ہے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہوجائے لیکن اگر اس طرح پر کھڑے ہوں کہ ضریح سامنے ہو اور قبلہ کو پیٹھ نہ ہو تو بلا دقت ہے (۱۲) نماز زیارت کے بعد دعائے منقول پڑہے اور اپنی حاجات دینی اور دنیوی کو طلب کرے اور جمیع خلائق کیلئے دعا کرنا اولیٰ ہے کہ اس میں اجابت نزدیک تر ہے (۱۳) مزار مقدس میں قرآن کی تلاوت کرنا اور اسکا ثواب صاحب قبر کیلئے ہدیہ کرنا کہ نفع اسکا پھر اسی شخص کیلئے ہے اور صاحب قبر کی تعظیم کا سبب ہے (۱۴) جمیع حالتوں میں تا امقدور حضور قلب ہو اور جملہ گناہوں سے توبہ کرے (۱۵) خداموں پر اور محافظ وغیرہ مساکین ومحتاجوں کو خیرات تقسیم کرے کہ وہاں پر خیرات تقسیم کرنے میں دوچند ثواب ملتا ہے (۱۶) ان لوگوں کی تعظیم کرنا کہ فی الحقیقت صاحب قبر کی تعظیم ہے (۱۷) ایک دفعہ زیارت کرنے کے بعد جب تک اس شہر میں ہے ہمیشہ زیارت کو جایا کرے (۱۸) واپسی کے وقت دعا وداع جو منقول ہے پڑہے (۱۹) خداوند عالم سے سوال کرے کہ پھر اس مقام مقدس پر آنا نصیب ہو (۲۰) حرم سے نکلنے کے وقت ضریح کی طرف منہ کرکے الٹے پاؤں پھرے (۲۱) حرم میں دیر تک نہ ٹھیرا کرے کہ اس میں حرمت اور تعظیم زیادہ ہے اور اشتیاق بھی بنا رہتا ہے۔ **تیسری فصل**

آداب زیارت

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور باقی آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کے بیان میں۔ واضح ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ کی زیارتیں متعدد طریق سے وارد ہوئی ہیں اور چونکہ اس مختصر میں کل کے ذکر کی گنجائش نہیں لہذا اس رسالہ میں ہر ایک معصوم کے لئے ایک مختصر زیارت نقل کی جاتی ہے جو حدیث کی معتبر کتابوں مثل من لایحضرہ الفقیہ ابن بابویہ اور کامل الزیارت ابن قولویہ اور تہذیب شیخ طوسیؒ اور مصباح کبیر اور مصباح صغیر وغیرہ کتب ادعیہ اور کتب مزار وغیرہ میں درج ہیں۔

زیارت جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معلوم کرنا چاہئے کہ جب آدمی مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا قصد کرے تو داخلہ سے پہلے غسل کرے اور ان آداب کے ساتھ جن کا پہلی فصل میں بیان ہوا باب جبرئیلؑ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے سرہانے روبقبلہ ہو کر بائیں جانب میں ضریح انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور داہنی جانب میں منبر مطہر کو لے کر وہ دعا جو ابن عمار نے صحیح سند سے جناب امام بحق ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے پڑھے اور وہ دعا یہ ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَنَصَحْتَ لِاُمَّتِكَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَبَدْتَ اللّٰهَ مُخْلِصًا حَتّٰى اَتٰكَ الْيَقِيْنُ وَدَعَوْتَ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَاَدَّيْتَ الَّذِيْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ وَاَنَّكَ قَدْ رَؤُفْتَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَغَلُظْتَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ فَبَلَغَ اللّٰهُ بِكَ اَفْضَلَ وَاَشْرَفَ مَحَلِّ الْمُكْرَمِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَالضَّلَالَةِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَصَلَوٰتِ مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِيْنَ وَعِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ وَمَنْ سَبَّحَ لَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ وَاَمِيْنِكَ وَنَجِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ وَصَفِيِّكَ وَخَاصَّتِكَ وَصِفْوَتِكَ مِنْ بَرِيَّتِكَ وَخِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ الدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ مِنَ الْجَنَّةِ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَيْتُكَ وَاَتَيْتُ نَبِيَّكَ مُسْتَغْفِرًا تَائِبًا مِنْ ذُنُوْبِيْ وَاِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكَ لِيَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ

بعد اسکے ارادہ کرے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خدا کی خوشنودی کو سنت جانکر بجا لاتا ہوں بعد اس قصد کے شروع کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

عَلَیْکَ یَا صِفْوَۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْنَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ نَصَحْتَ لِاُمَّتِکَ وَجَاھَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَبَدْتَہٗ مُخْلِصًا حَتّٰی اَتٰکَ الْیَقِیْنُ فَجَزَاکَ اللّٰہُ اَفْضَلَ مَا جَزٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط پس اگر کوئی مراد رکھتا ہو تو ضریح کی طرف پشت اور قبلہ کی جانب منہ کر کے ہاتھ اٹھا کر حق سبحانہ تعالیٰ سے طلب کرے کہ ضرور مستجاب ہوگی اور بعد اسکے یہ دعا کہ جناب زین العابدین پڑھا کرتے تھے پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَلْجَأْتُ اَمْرِیْ وَاِلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ صلعم عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اَسْنَدْتُ ظَھْرِیْ وَالْقِبْلَۃَ الَّتِیْ رَضِیْتَ لِمُحَمَّدٍ اِسْتَقْبَلْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ وَلَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ خَیْرَ مَا اَرْجُوْ لَھَا وَلَا اَدْفَعُ عَنْھَا شَرَّ مَا اَحْذَرُ عَلَیْھَا وَاَصْبَحَتِ الْاُمُوْرُ بِیَدِکَ وَلَا فَقِیْرًا اَفْقَرُ مِنِّیْ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ اَللّٰھُمَّ ارْدُدْنِیْ مِنْکَ بِخَیْرٍ وَّلَا رَادَّ لِفَضْلِکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ تُبَدِّلَ اِسْمِیْ اَوْ تُغَیِّرَ جِسْمِیْ اَوْ تُزِیْلَ نِعْمَتَکَ عَنِّیْ اَللّٰھُمَّ زَیِّنِّیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالنِّعَمِ وَاغْمُرْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ وَارْزُقْنِیْ شُکْرَ الْعَافِیَۃِ ط بعد اسکے منبر منور کے پاس جا کر منہ اور آنکھیں اپنی ملے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ منبر سے آنکھوں کو ملنا آنکھوں کی شفا ہے اور قبر اور منبر کے بیچ میں کھڑا ہو کر اپنے دین و دنیا کے مطلبوں کو طلب کرے کہ جناب سو لخدا فرماتے ہیں کہ میرے منبر اور قبر کے بیچ میں ایک باغیچہ بہشت کے باغیچوں میں سے ہے پھر دو رکعت نماز زیارت بجا لائے اور فارغ ہونے کے بعد تسبیح جناب فاطمہ زہرا پڑھکر اپنے دنیا و آخرت کے مطالب کو طلب کرے کہ بر آوردہ ہونگے پھر اس طرح پر اس نماز کا ہدیہ کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ صَلَّیْتُ ھَاتَیْنِ الرَّکْعَتَیْنِ ھَدِیَّۃً مِّنِّیْ اِلٰی سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَسُوْلِکَ وَنَبِیِّکَ اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ وَاجْزِنِیْ عَلٰی ذٰلِکَ جَزَاءَ الْمُحْسِنِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلَّیْتُ وَلَکَ رَکَعْتُ وَلَکَ سَجَدْتُ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لِاَنَّہٗ لَا یَکُوْنُ الصَّلٰوۃُ وَالرُّکُوْعُ اِلَّا لَکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ زِیَارَتِیْ وَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ ط

چوتھی فصل زیارت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام

واضح ہو کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کی قبر کے باب میں بہت اختلاف ہے بعض احادیث میں لکھا ہے کہ وہ معصومہ گورستان بقیع میں مدفون ہیں اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر شریف منبر اور قبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے درمیان واقع ہے اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معصومہ اپنے مکان میں دفن ہیں اور رئیس المحدثین محمد بن بابویہ قمی نے کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں لکھا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ جناب اپنے گھر میں مدفون ہوئیں جب بنی امیہ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا تو قبر مطہر مسجد کے اندر آگئی اور آجکل جس مکان میں آپ دفن ہوئی ہیں اسکی پشت پر نشان قبر بنا رکھا ہے پس جس وقت انسان وہاں پہنچے تو غسل زیارت کر کے بقصد سنت قربتاً الی اللہ کہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ خَلِیْلِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ حَبِیْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ صَفِیِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ اَمِیْنِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ خَیْرِ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِیَآءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا سَیِّدَةَ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا زَوْجَةَ وَلِیِّ اللّٰهِ وَخَیْرِ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الصِّدِّیْقَةُ الشَّهِیْدَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الرَّضِیَّةُ الْمَرْضِیَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْفَاضِلَةُ الزَّكِیَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْمَظْلُوْمَةُ الْمَغْصُوْبَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْمُضْطَهَدَةُ الْمَقْهُوْرَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكِ وَعَلٰی رُوْحِكِ وَبَدَنِكِ اَشْهَدُ اَنَّكِ مَضَیْتِ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكِ وَاَنَّ مَنْ سَرَّكِ فَقَدْ سَرَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ جَفَاكِ فَقَدْ جَفَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ وَصَلَكِ فَقَدْ وَصَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ اٰذَاكِ فَقَدْ اٰذٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ قَطَعَكِ فَقَدْ قَطَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لِاَنَّكِ بِضْعَةٌ مِّنْهُ وَرُوْحُهُ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْهِ كَمَا قَالَ عَلَیْهِ اَفْضَلُ سَلَامِ اللّٰهِ وَصَلَوَاتِهٖ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ اَنِّیْ رَاضٍ عَمَّنْ رَضِیْتِ عَنْهُ سَاخِطٌ عَمَّنْ سَخِطْتِ عَلَیْهِ مُتَبَرِّئٌ مِّمَّنْ تَبَرَّئْتِ مِنْهُ مُوَالٍ لِّمَنْ وَالَیْتِ مُعَادٍ لِّمَنْ عَادَیْتِ مُبْغِضٌ لِّمَنْ اَبْغَضْتِ مُحِبٌّ لِّمَنْ اَحْبَبْتِ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا وَّحَسِیْبًا وَّجَازِیًا وَّمُثِیْبًا ۔ اور بعد زیارت کے درود پڑھکر دو رکعت نماز زیارت حضرت فاطمہ زہرا بجا لائے اور دعائے مذکور پڑھے ۔

زیارت مختصرہ حضرت فاطمۂ زہرا علیہا السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا سَیِّدَةَ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا وَالِدَةَ الْحُجَجِ عَلَی النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْمَظْلُوْمَةُ الْمَمْنُوْعَةُ حَقُّهَا اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پس کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَمَتِكَ وَابْنَةِ نَبِیِّكَ وَزَوْجَةِ وَصِیِّ نَبِیِّكَ صَلٰوةً تُزْلِفُهَا فَوْقَ زُلْفٰی عِبَادِكَ الْمُكْرَمِیْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ ۔

زیارت ائمہ بقیع علیہم الصلوۃ والسلام

اور جب گورستان بقیع میں پہنچے تو حضرت امام حسنؑ اور امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السلام کی زیارت پڑھے اور قصد کرے کہ سنت قربتاً الی اللہ ان اماموں کی زیارت پڑھتا ہوں

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَئِمَّةَ الْهُدٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ التَّقْوٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا حُجَجَ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الْقَوَّامِیْنَ فِی الْبَرِیَّةِ بِالْقِسْطِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الصَّفْوَةِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اٰلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ النَّجْوٰی اَشْهَدُ اَنَّكُمْ قَدْ بَلَّغْتُمْ وَنَصَحْتُمْ وَصَبَرْتُمْ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكُذِّبْتُمْ وَاُسِیْءَ اِلَیْكُمْ فَغَفَرْتُمْ وَاَشْهَدُ اَنَّكُمُ الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ وَاَنَّ طَاعَتَكُمْ مُفْتَرَضَةٌ وَّاَنَّ قَوْلَكُمُ الصِّدْقُ وَاَنَّكُمْ دَعَوْتُمْ فَلَمْ تُجَابُوْا وَاَمَرْتُمْ فَلَمْ تُطَاعُوْا وَاَنَّكُمْ

دعائم الدین و ارکان الارض لم تزالوا بعین اللہ ینسخکم فی اصلاب المطہرین وینقلکم فی الارحام المطہرین لم تدنسکم الجاہلیۃ ولم تشرک فیکم فتن الاہواء طبتم وطاب شیئکم انتم الذین من بکم علینا دیان الدین فجعلکم فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ وجعل صلوتنا علیکم رحمۃ لنا وکفارۃ لذنوبنا واختارکم لنا وطیب خلقنا بما من علینا من ولایتکم وکنا عندہ مسلمین بعلمکم معترفین بفضلکم ومعترفین بتصدیق ایاکم وھذا مقام من اسرف واخطأ واستکان واقر بما جنی ورجا بمقامہ الخلاص وان یستنقذہ بکم مستنقذ الہلکی من النار فکونوا لی شفعاء فقد وفدت الیکم اذ رغب عنکم اہل الدنیا واتخذوا آیات اللہ ھزوا واستکبروا عنہا پھر اٹھا کر ہاتھوں کو پھیلا کر یہ دعا پڑھے۔ یا من ھو قائم لا یسہو ودائم لا یلہو ومحیط بکل شیء لک المن بما وفقتنی وعرفتنی ائمتی علیہم السلام اذ صد عنہم عبادک وجحدوا معرفتہم واستخفوا بحقہم ومالوا الی سواھم وکانت المنۃ لک ومنک علی مع اقوام خصصتہم بما خصصتنی بہ فلک الحمد اذ کنت عندک فی مقامی ھذا مذکورا مکتوبا فلا تحرمنی ما رجوت ولا تخیبنی فیما دعوت بحرمۃ محمد والہ الطاہرین وصلی اللہ علی محمد وآل محمد پس جو دعا مانگنی ہو مانگے کہ خدا تعالیٰ قبول کرے گا۔ پھر جدا جدا ہر معصوم کے لئے دو رکعت نماز ہدیہ زیارت پڑھے۔

زیارت قبر امیر حمزہ عم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ

جناب حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور احد میں مدفون ہوئے یہ بات مستحبات میں داخل ہے کہ آدمی احد میں جائے اور اس طرح پر زیارت پڑھے السلام علیک یا عم رسول اللہ وخیر الشہداء السلام علیک یا اسد اللہ واسد رسولہ واشہد انک قد جاہدت فی سبیل اللہ ونصحت لرسول اللہ وجدت بنفسک وطلبت ما عند اللہ ورغبت فیما وعد اللہ ط اور جب قبور شہدا پر پہنچے تو اس طرح سلام کرے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار انتم لنا فرط وانا بکم لاحقون ط اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وداع یعنی آخری زیارت کو جائے تو غسل کرے اور بطریق مذکور زیارت کر کے کہے اللہم لا تجعلہ آخر العہد من زیارۃ قبر نبیک فان توفیتنی قبل ذلک فانی اشہد فی مماتی علی ما اشہد فی حیوتی ان لا الہ الا انت وان محمدا عبدک ورسولک وانک اخترتہ من خلقک ثم اخترت من اہل بیتہ الائمۃ الطاہرین الذین اذہب اللہ الرجس وطہرہم تطہیرا فاحشرنا معہم فی زمرتہم وتحت لوائہم ولا تفرق بینی وبینہم فی الدنیا والآخرۃ یا ارحم الراحمین ط اور جب آئمہ اربعہ بقیع کی زیارت کو جائے تو سابق کے طور زیارت پڑھ کر اس طرح پر وداع کرے۔ السلام علیکم ائمۃ الہدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ استودعکم اللہ واقرأ علیکم السلام آمنا باللہ وبالرسول وبما جئتم بہ ودللتم علیہ اللہم فاکتبنا مع الشاہدین اللہم لا تجعلہ آخر العہد من زیارتی ایاھم وارزقنی

العود ثم العود ثم العود ۵

زیارت حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

جان تو کہ خدا تجھکو اور ہمکو توفیق دے کہ جسوقت زائر نجف اشرف میں پہنچکر جناب امیرؑ کی زیارت کا قصد کرے تو اول سنتی غسل کرے بعد اسکے آداب مذکورہ کیموافق مرقد مطہر کی طرف متوجہ ہو اور آہستہ آہستہ صبر و قرار کیساتھ چلے جب حضرت کی قبر مقدس پر پہنچے تو قبلہ کی طرف پشت کر کے قبر کی جانب منہ کر کے قصد کرے کہ حضرت امیر المومنینؑ کی زیارت بجا لاتا ہوں سنت قربۃً الی اللہ پس کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَنْتَ اَوَّلُ مَظْلُومٍ وَاَوَّلُ مَنْ غُصِبَ حَقُّہٗ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ وَاَشْہَدُ اَنَّکَ لَقِیْتَ اللّٰہَ وَاَنْتَ شَہِیْدٌ عَذَّبَ اللّٰہُ قَاتِلَکَ بِاَنْوَاعِ الْعَذَابِ وَجَدَّدَ عَلَیْہِ الْعَذَابَ جِئْتُکَ عَارِفًا بِحَقِّکَ مُسْتَبْصِرًا بِشَاْنِکَ مُعَادِیًا لِاَعْدَائِکَ وَمَنْ ظَلَمَکَ اَلْقٰی عَلٰی رَبِّیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اِنَّ لِیْ ذُنُوْبًا کَثِیْرَۃً فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَاِنَّ لَکَ عِنْدَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی جَاہًا وَشَفَاعَۃً وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی اسوقت کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ بِمَعْرِفَتِہٖ وَمَعْرِفَۃِ رَسُوْلِہٖ وَمَنْ فَرَضَ طَاعَتَہٗ رَحْمَۃً مِّنْہُ وَتَطَوُّلًا مِّنْہُ وَمَنَّ عَلَیَّ بِالْاِیْمَانِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَیَّرَنِیْ فِیْ بِلَادِہٖ وَحَمَلَنِیْ عَلٰی دَوَابِّہٖ وَطَوٰی لِیَ الْبَعِیْدَ وَدَفَعَ الْمَکْرُوْہَ عَنِّیْ حَتّٰی اَدْخَلَنِیْ حَرَمَ اَخِیْ نَبِیِّہٖ وَاَرَانِیْہِ فِیْ عَافِیَۃٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ مِنْ زُوَّارِ قَبْرِ وَصِیِّ رَسُوْلِہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدٰنَا لِہٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَہْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ہَدٰنَا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِہٖ وَاَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ اَللّٰہُمَّ عَبْدُکَ وَزَائِرُکَ مُتَقَرِّبٌ اِلَیْکَ بِزِیَارَۃِ قَبْرِ اَخِیْ رَسُوْلِکَ وَعَلٰی کُلِّ مَاْتِیٍّ حَقٌّ لِمَنْ اَتَاہُ وَزَارَہٗ وَاَنْتَ خَیْرُ مَاْتِیٍّ وَاَکْرَمُ مَزُوْرٍ وَاَسْئَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا جَوَادُ یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا فَرْدُ یَا صَمَدُ یَا مَنْ لَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَہْلِ بَیْتِہٖ اَنْ تَجْعَلَ تُحْفَتَکَ اِیَّایَ مِنْ زِیَارَتِیْ فِیْ مَوْقِفِیْ ہٰذَا فَکَاکَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یُسَارِعُ فِی الْخَیْرَاتِ وَیَدْعُوْکَ رَغَبًا وَّرَہَبًا وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْخَاشِعِیْنَ اَللّٰہُمَّ اِنَّکَ بَشَّرْتَنِیْ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ فَقُلْتَ فَبَشِّرْ عِبَادِیَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ وَقُلْتَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَہُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّہِمْ فَاِنِّیْ بِکَ مُؤْمِنٌ وَبِجَمِیْعِ اَنْبِیَائِکَ فَلَا تَقِفْنِیْ بَعْدَ مَعْرِفَتِہِمْ مَّوْقِفًا تَفْضَحُنِیْ بِہٖ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ بَلْ قِفْنِیْ مَعَہُمْ وَتَوَفَّنِیْ عَلَی التَّصْدِیْقِ لَہُمْ فَاِنَّہُمْ عَبِیْدُکَ فَاَنْتَ خَصَصْتَہُمْ بِکَرَامَتِکَ وَاَمَرْتَنِیْ بِاتِّبَاعِہِمْ پس ضریح مقدس کے پاس جا کر کہے اَلسَّلَامُ مِنَ اللّٰہِ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَاَمِیْنِ اللّٰہِ عَلٰی رُسُلِہٖ وَعَزَائِمِ اَمْرِہٖ وَمَعْدِنِ الْوَحْیِ وَالتَّنْزِیْلِ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا اسْتُقْبِلَ وَالْمُہَیْمِنِ عَلٰی ذٰلِکَ کُلِّہٖ وَالشَّاہِدِ عَلٰی خَلْقِہٖ وَالسِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَہْلِ بَیْتِہِ الْمَظْلُوْمِیْنَ اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ وَاَرْفَعَ وَاَشْرَفَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِیَائِکَ وَرُسُلِکَ

وَاَصْفِیَآئِکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَبْدِکَ وَخَیْرِ خَلْقِکَ بَعْدَ نَبِیِّکَ وَاَخِیْ رَسُوْلِکَ وَوَصِیِّ رَسُوْلِکَ الَّذِیْ انْتَجَبْتَهٗ مِنْ خَلْقِکَ وَالدَّلِیْلِ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِکَ وَالدَّیَّانِ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ وَفَصْلِ قَضَآئِکَ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ الْقَوَّامِیْنَ بِاَمْرِکَ مِنْ بَعْدِهِ الْمُطَهَّرِیْنَ الَّذِیْنَ ارْتَضَیْتَهُمْ اَنْصَارًا لِّدِیْنِکَ وَحَفَظَةً لِّسِرِّکَ وَشُهَدَآءَ عَلٰی خَلْقِکَ وَاَعْلَامًا لِّعِبَادِکَ مَا اسْتَطَعْتَ السَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّةِ الْمُسْتَوْدَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰی خَالِصَةِ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّةِ الْمُتَوَسِّمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ قَامُوْا بِاَمْرِکَ وَوَازَرُوْا اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ وَخَافُوْا بِخَوْفِهِمْ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَلٰٓئِکَتِهِ الْمُقَرَّبِیْنَ اسوقت کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صِفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمُوْدَ الدِّیْنِ وَوَارِثَ عِلْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَصَاحِبَ الْمِیْسَمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ اَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتَ الزَّکٰوةَ وَاَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَیْتَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاتَّبَعْتَ الرَّسُوْلَ وَتَلَوْتَ الْکِتَابَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وَجَاهَدْتَ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَنَصَحْتَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَجُدْتَ بِنَفْسِکَ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا وَّمُجَاهِدًا عَنْ دِیْنِ اللّٰهِ مُوَقِّیًا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ طَالِبًا مَّا عِنْدَ اللّٰهِ رَاغِبًا فِیْمَا وَعَدَ اللّٰهُ وَمَضَیْتَ لِلَّذِیْ کُنْتَ عَلَیْهِ شَهِیْدًا وَّشَاهِدًا وَّمَشْهُوْدًا فَجَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ رَّسُوْلِهٖ وَعَنِ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ اَفْضَلَ الْجَزَآءِ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ خَالَفَکَ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنِ افْتَرٰی عَلَیْکَ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَصَبَکَ وَمَنْ بَلَغَهٗ ذٰلِکَ فَرَضِیَ بِهٖ اَنَا اِلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِیْٓءٌ لَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً خَالَفَتْکَ وَاُمَّةً جَحَدَتْ وِلَایَتَکَ وَاُمَّةً تَظَاهَرَتْ عَلَیْکَ وَاُمَّةً قَتَلَتْکَ وَاُمَّةً حَادَتْ عَنْکَ وَخَذَلَتْکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ النَّارَ مَثْوَاهُمْ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ وَبِئْسَ وِرْدُ الْوَارِدِیْنَ وَبِئْسَ الدَّرْکُ الْمُدْرَکُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ اَنْبِیَآئِکَ وَقَتَلَةَ اَوْصِیَآءِ اَنْبِیَآئِکَ بِجَمِیْعِ لَعَنَاتِکَ وَاَصْلِهِمْ حَرَّ نَارِکَ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْجَوَابِیْتَ وَالطَّوَاغِیْتَ وَالْفَرَاعِنَةَ وَاللَّاتَ وَالْعُزّٰی وَالْجِبْتَ وَکُلَّ نِدٍّ یُّدْعٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَکُلَّ مُفْتَرٍ عَلَی اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ وَاَشْیَاعَهُمْ وَاَتْبَاعَهُمْ وَاَوْلِیَآءَهُمْ وَاَعْوَانَهُمْ وَمُحِبِّیْهِمْ لَعْنًا کَثِیْرًا پھر تین مرتبہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ پھر تین مرتبہ کہے اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ تین مرتبہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ الْاَئِمَّةِ تین مرتبہ کہے اَللّٰهُمَّ عَذِّبْهُمْ عَذَابًا لَّا تُعَذِّبُ بِهٖ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِیْنَ فَضَاعِفْ عَلَیْهِمْ عَذَابَکَ کَمَا شَاقُّوْا وُلَاةَ اَمْرِکَ وَاَعِدَّ لَهُمْ عَذَابًا لَّمْ تُحِلَّهٗ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلٰی قَتَلَةِ اَنْصَارِ رَسُوْلِکَ وَقَتَلَةِ اَنْصَارِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی قَتَلَةِ اَنْصَارِ الْحَسَنِ وَقَتَلَةِ اَنْصَارِ الْحُسَیْنِ وَقَتَلَةِ مَنْ قُتِلَ فِیْ وِلَایَةِ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَجْمَعِیْنَ عَذَابًا مُّضَاعَفًا فِیْ اَسْفَلِ دَرْکٍ مِّنَ الْجَحِیْمِ وَلَا تُخَفِّفْ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا وَهُمْ فِیْهَا مُبْلِسُوْنَ مَلْعُوْنُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَدْ عَایَنُوا النَّدَامَةَ وَالْخِزْیَ الطَّوِیْلَ لِقَتْلِهِمْ عِتْرَةَ اَنْبِیَآئِکَ وَرُسُلِکَ وَاَتْبَاعَهُمْ مِّنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ

العنهم في مستسر السر وظاهر العلانية في أسمائك وأرضك اللهم اجعل لي لسان صدق في أوليائك
وأحبب إلي مستقرهم ومشاهدهم حتى تلحقني بهم واجعلني لهم تبعا في الدنيا والآخرة يا
أرحم الراحمين پھر سرہانے بیٹھ کر کہے سلام الله وسلام ملائكته المقربين والمسلمين لك بقلوبهم
والناطقين بفضلك والشاهدين على أنك صادق أمين صديق عليك يا مولاي السلام من الله و
على روحك وبدنك وأشهد أنك طهر طاهر مطهر من طهر طاهر مطهر أشهد لك يا ولي الله وولي
رسوله بالبلاغ والأداء وأشهد أنك حبيب الله فإنك باب الله وأنك وجه الله الذي يؤتى منه و
أنك خليل الله وأنك عبد الله وأخو رسوله أتيتك وافدا لعظيم حالك ومنزلتك عند الله و
عند رسوله صلى الله عليه وآله أتيتك متقربا إلى الله تعالى عز وجل بزيارتك في خلاص نفسي
متعوذا بك من نار استحقها مثلي بما جنيت على نفسي أتيتك انقطاعا إليك وإلى ولدك الخلف من
بعدك على تزكية الحق فقلبي لك مسلم وأمري لك متبع ونصرتي لك معدة وأنا عبد الله ومولاك
في طاعتك الوافد إليك ألتمس بذلك كمال المنزلة عند الله عز وجل وأنت ممن أمرني الله بصلته
وحثني على بره ودلني على فضله وهداني بحبه ورغبني في الوفادة إليه وإلى طلب الحوائج عنده وأنتم
أهل بيت يسعد من تولاكم ولا يخيب من أتاكم ولا يخسر من يهواكم ولا يسعد من عاداكم لا أجد
أحدا أفزع إليه خيرا لي منكم أنتم أهل بيت الرحمة ودعائم الدين وأركان الأرض والشجرة الطيبة
اللهم لا تخيب توجهي برسولك وآل رسولك واستشفاعي بهم اللهم أنت مننت علي بزيارة مولاي
وولايته ومعرفته فاجعلني ممن ينتصر به وينصره ومن علي بنعمتك لدينك في الدنيا والآخرة اللهم
إني أحيى على ما حيي به علي بن أبي طالب وأموت على ما مات عليه علي بن أبي طالب صلوات الله عليه پھر دو رکعت
نماز قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر پڑھے اور اپنی حاجتیں طلب کرے کہ دعا کے قبول ہونے کی جگہ ہے بعد اسکے اسطرح
پر نماز کا ثواب پہنچائے۔ اللهم إني صليت هاتين الركعتين هدية مني إلى سيدي ومولاي ووليك
وأخي رسولك أمير المؤمنين وسيد الوصيين علي بن أبي طالب عليه السلام فصل على محمد وآل
محمد وتقبلهما مني واجزني على ذلك جزاء المحسنين اللهم لك صليت ولك ركعت ولك سجدت
وحدك لا شريك لك لأنه لا يكون الصلاة والركوع والسجود إلا لك لأنك أنت الله لا إله
إلا أنت اللهم صل على محمد وآل محمد وتقبل مني زيارتي وأعطني سؤلي بمحمد وآله الطاهرين
پھر آدمؑ و نوحؑ علیہم السلام کی زیارت پڑھے کہ ابن بابویہؒ نے من لا یحضرہ الفقیہ میں لکھا ہے کہ استخوان آدم صفی اللہ
اور جسم نوح نبی اللہ اسی مکان شریف میں مدفون ہیں پس حضرت آدمؑ کی زیارت کا قصد کرکے کہے السلام
عليك يا صفي الله السلام عليك يا حبيب الله السلام عليك يا نبي الله السلام عليك يا أمين الله
السلام عليك يا خليفة الله في أرضه السلام عليك يا أبا البشر صلوات الله وسلامه عليك

وَعَلٰی رُوحِكَ وَبَدَنِكَ وَعَلَی الطَّاهِرِيْنَ مِنْ وُلْدِكَ وَذُرِّيَّتِكَ صَلٰوةً لَا يُحْصِيهَا اِلَّا هُوَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
بعد اس کے نوحؑ کی زیارت کا قصد کرکے کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
اَمِيْنَ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰی رُوحِكَ وَعَلٰی بَدَنِكَ وَعَلَی الطَّاهِرِيْنَ
مِنْ وُلْدِكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط پھر دونوں بزرگواروں کی دو رکعت نماز مع دعائے مذکور جو نماز کے
بعد پڑھی جاتی ہے بجالائے اور جب وطن کا ارادہ ہو تو حضرت امیر المومنینؑ کی بطرز مذکور زیارت کرے اور زیارت
کے بعد اسطرح وداع کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَ
اَسْتَرْعِيْكَ وَاَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَبِمَا جَاءَتْ بِهٖ وَدَلَّتْ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشَّاهِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِيْ اِيَّاهُ فَاِنْ تَوَفَّيْتَنِيْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ اَشْهَدُ فِيْ مَمَاتِيْ
عَلٰی مَا شَهِدْتُ عَلَيْهِ فِيْ حَيٰوتِيْ اَنَّ الْاَئِمَّةَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَلِيٌّ وَمُحَمَّدٌ وَجَعْفَرٌ
وَمُوْسٰی وَعَلِيٌّ وَمُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ وَالْحَسَنُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ صَاحِبُ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مَنْ قَتَلَهُمْ وَحَارَبَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَمَنْ رَدَّ عَلَيْهِمْ فِيْ اَسْفَلِ دَرْكٍ مِّنَ الْجَحِيْمِ وَاَشْهَدُ اَنَّ مَنْ حَارَبَهُمْ
لَنَا اَعْدَاءٌ وَنَحْنُ مِنْهُمْ بُرَاٰءُ وَاَنَّهُمْ حِزْبُ الشَّيْطَانِ وَعَلٰی مَنْ قَتَلَهُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَلَا تَجْعَلْ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِهٖ
فَاِنْ جَعَلْتَهٗ فَاحْشُرْنِيْ مَعَ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ وَذَلِّلْ قُلُوْبَنَا لَهُمْ بِالطَّاعَةِ وَالْمُنَاصَحَةِ
وَالْمَحَبَّةِ وَحُسْنِ الْمُوَازَرَةِ وَالتَّسْلِيْمِ ط

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام

جب زائر وارد کربلائے معلی ہووے تو نہر فرات میں غسل کرکے لباس پاک و پاکیزہ پہنکر پا برہنہ چلے
چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جسطرح آدمی حرم رسولخدا صلعم میں جاتا ہے اسی قاعدے سے کربلا میں داخل ہو تو راستہ میں
تکبیر و تہلیل اور تسبیح و درود میں مشغول رہے جبتک حائر کے دروازے پر پہنچے اور حائر سے مراد وہ دیوار ہے جو قبۂ تنا
گنبد مبارک کے گرد کھینچی ہے اور حائر کی وجہ تسمیہ باب الصلوٰۃ میں مذکور ہوئی الغرض جب حائر کے دروازے پر پہنچے تو کہے۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَابْنَ حُجَّتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلٰئِكَةَ اللّٰهِ وَزُوَّارَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ بْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ يَا
الْمُنَاصِحُوْنَ لَكُمْ فِيْ جِهَادِ اَعْدَائِهٖ الْمُبَالِغُوْنَ فِيْ نُصْرَةِ اَوْلِيَائِهِ النَّائِبُوْنَ عَنْ اَحِبَّائِهٖ جَزَاكَ اللّٰهُ اَفْضَلَ
الْجَزَاءِ وَاَوْفَرَ جَزَاءِ اَحَدٍ مِّمَّنْ وَفٰی بِبَيْعَتِهٖ وَاسْتَجَابَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَاَطَاعَ ط پس اندر جاکر دس قدم چلنے کے
بعد ٹھہر جائے اور تیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور حضرت کی جانب منہ کرکے قبلہ کو دونوں شانوں کے بیچ میں لیکر کہے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَابْنَ حُجَّتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَتِيْلَ اللّٰهِ وَابْنَ قَتِيْلِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَارَ اللّٰهِ
وَابْنَ ثَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وِتْرَ اللّٰهِ الْمَوْتُوْرَ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنَّ دَمَكَ سَكَنَ فِي الْخُلْدِ وَاقْشَعَرَّتْ

لَهُ اَظِلَّةُ الْعَرْشِ وَبَكَى لَهُ جَمِيعُ الْخَلَائِقِ وَبَكَتْ لَهُ السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُونَ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَمَنْ يَتَقَلَّبُ فِى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا مَا يُرٰى وَمَا لَا يُرٰى اَشْهَدُ اَنَّكَ حُجَّةُ اللّٰهِ وَابْنُ حُجَّتِهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَتِيلُ اللّٰهِ وَابْنُ قَتِيلِهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ ثَارُ اللّٰهِ وَابْنُ ثَارِهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وِتْرُ اللّٰهِ الْمَوْتُورُ فِى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَفَيْتَ وَوَافَيْتَ وَجَاهَدْتَ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَضَيْتَ لِلَّذِى كُنْتَ عَلَيْهِ شَهِيدًا وَمُسْتَشْهِدًا وَشَاهِدًا وَمَشْهُودًا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَمَوْلَاكَ وَفِى طَاعَتِكَ وَالْوَافِدُ اِلَيْكَ اَلْتَمِسُ بِذٰلِكَ كَمَالَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اللّٰهِ وَثَبَاتَ الْقَدَمِ فِى الْهِجْرَةِ اِلَيْكَ وَالسَّبِيلَ الَّذِى لَا يَخْتَلِجُ دُونَكَ مِنَ الدُّخُولِ فِى كِفَالَتِكَ الَّتِى اُمِرْتَ بِهَا مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَاَ بِكُمْ وَبِكُمْ يُبَيِّنُ اللّٰهُ الْكَذِبَ وَبِكُمْ يُبَاعِدُ اللّٰهُ الزَّمَانَ الْكَلِبَ وَبِكُمْ يَفْتَحُ اللّٰهُ وَبِكُمْ يَخْتِمُ اللّٰهُ وَبِكُمْ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَبِكُمْ يُثْبِتُ وَبِكُمْ يَفُكُّ الذُّلَّ مِنْ رِقَابِنَا وَبِكُمْ يُدْرِكُ قَبْرَ كُلِّ مُؤْمِنٍ يَطْلُبُ وَبِكُمْ يُنْبِتُ الْاَرْضُ اَشْجَارَهَا وَبِكُمْ يُخْرِجُ الْاَشْجَارُ اَثْمَارَهَا وَبِكُمْ يُنْزِلُ السَّمَاءُ مَطَرَهَا وَبِكُمْ يَكْشِفُ اللّٰهُ الْكَرْبَ وَبِكُمْ يُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ وَبِكُمْ يُسَبِّحُ الْاَرْضُ الَّتِى تَحْمِلُ اَبْدَانَكُمْ لَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً قَتَلَتْكُمْ وَاُمَّةً خَالَفَتْكُمْ وَاُمَّةً جَحَدَتْ وِلَايَتَكُمْ وَاُمَّةً ظَاهَرَتْ عَلَيْكُمْ وَاُمَّةً شَهِدَتْ وَلَمْ يَنْصُرْكُمْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى جَعَلَ النَّارَ مَاْوٰاهُمْ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْوَارِدِينَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِىٌ وَاَنَا اِلَى اللّٰهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِىٌ اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِىٌ ٭ پھر پائینتی کی جانب جاکر حضرت کے دلبند نور العین علی ابن الحسینؑ کی زیارت پڑھے نیت کرکے کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَلِىٍّ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ خَدِيجَةَ وَفَاطِمَةَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِىٌ اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِىٌ اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِىٌ پھر گنج شہیداں میں جاکر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فُزْتُمْ وَاللّٰهِ فُزْتُمْ وَاللّٰهِ فُزْتُمْ وَاللّٰهِ يَا لَيْتَنِى كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ٭ پھر حضرت کے سرہانے آکر نماز زیارت اور نماز کے بعد کی دعا پڑھکر اپنے دین و دنیا کے مطالب اور برادران مومن اور اپنے اہل و عیال کیلئے دعا مانگے کہ جو دعا زیر قبہ حضرت امام حسینؑ طلب کی جائے وہ رد نہیں ہوتی اور جب گنبد حضرت سے نکلنے کا قصد کرے تو اس طرح نکلے کہ قبر منور کی طرف پشت نہ ہو اور نکلتے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور جبتک قبر مبارک نظروں سے غائب نہ ہو برابر اس کلمہ کو کہتا رہے بعد اسکے جناب عباس علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو ٭

زیارت حضرت علی اکبر

زیارت حضرت عباس علیہ السلام

جب حضرت کے دروازہ پر پہنچے تو یہ کہے۔ سَلَامُ اللّٰهِ وَسَلَامُ مَلَائِكَتِهِ الْمُقَرَّبِينَ وَاَنْبِيَائِهِ الْمُرْسَلِينَ وَعِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَجَمِيعِ الشُّهَدَاءِ وَالصِّدِّيقِينَ الزَّاكِيَاتُ الطَّيِّبَاتُ فِيمَا يَغْتَدِى وَيَرُوحُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ اَشْهَدُ لَكَ بِالتَّسْلِيمِ وَالتَّصْدِيقِ وَالْوَفَاءِ وَالنَّصِيحَةِ لِخَلَفِ النَّبِىِّ صلعم وَالْمُرْسَلِ وَالسِّبْطِ

الْمُنْتَجَبِ وَالدَّلِيْلِ الْعَالِمِ وَالْوَصِيِّ وَالْمُبَلِّغِ وَالْمَظْلُوْمِ الْمُضْطَهَدِ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهٖ وَعَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَعَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَفْضَلَ الْجَزَاۤءِ بِمَا صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ وَاَعَنْتَ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ
قَتَلَكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ جَهِلَ حَقَّكَ وَاسْتَخَفَّ بِحُرْمَتِكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ حَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ مَاۤءِ الْفُرَاتِ
اَشْهَدُ اَنَّكَ قُتِلْتَ مَظْلُوْمًا وَاَنَّ اللّٰهَ مُنْجِزٌ لَكُمْ مَا وَعَدَكُمْ جِئْتُكَ يَا ابْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَافِدًا اِلَيْكُمْ فَمَعَكُمْ
مَعَكُمْ لَا مَعَ عَدُوِّكُمْ اِنِّيْ بِكُمْ وَبِاِيَابِكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِمَنْ خَالَفَكُمْ وَقَتَلَكُمْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ قَتَلَ اللّٰهُ
اُمَّةً قَتَلَتْكُمْ بِالْاَيْدِيْ وَالْاَلْسُنِ ؁ جب داخل گنبد ہو تو قبر پر منہ رکھکر کہے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْعَبْدُ
الصَّالِحُ الْمُطِيْعُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَعَلٰى رُوْحِكَ وَبَدَنِكَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ مَضَيْتَ عَلٰى مَا مَضٰى بِهِ الْبَدْرِيُّوْنَ
وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْمُنَاصِحُوْنَ لَهٗ فِيْ جِهَادِ اَعْدَاۤئِهِ الْمُبَالِغُوْنَ فِيْ نُصْرَةِ اَوْلِيَاۤئِهِ الذَّاۤبُّوْنَ عَنْ
اَحِبَّاۤئِهٖ فَجَزَاكَ اللّٰهُ اَفْضَلَ الْجَزَاۤءِ وَاَكْثَرَ الْجَزَاۤءِ وَاَوْفَرَ جَزَاۤءِ اَحَدٍ مِمَّنْ وَفٰى بِبَيْعَتِهٖ وَاسْتَجَابَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ
وَاَطَاعَ وُلَاةَ اَمْرِهٖ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَالَغْتَ فِي النَّصِيْحَةِ وَاَعْطَيْتَ غَايَةَ الْمَجْهُوْدِ فَبَعَثَكَ اللّٰهُ فِي الشُّهَدَاۤءِ
وَجَعَلَ رُوْحَكَ مَعَ اَرْوَاحِ السُّعَدَاۤءِ وَاَعْطَاكَ مِنْ جِنَانِهٖ اَفْسَحَهَا مَنْزِلًا وَاَفْضَلَهَا غُرَفًا وَرَفَعَ ذِكْرَكَ
فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَحَشَرَكَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۤءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰۤئِكَ رَفِيْقًا اَشْهَدُ
اَنَّكَ لَمْ تَهِنْ وَلَمْ تَنْكُلْ وَاَنَّكَ مَضَيْتَ عَلٰى بَصِيْرَةٍ مِنْ اَمْرِكَ مُقْتَدِيًا بِالصَّالِحِيْنَ وَمُتَّبِعًا لِلنَّبِيِّيْنَ فَجَمَعَ اللّٰهُ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَبَيْنَ رَسُوْلِهٖ وَاَوْلِيَاۤئِهٖ فِيْ مَنَازِلِ الْمُخْبِتِيْنَ فَاِنَّهٗ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ؁ اور اسطرح پر وداع کرے
اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَاَسْتَرْعِيْكَ وَاَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَبِمَا كِتَابِهٖ وَبِمَا جَاۤءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
اَللّٰهُمَّ اكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِيْ قَبْرَ ابْنِ اَخِيْ رَسُوْلِكَ صلعم وَارْزُقْنِيْ
زِيَارَتَهٗ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ وَاحْشُرْنِيْ مَعَهٗ وَمَعَ اٰبَاۤئِهٖ فِي الْجِنَانِ وَعَرِّفْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَسُوْلِكَ
وَاَوْلِيَاۤئِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَتَوَفَّنِيْ عَلَى الْاِيْمَانِ بِكَ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِكَ وَالْوِلَايَةِ لِعَلِيِّ
بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهٖ وَالْبَرَاۤءَةِ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَاِنِّيْ قَدْ رَضِيْتُ يَا رَبِّ بِذٰلِكَ ؁ بعد اسکے
اپنے اور اپنے والدین اور برادران مومنین کے لئے دعا مانگے پھر وقت رخصت معمولی زیارت پڑھکر حضرت
امام حسین کو حضرت کے روضہ میں جاکر اسطرح وداع کرے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ نَسْتَوْدِعُكَ
وَنَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَبِمَا جَاۤءَ بِهٖ وَدَلَّ عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ يَا رَبِّ فَاكْتُبْنَا
مَعَ الشَّاهِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنَّا وَمِنْهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تَنْفَعَنَا بِحُبِّهٖ اَللّٰهُمَّ
ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا تَنْتَصِرُ بِهٖ لِدِيْنِكَ وَتَقْتُلُ بِهٖ عَدُوَّكَ وَتُبِيْرُ بِهٖ مَنْ نَصَبَ حَرْبًا لِاٰلِ
مُحَمَّدٍ فَاِنَّكَ وَعَدْتَهٗ وَاَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ؁ پھر شہدا کی جانب
منہ کرکے اسطرح پڑھے ۔ اَشْهَدُ اَنَّكُمْ شُهَدَاۤءُ وَنُجَبَاۤءُ جَاهَدْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقُتِلْتُمْ عَلٰى مِنْهَاجِ

رَسُولِ اللّٰہِ وَابْنِ رَسُولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکُمْ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا اَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ وَالْمُھَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ اَشْھَدُ اَنَّکُمْ اَنْصَارُ اللّٰہِ وَاَنْصَارُ رَسُوْلِہٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ لَا تَشْغَلْنِیْ فِی الدُّنْیَا عَنْ شُکْرِ نِعْمَتِکَ وَلَا بِاِکْثَارٍ مِنْھَا تُلْھِیْنِیْ عَجَائِبُ بَھْجَتِھَا وَتَفْتِنِّیْ بِزَھَرَاتِ زَھْرَتِھَا وَلَا بِاِقْلَالٍ یَضُرُّ عَلٰی کَدِّہٖ وَتَمْلَأُ صَدْرِیْ ھَمَّہٗ وَاَعْطِنِیْ مِنْ ذٰلِکَ غِنًی عَنْ اَشْرَارِ خَلْقِکَ وَبَلَاغًا اَنَالُ بِہٖ رِضَاکَ یَا رَحْمٰنُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مَلٰٓئِکَۃَ اللّٰہِ وَزُوَّارَ قَبْرِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ۔ پھر ضریح مقدس کے دائیں طرف پھر بائیں طرف منہ کو ملے اور اس طرح باہر نکلے کہ ضریح مقدس کی طرف پشت نہ ہونے پائے جب تک قبر مطہر نظر سے غائب نہ ہو اس بات کا لحاظ رکھے۔

زیارت کاظمین علیہما السلام

جب انسان شہر بغداد میں کاظمین علیہما السلام میں پہنچے تو زیارت امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی علیہما السلام کے لئے غسل کرے اور پاک و پاکیزہ کپڑے پہنے اور روضۂ مبارک کی طرف چلے جب حرم شریف میں پہنچے تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر کے پاس جا کر نیت کرکے کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ السَّاطِعِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ اَتَیْتُکَ زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّکَ مُعَادِیًا لِاَعْدَائِکَ مُوَالِیًا لِاَوْلِیَائِکَ فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ۔ پھر اپنی مراد مانگے کہ دعا کے قبول ہونے کی جگہ ہے بعد اس کے قبر امام محمد تقی کے پاس جا کر بقصد زیارت کہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْاِمَامِ الْبَرِّ التَّقِیِّ الرَّضِیِّ الْمَرْضِیِّ وَحُجَّتِکَ عَلٰی مَنْ فَوْقَ الْاَرَضِیْنَ وَمَنْ تَحْتَ الثَّرٰی صَلٰوۃً کَثِیْرَۃً تَامَّۃً زَاکِیَۃً مُبَارَکَۃً مُتَوَاصِلَۃً مُتَرَادِفَۃً کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَوْلِیَائِکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَارِثَ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ وَسُلَالَۃَ الْوَصِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ اَتَیْتُکَ زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّکَ مُعَادِیًا لِاَعْدَائِکَ مُوَالِیًا لِاَوْلِیَائِکَ فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ وَرَبِّیْ۔ پھر اپنی مراد مانگے کہ بر آوے گی پھر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر ہر ایک امام کیلئے دو دو رکعت نماز زیارت اور وہ دعا جو نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے بجا لائے اور وداع کیلئے بطریق مذکور زیارت پڑھ کر کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَلِیَّیِ اللّٰہِ اَسْتَوْدِعُکُمَا اللّٰہَ وَاَقْرَأُ عَلَیْکُمَا السَّلَامَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَبِمَا جِئْتُمَا وَدَلَلْتُمَا عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاھِدِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ زِیَارَتِیْ اِیَّاھُمَا وَارْزُقْنِیْ مُرَافَقَتَھُمَا وَاحْشُرْنِیْ مَعَھُمَا بِحُبِّھِمَا وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام

جب انسان مشہد مقدس میں پہنچے تو غسل زیارت کرے اور غسل کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ لِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَاَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَکَ وَالثَّنَاءَ عَلَیْکَ فَاِنَّہٗ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِیْ طَھُوْرًا وَّشِفَاءً وَّرَحْمَۃً وَّنُوْرًا۔ پھر ایک پاکیزہ لباس پہن کر وقار کے ساتھ تسبیح و تہلیل اور تکبیر کہتا ہوا ننگے

پاؤں اندر جانے اور جانیکے وقت کہے۔ بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللهِ جب ضریح مقدس پر پہنچے تو رو بقبر
قبلہ کو دونوں شانوں میں لیکر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّهٗ سَيِّدُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَاَنَّهٗ سَيِّدُ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ
اٰلِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ وَسَيِّدِ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ صَلٰوةً لَا يَقْوٰى عَلٰى اِحْصَآئِهَا غَيْرُكَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَبْدِكَ وَاَخِيْ رَسُوْلِكَ الَّذِي انْتَجَبْتَهٗ بِعِلْمِكَ وَجَعَلْتَهٗ
هَادِيًا لِّمَنْ شِئْتَ مِنْ خَلْقِكَ وَالدَّلِيْلَ عَلٰى مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِكَ وَدَيَّانِ الدِّيْنِ بِعَدْلِكَ وَفَصْلِ
قَضَآئِكَ بَيْنَ خَلْقِكَ وَالْمُهَيْمِنِ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَزَوْجَةِ وَلِيِّكَ وَاُمِّ السِّبْطَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ
الطُّهْرَةِ الْمُطَهَّرَةِ التَّقِيَّةِ النَّقِيَّةِ الزَّكِيَّةِ الرَّضِيَّةِ سَيِّدَةِ النِّسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَجْمَعِيْنَ صَلٰوةً لَا يَقْوٰى عَلٰى
اِحْصَآئِهَا غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سِبْطَيْ نَبِيِّكَ وَسَيِّدَيْ شَبَابِ الْقَآئِمَيْنِ فِيْ خَلْقِكَ
وَالدَّآلَّيْنِ عَلٰى مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِكَ وَدَيَّانَيِ الدِّيْنِ بِعَدْلِكَ وَفَصْلِ قَضَآئِكَ بَيْنَ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَبْدِكَ الْقَآئِمِ فِيْ خَلْقِكَ وَالدَّلِيْلِ عَلٰى مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِكَ وَدَيَّانِ الدِّيْنِ بِعَدْلِكَ
وَفَصْلِ قَضَآئِكَ بَيْنَ خَلْقِكَ سَيِّدِ الْعَابِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَبْدِكَ وَخَلِيْفَتِكَ فِيْ اَرْضِكَ
بَاقِرِ عِلْمِ النَّبِيِّيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ عَبْدِكَ وَوَلِيِّ دِيْنِكَ وَحُجَّتِكَ عَلٰى خَلْقِكَ
اَجْمَعِيْنَ الصَّادِقِ الْبَآرِّ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَبْدِكَ الصَّالِحِ وَلِسَانِكَ فِيْ خَلْقِكَ وَالنَّاطِقِ
بِحُكْمِكَ وَالْحُجَّةِ عَلٰى بَرِيَّتِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا الْمُرْتَضٰى عَبْدِكَ وَوَلِيِّ دِيْنِكَ الْقَآئِمِ
بِعَدْلِكَ وَالدَّاعِيْ اِلٰى دِيْنِ اٰبَآئِهِ الطَّاهِرِيْنَ الصَّادِقِيْنَ صَلٰوةً لَا يَقْوٰى عَلٰى اِحْصَآئِهَا غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَبْدِكَ وَوَلِيِّكَ الْقَآئِمِ بِاَمْرِكَ الدَّاعِيْ اِلٰى سَبِيْلِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَوَلِيِّ
دِيْنِكَ الْقَآئِمِ بِاَمْرِكَ الدَّاعِيْ اِلٰى سَبِيْلِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْعَامِلِ بِاَمْرِكَ الْقَآئِمِ فِيْ خَلْقِكَ وَ
حُجَّتِكَ الْمُؤَدِّيْ عَنْ نَبِيِّكَ وَشَاهِدِكَ عَلٰى خَلْقِكَ الْمَخْصُوْصِ بِكَرَامَتِكَ الدَّاعِيْ اِلٰى طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ
صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ حُجَّتِكَ وَوَلِيِّكَ الْقَآئِمِ فِيْ خَلْقِكَ صَلٰوةً
تَآمَّةً نَامِيَةً بَاقِيَةً تُعَجِّلُ بِهَا فَرَجَهٗ وَتَنْصُرُهٗ بِهَا وَتَجْعَلُنَا مَعَهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ
بِحُبِّهِمْ وَاُوَالِيْ وَلِيَّهُمْ وَاُعَادِيْ عَدُوَّهُمْ فَارْزُقْنِيْ بِهِمْ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاصْرِفْ عَنِّيْ بِهِمْ شَرَّ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ وَاَهْوَالَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ پھر حضرت کے سرہانے بیٹھکر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا حُجَّةَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللهِ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمُوْدَ الدِّيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا وَارِثَ اٰدَمَ صِفْوَةِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ نُوْحٍ نَّبِيِّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ اِبْرَاهِيْمَ

خلیل اللہ السلام علیک یا وارث اسماعیل ذبیح اللہ السلام علیک یا وارث موسیٰ کلیم اللہ السلام
علیک یا وارث عیسیٰ روح اللہ السلام علیک یا وارث محمد رسول اللہ السلام علیک یا وارث امیر المؤمنین
علی ولی اللہ ووصی رسول رب العالمین السلام علیک یا وارث فاطمۃ الزہراء سیدۃ نساء العالمین
السلام علیک یا وارث الحسن والحسین سیدی شباب اہل الجنۃ السلام علیک یا وارث
علی ابن الحسین سید العابدین السلام علیک یا وارث محمد بن علی باقر علوم الاولین والآخرین
السلام علیک یا وارث جعفر ابن محمد ن الصادق البار التقی السلام علیک یا وارث موسیٰ بن جعفر
السلام علیک ایہا الصدیق الشہید السلام علیک ایہا الوصی البار التقی اشہد انک قد اقمت
الصلوٰۃ و اٰتیت الزکوٰۃ وامرت بالمعروف ونہیت عن المنکر وعبدت اللہ مخلصا حتی اتاک الیقین السلام
علیک یا ابا الحسن ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ پھر اپنا منہ ضریح مقدس پر رکھکر کہے۔ اللہم الیک صمدت من
ارضی وقطعت البلاد رجاء رحمتک فلا تخیبنی ولا تردنی بغیر قضاء حاجتی وارحم تقلبی علی قبر ابن
اخی رسولک صلواتک علیہ وآلہ بابی انت وامی یا مولای اتیتک زائرا وافدا عائذا مما جنیت علی نفسی
واحتطبت علی ظہری فکن لی شافعا الی اللہ یوم فقری وفاقتی فلک عند اللہ مقام محمود وانت
عند اللہ وجیہ فی الدنیا والآخرۃ ۔ پھر داہنے ہاتھ کو آسمان کی جانب اٹھاکر بائیں ہاتھ کو ضریح پر رکھکر کہے۔ اللہم
انی اتقرب الیک بحبہم وبولایتہم واتولی آخرہم بما تولیت بہ اولہم وابرأ من کل
ولیجۃ دونہم اللہم العن الذین بدلوا نعمتک واتہموا نبیک وجحدوا آیاتک وسخروا بامامک و
حملوا الناس علی اکتاف آل محمد اللہم انی اتقرب الیک باللعنۃ علیہم والبراءۃ منہم فی الدنیا و
الآخرۃ یا رحمٰن یا رحیم برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ پھر پائنتی آکر کہے۔ صلی اللہ علیک یا ابا الحسن
صلی اللہ علی روحک الطیب وبدنک صبرت واحتسبت انت الصادق المصدق قتل اللہ من قتلک
بالایدی والالسن اللہم العن قتلۃ امیر المؤمنین وقتلۃ الحسین وقتلۃ اولاد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ۔ پھر سرہانے جاکر نماز زیارت دو رکعت پڑھے اول میں الحمد و یٰسین اور دوسری رکعت میں الحمد
اور سورۂ رحمان اور اگر یاد نہ ہو تو قرآن میں دیکھ کر پڑھے اور یہ بھی نہ ہوسکے تو جو صورت یاد ہو پڑھے اور نماز کے بعد دعا
ہدیہ پڑھکر جب ارادہ وداع کا ہو تو اسطرح وداع کرے۔ السلام علیک یا مولای وابن مولای ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
انت لنا جنۃ من العذاب وہذا اوان انصرافی عنک غیر راغب عنک ولا مستبدل لک ولا مؤثر
علیک ولا زاہد فی قربک وقد جدت بنفسی للحدثان وترکت الاہل والاوطان فکن لی شافعا یوم حاجتی
وفقری وفاقتی یوم لا یغنی عنی حمیمی ولا حبیبی ولا قرابتی یوم لا یغنی عنی والدی اسئل اللہ الذی
قدر رحیلی الیک ان ینفس بک کربتی واسئل اللہ الذی قدر علی فراق مکانک ان لا یجعلہ
آخر العہد من رجوعی الیک واسئل اللہ الذی ابکی علیک عینی ان یجعلہ لی سببا وذخرا و

واسئل اللہ الذی ارانی مکانک وھدانی للتسلیم علیک وزیارتی ایاک ان یوردنی حوضک ویرزقنی
مرافقتکم فی الجنان السلام علیکم یا صفوۃ اللہ السلام علیکم یا امیر المؤمنین ووصی رسول رب العالمین
السلام علی الحسن والحسین سیدی شباب اھل الجنۃ السلام علی علی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر
ابن محمد وموسی بن جعفر وعلی بن موسی ومحمد بن علی وعلی بن محمد والحسن بن علی ومحمد بن الحسن
صاحب الزمان علیھم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی ملائکۃ اللہ الحافین السلام علی ملائکۃ
اللہ المقیمین والمسبحین الذین ھم بامرہ یعملون السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اللھم لا تجعلہ
اخر العھد من زیارتی ایاہ فان جعلتہ فاحشرنی معہ ومع ابائہ الماضین وان ابقیتنی یارب فارزقنی
زیارتہ ابدا ما ابقیتنی انک علی کل شیء قدیر استودعک اللہ واسترعیک واقرأ علیک السلام امنا باللہ
وبما دعوت الیہ فاکتبنا مع الشاھدین اللھم ارزقنی حبھم ومودتھم ابدا ما ابقیتنی السلام علی ملائکۃ
اللہ وزوار قبر ابن نبی اللہ والسلام منی ابدا ما ابقیت ودائما اذا ابقیت السلام علینا وعلی عباد اللہ
الصالحین ۔ اور باہر نکلنے کیوقت ضریح کی طرف پشت نہ کرے جبتک کہ قبر مبارک نظروں سے غائب نہ ہو۔

زیارت حضرت امام علی نقی وامام حسن عسکری علیہما السلام

جب زائر سامرہ میں پہنچے غسل کرکے کپڑے بدل کر چلے جب قبر مبارک نظر آئے تو کہے۔ السلام علیکما یا
ولیی اللہ السلام علیکما یا حجتی اللہ السلام علیکما یا نوری اللہ فی ظلمات الارض اتیتکما عارفا
بحقکما معادیا لاعدائکما موالیا لاولیائکما مؤمنا بما امنتما بہ کافرا بما کفرتما بہ محققا لما حققتما
مبطلا لما ابطلتما اسئل اللہ ربی وربکما ان یجعل حظی من زیارتی ایاکما الصلوۃ علی محمد وال محمد وان
یرزقنی مرافقتکما فی الجنان مع ابائکما الصالحین واسئلہ ان یعتق رقبتی من النار وان یرزقنی
شفاعتکما ومصاحبتکما ولا یفرق بینی وبینکما ولا یسلبنی حبکما وحب ابائکما الصالحین وان لا یجعلہ
اخر العھد من زیارتکما وان یجعل محشری معکما فی الجنۃ برحمتہ اللھم ارزقنی حبھما وتوفنی علی
ملتھما اللھم العن ظالمی ال محمد ظلم حقھم وانتقم لھم منھم اللھم العن الاولین منھم والاخرین
وضاعف علیھم العذاب الالیم وبلغ بھم واشیاعھم ومحبیھم وشیعتھم اسفل درک من الجحیم انک
علی کل شیء قدیر اللھم عجل فرج ولیک وابن ولیک واجعل فرجنا مع فرجھم یا ارحم الراحمین ۔
پس اپنے لیئے اور اپنے والدین کیلئے اور جملہ مومنوں کے لئے دعا کرے کہ اس مکان شریف میں دعا قبول ہوتی ہے
پھر دونو معصوموں کیلئے دو دو رکعت نماز اور اس کے ساتھ کی دعا بجا لائے اور بعضے مجتہدین دونو معصوم کے
گنبد میں داخل ہونے کو جائز نہیں جانتے اسلئے کہ یہ دونو امام اپنے مکان میں دفن ہیں اور کسی کے گھر میں بدون اسکی
اجازت کے جانا روا نہیں اور شیخ طوسی طاب ثراہ فرماتے ہیں کہ اگر داخل ہو تو کچھ گناہ نہیں اسلئے کہ احادیث اہلبیت میں

وارد ہے کہ آنحضرت نے اپنے مال کو شیعوں پر حلال کر دیا ہے اور بغرض وداع ۔ وداع کیوقت کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَسْتَوْدِعُكُمَا اللّٰهَ وَاَقْرَاُ عَلَيْكُمَا السَّلَامَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَبِمَا جِئْتُمَا بِهٖ وَدَلَلْتُمَا عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِهِمَا وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ اِلَيْهِمَا وَاحْشُرْنِيْ مَعَهُمَا وَمَعَ اٰبَائِهِمَا الطَّاهِرِيْنَ وَالْقَائِمِ الْحُجَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۞

زیارت جناب صاحب الزمان علیہ الصلوات الرحمان

جب حضرت کی زیارت کا سامرہ میں پہنچکر ارادہ کرے تو نہا کر لباس بدلکر سرداب میں جاکر کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَى الْحَقِّ الْجَدِيْدِ وَالْعَالِمِ الَّذِيْ عِلْمُهٗ لَا يَبِيْدُ اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحْيِي الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُبِيْرِ الْكَافِرِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰى مَهْدِيِّ الْاُمَمِ وَجَامِعِ الْكَلِمِ اَلسَّلَامُ عَلٰى خَلَفِ السَّلَفِ وَصَاحِبِ الشَّرَفِ اَلسَّلَامُ عَلٰى حُجَّةِ الْمَعْبُوْدِ وَكَلِمَةِ الْمَحْمُوْدِ اَلسَّلَامُ عَلٰى مُعِزِّ الْاَوْلِيَاۗءِ وَمُذِلِّ الْاَعْدَاۗءِ اَلسَّلَامُ عَلٰى وَارِثِ الْاَنْبِيَاۗءِ وَخَاتَمِ الْاَوْصِيَاۗءِ اَلسَّلَامُ عَلَى الْاِمَامِ الْمُنْتَظَرِ وَالْغَائِبِ الْمُشْتَهِرِ اَلسَّلَامُ عَلَى السَّيْفِ الشَّاهِرِ وَالْقَمَرِ الزَّاهِرِ وَالنُّوْرِ الْبَاهِرِ اَلسَّلَامُ عَلٰى شَمْسِ الظَّلَامِ وَبَدْرِ التَّمَامِ اَلسَّلَامُ عَلٰى رَبِيْعِ الْاَيَّامِ وَنَضْرَةِ الْاَنَامِ اَلسَّلَامُ عَلٰى صَاحِبِ الصَّمْصَامِ وَفَلَّاقِ الْهَامِ اَلسَّلَامُ عَلٰى صَاحِبِ الدِّيْنِ الْمَاْثُوْرِ وَالْكِتَابِ الْمَسْطُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلٰى بَقِيَّةِ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ وَحُجَّتِهٖ عَلٰى عِبَادِهٖ وَالْمُنْتَهٰى اِلَيْهِ مَوَارِيْثُ الْاَنْبِيَاۗءِ وَلَدَيْهِ مَوْجُوْدٌ اٰثَارُ الْاَصْفِيَاۗءِ اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُؤْتَمَنِ عَلَى السِّرِّ وَالْعَلَنِ وَلِيِّ الْاَمْرِ اَلسَّلَامُ عَلٰى مَهْدِيِّ الَّذِيْ وَعَدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ الْاُمَمَ وَيَجْمَعُ اللّٰهُ بِهِ الْكَلِمَ وَيَلُمُّ بِهِ الشَّعَثَ وَيَمْلَاُ بِهِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا وَيُمَكِّنُ لَهٗ وَيُنْجِزُ بِهٖ وَعْدَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَشْهَدُ يَا مَوْلَايَ اَنَّكَ وَالْاَئِمَّةَ مِنْ اٰبَائِكَ اَئِمَّتِيْ وَمَوَالِيَّ فِيْ حَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اَسْاَلُكَ يَا مَوْلَايَ اَنْ تَسْاَلَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ صَلَاحِ شَاْنِيْ وَقَضَاۗءِ حَاجَتِيْ وَغُفْرَانِ ذُنُوْبِيْ وَالْاَخْذِ بِيَدِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاٰخِرَتِيْ وَلِكَافَّةِ اِخْوَانِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ نِ الطَّاهِرِيْنَ ۔ پھر دو رکعت نماز پڑھکر یہ دعا پڑھے ۔ اَللّٰهُمَّ عَظُمَ الْبَلَاۗءُ وَبَرِحَ الْخَفَاۗءُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاۗءُ وَضَاقَتِ الْاَرْضُ وَمُنِعَتِ السَّمَاۗءُ وَاِلَيْكَ يَا رَبِّ الْمُشْتَكٰى وَعَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِي الشِّدَّةِ وَالرَّخَاۗءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الَّذِيْنَ فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ فَعَرَّفْتَنَا بِذٰلِكَ مَنْزِلَتَهُمْ فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ فَرَجًا عَاجِلًا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ انْصُرَانِيْ فَاِنَّكُمَا نَاصِرَايَ وَاكْفِيَانِيْ فَاِنَّكُمَا كَافِيَايَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَلْغَوْثَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ ۔

زیارت وداع امامین علیہما السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَسْتَوْدِعُكُمَا اللّٰهَ وَاَقْرَاُ عَلَيْكُمَا السَّلَامَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَبِمَا جِئْتُمَا بِهٖ وَدَلَلْتُمَا عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِهِمَا وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ اِلَيْهِمَا وَاحْشُرْنِيْ مَعَهُمَا وَمَعَ اٰبَائِهِمَا الطَّاهِرِيْنَ الْقَائِمِ الْحُجَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۞

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ منصور نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ اے میرے آقا مجھ کو ایسی دعا تعلیم کیجئے کہ جس سے خدا کی جناب میں قرب حاصل ہو فرمایا کہ اس دعا کو پڑھا کرو اور میں بھی اس کو پڑھتا ہوں اور میں نے خدائے تعالیٰ سے عرض کیا ہے کہ جو شخص اس دعا کو میرے روضہ میں آکر پڑھے خدا یا اسکو نا امید نہ رکھنا اور وہ دعا یہ ہے یَا عُدَّتِیْ عِنْدَ الْعُدَدِ وَیَا رَجَائِیْ وَالْمُعْتَمَدِ وَیَا کَهْفِیْ وَالسَّنَدِ وَیَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ وَیَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَسْئَلُکَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مَنْ خَلَقْتَهٗ مِنْ خَلْقِکَ وَلَمْ تَجْعَلْ فِیْ خَلْقِکَ اَحَدًا مِثْلَهُمْ صَلِّ عَلٰی جَمَاعَتِهِمْ وَافْعَلْ بِیْ کَذَا وَکَذَا یعنی اپنی حاجت طلب کرے۔ **پانچویں فصل** تاریخ ولادت اور وفات چہاردہ معصوم علیہم السلام کے بیان میں۔

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبداللہ کے بیٹے عبد المطلب کے پوتے، ہاشم کے پروتے، عبد المناف کے پڑپوتے، کنیت ان کی ابو القاسم ولادت ان کی شہر مکہ میں ہوئی۔ جمعہ کا دن صبح صادق کا وقت اور سترہویں تاریخ ربیع الاول کی اور عام الفیل کا پہلا سال تھا اور یہ جو ایک حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت کی ولادت بارہویں ربیع الاول کو ہوئی یہ قول مخالفین کا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جب دو حدیثیں ایک دوسرے کے مخالف پہنچیں تو اس حدیث پر عمل کرو کہ جو اہل سنت کے موافق نہ ہو اسی وجہ سے ہمارے لوگوں نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور آپ کی والدۂ ماجدہ آمنہ وہب کی بیٹی عبد مناف کی پوتی۔ آپ کے والد ماجد عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف سے ماہ ذی الحجہ ایام تشریق میں یعنی گیارہویں، بارہویں تیرہویں میں سے کسی تاریخ کو اپنے مکان میں جو مقام منیٰ میں جمرۂ وسطیٰ کے نزدیک ہے حاملہ ہوئیں اور اس مقام پر ایک بحث ہے اور جواب بھی اس بحث کا کتب میں مذکور ہے اور روز بعثت ان حضرت کا رجب کی ستائیسویں تاریخ ہے اور اس وقت آپ کا سن مبارک چالیس برس کا تھا اسی لئے ستائیسویں کی رات کو ادا دو دو رکعت کو بارہ بارہ رکعت نماز اور حضرت کی زیارت سنت ہے اور اکیسویں رمضان المبارک کی رات کو معراج ہوئی اور نبوت کے تیرہویں برس جمعرات کی رات کو حضرت نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی اور اسی شب حضرت امیر المومنینؑ اپنی جان پر کھیل کر حضرت کی جگہ لیٹ گئے کہ جس کے صلہ میں قرآن شریف میں ان کی مدح نازل ہوئی اور ربیع الاول کی دسویں تاریخ آپ نے جناب خدیجہؑ سے جن کے بطن سے جناب فاطمہؑ پیدا ہوئیں اپنا نکاح کیا اور نکاح کے وقت آنحضرت کی عمر پچیس سال کی تھی اور جناب خدیجہ چالیسویں سال میں تھیں اور اسی تاریخ کو آپ کے جد بزرگوار نے انتقال کیا اور آپ اس وقت آٹھ برس کے تھے اور دسویں رمضان سنہ۱۰ بعثت میں خدیجہ بنت خویلد یعنی آپ کی زوجہ نے وفات پائی اور حضرت کی وفات پیر کے دن اٹھائیسویں تاریخ ماہ صفر سنہ۱۱ھ میں مدینہ میں واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھارہویں

ربیع الاول کو آپ نے وفات پائی۔ بہرحال حضرت کی تریسٹھ برس کی عمر ہوئی۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اسم شریف آپ کا علیؑ اور کنیت مبارک ابوالحسن باپ کا نام ابوطالب اور وہ حقیقی بھائی حضرت عبد اللہ کے تھے یعنی پیغمبر خدا کے سگے چچا تھے اور آپ کی مادر گرامی فاطمہؑ اسد کی بیٹی حضرت ہاشم کی پوتی ہیں حضرت امیرؑ اور آپ کے بھائی اول ہاشمی ہیں کہ جن کی ولادت ہاشمی باپ ہاشمی ماں سے ہوئی اور آپ کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر تیرہویں رجب کو ہوئی اور بعض روایات میں شعبان کی ساتویں لکھی ہے۔ حضرت رسول خدا کی ولادت سے تیس برس بعد، اور سنہ ۱۰ھ میں ذی الحجہ کی اٹھارہویں کو حضرت نے آپ کو اپنا ولیعہد گردانا۔ اور امام قائم کیا اور اسی تاریخ سنہ ۳۵ ہجری میں عثمان بن عفان مارا گیا اور خلق نے آپ سے بیعت کی اور اسی طرح جناب موسیٰؑ ساحروں پر غالب آئے تھے اسی روز ابراہیم علیہ السلام نے آگ سے نجات پائی تھی اور اسی تاریخ موسیٰؑ نے یوشع کو اور سلیمانؑ نے آصف کو اپنا وصی کیا اور تمام انبیا کے وصی اسی تاریخ میں مقرر ہوتے آئے ہیں اور چوبیسویں تاریخ کو اس مہینہ کی حضرت پیغمبرؐ اور حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہم السلام نے نصاریٰ سے مباہلہ کیا یعنی کو سم کا سا کو جمع ہوئے اور اُن پر غالب آئے اور اسی دن حضرت امیر المومنینؑ نے اپنی انگوٹھی سائل کو عطا کی جس پر انما ولیکم اللہ الخ آیت نازل ہوئی اور اس مہینہ کی پچیسویں کو حضرت پنجتن پاک نے مسکین و یتیم و اسیر کو باوجود ناداری اور گرسنہ ہونے کے اپنے اپنے حصہ کی روٹیاں دے ڈالیں اور خود روزہ پر روزہ رکھا جس پر سورہ ہل اتیٰ نازل ہوئی اور اسی مہینے کی چھبیسویں کو عمر زخمی ہوا اور سنہ ۲۳ ہجری میں ستائیسویں کو مر گیا اور حضرت امیر المومنینؑ کی وفات مسجد کوفہ میں ہوئی رمضان کی اکیسویں شب کو سنہ ۴۰ ہجری میں واقع ہوئی اسی شب عیسیٰؑ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے دنیا سے رحلت کی اور یوشعؑ نے وفات پائی تھی اور حضرت امیرؑ کا مدفن نجف اشرف اور عمر تریسٹھ برس کی تھی۔

حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

ماں خدیجہؑ باپ محمدؐ رسول اللہ اور ۵ بعثت میں شہر مکہ میں ولادت اور سنہ ۱۱ ہجری میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات سے تین مہینے دس دن یعنی سو روز کے بعد وفات ہوئی اور دفن میں آپ کے اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ اپنے مکان میں مدفون ہوئیں چنانچہ پہلے بیان ہوا اور جب بنی امیہ نے مسجد کو بڑھایا اس مکان کو مسجد میں ملا لیا اور میان قبر اور منبر رسالت پناہؐ کے وہ قبر آگئی۔ اور بقیع میں آئمہ کے ساتھ احتیاطاً زیارت پڑھنی چاہیے اور شادی بی بی فاطمہ کی رجب کی پندرہویں کو حضرت

علیؑ کے ساتھ ہوئی اسوقت سن شریف گیارہ سال کا تھا اور ہجرت سے پانچویں مہینہ کا یہ وقوع ہے اور اسی تاریخ کو اگلے برس قبلہ بدلا گیا بیت المقدس کی جگہ کعبہ قبلہ ٹھیرا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام

حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بیٹے اور حضرت فاطمہؑ کے جائے ابو محمدؑ کنیت سید شباب اہل الجنۃ لقب۔ مدینہ جائے ولادت منگل کا دن پندرہویں رمضان ۲ سنہ ہجری تاریخ ولادت اور بعض نے ۳ھ ہجری لکھا ہے مدفن جنت البقیع اور روز وفات پنجشنبہ اور تاریخ وفات اٹھائیسویں صفر ۴۹ھ ہجری کی اور بعضوں نے ۵۹ھ لکھا ہے اور سن ۴۵ یا ۴۸ برس کا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت علیؑ کے بیٹے فاطمہ زہراؑ ماں، ابو عبداللہ کنیت، سید شباب اہل الجنۃ لقب۔ ولادت کا مقام مدینہ طیبہ۔ مدفن کربلائے معلی تاریخ ولادت آخر ماہ ربیع الاول ہجرت سے تیسرے برس اور بعضوں نے پنجشنبہ کا دن رمضان کی تیرہویں تاریخ ٹھیرائی ہے اور اکثر نے ۴ھ میں تیسری شعبان کو اختیار کیا ہے اور شہادت کا روز محرم ۶۱ھ کی دسویں ہفتہ کا دن اور بعض کے نزدیک دوشنبہ اور بقولے جمعہ کا دن تھا بہرحال حضرت نے اٹھاون سال کی عمر میں شہادت پائی۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

آپ کا نام علیؑ کنیت ابو محمد باپ امام حسینؑ، ماں شاہ زنان شیرویہ کی بیٹی کسریٰ ابن یزدجرد کی پوتی اور بعض نے شہریار یزدگرد کی بیٹی لکھا ہے اتوار کے دن شعبان کی پانچویں تاریخ ۳۳ھ اور بقولے ۳۸ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۵۷ برس کی عمر میں شنبہ کے روز بارہویں محرم ۹۵ھ ہجری میں وفات پاکر اپنے چچا امام حسن علیہ السلام کے پاس دفن ہوئے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

محمدؑ نام باقرؑ لقب ابو جعفر کنیت ماں کا نام ام ابو عبداللہ حضرت امام حسنؑ کی بیٹی۔ پس آپ علویوں میں پہلے علوی ہیں جن کی ولادت دو علویوں سے ہوئی اور اول فاطمی ہیں جن کی ولادت فاطمی باپ اور فاطمی ماں سے ہوئی مولد آپ کا مدینہ منورہ روز ولادت دوشنبہ تاریخ ولادت ماہ صفر ۵۷ھ ہجری کی تیسری یہ مضمون علامہ اور شیخ شہیدؒ کی تحریر اور دروس کے موافق ہے اور چونکہ وفات حضرت امام حسین علیہ السلام

کی سنہ ۶۱ ہجری میں ہوئی تو حضرت محمد باقر علیہ السلام کی عمر حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے دن چار برس کی ہوگی۔ چنانچہ صدوق نے فقیہہ میں تصریح کی اور آپ دوشنبہ کے دن ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ سنہ ۱۱۴ھ اور بقولے سنہ ۱۱۶ھ ہجری میں وفات پاکر بقیع میں اپنے باپ امام زین العابدین علیہ السلام کے پہلو میں دفن ہوئے اور اسوقت حضرت کا سن ستاون برس کا تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

نام حضرت کا جعفر کنیت ابو عبد اللہ اور والدہ کا نام ام فروہ اور بعضوں نے فاطمہ نام اور ام فروہ کنیت میں لکھا ہے ولادت آپ کی مدینہ منورہ میں دوشنبہ کے دن ربیع الاول کی سترہویں تاریخ سنہ ۸۳ھ ہجری میں ہوئی اور رجب کی پندرہویں کو یا شوال کے مہینے میں سنہ ۱۴۸ھ ہجری میں ۶۵ برس کی عمر میں وفات پاکر بقیع میں اپنے باپ محمد باقر علیہ السلام کے پاس دفن ہوئے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

نام آپ کا موسیٰ کنیت ابو الحسن اور ابو ابراہیم اور ابو علی، ماں کا نام حمیدہ بربریہ مولد حضرت کا ابوا ما بین مکہ و مدینہ کے ایک مقام کا نام ہے یکشنبہ کے روز ساتویں صفر سنہ ۱۲۸ھ ہجری میں اور بقولے سنہ ۱۲۹ھ ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی اور چوبیسویں رجب سنہ ۱۸۳ھ ہجری میں اور بقولے جمعہ کے دن رجب کی پچیسویں تاریخ سنہ ۱۸۱ھ میں شہاب میں مقابر قریش میں جسکو آجکل کاظمین کہتے ہیں دفن ہوئے اور سن مبارک وفات کے دن پچاس برس کا تھا۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

نام آپ کا علی کنیت ابو الحسن باپ موسیٰ کاظم ماں آپ کی ام ولد یعنی کنیز مولد آپ کا مدینہ منورہ پنجشنبہ کے دن گیارہویں ذیقعد اور بقولے تیئیسویں کو سنہ ۱۴۸ھ ہجری میں ولادت ہوئی اور اکیسویں رمضان سنہ ۲۰۳ھ ہجری میں پچپن برس کی عمر میں انتقال فرماکر خراسان کے ملک میں شہر طوس میں مقبرہ ہارون میں دفن ہوئے

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

محمد نام جعفر کنیت باپ امام رضا ماں خیزران اور بروایت دیگر خزان ام ولد ماریہ قبطیہ کنیز رسول خدا کے خاندان سے تھا ولادت مدینہ طیبہ تاریخ ولادت پندرہویں رمضان سنہ ۱۹۵ھ ہجری مدفن شریف مقابر قریش متصل قبر اپنے جد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دفن ہوئے منگل کے دن گیارہویں ذیقعد اور اکثر کے نزدیک ذیقعد کی آخری تاریخ میں سنہ ۲۲۰ھ میں انتقال کیا اور سن شریف کل پچیس برس کا تھا۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

علی نام ہادی لقب ابوالحسن کنیت باپ امام محمد تقی مادر گرامی ایک ام ولد سمانہ نام ذی الحجہ کے مہینے میں پندرہویں کو یا چھبیسویں کو سنہ ۲۱۲ھ میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی دوشنبہ کے دن رجب کی تیسری کو سنہ ۲۵۴ ہجری سر من رائے شہر سامرہ میں اپنے مکان میں مدفون ہوئے بعض نے تیسری رجب بھی لکھی ہے سن شریف اکتالیس برس نو مہینے کا ہوا

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

حسن نام ابو محمد کنیت باپ امام علی نقی ماں حدیث نام ام ولد مولد مدینہ رسول اور ولادت دسویں ماہ ربیع الثانی کو اور بقولے دوشنبہ چوتھی ماہ مذکور سنہ ۲۳۲ ہجری میں اور قبر شریف اپنے باپ کے گھر میں سامرہ میں اتوار کے دن اور بعض کے نزدیک جمعہ کے دن آٹھویں ربیع الاول کو سنہ ۲۶۰ ہجری میں وفات پائی سن اسوقت اٹھائیس سال کا تھا اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ان دونو صاحبوں کی زیارت روضہ شریف کے باہر سے پڑھنی چاہیئے اور بغیر مالک کی اجازت کے کسی کے گھر میں جانا درست نہیں اور صحیح یہ ہے کہ جا سکتے ہیں اس لئے کہ ائمہ علیہم السلام نے اپنا مال شیعو نپر حلال کر دیا ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام

نام آپ کا محمد کنیت ابو القاسم ماں کا نام ام صیقل مشہور نرجس خاتون بعضوں نے مریم بنت مزید لکھا ہے ولادت آپ کی شہر سامرہ میں شب برات کی رات اور بعضوں کے نزدیک دن کو چاشت کے وقت سنہ ۲۵۵ھ اور بقولے سنہ ۲۵۶ھ میں ہوئی یہی امام ہیں امام زماں جن کا ایک وقت پر ظاہر ہونا یقینی ہے اور جس طرح دنیا ظلم سے پر ہو گئی ہے اسی قدر اسکو عدل سے پر کرینگے

آٹھواں باب

نذر و عہد و قسم اور کفارے کے بیان میں جس میں تین مطلب ہیں پہلا مطلب نذر اور عہد کے بیان میں اس میں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل نذر کی شرطوں میں واضح رہے کہ نذر کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص کسی نعمت کے شکریہ میں یا کسی بلا کے دفعیہ کو یا اپنے نفس کو زجر یعنی تنبیہ و تعزیر کو کوئی بات اپنے اوپر لازم کرے اور یہ بات آٹھ شرط سے قائم ہوتی ہے۔ پہلی شرط صیغہ منہ سے کہنا یعنی یہ کہے لِلّٰهِ عَلَيَّ
اَنْ رَزَقَنِيَ اللّٰهُ وَلَدًا وَشَفَانِيْ مِنْ مَرَضِيْ اَوْاَنْ تَرَكْتُ الصَّلٰوةَ اَوْزَنَيْتُ عَشَرَةً مَثَلًا قِيْلَ

ذَهَبًا یعنی خدا کے لئے میرے ذمہ واجب ہے اگر خدا مجھکو فرزند دے یا مجھکو مرض سے صحت بخشے یا اگر میں نماز کو ترک کروں یا بدفعلی کروں تو دس مثقال سونا دوں اور اگر یونہی بلا وجہ بدون کسی بات کے کہدے کہ خدا کے لئے میرے ذمہ دس مثقال سونا ہے کوئی شکر یا دفع بلا یا نفس کا دھمکانا وغیرہ کچھ مقصود نہ ہو تو ایسی نذر کے منعقد ہونے میں اختلاف ہے صحیح ہونا حق ہے اور اگر زبان سے کچھ نہ کہے دل ہی دل میں کہہ لے تو پورا ہونا واجب نہیں ہاں سنت ہے دوسری شرط یہ ہے کہ نذر کرنیوالا بالغ و عاقل ہو پس طفل اور دیوانہ کی نذر صحیح نہیں تیسرے باختیار خود نذر کرے دوسرے کی زبردستی سے صیغہ کہنے سے نذر نہیں ہوتی (۴) قصد اور ارادہ سے کہے پس اگر نشہ یا نیند یا بیہوشی میں منہ سے نکلجائے تو اعتبار نہیں (۵) خوشنودی خدا کا قصد ہو پس کافر کی نذر صحیح نہیں یعنی اگر مسلمان ہوجائے تو پورا کرنا لازم نہ ہوگا ہاں سنت ہے (۶) باپ کی اجازت اولاد کے حق میں اور شوہر کی اجازت بی بی کی نذر میں اور میاں کی اجازت غلام کے باب میں شرط ہے بغیر اسکے صحیح نہیں (۷) جس چیز کی نذر کرتا ہے وہ اس کی قدرت سے باہر نہ ہو پس اگر ان ہونی چیز کو نذر کرے جیسے آسمان پر جاکر نماز پڑھنا تو صحیح نہیں۔ (۸) جس چیز کی منت کرتا ہے وہ چیز عبادت میں داخل ہو جیسے نماز و روزہ حج جہاد وغیرہ یا اس کا ادا کرنا اعلیٰ درجہ ہو پس اگر ناجائز کام کی منت کرے تو صحیح نہیں اور مباح کی منت کے باب میں یعنی جس چیز کا کرنا نہ کرنا دونوں یکساں ہوں اس میں اختلاف ہے۔ اقرب یہ ہے کہ بجالائے اور دین و دنیا میں برابر اس نذر کی رعایت کرنی اور نہ کرنی بہتر و اولیٰ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ دوسری **فصل** نذر کے احکام میں واضح ہو کہ طلاق اور عتاق سے شیعہ کے نزدیک نذر منعقد نہیں ہوتی اور اگر پانی کے ہوتے تیمم کی نذر کرے تو صحیح نہیں ہے اور اگر دو رکعت سے کم نماز قبولے تو جائز نہیں اور بعض ایک رکعت کی جائز جانتے ہیں اور اگر پیادہ پا حج کرنے کی منت مانی تو جس شہر میں منت کی ہے وہیں سے پیدل جانا لازم ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ میقات سے پیادہ جانا کافی ہے اور اگر درمیان میں دریا پڑے تو کشتی میں کھڑا رہے اور اگر بلا وجہ سوار ہوکر چلے گا تو پھر پلٹ کر اسی جگہ سے پیدل چلنا پڑے گا اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ لوٹتے وقت بھی پیدل چلنا پڑے گا اور اگر بیت الحرام کی منت کرے تو کعبہ جانا پڑے گا اور فقط بیت اللہ کہے تب بھی کعبہ سمجھا جائے گا۔ اور بعض مجتہد اس نذر کو باطل جانتے ہیں اور اگر چند روزوں کی منت مانی جائے تو اختیار ہے کہ ایک دم رکھے یا تھوڑے تھوڑے کرکے البتہ اگر صیغہ میں دفعۃً قصد کرے تو مسلسل رکھنا لازم ہوگا اور عیدین کے روزے کی نیت صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح ایام تشریق کے روزوں کی مقام منیٰ میں نذر کرنا یا عورت حیض کی حالت میں روزہ رکھنے کو نذر کرے یا ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کی نذر کرے اور اگر کوئی شخص کسی مکان خاص میں روزہ رکھنے کی منت مانے تو وہیں رکھنا پڑے گا اور اگر جس جگہ میں روزہ رکھنے کا قصد کیا ہے اس جگہ میں کوئی بزرگی

نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ نذر کی متابعت[۱] لازم ہے اگر کوئی یہ کہے کہ عرصہ تک روزہ رکھونگا تو حدیث میں آیا ہے کہ پچاس روزے رکھے اور اگر اس نے اپنے قصد سے کوئی مقدار قرار دی ہے تو اسکی پابندی کرے اور یہ کہے کہ پرانے غلام کو آزاد کرونگا تو جس غلام کو چھ مہینے کام کرتے گذر گئے ہوں اس کو آزاد کردے اور اگر یہ کہے کہ پہلے پہل جو غلام میرے ہاتھ آئے گا اس کو آزاد کرونگا بعد اس کے اتفاق سے کئی غلام دفعتاً اس کی مِلک میں آجائیں تو سب کے سب آزاد ہوجائیں گے اور اگر یہ نذر کرے کہ پہلے پہل میری لونڈی جو بچہ جنے گی تو اس کو آزاد کرونگا اور ایک دفعہ میں دو بچے پیدا ہوں تو دونوں آزاد ہونگے اور لونڈی غلام چھوٹا بڑا، بیمار تندرست سب آزاد ہوسکتے ہیں اور اگر یہ کہے کہ بہت سا روپیہ خیرات کروں گا تو حدیث میں لکھا ہے کہ اسّی روپیہ سے کم میں بری نہیں ہوسکتا اگر کل مال خیرات کی نذر مانے اور ایک دفعہ دینے کا متحمل نہ ہوسکے تو کل مال کے دام لگا کے رفتہ رفتہ ادا کرے اور جس صورت میں منت والا نذر کے بجالانے سے عاجز ہوجائے تو فرض ساقط ہے اور اگر بعد اسکے قادر ہوجائے پھر واجب ہوجائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ عاجز ہونے پر کفارہ دینا پڑے گا اور بعض حدیث میں آئمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ اگر روزہ کی منت ہو اور روزہ رکھ نہیں سکتا تو ہر روزے کے عوض نصف من تبریزی گیہوں خیرات کرے مجتہدین نے اس حدیث کو استحباب پر حمل کیا ہے یعنی سنت ہے اور عہد کے احکام نذر کے موافق ہیں فقط صیغہ کا فرق ہے یعنی لِلّٰہِ عَلَیَّ کے عوض عَاهَدْتُ لِلّٰہِ کہنے سے عہد کہلاتا ہے۔ **دوسرا مطلب** قسم کے بیان میں اور اسکے اقسام وشرائط میں پس واضح ہو کہ قسم کھانے کی چودہ صورتیں ہیں پہلی اول گذشتہ باتوں پر قسم کھانا اس قسم میں اگر جھوٹی قسم کھائے گا تو کچھ کفارہ نہیں لیکن گناہ کبیرہ ہے اور اس قسم کا نام عربی میں غموس ہے (۲) صورت کسی آئندہ کی بات کے واسطے قسم کھانا (۳) صورت کسی واجب کام کے کرنیکی قسم کھانا (۴) صورت کسی سنتی کام کرنیکی قسم کھانا (۵) صورت مکروہ کام کے کرنیکی قسم کھانا (۶) صورت مباح کام کے کرنیکی قسم کھانا (۷) صورت حرام کرنے کی قسم کھانا (۸) صورت کسی واجب کے ترک کی قسم کھانا (۹) صورت سنت کے ترک کی قسم کھانا (۱۰) صورت معصیت کے ترک کی قسم (۱۱) صورت مکروہ کے ترک کی قسم (۱۲) صورت مباح کے ترک کی قسم (۱۳) صورت ان کل باتوں کی قسم کھانا (۱۴) صورت دوسرے کو قسم دینا ان کل باتوں کی قسم کھانا پانچ قسم پر ہے (۱) واجب جیسے کسی مسلمان کی جان یا مال یا آبرو کی حفاظت کو قسم کھانا یا کسی ظالم کے ظلم کے دفع ہونیکی غرض سے اگر اس صورت میں جھوٹ بولنا پڑے تو ریا کرنا بہتر ہے یعنی پیچدار بات کہنا جس سے جھوٹ بھی نہ بولنا پڑے اور مطلب بھی حاصل ہو (۲) حرام جیسے جھوٹی قسم کھانا یا بت وغیرہ کی قسم کھانا یا بیٹے کا قسم کھانا بے اجازت باپ کے اور زوجہ کا بے اذن شوہر کے اور غلام کا بے اذن مالک کے لیکن واجب فعل کی اور حرام کے ترک کی قسم بغیر اجازت نافذ ہوگی (۳) سنت جیسے صلح خیر اور رفع شر کے لئے قسم کا کھانا (۴) مکروہ جیسے باپ اور ماں کی قسم کھانا یا اولاد کی قسم اور بعض مجتہد اسکو حرام جانتے ہیں اسی طرح

[۱] بشرطیکہ تشریع کا قصد نہ ہو ورنہ بدعت ہوگا۔

بلکروہ کام کے کرنیکی قسم کھانا اور واضح رہے کہ بلاضرورت سچی قسم کھانا مکروہ ہے (۵) مباح جیسے کسی
کام پر قسم کھانا اور قسم کی صحت کی سات شرطیں ہیں (۱) یہ ہے کہ خدا کی ذات کی قسم کھائے جیسے وَالَّذِیْ
نَفْسِیْ بِیَدِہٖ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَءَ النَّسَمَةَ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ ط اور مثل اس کے
الفاظ کہے یا ایسا نام لے جو مخصوص خدا کے لئے ہو جیسے وَاللّٰہِ بِاللّٰہِ وَالرَّحْمٰنِ وَالْقَدِیْمِ وَالْبَارِیْ
اور مثل انکے اور یا ایسے لفظ بولے کہ اسے اکثر خدا ہی کی ذات کے واسطے بولتے ہیں جیسے رب، خالق، باری
رزاق اور مثل ان کے اور ان کے سوا۔ موجود، خبیر، بصیر، سمیع وغیرہ لفظوں سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور
اگر خدا کی قدرت یا علم کی قسم کھائے اور لفظی معنی مراد لے تب بھی صحیح نہیں ہاں اگر یہ مراد لے کہ خدائے قادر
اور عالم کی قسم ہے تو صحیح ہے اور اگر اللہ کے جلال یا عظمت اور کبریائی کی قسم کھائے یا بِجَلَالِ اللّٰہِ یا وَ
عَظَمَۃِ اللّٰہِ یا کِبْرِیَاءِ اللّٰہِ یا وَلَعَمْرُ اللّٰہِ اَوْ اُقْسِمُ بِاللّٰہِ اَوْ اَحْلِفُ بِاللّٰہِ اَوْ اَقْسَمْتُ بِاللّٰہِ اَوْ حَلَفْتُ بِاللّٰہِ
اَوْ اَشْھَدُ بِاللّٰہِ ط تو بھی قسم ہوتی ہے اور اگر ان لفظوں کو بے اللہ کے کہے تو بھی قسم منعقد ہوتی ہے۔
اور اگر ان لفظوں کو بے اللہ کے لفظ کے کہے یعنی جلال کی قسم یا قسم کھاتا ہوں یا حلف کرتا ہوں۔
تو قسم منعقد نہیں ہوتی اور اگر حق اللہ کہے تو قسم ہوجائے گی اور بعضے مجتہد انکار کرتے ہیں اور اس طرح
قسم کھائے کہ خدا ورسول اور امام سے بیزار ہوں یا مسلمان نہ رہوں تو قسم ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف
ہے صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتی اور بعضے مجتہد خدا کی بڑی مخلوقات کی قسم جائز جانتے ہیں۔ جیسے رسولؐ کی
قسم، امام کی قسم، قرآن کی قسم، کعبہ کی قسم، عرش، کرسی کی، چاند، سورج کی اور[1] طلاق اور عتاق
یعنی جورو پر طلاق ہے یا اس شخص کا غلام آزاد ہوجائے ایسے لفظوں میں ہمارے مذہب میں قسم منعقد
نہیں ہوتی (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ قسم کھانے والا بالغ اور عاقل ہو پس طفل اور دیوانہ کی قسم صحیح نہیں ہے
ہاں اگر کوئی لڑکا قسم کھائے اور اپنے بالغ ہونے کا دعوے کرے تو اس کو سچا سمجھنا چاہئے اور قسم
دینے کی ضرورت نہیں ورنہ دَور لازم آئے گا یعنی قسم کا ثبوت قسم سے ٹھیرے گا۔ (۳) مختار ہو پس مجبور
کی قسم صحیح نہیں (۴) قسم کے لفظ سے قسم کا قصد کرے پس مست اور بیہوش اور سوتے کی قسم معتبر نہیں ہے
(۵) متعلق قسم یعنی جس چیز کی قسم کھاتا ہے کسی واجب یا سنت یا مباح کا کرنا یا حرام و مکروہ یا مرجوح کا ترک
ہو یعنی جو کام دنیا کی رو سے گھٹیا ہو (۶) قسم کے متعلق کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا زمانہ آیندہ میں ہو کہ
گذشتہ پر قسم صحیح نہیں اقراری ہو خواہ انکاری اور اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں اگرچہ جان کر جھوٹ
بولا ہو چنانچہ گذرا (۷) قسم کا متعلق قدرت سے باہر نہ ہو ورنہ قسم صحیح نہ ہوگی اور اگر قسم کے وقت قادر
تھا پھر عاجز ہوگیا تو قسم کا حکم ساقط ہے۔ تیسرا مطلب کفاروں کے بیان میں اور اس میں دو فصلیں ہیں

---

[1] ان لوگوں نے والشمس والقمر واللیل والنہار وغیرہ آیات پر شاید لحاظ کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ ایسی قسمیں کھانی خدا کی ذات سے مخصوص ہیں یا قسم شرعی سے خارج ہیں محض تاکید اور توثیق کے لئے جائز ہوں ۱۲۔ مترجم

پہلی فصل کفارہ کے اقسام میں پس واضح ہو کہ ان کفاروں کے سوا جو محرمات احرام بیان ہوئے ہیں
چوبیس قسم کے کفارے اور ہیں (۲) ظہار کا کفارہ یعنی کوئی شخص اپنی بی بی کو ماں کہدے تو حاکم شرع
اسکو تین مہینے کی مہلت دے کہ بعد میں جبر کرے گا کہ یا طلاق دے یا کفارہ دے کر بی بی سے مقاربت
کرے اور کفارہ اس کلام کا یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کرے۔ اگر اس سے عاجز ہو تو برابر دو مہینے کے روزے
رکھے اگر اس سے بھی معذور ہو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ہر مسکین کو نصف من گیہوں تبریزی وزن سے
اور اس کفارہ کو مرتبہ کہتے ہیں (۳) قتل خطا کا کفارہ جس شخص کے ہاتھ سے کوئی مومن دھوکے یا بیخبری میں
مارا جائے تو اس کا کفارہ بھی ظہار کے مانند ہے اور بعض علماء کے نزدیک وہ شخص بھی ظہار کا کفارہ دے گا
جس نے خدا و رسولؐ یا امامؑ کی قسم کھائی ہو اور اسکے خلاف کیا اور اگر اس کفارے سے عاجز ہو تو قسم کا
کفارہ دے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جو عورت اپنے سر کے بالوں کو مصیبت یا غیر مصیبت میں کاٹ
ڈالے یا منڈوا دے تو اس کو ظہار کا کفارہ دینا پڑے گا (۳) ماہ رمضان کے قضا روزہ کو زوال کے بعد
جان کر توڑ دینے کا کفارہ اور وہ دس مسکینوں کا پیٹ بھرنا یا تن ڈھکنا اور نادار ہو تو برابر تین روزے رکھے
(۴) کفارہ جو شخص ماہ رمضان میں روزے کو توڑ دے یا نذر معین کے روزے کو نہ رکھے تو ایک
بردے کو آزاد کرے یا ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائے یا ساٹھ روزے رکھے ان تینوں میں اسکو اختیار ہے
اور بعض کے نزدیک یہ کفارہ بھی مرتبہ ہے اور عورت کے بالوں کا کفارہ بھی مخیرہ جانتے ہیں (۵) نذر کی
مخالفت کا کفارہ اسکے باب میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ماہ رمضان کے روزے کے کفارہ کی
مانند ہے (۶) قسم کی مخالفت کا کفارہ اور وہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کپڑا دینا اور دونو
باتیں نہ ہو سکیں تو تین روزے رکھے (۷) خلاف عہد کے کفارہ اور وہ بعینہ قسم کا کفارہ ہے اور بعض کے
نزدیک روزے کے عہد میں رمضان کے روزہ کا کفارہ اور باقی چیزوں کے عہد پر قسم کا کفارہ دینا پڑتا
ہے (۸) جو عورت مصیبت میں اپنے بال اکھاڑ ڈالے یا اپنا منہ نوچ لے تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا (۹)
جو شخص اولاد کے مرنے میں یا بیوی کے انتقال پر کپڑے پھاڑ ڈالے اسکو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا اور
متاعی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن لونڈی کی مصیبت میں یا کسی اور شخص کے ماتم میں کفارہ نہیں
اور بعض اسکو حرام بھی جانتے ہیں (۱۰) عمداً اور ناحق کسی مسلمان کو قتل کرنا اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک
بردہ آزاد کرے اور ساٹھ روزے رکھے اور ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائے اور اس کو کفارۂ جمع کہتے
ہیں (۱۱) کفارہ ماہ رمضان کے روزے کو حرام چیزوں سے توڑ ڈالنا اکثر مجتہدین کے نزدیک کفارۂ
جمع دینا پڑے گا (۱۲) کفارہ شوہردار عورت سے یا عدۃ کی حالت میں زنا یا نکاح کرنے پر علاوہ اس عورت
سے علیحدہ کرنیکے پانچ من تبریزی من سے گیہوں یا جو کا آٹا دینا چاہیئے اور بعضوں کے نزدیک یہ
کفارہ سنت ہے (۱۳) کفارہ حیض میں بی بی سے صحبت کرنے کا ہے پس شروع حیض میں ایک دینار

یعنی ایک مثقال شرعی سونا دے اور وسط میں نصف مثقال اور آخر میں چوتھائی مثقال اور بعض مجتہد اس کو سنت جانتے ہیں اور لونڈی سے ایسی حرکت کرے تو کچھ کفارہ نہیں (۱۴) کفارہ جو شخص خدا اور رسولؐ یا آئمہ ہدایؑ سے برات کی قسم کھاوے یعنی یہ کہے کہ خدا سے پھروں اگر ایسا کروں اور پھر اس کے خلاف کرے تو دس مسکینوں کو کھانا دے اور استغفار کرے (۱۵) کفارہ جو شخص روز معین کی نذر کرے اور اس روز روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو دو مد گیہوں کسی مسکین کو خیرات دے اور قادر نہ ہو تو جسقدر میسر ہو اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جب دو مد کی قدرت نہ ہو تو کفارہ ساقط ہے (۱۶) کفارہ جو شخص عشا کی نماز پڑھے بغیر سو جائے اور آدھی رات کے بعد جاگے تو اگلے دن روزہ رکھے اور اگر سہو ہو جائے یا عشا کے سوا دوسری نماز ہو تو یہ حکم نہیں کیونکہ یہ روایت عشا ہی کے باب میں وارد ہوئی ہے (۱۷) کفارہ جو شخص اپنے غلام کو حد سے زیادہ مارے اسکو آزاد کرے (۱۸) کفارہ ہنسنے کا اور وہ اللھم لا تمقتنی یعنی خدایا مجھکو دشمن مت رکھیو (۱۹) کفارہ بادشاہی نوکری کا اور وہ یہ ہے کہ مومن مسلمان بھائیوں کا جو کام اس کے متعلق ہو اُس کو کرتا رہے (۲۰) کفارہ چار آدمیوں میں بیٹھنے کا اور وہ یہ ہے کہ اس مجلس سے اٹھتے وقت کہے سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ط کفارہ جو شخص تین دن کے بعد سولی پائے ہوئے شخص کو دیکھنے جاوے غسل کرے (۲۳) کفارہ جو شخص سورج گہن کی نماز کو ترک کرے قضا کے بجالانے سے پہلے غسل کرے (۲۴) کفارہ منہ پیٹنے کا اور وہ توبہ استغفار ہے۔

دوسری فصل کفارہ کی شرائط میں اور وہ گیارہ ہیں (۱) قصد کرنا (۲) خوشنودی خدا کی غرض سے کرنا۔ (۳) کفارہ کے بدلے میں کچھ عوض نہ لینا پس اگر غلام کو آزاد کرے اور کچھ لینا ٹھیرائے تو صحیح نہیں ہے (۴) آزاد کرنے کا سبب کوئی فعل حرام نہ ہو جیسے ناک کان کاٹنا یعنی اگر ناک کان کٹتے وقت یہ قصد ہو کہ یہ غلام کفارہ میں آزاد ہے تو کفارہ نہیں شمار ہوگا (۵) اگر کئی قسم کے کفارے اس کے ذمہ ہوں تو ٹھیرا لیوے کہ کون سے فعل کا کفارہ دیتا ہے (۶) جس غلام کو آزاد کرے وہ مسلمان یا مسلمان زادہ ہو کافر کی آزادی صحیح نہیں (۷) ایسا رشتہ دار نہ ہو جو خود بخود آزاد ہوتا ہے پس اگر اپنے باپ کو کفارہ میں دینے کی غرض سے خریدے تو کفارہ میں مجرا نہ ہوگا (۸) ان عیبوں سے پاک ہو جن کے سبب سے شرعاً آزاد ہو جاتا ہے یعنی اندھا، لنگڑا، کوڑھی وغیرہ نہ ہو اور اگر بیمار ہو یا کوئی اور نقص اس میں ہو تو اس کو کفارے میں دیسکتے ہیں (۹) اس غلام کا مالک ہو یہ نہ ہو کہ غیر کا غلام ہو یا وہ غلام ہو جس نے خیانت کی ہو یا مدبر یا مکاتب مطلق ہو اور وہ کچھ زر کتابت دے بھی چکا ہو (۱۰) کل غلام کو آزاد کرے پس اگر نصف غلام کو کفارہ میں چھوڑ دے تو صحیح نہیں ہاں اگر سرایت کا قصد کرے تو نصف بھی ہو سکتا ہے۔ (۱۱) آزادی کو کسی شرط پر معلق نہ رکھے پس مدبر اور مکاتب کرنا کفارہ میں شمار نہ ہوگا اور کفارہ میں غلام اور لونڈی اور حاضر و غائب اور جو غلام بھاگ گیا ہو اور اس کا زندہ ہونا معلوم ہو سب برابر ہیں

اور جتنے اقسام کفارے کے بیان ہوئے غلام پران کا نصف لازم ہوتا ہے اور غلام پر بردہ اور طعام کا کفارہ لازم نہیں ہوتا فقط روزے سے اپنے کفاروں کو ادا کرے گا البتہ آقا اسکو کچھ روپیہ دیوے تو بردہ بھی آزاد کر سکتا ہے۔ اور واضح رہے کہ طعام میں جس عدد کو شارع نے مقرر کیا ہے اسی قدر آدمیوں کو کھانا کھلانا چاہیئے اس میں کمی نہ ہو اور اگر اتنے آدمی میسر نہ آئیں تو پھر انہیں آدمیوں کو اتنی دفعہ دیں کہ عدد پورا ہو جائے اور اگر جوان آدمی میسر نہ آئیں تو دو بچوں کو ایک مرد میں حساب کریں اور لازم ہے کہ شکم سیر ہو کر اٹھیں اور جو غذا اس ملک کی ہو وہ کافی ہے لیکن گوشت روٹی افضل ہے اور لباس میں دو کپڑے دینے چاہئیں ایک کرتہ اور ایک چادر، اور طعام اور لباس کی قیمت دینا کافی نہیں۔

نواں باب

بیع، رہن اور شفع کے بیان میں اور اس میں چار مطلب ہیں **پہلا مطلب** بیع اور تجارت اور پیشوں کے بیان میں اور اس میں چند فصلیں ہیں **پہلی فصل** تجارت اور حرفوں کے بیان اور اقسام میں اور وہ پانچ قسم ہیں (۱) کسب واجب یعنی جس وقت آدمی کی معاش اور اسکے اہل و عیال کا خرچ کمانے پر موقوف ہو تو کمانا واجب ہے اور مطلق تجارت کہ انتظام بنی نوع انسان کا اسی سے کامل ہوتا ہے واجب کفائی ہے کچھ آدمیوں کو بیوپار کرنا فرض ہے (۲) سنت ہے کہ اپنے اور اپنے عیال کی وسعت اور فراغ بالی اور مسلمانوں کے نفع اور خوشحالی کے واسطے تجارت اور کسب کریں (۳) مباح کہ مالداری کی غرض سے تجارت اور پیشہ کرنا (۴) حرام یعنی ایسا پیشہ کرنا جس میں کوئی قبیح کام کرنا پڑے اور اسکی اکتالیس قسمیں ہیں (۱) نجس چیزوں کی خرید و فروخت خواہ اسکی نجاست اصلی ہو جیسے مردار اور وہ گوشت و پوست جو جنگل میں پڑا ہوا ملے اور اس کا حال معلوم نہ ہو یا کافر کے پاس ہو اور وہ خون جو کہ حیوان خون جہندہ والے کو ذبح کرنے سے نکلتا ہے باستثنائے خون دل کے کہ اسکی خرید و فروخت جائز ہے اور کتے اور سور کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں البتہ شکاری کتا اور وہ کتا کہ گلہ کی حفاظت کرتا ہے اور وہ کتا کہ زراعت کی حفاظت کرتا ہے اور وہ کتا جو باغ کا محافظ ہے ان چاروں کی بیع جائز ہے اور جن چیزوں کی نجاست عارضی ہو جیسے وہ چیزیں کہ پتلی ہوں اور پاک کرنے کے قابل ہوں جیسے پتلی راب کہ اس میں چوہا گر گیا ہو البتہ نجس تیل کی خرید اور فروخت کو جلانے کے واسطے مجتہد جائز جانتے ہیں مگر زیر سقف نہ جلائیں اور اس بات میں اختلاف ہے کہ نجس پانی کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے یا نہیں اقوی یہ ہے کہ ہو سکتی ہے اسی طرح کپڑا وغیرہ نجس چیزوں کی خرید و فروخت جو پاک ہو سکتے ہیں جائز ہے (۲) تریاق فاروق کا بیچنا خرید کرنا کہ اس میں شراب اور اژدہے کا گوشت ہوتا ہے (۳) جانوران کے پیشاب یا مثانہ کو بیچنا خرید کرنا اور حلال جانوروں کے بول و براز میں اختلاف ہے اقوی یہ ہے کہ بول شتر کے سوا کہ جو دوائی کی غرض سے لیا جائے اور سب حرام ہیں (۴) نرد اور شطرنج اور

ف وغیرہ آلات لہو ولعب اور جوئے اور قمار کی چیزوں کی خرید و فروخت (۵) شیرہ انگور اور شیرہ خرما کو شراب بنانے کیواسطے بیچنا اور خریدنا۔ (۶) پتھر اور لکڑی کو بت بنانے کیواسطے دینا لینا (۷) سامان جنگ تیر، نیزہ، تلوار، بندوق وغیرہ کفار کے ہاتھ بیچنا بعض مجتہد کہتے ہیں کہ فقط لڑائی کی حالت میں بیچنا۔ حرام ہے صلح کے وقت حرام نہیں اور ڈکیت اور راہزنوں کے ہاتھ ہتھیار وغیرہ بیچنا اختلافی ہے اور صحیح یہ ہی کہ حرام ہے (۸) سایہ دار مورتوں کا بیچنا یا مزدوری پر بنانا اور بے سایہ دار میں یعنی تصویر کھینچنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہے (۹) گانا اور اسکی کمائی اور آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ شادیوں میں جو عورتیں خوش آوازی سے کچھ کلمات کہا کرتی ہیں پس اگر اس میں لغویات باتیں نہ ہوں اور نامحرم انکی آواز بھی نہ سنیں تو جائز ہے پس اس کی مزدوری بھی جائز ہوگی اور اسی طرح مومنوں کی غیبت اور ہجو کرنا حرام ہی پس اس کی مزدوری بھی حرام ہوگی (۱۰) جادو اور فال گوئی اور نجوم اور شعبدہ ان کا کرنا اور اسپر مزدوری لینا اور جوا کھیلنا (۱۱) یہود و نصاریٰ کی قصابی (۱۲) ایسی چیزوں کی خرید و فروخت بھی جس میں کچھ نفع نہ ہو جیسے کیڑے مکوڑے اور ان کی بیٹ البتہ ریشم کے کیڑے اور جونک اس سے مستثنیٰ ہیں کہ ان دونوں کے باب میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جائز ہے اسی طرح شہد کی مکھیوں کی خرید و فروخت اگر ان کا مشاہدہ اور قبضہ ممکن ہو (۱۳) قرآن کا بیچنا خریدنا لیکن غلاف اور جلد اور کاغذ کی بیع درست ہے اسی طرح کافر کے ہاتھ قرآن کا بیع کرنا حرام ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر کافر قرآن کو خریدے تو بیع اس کی صحیح ہے لیکن حاکم اسپر جبر کرے گا کہ تو مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر دے (۱۴) توریت و انجیل اور زبور وغیرہ منسوخ کتابوں کا بیچنا خریدنا بلکہ ان کا اپنے پاس رکھنا ہاں رد کرنیکے واسطے ہو سکتا ہے (۱۵) ایسی چیزوں کا خریدنا بیچنا جس میں ملاؤ ہوا اور ظاہر نہ ہو جیسے دودھ میں پانی ملانا (۱۶) بندر وغیرہ مسخ جانوروں کا بیچنا، خریدنا ہاتھی کے سوا کہ اس کی ہڈی کام آتی ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے پاس ہاتھی دانت کی کنگھی تھی (۱۷) درندہ جانوروں کی خرید و فروخت البتہ شکاری جانور باز و باشا وغیرہ کی خرید و فروخت صحیح ہے اور شیر اور بھیڑیا اور چیتے وغیرہ میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہے بعض نے حرام ہونے پر اجماع کا دعوے کیا ہے اور بعض مجتہد اُن درندوں کی بیع کو جائز جانتے ہیں جن کا تذکیہ ہو سکتا ہی کہ ان کا چمڑا کام آتا ہے (۱۸) چوری کا مال اور چھینا جھپٹا مال اور پائی ہوئی شے جس کو ایک سال تک پکارا نہ ہو۔ اور وقف خاص و عام کو خرید و فروخت نہیں کر سکتے۔ سوائے ان مقامات کے جن کا بیان وقف کی بحث میں ہوا ہے اسی طرح سناروں کی راکھ اور کٹھالی کی خرید و فروخت جائز نہیں۔[1] (۱۹) اس لونڈی کا بیچنا جو اپنے مالک سے اولاد رکھتی ہو سوائے ان موقعوں کے جن کا چھٹے باب

[1] اس مسئلہ کی بنا یہ ہے کہ وہ دوسروں کا مال ہے لیکن بعض علما نے لکھا ہے کہ گھڑنیوالوں نے اعراض کیا ہو تو حکم بدلجائیگا اور اگر زرگر نے محض اپنا مال گھڑا ہو تو بوجہ جہالت مقدار طلا و نقرے کے ربا کا خطرہ ہے۔ ۱۲ مترجم

میں استیلاد کی بحث میں ذکر ہوا ہے (۲۰) ایسی چیزوں کی خرید و فروخت جس میں سب آدمی شریک ہوں جیسے ندیوں کا پانی اور صحرا کی خاک ہاں اس میں کچھ تغیر اور تصرف کرلیں تو اور حکم ہے (۲۱) اس زمین و مکان اور باغوں کی خرید و فروخت جن کو امام نے قہر و غلبہ سے فتح کیا ہو (۲۲) بیع نتاج یعنی کسی چیز کو مہانت کی میعاد پر فروخت کرنا (۲۳) حمل اور گابھ کی خرید و فروخت اور کسی چیز کے ساتھ میں ہو تو یہ حکم نہیں (۲۴) قیمت معین کسی شے کو اس قید سے بیچنا کہ جس چیز پر خریدار ہاتھ رکھدے وہ بیع میں شمار ہو (۲۵) اسطرح پر بیچنا کہ بائع مشتری سے کہے کہ جو چیز ان داموں میں تیرے آگے ڈال دوں تو لینی ہوگی (۲۶) اس طرح پر بیچنا کہ بائع مشتری سے کہے کہ جس چیز پر تیری کنکری جا لگے میں نے اسکو تیرے ہاتھ ان داموں میں بیچا (۲۷) جمعہ کی اذان کے بعد نماز سے پہلے معاملہ کرنا۔ لیکن بیع صحیح ہے اگرچہ فعل حرام ہے (۲۸) جو چیز تولی جو کھی جاتی ہے اسکو قبضہ کرنے سے پہلے اس شخص کے سوا جس کے پاس وہ ہے کسی دوسرے کے ہاتھ بیع کرنا لیکن اگر اسی کے ہاتھ بیچیں تو ہمجنس سے برابر برابر اور غیر جنس سے کمی اور زیادتی پر معاملہ کرنا درست ہے (۲۹) دین اور منفعت کو بیچنا (۳۰) آزاد کی خرید و فروخت (۳۱) مفقود الخبر غلام اور اڑتے جانور کو بیچنا (۳۲) دین کو دین سے بیچنا (۳۳) گوشت روٹی کی اور جس چیز کی حد بندی نہ ہوسکے بدھنی کرنا جس کو سلم اور سلف کہتے ہیں (۳۴) دو ہمجنس چیزوں کا جو تولی جوکھی جاتی ہیں کمی زیادتی پر معاملہ کرنا (۳۵) ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کا بیچنا اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر ایک سال سے زیادہ دنوں کی بہار فروخت کریں یا ان کے ساتھ کچھ اور چیز شریک کردیں تو جائز ہے اور جو اون بکریوں کے بدن سے ابھی تک کاٹی نہیں گئی بکری سے علیحدہ اس کی بیع جائز نہیں (۳۶) ظاہر ہونے سے پہلے ترکاریوں کا بیچنا (۳۷) مزابنہ یعنی چھوہارے کے پھل کو چھوہاروں کے عوض فروخت کرنا خواہ اسی پیڑ کے چھوہارے ہوں یا اور درختوں کے لیکن عریہ یعنی اکیلے درخت کے پھل کو اس طرح بیچ سکتے ہیں کہ حدیث میں لکھا ہے کہ اگر کسی کے گھر یا کھیت میں ایک چھوہارے کا درخت ہو تو اسکو ان چھوہاروں کے عوض جو اس درخت کے نہوں فروخت کرسکتے ہیں (۳۸) محاقلہ وہ ایک کھیتی کو اسی کھیتی کے غلہ سے فروخت کرنیکا نام ہے (۳۹) طفل اور دیوانہ اور مست اور بیہوش اور مفلس کی خرید و فروخت یعنی جس شخص کا مال قرضہ کی بابت قرق ہوگیا ہو اور مجبور کا معاملہ یعنی جو دوسرے کی زبردستی سے خریدے یا بیچے (۴۰) شے مرہون کو مرتہن کی اجازت بغیر فروخت کرنا (۴۱) معتکف کا جو مسجد میں گوشہ نشین ہو خرید و فروخت کرنا لیکن اگر کرلیا تو بیع صحیح ہے۔ **پانچویں قسم** تجارت اور کسب کی مکروہ ہے اور اسکی اٹھائیس قسمیں ہیں (۱) قسم جو گیہوں کی سوداگری (۲) کفن فروشی (۳) بردہ فروشی حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص بردہ فروشی کرے بدترین خلق ہے (۴) قصابی (۵) جولاہے کا پیشہ (۶) سینگی اور پچھنے لگانے کا پیشہ مزدوری لیکر (۷) مزدوری ٹھیرا کر دائی جنائی کا کام کرنا (۸) ظالم سے معاملہ کرنا (۹) جنگلی آدمیوں سے اور پاجی اور کمینوں سے اور جذامی اور مبروص وغیرہ عیبی لوگوں سے معاملہ کرنا

(۱۱) صرافی (۱۲) زرگری (۱۳) نابالغ کے مکان سے ولی کا تجارت کرنا اسی طرح جو شخص حرام مال سے پرہیز رکھتا ہو اس کے مال سے تجارت کرنا (۱۴) غلاموں کے بدھیا کرنے کا پیشہ کرنا کہ فوطے نکالنا یا کوٹنا مکروہ بلکہ بقولے حرام ہے (۱۵) قرآن لکھنے کی مزدوری کرنا اور قرآن کی آیتوں کو سونے کے پانی سے لکھنا اور بعضے مجتہدین اسکو حرام جانتے ہیں (۱۶) ضرورت کی حالت میں مومن کے ہاتھ نفع لیکر بیچنا (۱۷) جائداد کا بیچنا۔ لیکن اگر اسکی قیمت سے دوسری جائداد عمدہ خریدیں تو مکروہ نہیں (۱۸) جس لونڈی کو حاملہ خریدا ہو اور چار مہینہ کے بعد اس سے دخول کیا ہو اس کا بیچنا (۱۹) بھائی اور چچا ماموں وغیرہ رشتہ داروں کو جو شرعاً خود بخود آزاد نہیں ہوتے غلامی کی نظر سے خریدنا (۲۰) زرہ اور خود اور موزہ صلح کے زمانہ میں اعدائے دین کے ہاتھ بیچنا (۲۱) انگور اور کسّ یعنی کیکر کی چھال کو کلال کے ہاتھ بیچنا اور لکڑی اور پتھر بت تراش کے ہاتھ بیچنا شراب بکانے اور بت بنانے کے لئے (۲۲) جھوٹا اور خلاف شرع نوحہ کرنا اور مزدوری لینا لیکن حق نوحہ کرنا جائز ہے حضرت امام جعفر صادق ؑ نے وصیت فرمائی تھی کہ کچھ درہم مرثیہ خوانوں کو دیا کریں کہ حج کے زمانہ میں منیٰ میں حضرت کے فضائل بیان کیا کریں (۲۳) کھانے کے لئے آٹا خریدنا اور روٹی خریدنا اس سے زیادہ مکروہ ہے (۲۴) دو برس سے کم عمر اور بقولے سات برس سے کم عمر بچوں کو ان کی ماں سے علیحدہ بیچنا اور بعض مجتہد اس کو حرام جانتے ہیں اور جن بچوں کی ماں نہ ہو ان کو باپ دادا اور بھائی بہن سے علیحدہ کرنا یعنی تنہا بچہ کو بیچنا یا ان رشتہ داروں کو فروخت کرنا اور بچہ کو رکھ لینا (۲۵) ان دو جنس کا جو تولی جو کھی جاتی ہیں ایک دوسرے کے عوض ادھار بیچنا اگرچہ برابر لین دین ہو (۲۶) اپنی نہر یا کنوئیں کو بیچنا جبکہ ان کی ضرورت نہ رہے (۲۷) جو بچہ کسی لونڈی سے زنا سے پیدا ہوا ہو اور اسکی ماں سے چوتھے مہینے کے بعد دخول کیا ہو اس بچہ کو فروخت کرنا مکروہ ہے (۲۸) شیرۂ انگور کی بدھنی کرنا کہ احتمال ہے کہ مشتری کے طلب کے وقت وہ شراب ہو جائے۔

دوسری فصل

تجارت کے آداب میں واضح ہو کہ اڑسٹھ امر تجارت سے متعلق ہیں دو واجب اکتیس سنت چھبیس مکروہ نو حرام ہیں دو واجب یہ ہیں (۱) یہ ہے کہ اگر چیز میں کوئی عیب مخفی ہو تو خریدار پر ظاہر کریں (۲) جن دو چیزوں میں سود لازم آتا ہے اگر کمی زیادتی سے بیچا ہو تو زیادتی کو واپس کریں اور اکتیس سنت یہ ہیں (۱) بیع کے مسائل کا جاننا ہے کہ کون کون سی بیع صحیح ہے اور کون کون سی بیع باطل تاکہ سود سے محفوظ رہے اور اگر ان مسائل کو نجانتا ہو تو کسی مجتہد سے پوچھ کر یاد کر لے (۲) خرید و فروخت میں استخارہ کرنا (۳) حلم اور بردباری سے معاملہ کرنا (۴) خرید و فروخت میں جزورسی نکریں بلکہ مسامحہ اور سیر چشمی برتیں خصوصاً اس چیز میں جو عبادت میں کام آتی ہے (۵) جھکتا دے اڑتا لے (۶) سب سے پہلے روزی کی تلاش میں نکلنا (۷) جسوقت بازار میں داخل ہو داخلہ کی دعا پڑھنا (۸) خریدنے سے پہلے دعائے منقول پڑھنا (۹) مشتری تین مرتبہ تکبیر اور ایک مرتبہ شہادتین خریدنے کے وقت کہے (۱۰) خرید اور

فروخت کے وقت سے خیر و برکت اور آسانی کی دعا مانگے (۱۱) بالغ کا بیچنے میں ابتدا کرنا (۱۲) سب خریداروں کو برابر دے لیکن اگر علم وغیرہ فضیلت کی جہت سے فرق کرے تو جائز ہے (۱۳) اگر کوئی چیز خریدار واپس کرے تو پھیر لے اور قیمت واپس دے (۱۴) ایک قسم کا بیوپار اسپر دشوار ہو تو اسکو چھوڑ کر دوسری قسم کا بیوپار کرے کہ جو اس سے آسان ہو اگر ایک شہر میں کام چلتا نہ دیکھے تو دوسرے شہر میں دوکان کھولے (۱۵) جب خریدار پیدا ہو تو فوراً بیچ ڈالے گاہک کو کھڑا نہ رکھے (۱۶) تھوڑے نفع پر اکتفا کرے زیادہ کا خواستگار نہ رہے بلکہ وہ کل خریداروں سے بقدر ایک دن کی خوراک کے لیوے۔ (۱۷) مال میں جو کچھ عیب ہو اُسے ظاہر کر دے اگرچہ کھلا عیب نہو (۱۸) ایسے شخص سے معاملہ کرے جو نیک خاندان سے ہو (۱۹) لینے دینے میں قسم نہ کھایا کرے (۲۰) سال بھر کا خرچ جمع کرتا رہے (۲۱) اوسط درجہ کا خرچ رکھے نہ تنگی برتے نہ فضول خرچی (۲۲) نماز کے وقت اول نماز پڑھے پھر کام میں لگے (۲۳) اگر کوئی تحفہ تحائف بھیجے تو یہ بھی اس کا عوض کرے (۲۴) اپنی دوکان کھولکر بیٹھے اور خدا سے روزی مانگے گو کچھ سودا اس کے پاس نہ ہو (۲۵) اپنے مال کو بھائی سے بھی پوشیدہ رکھے (۲۶) جائداد خریدے (۲۷) اپنی معمولی سونے کی رات کے وقت عادت ڈالے (۲۸) جس شہر میں امور مذہبی میں خلل پڑے مثلاً وضو کو پانی نہ ملے تو ایسے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں تجارت کرے (۲۹) غلام اور لونڈی کو خریدے تو ان کا نام بدل دے (۳۰) ان کو کچھ مٹھائی کھلائے (۳۱) ان کے لئے صدقے دے۔ اور چھبیس امر جو مکروہ ہیں ان میں پہلا امر سب سے پہلے بازار میں جانا (۲) بیچتے وقت اپنی چیز کی تعریف کرنا یا خریدتے وقت مال کی مذمت کرنا (۳) جو عیب ظاہر نہو اس کو چھپانا (۴) قسم کھا کر بیچنا (۵) صبح کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے خرید و فروخت کرنا (۶) جب کسی سے احسان کا وعدہ کرے تو اس سے نفع لینا مکروہ ہے (۷) اچھا مال تو دکھائے اور ناقص کو ظاہر نہ کرے اور اگر نقصان اس قسم کا ہو کہ ظاہر میں معلوم نہ ہو سکے تو ظاہر کرنا واجب ہے (۸) بیچنے کے وقت قیمت میں کچھ کمی کرنا خواہ دونو شخص ابھی تک اسی جگہ ہوں یا متفرق ہو گئے ہوں (۹) ایسی جگہ پر بیچنا جہاں روشنی کم ہو کہ اندھیرے کے سبب عیب چھپا رہے (۱۰) دلال کے پکارنے کے وقت زیادہ بولی بولنا بلکہ صبر کرے اور جب دلال چپ ہو رہے اسوقت بڑھے (۱۱) پردیسی کی طرف سے جو اس شہر کے نرخ کو نہ جانتا ہو دلال ہونا بلکہ بعض اسکو حرام جانتے ہیں (۱۲) ناواقف آدمی کو ناپ تول کا کام کرنا جب تک مہارت پیدا نہ کرے (۱۳) وکیل اپنے مال کو موکل کے ہاتھ بیچے یا موکل کی چیز کو اپنے لئے خریدے یہی حال دلال کا ہے وہی وکیل شمار کیا جاتا ہے بعضے مجتہد ایسے معاملہ کو حرام جانتے ہیں (۱۴) خرید و فروخت میں کاہلی کرنا (۱۵) چھوٹے چھوٹے معاملے خود کرنا جس سے دنائت معلوم ہو۔ ہاں بڑے بڑے معاملہ کرنا جیسے جائداد خریدنا غلام مول لینا گھوڑا خریدنا مکروہ نہیں (۱۶) فضول بازاروں میں پھرنا (۱۷) ظالموں کا کاروبار کرنا (۱۸) شراب خوار کو امین گردانتا (۱۹) چیز کو آستین میں رکھنا اسلئے کہ کھوئے جانے کا ڈر ہوتا ہے (۲۰) نفع اور نقصان کو اصل خریدے

نسبت دینا مثلاً اس طرح پر کہے کہ سو کی خرید ہے اور فی دس روپیہ ایک روپیہ نفع لوں گا (۲۱) تجارت کے لئے دریا کا سفر کرنا جس زمانہ میں جہاز کی تباہی کا گمان ہو یعنی سمندر تلاطم پر ہو (۲۲) اگر دوکاندار خریداروں میں کسی کو کم دے اور کسی کو زیادہ تو جس کو کم دینا ہے اس کو منظور کر لینا (۲۳) اکثر بیکار پھرنا (۲۴) ایسے مال سے سوداگری کرنا کہ جس میں حرام و حلال کا شبہ ہو جیسے سود لینے والے کا مال بشرطیکہ اس مال کا حال معلوم نہ ہو (۲۵) غلام وکنیز کو خرید کے وقت ان کے دام دکھلانا (۲۶) اپنے سودے کو اس غرض سے بنا سنوار کر رکھنا کہ ناواقف گاہک اسپر جھکے ہاں اگر اس ارادے سے نہ کرے بلکہ اسکی عادت ہو تو مضائقہ نہیں اور وہ امور جو حرام ہیں ان میں پہلا امر یہ ہے کہ دیتے وقت کم تولے اور لیتے وقت جھکتا لے (۲) ایسا ملاؤ کرنا کہ معلوم نہ ہو سکے (۳) جب ایک آدمی سے سودا ٹھیر جائے تو دوسرا شخص اسپر زیادہ دام لگائے کہ مال بیچنے والا بیچنے سے ہٹ جائے یا خریدار سے کہے کہ میں تجھکو اس سے سستی دونگا جسکے سبب گاہک خریدنے سے ہٹ جائے اور بعض مجتہد اسکو مکروہ جانتے ہیں (۴) نقد اور ادھار میں فرق کرنا یعنی ادھار میں کم دے۔ (۵) اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کرنا (۶) جب ایک شخص ایک چیز کو خریدتا ہے تو دوسرا شخص جسکو لینا مقصود نہ ہو خریدار کی رغبت بڑھانے کو زیادہ دام لگا دے اس صورت میں اگرچہ بیع صحیح ہے لیکن خریدار کو واپس کرنے کا اختیار حاصل ہے (۷) بستی سے چار فرسخ باہر نکلنا کہ آنے والوں سے جنکو اس بستی کے نرخ کی خبر نہیں معاملہ کریں لیکن اگر اتفاقاً چلا جائے یا بارہ میل سے زیادہ خرید و فروخت کو جائے تو جائز ہے اور بعضے مجتہد اس مسئلہ کو مکروہ جانتے ہیں اور در صورت اول کہ آیا وہ بیع بھی صحیح ہوگی یا نہ اسمیں مجتہدین کا اختلاف ہے اور اگر اس شکل میں بائع کو خسارہ پڑے تو وہ اپنے گھاٹے کا دعویٰ کر سکتا ہے (۸) جو گیہوں، کشمش، چھوہارے کو اور گھی تیل کو گرانی کی امید پر روک رکھنا اور اس شخص کے سوا دوسرے کے پاس وہ مال موجود نہ ہو اور خلقت کو اس کی ضرورت ہو اور بعض مجتہدین نے نمک اور جلانے کے تیل کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے اور بعضے مجتہد غلہ کے روکنے کو مکروہ جانتے ہیں اور حدیثوں میں لکھا ہے کہ روکنے کی حد گرانی میں تین دن اور ارزانی میں چالیس دن ہیں بعد اسکے حاکم جبراً فروخت کرائے گا اور آیا کوئی نرخ بھی حاکم مقرر کرے یا نہیں اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ نرخ مالک کے اختیار میں ہے (۹) تجارت کے لئے دریا کا سفر کرنا جس حالت میں طوفان اور تلاطم سے ہلاکت کا خوف ہو۔ تیسری

فصل بیع کے اقسام میں واضح ہو کہ بیع دس قسم پر ہے اول دست بدست اسی وقت قیمت دینا اسی وقت مال لینا اسکو نقد بیچنا کہتے ہیں اور جس جگہ مطلق بیع ٹھیرے یا قیمت یا شے کے حال ہونے کی شرط ہو تو یہ بھی قسم سمجھی جائے گی اور حال سے یہ مراد ہے کہ قیمت یا مال دینے میں کوئی میعاد نہ ٹھیرے اس بیع کی چودہ شرطیں ہیں اول ایجاب جیسے بعتک ھذا یعنی اس مال کو میں نے تیرے ہاتھ بیچا سو اشرفیوں کو (۲) قبول جیسے قبلت یعنی میں نے قبول کیا یا خرید لیا (۳) ایجاب و قبول دونوں منہ سے ہوں اشارہ کنایہ اور لکھدینا

امور حرام در تجارت

اقسام بیع

باوجود بولنے کی قدرت کے کافی نہیں اور اگر منہ سے کچھ نہ کہیں ایک نے دام دیئے دوسرے نے چیز دیدی
آیا یہ بھی جائز ہے اور یہ بھی بیع کہلائے گی یا نہیں اس میں اختلاف ہے اکثر مجتہدین کہتے ہیں کہ یہ بیع نہیں
نہ خریدار چیز کا مالک ہوتا ہے نہ بائع داموں کا ہاں دام یا چیز کے ختم ہونے کے بعد ایک دوسرے پر دعوے
نہیں کرسکتا عربی میں اس معاملہ کو معاطاۃ کہتے ہیں (۴) ایجاب وقبول دونو ماضی کے صیغہ سے کہے جائیں
جس طرح پر گذرا پس اگر مضارع یا امر کا صیغہ بولیں یعنی بیچتا ہوں، لیتا ہوں یا بیچ اور لیں کہیں صحیح نہیں۔
(۵) بائع اور مشتری دونوں بالغ وعاقل وجائز التصرف اور مختار ہوں کہ خرید وفروخت بچوں کی گو دس
برس کے ہوں یا دیوانوں کی گو ولی اجازت دے یا مست بیہوش یا سوتے شخص کی اگرچہ ہوش میں آکر راضی رہے
اور اس شخص کا معاملہ جسکا مال قرضہ کی بابت قرق ہو یا جو شخص دوسرے کے جبر سے معاملہ کرے صحیح نہیں۔
(۶) دونوں آزاد ہوں کہ لونڈی اور غلام کا معاملہ بے آقا کے اذن کے نافذ نہیں (۷) قرآن کی بیع میں
مشتری مسلمان ہو یا مسلمان کا غلام ہو اگر کافر خریدے گا تو صحیح نہیں اور بعض کے نزدیک بیع صحیح ہے
لیکن حاکم اسکو جبراً مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرادے گا چنانچہ بیان ہوا (۸) بائع اصل مالک ہو اور
وکیل ومختار یا وصی یا حاکم شرع یا امین ہو پس پرائے مال کی بیع نافذ نہیں مالک کی رضامندی پر موقوف
رہیگی (۹) مال مبیعہ ایسی چیز ہو کہ مشتری کو اسکا مالک ہونا شرعاً جائز ہو پس شراب اور سور اور حشرات الارض
اور ان کے فضلے اور بال اور ناخن کی بیع صحیح نہیں اور آدمی کے دودھ کی بیع میں اختلاف ہے اور اقرب
یہ ہے کہ جائز ہے (۱۰) مال مبیعہ پاک ہو یا پاک ہونے کے قابل ہو ورنہ بیع صحیح نہیں (۱۱) مبیعہ عین
ہو پس قرضہ کو یا تنہا آمدنی کو منع نہیں کرسکتے (۱۲) بائع اس شے کی تسلیم اور ادا پر قادر ہو پس
اڑتی چڑیا اور بھاگتے غلام اور بہتی مچھلی کی بیع صحیح نہیں (۱۳) مبیعہ مال وقف نہ ہو کہ وقف کی بیع
صحیح نہیں ہے البتہ وقف اولادی کو جس صورت میں نزاع کی وجہ سے خرابی کی نوبت پہنچے بعض علماء
کے نزدیک فروخت کرکے دوسری ملک خریدنی جائز ہے (۱۴) مبیعہ اگر قابل وزن یا پیمانہ کے ہو تو اس
کا وزن یا پیمانہ معلوم ہونا چاہیئے یا اسکی جنس اور صفت کو بیان کردیں کہ مجہول شے کی بیع درست نہیں
اگرچہ دکھلا دیں البتہ زمین اور کپڑے کو دکھلا دینا اور گنتی اور گز گز کا بیان کرنا کافی ہے اور بعض
کہتے ہیں اگر بائع ومشتری دونوں میں سے ایک بھی نہ جانتا ہو تو معاملہ صحیح ہے مثلاً مشتری بائع سے
کہے کہ جتنی قیمت سے تونے دوسروں کو دیا ہے مجھکو بھی دے اسی طرح پر شرط ہے کہ قیمت بھی مجہول نہ ہو
دوسری قسم یہ ہے کہ دام بھی ادھار ہوں اور چیز بھی اس وقت نہ دیں اسکا نام بیع دین بدین ہے یہ حرام
ہے اس قسم کی بیع سے پیغمبر خدا نے منع کیا ہے تیسری قسم یہ ہے کہ مال حال ہو یعنی اسی وقت لینا ٹھیرے
اور قیمت نسیہ ہو یعنی کچھ دیکی ٹھیرے اس کو بیع نسیہ کہتے ہیں یعنی ادھار خریدنا اس قسم میں علاوہ پہلی
چودہ شرطوں کے جن کا قسم اول میں بیان ہوا میعاد کا معین ہونا بھی شرط ہے پس اگر ایسی میعاد

قرار دیں جو معین نہ ہو جیسے حاجیوں کا حج سے پلٹنا یا محصول کا آنا تو صحیح نہیں۔ (۴) قسم یہ ہے کہ قیمت نقد
ہو اور مال ادہار اس قسم کی بیع کو سلم اور سلف یعنی بدہنی کہتے ہیں اس میں چودہ شرطوں کے سواجن کا پہلی
قسم میں بیان ہوا جس جگہ معاملہ ہوا ہے اسی جگہ بیٹھے داموں پر قبضہ کرنا اور میعاد کا مقرر کرنا لازم ہے اور
شرط ہے کہ وہ چیز وعدے کے وقت ہوتی بھی ہو (۵) قسم مساومہ یعنی متاع کو فروخت کرے اور اصل
خرید کا کچھہ ذکر نہ آئے اس کی وہی شرائط ہیں جو پہلی قسم کی شرائط ہیں (۶) قسم مرابحہ یعنی نفع اٹھاکر بیچنا اور
اس کے شرائط علاوہ قسم اول کی شرائط کے یہ ہیں کہ اصل خریدار اور نفع کا عقد بیع میں ذکر آئے اور اگر
میعادی خریدا ہو تو مشتری سے کہدے کہ میں نے اسکو میعادی لیا ہے اور مکروہ ہے کہ اس قسم کی بیع
میں نفع کو اصل سے نسبت دے مثلاً یہ کہے کہ میں نے اس مال کو سو اشرفی کو خریدا ہے اور ہر دس اشرفی
پر ایک اشرفی نفع کے حساب سے سو اشرفی کو بیچتا ہوں (۷) قسم تولیہ یعنی اصل خرید پر بلا نفع کے بیچ ڈالنا
علاوہ چودہ شرط مذکور کے اس قسم میں خاص شرط یہ ہے کہ اصل خرید کا حکم ہونا چاہئے اور بے نفع اور
نقصان کے انہیں داموں پر چھوڑ دے (۸) قسم مواضعہ یعنی گھاٹے سے بیچنا اس قسم کی خاص شرط
علاوہ چودہ شرطوں مذکورہ کے اصل خرید کا بیان کرنا ہے اور اس قسم میں بھی گھاٹے کو اصل سے نسبت
دینا مرابحہ کی طرح مکروہ ہے (۹) قسم یہ ہے کہ دو ہم جنس چیزوں کو جو ناپی تولی جاتی ہیں ایک کو دوسرے
کے عوض بیچنا اور اسکو ربا کہتے ہیں علاوہ شرائط مذکورہ بالا کے اس قسم کی خاص شرط یہ ہے کہ کمی زیادتی
مقدار میں نہ ہووے نقد معاملہ کریں یا ادہار اگر کمی اور زیادتی سے معاملہ ہوگا تو جائز بھی نہیں اگرچہ حکمی زیادتی
ہو مثلاً ایک طرف سے ایک انگوٹھی کے گھڑ دینے کی شرط ہو اور یہ جو بعض احادیث آئمہ علیہم السلام میں وارد ہے کہ
نئے درہموں کو پرانے درہموں کے عوض بیچنا اور گھڑانے کی شرط کر لینا جائز ہے اس سے مراد بھی درہم کہنہ سے
کھوٹے درہم مراد ہیں پس زرگری کھوٹ کے بدلے میں ٹھیرے گی مگر کمی زیادتی لازم آیگی اسی طرح کھوٹے
سونے اور چاندی کو جبتک ملاؤ کی مقدار معلوم نہ ہو خالص مال کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں اور اگر
کھوٹ کی مقدار معلوم ہو تو کمی زیادتی سے فروخت ہو سکتی ہے اور اگر بائع اور مشتری باپ بیٹا، یا میاں اور
بی بی۔ یا غلام آقا ہوں تو اگر ہم جنس میں کمی زیادتی سے معاملہ کریں تو صحیح ہے اور اگر بائع کافر اور مشتری
مسلمان ہو تب بھی لینا درست ہے مگر زیادہ دے نہیں سکتا اور آیا مسلمان اور یہود و نصاریٰ میں کمی
زیادتی کا معاملہ ہو سکتا ہے یا نہیں اس مسئلہ میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ ربا ہے یعنی کمی زیادتی سے
باہم معاملہ نہیں کر سکتے اور صرافی میں چاندی سونے کی خرید و فروخت میں شرائط مذکورہ کے علاوہ نقائص
بدلیں مجلس عقد میں شرط ہے پس اگر خریدار و مشتری قبضہ کرنے سے پہلے متفرق ہو جائیں تو معاملہ باطل ہوگا
اور اگر بعض چیز پر قبضہ کیا بعض پر نہیں تو جس پر قبضہ ہوا ہیں اسکی نسبت معاملہ صحیح ہوگا اور دو ہم جنس میں کمی زیادتی
جانکر واقع ہو جائے تو جس کے پاس زیادہ گیا اسپر واجب ہے کہ اس زیادہ کو واپس دے وہ نہ ہو تو اسکے

وارث کو دے اور اگر معلوم نہ ہو کہ کون شخص اور کہاں کا رہنے والا تھا تو اسکی جانب سے خیرات کرے اور اگر صاحب معاملہ پہچانتا ہے لیکن زیادتی کی مقدار کو نہیں جانتا تو باہم مصالحہ کریں اور اگر دونوں باتیں معلوم نہ ہوں تو اس مال کا خمس نکالنے سے باقی پاک ہوگا اور اگر ربا کے حرام ہونے سے واقف نہ تھا تو اس صورت میں استغفار کرے اور گناہ نہیں ہے اور آیا زر سود واپس دے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اقوی یہ ہے کہ واپس کرنا واجب ہے اور ربا سے بچنے کی ایک شکل یہ ہے کہ کم مقدار شے کے ساتھ دوسری جنس سے کچھ ملا دے کہ کم مقدار کو دوسری چیز سے فروخت کرکے اس کے معاوضہ میں زیادہ مقدار کو خریدے (۱۰) قسم یہ ہے کہ دو مختلف جنس کی چیزوں کو کمی اور زیادتی سے باہم فروخت کریں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو تو چیزیں تولی جوکھی جانے والی ہوں تو ادہار بیچنا مکروہ ہے اگرچہ بے کم وزیادہ پر معاملہ کریں۔ **چوتھی فصل** ان چیزوں کے بیان میں جو بیع میں داخل شمار ہوتی ہیں اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کو عرف میں مبیعہ میں داخل سمجھتے ہیں وہ بیع میں داخل ہوگی اور اس کیلئے چھ لفظ مقرر ہیں (۱) زمین اور بقعہ عرصہ ساحت پس جسوقت ان کی بیع کی جاوے تو چشمہ اور کنواں اور پانی اس زمین کی بیع میں داخل ہوں گے اور جو درخت یا زراعت اس زمین میں ہوگی وہ بیع میں داخل نہ ہوگی اگر بائع نے بیع کے وقت جمیع حقوق کا لفظ کہا ہو لیکن اگر یہ کہے کہ اس مکان کو مع اس سامان کے جو اسکے اندر ہے یا اس زمین کو مع اسکے جو اسمیں ہے فروخت کیا تو اس صورت میں درخت اور زراعت داخل ہوجائے گی لیکن وہ پتھر جو اسکے اندر دفن کئے ہوں داخل نہ ہونگے اور بائع پر واجب ہوگا کہ اپنے پتھروں کو اس زمین سے نکال لے اور جتنے عرصہ میں زمین خالی ہو سکے اس زمانہ کا کرایہ زمین بائع کے ذمہ لازم نہیں کہ زیادہ عرصہ درکار ہو البتہ برابر کر دینا زمین کا اس کے ذمہ ہے (۲) لفظ باغ و بستان پس جسوقت اس لفظ سے بیع واقع ہو تو درخت اور زمین اور احاطہ کی دیوار بیع میں شمار ہوگی اور آیا جو مکانات باغ کے اندر واقع ہیں اور جو ٹانڈ جانور اڑانے کیلئے بیٹھنے کو بنائی جاتی ہے وہ بیع میں داخل ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اقرب یہی کہ داخل نہیں (۳) مکان اور گھر کا لفظ اسمیں زمین اور عمارت اور نیچے کا درجہ اور اوپر کا درجہ یعنی سرداب اور بالاخانہ سب داخل ہوجائیں گے ہاں اگر وہ براستہ جداگانہ مکان شمار ہوں تو داخل نہ ہونگے اور جو چیزیں مکان میں لگی ہوں خواہ وہ مکان کا جزو ہوں جیسے چھت، چوکھٹ کواڑ، زنجیر، موسلہ یا مکان کا جزو نہ ہوں مگر آسانی کیلئے لگائے گئے ہوں جیسے چوبی زینہ کہ اس میں گڑا ہوا ہووے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ دھرتے اٹھاتے نہ ہوں سب بیع میں داخل ہیں۔ لیکن چکی اور سکے اور ٹانڈ اور کپڑے دھونیکا پٹڑا اگرچہ گڑے ہوئے ہوں اور دفینہ اور پتھر جو زمین میں دبا رکھے ہوں اور فرش اور جانور اور ڈول ورسی و قفل یہ چیزیں داخل نہ ہونگی (۴) قریہ اور گاؤں پس اس کی بیع میں عمارتیں اور مکانوں کے صحن جو گرد گھروں کے ہوتے ہیں اور راستے میں داخل ہیں اور درخت بھی جو ان مکانوں میں ہوں گاؤں میں داخل ہیں یا نہیں مسئلہ اختلافی ہے اقرب یہ ہے کہ داخل نہیں اور گوسرہ کے کھیت اسمیں داخل نہیں اور اگر

کوئی قرینہ ہو تو دوسری بات ہے (۵) لفظ درخت اسمیں ڈالی اور پتے جو تر ہیں داخل ہیں مگر سوکھی شاخیں اور خشک پتے اور توت کے درخت میں توت کے پتے بھی درخت میں شمار ہوں گے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے لیکن میوہ البتہ درخت میں داخل نہیں اور اگر مشتری درخت کو اکھاڑ ڈالے تو بائع کا حق ساقط ہو جائیگا اور کھجوروں کے ساتھ ان کا پھل جنپر مادہ چھڑک چکے ہوں بیع میں شامل نہ ہوگا ہاں اگر مشتری شرط کر لیوے تو یہ علیحدہ بات ہے اور مشتری کے ذمہ لازم ہوگا کہ اگر اس کے پیڑ کا نقصان نہ ہو تو پکنے تک پھل کو رہنے دے اور کوئی کرایہ اسکی بابت مانگ نہیں سکتا اور اگر میوے کے رکھنے میں اسکے درخت کا نقصان ہے تو میوہ کو کاٹ سکتا ہے اور اسوجہ سے اسکے پھل کا تاوان دینا پڑیگا یا نہیں اسمیں اختلاف ہے (۶) لفظ غلام میں غلام کے ساتھ وہ مال جو اسکے میاں نے اسکو دے رکھا ہو اس قول کے موافق جن کے نزدیک غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا غلام کی بیع میں داخل نہ ہوگا ہاں اگر باہم ٹھیر جائے تو اور بات ہے لیکن یہ دیکھنا پڑیگا کہ ربا لازم نہ آئے یعنی قیمت کے وقت ہم جنس اور ہم مقدار مال اسکے پاس نہ ہو اور غلام کے تن کے کپڑے بیع میں داخل ہیں یا نہیں اسمیں بھی اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جو لباس عرف میں اس سے متعلق سمجھا جاتا ہو وہ بیع میں داخل ہوگا۔

پانچویں فصل

خیار کے اقسام میں۔ اخیار واپس کرنیکے اختیار کو کہتے ہیں جس کو چاکڑ بولتے ہیں بس واضح ہو کہ اصلاً بیع کا مقتضا یہ ہے کہ قطعی ہو لیکن سولہ جگہ واپسی کا اختیار ہے (۱) **خیار مجلس** یہ خیار فقط بیع ہی میں ہوتا ہے اور فریقین کو یہ اختیار حاصل ہے یعنی جب تک اس جلسہ میں موجود ہیں فسخ کر سکتے ہیں چار شرط سے (۱) یہ ہے کہ بیچنے کے وقت خیار کو ساقط نہ کیا ہو یعنی یہ نہ کہا ہو کہ اس شرط پر بیچتا ہوں کہ پھر واپس نہ کرونگا اگر ایسا ٹھیر گیا تو واپسی کا اختیار نہیں (۲) واپس کرنا بیع کے بعد ہو کہ بیع سے قبل خیار مجلس نہیں (۳) بائع اور مشتری باختیار خود متفرق نہ ہوئے ہوں اگر متفرق ہو جائیں تو خیار باقی نہیں۔ لیکن اگر زبردستی ان کو کوئی پراگندہ کر دے تو خیار ساقط نہ ہوگا اگر دونوں میں سے ایک مر جائے تو علیحدہ ہونا کہلائے گا یا نہیں مسئلہ اختلافی ہے لیکن اگر دونو میں سے کوئی دیوانہ ہو جائے تو خیار بنا رہیگا ولی کو اختیار ہے کہ نفع دیکھے تو فسخ کر دے (۴) جو چیز خریدی ہے وہ ان گیارہ رشتہ داروں سے جو مشتری پر آزاد ہو جاتے ہیں کوئی رشتہ دار نہ ہو کہ اگر ایسے رشتہ دار کو خریدے تو فسخ کا اختیار نہیں اور جن کے نزدیک غلام اپنے نفس کو خرید سکتا ہے اس میں بھی خیار نہ ہوگی اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر باپ اپنے مال کو اپنی صغیر اولاد کے واسطے بیع کرے تو خیار ساقط ہے (۲) موضع **خیار حیوان** یعنی جاندار کی بیع میں خریدار کو معاملہ کے وقت سے تین دن تک پلٹانے کا اختیار ہے اور بعض کے نزدیک بائع بھی مختار ہے اگر جانور کی قیمت میں جانور دیا ہے اور اس خیار کی دو شرطیں ہیں (۱) یہ کہ بیع کے وقت خیار کو ساقط نہ کیا ہو اگر کیا ہو تو ساقط ہے (۲) جب تک اس جانور پر تصرف نہیں کیا اسی وقت تک خیار ہے پس اگر ہبہ یا اجارہ یا کوئی اور تصرف کر لیا تو خیار ساقط ہے اور اگر ان تین روز کے اندر اس جانور میں خود بخود کوئی عیب پڑ جائے جس میں خریدار کا کچھہ دخل نہ ہو تو وہ علما کے تین قول ہیں صحیح یہ ہی کہ

اقسام خیار

خیار حیوان

خریدار کو اختیار ہے کہ رکھے یا پھیر دے اور رکھے تو بقدر عیب کے اسکے داموں میں کمی پڑے گی اور اگر بلا تقصیر خریدار کے جانور تین دن کے اندر گم ہوجائے یا مرجائے تو مالک کا گیا (۳) **موضع خیار شرط** یعنی یہ شرط ٹھیر جائے کہ اگر چاہیں تو پھیر دیں یہ خیار نکاح اور وقف اور طلاق اور ابرا کے سوا کل عقدوں میں ہوسکتی ہے اور خیار شرط کی پانچ شرطیں ہیں (۱) یہ کہ وہ شرط لگائی جائے جو اصل بیع کے منافی نہ ہو مثلاً یہ شرط کرے کہ اسکو فروخت نہ کیجیو (۲) وہ شرط خلاف شرع نہ ہو مثلاً کوئی شرط کرے کہ اس بردے کو آزاد نہ کیجیو یا اس لونڈی سے وطی نہ کرنا یا اگر چوری جائے تو مشتری بائع کو اسکا عوض دے (۳) یہ کہ شرط معلوم اور معین ہو پس اگر کوئی مجہول شرط کرے جیسے حاجیوں کا حج سے پلٹنا تو شرط باطل ہے (۴) شرط عقد بیع کے ساتھ کی جائے ورنہ فسخ کا اختیار نہیں (۵) مبیعہ میں کچھ دخل اور تصرف نہ کیا ہو ورنہ خیار جاتی رہے گی اور مبیعہ کے تلف ہوجانے سے بھی خیار فوت ہوتی ہے اور اگر اس چیز کا مثل ممکن ہو۔ تو مثل یا قیمت کا مطالبہ ہوگا اور خیار شرط بیع میں بائع اور مشتری کی رائے پر ہے اگر ہر ایک شخص بائع اور مشتری سے اپنے لئے یا دوسرے کے لئے کوئی شرط قرار دے جائز ہے اور اگر بیع کے ساتھ ایک سال یا دو سال تک رہنے کی شرط کرے تو صحیح ہے اور خیار شرط میراث کی طرح ورثا کو پہنچتی ہے۔ **تتمہ** تکالیف شرعیہ قبول شرط اور تعلیق یعنی مشروط اور معلق ہونے کے اعتبار سے چار قسم پر ہیں (۱) وہ ہیں کہ ان میں سے کوئی چیز ان میں نہیں ہوسکتی وہ خدا اور رسولؐ پر ایمان لانا ائمہ کا اعتقاد کرنا واجبات قطعی کی تصدیق حرام قطعی کی تحریم کا اعتقاد ہونا (۲) وہ جو شرط اور مشروط نہ ہونے کے قابل ہیں جیسے غلام کا آزاد کرنا اور کچھ روپیہ دینے کی شرط کر لینا اور نذر کرنا اور غلام کو مدبر کرنا اور اعتکاف کہ وہ منت اور عہد وغیرہ پر معلق ہوسکتا ہے اور اس میں یہ شرط کر سکتے ہیں کہ جب چاہیں چھوڑ دیں (۳) وہ کام کہ ان میں شرط ہوسکتی ہے مگر کسی شرط پر معلق نہیں ہوسکتی جیسے بیع کرنا صلح کرنا اور اجارہ اور رہن میں اسوجہ سے کہ انتقال فریقین کی رضامندی کے بعد ہوتا ہے اور رضامندی مصمم ہونے کے بعد ہوتی ہے اور مصمم ہونا تعلیق کے ساتھ پایا جاتا ہے (۴) وہ چیزیں جو تعلیق کے قابل ہیں اور شرط کے قابل نہیں جیسے نماز روزہ کہ عہد یا قسم پر معلق ہوسکتی ہے (۴) **موضع خیار تاخیر** اور وہ اس طرح پر ہے کہ بائع کل مبیعہ کو یا جزو مبیعہ کو مشتری کے حوالہ نہ کرے اور مشتری کل قیمت کو یا جزو قیمت کو ادا نہ کرے یا کوئی وعدہ باہم نہ ٹھیرے تو بائع تین روز تک انتظار کرے گا بعد تین روز کے اس کو اختیار ہے انتظار کرے یا بیع کو فسخ کردے (۵) **موضع** جو چیزیں ایسی ہیں کہ ایک شب گذر جانے سے خراب ہوجائیں یا ان کی قیمت گھٹ جائے تو ان کی بیع میں بائع رات تک صبر کریگا اگر مشتری رات تک قیمت لے آیا تو خیر۔ ورنہ بائع کو اختیار ہے کہ اسکے ہاتھ بیچے یا نہ بیچے اور اگر مشتری سے کچھ نقد دینا ٹھیرے اور باقی کا وعدہ ہوجائے اور مشتری نقد ادا نہ کرے تو بائع کو فسخ کا اختیار ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اقرب یہ ہے کہ اس کو اختیار ہے۔ اسی طرح پر اگر بقیہ قیمت کو وعدے پر نہ پہنچائے تو اختلاف ہے (۶) **موضع خیار رویت**

یعنی بغیر دیکھے بیان کے اوپر خریدنے اور بعد دیکھنے کے جیسے بیان کیا ہوا اس قسم کی نہ پاوے تو مشتری کو لینی
نہ لینے کا اختیار ہے اور اگر کسی قدر مال کو دیکھا اور باقی بائع کے بیان پر خرید لیا اور بعد اسکے جیسا کہا تھا ویسا
نہ نکلا تو اس صورت میں یا کل واپس کرے یا کل رکھے تفریق نہیں ہو سکتی (۷) **موضع خیار غبن** اور اس سے یہ
مراد ہے کہ ایک شخص نے ایک چیز کو خریدا یا فروخت کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا کہ اس شئے کی قیمت اس وقت
میں کم یا زیادہ تھی تو جسپر نقصان واقع ہوا اسکو فسخ بیع کا اختیار ہے مگر اس میں تین شرطیں ہیں (۱) شرط یہ ہے کہ
ایسا تصرف جس سے واپس کرنے میں دقت پڑے اور اس مبیعہ میں مشتری سے عمل میں نہ آوے جیسے بیچڑ النا یا کھو دینا
اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی بائع کو فسخ کا اختیار رہے اور مشتری کو مجبور کرے گا کہ یا قیمت دے
یا اس قسم کی چیز واپس کرے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اس صورت میں دوسرے خریدار کے پاس سے چیز کو لیکے لے
(۲) شرط یہ ہے کہ معاملہ کے وقت نرخ کی خبر نہ ہو کہ اگر اصل نرخ کو جان کر اس نرخ سے کم و زیادہ پر معاملہ
کیا جائے تو پھرنے کا اختیار نہیں (۳) شرط یہ ہے کہ عرف اور عادت کی رو سے کمی یا زیادتی کی مقدار زائد ہو
پس اگر تھوڑی سی کمی یا زیادتی ہو جسکو عرف میں کمی اور زیادتی نہ کہیں تو فسخ کا اختیار نہیں (۸) **موضع
خیار عیب** اور عیب سے یہ مراد ہے کہ مبیعہ اپنی اصلی حالت سے کم یا زیادہ ہو اور اسکی اٹھائیس قسمیں ہیں۔
(۱) لونڈی غلام کا دیوانہ ہونا (۲) مبروص ہونا (۳) مجذوم ہونا (۴) قرن یعنی کنیز کے اندام نہانی میں ایسا پردہ ہو کہ
جس سے دخول نہ ہو سکے (۵) کُب نکلا ہوا یعنی چھاتی اٹھی ہوئی ہو (۶) بھگوڑا ہو لیکن خوف سے کسی جگہ چھپ جانا
بھاگنے میں داخل نہیں (۷) خنثیٰ ہونا (۸) خصی ہونا گو خصی کی قیمت زیادہ ہوتی ہے (۹) لنگڑا ہونا (۱۰) اندھا
کانا، بھینگا ہونا یا اسکی آنکھوں میں سبل کا عارضہ ہونا (۱۱) بہرا ہونا (۱۲) بعضوں کے نزدیک اگر مشتری
نے اسلام کی شرط نہیں کی لونڈی غلام کا کافر ہونا عیب میں شمار ہے (۱۳) غلام کی پشت زہار پر بالوں کا
نہ ہونا (۱۴) کسی حد یا ایسی تعزیر کا مجرم ہو جس میں اسکی جان جائے یا گُل دیا جائے یا کوئی اسکا عضو کاٹا جائے
(۱۵) سر پر بال نہ ہونے (۱۶) جوانی کی عمر میں حیض کا بند ہونا مگر یہ بعض کے نزدیک عیب میں داخل نہیں۔
(۱۷) تیل میں دستور سے زیادہ تلچھٹ نکلنا (۱۸) کنیز کا حاملہ ہونا (۱۹) بیمار ہونا اگرچہ ایک ہی دن بخار آیا
ہو (۲۰) بعضوں کے نزدیک گندہ دہن ہونا (۲۱) بعضوں کے نزدیک غلام و کنیز کا بدکار ہونا (۲۲) سونے میں
جوان غلام کا پیشاب کر دینا بعض علما اسکو بھی عیب لکھتے ہیں (۲۳) سن تمیز میں غلام لونڈی کا چوری یا
خیانت کرنا اور بے تمیز بچہ کا یہ حکم نہیں (۲۴) کھلا بیوقوف ہونا (۲۵) نشہ باز ہونا (۲۶) مال مبیعہ کا نجس
ہونا اگرچہ پاک ہو سکے لیکن پاک میں زحمت ہو یا قیمت گھٹ جائے (۲۷) بعض کے نزدیک اگر مشتری
معلوم نہ ہو تو غلام کا ختنہ نہ ہونا بھی عیب ہے (۲۸) بائیں ہاتھ سے کام کرنا پس جب مشتری کو ان عیوب
کی خبر ہو تو اسکا فسخ کا اختیار ہے لیکن چار شرط ہیں (۱) یہ کہ اس مال میں مشتری نے تصرف نہ کیا ہو
کہ تصرف کے بعد واپس نہیں ہو سکتا البتہ ارش یعنی گھاٹے کا مستحق ہے عیب دار اور بے عیب میں جسقدر

قیمت کا فرق ہو (۲) وہ عیب بیع سے قبل کا ہو ابتہ چاروں عیب پہلے اگر ایک سال کے اندر بھی پیدا ہو جائیں گے
تو مشتری پھیر سکتا ہے اگر تصرف نہیں کیا (۳) شرط یہ کہ مشتری کو خریدنے کے وقت علم نہ ہو کہ اگر جان بوجھ کر لیا ہے
تو نہیں پھیر سکتا ہے اور نہ ارش لے سکتا ہے (۴) بیع کے وقت خیار عیب کو ساقط نہ کیا ہو تفصیلاً خواہ مجملاً اگر
ساقط کر چکا ہو تو رد اور ارش دونوں کا مستحق نہیں اور ارش چار مقام پر ثابت ہوتی ہے ایک تو وہی موقع ہے
جسکا بیان ہوا یعنی مشتری نے تصرف کر لیا۔ دوسرے یہ کہ مشتری ان رشتہ داروں کو خریدے جن کو غلام
نہیں بنا سکتا کہ اس صورت میں پھیر نہیں سکتا ہاں عیب کا معاوضہ یعنی ارش لے سکتا ہے (۳) جن جن صورتوں
میں مشتری کو فسخ کا اختیار ہے اور فسخ نہ کرے تو ارش لے سکتا ہے (۴) مال میں مشتری کے گھر آکر عیب پڑے لیکن
بائع نے وعدہ کر لیا کہ اگر عیب پیدا ہو جائے تو میں گھاٹا دونگا (۹) موضع خیار تدلیس یعنی دھوکا دینا اور
اس سے یہ مراد ہے کہ مثلاً ایک شخص نے اس شرط پر کنیز کو بیع کیا کہ اس کی سرخ رنگت اور گھونگر والے
بال ہیں اور واقع میں اسکے چہرہ پر سرخاب کا کلف چڑھا رکھا تھا اور کسی دوسرے کے بال اسکے بالوں
میں گوندھ دیئے تھے تو اس صورت میں اگر خریدار کو معلوم نہ تھا بعد میں علم ہوا اس کو اختیار ہوگا کہ بیع فسخ
کر دے اسی طرح اگر بھیڑ کا دودھ چڑھا کر فروخت کرے اور بیچنے کے وقت اسبات کا وعدہ کرے کہ یہ اس
قدر دودھ دیتی ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ درحقیقت اتنا دودھ نہیں بلکہ چڑھا ہوا دودھ تھا اس صورت میں
مشتری کو فسخ کا اختیار ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تین دن کے اندر دودھ گھٹ جائے اگر تین دن کے بعد
کم ہوگا تو واپس نہیں کر سکتا اور اگر کسی بھیڑی کا تین دن تک دودھ نہ نکالیں اور اسکے بعد وہ اسیقدر
دودھ دینے لگے جتنا چڑھانے پر دیا ہے تو آیا پھر بھی مشتری کو فسخ کا اختیار ہے یا نہیں اقرب یہ ہے کہ فسخ
کا اختیار نہیں اور آیا یہ مسئلہ بھیڑی سے مخصوص ہے یا ہر جانور کا یہی حکم ہے چونکہ حدیث میں بھیڑی کا ذکر
ہے اسوجہ سے علماء میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ بھیڑی کے سوا گائے بھینس وغیرہ دودھ کے جانوروں کا
یہی حکم ہے اور یہی حال کُوں کے پانی کا اور پن چکی کا ہے کہ اگر خریداروں کے دکھلانے کو روک کر بیع کرے
اور بعد میں معلوم ہو کہ اس قنات میں اسقدر پانی نہیں نکلتا تو فسخ کا اختیار حاصل ہے اور خیار تدلیس میں راضی
ہو جائے اور فسخ نہ کرے تو ارش کا مستحق نہیں اِلّا بکارت کی شرط میں یعنی جب بائع شرط کرے کہ کنیز باکرہ ہے
اور بعد اسکے معلوم ہو کہ باکرہ نہیں تو اس صورت میں بنا بر قول مشہور ارش کا مستحق ہے اور واضح رہے کہ فسخ
میں یہ شرط نہیں کہ حاکم کے سامنے ہو یا بائع موجود ہو (۱۰) **موضع خیار اشتراط** اور اس سے یہ مراد ہے کہ
کہ جس شرط سے چیز کو فروخت کیا ہے وہ شرط پوری نہ ہووے کہ اس صورت میں فسخ کا اختیار ہے مثلاً کسی چیز
کو اس شرط پر فروخت کریں کہ اگر فلاں میعاد پر قیمت کو ادا نہ کرے تو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا (۱۱)
موضع خیار شرکت اور وہ یہ ہے کہ مبیعہ میں اس قسم کی اپنی کوئی چیز ملا دے کہ اس سے علیحدہ نہ ہو سکے
تو اس صورت میں مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو فسخ نہ کرے یا شرکت پر راضی ہو جائے (۱۲) **موضع خیار تجبر**

جسوقت بائع کو یہ گمان ہو کہ میں اس چیز کو دے سکونگا اور بعد اسکے دے نہ سکے مثلاً اس کا کبوتر جس کو بیع کیا ہے وہ ہمیشہ معمولی وقت پر آجاتا تھا اور اتفاق سے نہ آئے تو مشتری کو اختیار ہے بیع فسخ کرے یا اس کا مثل مانگے یا قیمت بازارلے (۱۳) **موضع خیار تبعیض** یعنی بعض مبیعہ کی روکی خیار جب کوئی شخص مثلاً دو غلاموں کو اکٹھا فروخت کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ ان دونوں میں سے ایک غلام کسی اور شخص کا مال ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ دونوں کو فسخ کرے یا ایک غلام کو اس کی قیمت پر جو اس کے حصہ میں پڑے رہنے دے اور دوسرے غلام کی قیمت طلب کرے (۱۴) **موضع خیار تفلیس** وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو مفلس کے ہاتھ فروخت کرے بعد اسکے حاکم اسکے مال سے قرضہ کی بابت قرق کرلے تو اس صورت میں مال والے کو اختیار ہے کہ اپنا مال واپس کرے یا اور قرضخواہ کے ساتھ رسدی میں شریک ہو (۱۵) **موضع خیار تلف** جو مال کہ بائع نے فروخت کیا اگر وہ قبضہ سے قبل یا قبضہ کے بعد مدت خیار بائع کے ہاتھ سے یا کسی دوسرے کے سبب سے تلف ہوجائے تو مشتری کو فسخ کا اختیار ہے اسی طرح پر جس مال کو بائع نے فروخت کیا مشتری کے قبضہ کرنیسے پہلے غصب ہوجائے اور اس کا پھر آنا ممکن نہ ہو تو مشتری کو فسخ کا اختیار ہے اور آیا غصب کے زمانہ کا کرایہ مشتری بایع سے لے سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور بائع خود تسلیم میں تاخیر کرے تو تاخیر کے زمانہ کا کرایہ بائع کو دینا پڑے گا (۱۶) **موضع خیار جہالت** اگر مشتری کو معلوم نہ ہو کہ مبیعہ کو بائع نے کسی کو کرایہ دے رکھا ہے اور بیع کے بعد معلوم ہو تو اس صورت میں بھی فسخ کا اختیار ہے اسی طرح اگر مشتری کو معلوم نہ ہو کہ جو پتھر زمین میں دفن کئے ہوئے ہوتے ہیں وہ بائع کے ہوا کرتے ہیں تو اسکو فسخ کا اختیار ہے واضح ہو کہ خیار کے اقسام ایک جگہ پر اس کتابت کے سوا دوسری جگہ کمتر نظر آئیں گے۔

خاتمہ احکام کے بیان میں واضح ہو کہ بیع کرنے کے بعد جب قیمت لے چکے تو مبیعہ کو مشتری کے حوالہ کرنا لازم ہے اور تسلیم کی صورت مال غیر منقولہ میں مثل مکان اور زمین اور باغ اور درخت کے تخلیہ ہے یعنی خالی کرنا۔ دستبردار ہونا قبض دخل اٹھا لینا اپنا اسباب وہاں سے نکال لینا اپنی کھیتی کو جو پختہ ہوچکی ہے کاٹ کر لیجانا اور جو مال منقولہ ہو اگر وہ وزن اور ناپ کے قابل ہو تو ناپ تول دینا اور اگر جانور ہے تو کھول کر حوالہ کرنا اور باقی چیزوں کو ہاتھ میں دیدینا تسلیم کہلاتا ہے اور بیع کے بعد قبضہ سے پہلے جو مفاد حاصل ہو وہ مشتری کا مال ہے اور بائع کو اختیار ہے کہ بیع کے وقت جس چیز کو چاہے مستثنیٰ کرے البتہ اگر جانور کی بیع میں اسکی سری یا کھال کو خارج از بیع قرار دے تو اس میں پانچ قول ہیں (۱) قول بیع کا صحیح ہونا (۲) یہ ہے کہ بیع باطل ہے (۳) یہ کہ اگر وہ حیوان ذبح کے قابل ہے تو صحیح ہے ورنہ باطل ہے (۴) یہ کہ جس حیوان کو ذبح نہ کرسکیں اسمیں بائع شریک ہے سری اور چمڑے کی قیمت کا وہ مالک ہے (۵) قول یہ ہے کہ کل حیوان میں بقدر قیمت سری اور چمڑے کے شریک ہے سب قولوں میں دوسرا قول صحیح تر ہے اور مخفی نہ رہے کہ ناپنے اور تولنے اور شمار کرنے اور بیچنے کی مزدوری بائع کے ذمہ ہے اور قیمت کے تولنے اور اٹھانے اور شمار کرنے اور خریدنے

کی مزدوری اور مال کے خریدنے اور لیجانے کی اجرت مشتری کے ذمہ ہے بشرطیکہ یہ سب مزدور خود بخود نہ آئے ہوں بائع اور مشتری کے بلانے سے آئے ہوں ورنہ مستحق اجرت کے نہیں ہیں اور دلال امین ہے اگر مال اسکے ہاتھ میں بدون افراط وتفریط کے تلف ہوجائے تو وہ ضامن نہیں اور اگر مالک و دلال میں تفریط کی بابت اختلاف پڑے یا مال کی قیمت میں تقصیر کی صورت میں نزاع ہو تو دلال کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہوگا۔

دوسرا مطلب رہن کے بیان میں اور اسمیں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل گرو کی شرائط۔ واضح ہو کہ قرض کی بابت اطمینان کیواسطے کسی چیز کو گرو کرنا سفر یا غیر سفر سب جگہ مشروع ہے اور یہ جو آیت میں سفر کا ذکر آیا ہے تو باعتبار غالب حالت کے ہے کہ اکثر اوقات سفر میں تمسک لکھنے والا میسر نہیں آتا تو گرو پر اکتفا کرتے ہیں اور رہن لازم عقد ہے لیکن اسی شخص کی جانب سے لازم ہے جو گرو کرتا ہے باین معنی کہ رہن کے بعد جب تک روپیہ ادا نہ کرے اسوقت تک راہن مال مرہونہ میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا اور نہ اسکو مرتہن لے سکتا ہے اور گرو کی نو شرطیں ہیں (۱) یہ کہ گرو کرنے میں بالغ عاقل جائز التصرف یعنی اپنے مال میں اسکو تصرف جائز ہو پس بچہ اور دیوانہ کا رہن رکھنا اور جس پر زبردستی کریں اور مست اور بیہوش اور مفلس کا رہن کرنا جو بحکم حاکم قرضہ کی بابت اپنے مال میں دست اندازی کرنے سے روکا گیا ہو صحیح نہیں لیکن نابالغ کے ولی کو اختیار ہے کہ اگر مصلحت سمجھے تو کسی چیز کو اس کے لئے رہن لے یا جو قرضہ اسکی ضرورت کے لئے لیا جائے اس کی بابت کوئی شے نابالغ کی رہن کردے (۲) ایجاب رَاهَنْتُكَ عَلَى الدَّيْنِ الفُلَانِيِّ ط میں نے اس مال کو تیرے پاس فلاں دَین کی بابت رہن کیا (۳) قبول جیسے قَبِلْتُ یا جو لفظ اس بات پر دلالت کرے اور قبول کا ایجاب کے بعد بے فاصلہ واقع ہونا چاہئے (۴) ایجاب اور قبول کو زبان سے کہیں اور اگر معذور ہوں تو اشارہ کردینا اور لکھدینا کافی ہے اور عربی کے سوا دوسری زبان اور ماضی کے سوا دوسرے لفظوں سے بھی جائز ہے (۵) قبضہ میں مالک کی اجازت شرط ہے پس اگر قبضہ ہونے سے پہلے راہن مرجائے یا دیوانہ ہوجائے یا قبضہ دینے سے انکار کرے تو رہن باطل ہوجائیگا اور بعض مجتہدوں کے نزدیک قبضہ شرط نہیں۔ بہرحال قبضہ بنابر رہن شرط نہیں پس اگر قبضہ کے بعد مالک تصرف کرلے تو گرو باطل نہ ہوگا (۶) قبضہ کے بعد مرتہن موجود ہو۔ پس اگر اس کی غیبت میں گرو کریں اور وہ یا اسکا وکیل حاضر ہو کر قبضہ نہ کرے تو صحیح نہیں (۷) گرو ایسی چیز ہو کہ اسپر قبضہ کرنا ممکن ہو اور اسکا مالک ہونا درست ہو اور اسکی بیع بھی جائز ہو پس قرض کو گرو رکھنا یا انتفاع کا رہن کرنا جیسے مکان کی سکونت یا غلام کی خدمت یا پرائے مال کو بے مالک کی مرضی کے رہن رکھنا اور شراب اور سور کو گرو کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ اگر یہودی مسلمان کے پاس شراب کو رہن کرے اور وہ کسی یہودی کے پاس اسکو رکھوادے تب بھی صحیح نہیں لیکن شیرۂ انگور کا رہن کرنا اور جسوقت وہ رکھے رکھے جوش کھا کر نشہ لے آئیگا رہن سے نکل جائے گا اور جب سرکہ بن جائے گا پھر رہن میں آجائے گا اور جس حالت میں کہ وہ شراب ہوجائے

اسکا مالک اسکو بہادے اور مرتہن اسکو سمیٹ لے تو آیا مرتہن سرکہ ہوجانے پر اسکا مالک ہوجائیگا یا وہی اصل مالک اسکا مالک رہیگا اس مسئلہ میں اختلاف ہے ہمارے نزدیک اگر سرکہ کی غرض سے جمع کیا ہے تو سمیٹنے والا مالک ہوگا اور اگر شراب کی نیت سے جمع کیا تو مرتہن اسکا مالک نہیں ہوسکتا اسی طرح پر قرآن اور مسلمان غلام کو کافر کے پاس رہن نہیں رکھ سکتے اور بعضے کہتے ہیں کہ جائز ہے لیکن کسی مسلمان کے پاس اسکو امانت کرادے اور کتب دین کا یہود کے پاس رہن کرنا مکروہ ہے اسی طرح کنیز خوبصورت کو شخص بدکار کی پاس رہن کرنا مکروہ ہے اور اگر وہ فاسق اس کنیز کا محرم ہو تو جائز ہے اور آیا جس چیز پر قبضہ نہ کرسکیں جیسے اُڑتی چڑیا اور بھاگا ہوا غلام یا پانی کے اندر کی مچھلی ان کی گرو ہوسکتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ اسی طرح پر اس لونڈی کے گرو میں اختلاف ہے جس سے مالک اولاد رکھتا ہو مگر اس صورت میں یہ صحیح ہے۔ کہ اسکی قیمت کی بابت اسکو گرو کرسکتے ہیں اور مکاتب اور مدبر کی گرو صحیح ہے اور زمین وقف اور مثنا جری کی زمین کو رہن نہیں کرسکتے (۸) رہن اس قرض کی بابت ہو جو واجب الادا ہو چکا ہے پس اس قرض کی بابت جس کو آئندہ دے گا آج رہن نہیں کرسکتا۔ اسی طرح کسی کے جرم کی بابت جو کوئی شخص کسی دوسرے کے اوپر واقع کرے یا زر انعام اشتہار کی بابت قبل گرفتار کرنے اس غلام کے جس کی بابت وہ اشتہار ہو اور آیا غلام زر کتابت کی بابت کچھ رہن کرسکتا ہے اس میں اختلاف ہے اقوی یہ ہے کہ جائز ہے (۹) اس دین کی بابت گرو ہونا جس کا وصول کرنا اس عین سے ممکن ہو پس اگر کسی شخص کو کسی خاص کام کے لئے نوکر رکھا جائے مثلاً کام کرنے کیلئے تو اس کی بابت کسی چیز کو رہن کرنا صحیح نہیں کیونکہ اگر وہ بھاگ جائے گا تو نہیں ہوسکتا کہ گرو کو بیچ کر دوسرے آدمی کو اس کام کے لئے نوکر رکھیں ہاں اگر کسی شخص سے ایک کام ٹھیکہ کیا جائے مثلاً ایک کپڑا سینے کے واسطے معاملہ ٹھہرے تو اس صورت میں اطمینان کے واسطے کچھ رکھ لینا درست ہے کہ اگر وہ بھاگ جائیگا تو گرو کو بیچکر دوسرے شخص سے اس کام کو کراسکتے ہیں۔ **دوسری فصل** گرو کے احکام میں واضح ہو کہ عقد رہن قابل شرط ہے پس جو شرط کہ اصل رہن کو نہ بگاڑے اس کو اصل رہن میں قرار دیسکتے ہیں جیسے یہ شرط ٹھہر جائے کہ گرو کسی عادل کے پاس امانت رہے یا گرو لینے والا گرو کرنے والے کی طرف سے گرو کی فروخت میں میعاد کے گذرنے پر وکیل و مختار ہوگا اس شکل میں راہن اسکو وکالت سے معزول نہیں کرسکتا لیکن راہن کی وفات کے بعد یہ وکالت باطل ہوجائے گی اور مرتہن کے انتقال سے باطل نہ ہوگی بلکہ اسکے ورثا کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر رہن میں ایسی شرط لگائی جو شرعًا درست نہ ہو جیسے اسکی شرط کرے کہ آمدنی گرو کی مرتہن پاوے تو صحیح نہیں اور اگر یہ شرط کرے کہ گرو کی آمدنی بھی گرو رہے تو یہ صحیح ہے اور اگر گرو کرنے کے بعد راہن ایسا کوئی دخل تصرف نہیں کرسکتا جو زر رہن سے خارج ہو جیسے بیچ ڈالنا ہبہ کر دینا یا کنیز مرہونہ سے جماع کرنا اسی طرح مرتہن کو بھی بے مرضی اصل مالک کے دخل و تصرف نہیں پہنچتا اور رہن میں میعاد ڈالنا شرط نہیں البتہ اگر شرط کرے تو لازم ہوگی اور اگر بعد میعاد کے راہن ادائے زر رہن سے انکار

احکام رہن

کرے اور مرہونہ سے فروخت کرکے زرِ رہن کے وصول کا مرتہن کو اختیار دیا گیا ہو اور وہ بیچکر بقدر اپنے روپیہ کے رکھکر باقی راہن کے حوالے کردے اور اگر بیچنے کا اختیار نہ ہو تو بے اجازت راہن کے فروخت نہیں کرسکتا پس اگر موجود نہ ہو یا اجازت نہ دے تو حاکم فروخت کرکے زرِ رہن ادا کردیگا اور اگر راہن مرتہن کو اجازت دے کر میعاد سے پہلے بیچڈالے اور فروخت کردے تو انقضائے میعاد تک زرِ قیمت مرہونہ پر تصرف نہیں کرسکتا اور اگر ایسی چیز جس کو قیام کم ہو میعادی رہن کی جائے تو ہوسکتا ہے کہ میعاد سے پہلے فروخت کرنے کا اقرار کرلے اور بعض کے نزدیک بغیر شرط بھی مرتہن کو اس صورت میں اختیار حاصل ہے اور زرِ قیمت گرو میں داخل ہوگا اور مال مرہونہ کا مرتہن امین ہے اگر اسکی اجازت سے تقصیر نہ ہوا اور مال تلف ہوجائے تو وہ ضامن نہیں اور تقصیر ہوئی ہے یا نہیں اس میں اسی کا قول مقدم ہوگا حلف کے ساتھ اور مال کی قیمت اور قرضہ کی مقدار میں راہن کا قول سنا جائے گا اور اگر گرو تلف ہوجائے اور راہن دوسری چیز اس کے عوض میں رکھدے تو دوبارہ صیغہ کرنے کی ضرورت نہیں اور جب دو قرض کی بابت دو چیزوں کو گرو کرے تو جب ایک کا روپیہ آجائے تو اس کو دوسرے دین کی بابت نہیں روک سکتا اسی طرح پر جس کے ذمہ دو دین ہوں ایک کھلا ایک گروی اور وہ زرِ رہن کو ادا کرے تو کھلے روپیہ کی بابت اس چیز کو نہیں روک سکتا اور جس وقت راہن دین کو ادا کردے تو مرتہن کو منصب نہیں ہے کہ وہ گرو کو بیچڈالے اور نہ اسبات کا دباؤ ڈال سکتا ہے کہ مرہونہ کے سوا دوسرے مال سے دین کو ادا کردے اگرچہ وہ کرسکتا اور مرتہن پر جب نہیں کہ قبل اپنے مال کے وصول پانے کے مرہونہ کو حاضر کردے اگرچہ کچہری میں طلب کریں اور حاضر کرنے کا خرچ جو کچھ ہو علاوہ زرِ رہن کے راہن کے ذمہ ہوگا اور اگر جاندار کو رہن کیا ہو تو خرچ خوراک اس کا راہن کے ذمہ ہے اگرچہ وہ مرجائے اور بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر چڑہنے کے قابل چیز رہن کی جاوے یا دودہ کا جانور ہو مرتہن کو جائز ہے کہ اسپر سوار ہو یا دودھ پیے اور خوراک اسکی اپنے پاس سے خرچ کرے مگر پہلا قول صحیح ہے کہ بے اجازت راہن کے تصرف جائز نہیں اور نفقہ راہن کے ذمہ ہے اگر مرتہن خرچ کریگا تو راہن سے وصول کریگا۔ **تیسرا مطلب** شفعہ کے بیان میں اور اس سے مراد یہ ہے کہ دو شخص ایک چیز میں شریک ہوں اور ایک شریک اپنے حصہ کو فروخت کرے تو دوسرا شریک اسی قیمت پر اس حصہ کے لینے کا مستحق ہوتا ہے اس میں تیرہ شرطیں ہیں (۱) شرط یہ ہے کہ وہ چیز حسب عادت غیر منقولہ ہو پس مال منقولہ میں شفعہ نہیں ہوتا اور بعض عالم کہتے ہیں کہ جانور میں بھی شفعہ ہے اور زمین کے ساتھ درخت اور عمارت اور دولاب یعنی رہٹ میں بھی شفعہ جاری ہوگا (۲) شرط یہ ہے کہ تقسیم کے قابل ہو پس جو چیز تقسیم نہیں ہوسکتی جیسے چھوٹے چھوٹے حمام چھوٹی دوکانیں تنگ راستے باریک نہر اس میں شفع نہیں ہوگا (۳) وہ چیز غیر منقسم ہو کہ اگر قبل از بیع تقسیم ہوگئی تو اس میں شفعہ نہیں ہے الا جس صورت میں راستہ میں یا پانی میں شرکت باقی ہو تو اس صورت میں باوجود تقسیم ہونے کے بھی شفعہ پہنچیگا۔ لیکن اگر محض زمین

کو بڑن راہ اور نہر کے فروخت کیا تو شفعہ ساقط ہوگا (۴) اس چیز میں دو شخصوں سے زیادہ شریک نہ ہوں اور بعض علماء کے نزدیک حیوان کے سوا اور چیزوں میں اگر دو سے زیادہ شریک ہونگے تو ہر ایک کو شفعہ کا استحقاق ہوگا لیکن حیوان میں اگر دو سے زیادہ شریک ہوں گے تو شفعہ نہیں ہو سکتا (۵) بیع کے ذریعہ سے انتقال ہوا ہو اگر بیع کے سوا میراث یا ہبہ یا صلح وغیرہ سے وہ حصہ منتقل ہوا ہو تو شریک کو شفع نہیں پہنچتا اور بعضے علماء کے نزدیک ہبہ بالعوض میں شفعہ پہنچتا ہے (۶) شفیع یہودی اور مرتد نہ ہو کہ مسلمان مشتری پر یہودی اور مرتد کا شفعہ نہیں چلتا اور اگر مشتری کافر ہو اور شفیع مرتد ہو تو ثبوت شفعہ میں اختلاف ہے اسی طرح اسبات میں اختلاف ہے کہ بیع کے بعد شریک مرتد ہو جائے (۷) یہ ہے کہ دوسرا حصہ وقف نہ ہو کہ اگر وقف ہوگا تو موقوف علیہم کا شفع نہیں چلتا اور سید مرتضیٰ رضی اللہ عنہ قائل ہیں کہ اگر وقف ہوگا ایک شخص کے نام تو اسکو شفعہ پہنچتا ہے اور اگر وقف اولادی کو بیع کریں تو شریک کو شفع پہنچیگا (۸) یہ ہے کہ شفیع نے مشتری سے پہلے خریدا ہو کہ اگر دونوں نے ایک دفعہ خریدا ہے تو ایک دوسرے کا شفیع نہیں ہو سکتا اسی طرح پر پچھلا خریدار پہلے خریدار پر شفع نہیں کر سکتا (۹) یہ ہے کہ شفیع کو بیع کا علم ہو اور جس قیمت پر بیع ہوئی اسکو جانتا ہو ورنہ شفع کرنا صحیح نہیں ہے (۱۰) قیمت دینے پر قادر ہو پس اگر قیمت پر قادر نہ ہو یا قادر ہو اور قیمت پیش نہ کرے تو شفع ساقط ہے اگر یہ بیان کرے کہ قیمت میرے پاس یہاں نہیں ہے دوسری جگہ سے منگا کر دوں گا تو اس کو تین دن کی مہلت دیں گے اور اگر کہے کہ دوسرے شہر میں روپیہ رکھا ہے تو علاوہ تین روز کے اسقدر مہلت اور ملنی چاہیئے جو وہاں سے قیمت آنے کو کافی ہو لیکن مہلت میں مشتری کا ضرر ہو تو شفعہ ساقط ہے (۱۱) شفع کرنے سے پہلے وہ چیز مشتری کے پاس تلف نہ ہوگئی ہو کہ اگر تلف ہوگئی تو اس میں شفع نہیں (۱۲) فوراً شفع کرے کہ اگر بکنے کی خبر سنے اور شفع نہ کیا یا اپنا حصہ بھی بیچ ڈالا تو شفعہ ساقط ہے اور اگر غائب ہو یا نابالغ یا دیوانہ یا بیمار یا بیہوش یا محبوس ہو تو ان کا شفع ساقط نہیں ہوتا بلکہ جب ان کو خبر ہوگی اسی وقت شفع کر سکتے ہیں اور خریدنے میں کچھ نفع ہو تو نابالغ اور دیوانہ کی طرف سے ولی شفع کر سکتا ہے (۱۳) یہ کہنا چاہیئے کہ میں نے اسکو لیا یہ کہنا بجائے عقد کے ہے دوسرے عقد کی ضرورت نہیں اور اگر مشتری نے اس چیز میں کچھ تصرف کر لیا ہو مثلاً اس کو بیچ ڈالا ہو تو شفیع اسکو باطل کر سکتا ہے اور جس کے پاس وہ چیز ہے اس سے لے سکتا ہے لیکن شفع کرنے سے پہلے جو آمدنی ہو وہ مشتری کا مال ہے اور اگر مشتری خریدنے سے پہلے پھر جائے یا عیب کی وجہ سے واپس کر دے تو شفعہ ساقط نہیں ہوتا اور شفیع کو اگر عیب کا علم نہ ہو تو واقف ہونے کے بعد اس چیز کے شریک کو واپس کر سکتا ہے لیکن اگر واپس نہ کرے تو نقصان کی بابت کچھ قیمت کا مستحق نہیں لیکن اگر مشتری نے بائع سے کچھ وصول لیا ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر شفیع اور مشتری میں نزاع ہو اور شفیع کا یہ قول ہو کہ بیع سے انتقال ہوا ہے اور مشتری ہبہ یا میراث کے ذریعہ سے منتقل ہونا بیان کرے لیس اگر گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو مشتری کا

قول مسموع ہوگا اسی طرح حلف کے ساتھ قیمت کی تعداد میں بھی بنا بر مشہور مشتری کا قول سنا جائیگا اور اگر دونوں طرف سے گواہ گذریں تو مشتری کی جانب شہادت مقدم رہے گی۔ **چوتھا مطلب** بیع کے توابع میں اور اسکی چند فصلیں ہیں پہلی فصل ان لوگوں کے بیان میں جنکو حاکم شرع ان کے مال سے بوجہ تعلق غیر کے حق کے یا حفاظت کی نظر سے بے دخل کر دیتا ہے جس کو حجر کہتے ہیں اور وہ دس قسم کے شخص ہیں (۱) نابالغ کہ وہ بلوغ اور رشد تک اپنے مال سے بے دخل رہتے ہیں اور مردوں کا بلوغ تین چیز سے حاصل ہوتا ہی یا پندرہ برس پورے ہونا یا سیاہ بالوں کا زہار پر نکلنا یا احتلام ہونا اور عورت کا بلوغ موئے زہار یا احتلام یا حیض یا نو برس پورے ہونے سے معلوم ہوتا ہے اور رشد کی یہ شناخت ہے کہ ان کا امتحان کیا جائے کہ اپنے مال کو بے جا صرف کرتے ہیں یا نہیں (۲) دیوانے اور وہ ہوش آنے تک اپنے مال کا اختیار نہیں رکھتے اور ولی اطفال اور دیوانوں کا باپ اور دادا پردادا ہوتا ہے اگر باپ اور دادا دونوں زندہ ہوں تو دونوں ولایت میں شریک ہیں۔ اور اگر ان دونوں میں کوئی نہ ہو تو جسکو باپ اور دادا نے وصی اور سرپرست مقرر کیا ہو اور اگر وصی بھی نہ ہو تو حاکم شرع یا جس کو حاکم امین مقرر کر دے (۳) سفیہ یعنی بے عقل اور احمق کہ وہ بھی جبتک سفاہت باقی ہو اپنے مال میں تصرف کرنے سے ممنوع ہیں اور سفیہوں کے ولی بلوغ تک وہی لوگ ہیں جن کا بیان ہوا۔ اور بلوغ کے بعد حاکم شرع کے سوا کوئی ولی نہیں اور جس شخص کی حماقت متحقق ہو وہ اپنے مال سے بے اختیار ہے خواہ حاکم نے حجر کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن اگر سفاہت زائل ہو جائے تو جب تک حاکم حکم نہ دے با اختیار نہیں ہو سکتے اور بعضے سنی اسکے قائل ہیں کہ جب سفیہ پچیس برس کا ہو گیا تو اس کو اپنے مال میں تصرف کرنیکا اختیار ہے اگرچہ سفاہت باقی ہو اور اگر کسی شخص پر سفاہت سے پہلے حج واجب ہو جائے تو وہ سفاہت کے زمانہ میں اپنے حج کو ادا کر سکتا ہے اس طریق سے کہ اس کا راہ خرچ کسی دوسرے کے پاس سپرد کر دیں اور اگر گھر اور باہر کا خرچ برابر ہو تو سنتی حج بھی کر سکتا ہے اور اگر قسم یا نذر کی مخالفت کرے تو ان کا کفارہ روزوں سے ادا کریگا (۴) بیمار جو اسی مرض میں انتقال کر جائیں وہ ثلث سے زیادہ کا اپنے مال میں اختیار نہیں رکھتے یعنی مثلاً اگر ان کے پاس تیس اشرفی مال ہو اور وہ کسی کو بخشدیں تو دس اشرفی کے سوا باقی ہبہ باطل ہے۔ (۵) جو شخص کوئی چیز فروخت کرے اور ابھی اس شے کو خریدار کے حوالہ نہیں کیا تو قیمت میں تصرف اس کا نافذ نہیں تاوقتیکہ اس چیز کو خریدار کے حوالے نہ کرے (۶) جس شخص نے کوئی شے خریدی اور ابھی اس کی قیمت ادا نہیں کی تو وہ ادائے قیمت تک اس چیز میں تصرف نہیں کر سکتا (۷) جو غلام اپنے آقا کو اپنی قیمت کا روپیہ دینا کر لے تو وہ اپنی کمائی سے خرچ خوراک کے سوا اور کچھ صرف نہیں کر سکتا (۸) مرتد جو مسلمان ہو کر کافر ہو جائے تو وہ بھی دوبارہ مسلمان ہونے تک اپنے مال سے بے اختیار رہیگا (۹) جو شخص اپنا مال گرو کر دے تو ادائے دین تک اس مال مرہونہ میں تصرف نہیں کر سکتا (۱۰) مفلس یعنی جس کا مال قرض کی مقدار سے کم ہو تو وہ شخص سوائے اپنے عیال کے خرچ خوراک اور لباس کے اپنے مال

میں تصرف کرنے سے چار شرطوں کے ساتھ بے اختیار رہتے ہیں (۱) شرط یہ ہے کہ مدعی نے حاکم کے سامنے اپنے قرضہ کو ثابت کر دیا ہو (۲) یہ کہ قرض کی میعاد گذر جائے (۳) یہ کہ مقروض کا مال قرض کی مقدار سے کم ہو (۴) یہ کہ قرضخواہ نے حاکم کو درخواست دی کہ مقروض کا مال قرق کیا جائے ان چاروں شرطوں کے بعد حاکم مقروض کی کل جائداد کو منقولہ ہو یا غیر منقولہ قیمت دوام کرکے قرضخواہوں پر ان کے قرض کے موافق رسدی تقسیم کرے گا اور شکل اسکی یہ ہے کہ مفلس یعنی مدیون اور دائنوں کو طلب کرے پہلے رہن کو فروخت کرکے مرتہنوں کو دے کہ رہن میں تا وقتیکہ زر رہن ادا نہ ہو دوسرے قرضخواہوں کو دخل نہیں اور جن لوگوں کی اصل شے موجود ہو ان کو اختیار دے کہ چاہیں اپنی شئے لے جائیں اور چاہیں قرضخواہوں کے شریک ہو جائیں پس جن لوگوں پر مفلس نے کوئی خیانت کی ہو انکا حق ادا کرے بعد اس کے اول جانوروں کو فروخت کرے کہ ان کے خرچ خوراک سے بچیں اس کے بعد مال منقولہ کو فروخت کریں پھر زمین کا نیلام کریں اور خدمتگار اور مکان مسکونہ جس کی مفلس کو ضرورت ہے بیع سے منہا رہے گی اور آیا جب مفلس کا مال کل فروخت کرکے قرضخواہوں کو دیدیا گیا تو قرقی خود بخود رفع ہو جائے گی یا حاکم کے حکم پر برطرف ہوگی اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ تقسیم ہونیکے بعد مزاحمت نہ رہے گی یعنی جب قرضخواہ اس کا تمام مال و اسباب لے چکے تو اب ان کو اسبات کا منصب نہیں ہے کہ وہ مقروض پر زور ڈالیں کہ وہ ان کے لئے کما کر لائے اگرچہ وہ پیشہ ور اور صاحب ہنر ہو یا یہ زور ڈالیں کہ جو کوئی اسکو کچھ دے وہ اس کو خواہ مخواہ قبول کرے یا ان کے لئے قرض لے اور مفلس عورتوں پر اس بات کا زور ڈالیں کہ وہ نکاح کرکے زر مہر قرضخواہوں کو دیں اور بعد کل مال کے تقسیم ہو جانے کے حبس کرنا بقیہ قرض کے لئے جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ اسقدر مہلت دیں کہ خدا کچھ ثروت اسکو دے اور غنی کردے۔ **دوسری فصل** ضمانت کے بیان میں اور اسکی تین قسمیں ہیں (۱) مال ضامنی اور اسکی سات شرطیں ہیں (۱) ایجاب جیسے ضَمِنْتُ یعنی فلاں شخص کے ذمہ جو روپیہ ہے میں اسکا ضامن ہوں یا جو لفظ صراحتاً ضامن ہونے پر دلالت کرے اور جب منہ سے کہنے پر قادر ہو تو لکھنا اور اشارہ کافی نہیں اور گونگے کا اشارہ کافی ہے دوسرے دعویدار کا قبول کرنا اور بعض مجتہد فرماتے ہیں کہ اسکی رضامندی کافی ہے منہ سے کہنے کی ضرورت نہیں باقی مدیون کی رضامندی اور نارضامندی کو دخل ہے البتہ اگر اسکی درخواست نہیں تھی تو ضامن مدیون پر زر ضمانت کا دعوے نہیں کرسکتا۔ اور اگر مدیون کی درخواست سے ضامن ہوا ہے تو جو اس کی طرف سے دیگا اس سے لے سکتا ہے اور اگر دعوی دار کوئی مقدار زر ضمانت میں سے چھوڑ دے تو ضامن اس مقدار کو مدیون سے نہیں لے سکتا ہے اور قبول میں فوریت شرط نہیں ہے تیسری شرط یہ ہے کہ ضامن بالغ و عاقل و جائز التصرف اور مختار ہو پس طفل اور دیوانہ اور سفیہ اور بیہوش اور مجنون اور سوتے اور مجبور کی ضمانت صحیح نہیں۔ چوتھے ضامن آزاد ہو کہ غلام بے اذن آقا کے ضامن نہیں ہوسکتا اور بعض کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے اور بعد آزادی کے اس سے مواخذہ ہوگا اور آقا کے

اذن سے ضامن ہو سکتا ہے اور ضمانت غلام کی ذات سے متعلق ہوگی آقا کے مال پر نہ پڑے گی۔ اور بعض کے نزدیک آقا کے مال سے متعلق ہوگی۔ (۵) ضامن مال دار ہو یا دعویدار اس کی ناداری سے واقف ہو لیکن ضامن کا مالدار بنا رہنا شرط نہیں پس اگر ضمانت کے بعد ضامن مفلس ہو جائے تو ضمانت باطل نہ ہوگی (۶) ضمانت کو کسی شرط پر معلق نہ کرے ورنہ صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر ضمانت شرط پر معلق نہ ہو لیکن ادائے مال کو کسی شرط سے مشروط کرے تو صحیح ہے۔ (۷) جس مال کی ضمانت طلب کی جاتی ہے وہ مدیون کے ذمہ واجب الادا ہو، پس اگر ابھی وہ مال مدیون کے ذمہ ثابت نہیں ہوا ہے تو ضمانت صحیح نہیں جیسے اشتہار کے انعام کی ضمانت قبل اس کام کے بجالانے کے جس کی بابت اشتہار ہے یا مال کی کتابت کی ضمانت یا امانت اور تحویل کی ضمانت یا زرِ شرکت اور مضاربت کی ضمانت اور جب ضمانت کی شرطیں کل متحقق ہو جائیں تو مدیون کے ذمہ سے مطالبہ ضامن کی طرف منتقل ہو جائے گا اور ضمانت میعادی اور غیر میعادی دونو طرح پر صحیح ہے لیکن موجل میں ضامن کے انتقال کے بعد زرِ ضمانت حال یعنی عند الطلب ہو جائے گا اور ضامن کی طرف ضامن ہونا اور اس کی طرف سے تیسرے کا ضامن ہونا اسی طرح پر ضمانت در ضمانت صحیح ہے (۲) قسم حوالہ یعنی اینچ اینچاؤ حوالے کے ذریعہ سے بھی زرِ مطالبہ ایک شخص کے ذمہ سے دوسرے کے منتقل ہو جاتا ہے اور اسکی چھ شرطیں ہیں اول ایجاب جیسے احلتك بالدّين الّذي لي علىٰ فلانٍ ہ یعنی میں نے تیرے قرضہ کو فلاں شخص کے حوالے کیا دوسرے قبول جیسے قبلت یعنی میں نے قبول کیا اور مالدار پر حوالہ کو قبول کرنا واجب نہیں اور بعض مجتہد کہتے ہیں واجب ہے اسباب میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ ہمارے نزدیک استحباب پر محمول ہیں تیسرے رضامندی تینوں شخصوں کی شرط ہے یعنی حوالہ کرنے والے کی اور کرانے والی کی اور جس پر کیا ہے چوتھے حوالہ کرنیوالے کے ذمہ وہ مطالبہ جس کا حوالہ کرتا ہے ثابت بھی ہو پس جو روپیہ آئندہ قرض لے گا آج اسکا حوالہ صحیح نہیں پانچویں حوالہ کو کسی چیز پر معلق نہ کرے۔ چھٹے تینوں شخص مقدار مطالبہ سے واقف ہوں پس جب شرائط متحقق ہونگے تو محال محیل کے ذمہ سے محال الیہ کے ذمہ منتقل ہو جائے گا اور محال الیہ کو دوسرے پر حوالے کرنا اور اس کو تیسرے پر علیٰ ہذا القیاس ایک سے دوسرے پر ہو سکتا ہے اور رضامندی کیسا تھ غیر جنس سے بھی حوالہ ہو سکتا ہے۔ یعنی اس کے ذمہ پر مثلاً روپیہ چاہئے ہوں اور وہ اشرفیوں کو اینچ لے تیسری قسم کفالت یعنی حاضر ضامنی اور اس کی پانچ شرطیں ہیں (۱) ایجاب جیسے کَفَلْتُ یعنی میں تیرے لئے کفیل ہوں فلانے کا (۲) دعویداری کا قبول کرنا اور بعضے مجتہد مدیون کی رضامندی بھی شرط جانتے ہیں (۳) مدیون کا معین ہونا پس اگر یہ کہے کہ میں ان دو شخصوں میں سے ایک کا ضامن ہوں تو صحیح نہیں اسی طرح ضمانت کی مدت کا معین ہونا چاہیئے (۴) ضمانت کو کسی شرط پر معلق نہ کرے اگر معلق کرے گا تو باطل ہے (۵) مکفول حد کی بابت گرفتار نہ ہوا سلئے کہ جس پر حد لازم ہوتی ہے اس کا

ضامن ہونا درست نہیں۔ پس جب یہ شرطیں پائی جائیں تو کفالت صحیح ہے اور کفالت میعادی اور بلا میعاد دونو طرح درست ہے مگر میعاد معین ہووے اور جب کفالت مطلق واقع ہو تو اس سے عند الطلب حاضر کرنا مراد ہوگا اور ضامن جب مضمون عنہ کو حاضر کردے بری الذمہ ہوجاتا ہے مگر یہ شرط ہے کہ ایسے جابر کے سامنے حاضر نہ کرے کہ جو اسکو چھڑادے ورنہ بری نہ ہوگا اور جس شئے کی بابت وہ شخص گرفتار رہا اس کے تلف ہونے سے ضامن بری نہیں ہوسکتا اور اگر ضامن اسکے حاضر کرنے سے انکار کرے تو حاکم اسکو قید کرے گا جب تک مجرم کو حاضر نہ کردے یا اس کے ذمہ مطالبہ ہو اسکو ادا نہ کردے اور جو کچھ ضامن کو مدیون کی بابت دینا پڑے گا وہ اصل سے وصول کرے گا گو اسکی درخواست سے ضامن نہ ہوا ہو۔ اور اگر مدیون بھاگ جائے یا اس طرح پر چھپ جائے کہ اس کا پتہ نہ لگے تو آیا ضامن کو اسکے ذمہ کا مطالبہ دینا پڑے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ دینا پڑے گا اور مفقود الخبر نہیں ہوا تو ضامن کو مہلت ملے گی کہ اس کو حاضر کرے اور جو شخص کسی قرضخواہ کے ہاتھ سے کسی دیندار کو چھڑا دے تو وہ ضامن ہے کہ یا تو اس کو حاضر کرے یا جو کچھ اسکے ذمہ چاہئے اسکو ادا کرے اور اگر مدیون مرجائے تو پھر کفالت باقی نہیں رہتی اور اس کے ذمہ کا روپیہ بھی اسکو دینا نہیں آتا اور اسکے مُردے کو حاضر کرنا لازم نہیں البتہ اگر گواہی کی غرض سے ضرورت پڑے تو مُردے کو پیش کرنا لازم ہے اگرچہ دفن ہوچکا ہو اور اگر ضامن مرجائے تو آیا اسکے وارثوں پر مدیون کا حاضر کرنا لازم ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے۔ **تیسری فصل** صلح کے بیان میں صلح شارع نے جھگڑا چکانے کے لئے ایک معاملہ قرار دیا ہے اور اس میں تین قسمیں ہیں (۱) اہل کتاب اور مسلمانوں کے بیچ میں جس کا بیان جہاد کے باب میں ہوا (۲) میاں بی بی کے درمیان جسکا ذکر طلاق کے ساتھ ہوگا (۳) ان شخصوں کے درمیان جن میں مال کی بابت جھگڑا ہو اور صلح لازمی معاملہ ہے اور اسکی چھ شرطیں ہیں (۱) ایجاب کہ میں نے تجھسے فلاں دعوے کا اس مقدار پر مصالحہ کیا (۲) قبول قَبِلْتُ وغیرہ الفاظ سے جو رضامندی پر دلالت کریں (۳) دونو شخص بالغ عاقل رشید مختار اور جائز التصرف ہوں پس طفل اور دیوانہ اور سفیہہ اور مست و بیہوش کا صلح کرنا اور زبردستی صلح پر آمادہ ہونا اور جس کو حاکم نے ناداری کے سبب سے اسکے مال سے بے اختیار کردیا ہو اس کا مصالحہ کرنا یہ سب نادرست ہیں (۴) جس چیز کی بابت صلح ٹھیرے وہ ایسی چیز ہو جس کا عوض لے سکیں پس اگر عوض نہ لے سکیں تو صلح درست نہیں مثلاً عورت سے اسکی زوجیت کی بابت نزاع ہو کہ اس صورت میں وہ عورت باز دعوے رہنے کے لئے کچھ دینا کرے تو یہ مصالحہ صحیح نہیں ہے (۵) صلح کسی عوض کے مقابلہ میں واقع ہو کہ اگر بے عوض ہو تو صحیح نہیں اسی طرح اگر دوسرے کے مال پر صلح ہو تو باطل ہوگی (۶) صلح کے اندر کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرنا نہ ٹھیرے کہ ایسی صلح باطل ہے اور جب یہ شرطیں پوری ہوں تو دونوں طرف سے پابندی صلح کی لازم ہوگی یعنی پھر کوئی پھر نہیں سکتا اور صلح براسہ ایک معاملہ جداگانہ ہے

اور بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ دوسرے معاملوں کی فرع ہے کبھی بیع کی فرع ہے یعنی جس صورت میں کسی عین کو کسی عوض معلوم کے مقابلہ میں منتقل کریں اور کسی چیز کی عوض کسی منفعت کو منتقل کریں تو اجارہ کی فرع ہے اور اگر بلا عوض کسی عین کا انتقال ہو تو ہبہ کی فرع ہے اور اسقاط حق کیا جائے تو ابرار کی فرع ہے اور اگر کسی منفعت کو بلا عوض مباح کریں تو عاریت کی فرع ہے اور صلح جس طرح اقرار کے ساتھ ہو سکتی ہے انکار دعوے کی صورت میں بھی جائز ہے لیکن صلح سے اس صورت میں اقرار لازم نہیں آتا اور سنّی کہتے ہیں کہ انکار کے بعد صلح کرنا اقرار کو مستلزم ہے غرض عین اور منفعت کی بابت عین پر اور منفعت اور عین کی بابت منفعت پر اور دعوے کے ہمجنس اور غیر جنس پر ہر صورت سے صحیح ہے اور جس چیز پر نزاع ہو اس کی اصلی قیمت سے کم یا زیادہ مقدار بھی صحیح ہے اور میعادی کے بدلے غیر میعادی اور غیر میعادی کے عوض میعادی پر صلح کر سکتے ہیں۔

دسواں باب[1]

اجارہ اور عاریت کے بیان میں اور غصب کے احکام میں اور اس کے لواحق میں اور اس میں چار مطلب ہیں۔ **پہلا مطلب** اجارہ کے بیان میں اور اسمیں تین فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** اجارہ کے شرائط میں واضح ہو کہ اجارہ ایک منفعت معلوم کو ایک چیز کے عوض دینے کو کہتے ہیں اور اس کی پندرہ شرطیں ہیں (۱) ایجاب جیسے اَجَرْتُکَ ھٰذَا بِھٰذَا یعنی فلاں زمین کو فلاں مقدار کے اوپر میں نے تمکو اجارہ دیا اور لفظ عاریت اور بیع سے صحیح نہیں اگرچہ اجارہ کا قصد کریں (۲) قبول قبلت وغیرہ الفاظ سے جنسے رضامندی پائی جائے (۳) موجر اور مستاجر دونو بالغ و عاقل اور مختار اور جائز التصرف ہوں پس طفل اور دیوانہ اور عاقل اور مست و بیہوش اور خفتہ اور مجبور اور مہجور کا اجارہ صحیح نہیں۔ لیکن مہجور مزدوری کر سکتا ہے (۴) جس چیز کا اجارہ کرتے ہیں وہ چیز ایسی ہو کہ اس کو دیکھ سکیں یا بیان کر سکیں جس سے شبہ برطرف ہو جائے پس حمام کے کرایہ دینے میں اس کے درجوں کا معائنہ کرنا کہ چھوٹے ہیں یا بڑے ہیں یا مشرح اس کی کیفیت کو اس طرح بیان کرنا کہ کوئی شبہ نہ رہے ضروری ہوگا اسی طرح پر زمین کے ٹھیکہ دینے میں اسکا دیکھنا یا اس کی حالت کو بیان کرنا کہ مزروعہ ہے یا غیر مزروعہ لابد ہے اور میعاد کا معین کرنا بھی ضروری ہے (۵) جس چیز کو کرایہ بھاڑے پر دیتے ہیں یا ٹھیکہ کرتے ہیں۔ وہ چیز ایسی ہے کہ اس سے کوئی آمدنی ہو یا نفع اس سے حاصل کر سکیں اور اصل چیز بنی رہے پس

اجارہ

---

[1] واضح ہو کہ اس باب میں نوکری۔ مزدوری ٹھیکہ اور کرایہ وغیرہ کے مسائل مذکور ہیں۔ لیکن اصلاً اجارہ کے معنی ٹھیکہ ہیں یعنی ایک معین کام پر ایک اجرت لینی ٹھیرانا ۱۲ مترجم

درخت میوہ دار کا اجارہ کھانے کے لئے اور لکڑیوں کا اجارہ جلانے کے لئے اور کھانے کی چیز کا کھانے کے لئے کرایہ دینا اور بھیڑی کا کرایہ دینا دودھ پینے کو صحیح نہیں۔ لیکن دودھیاری کو دودھ پلانے کے لئے نوکر رکھنا اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جائز ہے اور آیا بھیڑ کو اسی بھیڑ کے بچہ کے دودھ پلانے کے لئے نوکر رکھ سکتے ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جائز ہے اسی طرح ان خوشبودار چیزوں کا سونگھنے کے لئے کرایہ پر چلانا جائز ہے گو وہ سونگھنے سے کم ہوجائے اسی طرح حمام کو بیٹھنے کے لئے کرایہ دینا جائز ہے اور پانی گرنا یہ اس کے ساتھ سمجھا جائے گا اور آیا پانی بھرنے کے لئے کنوئیں کو کرایہ دینا جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۶) جس چیز کو کرایہ دیں اس کا نفع اور آمدنی مستقل ہو اور سیب کو سونگھنے کے لئے اور درخت کو اس غرض سے کہ اس کے نیچے بیٹھے کرایہ دینے میں اختلاف ہے۔ لیکن کپڑا خشک کرنے کے لئے درخت کو کرایہ دیں تو صحیح ہے (۷) جس کام کے لئے کرایہ پر دیں وہ کام مباح ہو پس اگر مکانوں کو شراب رکھنے یا بجانے کے لئے کرایہ پر دیں تو صحیح نہیں (۸) کرایہ دینے والا اس منفعت کا مالک ہو پس دوسرے کے مال کو جو اس نے زبردستی دبا لیا یا چھین لیا ہو کرایہ پر دینا صحیح نہیں (۹) اس چیز سے وہ فائدہ جس کے لئے اجارہ لیا ہے حاصل ہوسکے پس کسی زمین کو جس میں پانی نہ ہو زراعت کے واسطے ٹھیکہ لینا یا بکری کو ہل میں چلانے یا اونٹ کی طرح لادنے کو کرائے پر دینا صحیح نہیں (۱۰) اس چیز کے حوالہ کرنے پر کرایہ دینے والا قادر ہو پس جو غلام بھاگ گیا ہو اس کا اجارہ کرنا صحیح نہیں (۱۱) وہ کام جس کے واسطے مزدور لگایا جاتا ہے شرعاً اور عرفاً نادرست نہ ہو پس اگر کسی شخص کو دانت کے اکھاڑنے کو جو درد نہیں کرتا اجیر کریں یا جنب یا حائض کو مسجد میں جھاڑو دینے کو مزدور لگائیں تو صحیح نہ ہوگا۔ لیکن جس دانت میں درد ہے اس کے اکھاڑنے کو اجیر کرنا درست ہے اور کافر قرآن دیکھنے کے لئے کرایہ پر لے یا مسلمان کو خدمت کرنے کے لئے نوکر رکھے صحیح نہیں (۱۲) مستاجر کو اس مزدور سے وہ منفعت حاصل کرنا ممکن ہو پس جس شخص پر اپنا حج واجب ہو اسکو دوسرے کے حج کے لئے اجیر کرنا صحیح نہیں۔ (۱۳) وہ کام معلوم اور معین ہو جیسے کسی مخصوص شخص کی قبا کا سینا پس اگر مجہول ہو تو صحیح نہیں (۱۴) عوض یعنی کرایہ اور مزدوری معلوم ہو خواہ دیکھنے سے یا بیان کرنے سے اور اگر تولنے اور ناپنے کی چیز ہو تو تول کر یا ناپ کر پس اگر مجہول ہوگا تو صحیح نہیں (۱۵) عوض میں عیب نہ ہو کہ اگر عیب ہوگا تو اجیر کو اختیار حاصل ہے کہ فسخ کرے یا نافذ یا عیب کا عوض لے اور جب یہ شرط جمع ہوں تو اجارہ لازم ہوجائے گا کسی کو فسخ کا مجاز نہ ہوگا۔ البتہ جس صورت میں کہ اصل شے جسکو کرایہ دیا ہے بیکار ہوجائے مثلاً مکان منہدم ہوجائے یا زمین غرقاب ہوجائے یا مزدور بھاگ جائے خواہ قبضہ کے بعد تلف ہو یا قبضہ سے قبل یا جس دانت کے اکھڑوانے کو جراح کو بلایا ہے اس کا درد رفع ہوجائے تو

اجارہ باطل ہوجائے گا اور اگر موجر یعنی کرایہ دینے والا مستاجر کو یعنی کرایہ لینے والے کو تصرف سے مانع ہو یا قبضہ کرنے سے پہلے وہ شے چھن جائے یا مستاجر مفلس ہوجائے تو اجارہ باطل نہ ہوگا اور آیا موجر اور مستاجر کے انتقال سے اجارہ باطل ہوجائے گا یا نہیں بعض مجتہدوں کے نزدیک باطل ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ باطل نہیں ہوتا خواہ استیفائے منفعت سے پہلے انتقال کریں یا بعد اور بعض کہتے ہیں کہ مستاجر کی موت سے باطل ہوتا ہے۔ موجر کی موت سے باطل نہیں ہوتا اور ہمارے استاد شیخ بہاؤالدین آملی طاب ثراہ اس مسئلہ میں توقف فرماتے ہیں بوجہ دلیلوں کے تعارض کے اور اگر موجر موقوف علیہ ہو یعنی مال وقف کو جس کا تاحیات مستحق ہوکر کرایہ دے اور انقضائے میعاد واجارہ سے پہلے فوت ہوجائے تو اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک باطل نہیں ہوتا اور اقرب یہ ہے کہ باطل ہی اور مستاجر بقیہ اجرت کو موجر کے ورثا سے لیگا اگر عین مستاجرہ کو فروخت کردیں تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر مشتری کو اجارہ کی خبر نہ ہوگی تو اس کو اختیار رہوگا کہ فسخ کرے یا امضا اور اگر اجیر معین ہو اور وہ بیمار ہوجائے تو اجارہ باطل ہوجائے گا اور اگر معین نہ ہو یا معین ہو لیکن ذمہ وار ہو تو باطل نہیں ہوگا بلکہ اسپر واجب ہوگا کہ دوسرے شخص کو اس کام کے کرنیکے لئے اپنی طرف سے بھیجے اور بفور معاملہ ٹھیرنے کے موجر اجرت کا مالک ہوتا ہے اور مستاجر منفعت کا مالک ہے لیکن زر اجرت کا حوالہ کرنا عین کے تسلیم کرنے پر موقوف ہے اور اگر کسی کام پر اجیر ہوتا تو اس کام کے ختم کے بعد اجرت لازم ہوجاتی ہے اور جب موجر عین کو دیدے اور مستاجر نہ لے تو تسلیم عین صادق آئے گی اور جبوقت اتنا زمانہ جس میں انتفاع ممکن تھا گزر جائے اور مستاجر اس شے کو کام میں نہ لائے تو یہ کرایہ اسکے ذمہ ثابت ہوجائے گا اور آیا مزدور کی خوراک اور جانور کا گھانس دانہ کرایہ لینے والے کے ذمہ ہے یا مالک کے اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جانور والے پر اور خود مزدور پر اور زین اور لگام وغیرہ سامان ضروری کرایہ دینے والے کے ذمہ ہے اور سنت ہے کہ مزدور کی مزدوری کام میں لگانے سے پہلے ٹھیرالیں اور پسینہ خشک ہونیسے پہلے ادا کردیں اور اگر کوئی چیز مزدور کے پاس تلف ہوجائے اور اس میں اس کا قصور ہو تو اسکی مزدوری میں اسکو مجرا کرنا مکروہ ہے

دوسری فصل اس ذکر میں کہ کتنی جگہ اجارہ حرام ہے اور کتنی جگہ مکروہ اور کتنی جگہ جائز ہے پس واضح ہو کہ پندرہ مقام پر اجارہ حرام ہے اور آٹھ جگہ مکروہ اور پندرہ مواضع میں جائز ہے لیکن وہ پندرہ مقام جہاں اجارہ حرام ہے اول شطرنج اور نرد وغیرہ آلات لہو ولعب اور قمار بازی کے بنانے کا اجارہ لینا اور مزدوری کرنا (۲) عروسی کے گانیکے سوا ہر گانے بجانے کی مزدوری کرنا ناجائز ہے (۳) شراب یا مردار یا سور کے کھانیکے لئے یا لیجانے کیلئے مزدور ہونا۔ لیکن اگر سرکہ بنانے کو شراب لی جائے یا مردار کو بدبو کی وجہ سے محلہ کے باہر پھنکوائیں تو ان کی مزدوری جائز ہے اور واضح ہو کہ شراب اور سور کا یہود و نصاریٰ کیلئے بھی لیجانا جائز نہیں (۴) واہیات اشعار اور کتب ضلالت کے لکھنے کی اجرت جبکہ بغیر شرعی ضرورت کے لکھائی جائیں

صحیح نہیں اور شرعی ضرورت سے مراد یہ ہے کہ ان کی تردید اور مباحثہ اور مناظرہ کی ضرورت ہو (۵) یہود و نصاریٰ کو عبادت کے لئے یا شراب خانہ کے واسطے مکان کو کرایہ پہ دیں بلکہ مسلمانوں کو اس کام کے واسطے مکان کرایہ پر دینا باطل ہے (۶) سور اور کوچہ گرد کتے کو کرایہ پر دینا (۷) مرغ کو کرایہ پر دینا کہ نماز کے لئے بیدار کرے (۸) پیشنمازی اور مقدمات کے فیصلہ کرنے پر اجرت اور تنخواہ لینا اور اذان اور میت کے غسل اور کفن دفن پر اجرت لینا یعنی اجرت ٹھہرا کر ان کاموں کا کرنا البتہ بیت المال سے ان لوگوں کو آذوقہ بطور روزینہ یا مشاہرہ کے دیا جائے تو اسکا لینا جائز ہے (۹) جو زمین چوتل ہو جائے یعنی اسپر پانی بھر جائے اسکو زراعت کے لئے ٹھیکہ لینا (۱۰) زمین کا اسکی پیداوار کی عوض میں اجارہ کرنا (۱۱) بچہ اور مجنوں اور سفیہ اور مفلس کا اجارہ کرنا (۱۲) بچار کو مادہ پر چھوڑنے کے لئے کرایہ دینا۔ لیکن اگر کوئی شخص سوغات نر والے کے لئے لائے تو جائز ہے (۱۳) مورت اور بت بنانے کی مزدوری (۱۴) قرآن اور مسائل دین ضروری کی تعلیم پر اجرت دینا (۱۵) واجب الحج کو دوسرے کی نیابت حج کا اجارہ لینا اور وہ آٹھ مقام کہ جہاں اجارہ مکروہ ہے ان میں پہلا مقام یہ ہے کہ مسلمان یہود کی نوکری کرے (۲) مزدوری ٹھہرا کر قرآن کا تعلیم کرنا یعنی مقدار واجب سے زیادہ پر بھی مزدوری لینا مکروہ ہے اسی طرح پر مزدوری لیکر قرآن کے عشر و خمس کو سنہرا کرنا (۳) مزدوری ٹھہرا کر حجامت کرنا یعنی پچھنے لگانا (۴) نجس شے کے پاک کرنے پر مزدوری لینا (۵) بیہودہ نوحوں پر مزدوری لینا البتہ سچی نوحہ خوانی پر اجرت لینا جائز ہے (۶) بچہ جنانے پر مزدوری مقرر کرنا (۷) مزدوری ٹھہرا کر ختنہ کرنا (۸) اہین آدمی کے سوا دوسرے کے پاس اپنی کنیز کو نوکر رکھنا مزدوری لگانا لیکن وہ پندرہ مقام کہ جہاں اجارہ جائز ہے ان میں اول یہ ہے کہ قرآن کو حفظ کرنے کے لئے یا دیکھنے کے لئے کرایہ پر دیں اسی طرح جملہ کتب دین کا حکم ہے (۲) مباح مضمون کے اشعار کی تعلیم پر اور علم حساب اور خط کے سکھانے پر اجرت لینا (۳) مباح کام کے لئے اجیر ہونا (۴) مردہ کے حج ادا کرنے پر اجیر ہونا (۵) پل اور مسجد بنانے کی اجرت کرنا (۶) میت کی نماز کا اجارہ لینا (۷) کول اور قلابہ کو کھیتی سینچنے کے لئے ٹھیکہ دینا (۸) زمین کا ٹھیکہ دینا (۹) سنگار کے لئے زیور کرایہ پر دینا (۱۰) روپیہ اور اشرفی کو دیکھنے اور زینت دینے کے لئے کرایہ دینا (۱۱) کپڑا سکھانے کو سایہ میں بیٹھنے کے لئے درخت کو کرایہ پر دینا (۱۲) کھلیان پر دائیں چلانے کو بیل وغیرہ کرایہ پہ دینا (۱۳) مسجد بنانے کو کرایہ پر مکان دینا اور نماز پڑھنے کو کپڑا کرایہ پر دینا (۱۴) پانی بھرنے کے لئے کوئیں کو کرایہ پر دینا اور بعضے مجتہد اس کو جائز نہیں جانتے۔ (۱۵) باز اور باشہ اور کتے وغیرہ شکاری جانوروں کو کرایہ پر چلانا۔ **تیسری فصل** اجارہ کے احکام میں واضح ہو کہ مستاجر امین ہے پس اگر وہ چیز جس کا اجارہ لیا ہے تلف ہو جائے تو ضامن نہیں اور اگر عقد کے اندر ضمانت کی شرط کرے تو فاسد ہے لیکن اٹھارہ جگہ ضامن ٹھہر جاتا ہے (۱) افراط اور تفریط

اجارہ مکروہ

اجارہ جائز

ضمان اجارہ

اور باقی اس میں اختلاف ہے کہ جس دن اس نے تقصیر کی ہے اسدن کے نرخ کے موافق دام دینے
پڑینگے یا تلف ہونے کے دن جو نرخ ہوگا تو صحیح یہ ہے کہ روز تلف کے موافق دے گا (۲) اگر کپڑے کو
دھوبی پھاڑ دے تو ذمہ وار ہے اور اگر کسی کا کپڑا دھوکے ہیں کسی اور کو دیدے تو ضامن ہے (۳) اگر حمال
کچھ توڑ دے تو ضامن ہے (۴) ساربان جو چیز تلف کرے اسکا ضامن ہے (۵) ملاح اگر حفظ کشتی میں تقصیر
کرے تو ذمہ وار ہے (۶) طبیب (۷) کحال (۸) سالوتری۔ یہ تینوں بھی ضامن ہیں (۹) مزدور اگر اپنی مزدوری
کی بابت مال کو روکے اور وہ مال تلف ہوجائے تو یہ دیندار ہے (۱۰) معلم اگر بچوں کو ادب دینے کے لئے
اس قدر مارے کہ حد جنایت کو پہنچے تو ضامن ہے (۱۱) اگر ختنہ کرنے والا سپاری کو کاٹ ڈالے یا ولی
کی اجازت بغیر ختنہ کرے اور سرایت ہوجائے یعنی بچہ کو ضرر پہنچے تو ذمہ وار ہے (۱۲) جراح در دوا لے
دانت کے عوض اچھے دانت کو اکھاڑ ڈالے تو ضامن ہوگا (۱۳) درزی جو چیز ضائع کرے اس کا ذمہ دار
ہے (۱۴) طباخ یعنی باورچی جو کچھ ضائع کردے اس کا ضامن ہے (۱۵) جولاہا جو کچھ ضائع کردے
اس کا ضامن ہے (۱۶) نان بائی اگر روٹی کو جلا دے تو ضامن ہے (۱۷) چرواہا اگر سو جائے اور
غافل ہوجائے اور تقصیر کرے تو ضامن ہے (۱۸) حمامی جو چیز کہ اسکو سونپ دیں اور وہ اسکی حفاظت
میں کوتاہی کرے اور وہ شے جاتی رہے تو ذمہ وار ہوگا اور اگر موجر اور مستاجر میں جھگڑا اٹھے تو اگر اصل
اجارہ کی بابت نزاع ہے تو اجارے کے منکر کا قول حلف کے ساتھ مقدم ہے اور واپس کرنے میں شے
کے مالک کا قول حلف کے ساتھ مقدم ہوگا اور شے کے ہلاک اور تلف کرنے کی بابت تکرار ہو تو مستاجر کا
قول حلف کے ساتھ صحیح شمار ہوگا اور کیفیت اذن میں بحث ہو تو قول مالک کا ہے اور اجرت کی
مقدار میں قول مستاجر کا ہے اور اجارہ کی میعاد میں بحث ہو تو قول قول موجر کا اور تعدی اور افراط
میں نزاع ہو تو جو مستاجر کہے وہی ٹھیک ہے۔ دوسرا مطلب عاریت یعنی مانگا دینے کے بیان میں
اور امانت رکھنے کے ذکر میں اور اسمیں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل عاریت کے بیان میں اور وہ ایک عقد
جائز ہے کہ طرفین اسکے فسخ کے مختار ہیں لیکن اگر کسی مسلمان مردہ کو دوسری کی زمین میں دفن کریں تو
زمین والا دفن ہونیکے بعد اپنے قول سے پھر نہیں سکتا اس لئے کہ جبتک استخوان خاک نہ ہوجائیں
قبر کا کھولنا حرام ہے اور بعض علما نے ایسے مقامات کو بھی مستثنیٰ کیا ہے جس جگہ واپس کرنے میں
مستعیر کو ضرر پہنچے جیسے کشتی کے پیوند کرنے کے لئے تختہ مانگا دیں کہ دریا کے اندر واپس نہیں لے سکتا
اور عاریت کی سات شرطیں ہیں (۱) ایجاب یعنی ایسا لفظ جس سے مانگنا پایا جائے بلکہ اشارہ بھی
کافی ہے (۲) قبول اور وہ دینے پر رضامند ہونا خواہ زبان سے کہے کہ مجکو منظور ہے خواہ فعلاً رضامندی
پائی جائے (۳) دونوں شخص بالغ و عاقل اور جائز التصرف ہوں پس عاریت دینا طفل اور مجنون کا
بے ولی کی اجازت کے اور غلام کا اپنے آقا کے اذن کے اور سفیہ کا اور اس شخص کا جسپر جبر کریں

صحیح نہیں ہے (۴) عاریت دینے والا اس شئے کا مالک ہو پس مستاجر کا یعنی کرایہ دار کا عاریت دینا صحیح ہی اور غاصب کی عاریت باطل ہے (۵) عاریت اس چیز کی درست ہے جو باوجود کام میں لانیکے باقی رہے جیسے کتا وغیرہ شکاری جانور اور بلی جسکو چوہے پکڑنے کیلئے مانگ لیں اور بجار جس کو مادہ پر چھوڑنے کیلئے عاریت لیں باقی کھانا اور میوہ کھانے کے لئے دینا عاریت نہیں کہلاتا البتہ بھیڑی دودھ پینے کے لئے مانگ لیں تو صحیح ہے اور دوسرے دودھ کے جانوروں میں اختلاف ہے اقوی یہ ہے کہ یہ مسئلہ بھیڑ سے مخصوص ہے (۶) جو شخص عاریت لیتا ہے اسکو اس چیز کی عاریت لینے کی اہلیت ہو یعنی اسکو عاریت دینا جائز ہو پس اگر کوئی حاجی احرام باندھے ہوئے سامان شکار کا مستعار لے تو صحیح نہیں (۷) حرام کار کے لئے مستعار نہ کریں پس شراب بنانے کو مکان مانگا دینا جائز نہیں اسی طرح لونڈی کو جماع کیواسطے مانگا دینا جائز نہیں ہاں تحلیل جائز ہے یعنی حلال و مباح کرنا جسکی تشریح باب نکاح میں ہوگی اور مکروہ ہے کہ غلام کے ماں باپ کو اسکی خدمت کیلئے ان کے آقا سے مستعار لیں اور شئے مستعار امانت شمار ہوتی ہے اگر تلف ہوجائے اور مستعیرہ کا کچھ قصور نہیں تو وہ ضامن نہیں اگرچہ استعمال کرنے سے وہ ناقص ہوجائے ہاں اگر ضمانت کی شرط کرلی ہے یا جو چیز مستعار لی ہے وہ طلا اور نقرہ ہو تو تلف ہونیسے دینا آئے گا خواہ روپیہ اشرفی ہو خواہ کوئی اور شئے ہو اور اگر تلف ہونے میں جھگڑا واقع ہو تو مانگنے والے کا قول قسم کے ساتھ باور ہوگا اور اگر واپس کرنے میں اختلاف ہو تو مالک کا قول قسم کے ساتھ صحیح گنا جائیگا

دوسری **فصل** امانت سونپنے کے بیان میں اور اسکی تین شرطیں ہیں (۱) ایجاب (۲) قبول جس طرح عاریت میں بیان ہوا (۳) دونوں بالغ و عاقل و مختار جائز التصرف ہوں اور اگر دونوں میں سے ایک شخص بھی نابالغ یا دیوانہ سفیہ یا مست یا بیہوش یا مجبور یا غلام ہو اور اس کے آقا کی اجازت نہ ہو تو امانت کرنا صحیح نہیں اور امانت رکھ لینا سنت ہے اور رکھ لینے کے بعد بقدر حفاظت واجب ہے علی ہذا واپس کرنا واجب ہے اور واپس کرنے کے وقت گواہ کرلینا سنت ہے اور امانت کو اپنے مال میں یا دوسرے کے مال میں ہمجنس سے یا غیر جنس سے ملا دینا حرام ہے اور امین تلف ہونے پر ضامن نہیں البتہ آٹھ صورتوں میں ضمانت لازم آتی ہے (۱) تصرف کرنے سے مثلاً پہن لینا (۲) ضائع کرنے سے مثلاً ایسی جگہ رکھدے کہ کوئی ظالم زبردستی لے لیوے یا مثلاً امانت اس قسم کی چیز ہو کہ گرمی میں دہوپ دینے کی ضرورت ہو اور یہ اسے کھول کر نہ دیکھے اور اس وجہ سے وہ چیز خراب ہوجائے تو اس صورت میں امین دیندار ہے (۳) مالک کے کہنے سے برخلاف کرے یعنی بے اسکی اجازت کے ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھدے لیکن اگر تلف ہونے کے ڈر سے جگہ بدل دے تو مضائقہ نہیں (۴) بے مرضی مالک کے دوسرے کے پاس امانت رکھنا اگرچہ وہ شخص معتبر ہو (۵) امانت کی ضرورت کو رفع نہ کرنا مثلاً جانور کے آب و دانہ کی خبر نہ لینا (۶) امانت سے مکر جانا (۷) مالک کے مانگنے پر ٹالنا (۸) مار لینے کا ارادہ کرنا اور جب دونوں میں

کوئی شخص مرجائے یا دیوانہ ہوجائے یا بیہوش ہوجائے یا امین واپس کردے تو ان صورتوں میں امانت باقی نہیں رہتی اور اگر طرفین میں اختلاف واقع ہو تو امانت کے انکار میں امین کا قول اور قیمت کی مقدار میں مالک کا قول ٹھیک کہلاتا ہے اور اگر امین یہ کہے کہ جس نے مجکو سونپا تھا میں نے اسکو دیدیا تو امین کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہے کہ میں نے تجھکو دیدیا تو وارث کا قول قسم کے ساتھ حجت ہے۔ **تیسرا مطلب** غصب اور اسکے لواحق کے بیان میں اور اس میں چند فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** غصب کے احکام میں واضح ہو کہ غصب اسے کہتے ہیں کہ کوئی کسی کا مال زبردستی سینہ زوری سے چھین لے پس اگر کوئی شخص کسی کو اسکے مال میں تصرف نہ کرنے دے اور آپ بھی قبضہ نہ کرے تو غاصب نہیں کہلاتا اور تصرف سے مراد مال منقولہ میں رکھنا اٹھانا اور جانور پر چڑہنا اور فرش پر بیٹھنا اور مکان میں داخل ہونا اور مالک کا نکالنا ہے اور غصب کرنیکی حرمت عقل اور قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے اور غاصب کا مال مغصوبہ پر تصرف کرنا حرام ہے واپس کرنیکے سوا کوئی کام درست نہیں اور واپس کرنا واجب ہے اگرچہ دشوار ہو مثلاً لکڑی عمارت میں لگ گئی ہو یا تختہ کشتی میں جڑ لیا ہو خواہ غاصب کی چیز خراب ہوجائے البتہ اگر کشتی کے نیچے پڑا یا تختہ لگا ہو تو کنارے پر پہنچنے سے پہلے اسکا واپس کرنا واجب نہیں اور اگر اصل شئے کا واپس کرنا قدرت سے باہر ہوجائے تو اسکا مثل دے اور اگر اس چیز کا مثل نہ ہو تو اعلیٰ درجہ کی قیمت دے اور اگر اصل چیز غاصب کے پاس سے تلف ہو گئی اور عوض دینے سے وہ انکار کرے اور اس حیث وبحث میں مثل بھی نایاب ہوجائے تو اس میں پانچ قول ہیں (۱) یہ کہ غصب کے دن سے تلف ہونے کے دن تک جسقدر قیمت زیادہ ہو اسوقت کے موافق دیں (۲) اصل کے تلف ہونے سے نقل کے نایاب ہونے تک جسوقت نرخ تیز ہو اسروز کا حساب ہوگا (۳) غصب کرنیکے وقت سے مثل کے نایاب ہونے تک جسدن قیمت اعلیٰ ہو اسروز کے بموجب دے (۴) غصب کے دن سے دینے کے روز تک جو قیمت اعلیٰ ہووے وہ دینی ہوگی (۵) اقباض کے دن کی قیمت دینی پڑیگی اور اگر غاصب کے پاس اس شئے میں کچھ فزائش ہوجائے خواہ منفصل ہو جیسے انڈے بچے یا متصل یعنی فربہ ہوجائے یا مثل اسکے تو غاصب پر واجب ہے کہ نفع سمیت واپس کرے اور اگر غاصب اصل شئے نہ دے بلکہ عوض دے تو مالک عوض کا مالک ہوجائیگا اور غاصب اصل کا مالک نہ ہوگا اور اگر غاصب گیہوں اور جو کو بو دے تو اس کھیتی کا مالک بیج والا ہے اور اگر غاصب ایسا کام کرے کہ جس سے مال مغصوب کی قیمت بڑہ جائے مثلاً اناج کو پسوا کر آٹا کرلے یا پرائے غلام کو کوئی ہنر سکھا دے تب بھی غاصب کو کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ آٹا اور غلام بجنسہ دینے پڑیں گے اور غاصب کے تصرف سے قیمت میں نقصان آجائے تو غاصب کو اصل کے ساتھ ہرجانہ بھی دینا پڑے گا اور اگر غاصب مال مغصوب کو اسی قیمت کی چیز میں یا اس سے اعلیٰ درجہ کی شئے میں ملادے تو مالک کا شریک ہوجائے گا اور اس صورت میں اگر مالک کا حق اعلیٰ درجہ سے ادا کرے تو اسکو لے لینا چاہئے اور اگر کم درجہ سے ملادے تو مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز کو ہرجانہ کے ساتھ واپس لے یا ویسی ہی دوسری چیز طلب کرے اور اگر مالک اپنے حق کی برابر قیمت

لینے پر راضی ہوجائے تو غاصب پر دینا واجب ہے اور اگر اپنے حق سے زیادہ مانگے تو دینا حرام ہے اور اگر مال مغصوب کو غاصب نے دوسری جنس میں ملا دیا تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس نے پرائی شئے کو تلف کر دیا پس اسکو اسی قسم کی چیز اور دینی پڑے گی اور اگر جو اور گیہوں کو ملا دیا تو اس کو اتلاف نہیں کہتے بلکہ غاصب پر بار ڈالا جائیگا کہ وہ ان کو چن بین کر علیحدہ کر دے اگرچہ اسکو وقت اٹھانی پڑے مگر کرنا پڑے گا اور اگر پرائے سوت سے اپنا کپڑا سی لیوے تو ادھیڑ کر سوت کا واپس کرنا واجب ہے اور اگر ادھیڑنے سے سوت کے خراب ہونیکا ڈر ہے تو قیمت دے اسی طرح پر اگر جاندار کے زخموں کو پرائے تاگوں سے ٹانکے دیدیں تو اگر اس حیوان کی جان کا خوف نہ ہو تو ادھیڑ دے اور خوف ہو تو قیمت دے لیکن اگر وہ جانور مر جائے تو آیا ٹانکے کھولکر ڈورہ نکالنا جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اگر کوئی کسی کی لونڈی کو چھین کر اس سے مقاربت کرے اور وہ کنیز باکرہ ہو اور غاصب جاہل مسئلہ ہو تو کنیز کو مع مہر مثل کے واپس کرے یا دسواں حصہ قیمت کا دے اور اگر کنیز باکرہ نہ ہو تو بیسواں حصہ قیمت کا کنیز کے ساتھ واپس کرے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ پہلی صورت میں قیمت کا دسواں حصہ اور جو اسکی قیمت میں ازالہ بکارت سے فرق پڑا ہے ان دونوں میں جو چیز زائد ہو وہ دینی پڑے گی اور اگر انگلی سے بکارت کو توڑ دیا تو بکارت کی قیمت اور کنیز واپس کرے اور اگر انگلی سے ازالہ بکارت کرکے دخول کر دے تو بکارت کی قیمت دے اور مہر مثل یا قیمت کا دسواں حصہ اور کنیز واپس کرے اور جتنے روز اس کنیز کو رکھا ہے اس قدر دنوں کی اجرت معمولی دے اور اگر اس صورت میں کنیز حاملہ بھی ہوجائے تو فرزند غاصب کو دیا جائیگا اور اس بچہ کے دام جو پیدائش کے دن ہوتے ہیں اس کے مالک کو دینے پڑیں گے مع اس تاوان کے جو کنیز کی قیمت میں ہوا ہے اور اگر جس زمانہ میں یہ کنیز غاصب سے حاملہ تھی کسی شخص نے اس کے پیٹ پر صدمہ پہنچا کر اسقاط حمل کر دیا تو غاصب اس شخص سے آزاد حمل کی دیت لیگا اور مالک غاصب سے حمل مملوک کی دیت چاہے گا اور اگر دخول کے وقت کنیز اور غاصب دونو واقف ہوں پس اگر زنا بالجبر کیا ہے تو مالک کنیز کنیز اور اسکا مہر اور فرزند اور حرجہ نقصان قیمت کا اور اجرت غصب کے زمانہ کی غاصب سے لینے کا مستحق ہے اور غاصب کے اوپر حد جاری ہوگی اور اگر کنیز نے رضامندی سے دخول کرایا تو دونو کو سزا ملے گی اور مہر کے ثبوت میں اختلاف ہے اور اگر کوئی شخص کسی کی کنیز کو کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے اور خریدار کو اس بات کا علم ہو تو وہ بھی غاصب ہے اور اگر کسی کے نر کو زبردستی چھین کر اپنی یا کسی دوسرے کی بکری پر چھوڑ دے تو بچہ کا مالک وہی شخص ہے جس کی بکری ہے لیکن غاصب اس نر کے مالک کو اجرت یا ارش یعنی قیمت کا گھاٹا بھر دے گا اور اگر کسی کی زمین کو غصب کرکے جوت لے تو مالک کو اختیار ہے کہ اسکی کھڑی کھیتی کو اجاڑ دے اگرچہ کٹا ؤ پر آگئی ہو اور اگر کوئی شخص غصبی مال کو فروخت کرے تو مالک کی اجازت پر بیع موقوف رہیگی اور خریدار عین اور منفعت کا ضامن ہے اور اگر جان بوجھکر خرید کیا تو واجب ہے کہ اس شئے کو مالک کے حوالہ کرے اور قیمت کا دعوے

غاصب سے نہیں کر سکتا اور مالک کو اختیار ہے کہ غاصب پر دعوےٰ کرے یا مشتری پر پس اگر وہ غاصب پر دعوےٰ کرے تو غاصب خریدار پر دعوےٰ کریگا کہ اس نے جان بوجھکر غصب کا مال خریدا ہے اور اگر مشتری نے دوسرے کے ہاتھ بیچڈالا اور اس نے تیسرے کے ہاتھ اسی طرح جتنی جگہ فروخت ہوئی ہے سب کے سب ضامن ہیں اور مالک کو اختیار ہے کہ ان میں سے جس سے چاہے وصول کرے اور چونکہ غلام ناک کان کاٹنے سے آزاد ہوجاتا ہے پس اگر غاصب کسی کے غلام کو چھین کر ناک کان کاٹ ڈالے تو مالک غلام کی قیمت غاصب سے بھرلیگا اور اگر شراب کو غصب کیا اور وہ غاصب کے یہاں آکے سرکہ بن گئی تو آیا غاصب دیندار ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے۔ **دوسری فصل** اس بیان میں کہ غاصب کتنی جگہ ضامن ہے واضح ہو کہ غاصب عین اور منفعت کا بارہ جگہ ضامن ہے۔ اول جب کسی غلام کاریگر کو چھین لے تو اس غلام کا اور اسکی کمائی کا ضامن ہے اور اگر وہ کئی کام جانتا ہو تو سب سے اعلیٰ کام کی آمدنی کا ذمہ دار ہے (۲) جب کسی باکرہ لونڈی کو چھین لے اور اس سے وطی کرے تو کنیز کا اور اسکے مہر کا اور قیمت کے دسویں حصہ کا دیندار ہے اور اگر کنواری نہ ہو تو قیمت کا بیسواں حصہ لازم ہوگا (۳) جب شکاری کتے کو یا ریوڑ کے کتے کو یا کھیت کے کتے کو یا باغ کے رکھوالے کتے کو یا گھر کے نگہبان کتے کو غصب کرے تو ان کا اور ان کی منفعت کا دیندار ہے (۴) مدرسہ اور سرائے کو غصب کرلے اور طالب علم اور مسافروں کو وہاں نہ آنے دے تو ان مقامات کا اور ان کے محاصل کا ضامن ہے (۵) جبکہ تیل کو چھینکر اس قدر پکائے کہ وہ کم ہوجائے تو اصل سے جو بچ رہا ہے وہ اور جسقدر کمی ہوئی ان دونو کا ضامن ہے (۶) میوہ کا غصب کرلینا کہ اس میں میوہ کا اور اسکی قیمت کا جو غصب کے دن ہو ضامن ہے (۷) جو شخص کسی کے غلام کو چھینکر خصی کرلیوے تو وہ غلام اور غلام کے خصیونکی قیمت کا ضامن ہے (۸) جو شخص سونے اور چاندی کو چھینکر کچھہ چیز گھڑا لیوے تو وہ بہ نرخ بازار ویسا ہی سونا چاندی ادا کرے اور اگر ان کی مثل ملنا قبضہ سے باہر ہو تو موافق بھاؤ بازار ان کی قیمت کا ذمہ دار ہے اور واجب ہے کہ گھڑی گھڑائی شئے مالک کو دے پس اگر توڑ دیگا تو بنوائی بھی اس کے ذمہ ہوگی (۹) جو کوئی شیرہ انگور کو چھین لے اور وہ غاصب کے پاس شراب ہوجائے تو غاصب اس شیرہ کی قیمت کا ضامن ہے اور آیا شراب بھی مالک کے حوالے کرے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ وہ شراب بھی مالک کا حق ہے اور اگر شراب مالک کو دیدے اور وہ اس کے پاس سرکہ ہوجائے تو آیا اس کے مثل کا واپس کرنا غاصب پر لازم آئے گا یا نہیں اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے اور اگر غاصب کے پاس سرکہ ہوجائے اور سرکہ کی قیمت شیرہ سے کم ہو تو سرکہ اور کمی کے دام مالک کو دے (۱۰) کسی چیز کو چھینکر اس سے کم قیمت چیز میں ملا لینا غاصب کو اسکی قیمت کا ضامن بنا دیتا ہے (۱۱) کسی آزاد بچہ کو بھگا لیجائے اور وہ غاصب کے پاس تلف ہوجائے تو غاصب اسکی دیت کا ضامن ہے (۱۲) جو یہودی یا نصرانی باعلان شراب نہ پیتا ہو اگر اسکی شراب کوئی چھین لیوے تو شراب کا ضامن ہے۔ **تیسری فصل**

ضمانت کے اسباب میں واضح ہو کہ ضمانت کے چونسٹھ سبب ہیں اڑتیس امر اجارہ اور عاریت اور غصب میں بیان ہوئے اور چھبیس امر جو باقی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے (۱) کسی کے مال کو ضائع کر دینا اور اگر غلام کسی کے مال کو ضائع کر دے تو غلام کی گردن پر دین ہوگا آزاد ہونے کے بعد ادا کرے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ آقا اسکی کمائی سے دے (۲) کسی چیز کے تلف ہونے کا مسبب ہونا مثلاً دوسری جگہ میں لوگوں کے گرنے کیواسطے کنواں کھودے یا ایسی چیزیں جنپر پاؤں رپٹے رستہ میں ڈالدے تو جو نقصان ہوگا اس کا یہ ضامن ہے (۳) اپنی ضرورت سے زیادہ اپنی زمین میں پانی بھرے کہ جس سے دوسروں کو ضرر پہنچے (۴) اپنی ملک میں بقدر حاجت پانی روکے لیکن جانتا ہے کہ دوسروں کو ضرر پہنچے گا (۵) اپنی کھیتی کو آگ لگا دینا جس حالت میں یہ جانتا تھا کہ دوسروں کے کھیتوں کا نقصان ہوگا (۶) مشک کا دہانہ کھولدے یا گھی تیل شہد وغیرہ جس برتن میں ہوں ان کا منہ کھولدے اور وہ چیزیں بہہ جائیں یا دھوپ سے پگھل کر زمین میں اترجائیں یا نجس ہوجائیں (۷) جس مکان میں قیدی ہو اس کا دروازہ کھولدے اور قیدی بھاگ جائے (۸) کسی چیز کو بیع فاسد کیوجہ یا کسی دوسرے فاسد معاملہ کے ذریعہ سے تصرف کرنا (۹) اپنے جانور کو چھوڑ دے اور وہ کسی کو نقصان پہنچائے (۱۰) جب دلال محافظت میں قصور کرے (۱۱) مرتہن گروی چیز کی نگہبانی نہ کرے (۱۲) باغبان اور مالی اور کاشتکار کھیت کی محافظت میں کوتاہی کریں (۱۳) ایک شریک دوسرے شریک کی اجازت سے زیادہ شرکت کے مال میں دست اندازی کرے یا نگہبانی میں کوتاہی کرے (۱۴) مضارب یعنی جان کر محنت کا شریک مال میں افراط یا تفریط کرے تو تلف ہونے پر ضامن ہے (۱۵) بے عذر شرعی وکیل اپنے موکل کو اس کا مال نہ دے پھر وہ تلف ہوجائے (۱۶) موکل کی اجازت سے زیادہ وکیل دست اندازی کرے (۱۷) پڑی چیز کا پانے والا اسکی حفاظت میں یا اسکی تملیک میں خطا اور تقصیر کرے یا کسی کے پتہ ونشان دینے پر حوالے کردے اور حاکم سے اجازت نہ لی ہو اور بعدہ گواہوں سے معلوم ہو کہ جو لے گیا ہے یہ مال اس کا نہ تھا (۱۸) نکاح کرانے میں جو شخص کسی کے ساتھ دھوکے بازی کرے وہ مہر کا ضامن ہے (۱۹) عورت کے قبضہ ہونے سے پہلے زر مہر اگر خاوند کے پاس سے تلف ہوجائے تو شوہر ضامن ہے کہ مطالبہ کے وقت سے تلف کیوقت تک جسدن قیمت اعلیٰ ہو اسکے موافق ادا کرے (۲۰) نافرمانبردار عورت کا شوہر اسکو اتنا مارے کہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں یا مرجائے تو ضامن ہے (۲۱) بڑی سوکن چھوٹی سوکن کو جو ابھی دودھ پیتی ہو اپنا دودھ پلا کر میاں کا نکاح بگاڑ دے (۲۲) جسوقت وہ چیز جس کو عورت خلع کی عوض میں دینی کرے تلف ہوجائے تو وہ اسکے عوض کی ضامن ہے (۲۳) جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے اس کو اس جانور کی قیمت اس کے مالک کو دینی ہوگی (۲۴) خونبہا انسان کا اور اسکے اعضا کی قیمت اور نقصان کا حرجانہ جن کا بیان اس کتاب کے آخر میں ہوگا۔ ملزم کے ذمہ لازم ہوگا (۲۵) جو شخص کسی حیوان حرام یا حلال کو مار ڈالے اگر اس کا مردہ بھی

قیمتی ہے تو زندہ اور مردہ میں جو فرق پڑے وہ دینا ہوگا اور اگر مردہ کی کچھہ قیمت نہ ہو تو زندہ کی قیمت کا ضامن ہے (۲۶) اگر کسی کا جانور دن کو یا رات کو کسی کی کھیتی وغیرہ کو نقصان پہنچائے اور جانور کے مالک کی غفلت ہو تو حرجہ کا ضامن ہے۔ **چوتھا مطلب** توابع کے بیان میں اور اس میں چند فصلیں ہیں

پہلی فصل مزارعت[1] یعنی کاشتکاری کے بیان میں اور اس کی شکل یہ ہے کہ زمین کو زراعت کرلے اور حاصل میں حصہ دار ہووے اور اسکی نو شرطیں ہیں (۱) ایجاب جیسے زراعتک یعنی میں نے تجھکو زمین جوتنے کو دی اس وعدے پر کہ پیداوار سے تجھکو فلاں حصہ ملے گا (۲) قبول یعنی جس لفظ سے رضامندی پائی جائے ایسا کوئی لفظ کہے (۳) دونوں بالغ اور عاقل ہوں کہ بچے اور سڑی کا معاملہ صحیح نہیں (۴) جائز التصرف ہوں کہ مفلس یا مست یا بیہوش یا دیوانہ یا سوتا ہوا یا غاصب ہو تو معاملہ صحیح نہیں (۵) زراعت کی مدت فصل یا سال یا مہینوں سے معین کرے (۶) اس زمین سے نفع حاصل ہونا ممکن ہو پس اگر کھیت کے سر پر نہر یا کنواں یا تالاب بند ہو تو کاشتکار کو اختیار ہے چاہے جوتے چاہے چھوڑ دے اسی طرح پر اگر فصل کے بیچ میں پانی قطع ہوجائے تو مزارع کو اختیار ہے پس اگر وہ چھوڑ دے تو آج تک کی مزدوری لے گا (۷) کاشتکار کا حاصل میں کوئی حصہ نہ ہو تو وہ اجیر کہلاتا ہے (۸) حصہ کی مقدار معین ہو یا یں معنی کہ نصف ہے یا چوتھائی وغیرہ پس اگر شرح نہ کھولیں تو صحیح نہیں ہے (۹) حاصل شاملات ہو کہ اگر اپنا اپنا حصہ علیحدہ ہو تو صحیح نہیں اور مکروہ ہے کہ مالک مزارع سے حصہ کے علاوہ کچھہ نقدی لے اور نقدی کے سوا اور چیز لے تو کراہت نہیں اور جب یہ شرطیں پوری ہوں تو مزارعت لازم ہوجائے گی کسی کو فسخ کا اختیار نہ ہوگا ہاں دونو رضامندی سے الگ ہوجائیں تو یہہ دوسری بات ہے اور دونوں میں کسی کے مرنے سے یہ معاملہ باطل نہیں ہوتا اور جب مزارعت کا معاملہ مطلق واقع ہو تو مزارع کو اختیار ہے جس قسم کی چیز چاہے بوئے اور اگر زمیندار کسی جنس کو معین کردے تو اس کے سوا دوسری جنس نہیں بو سکتا اور اس صورت میں اگر کاشتکار زمیندار کے خلاف کرے گا کہ جس میں زمیندار کو ضرر پہنچے تو زمیندار کو اختیار ہے کہ مزارعت کو توڑ دے یا باقی رکھے پس اگر فسخ کرے تو معمولی لگان پائے گا اور اگر معاملہ بنا رکھے تو گھاٹے کا مستحق ہوگا اور زمین کا خرچ اور سرکاری روپیہ مالک زمین کے ذمہ ہے۔ ہاں اگر مالک شرط کرلے کہ کسان دے تو یہ دوسری بات ہے اور اگر مالک زمین شرط کرے کہ میری زمین اور تیرا بیج اور بیل اور جوتنا بونا تو یہ شکل بھی جائز ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر معاملہ مطلق ہو یعنی کچھہ تفصیل نہ ہو تو بیج مزارع کو دینا پڑے گا اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ ایسی صورت

---

[1] واضح ہو کہ مزارعت کے لفظی معنی ملکر کھیتی کرنا ہے اور شرعاً اس لفظ سے یہ مراد ہے کہ کسی شخص کو اس شرط کے ساتھ زمین دیں کہ وہ محنت کی عوض میں پیداوار زمین سے کسی حصہ مخصوص کا کن یا بٹائی کی رو سے مستحق ہووے اور ہندوستان میں یہ معاہدہ کئی قسم پر ہوتا ہے اور کئی نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ معاملہ ایک قسم کی شرکت ہے مثل مضاربت کے فافہم۔ مترجم ۱۲

میں مزارعت باطل ہے اور اگر باہم یہ ٹھیر جائے کہ بیج دونوں کے ذمہ ہوگا تو بھی جائز ہے خواہ حصہ میں برابر کے شریک ہوں یا کم کے اور زیادہ کے اور خواہ بیج دونوں کے ذمہ برابر ہو یا زیادہ اور کم اور جس صورت میں مزرعت فاسد ہوجائے گی تو کھیتی اس کا مال شمار ہوگی جسکا بیج ہے اور اسکو زمین کا معمولی محصول دینا پڑے گا اور یہ بات جائز ہے کہ مالک کسان سے تخمینہ کی روسے یعنی کنکوت کے ذریعہ سے اپنا حصہ لے لے مگر کسان پر اس بات کا قبول کرنا واجب نہیں ہے پس اگر اس نے مان لیا تو اسکو وہ محصول اسوقت دینا آئے گا جس صورت میں ارضی اور سماوی آفات سے زراعت محفوظ رہے اور اگر کھیتی بالکل تباہ ہوجائے تو اسکے ذمہ کچھہ نہیں اسی طرح ایسی صورت میں مالک کو دینا نہ آئے گا اور اگر تخمینہ سے پیداوار کسی قدر بڑہ جائے تو وہ مقدار حلال و مباح ہے اور اگر باہم نزاع ہو کسان کا دعوے ہو کہ زمین مجکو عاریتاً دی تھی اور مالک دعوے کرے کہ جوتنے کو دی تھی مانگی نہیں دی۔ خواہ کچی کا دعوے کرے یا پکی کا تو مالک کا قول اصل ہے اور وہ مزارع کے قسم کے کھانے پر معمولی ضبطی کا مستحق ہوگا بشرطیکہ ضبطی کی مقدار معمولی اسکے دعوے سے زائد نہ ہو۔ لیکن اگر کہے کہ اس نے یہ زمین زبردستی جوت لی ہے تو اس صورت میں حلف کرنے کے بعد معمولی لگان اور زمین خراب ہوئی ہو تو اس کا نقصان لے گا اور کھیتی کو اجاڑ دینے کا مختار ہوگا۔ **دوسری فصل** مساقات کے بیان میں یعنی حصہ معین پر باغبانی اور رکھوالی[1] کرنا اور اس کی دس شرطیں ہیں اول ایجاب جیسے ساقیتک علی اشجاری جس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ میں نے تجھکو فلاں حصہ پر سینچائی کو یہ باغ دیا اور اصل مطلب یہ ہے کہ باغ کی آمدنی سے حصہ معینہ کے اوپر باغ کی غور و پرداخت کرنے کا معاہدہ کیا (۲) شرط قبول کرنا جس لفظ سے ہو (۳) یہ کہ دونو بالغ و عاقل ہوں (۴) بااختیار ہوں (۵) مدت معین ہو اور ایسی مدت ہو کہ جس میں بہار غالباً آجاتی ہو۔ پس اگر ایسی میعاد ڈالے کہ جس میں پھل حاصل نہ ہو تو اس میوہ سے باغبان کو اس صورت میں کچھہ نہ ملے گا اور اگر پھل پیدا ہوجائے لیکن اس میعاد میں توڑنے کے قابل نہ ہو تو اس صورت میں باغبان میوہ کا شریک ہے۔ اور آیا بہار ختم ہونے تک اس کو کام کرنا پڑے گا یا نہیں اقرب یہ ہے کہ اس پر جبر نہیں کرسکتے (۶) حصہ باغبان کا معین ہو کہ اگر معین نہ ہوگا تو صحیح نہیں اور اگر مالک حصہ کے علاوہ کچھہ نقدی بھی ٹھیرائے تو کچھہ کراہت ہے اور نقدی کے سوا کچھہ اور لینا ٹھیرے تو مکروہ نہیں ہے (۷) خدمت کے بدلے میوے میں حصہ ٹھیرائے پس اگر میوے کیساتھ اصل درختوں میں شریک قرار دیا جائے تو مساقات نہیں۔ (۸) یہ کہ درخت موجود ہوں پس اگر نہیں اور پودے ہوں یا یہ ٹھیرے کہ درخت لگائے اور شریک

---

[1] واضح ہو کہ رکھوالی ایک اجرت معین پر آدمی طلب کرنا باب الاجارہ کا مسئلہ ہے اور چونکہ جہالت اجرت کی صورت میں اجارہ صحیح نہیں لہذا جو معاملے بحکم شرع شریف صحیح ٹھیرے وہ مستثنیٰ ہوکر بالاستقلال مضاربت اور مزارعت اور مساقات اور جعالہ وغیرہ نام سے بیان کئے جاتے ہیں ۱۲ مترجم

رہے تو معاملہ صحیح نہیں (۹) کام کرنا پس اگر کچھ کام باقی نہ ہو مثلاً میوہ پک چکا ہو تو مساقات صحیح نہیں[1] (۱۰) جن درختوں پر رکھوالا اٹھائے تو وہ درخت میوے کے ہوں پس منہدی اور توت وغیرہ میں جن کی پتی کام آتی ہے اختلاف ہے[2] بعض مجتہد جائز جانتے ہیں اور جب یہ سب شرطیں پوری ہو جائیں تو مساقات لازم ہو جائے گی کسی شخص کو اس معاملہ سے پھرنا جائز نہ ہوگا البتہ دونوں رضامندی سے معاملہ کو فسخ کردیں تو خیر اور جب مساقات کے وقت کچھ تفصیل نہ کی جائے تو جس کام پر میوے کی درستی موقوف ہو وہ سب باغبان کے ذمے ہوں گے اور باقی خرچ مالک کے ذمہ اور جو چیز خاص باہم ٹھہر جائے اس کا ذکر نہیں اور جو مزدور اپنی مزدوری کے لئے باغبان لگائے گا ان کا خرچ باغبان کے ذمہ ہے اور جس وقت میوہ نمودار ہو جائے باغبان اپنے حصہ کا اسی وقت سے مالک ہے اور مساقات کسی وجہ سے باطل ٹھہرے تو مالک کو لازم ہے کہ باغبان کی محنت او راجرت دیدے اور جب باغبان کام کرنے سے انکار کرے یا بھاگ جائے اور کوئی اس کے بدلے بخوشی کام کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس صورت میں اگر حاکم کسی کو باغبان کے مال سے یا بیت المال سے کچھ دے کر اس کا نائب مقرر کرے تو مالک کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ایسا نہ بن پڑے تو مالک کو اختیار ہے اور باغبان امین ہے اگر وہ کسی چیز کے تلف کا دعوے کرے یا خیانت کا منکر ہو یا تقصیر کا انکار کرے تو اسکا قول صحیح شمار ہوگا اور مالک کو اختیار ہے کہ کوئی امین اپنی طرف سے نگہبان مقرر کرے مگر اس کی مزدوری اور تنخواہ مالک کو دینی پڑے گی اور اگر دوسرا آدمی مقرر کرنے پر بھی باغبان کی نگہبانی نہ ہو سکے تو آیا اسکو مالک نکال سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جائز ہے۔ تیسری فصل شرکت[3] کے بیان میں واضح ہو کہ شرکت کے چار سبب ہیں (۱) میراث (۲) خرید کے ذریعہ سے (۳) دو ہمجنس چیزوں کے مل جانے کی وجہ سے کہ جدا نہ ہو سکیں خواہ آپ ملا یا ہو یا خواہ کسی سبب سے مل جائیں (۴) چند شخصوں کا ملکر ایک چیز کو جمع کرنا اور شرکت کی صورتیں بھی چار ہیں (۱) شرکت مالی (۲) شرکت اعمالی یعنی ملکر ایک چیز پیدا کریں (۳) شرکت مفاوضہ یعنی دو شخص باہم یہ ٹھہرالیں کہ جو کچھ کمائیں وہ بھی دونوں کا اور جو ڈنڈ یا چھٹ پڑے اس میں بھی شریک رہیں (۴) شرکت وجوہ یعنی دو مفلس آدمی کچھ مال

---

[1] اور بوجہ جہالت اجرت رکھوال یعنی لغوی بھی ہے درست نہیں [2] اسی طرح گلاب وغیرہ میں جن کے پھول کام آتے ہیں اختلاف ہے۔ [3] بعض محققین نے لکھا ہے کہ شرکت وجوہ کی چند تفسیریں ہیں مشہور تفسیر یہ ہے کہ دو ناداری آدمی جنکا بازار میں اعتبار ہو باہم یہ ٹھہرالیں کہ اپنے اپنے اعتبار پر کچھ مال بازار سے خرید کر لا دیں اور اس سے جو نفع حاصل ہو اسمیں دونو شریک رہیں اور بقولے رودار ادھار خرید کر لائے اور گمنام کے حوالے کرے اور نفع میں دونو ساجھی ہوں بقولے اسکی صورت یہ ہے کہ مفلس ساکھ والا اور مالدار گمنام دونو شریک ہوں گمنام کا مال اور رودار کی محنت او صاحب مال کے قبضہ میں رہے اور نفع میں شرکت اور بقولے اس کی شکل یہ ہے کہ باوقعت آدمی بے وقعت کے مال کو فروخت کرے اور نفع میں شریک رہیں ۱۲ مترجم

ادھار خریدیں اور نفع اور نقصان میں شریک رہیں یا مفلس آدمی مالدار کے اسباب کو فائدے سے فروخت کرے کہ نفع میں شریک رہے ان چاروں صورتوں میں شرکت مالی کے سوا کل شرکت کی قسمیں ہمارے مذہب میں غیر معتبر ہیں اور شرکت کی دس شرطیں ہیں (۱) یہ کہ دو نو بالغ اور عاقل ہوں (۲) با اختیار ہوں (۳) ایجاب یعنی اشتراکنا وغیرہ لفظوں سے بیان کریں کہ ہم شریک ہوئے (۴) قبول یعنی ایسا لفظ بولے جس سے رضامندی معلوم ہو (۵) مال (۶) مال کی جنس اور مقدار کا معین ہونا کہ لاعلمی میں صحیح نہیں اور دونوں کا مال ایک جنس کا ہو کہ جسمیں ملانیکے بعد تمیز نہ ہو (۷) مال موجود ہو کہ اگر دوسری جگہ ہو یا کسی کے ذمہ دین ہو تو صحیح نہیں (۸) اپنے مال کی مقدار کے موافق رسدی منافع میں شریک ہوں اور بعض مجتہد فرماتے ہیں کہ اگر کمی زیادتی پر معاملہ ٹھیرے تو جائز ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر زیادتی اس شخص کے واسطے ٹھیرے جو جان سے محنت کرے تو صحیح ہے (۹) شرکت کی میعاد قرار نہ دیں اس لئے کہ یہ عقود جائز میں سے ہے ہر وقت تقسیم کرنیکا اختیار حاصل ہے (۱۰) یہ ہے کہ ایک دوسرے کو خرید و فروخت کا اختیار دے کہ شاملات کے مال میں کوئی شخص بغیر دوسرے کی اجازت کے دست اندازی نہیں کر سکتا اور اجازت پر بھی شریک کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا ورنہ ضامن ہوگا اور تین جگہ ساجھا ٹوٹ جاتا ہے ایک تو شریک کی درخواست پر دوسرے شریک کے دیوانہ ہو جانیسے تیسرے انتقال کرنیسے اور ہر ایک شریک دوسرے شریک کے مال کا امانت دار ہے پس اگر بغیر کسی تقصیر کے تلف ہو جائے تو شریک ذمہ دار نہیں اور تلف ہونیکے بارے میں اسکا قول صحیح شمار ہوگا اگر ڈوبنے کا دعوے کرے یا اور کسی ظاہری سبب کا حوالہ دے اور اسی طرح اگر شریک خیانت اور تقصیر کا انکار کرے تو اسکا قول قبول نہ ہوگا اسی طرح جس مال کو شریک اپنی ذات خاص کیلئے خریدنا یا دوکان کیلئے لینا بیان کرے اسمیں اسکا قول مسموع ہے غرض جو کچھہ اپنی نیت ظاہر کرے اسی پر عمل ہوگا۔ چوتھی فصل مضاربت کے بیان میں اور اس کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص اپنا مال دوسرے کو تجارت کرنے کیلئے ایک حصہ معین پر حوالہ کرے اور اسکی پندرہ شرطیں ہیں (۱) ایجاب یعنی ایسی عبارت بولنا جس سے مضاربت کرنا پایا جائے (۲) قبول یعنی جو لفظ رضامندی پر دلیل ہو (۳) دونوں بالغ و عاقل ہوں (۴) با اختیار ہوں (۵) مال دینے والا اس مال کا مالک ہو یا کارندہ یا ولی ہو (۶) کچھہ مال دینا (۷) نقد روپیہ دے اگر اسباب دیگا تو مضاربت صحیح نہیں (۸) سرمایہ کی مقدار معلوم ہو اور آیا دیکھہ لینا کافی ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے (۹) سرمایہ روپیہ یا اشرفی چاندی سونے کی سریاں یا پتے یا کھوٹا روپیہ جس کا چلن چھوٹ گیا ہو دینا صحیح نہیں اسی طرح زر قرضہ پر مضاربت کرنا صحیح نہیں (۱۰) سرمایہ عامل کے ہاتھ میں رہے پس اگر مالک شرط کرے کہ روپیہ میرے پاس رہیگا تو مضاربت صحیح نہیں اور اگر دونوں کے قبضہ میں رہے تو صحت میں بھی اختلاف ہے (۱۱) روپیہ سے کچھہ کام کرنا اس لئے کہ حصہ منافع میں سے کام کے عوض دیا جاتا ہے اور کام سے وہ کام مراد ہے جس کو مالک کیا کرتا ہے جیسے اسباب کا پھیلانا، تہ کرنا، خریدنا، بیچنا، رکھنا اٹھانا، صندوق میں رکھنا، نکالنا اور جو ان کی مثل ہیں (۱۲) وہ کام جس پر معاہدہ ٹھیرے بیوپار

مضاربت کا بیان

ہولیں تجارت کے سوا دوسرے کام پر مضاربت صحیح نہیں (۱۳) نفع عامل اور مالک سے مخصوص ہو پس اگر یہ کہے کہ کچھہ فائدہ فلاں کو دیجیو تو صحیح نہیں ہاں اگر مالک اپنے غلام کے واسطے کچھہ دینا ٹھیرا لے تو صحیح ہے (۱۴) نفع میں دونوں شریک ہوں پس اگر مالک سے یا عامل سے نفع مخصوص ہو تو مضاربت صحیح نہیں (۱۵) حصہ کی مقدار معلوم ہو کہ مثلاً نصف ہے یا تہائی یا چوتھائی اور اگر یہ کہے کہ نفع سے سو روپیہ تجھے دونگا تو یہ مقرر کرنا صحیح نہیں اور عقد مضاربت جائز عقد ہے یعنی اختیاری معاملہ ہے جب تک کہ چاہیں رکھیں اور جب چاہیں توڑ دیں چاہے اسمیں کل مال کے دام ہو گئے ہیں یا کچھہ سودا باقی ہو پس اگر اسباب موجود ہو اور فائدہ ظاہر ہو تو عامل کو بیچنے کا اختیار ہے اور اگر مالک حارج ہو تو حاکم زبردستی بکوائے گا - اور مضاربت دونوں میں سے ایک کے مرنے سے یا دیوانہ ہونے سے فسخ ہو جاتی ہے اور جو شرط صحیح شرعی مالک قائم کر لے نافذ ہے مثلاً یہ ٹھیرا لے کہ مال کو لے کر باہر نہ جائے یا فلاں شخص سے مال خریدا کرے لیکن اگر یہ شرط کرے کہ عامل تلف اور گھاٹے کا ذمہ دار ہو تو صحیح نہیں یا کسی میعاد کی شرط کرے تو وہ بھی معتبر نہیں اور عامل کا خرچ خوراک باہر کا اصل مال سے نکلے گا اور عامل وکیل شمار ہو گا تمام کاروبار اس کے جن میں نفع کی امید اور مالک کی رضامندی معلوم ہو صحیح شمار ہوں گے بشرطیکہ گھاٹے سے اور نرخ بازار سے کمی پر فروخت نہ کرے اور جب نفع ظاہر ہو گا تو بیکار اپنے حصہ کا مالک ہو جائے گا اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ نقد دام ہونے پر مالک ہو گا اور بیکار امین ہے اسکا قول مایہ کی مقدار میں اور تلف اور تقصیر اور نقصان اور نفع کی مقدار میں مقبول ہے اور مالک کا قول ذیل کی باتوں میں مقبول ہو گا - مال واپس دیا یا نہیں اس میں تکرار ہو یا ادھار بیچنے کی اجازت تھی یا نہیں اور بیکاری کا حصہ کیا ٹھیرایا تھا

پانچویں فصل وکالت کے بیان میں اور اس میں چند موقف ہیں پہلا وکالت کی شرائط ہیں اور وہ دس ہیں (۱) ایجاب یعنی وہ لفظ جس سے نائب و مختار کرنا پایا جاتا ہے (۲) قبول اور اس کی دو قسمیں ہیں قولی اور فعلی، قولی یعنی ایسا لفظ کہنا کہ جس سے رضامندی معلوم ہو مثلاً قبلت کہنا اور فعلی قبول یہ کہ ایجاب کے بعد اس کام کو کرنے لگے اور ایجاب کے بعد قبول کا فوراً ہونا شرط نہیں ہے پس غائب کو وکیل کر سکتے ہیں (۳) دونوں بالغ و عاقل و با اختیار ہوں کہ بچہ اور دیوانہ اور سفیہہ کا وکیل ہونا اور وکیل کرنا صحیح نہیں ہے لیکن ولی ان کی طرف سے وکیل کر سکتا ہے اور جس کسی کو زبردستی وکیل کرنے پر مجبور کریں اور جو نشہ اور نیند میں ہوں ان کا وکیل کرنا صحیح نہیں اور مفلس مال کی بابت وکیل نہیں کر سکتا - لیکن ان معاملات میں جو مال سے متعلق نہیں جیسے طلاق خلع ان میں وکیل کر سکتا ہے اور جس چیز میں آقا کی اجازت شرط ہے اس میں غلام کسی کو وکیل نہیں کر سکتا لیکن طلاق وغیرہ جہاں وہ خود مختار ہے وہاں وکیل کر سکتا ہے اور غلام مکاتب بھی وکیل کرنے کا مختار ہے (۴) شرط یہ ہے کہ نکاح اور بیع اور شکار میں وکالت ہو تو وکیل احرام سے نہ ہو ورنہ اسکی وکالت صحیح نہ ہو گی (۵) جو شخص

اعتکاف میں بیٹھا ہو وہ خرید وفروخت کا وکیل نہیں ہو سکتا (۲) وکالت کسی شرط متوقع پر معلق نہ ہو کہ اگر کسی شرط متوقع پر موقوف ہوگی جیسے مسافر کا آنا اور آفتاب کا نکلنا تو صحیح نہ ہوگی۔ لیکن اگر یہ شرط کرے کہ بعد اتنے عرصہ کے تصرف کرنا تو جائز ہے (۷) جس امر میں وکیل کرتا ہے وہ چیز اس کے قبضہ اور اختیار میں ہو پس پرائے مال کے بیچنے کو وکیل کرنا یا جس مال کو خریدے گا اس کی بابت یا جس عورت سے نکاح کریگا اسکی طلاق دینے کو ابھی سے وکیل کرنا صحیح نہیں (۸) جس چیز کی بابت کسی کو وکیل کرتا ہے وہ ایسی چیز ہو کہ مسلمان اس کا مالک ہو سکتا ہو۔ پس اگر شراب کی خرید وفروخت کے لئے مسلمان کسی کو وکیل کرے تو صحیح نہیں (۹) وہ چیز وکالت کے قابل ہو کہ اگر نیابت کے قابل نہ ہوگی تو صحیح نہ ہوگی پس زندگی میں اپنی نماز کے لئے کسی کو نائب کرے تو صحیح نہیں (۱۰) کام معین ہو اگر غیر معین ہو مثلاً غلام خریدنے کو وکیل کرے اور یہ نہ بیان کرے کہ کیسا غلام ہو تو صحیح نہیں پس جب یہ شرطیں متحقق ہو چکیں تو وکالت صحیح ہوگی اور وکالت اختیاری معاملہ ہے اور بارہ مقام پر فسخ ہو جاتا ہے جب موکل وکیل کو موقوف کرے تو وقت اطلاع سے وکیل کی وکالت نافذ نہ ہوگی البتہ اگر راہن نے مرتہن کو رہن کی فروخت کا میعاد کے گذرنے پر مختار کیا ہو تو یہ وکالت موکل کے باطل کرنے سے باطل نہیں ہوتی (۲) وکیل وکالت کا منکر ہو جائے (۳) وکیل اور موکل کے انتقال کرنے سے (۴) دیوانہ ہونے سے گو جنون کا دورہ ہوتا ہو (۵) بیہوش ہو جانے سے (۶) جس نے مالیات میں کسی کو وکیل کیا ہو وہ شخص قرض یا سفاہت کی وجہ سے اپنے مال سے بے اختیار کیا جائے تو وکیل کی وکالت بھی بیکار ہو جائے گی البتہ غیر مالیات میں باقی رہے گی یعنی طلاق وغیرہ میں (۷) موکل غلام ہو جائے یعنی کافر حربی نے کسی کو وکیل کیا ہو اور بعد اسکے مسلمان اسکو گرفتار کرکے بردہ بنالیں تو اس صورت میں وہ وکالت باقی نہ رہے گی (۸) جس صورت میں موکل اس کام کو اصالتاً خود کرے (۹) وکیل خائن ہو جائے (۱۰) جس غلام کو آقا نے وکیل کیا تھا وہ مفرور ہو جائے (۱۱) جس غلام کی فروخت کا وکیل کیا تھا وہ تلف ہو جائے (۱۲) موکل ایسا فعل کرے جو وکالت کے منافی ہو مثلاً جس غلام کے فروخت کرنے کو مختار کیا تھا اسکو آزاد کر دے اور وکیل پر لازم ہے کہ جس بات کا موکل نے اختیار دیا ہو اسی پر اکتفا کرے اگر اس سے تجاوز کیا اور شے تلف ہو جائے تو ضامن ہے اور جب بلا تشریح کسی چیز کے بیع کرنے کو وکیل کیا ہو تو اس کا مقتضا یہ ہے کہ جو قیمت اٹھے اسپر فروخت کر دے بشرطیکہ اس قیمت سے زیادہ دینے والا کوئی نہ ہو اور آیا اس صورت میں بغیر دام لئے مال کو وکیل خریدار کے حوالہ کر سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جائز نہیں اور جو شخص خرید وفروخت کا وکیل ہو وہ اُس چیز کو بیچ سکتا ہے اسی طرح پر جسکو دوسرا شخص ایک عورت تلاش کرنے کو وکیل کرے وہ وکیل اپنی بیٹی کا اس سے نکاح نہیں کر سکتا[۱] اسی طرح پر بلا اجازت موکل کے وکیل کو وکیل کرنے کا اختیار نہیں

[۱] واضح ہو کہ معاملات مذکورہ بشرط اطلاع موکل کے باطل نہیں ۱۲

البتہ اگر وکیل ذی عزت آدمی ہو یا وہ کام حمایت طلب ہو یا مالک کی اجازت ہو تو وکالت در وکالت جائز ہے اور اگر موکل نے وکیل کے لئے کسی خاص شخص کو وکیل معین کر دیا تو دوسرا وکیل موکل کا وکیل ہے۔ وکیل اول کے انتقال یا معزول ہونے سے اس کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔ لیکن اگر وکیل نے باختیار خود کسی کو وکیل کیا ہو اور مالک کی اجازت ہو تو یہ وکیل وکیل اول کی وفات یا برطرفی سے بیکار ہو جائیگا وکیل امین ہے اگر کوئی چیز بے تعدی اور تقصیر کے اس سے تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں اگرچہ کچھ محنتانہ ٹھیرا ہو اور تقصیر اور تعدی کے ساتھ وکالت باطل نہیں ہوتی اور اگر وکیل بیان کرے کہ مجھکو موقوفی کی خبر نہیں پہنچی یا امین نے تفریط نہیں کی یا موکل کے حکم کے خلاف نہیں کیا یا دعوے کرے کہ مال تلف ہو گیا تو ان سب صورتوں میں اس کا قول قابل قبول ہے۔ دوسرا موقف ان چیزوں کے بیان میں جن میں نیابت صحیح نہیں اور وہ اٹھارہ چیزیں ہیں (۱) وضو اور غسل اور تیمم البتہ جب خود قادر نہ ہو تو دوسرے شخص سے کرا سکتا ہے (۲) نماز طواف کے سوا زندگی کی حالت میں کل واجب نمازوں میں نیابت نہیں ہو سکتی (۳) تاجیات واجب روزہ میں (۴) اعتکاف واجب میں (۵) حج واجب میں اور اگر کوئی مالدار کہ جانے سے عاجز ہو تو وہ نائب بھیج سکتا ہے (۶) قسم کھانا منت کرنا ان میں بھی نیابت نہیں ہو سکتی (۷) غصب کرنا کہ اس میں بھی نیابت نہیں ہو سکتی آٹھویں میراث کہ کوئی شخص دوسرے کے عوض وارث نہیں بن سکتا (۹) شب خوابی بی بی کے پاس جانا (۱۰) ظہار میں یعنی کوئی کسی کے عوض اسکی بی بی کو ماں کہے تو ظہار نہیں ہو سکتا (۱۱) ایلا یعنی بی بی کے پاس جانیکی قسم کھانا (۱۲) میاں بی بی کا لعان کرنا جسکا بیان ہوگا (۱۳) رضاع کہ جب ایک عورت دودھ پلانے کے لئے نوکر رکھی جائے تو دوسری عورت اسکی عوض دودھ نہیں پلا سکتی (۱۴) عدت پوری کرنے میں (۱۵) قسامہ[۱] میں (۱۶) جنایت میں (۱۷) پڑی چیز کا اٹھانا اور ایندھن گھانس کا جمع کرنا (۱۸) گواہی دینا البتہ شہادت علی الشہادت کہ اس صورت میں حاکم اسکی جانب سے نائب کر سکتا ہے۔ تیسرا موقف ان چیزوں کے بیان میں جن میں نیابت ہو سکتی ہے اور وہ اڑتیس کام ہیں (۱) زکواۃ وخمس کا نکالنا اور خیرات کی تقسیم (۲) خرید وفروخت میں نائب ہوا گرچہ منیب احرام باندھے (۳) قیمت کا وصول کرنا (۴) رہن کرنا اور رہن رکھنا (۵) صلح (۶) حوالہ (۷) ضمانت (۸) شرکت (۹) مضاربت (۱۰) مزارعت (۱۱) مساقات (۱۲) وکالت (۱۳) عاریت (۱۴) امانت (۱۵) شفع (۱۶) اجارہ (۱۷) ابراء اور دعوے (۱۸) نکاح محرم کے نکاح کے سوا کہ جو کوئی شخص احرام باندھے ہو اسکی طرف سے نکاح کی وکالت صحیح نہیں (۱۹) مہر کاٹے کرنا (۲۰) خلع (۲۱) طلاق کے رجوع میں (۲۲) طلاق دینے میں (۲۳) جعالہ (۲۴) ہبہ اور وقف (۲۵) قصاص (۲۶) خونبہا وصول کرنے میں (۲۷) ترکہ اور وصیت وغیرہ حقوق پر دخل لینا (۲۸) جزیہ کا باندھنا اور وصول کرنا (۲۹) جب تک فرض عینی نہ ہو تو جہاد میں نیابت ہو سکتی ہے (۳۰) قربانی کے ذبح کرنے میں (۳۱) دربار کا کرنا۔

[۱] قسم کھانا اور وہ جماعت جس کو قسم کا منصب ہے ۱۲ [۲] مقتول کے وارثوں کا ۱۲

(۳۲) حدود وکالت کا ثابت کرنا (۳۳) تیر اندازی اور گھوڑ دوڑ میں (۳۴) غلام کو آزاد کرنے میں اور مکاتب اور مدبر بنانے میں (۳۵) مرافعہ اور مالش (۳۶) دعوے کرنے میں (۳۷) دعوے کا ثبوت پیش کرنا (۳۸) جو طواف نسا یا رمی کو بھول جائے وہ کسی کو اپنا نائب کرے۔ چوتھا موقف وکالت کے اقسام میں اور وہ تین ہیں (۱) حرام جیسے کوئی ذمی کسی مسلمان یا ذمی کیطرف سے وکیل ہو کر مسلمان پر دعوے کرے یا کسی مسلمان کی طرف سے شراب سور وغیرہ حرام چیز کو فروخت کرنا اگرچہ وکیل نصرانی ہو (۲) مکروہ جیسے کوئی مسلمان کسی ذمی کا وکیل ہو کر مسلمان پر دعوے کرے اور بعض مجتہد اسکو بھی حرام جانتے ہیں (۳) جائز اور وہ سات قسم ہیں (۱) حاضر کی جانب سے طلاق کا وکیل ہونا اور بعض اسکو باطل جانتے ہیں (۲) حاکم کی اجازت سے سفیہ کا وکیل ہونا (۳) نکاح اور طلاق کے واسطے عورت کسی کی طرف سے وکیل ہو (۴) فاسق اپنے بیٹا بیٹی کی جانب سے نکاح میں وکیل ہو (۵) غلام آقا کی جانب سے کسی کا وکیل بنے (۶) کافر کی وکالت (۷) مفلس کا وکیل ہونا اور سنت ہے کہ وکیل معاملہ داں واقف کار ہو اور جس زبان میں گفتگو کرنی پڑے اسکو جانتا ہو اور جب موکل اپنی شے طلب کرے تو وکیل پر واجب ہے کہ تسلیم کرے بشرطیکہ تسلیم کرنا ممکن ہو اور اگر اسوقت نہ دے اور پھر وہ شے تلف ہو گئی تو دیندار ٹھیرے گا اور اگر گواہ کرنے کی غرض سے تاخیر کرے تو مضائقہ نہیں کہ دیتے وقت گواہ کرنا واجب ہے بے گواہوں کے دینا صحیح نہیں لیکن اگر امانت رکھنے میں وکیل ہو تو گواہوں کی ضرورت نہیں اور وکیل کو موکل کا مال بے اطلاع کے خود خرید لینا یا اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دینا حرام ہے اور مالدار اور ذی عزت آدمی کو سنت ہے کہ اصالتاً دعوے رجوع نہ کرے اور وکیل کی معرفت رجوع کرے اور وکالت کا ثبوت دو چیز سے ہوتا ہے یا تو موکل خود حاکم کے سامنے اقرار کرے یا دو گواہ عادل گواہی دیں اور جب وکیل کو اپنی برطرفی کا علم ہو جائے اگرچہ ایک عادل کے بیان سے علم حاصل ہو تو آپ کو معزول جانے چنانچہ ہشام بن سالم کی روایت میں وارد ہوا ہے۔ **چھٹی فصل** گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی کے بیان میں اور اسکی سترہ شرطیں ہیں (۱) ایجاب اور قبول کرنے والے بالغ عاقل فعل مختار ہوں اور بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ سابقہ ایک قسم کا جعالہ ہے اسمیں قبول کی ضرورت نہیں (۲) جس جانور پر مسابقہ کریں وہ گھوڑا اور اونٹ اور خچر اور گدھا اور ہاتھی ہیں ان کے سوا اور جانوروں پر ہار جیت نہیں اور آیا کبوتر اور شاطر اور کشتی کرنا اور کشتی چلانا اور مگدر اور نال اٹھانا اگر بغیر شرط کریں تو جائز ہے یا نہیں مسئلہ اختلافی ہے بعض عالم کشتی کرنے کو جب کچھ شرط نہ لگائیں جائز ٹھیراتے ہیں (۳) جو چیز جیتنے پر دینی ٹھیرے اسکی مقدار معلوم ہونی چاہیئے دکھلا دیں یا بیان کر دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسوقت نہ دیں پھر دینا ٹھیرے خواہ کوئی وعدہ کریں یا بلا میعاد ہو اور وہ شے ان دونوں شخصوں کا مال ہو جن میں شرط ٹھیری ہے یا ایک جانب سے یا کسی غیر کی جانب سے یا سرکاری خزانے سے ہو (۴) دونوں گھوڑے اور تیر وغیرہ جسمیں ہار جیت ٹھیرے ان کا مشاہدہ ہو کر معین ہو جانا چاہیئے باقی سوار اور تیر اندازوں کا معین ہونا

لازم نہیں (۵) دونو جانور برابر ہوں ایک ضعیف ایک قوی نہ ہو دونو پر جیتنے کا احتمال ہو سکے ایسے ہوں (۶) دونوں ایک جنس کے ہوں پس گھوڑے کے ساتھ خچر کی بازی لگانا صحیح نہیں لیکن دونو کا ایک قسم ہونا ضرور نہیں عربی کے ساتھ یابو کو بھگا سکتے ہیں (۷) دونو ایک ساتھ دوڑیں آگے پیچھے روانہ ہوں گے تو صحیح نہیں۔ لیکن اگر آگے پیچھے کھڑے ہوں اور اپنے اپنے مقام سے ساتھ دوڑیں تو ہو سکتا ہے (۸) شرط کا مستحق وہ سوار ہے جو دونوں شرط لگانے والوں میں سے آگے نکل جائے یا محلل کہ جوان کے ساتھ دوڑ پڑے انکے سوا دوسرے کو دینا صحیح نہیں (۹) یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کتنے عدد تیر پھینکے جائیں گے اور محاطہ اور مبادرت میں اختلاف ہے (۱۰) یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کتنے تیر نشانہ پر لگنے شرط ہیں مثلاً یہ کہیں کہ جو شخص کہ بیس تیر میں پانچ تیر نشانہ پر لگائے وہ شخص بازی جیت لے گا (۱۱) تیر لگانیکی کیفیت معلوم ہونی چاہیئے کہ آیا تیر نشانہ سے پار ہونا شرط ہے یا نشانہ پر لگنا یا نشانہ کے آگے جا پڑنا بھی کافی ہے یا نشانہ تک پہنچ جائے۔ کسی طرح پر ہو اور اگر مطلق ہوگا تو شق اخیر مراد لی جائے گی (۱۲) دونو تیر انداز کا رگیری وغیرہ سب باتوں میں مساوی ہوں اور عدد میں برابر تیر پھینکیں (۱۳) مشاہدے کے ذریعہ سے نشانہ یا چاندماری کی مقدار سے واقف ہوں کیونکہ نشانہ اکثر مختلف ہوتا ہے (۱۴) اندازہ کی مقدار معین ہو ورنہ صحیح نہیں (۱۵) نشانہ پر لگانے سے بازی لیجانا ٹھیرے دور پھینکنے کی بازی بڑھنا نہ ہو پس اگر یہ کہیں کہ جس کا تیر زیادہ دور جائے جیت اسکے نام ہے تو صحیح نہیں (۱۶) میدان کی ابتدا اور انتہا مقرر ہو جائے اگر مجہول رہے گی تو صحیح نہیں (۱۷) نشانہ پر تیر پہنچنا ممکن ہو پس اگر ممکن نہ ہو مثلاً پانچ سو ہاتھ کے فاصلے سے تیر لگائیں صحیح نہیں۔

ساتویں فصل تیر اندازی کی ہار جیت کی قسموں میں اور وہ تین ہیں (۱) مبادرت اور وہ یہ ہے کہ کل بیس تیر پھینکنے ٹھیریں اور اسمیں یہ قرار پائے کہ جو شخص برابر پانچ تیر لگائے تو وہ سابق اور وہی شرط کا مستحق ہے پس ایک ان میں سے اول کے دس تیروں میں سے پانچ تیر لگائے اور دوسرا چار تیر تو پہلا سابق ہے اور پورا کرنا اس صورت میں لازم نہیں (۲) محاطہ یعنی جس میں برابر رہیں اسکو شمار سے گراتے جائیں مثلاً یہ قرار پائے کہ جو شخص منجملہ بیس تیر کے پانچ نشانہ پر پہنچاوے وہ بازی لے جائیگا پس دونو کے پانچ پانچ تیر نشانہ پر پہنچ جائیں تو اس صورت میں تیر لگاتے رہیں گے جبتک بیسوں تیر پورے ہوں (۳) مفاضلہ یعنی یہ کہیں کہ منجملہ بیس کے جس کے تیر زیادہ نشانہ پر پڑیں بازی اس کے ہاتھ ہے ایک یا دو یا تین اور تیر اندازی تیر انداز کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے اور آیا گھوڑ دوڑ سوار کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے یا اس کا وارث دوڑائے گا اس میں اختلاف ہے۔

آٹھویں فصل جعالہ کے بیان میں اس سے مراد ہے کہ کوئی شخص کسی جانور یا آدمی وغیرہ کسی چیز کے لانے پر یا کسی کام کے کرنے پر کسی شے کے دینے کا اقرار کرے کہ جو ایسا کرے گا میں اسکو یہ دونگا اس کی پانچ شرطیں ہیں (۱) ایجاب یعنی ایسے لفظ بولے جس سے معاملہ مذکور سمجھا جائے (۲) قبول لیکن جعالہ میں لفظی قبول شرط نہیں فعلی قبول یعنی اس کام

کے کرنے پر مستعد ہونا کافی ہے (۳) اشتہار دینے والا بالغ وعاقل خود مختار ہو (۴) جو کرنے کھڑا ہوا اس سے وہ کام بن پڑنا ممکن ہو (۵) وہ کام ایسا ہو کہ جس کے لئے اجارہ کرنا یعنی مزدور لگانا درست ہو اور عمل اور انعام کو معین کرنا شرط نہیں پس اگر یہ کہدے کہ جو شخص میرے غلام کو جو بھاگ گیا ہے پکڑ لائے آدھے کا مالک ہے یا میں اسکو کچھ دونگا تو جائز ہے لیکن اگر اجرت کو معین کر دے تو اسکی مقدار کو ظاہر کرنا ضروری ہے پس اگر مشرح نہ ہو تو معمولی مزدوری دینی پڑے گی اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ شہر کے شہر سے پکڑ لائے تو ایک مثقال سونا دینا پڑے گا دوسرے شہر سے لاوے تو چار مثقال اور سند اس قول کی ایک حدیث ضعیف ہے اور مشہور اور صحیح یہ ہے کہ معمولی اجرت ملے گی اور جب لاکر اس چیز کو سونپ دے گا اسی وقت اجرت کا مستحق ہو جائیگا۔ اور اگر مالک کے دروازے پر پہنچا وے اور وہ بھاگ جاوے تو اجرت کا مستحق نہیں اور اگر تسلیم کرنے سے پہلے مرجائے تو بعض کے نزدیک پھر بھی اجرت کا مستحق ہے اور اگر کوئی شخص بے مالک کے اعلان اور اشتہار کے اسکی چیز لا دیوے تو اجرت کا مستحق نہیں اور مالک تک اسکا پہنچا دینا اسپر لازم ہوگا اور اگر اعلان دینے پر دو شخص ملکر لائیں تو اس انعام کے وہ دونو مستحق ہیں لیکن اگر مالک کچھ تفصیل کر دیوے تو اسکے موافق ملے گا اور اگر انعام کی مقدار میں یا جنس میں جھگڑا پڑجائے تو دونو قسم کھائیں بعد اس کے معمولی اجرت اور مقدار دعوے میں جو چیز کم ہوگی وہ ثابت ہوگی اگر مالک کا بیان اجرت معمولی سے زیادہ مقدار کا ہو تو وہی مقدار ملے گی اور اگر اصل جعالہ میں اختلاف ہو تو مالک کا قول مقدم ہے

نویں فصل لقطہ کے بیان میں یعنی ایسی پڑی ہوئی چیز کا اٹھانا کہ اگر نہ اٹھائیں تو وہ ضائع ہو جائے اور اس کی تین قسم ہیں (۱) لقیط جس کو منبوذ اور ملقوط بھی کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ بچہ ہے کہ جس کا کوئی والی وارث اور نگہبان نہ ہو کہ اگر اسکا کوئی ایسا رشتہ دار یا مربی ہو کہ جس پر حاکم اس کی خوراک کی بابت دباؤ ڈال سکے جیسے باپ دادا اور آقا تو اسپر پرورش کا دباؤ ڈالا جائیگا اور اٹھانا لقیط کا واجب کفائی ہے جبکہ اس کے تلف ہونے کا خوف ہو اور بعض مجتہد سنت جانتے ہیں اور اگر ایک بچہ کی بابت کئی شخصوں میں تکرار ہو تو جس نے پہلے اٹھایا ہے وہ مستحق ہے اور اگر ایک دفعہ سب پہنچے تو شہر کا باشندہ گاؤں والے سے اولے ہے اور گاؤں والا جنگلی سے مقدم اور مالدار ناداری سے اولی ہے اور ثابت العدالت مجہول الحال سے مقدم ہے اور اگر کل اٹھانے والے ایک ہی قسم کے ہوں تو جس کے نام پر قرعہ نکلے وہ بچہ اسکو ملے گا اور اٹھانیوالے میں تین شرطیں ہونی چاہییں (۱) بالغ وعاقل (۲) آزاد ہو کہ غلام بدون آقا کی اجازت کے اٹھا نہیں سکتا ہاں اگر غلام کے سوا اور شخص وہاں نہ ہو اور بچہ کے تلف ہونے کا خیال ہو تو اس صورت میں غلام پر واجب ہے کہ اسکو اٹھا لیوے (۳) مسلمان ہو جس حال میں کہ لقیط مسلمان زادہ ہو یعنی دار السلام میں ملے یا دار الحرب میں ملے اور وہاں مسلمان رہتے ہوں اور بعض مجتہدوں کے نزدیک مسلمان ہونا شرط نہیں کہ مقصود

بیان لقطہ

بچہ کی حفاظت ہے اور وہ کافر سے بھی حاصل ہے اور بعض کے نزدیک عدالت شرط ہے اور خرچ اس بچہ
کا اگر مالدار ہے تو اسکے مال سے ہوگا اور محتاج ہو تو حاکم وقت دے گا اور اگر حاکم نہیں تو مسلمانوں پر
اس کا خرچ خوراک واجب ہے اور اگر مسلمان نہ ہوں یا نہ دیں تو جس نے اٹھایا ہے وہ اپنے پاس سے
خرچ کریگا اور اسکو اختیار ہے کہ قرض کے طور پر اس کا خرچ اٹھائے اور بعض کے نزدیک اس بچہ سے
نہیں لے سکتا اور بعض عالم کہتے ہیں کہ اگر بچہ غلام ہے اور خرچ کرنے والے کو ضرورت ہو تو حاکم کی اجازت
سے اسکو فروخت کر سکتا ہے اور اگر غیر سے مدد مل سکے اور اٹھانیوالا اپنے پاس سے اٹھائے تو اس صورت
میں خرچ کو وصول نہیں کر سکتا اور اٹھانیوالا بچہ کے مال سے بے حکم حاکم اپنا خرچ نہیں لے سکتا ہے۔
لیکن اگر محتاج ہو تو حرج نہیں اور خرچ معمولی کی مقدار کی بابت میں اٹھانے والے کا قول معتبر ہے۔
اسی طرح اصل خرچ کرنے اور نہ کرنیکے باب میں اور تقصیر ہونے اور نہ ہونے میں اسی کا قول مسموع ہے
اور اگر بچہ تلف ہو جائے اور اٹھانے والے نے محافظت میں کوتاہی نہ کی ہو تو وہ ضامن نہیں اور اگر کوئی
دعوے کرے کہ یہ بچہ میرا ہے اور اپنے دعوے کو ثابت کر دے تو وہ بچہ اسکا کہلائے گا اور اگر جوان ہو کر
وہ بچہ انکار کرے تو اسکا اعتبار نہیں اور اسکا عاقلہ امام ہوگا جب کوئی اور وارث حتی کہ ضامن جریرہ
بھی نہ ہو پس قتل خطا میں امام کو دیت دینی پڑے گی اور وہ آزاد شمار ہوگا کہ اگر کوئی اسکی غلامی کا مدعی نہ
ہو کیونکہ اصلاً ہر شخص آزاد شمار ہوتا ہے اور اگر کوئی غلام اسکو مار ڈالے تو وہ غلام اس کے عوض میں
قتل ہوگا اور اگر کوئی آزاد اسکو مار ڈالے تو اس خیال سے کہ شاید وہ بچہ غلام ہو تو اس آزاد کو قتل نہیں
کر سکتے اور اگر کوئی اسکو زخمی کرے تو جوان ہونے کے بعد اسکو اختیار ہے کہ زخم کی عوض زخم لگائے یا
دیت لے دوسری قسم حیوان ہے جسکو ضالہ کہتے ہیں یعنی وہ حیوان جو یوں ہی پھرتا ہو کسی کے قبضہ میں نہ ہو
اور اسکو پکڑ کر حفاظت نہ کریں تو ضائع ہو جائے پس ایسے حیوان کا پکڑنا مکروہ ہے احادیث سے جو ممانعت
پائی جاتی ہے اسکا مطلب یہی ہے کہ اٹھانیوالا ملکیت کے قصد سے نہ اٹھاوے کہ اس قصد سے پکڑنا حرام
ہے اور شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے مبسوط میں لکھا ہے کہ حیوان کا پکڑنا حاکم سے مخصوص ہے اور جو حیوان
جنگل میں ہو اور اس حالت پر ہو کہ اگر اسکی خبر نہ لیں تو تلف ہو جائے اسپر قبضہ کرنا سنت ہے اور آبادی
میں ہو تو حرام ہے اور ذمہ دار ہے اور خرچ خوراک کا دعویدار نہیں ہو سکتا البتہ بھیڑ کو پکڑ سکتے ہیں
اور اختیار ہے اماناً اپنے پاس رکھے اور حاکم کے حوالے کرے اور اس صورت میں تلف ہو جائے تو
ضامن نہیں اور اگر کوئی بھیڑ ایسے میدان میں ملے جہاں پانی نہ ملے تو اسکو ذبح کر کے کھا لینا حلال ہے البتہ
اگر مالک کو معلوم ہو جائے تو قیمت دینی پڑے گی اور گائے بیل اور اونٹ اگر تندرست ہو یا ایسی جگہ ہو کہ
اسکو گھاس اور پانی مل سکے تو ان کو نہیں پکڑ سکتے اگر پکڑیں گے تو ذمہ دار ہونگے اور جبتک مالک یا حاکم
کو سپرد نہ کرے بری نہیں ہو سکتا اور اگر چھوڑ دے گا تب بھی بری الذمہ نہیں اور گدھے کو جنگل میں جہاں

پانی نہ ہو اگر پائیں تو پکڑ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کو پانی کی برداشت نہیں اور بعض عالم اسکے پکڑنے کو بھی منع کرتے ہیں اور سگ شکاری اور سگ گلہ اور جو کتا محافظ باغ اور زراعت ہو ان کو پکڑ سکتے ہیں اور ایک سال بھر پکارنے کے بعد انسے کام لینا درست ہے اور اگر مالک ان کا آجائے تو قیمت متعارف دینی آئیگی اور اگر کوئی بچہ یا کوئی مجنون کسی جانور کو پکڑ لائے تو ولی سال بھر تک ندا کرنے کے بعد اگر بچہ کا فائدہ دیکھے تو رہنے دے اور قیمت کا دین دار ہے اور خوراک لاوارث جانور کی اگر بادشاہ نہ ہو تو پکڑنے والے کے ذمہ ہے اور مالک کے آنے پر اس سے وصول کیے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اس جانور کی حفاظت لانیوالے کے ذمہ ہے اور حفاظت خوراک بغیر ہو نہیں سکتی تو خوراک بھی واجب ٹھیری پس مالک سے دعوے نہیں کر سکتا۔ تیسری قسم بے جان چیز جسکو لقطہ کہتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ کھوئی چیز کو جو کوئی اٹھاوے مالک کو دینے کی غرض سے اٹھا رکھے اور اٹھانا پڑی چیز کا مکروہ ہے اگرچہ آدمی اپنے آپ کو معتمد جانتا ہو ہاں اگر خیال ہو کہ یہ شئے تلف ہو جائے گی تو اس صورت میں اٹھانا مکروہ نہیں اور اگر اپنے اوپر اعتبار نہ ہو تو اٹھانا حرام ہے اور حرم مکہ میں جو چیز پڑی ہو اس کے اٹھانے والے میں عدالت شرط ہے فاسق کو اٹھانا حرام ہے اور عادل کو اختیار ہے اپنے پاس رکھے یا حاکم کے سپرد کر دے اور اگر فاسق اٹھا لے تو حاکم اس سے لے گا یا کسی دوسرے کو اس کا شریک حال کریگا ایک برس تک یا بعد اس کے وہ فاسق اگر تملک کا قصد کرے تو حاکم اس سے لے لیگا اور ایک سال کے بعد بغیر ضمانت لئے اسکو دیدیگا اور حرم مکہ کے سوا دوسری جگہ جو سونا چاندی جواہرات پڑے پائیں اور آبادی میں نہ ہوں اور اسلام کا سکہ بھی ان پر نہ ہو یعنی کلمہ یا بادشاہ اسلام کا نام اسپر نہ لکھا ہو تو اس شخص کا حق ہے جس نے اسکو اٹھایا اور اگر اسلام کی علامت اس میں پائی جائے یا آبادی میں ہو اور اس کا مالک معلوم نہ ہو مشہور قول یہ ہے کہ اگر ایک درہم سے زیادہ ہے تو ایک سال تک اعلان کرنا واجب ہے بعد اسکے اگر تصرف کرنا چاہے تو کرے اور اگر اس کا مالک آگیا تو اسکو دینی پڑے گی اور جو چیز مسلمانوں کی بستیوں میں کسی شخص کے گھر یا زمین میں ملے تو مالک زمین کو خبر کرے اگر وہ بیان کرے کہ میرا مال ہے تو اسکو دیدے اور گواہ اور قسم دینے کی ضرورت نہیں اور اگر کہے کہ میرا مال نہیں تو اگر اسلام کی علامت اسپر نہیں ہے تو اس شخص کا ہے جس کو وہ ملا اور اگر اسلام کا اثر اسپر ہے تو لقطہ کے احکام اسپر جاری ہوں گے اور یہاں تک جو احکام بیان ہوئے یہ بلاد اسلام کے احکام تھے بلاد کفر یعنی کافروں کی بستیوں کا یہ حکم ہے کہ جو چیز کسی کو ملے آبادی میں خواہ ویرانہ میں سونا ہو خواہ چاندی اسلام کی نشانی اس پر ہو خواہ نہ ہو وہ پانے والے کا حق ہے اور جو چیز سونا یا چاندی یا جواہرات جانور کے پیٹ میں سے نکلے وہ مالک جانور کا مال ہے اور اگر اس نے اس کو کسی سے خریدا ہے تو اسکو اطلاع کرے اور اگر وہ کہے کہ میرا مال نہیں تو جس نے پایا ہے اسی کا حق ہے اگر اسلام کا نشان اسپر نہ ہو اور اگر ہو تو ایک سال تعریف واجب ہو گی لیکن

جو چیز حرم مکہ کے باہر ملے بدون ایک سال تعریف کرنے کے اسکے مالک نہیں ہو سکتے اگرچہ ایک درہم
کم ہو اور بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ اگر حرم مکہ میں بھی بے سکہ کے درہم ملیں تو بدون تعریف کے پانیوالے کا مال ہے
اور اگر غلام کسی جانور یا مال کو پاوے اور ایک سال تعریف کے بعد تلف کر دے تو اسکی ذات سے ضمانت
متعلق ہوگی آزاد ہونے کے بعد دیگا تتمہ لقطہ کے چار حکم ہیں ایک واجب اور وہ تعریف ہے یعنی جس نے اٹھایا
ہے اور خود اسکا نوکر چاکر اسکو اطلاع دے اسطرح پر کہ اول روز تمام روز پھر ہر روز ایک دو مرتبہ پھر ہفتہ میں ایک
مرتبہ پھر ہر مہینے میں ایک مرتبہ اسی طرح سال بھر تک ایسے مقامات پر جہاں آدمی جمع ہوتے ہوں یعنی
بازاروں میں اور مسجدوں کے دروازوں پر اور اسی قسم کے دوسرے موقعوں پر صبح اور شام کو عید کے دن
اور جمعہ کے دن اور قافلہ کے شہر میں آنے کے وقت پکارا کرے اور پکارنے میں اسکی جنس سے مطلع کرے
کہ سونا ہے یا چاندی اور اگر پردیس میں ملے تو تعریف کرنیکے بعد اپنے شہر میں لیجا سکتا ہے اور بقیہ سال کی
تعریف کو وہاں پورا کرے اور اگر جنگل میں ملے تو اختیار ہے جس جگہ چاہے بیان کرے اور جو چیز باقی رہے
اسکی قیمت لگا کر اپنے پاس رکھے یا دوسروں کے ہاتھ بیچ دے اور اسکی قیمت کو رکھ چھوڑے باقی کسی بات
کا ذمہ دار نہیں اور اگر اس مال میں کچھ افزائش ہو جائے خواہ منفصل ہو جیسے انڈے بچے اور خواہ متصل جیسے
فربہی تیاری تو سال بھر کے اندر اصل مالک کا حق ہے اور ایک سال بھر کے بعد ملتقط یعنی پانے والے کا
اگر وہ چاہے تو حق ہوگا (۲) حکم ضمانت ہے یعنی ملکیت کا قصد کرے یا حفاظت میں غفلت ہو اور بدون اسکے
ضامن نہیں امین ہے (۳) حکم مالک ہونا اور وہ سال بھر تعریف کرنے کے بعد تملک کے قصد کرنے پر حاصل ہوتا ہے
(۴) اصل مالک کو واپس دینا اور وہ واجب ہے جس صورت میں دو گواہ عادل گواہی دیں اور ایک گواہ سے
ثابت نہیں ہو سکتا اور پتہ اور نشان دینا بھی کافی نہیں اگرچہ اسکی راست گوئی کا گمان ہو اس صورت میں
دینا جائز ہے اور اگر نہ دے تو حاکم اسپر جبر نہیں کر سکتا اور اگر پتہ دینے پر دیدیا اور پھر گواہوں نے بیان کیا
کہ اس کا مال نہ تھا تو مالک اصل کو چھین سکتا ہے اور اگر اصل شے تلف ہو جائے تو دونوں میں سے جس پر
چاہے دعوے کرے اور اگر دینے والے پر دعوے کیا تو وہ لینے والے پر دعوے کریگا بشرطیکہ اس نے
دیتے وقت اسکی ملکیت کا اقرار نہ کیا ہو ورنہ اسپر دعوے نہیں کر سکتا اور اگر دو نوا اسپر گواہ پیش کریں اور
یہ پہلے کو دے چکا ہے اور دو شہادتیں برابر درجہ کی ہوں تو قرعہ ڈال کر جس کے نام پر نکلے اس کو دینگے
پس اگر دوسرے کا نام نکلے تو پہلے سے لے لیں گے اور اگر تلف ہو گئی ہو تو اگر دینے والے نے حاکم
کے حکم سے دی تھی تو وہ بری الذمہ ہے اور اگر خود دیدے تو ذمہ دار ہے۔ تکملہ التقاط یعنی پڑی چیز
کے اٹھانے کی پانچ قسمیں ہیں پہلی قسم واجب وہ ایسے بچہ کا اٹھانا ہے کہ اگر نہ اٹھائیں تو تلف
ہو جائے اور بعض مجتہد اس کو سنت جانتے ہیں (۲) قسم حرام اور وہ اس صورت میں ہے کہ اٹھانے
والا جانتا ہے کہ مجھ سے خیانت واقع ہو جائے گی یا اٹھانے والا فاسق ہو اور لقطہ حرام شے ہو (۳)

قسم سنت ہے اور وہ ایسے مال کا اٹھانا ہے کہ نہ اٹھائیں تو ضائع ہو جائے (۴) قسم مکروہ اور اسکی چند قسمیں ہیں (۱) مطلق اٹھانا دوسرے فاسق کا اٹھانا حرم مکہ کے باہر تیسرے مال اور حیوان کا اٹھانا۔ چوتھے ایسی چیز کا اٹھانا جس کی قیمت کم ہو اور منفعت زیادہ جیسے لاٹھی، کھونٹا، جوتا، کھڑاؤں، لوٹا، چابک وغیرہ اور بعض مجتہد نعلین اور آفتابہ اور تازیانہ کے اٹھانے کو حرام جانتے ہیں (۵) جو چیز ایک درہم سے مالیت میں کم ہو اور حرم میں پڑی ہو اسکا اٹھانا۔ (۶) قسم اور وہ ایک درہم سے کم مالیت کی چیز حرم کے باھر اٹھا لینا اور وہ حکم جو اٹھانے پر واجب ہیں اول حفاظت دوسرے گواہ کر لینا بچہ کے اٹھا لینے میں اور جو چیز سنت ہے وہ بھی دو ہیں (۱) گواہ کرنا مال اور حیوان کے اٹھاتے وقت (۲) گواہ کو اس چیز کے اوصاف سے مطلع کرنا تاکہ گواہی کا فائدہ حاصل ہو اور جو کام اسپر مکروہ ہے وہ مسجد میں پکارنا ہے اور صاحب مال پر جو چیز واجب ہے وہ یہ ہے کہ جب پانیوالے نے جو کچھ پایا تھا دے دیا تو یہ لے لیوے اور اگر پانیوالے نے ملکیت کا قصد کرکے اس میں تصرف کیا اور اس وجہ سے وہ چیز خراب ہوگئی اور وہ گھاٹے سمیت پیش کرے تو اسکو قبول کرنا واجب ہے۔ دسویں فصل احیائے اموات میں یعنی افتادہ زمینوں کا مزرعہ اور مراد اس سے وہ زمین ہے کہ کوئی اسپر قابض نہ ہو بیکار پڑی ہو اس وجہ سے کہ وہاں پانی نہیں رہا یا پانی میں ڈوب گئیں اور اس قسم کی زمین مال امام ہے پس اگر کوئی مسلمان ان افتادہ زمینوں کو مزروعہ بنالے وہ شخص سات شرطوں سے اس زمین کا مالک ہوگا (۱) اذن امام اور غیبت کے زمانہ میں جو شخص انکو درست کر لے وہ دوسروں سے اولے ہے جب تک عمارت یعنی جوتا رہ باقی ہو (۲) وہ زمین کسی مسلمان کا یا ایسے شخص کا جس سے امام نے صلح کی ہے مال نہ ہو پس اگر بنجر کسی کی ملک ہے تو بے مالک کے اذن کے اسکا جوتنا صحیح نہیں اور اگر مالک مفقود ہو اور کوئی شخص اسکو جوت لے تو مالک کے پیدا ہونے تک دوسروں سے وہ اولی ہے اور اگر پھر افتادہ ہو جائے اور کوئی دوسرا شخص اسکو اٹھا لیوے تو یہ دوسرا اور وں کی بہ نسبت اولی ہے (۳) افتادہ زمین کا اٹھانے جوتنے والا مسلمان ہو اگر ذمی امام کی اجازت سے اٹھا لیوے تو اس میں اختلاف ہے (۴) جو شخص افتادہ زمین کے اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہو اسکو چاہیئے کہ کوئی ایسا کام کرے کہ جسے عرف اور دستور کے موافق کہنے میں آئے کہ فلانے نے فلان زمین کو احیا کیا یعنی اٹھا لیا پس باڑھ لگا دینا یا اینٹ پتھر سے صاف کرنا یا ڈول باندھنا کافی نہیں کہ ان سے ملکیت پیدا نہیں ہوتی بلکہ استحقاق اور اولویت نکلتی ہے اور اگر وہ زمین اس سے دوسرے پر منتقل ہو جائے وہ دوسرا اس سے اولی ہو جائے گا اور ایسی زمین کا بیچ کرنا صحیح نہیں اور بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ باڑ کرنا وغیرہ جن چیزوں کا بیان ہوا ان سب سے ملکیت پیدا ہو جاتی ہے (۵) افتادہ زمین جائے عبادت نہ ہو جیسے عرفات اور مشعر اور منیٰ کی زمین (۶) اس زمین کو رسول اللہ نے کسی خاص مصلحت کیلئے بنجر نہ رکھ چھوڑا ہو جیسے نقیع[1] کی زمین کو کہ مہاجرین کا نخلستان تھا

افتادہ زمین کا استعمال زراعت

[1] نقیع بوزن بقیع ایک مقام مدینہ کے قریب ۱۲منہ

زکواۃ اور جزیہ کے جانوروں کی چرائی کیلئے حضرت نے اسکو افتادہ کر رکھا تھا اور یہی حکم ان زمینوں کا ہے جن کو حضرت نے کسی مخصوص جماعت سے مقاطعہ کر دیا ہو جیسے زمین عقیق کو کسی معاوضہ پر بلال ابن حارث کے ساتھ آپ نے قطع کیا تھا اور خلافت عمر تک کسی نے دست اندازی نہیں کی عمر نے اس جاگیر کو ضبط کیا (۷) وہ زمین کسی عمارت کا حریم یعنی متعلقات سے نہ ہو اسو جہ سے کہ ہر چیز زمین مباح میں ایک حریم رکھتی ہے یعنی کچھ زمین اسکے متعلق کہلاتی ہے اور حریم کی کئی قسمیں ہیں (۱) مکان کا حریم اور اس سے مراد اسقدر زمین ہے جس میں اسکا کوڑا ڈالا جاتا ہے اور برف کے ملک میں برف پھینکا جاتا ہے اور آب چک اور راستہ، (۲) دیوار کا حریم اور اس سے مراد اسقدر زمین ہے جس میں منہدم ہونے کی حالت میں اس زمین کی مٹی گرتی ہے (۳) شہر کا حریم اور اس سے مراد حوالی یعنی شہر کا گوئرہ ہے جہاں پر اس بستی والے جمع ہوتے ہیں یا گھوڑے دوڑاتے ہیں اور کھات یا کوڑا ڈالتے ہیں اور اس بستی کے جانور چرتے ہیں (۴) نہر کا حریم وہ اس قدر جگہ کا نام ہے جہاں تک ریگ صفائی کے وقت اس نہر کا ریت ڈالا جائے اور دونوں طرف کی پٹڑیاں جس پر راہ چلیں (۵) اس کنوئیں کا حریم جسپر اونٹوں کو پانی پلاتے ہوں اسکی پیمائش چالیس چالیس ہاتھ تک ہے پس دوسرا شخص اپنے اونٹوں کے لئے چالیس ہاتھ کے اندر دوسرا کنواں نہیں کھود سکتا اور بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسالت پناہ صلعم نے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں کنوئیں کا حریم پچاس ہاتھ تھا اور اسلام میں پچیس ہاتھ ہے (۶) زراعت کے کنوئیں کا حریم جسپر اونٹوں سے پانی کھینچتے ہیں اور اسکی مقدار ساٹھ ہاتھ ہے (۷) چشمہ کا حریم جس کو ہندی میں پال کہتے ہیں اور وہ نرم زمین میں ہزار ہاتھ اور پکی زمین پانچ سو ہاتھ تک ہے پس ایک تال کی پال میں کوئی اور شخص دوسرا تال نہیں بنو اسکتا اور بعض احادیث میں قنات یعنی اس نہری کی حریم جسکو کنوؤں سے ولایت میں نکالتے ہیں اسی قدر وارد ہے (۸) راہ کی حریم اور وہ افتادہ زمین میں سڑک کے دو طرفہ سات ہاتھ ہے اور یہ تمام حریم افتادہ زمین میں ہوتے ہیں آباد زمین میں حریم نہیں۔

گیارہویں فصل

ان چیزوں کے بیان میں جن میں تمام مسلمان شریک ہیں اور وہ پانچ قسم کی چیزیں ہیں (۱) راستے اور فائدہ ان کا چلنا ہے اور بیٹھنا ہے اس صورت میں کہ راہگیروں کا حرج نہ ہو اور اگر خرید و فروخت کے لئے بیٹھے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر راہ وسیع ہے اور آنے جانے والوں کا حرج نہیں ہوتا تو بیٹھنا جائز ہوگا ورنہ درست نہیں اور جب وہاں سے اٹھے اور اس کا اسباب وہاں موجود ہو تو دوسرا شخص وہاں نہیں بیٹھ سکتا۔ لیکن اگر اس نے اپنا سامان اٹھا لیا اور پھر اسی جگہ پر آکر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو تو آیا اس کا حق باقی رہے گا یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جب اٹھ گیا تو کوئی حق اس کا باقی نہیں رہا اور اگر کوئی شخص راہ میں نصلہ بنانا چاہے تو درست نہیں اور اگر بوریہ وغیرہ سے راستہ میں سایہ کرے تو اگر راہ گیروں کا ضرر نہیں تو جائز ہے اور اگر دو آدمی ایک ساتھ ایک جگہ میں بیٹھنا چاہیں تو

اقرب یہ ہے کہ قرعہ ڈالیں جس کے نام پر قرعہ نکل آوے وہ مقدم ہے اور راستہ کے دو طرفہ جگہ میں جو
افتادہ زمین کے حکم میں ہے اگر کوئی کچھ بنانا چاہے تو بشرطیکہ راہ گیروں کو اذیت نہ پہنچے اختیار رکھتا ہے
لیکن کوچہ خاص میں بدون اجازت کوچہ والوں کے کچھ ایجاد نہیں ہو سکتا دوسری قسم مسجدیں ہیں اور
فائدہ ان کا معلوم ہے پس جو شخص کسی جگہ میں اپنا قبضہ کر لے وہ دوسروں سے اولی ہے اور جب وہ اٹھ گیا
اگرچہ وضو کرنے گیا ہو اور دوسرا وہاں آبیٹھا تو دوسرا مستحق ہے ہاں اگر پہلے نمازی کی کوئی شے رکھی ہو تو
اسکا حق باقی ہے تیسری قسم وقف عام جیسے سرائے اور مدرسہ اور فائدہ ان کا طلبہ کا رہنا اور مسافروں کا
اترنا ہے پس جو شخص ایک حجرے میں فروکش ہو جائے اگر وہاں کے ٹھیرنے کی لیاقت رکھتا ہو تو جبتک وہ
اس حجرے میں ہے دوسروں سے اولی ہے اسکا نکالنا جائز نہیں گو زیادہ عرصہ تک قیام کرے بشرطیکہ
واقف نے کوئی میعاد قیام کی مقرر نہ کی ہو ورنہ بعد انقضائے مدت معلوم کے اسکو اٹھا سکتے ہیں اسی طرح
پر جب واقف نے تحصیل علم کی قید لگائی ہو اور یہ شخص تحصیل علم میں مشغول نہ ہو اس کو وہاں سے نکال
سکتے ہیں اور طالب علم اور مسافر کو اختیار ہے کہ تا بقائے استحقاق دوسرے کو اس حجرے میں شریک
نہ کرے اور جب چھوڑ کر چلا گیا تو پھر اس کا حق اس حجرے سے جاتا رہا اور اسکا اسباب موجود ہو تو حق رہیگا
یا نہیں اس میں اختلاف ہے چوتھی قسم معدن و کان ہے اور اس کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ کان ہیں جو
ظاہر ہوں اور ان میں کچھ حرج نہیں ہوتا جیسے نمک اور روغن نفط یعنی مٹی کا تیل اور قیر اور مومیائی اور
سرمہ اور یاقوت کی کانیں کہ ان میں تمام مسلمان شریک ہیں اور بعضے مجتہدان کو امام سے مخصوص جانتے
ہیں اور اگر کوئی شخص ان میں سے کسی قدر اٹھا لے تو اسکو روک نہیں سکتے جب تک اسکی حاجت پوری
نہ ہو دوسرا انہیں لے سکتا اور اگر چند آدمی دفعتاً جا پہنچیں اور سب کو کافی نہ ہو قرعہ ڈالیں اور یہ بھی احتمال
ہے کہ حصہ رسد بانٹ لیں اور یہ بھی خیال ہے کہ ضرورت والا اوروں سے مقدم ہو اور اگر نمک کی کان کی
برابر افتادہ زمین میں گڑھا کھود کر جھیل کا پانی اس گڑھے میں لے آویں اور وہ نمک بن جائے تو وہ نمک
انہیں کا حق ہے جنہوں نے یہ تدبیر کی ہے باقی آدمی اس میں شریک نہیں۔ دوسری قسم اندرونی کانیں جو خرچ
اور تدبیر سے برآمد کی جاتی ہیں جیسے سونا اور چاندی اور لوہے اور تانبے اور رانگ اور بلور اور فیروزے کی
کانیں یہ بھی تمام مسلمانوں کا حق ہے اور بعض مجتہدان کو بھی حق امام جانتے ہیں پس اگر نمایاں ہوں اور
کوئی شخص ان کا احیا کرے تو وہ مالک شمار ہوگا اور اگر ظاہر نہ ہو تو جس شخص نے ان کو پیدا کیا ہے
احیا کرنے سے وہ مالک ہو جائے گا اگر اسکی ملک میں ہے یا زمین افتادہ میں ہو اور اگر معدن ایسی زمین میں نکلے
جسکو بائع نے احیا کیا تھا تو خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ احیا کرنے والے سے متعلق ہے اور اسکی ملک ہے لیکن اگر
احیا سے پہلے نمایاں ہو تو اسکی ملک نہیں اور اگر کنواں کھودا جائے اور اسکے اندر کان نکلے تو وہ بھی بالاشتراک
سب مسلمانوں کا حق ہے پانچویں قسم پانی اور اسکی چھ قسم ہیں (۱) قسم وہ پانی ہے جو کسی برتن یا حوض یا تالاب

ہیں ہو وہ اس شخص کا مال ہے جسکا وہ برتن یا حوض ہو اگر اس سے زمین مباح میں جسکا بیان دسویں فصل میں گذرا بنایا ہوا ور اس پانی کی خرید و فروخت جائز ہے (۲) قسم کنوئیں کا پانی جو اپنی زمین میں یا زمین مباح میں ہو کھودا ہو کہ اس صورت میں کنوئیں والا اس پانی کا مالک ہے بغیر اس کی رضامندی کے کوئی تصرف نہیں کرسکتا اور اس کا بیچنا تول کر یا پیمانہ سے اسکو جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور کل کنوئیں کا پانی فروخت کرنا جائز نہیں اس لئے کہ تسلیم اسکی دشوار ہے اور پرانے کنوئیں کو جو بند ہوگیا ہو جو شخص صاف کرے وہی مالک ہے اور اگر کوئی شخص زمین مباح میں رفع ضرورت کے واسطے کنواں بنائے اور ملکیت کا قصد نہ رکھتا ہو تو جبتک وہ شخص وہاں موجود ہے دوسروں سے اولے ہے اور جب وہ چھوڑ کر چلا جائے تو جو شخص سب سے پہلے اس چھیرے پر قابض ہوجائے وہ اولی ہے اور یہ کنواں کسی سے مخصوص نہیں ہوگا اور کوئی شخص اپنی زمین میں کنواں کھودے تو اپنے ہمسایہ کو کنواں کھودنے سے منع نہیں کرسکتا اگرچہ وہ ان کے کنوئیں سے زیادہ گہرا کھودے اور اگرچہ اسکے کنوئیں کا پانی اس کے کنوئیں سے مل جائے تیسری قسم اگر تالاب اور سوت کا پانی اور مینہ کا اور کاریز کا پانی جو زمین مباح میں ہوں کہ وہ بھی سب مسلمانوں کا حق ہے کسی خاص سے مخصوص نہیں۔ ہاں جسقدر پانی کوئی شخص بھر لے جائے وہ اس کا مال ہے (۴) بڑی ندیوں کا پانی جیسے فرات اور دجلہ کہ اس میں بھی مسلمانوں کی شرکت ہے (۵) چھوٹے چھوٹے نالوں کا پانی جو کسی کی ملک نہ ہوں اسمیں بھی سب حقدار ہیں اور اگر اسکا پانی گھٹ جائے اور سب کو وفا نہ کرے تو پہلے اسکو دیں گے جو موہنڈے کے نزدیک ہو پس اگر کھیتی کو دینا چاہے تو جس میں نعل کا تسمہ ڈوب جائے اسقدر پانی اسکو دیں گے اور اگر باغ کو پانی دے تو ٹخنوں تک اور کھجوروں کے لئے پنڈلی تک پانی دیا جائے گا بعد اس کے آگے چلتا کریں گے اس جماعت کیلئے جو ان سے نیچے ہیں اور مقدار مذکور کی بھرائی سے پہلے آگے کو چلتا کرنا اوپر والوں پر واجب نہیں اگرچہ نیچے والوں کو کچھ نہ پہنچے پس اگر اوپر والوں سے کچھ نہ بچے تو باقی لوگوں کا کچھ حق نہیں (۶) نہر کا پانی جو ندی سے یا کسی جھیل سے یا کسی دوسرے مباح پانی سے کاٹ کر لائے ہوں تو وہ کھودنے والوں کا مال ہے اور جس جس نے اس نہر کے کھودنے میں کام کیا ہو وہ سب اپنے خرچ اور محنت کی مقدار کے موافق شریک ہوں گے اور اگر سب کو پانی کفایت نہ کرے تو حصہ رسد تقسیم کرلیں۔

گیارہواں باب

نکاح اور متعہ اور تحلیل اور ملک یمین کے بیان میں اور اسمیں ایک مقدمہ اور تین مطلب اور ایک خاتمہ ہے

مقدمہ نکاح کی فضیلت اور اسکے اقسام کے بیان میں واضح ہو کہ نکاح کی فضیلت کے باب میں بہت

سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں چونکہ ان کل کے ذکر کی اس مختصر سی کتاب میں گنجائش نہیں لہذا ہم تین حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں از انجملہ ائمہ معصومین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسلام کے بعد مسلمان کے حق میں اس صالحہ بی بی سے بہتر کوئی فائدہ کی چیز نہیں جو کہ شوہر کو دیکھ کر خوشحال ہو اور اس کے پیچھے اس کی عزت و مال کا خیال رکھے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ دو رکعت نماز عیال دار کی عذب یعنی مجرد کی ستر رکعت نماز سے افضل ہے۔ تیسری حدیث یہ ہے کہ جو لوگ رنڈوے مریں وہ تمام مردوں میں بدتر ہیں اور باعتبار آدمی کی حالت کے مرد ہو خواہ عورت نکاح پانچ قسم پر ہے اول واجب یعنی جسوقت انسان کو رغبت ہو اور مجرد رہنے سے بدفعلی کا ڈر ہو دوسرے سنت ہے اس حالت میں کہ زنا کا خوف نہ ہو اور مرد نان نفقہ اور مہر پر قادر ہو۔ تیسرے حرام اس کی مثال یہ ہے کہ آزاد شخص کے گھر میں چار آزاد عورتیں یا دو لونڈیاں منکوحہ ہوں یا غلام چار کنیز یا دو آزاد عورتیں رکھتا ہو اور ان سے زیادہ عقد میں لانا چاہتا ہے یا مسلمان عورت کافر سے اور شیعہ سنی سے نکاح کرے یا شوہر دار عورت دوسرا عقد کرے۔ چوتھے مکروہ اور یہ اسوقت کہ نفس راغب نہیں اور مرد روٹی کپڑا دینے سے بھی عاجز ہو لیکن اکثر مجتہد ایسی حالت میں بھی عقد کو مکروہ نہیں جانتے۔ پانچویں مباح وہ ان چاروں صورتوں کے ماسوا ہر صورت ہے اور منکوحہ کے لحاظ سے بھی نکاح کی پانچ قسم ہیں اول یہ ہے کہ اس عورت سے نکاح کرنا واجب ہو اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آزاد عورت یا کنیز ایسی ہو کہ اگر اس سے عقد نہ کریں تو خوف زنا ہو (۲) وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا سنت ہے یہ رشتہ دار عورتیں ہیں کہ صلہ رحم کی نظر سے ان سے عقد کرنا مسنون ہے (۳) وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے وہ ایسی عورتیں ہیں جو رضاع یعنی دودھ یا کسی سبب سے حرام ہوں جیسے یہود و نصاریٰ کے سوا سب کافر عورتیں اسی طرح کل عورتوں سے نکاح کرنا جن میں یقیناً اپنی ماں یا بہن وغیرہ ایسی عورت جس سے نکاح حرام ہے ملی ہوئی ہے لیکن یہ اسکو پہچان نہیں سکتا تو وہ کل عورتیں اسپر حرام ہوں گی (۴) وہ عورتیں جن سے عقد مکروہ ہے وہ سفیہہ یعنی بے عقل عورتیں اور عقیم یعنی بانجھ عورتیں جن سے اولاد ہونے کی امید نہ ہو اسی طرح وہ عورت جس کی ماں کی شرمگاہ کو دوسری نظر سے دیکھا (۵) وہ عورتیں ہیں جن سے عقد مباح ہے اور وہ چاروں اقسام مذکورہ بالا کے ماعدا ہر قسم کی عورتیں ہیں اور خود نکاح کی شرع میں تین قسمیں ہیں (۱) وہ نکاح جس میں ایک دوسرے کا وارث ہوتا ہے اسکو نکاح دائمی کہتے ہیں (۲) وہ ہے جس میں میراث نہیں ہوتی اسکو نکاح متعہ کہتے ہیں (۳) لونڈی سے نکاح کرنا اور اس کی تین صورتیں ہیں (۱) غیر کی لونڈی سے نکاح کرنا (۲) غیر کی لونڈی پر بذریعہ تحلیل متصرف ہونا (۳) بیع کے ذریعہ سے اپنی کنیز پر تصرف کرنا کہ وہ حلال ہے۔ پہلا مطلب نکاح متعہ کے بیان میں واضح ہو کہ متعہ کا حلال ہونا شیعوں کے نزدیک اجماعی ہے اور مشروع ہونا متعہ کا قرآن و احادیث فریقین سے ثابت ہے اور اہل سنت دعوے کرتے ہیں

کہ متعہ اول مشروع اور حلال تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ لیکن جو حدیثیں آیت متعہ کی ناسخ قرار دیتے ہیں وہ سب باہم معارض اور ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور دوسرے بادشاہ عمر کا قول کہ دو متعہ پیغمبر خدا کے وقت میں حلال تھے اور میں منع کرتا ہوں صاف دلالت کرتا ہے کہ منسوخ نہیں ہوا باقی خود بادشاہ عمر کے قول سے قرآن کی آیت منسوخ سمجھنا معقول نہیں اگر خلیفہ[1] نے اپنے اجتہاد یعنی رائے سے منع کیا تو اجتہاد نص یعنی حکم کے مقابل میں خطا ہے اور اگر بطریق روایت ان کا یہ کلام تھا تو اس کے عہد حکومت تک تمام مسلمان کسطرح پر اس مسئلہ سے بے خبر رہتے اور صحیح ترمذی میں کہ صحاح ستہ سے ہے منقول ہے کہ ایک شخص نے اس بادشاہ کے بڑے بیٹے عبداللہ سے پوچھا کہ تیرے باپ نے متعہ کو منع کیا اس نے کہا کہ میرے باپ نے منع کیا مگر رسول خدا نے حکم دیا اور جس کام کو حضرت نے کیا ہو اسکو میرے باپ کے کہنے سے ترک نہیں کر سکتے اور متعہ کی تین صورتیں ہیں (۱) سنت جیسے مومنہ عفیفہ سے متعہ کرنا (۲) حرام جیسے بت پرست اور دشمن اہلبیت عورت سے متعہ کرنا یا شیعہ عورت سنی مرد سے متعہ کرے (۳) مکروہ جیسے فاحشہ بدکار عورت سے یا کنواری سے بدون اسکے باپ کی اجازت کے متعہ کرنا، اور نکاح متعہ کی چھ شرطیں ہیں (۱) ایجاب جیسے اَنْکَحْتُكَ یا مَتَّعْتُكَ یعنی عورت کہے[2] میں نے تجھ سے میعادی نکاح کیا یا متعہ کیا لیکن یہ عبارت اس صورت میں ہے کہ عورت و مرد خود صیغہ پڑھیں اور اگر طرفین سے وکیل صیغہ پڑھیں تو عورت کا وکیل یوں کہے مَتَّعْتُ مُوَكِّلَتِي مِنْ قَبِلْتُ لِمُوَكِّلِي ط دوسری صورت میں (۲) مدت جیسے قبلت پہلی صورت میں اور قَبِلْتُ لِمُوَكِّلِي دوسری صورت میں (۳) مدت کا ذکر کرنا کہ جس میں کمی زیادتی کا احتمال نہ رہے پس اگر مدت کا ذکر صیغہ میں رہ جائے تو بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ عقد باطل ہے اور بعض کے نزدیک نکاح دوام ہو جائے گا (۴) مہر کا ذکر نہ ہو تو عقد باطل ہے اور نکاح دائمی میں ایسا نہیں ہے اس میں اگر مہر کا ذکر نہ آئے تو بھی عقد صحیح ہوتا ہے اور مہر کی مقدار کمی اور زیادتی میں کوئی مقرر نہیں۔ ہاں بعضے عالم کہتے ہیں کہ ایک درہم سے کم نہ ہونا چاہیئے (۵) یہ ہے کہ عورت مسلمان ہو اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوسیہ میں اشکال ہے (۶) اگر زنِ کتابیہ سے متعہ کرے تو اسکو شراب اور سور بلکہ کل حرام باتوں سے ممانعت کرے اور عقد متعہ میں ہر جائز بات کی شرط ہو سکتی ہے مثلاً شرط کرے کہ رات کو تیرے پاس آؤنگا یا ایک مرتبہ صحبت کرنا یا دو مرتبہ جانا قرار پائے۔ لیکن مقدار

[1] خلیفہ عربی میں ان بادشاہوں کو کہتے ہیں جو رسول اللہ کے بعد یکے بعد دیگرے ہوتے رہے ہیں اور ان کو سلطان اور امام بھی کہتے ہیں اور حاکم شرع بھی کہلاتے ہیں مگر ہمارے مذہب میں سوائے دوازدہ امام علیہم السلام کے کوئی شخص خلیفہ اور سلطان اور امیر المومنین اور حاکم شرع نہیں البتہ مجتہد جامع الشرائط نائب امام اسکو حاکم شرع مجازاً کہتے ہیں اسکو یاد رکھنا چاہیئے فقہ میں جا بجا کام آئیگا۔ ۱۲ مترجم۔

[2] صیغہ متعہ عورت کہے متعتك الى كذا على كذا ۱۔ اول کذا کی جگہ میعاد کو ذکر کرے دوسرے کذا کی عوض مہر کو پس فوراً مرد جواب میں کہے قبلت یعنی میں نے قبول کیا اور عربی نہ جانے تو یہ عبارت ہندی میں کہے کہ میں نے آج سے فلاں وقت کا تجھ سے متعہ کیا اسقدر مہر پر پھر مرد کہے میں نے قبول کیا ۱۲ مترجم

اسوقت کی رو سے محدود ہو اسلئے کہ اگر مقاربت کے واسطے متعہ کرے اور کوئی میعاد گھڑی گھنٹہ کی رو سے معین نہ ہوگی تو متعہ باطل ہے اور متعہ میں طلاق کی حاجت نہیں بلکہ مدت کے ختم ہونے پر خود مفارقت[56] ہو جاتی ہے اور متعہ میں نان و نفقہ واجب نہیں اور نہ میراث پہنچتی ہے اور اگر باہم وارث ہونے کی شرط کرلیں تو اسمیں اختلاف ہے اور لعان اور ایلاء متعہ میں نہیں ہوتے جیسا کہ نکاح دائمی میں ہوتے ہیں چنانچہ اسکا بیان آگے آئیگا اور آیا متعہ میں ظہار ہے یعنی ممتوعہ بی بی کو ماں کہدے تو کچھ اثر رکھتا ہے جیسے نکاح میں ہوتا ہے یا کچھ مضر نہیں اس میں بھی اختلاف ہے اور جس جگہ نکاح میں گواہ سنت ہیں متعہ میں سنت نہیں۔ ہاں اگر تہمت کا ڈر ہو تو گواہ کرلینا سنت ہے اور اگر عورت کی حالت مشتبہ ہو تو اس سے دریافت کرلینا سنت ہے اور آیا چار عورت[57] سے زیادہ متعہ میں جمع ہو سکتی ہیں یا نکاح کی طرح چار سے زیادہ حرام ہیں اولی یہ ہے کہ چار سے زیادہ جمع نہ کریں۔ **دوسرا مطلب** نکاح کنیز کے بیان میں اور اس کی تین قسمیں ہیں۔ **پہلی قسم** عقد اور وہ غیر کی کنیز سے مخصوص ہے اور آیا آزاد آدمی کسی کی لونڈی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے بعض کے نزدیک دو شرط سے جائز ہے ایک تو یہ ہے کہ نہ کرنے میں زنا کا خطرہ ہے دوسرے یہ کہ ناداری کے سبب سے آزاد عورت کے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو اور اس کنیز کی اولاد اگر شوہر آزاد سے ہے تو آزاد ہوگی اور اگر لونڈی کا مالک شرط کرے کہ اولاد کا مالک میں ہونگا تو آیا اس شرط سے وہ اولاد غلام ہو جائیگی یا نہیں اسمیں اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ غلام ہوگی اور عقد کنیز کی چھ شرطیں ہیں (۱) ایجاب (۲) قبول جس طرح اوپر گذرا (۳) مالک کا اذن کہ غلام و کنیز کا عقد بے پوچھے میاں کے کرلیوے اسکی رضامندی پر موقوف رہیگا اور بعض عالم فرماتے ہیں کہ باطل ہو جائیگا اور اس صورت میں اگر جانکر ایسا کیا تو جو اولاد پیدا ہوگی اگرچہ آزاد سے پیدا ہو غلام ہوگی (۴) اپنی آزاد بی بی کی اجازت پس اگر بغیر اس کی رضامندی کے کسی کی لونڈی سے نکاح کرے تو جائز نہیں گو بی بی مجنون یا بڑھیا یا بچی ہو (۵) یہ کہ آزاد آدمی دو کنیز سے زیادہ ایکدفعہ عقد میں نہ لاوے اور بعضے ایک سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتے (۶) غلام چار کنیز سے زیادہ عقد میں نہ لاوے **دوسری قسم** مالک ہونا کہ آقا کو کنیز سے بلا عقد مقاربت درست ہے بلکہ عقد اور ملک جمع نہیں ہو سکتی اور اگر اپنی بی بی کو خرید لے تو نکاح فاسد ہو جائیگا ہاں وہ ملک کی وجہ سے حلال ہو جائیگی اور اس قسم میں کوئی حصر نہیں جسقدر چاہے اسقدر کنیز و نکو تصرف میں لا سکتا ہے پس ملک کے ذریعہ سے ہزار لونڈیوں کو تصرف کرسکتا ہے بخلاف عقد کے کہ اس میں چار کی حد معین ہے اور جب آقا اپنی لونڈی کو دوسرے سے

---

[56] یا مدت بخش دینے سے ۱۲ مترجم

[57] اور اس سے اتنا سمجھ کر بلا ضرورت کے متعہ کرے اس باب میں کافی میں کئی حدیثیں وارد ہیں گو مباح ہے خصوصاً ثواب کی نظر سے علی الخصوص مومنہ عفیفہ سے اور واضح ہو کہ اصلاً متعہ نکاح سے فضیلت میں کم مرتبہ ہے لیکن احیاء سنت کے لحاظ سے اسکو بڑھا دیا جیسا کہ نکاح ثانی بیوہ کی زمانہ نکاح اول سے بڑھ گیا فافہم ۱۲ مترجم

بیاہ دے تو پھر اسکو اس کنیز پر تصرف کرنا جب تک وہ اپنے شوہر سے طلاق یا فسخ یا وفات سے علیحدہ نہ
ہو جائے اور عدت پوری نہ کر لے درست نہیں اور اگر اپنی کنیز کا اپنے غلام سے نکاح کرے تو ان میں بے
طلاق بھی تفرقہ کر سکتا ہے اور سنت ہے کہ جب آقا اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کرے تو اسباب و مہر غلام کی
طرف سے کچھ اسکو دے اور بعض عالم اس بات کو واجب جانتے ہیں اور اگر غلام یا کنیز کو فروخت کر دے تو مشتری
کو اختیار ہے کہ ان کے نکاح کو توڑ دے یا بنا رکھے اور جب آقا اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کر دے تو وہ دن
کو اپنے میاں کی خدمت کرے گی اور شب کو اپنے شوہر کے پاس رہیگی اور آقا کو لازم ہے کہ شب کو اس کو
مہلت دے اور اگر آقا سفر میں اس لونڈی کو ساتھ لیجانا چاہے اور اس کا شوہر بھی ساتھ چلنے کو آمادہ ہو تو
آقا اسکو روک نہیں سکتا اور دو لونڈیوں سے ایک دفعہ ہمبستر ہو سکتے ہیں بخلاف دو آزاد عورتوں کے
کہ ان کے ساتھ ایک وقت میں ہمبستر ہونا مکروہ ہے اسی طرح لونڈی کے ساتھ اس حالت میں کہ کوئی بچہ
دیکھ رہا ہو مقاربت کر سکتے ہیں اور بدکار کنیز اور زنا کار سے وطی جائز ہے اور کنیز کے جماع میں منی کا باہر
گرانا بھی جائز ہے اور مشترکہ کنیز سے کوئی شریک وطی نہیں کر سکتا اور شریک کے مباح اور حلال کرنے پر وطی
کرنے میں اختلاف ہے **تیسری قسم** اباحت اور تحلیل یعنی حلال و مباح کرنا اپنی کنیز کو دوسرے شخص پر
اور یہ مسئلہ فرقہ شیعہ میں ہے باقی فرقے غالباً اس کے منکر ہیں اور اس بات میں علمائے شیعہ میں اختلاف ہے
کہ تحلیل نکاح میں داخل ہے یا ملک میں۔ سید مرتضیٰ نکاح میں داخل جانتے ہیں اور تحلیل کی چھ شرطیں ہیں
(۱) ایجاب جیسے احللت وطی امتی یعنی میں نے تجھ پر اپنی کنیز سے ہمبستر ہونا حلال کیا اور آیا بلفظ
اباحت بھی جائز ہے یعنی میں نے اس سے وطی کرنا تجھ پر مباح کیا اسمیں اختلاف ہے (۲) قبول بلفظ
قبلت (۳) تحلیل کرنے والا اس لونڈی کا مالک ہو پس پرائی لونڈی کو حلال کرنا جائز نہیں (۴)
مالک دیوانہ اور طفل اور مست اور بیہوش اور وہ شخص نہ ہو جس کا مال قرضہ کی بابت قرق ہو گیا ہو (۵) جسپر
وطی کو حلال کیا جائے وہ شخص اس بات کے قابل ہو پس مسلمان لونڈی کو کافر شخص پر مباح کر دینا یا شیعہ کنیز
کو سنی پر حلال کرنا جائز نہیں (۶) کنیز شوہر دار نہ ہو اور جب یہ شرطیں پوری ہوں تو جوں ہی مالک نے کہا کہ
میں نے تجکو اس کنیز سے وطی کرنا حلال کیا اسی وقت وطی کرنا حلال ہو جائیگا اور مدت معین ہونا شرط
نہیں بلکہ مالک کی اجازت پر اکتفا کرنا چاہیئے پس اس نے اگر بوسہ لینا یا کام کرانا حلال کیا تو دخول
جائز نہیں ہاں دخول حلال کیا تو بوسہ حلال ہو گا لیکن خدمت لینا حلال نہ ہو گا اور اس کنیز سے
جو اولاد پیدا ہو گی اگر باپ آزاد ہے اور مالک نے ان کی ملکیت کا وعدہ بھی نہیں لیا تو وہ آزاد
ہے **تیسرا مطلب** نکاح دائمی اور اس کے مقدمات اور شرائط میں اور اس میں تیرہ فصلیں ہیں۔
پہلی فصل نکاح کے مقدمات میں واضح ہو کہ انتیس امر نکاح سے متعلق ہیں ایک واجب چونتیس سنت
آٹھ حرام چھبیس مکروہ پس واجب یہ ہے کہ جب کوئی مومن جو قادر نان نفقہ پر ہو درخواست کرے

تو قبول کرنا واجب ہے گو نسب میں برابر نہ ہو اور اس صورت میں اگر ولی اجازت نہ دیگا تو گنہگار ہوگا۔ اور وہ چونتیس امر جو سنت ہیں ان میں پہلا امر عقد سے پہلے خواستگاری کرنا (۲) عقد سے پہلے دو رکعت نماز پڑہنا (۳) استخارہ کرنا (۴) استخارہ کے بعد دعائے منقول پڑہنا (۵) دو رکعت نماز حاجت بجالانا (۶) خدا سے مراد پوری ہونے کی دعا کرنا (۷) کنواری عورت سے عقد کرنا (۸) ایسی عورت سے پیغام دینا جو بانجھ نہ ہو یعنی ایسے خاندان میں شادی کرنا جس گھرانے کی لڑکیاں غالباً بانجھ نہ ہوں (۹) اصالت والی عورت کی درخواست کرنا جس کے ماں باپ مومن اور صالح ہوں (۱۰) اس عورت کو پسند کرنا جو حسین ہو اور مہر اس کا کم ہو لیکن فقط حسن کے سبب پسند نہ کریں (۱۱) اپنے یگانوں میں رشتہ کرنا کہ صلہ رحم عمل میں آئے اور سُنّی اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ عزیزوں میں شادی کرنا مکروہ جانتے ہیں (۱۲) مومنہ کی درخواست کرنا اگرچہ سنی عورت[۱] سے بھی عقد جائز ہے (۱۳) باعلان عقد کرنا (۱۴) عقد پر گواہ کرنا (۱۵) عقد سے پہلے خطبہ پڑہنا جسمیں خدا کی تعریف اور رسول اور آئمہ پر درود و سلام اور اقل درجہ الحمد للہ کہنا ہے اور بعض سنی خطبہ کو واجب جانتے ہیں (۱۶) رات کے وقت عقد کرنا برخلاف سنیوں کے کہ وہ جمعہ کے دن عصر کے وقت سنت جانتے ہیں (۱۷) جس عورت سے نکاح کرنیکا ارادہ ہو اسکے ہاتھ اور منہ کو دیکھنا کھڑی کو دیکھے خواہ بیٹھی کو (۱۸) ولیمہ کرنا یعنی کچھ مومنوں کو ایک دن یا دو دن تک کھانا کھلانا[۲] اور بعضے سنی ولیمہ کو واجب جانتے ہیں اور سنت ہے کہ ولیمہ دن کے وقت ہو (۱۹) جب کوئی مومن شادی کی محفل میں طلب کرے تو وہاں جانا اور کھانا سنت ہے اگرچہ سنتی روزہ کی نیت کئے ہوئے ہو خصوصاً جس صورت میں نہ کھانیسے کھلانیوالے کے مال کے نقصان کا خیال ہو لیکن شادی کی محفل میں منہیات شرعیہ ہوں تو جانا حرام ہے ہاں اگر منع کرنے کو جائے یا ایسا شخص ہو جس کے جانے سے وہ باتیں موقوف ہوجائیں تو جانا منع نہیں ہے اور اگر لاعلمی میں چلا جائے اور اٹھ سکے تو اٹھنا واجب ہے اور اگر مجبور ہو تو بیٹھے رہنے میں گنہگار نہ ہوگا اور اگر اس مجلس میں تصویر ذی روح کی ہوں تو بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ قالین اور فرش پر کھنچی ہوں تو جانا جائز ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ اگر گاؤ تکیہ پر ہوں تب بھی مضائقہ نہیں اور اگر دفعتہً دو جگہ سے بلاوا آوے تو جس کا مکان قریب ہو اس کے یہاں جاوے (۲۰) کنواری لڑکی اپنے باپ کی اجازت سے عقد کرے (۲۱) اگر باپ نہ ہو تو بڑے بھائی کو اختیار ہے (۲۲) اگر دو بھائی اپنی بہن کا عقد دو جگہ تجویز کریں تو لڑکی بڑے بھائی کے عقد کو اختیار کرے (۲۳) دو رکعت نماز مقاربت سے پہلے میاں بیوی دونو پڑہیں (۲۴) وہ دعا جو اس نماز کے بعد منقول ہے اسے پڑہیں (۲۵) حاضرین سے التماس کریں کہ وہ ان کے دعا کرنے کے وقت آمین کہیں (۲۶) دخول سے پہلے دلہن کو قبلہ رو بٹھلا کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھکر دعائے منقول پڑہیں اور خدا سے دعا کریں کہ نیک صالح ہاتھ پاؤں سے درست فرزند عطا فرمائے

---

[۱] بشرطیکہ ناصبی یعنی دشمن اہلبیت اور خارجی فرقے سے نہ ہو ۱۲ مترجم [۲] ولیمہ کا وقت زفاف کی صبح کو اور بعد ... ہونے عقد کے بعد ہے ۱۲

اور دلہن کے پاؤں سے جوتی نکال کر اس کے پاؤں دہو کر اس پانی کو مکان کے چاروں کونوں میں ڈال دے (۲۷) رات کے وقت زفاف ہو (۲۸) بی بی کے پاس جانیکے وقت اور فارغ ہونیکے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے (۲۹) دونو باوضو ہوں (۳۰) اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دے اگر وہ خواستگار ہو (۳۱) اگر کنیز خریدنے کے وقت حاملہ اور حمل کو چوتھا مہینہ ہوا ور اس سے خریدار ہمبستر ہووے تو منی کو فرج سے باہر گرادے (۳۲) اگر عقد کے وقت مہر معین نہ ہوا ہو تو دخول سے پہلے طے کر لیں (۳۳) ایک عورت سے زیادہ عقد میں نہ لائے (۳۴) جماع کے وقت آنکھ بند رکھنا اور وہ آٹھ امر جو حرام ہیں ان میں (۱) امر یہ ہے کہ جب کسی شخص نے ایک جگہ درخواست کی اور وہ منظور ہوگئی تو دوسرے شخص کو درخواست دینا حرام ہے اور بعض مجتہد اسکو مکروہ جانتے ہیں (۲) عورت پر پیغام ڈالنا جو عدہ رجعیہ میں ہو صراحتہً درخواست کرے یا کنایتہً اور عدۂ وفات میں صراحتاً پیغام دینا حرام ہے کنایتہً حرام نہیں (۳) اگر کوئی عورت کسی شخص سے کہے کہ تو میرا نکاح کسی شخص سے کر دے اور وہ شخص اس کا نکاح اپنے ساتھ کر لے تو یہ امر حرام ہے (۴) حج کا احرام باندہ کر نکاح کرنا (۵) مسلمان عورت کو کافر سے بیاہ دینا (۶) مومنہ عورت کا عقد سنی مرد سے کرنا اور بعضے اسکو مکروہ جانتے ہیں (۷) جس حالت میں مالک کی ناراضی معلوم ہو اس صورت میں اس شے کا لوٹنا جو دلہن پر نچھاور کرتے ہیں (۸) کافر عورت سے نکاح کرنا۔ اور وہ چھبیس امر جو مکروہ ہیں ان میں پہلا امر ناداری کے خیال سے نکاح سے باز رہنا (۲) مال اور جمال کی وجہ سے عقد کرنا حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مال اور جمال کی غرض سے نکاح کرے وہ اس سے محروم رہتا ہے اور اگر اصلی غرض اس کی نکاح کرنے سے سنت پیغمبر کی تعمیل ہے تو حقتعالیٰ اس کے مال اور جمال دونوں میں برکت دیگا (۳) قمر در عقرب میں نکاح کرنا (۴) تحت الشعاع یعنی اخیر کی تین تاریخوں میں عقد کرنا (۵) بے بسم اللہ دخول کرنا (۶) دو دن سے زیادہ بیاہ کا کھانا کرنا (۷) جماع کے وقت فرج کو دیکھنا اور فرج کے اندر نظر ڈالنا زیادہ مکروہ ہے بعضے عالم اسکو مکروہ جانتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جو فرزند اس جماع سے پیدا ہوگا اندھا پیدا ہوگا (۸) ذکر خدا کے سوا جماع کے وقت باتیں کرنا خصوصاً مرد کا بولنا حدیث میں آیا ہے کہ جماع کے وقت باتیں کریں تو بچہ گونگا پیدا ہوتا ہے (۹) شادی کا کھانا مخصوص مالداروں کو کھلانا ہاں اگر میر فقیر ملے جلے تو مضائقہ نہیں (۱۰) کفار کی محفل شادی میں شریک ہونا (۱۱) عروسی کے نچھاور کو جس صورت میں مالک کی رضامندی و ناراضامندی کا حال معلوم نہ ہو لوٹنا (۱۲) فاسق خاصکر شراب خوار اور سنی ضعیف العقیدہ مرد سے مومن عورت کا نکاح کرنا (۱۳) کردان اور حبش سے نکاح کرنا مگر نوبی قوم کی عورت اس سے مستثنیٰ ہے[1] (۱۴) احمق اور بیوقوف عورتوں سے نکاح کرنا (۱۵) فاحشہ عورتوں سے نکاح

[1] نوبہ ایک ملک ہے جو مغرب میں حضرت بلال موذن اسی قوم سے تھے مترجم ۱۲

کرنا اور بعضے مجتہد اسکو حرام جانتے ہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے (۱۶) مطرن اور لڑاکا اور حاسد اور بدخواہ
اور بانجھ عورتوں سے نکاح کرنا (۱۷) جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس سے صاف صاف
کہنا کہ میں ایسا جماع کروں گا کہ تو راضی ہو جائے گی یا معنے میں کہے کہ بہت سے آدمی تجھے خوش کر سکتے
ہیں (۱۸) اپنی دائی جنائی اور انا کھلائی سے نکاح کرنا اور بعضے اسکو حرام جانتے ہیں (۱۹) اپنی دائی کی
بیٹی سے نکاح کرنا (۲۰) اپنی باندرزاد یعنی باپ کی جورو کی بیٹی سے جو اس کے باپ کے بعد دوسرے
شوہر سے پیدا ہوئی ہو نکاح کرنا (۲۱) اپنی ماں کی سوت سے یعنی اپنی ماں کے دوسرے خاوند کی جورو
سے عقد کرنا (۲۲) کواری لڑکی سے بغیر مرضی اس کے باپ کے نکاح کرنا (۲۳) بعضے علماء کے قول کی رو سے
جورو کو طلاق بائن دے کر فورًا اسکی بہن سے نکاح کرنا (۲۴) بی بی کو اس کے عزیزوں کی بیمار پرسی اور
ماتم پرسی سے منع کرنا (۲۵) بے مرضی عورت کے عزل کرنا یعنی نطفہ فرج کے باہر گرانا اور بعض اس کو
حرام جانتے ہیں۔ بہر تقدیر جب ایسا عمل کرے تو نطفہ کی دیت یعنی دس مثقال سونا بی بی کو دے لیکن
ممتوعہ اور کنیز اور لڑاکا اور بڑھیا اور بانجھ اور بچہ والی عورت کے بلا اجازت یعنی رضاعت کے زمانہ میں
عزل جائز ہے (۲۶) ایک وقت میں دو زوجہ کے ساتھ ہمبستر ہونا البتہ دو کنیزوں کے ساتھ لیٹ سکتا ہے

دوسری فصل نکاح کی شرطوں کے بیان میں اور وہ سولہ ہیں (۱) ایجاب جیسے زَوَّجْتُكَ
یعنی عورت مرد سے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا (۲) قبول مثلاً قبلت النکاح یعنی مرد کہے کہ
میں نے نکاح کو قبول کیا اور فقط قبلت کہنا بھی کافی ہے اگر ایجاب اور قبول لفظ نکاح اور تزویج
میں موافق نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں اور ایجاب قبول سے مقدم ہو یہ بھی ضرور نہیں اور اگر دونوں کی طرف
سے وکیل ہوں تو عورت کا وکیل کہے زوجت موکلتی من موکلک یعنی میں نے اپنی موکلہ کو تیرے
موکل سے تزویج کیا اور مرد کا وکیل کہے قبلت لموکلی یعنی میں نے اپنے موکل کیلئے قبول کیا (۳) ایجاب
وقبول جس طرح بیان ہوا دونوں ماضی کے صیغے سے ادا کئے جائیں پس اگر مضارع کا صیغہ بولیں یعنی میں نکاح
کرتا ہوں یا کرونگا تو جائز نہیں لیکن اگر امر کا صیغہ کہیں یعنی تو مجھ سے نکاح کر تو بعض عالم جائز جانتے ہیں
(۴) لفظ ماضی سے انشاء کا یعنی نکاح کے واقع کرنیکا قصد کریں گذشتہ کا بیان مقصود نہ ہو (۵) ممکن ہو تو
ایجاب وقبول کو عربی میں کہیں اور عربی نہ جانتے ہوں تو اپنی بولی میں بھی صحیح ہے (۶) ایجاب وقبول کو
منہ سے کہیں پس اگر باوجود قدرت اشارہ سے نکاح کریں تو صحیح نہیں لیکن اگر بولنے پر قادر نہ ہو تو اشارہ
کافی ہے (۷) عقد کو کسی شرط پہ معلق نہ رکھے ورنہ صحیح نہ ہوگا لیکن اگر عقد میں کسی جائز بات کی شرط
کرلیں تو درست ہے (۸) ایجاب وقبول بے فاصلہ ایک جلسہ میں واقع ہوں اگر دو جلسوں میں یا کچھ
فاصلہ دے کر واقع کریں گو جزئی فاصلہ ہو تو عقد صحیح نہیں۔ لیکن اگر درمیان میں کھانسی کا فاصلہ
ہو جائے تو مضائقہ نہیں (۹) مرد اور عورت دونوں بالغ ہوں اگر کم سن ہوں گے تو بے ولی کی اجازت کے

ان کا عقد صحیح نہیں (۱۰) دونوں عاقل ہوں کہ دیوانوں کا عقد بے اذن ولی کے نہیں ہوسکتا (۱۱) نشہ اور نیند اور بیہوشی میں صیغہ نہ نکلے ورنہ صحیح نہیں گو بعد میں راضی ہوجائیں (۱۲) دونو مسلمان ہوں کہ اگر دونوں سے ایک بھی کافر ہوگا یا مرد سنی ہوگا اور عورت شیعہ ہوگی تو عقد صحیح نہیں (۱۳) دونو آزاد ہوں کہ غلام لونڈی کا عقد بے اذن آقا کے صحیح نہیں (۱۴) عورت ان عورتوں میں سے نہ ہو جن سے نکاح حرام ہے (۱۵) عقد کے وقت عورت معین ہو پس اگر ولی منجملہ اپنی دو بیٹیوں کے بلا تصریح ایک بیٹی کا عقد کرے تو صحیح نہیں۔ (۱۶) وکیل موکل کے خلاف نہ کرے مثلاً عورت نے کسی شخص کو پانچ سو درہم مہر پر نکاح کرنیکو وکیل کیا اور وہ دو سو درہم پر عقد کردے تو بعض کے نزدیک صحیح نہیں اور آیا شوہر کا نان نفقہ اور مہر پر قادر ہونا شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ شرط نہیں اور اگر عقد کے بعد روٹی کپڑا دینے سے عاجز ہوجائے تو عورت کو بالاتفاق نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ **تیسری فصل** ان لوگوں کے بیان میں جو عقد کے ولی ہیں اور وہ تین قسم کے شخص ہیں (۱) باپ اور دادا کہ یہ نابالغ کے ولی ہیں ان کے ہوتے دوسرے کو اختیار نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ باپ کے فوت ہونے پر دادا ولی ہے یا باپ کی زندگی میں اقرب یہ ہے کہ وہ ولی ہے اگرچہ باپ زندہ نہ ہو اور اگر باپ اور دادا کسی کو وصی کردیں تو آیا وصی کو بھی نکاح کا اختیار ہے یا نہیں اسمیں بھی اختلاف ہے اقویٰ یہ ہے کہ اسکو نکاح کی ولایت ہے اور اگر طفل بالغ ہونے پر سست عقل نکلا تو وصی بوقت ضرورت اسکا نکاح فسخ کرسکتا ہے اور بلوغ اور عقل کے بعد صغیر اور دیوانہ اپنے نکاح کو جو ولی نے کیا ہی فسخ نہیں کرسکتے چار مقام کے سوا (۱) یہ کہ ہمجنس سے اسکا عقد نہ کیا ہو (۲) کسی ہیجڑے سے نکاح کردیں (۳) عیب دار عورت سے نکاح کردیں (۴) لڑکے کا عقد کنیز سے اور لڑکی کا نکاح غلام سے کردیں کہ اس صورت میں بھی بعض مجتہدوں کے نزدیک بلوغ کے بعد فسخ کا اختیار ہے خصوصاً ان مجتہدین کے نزدیک جو لونڈی غلام سے نکاح کرنے میں خوف زنا کی شرط لگاتے ہیں اور جسوقت باپ اور دادا جدا جدا عقد کریں جس نے پہلے واقع کیا اسکا کیا ہوا صحیح ہے ور اگر دونو ایک وقت میں عقد کریں تو دادا کا عقد کیا ہوا مقدم ہے اور چار سبب سے باپ دادا کی ولایت ساقط ہوجاتی ہے ایک تو یہ ہے کہ وہ دونو کسی کے غلام ہوں کہ غلام اپنے آقا کے حکم بغیر ولی نہیں ہوسکتا (۲) ناقص العقل ہوں (۳) کافر ہوں اور بچہ مسلمان ہو کہ کافر کی ولایت مسلمان فرزند پر نہیں ہے ہاں کافر اولاد پر ولی ہوگا (۴) احرام کی حالت میں خواہ حج کا احرام ہو یا عمرہ کا محرم عقد واقع نہیں کرسکتا اور ان چار صورتوں میں باپ دادا کی جگہ امام ولی ہوگا (۲) جماعت اولیا عقد کے آقا ہیں آقا کو اپنے غلام و کنیز کے نکاح کی ولایت حاصل ہے اگر لونڈی غلام راضی نہ ہوں تب بھی وہی ان کا نکاح کرسکتے ہیں اور آقا کے ہوتے نہ غلام کو اختیار ہے نہ کسی دوسرے کو تیسری جماعت حکام شرع ہیں جس صورت میں باپ اور دادا موجود نہ ہوں یا بچہ بالغ ہونے پر بے عقل نکلے کہ اس صورت میں بھی حاکم ولی ہے اگرچہ باپ دادا موجود ہوں اسی طرح پر

امام اسکا بھی ولی ہے جو شخص بالغ ہوکر دیوانہ ہوجائے پس اگر ضرورت جانے تو اسکا نکاح کرسکتا ہے۔
چوتھی فصل ان عورتوں کے بیان میں جو مردوں پر حرام ہیں ان کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ عورتیں ہیں جن سے کبھی نکاح نہیں ہوسکتا یہ بھی دو صنف ہیں اول وہ عورتیں جو قرابت کی وجہ سے حرام ہیں اور کسی وقت میں حلال نہیں ہوتیں اور یہ سات قسم کی عورتیں ہیں اول ماں اور نانی اور پرنانی اور دادی اور پردادی اوپر تک (۲) بیٹی (۳) پوتیاں اور نواسیاں نیچے تک (۴) بہنیں حقیقی یا سوتیلی یا ماں جائی (۵) بھانجیاں بھتیجیاں اور ان کی نسل (۶) اپنی پھوپھی اور باپ کی پھوپی اور ماں کی پھوپی اور دادا نانا کی پھوپی اور دادی نانی کی پھوپھیاں اسی طرح اوپر تک جسکو ہندی میں دادی اور نانی کہتے ہیں اور پھوپھی کی پھوپھی کبھی حرام نہیں بھی ہوتی (۷) اپنی خالہ اور ماں باپ کی خالہ اسی طرح اوپر تک ان کو بھی ہندی میں دادی اور نانی کہتے ہیں لیکن خالہ کی خالہ ضرور نہیں کہ حرام ہو اور عورتوں پر بھی سات قسم کے مرد حرام ہیں (۱) باپ۔ دادا۔ پردادا۔ اور نانا۔ پرنانا اوپر تک (۲) بیٹا (۳) پوتا اور ناتی کسی طبقہ کے ہوں (۴) بھائی سگا ہو یا سوتیلا یا ماں جایا (۵) بھتیجا اور بھانجا اور ان کی اولاد جن کو پوتہ اور نواسہ کہتے ہیں (۶) اپنا چچا اور باپ اور ماں اور دادا، نانا کا چچا اسی طرح اوپر تک جن کو ہم لوگ دادا نانا بولتے ہیں (۷) اپنا ماموں اور ماں باپ کے ماموں دادا نانا کے ماموں اسی طرح اوپر تک جن کو ہمارے یہاں دادا نانا کہتے ہیں۔ **دوسری صنف** وہ عورتیں جو کسی سبب سے حرام ہوجاتی ہیں اور پھر کبھی ان سے نکاح جائز نہیں ہوتا اور وہ پندرہ قسم ہیں (۱) زوجہ کی ماں اور اس کی دادی، نانی اوپر تک جن کو دو یا ساس یا ننیا ساس کہتے ہیں اس میں منکوحہ اور ممتوعہ اور جو ان کے حکم میں گنی جاتی ہیں سب برابر ہیں اور ان کی رضاعی یعنی دودہ کی مائیں بھی حرام ہیں اسی طرح اس لونڈی کی ماں جس سے دخول کیا ہو حرام موبد ہے اور اگر کسی عورت سے نکاح کرکے صحبت کرنے سے پہلے چھوڑ دے تو آیا اسکی ماں بھی حرام ہوجائے گی یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقوی یہ ہے کہ حرام موبد ہے اور آیا ساس اسوقت حرام ہوتی ہے جبکہ اس کی بیٹی کا عقد طرفین سے لازم ہو یا ایک طرف سے بھی کافی ہے یا عقد کا لازم ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ عقد فضولی میں بھی ساس حرام ہوجائے گی اس میں اختلاف ہے (۲) قسم بی بی کی بیٹی پوتی نواسی اسی طرح نیچے تک حرام موبد ہیں اگرچہ دودہ کی بیٹی ہو اور زوجہ کی اولاد اس کے عقد میں آنے سے پہلے پیدا ہوئی ہوں یا اس سے جدا ہونے کے بعد سب حرام ہیں اور ممتوعہ اور کنیز کی بیٹی کا بھی یہی حکم ہے لیکن جس عورت سے دہوکہ میں ہمبستر ہوجائے یا جس سے زنا کیے ان دونوں کی لڑکیوں کے باب میں اختلاف ہے اور اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کے بعد اس کی بیٹی سے زنا کرے تو جورو حرام نہیں ہوتی (۳) قسم باپ دادا اور پردادا نانا پرنانا کی جوروئیں اوپر تک جن کو سوتیلی ماں اور سوتیلی نانی، دادی کہتے ہیں حتی کہ رضاعی باپ کی جورو کا بھی یہی حکم ہے۔ بلکہ اگرچہ باپ دادا نے

عقد کر کے دخول بھی نہ کیا ہو تب بھی حرام ہے اسی طرح باپ کی حرم یعنی کنیز مدخولہ کا حکم ہے اسی طرح وہ عورتیں جن سے کسی کے باپ یا بیٹے نے زنا کیا (۴) قسم یعنی بیٹے پوتے اور نواسے کی جورو اگرچہ دودھ کا بیٹا ہو بلکہ گو بیٹے نے دخول بھی نہ کیا ہو تب بھی باپ دادا پر حرام ہے اسی طرح وہ لونڈی جس سے بیٹے نے صحبت کی ہو لیکن اگر باپ یا بیٹا ایک دوسرے کی جورو سے اشتباہ میں ہمبستر ہو جائے تو آیا وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی یا نہیں اسمیں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام نہ ہوگی اسی طرح اس بات میں اختلاف ہے کہ اگر بیٹا یا باپ کسی کنیز سے دوسری نیت سے دستبازی کرے یا اس کے ستر پر نظر ڈلے تو آیا ایسا کرنیسے وہ لونڈی باپ یا بیٹے پر حرام ہوگی یا نہیں اقرب یہ ہے کہ حرام نہ ہوگی بلکہ مکروہ ہو جائیگی اور بعض عالم کہتے ہیں کہ بیٹے کی دستبازی اور نظر سے باپ پر حرام نہیں ہوتی لیکن اگر ایسا کرے ۔ تو اولاد پر حرام ہو جائیگی (۵) قسم وہ عورتیں ہیں جو رضاعت یعنی دودھ پلانے سے حرام ہوتی ہیں مگر اس کی دس شرطیں ہیں (۱) یہ کہ دودھ پلانیوالی عورت ہو پس اگر کوئی بچہ کسی مرد کا دودھ پیئے تو رضاعت ثابت نہ ہوگی (۲) بچہ اور دودھ پیاری دونو زندہ ہوں پس اگر مردہ کا دودھ پیئے تو رضاعت نہیں (۳) دودھ حمل کا ہو پس اگر بے جنے دودھ اتر آئے تو رضاع نہیں (۴) دودھ خالص ہو پس اگر کسی چیز میں ملا کر دیں جسکو عرف میں دودھ پلانا نہ کہیں تو رضاع نہیں (۵) چھاتیوں سے پیئے پس اگر کسی برتن میں نچوڑ کر پلا دے تو رضاع نہیں (۶) نکاح کا دودھ ہو پس اگر زنا سے پیدا ہو تو رضاع نہیں اور جو دودھ وطی شبہ سے حاصل ہو اسمیں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ رضاع ہو جائیگا اور شوہر اور آقا کی رضامندی رضاعت میں شرط نہیں پس اگر کسی کی بی بی یا لونڈی بغیر اجازت کے کسی بچہ کو دودھ پلائے تو رضاع ہو جائے گا اور عورت کا جننا شرط نہیں پس اگر حاملہ عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو رضاع ہو جائے گا اسی طرح منکوحہ ہونا بھی شرط نہیں پس متوسعہ بھی اگر دودھ پلائے گی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حاملہ عورت طلاق کے بعد کسی بچہ کو دودھ پلائے تو رضاع ہو جائے گا (۷) اس قدر دودھ پلائے کہ بچہ کا گوشت پوست اور ہڈی بڑھے یا ایک رات دن پلائے یا پندرہ مرتبہ پلائے اور ہر دفعہ میں اتنا پلائے کہ بچہ سیر ہو کر یعنی پیٹ بھر کر چھاتی کو خود چھوڑ دے اور دس مرتبہ پلانا بھی بعض حدیث کی رو سے کافی ہے (۸) اس بیچ میں بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے (۹) دو برس کے اندر پیئے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ دودھ پیاری کا بچہ بھی دو برس کے اندر ہو پس اگر دو برس کے بعد پلائے تو رضاع نہ ہوگا (۱۰) بچوں کو ایک خاوند کے تحت میں دودھ پلائے ۔ پس اگر ایک بچے کو ایک خاوند کا دودھ پلایا اور دوسرے بچہ کو دوسرے خاوند کے یہاں رہ کر پلایا تو ان بچوں میں دودھ کا رشتہ پیدا نہ ہوگا اور شیخ طبرسی فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی رضاع ہو جائے گا اور جب یہ شرطیں پائی جائیں تو دودھ پیاری ماں اور اس کا خاوند باپ ہو جائیگا اور ان دونوں کی صلبی اولاد اور دودھ کا بیٹا اس کے بھائی بہن ہو جائیں گے اور دودھ کے سبب سات عورتیں حرام موبد ہو جاتی ہیں ایک تو دودھ پلانے والی

اور اس کی ماں دادی نانی کسی پشت کی ہوں کہ یہ سب اس بچہ پر جس نے اس عورت کا دودھ پیا ہے
حرام ہیں اسی طرح ماں باپ اور دادا دادی اور نانا نانی کی دودھ کی ماں حرام موبد ہیں (۲) دودھ کی بیٹی
کہ وہ بھی اصلی بیٹی کی برابر ہے (۳) دودھ کی پوتی اور نواسی کہ یہ بھی اصلی پوتی اور نواسی کی برابر ہیں۔
(۴) دودھ کی بہنیں یعنی دودھ پیارہ کی بیٹیاں جو اس کے پیٹ سے ہوں اور اس کے خاوند کی بیٹیاں خواہ
اس کے نطفے سے ہوں خواہ دودھ کی ہوں یہ سب اصلی بہنوں کے برابر ہیں (۵) دودھ کی بھانجی
بھتیجی خواہ نسبی ہوں خواہ رضاعی اور دودھ پیاری کی نسبی پوتی اور نواسی کہ یہ سب اصلی بھانجی بھتیجی کی برابر
ہیں (۶) دودھ کی خالہ کہ وہ بھی خالہ کی برابر ہے (۷) دودھ کی پھوپی کہ وہ بھی اصل پھوپی کے برابر ہے
اسی طرح پر دودھ کے سبب سات قسم کے مرد عورتوں پر حرام ہیں (۱) دودھ پیاری کا خاوند کہ وہ اس
لڑکی کے باپ کے برابر ہے (۲) دودھ پینے والا بچہ دودھ پیاری پر حرام ہے کہ وہ اس کے بیٹے کے
برابر ہے (۳) شیر خوار کی اولاد کہ وہ مرضعہ کے پوتے اور نواسوں کے برابر ہیں (۴) مرضعہ کے شوہر
کی نسبی اور رضاعی اولاد اور مرضعہ کی نسبی اولاد دودھ پینے والے لڑکے پر حرام ہیں کہ وہ اس کے بھائیوں
کے برابر ہیں (۵) دودھ پیاری کے خاوند کی نسبی اور رضاعی اولاد اور دودھ پیاری کی نسبی اولاد کی اولاد
کہ یہ سب بھانجوں بھتیجوں کے برابر ہیں (۶) دودھ پیاری کے شوہر کا بھائی کہ وہ چچا میں شمار ہے (۷)
دودھ پیاری کا بھائی کہ وہ ماموں گنا جاتا ہے لیکن دودھ پیاری کی مادر رضاعی اور فرزند رضاعی ہو جو دوسرے
شوہر کا دودھ پئے ہوں اور اس کے عمہ اور خالہ رضاعی بہن اور بھانجی اور بھتیجی شیر خوار پر حرام
نہیں اور مرضعہ کی رضاعی اولاد شیر خوار کے باپ پر حرام ہے یا نہیں شیخ طبرسیؒ کہتے ہیں کہ حرام ہے اور شیر خوار
کی بہنیں جنہوں نے وہ دودھ نہیں پیا وہ مرضعہ کے خاوند پر حرام نہیں ہوتیں اور شیر خوار کے بھائی جنہوں
نے وہ دودھ نہیں پیا اور مرضعہ اور اس کی شوہر کی بیٹیوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور بعضے اس کو بھی حرام
جانتے ہیں اور رضاع میں ایک بات نرالی ہے کہ رضاع لاحق نکاح سابق کو بگاڑ دیتا ہے مثلاً کسی کی ماں
اس کی شیر خوار جورو کو دودھ پلا دے تو نکاح ٹوٹ جائے گا کبھی وہ بچی اپنے خاوند پر حلال نہ ہوگی اور
اگر کسی کی بڑی بی بی چھوٹی بی بی کو دودھ پلا دے تو اگر بڑی بی بی مدخولہ ہے تو دونو نکاح سے
نکل جائیں گی ورنہ فقط بڑی حرام ہو جائے گی (۶) قسم وہ عورتیں ہیں جو خاوند والیاں ہوں یا عدہ
رجعیہ میں ہوں اور کوئی ان سے زنا کرے تو اس صورت میں وہ عورتیں زانی پر حرام موبد ہو جائینگی
اور اگر کوئی شخص کسی شخص کی کنیز مدخولہ سے زنا کرے تو آیا اس کا بھی یہی حکم ہے یا نہیں اس مسئلہ
میں اختلاف ہے (۷) قسم وہ عورتیں ہیں جن کے شوہروں نے ان کو طلاق دی ہو اور ابھی عدۃ
پوری نہ ہوئی ہو اور کوئی شخص دانستہ ان سے نکاح کرے تو محض بیکار ہے وہ عورتیں حرام موبد ہو جائینگی
اگرچہ ہمبستر نہ ہوئی ہوں اور اگر نادانستگی میں عقد کر لیا ہو تو دخول کرنے پر حرام ہونگی لیکن اگر کوئی شخص

استبراء کی مدت میں نادانستہ کنیز سے عقد کرے تو آیا اس شخص پر حرام موبد ہو جائے گی جس طرح عدۃ والی عورت حرام ہو جاتی ہے یا حرام نہ ہوگی اسمیں اختلاف ہے اور اگر کوئی شخص شوہر دار عورت سے یا کسی ممنوعہ عورت سے نادانستگی میں عقد کرلے تو آیا محض عقد کرنیسے حرام موبد ہو جاتی ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے (۸) قسم وہ عورت ہے جس سے آدمی حرام کی حالت میں جان بوجھکر نکاح کرے کہ وہ بھی اس محرم پر حرام موبد ہو جائے گی اور اگر نادانستگی میں عقد کیا اور ابھی مقاربت نہیں کی تو فقط عقد باطل ہے حرام موبد نہیں۔ لیکن دخول کیا ہو تو آیا وہ عورت حرام موبد ہو جائے گی یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۹) جس عورت سے خاوند نے لعان کیا ہو وہ اسپر حرام موبد ہے اور لعان کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص اپنی بی بی سے کہے کہ تو نے فلانے سے زنا کرایا ہے اور اپنے دعوے پر گواہ نہ رکھتا ہو تو حاکم شرع ان کو حکم کرے گا کہ ایک دوسرے کو لعنت کریں جس کا بیان عنقریب لعان کی بحث میں آئے گا (۱۰) قسم وہ بہری اور گونگی عورت ہے۔ جس کے شوہر نے اسپر زنا کا دعوے کیا کہ وہ اس کلام کے کہتے ہی اپنے خاوند پر حرام موبد ہو جاتی ہے (۱۱) قسم جو شخص پھوپی یا خالہ سے زنا کرے تو ان کی بیٹیاں اس شخص پر حرام موبد ہو جائیں گی۔ لیکن اگر اشتباہ میں ایسا واقع ہو جائے یا ان کی لڑکیوں سے زنا کرنے کے بعد ان سے زنا کرے تو ان کی بیٹیاں حرام نہ ہونگی (۱۲) قسم میں مرد یا مرد سے کسی نے بدفعلی کی ہو اور کل جزو حشفہ داخل ہو تو مفعول کی ماں بہن بیٹی فاعل پر حرام موبد ہو جائیں گی اور اگر عقد کے بعد سالے یا سسر سے ایسا عمل کرے تو بی بی حرام نہ ہوگی اور آیا دودھ کی ماں بہن اس مفعول کی حرام ہونگی یا نہیں اسمیں اختلاف ہی اور اسی طرح مفعول کی نانی اور پوتی میں اختلاف ہے لیکن مفعول کی بھانجی یقیناً حرام نہیں[ف] ہوتی (۱۳) جب کوئی شخص اپنی بی بی کو نو مرتبہ طلاق دے تو وہ عورت اس پر حرام موبد ہو جائے گی (۱۴) جس لونڈی کو اسکا خاوند چھ مرتبہ طلاق عدی دے لونڈی اسپر ہمیشہ کو حرام ہو جائے گی (۱۵) نو برس سے کم عمر کی لڑکی سے اسکا خاوند صحبت کرے اور پردہ پھٹ جائے خواہ حیض و بول کے مخرجوں کے بیچ کا پردہ پھٹ جائے یا مخرج بول و غائط ایک ہو جائے تو وہ لڑکی اس شوہر پر حرام موبد ہو جائے گی اور بعض کہتے ہیں کہ اگر پھر پردہ اس کا درست ہو جائے تو پھر حلال ہو جائے گی اور اگر جوان عورت کا یہ حال ہو جائے تو اسکے باب میں اختلاف ہے اسی طرح اس لڑکی کے معاملہ میں یہ اختلاف ہے جسکی بکارت یعنی کنوارا پن انگلی سے توڑ دی جائے اور اسی طرح پر کنیز کے باب میں ایسا امر کرنے سے اختلاف ہے مگر اقرب یہ ہے کہ حرام نہ ہوگی (۲) قسم وہ عورتیں ہیں جو حرام موبد نہیں لیکن کسی سبب سے عارضی طور پر حرام ہوں اور وہ سترہ قسم کی عورتیں ہیں (۱) غیر مدخولہ بی بی کی بیٹی کہ بی بی کے طلاق کے بعد اس سے نکاح ہو سکتا ہے لیکن دونوں کو جمع نہیں کر سکتا (۲) بی بی کی بہن اگرچہ متاعی بی بی ہو حرام ہے جب تک بی بی کو طلاق نہ دے اور وہ عدۃ پوری نہ کر چکے اور طلاق بائن میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے (۳) بی بی کی بھتیجی اور

[ف] بعض کے نزدیک اسکے برعکس حکم ہے ۱۲ مترجم

بھانجی ہے یا انکی اولاد سے بے مرضی بی بی کے نکاح اور متعہ حرام ہے اور اجازت دیں تو روا ہے اور کنیز مدخولہ کی بھتیجی اور بھانجی کا بھی یہی حکم ہے اگر وہ بھی کنیز ہوں یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور ہمارے استاد شیخ بہاء الدین مرحوم اس مسئلہ میں سکوت فرماتے تھے اس وجہ سے کہ اس باب میں کوئی حدیث نظر سے نہیں گذری (۴) بے اجازت آزاد بی بی کے کنیز سے عقد حرام ہے اور آیا اسکی اجازت دینے پر بھی جائز ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے (۵) چار سے زیادہ نکاحی عورتیں جائز نہیں اور بقولے ممتوعہ بھی چار ہی میں داخل ہے (۶) آزاد آدمی دو کنیزوں سے زیادہ عقد میں نہیں لاسکتا اور بعضے مجتہد ایک کنیز سے زیادہ جائز نہیں جانتے (۷) غلام دو آزاد عورتوں سے زیادہ جمع نہیں کرسکتا (۸) غلام چار لونڈیوں سے زیادہ عقد میں نہیں لاسکتا (۹) بت پرست عورت مسلمان مرد پر حلال نہیں تاوقتیکہ اسلام قبول نہ کرے (۱۰) جو مسلمان عورت دین سے پھر جائے وہ مسلمان پر حرام ہے (۱۱) یہودن اور فرنگن سے نکاح کرنا حرام ہے البتہ بعضوں کے نزدیک متعہ جائز ہے (۱۲) جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے جب تک وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرکے ہم بستر ہونے کے بعد اس سے طلاق نہ پاوے پہلے خاوند پر حلال نہیں اگرچہ وہ غلام ہو (۱۳) جو شخص اپنی بی بی کو چھ مرتبہ طلاق دے وہ بھی بے دوسرا نکاح کئے تین طلاق کی طرح حلال نہیں ہوتی اگرچہ طلاق دینے والا غلام ہو (۱۴) کنیز دوسری طلاق میں اپنے خاوند پر حرام ہوجاتی ہے جب تک دوسرے سے نکاح کرکے اس کے تصرف میں نہ آئے اگرچہ طلاق دینے والا آزاد ہو (۱۵) جو کنیز چار مرتبہ طلاق پائے گو آزاد کے تحت میں ہو جب تک دوسرے شخص سے اس کا نکاح نہ ہو اپنے خاوند پر حلال نہیں ہوتی (۱۶) جب دو آدمی ایک دوسرے کی بیٹی سے نکاح کریں اور ایک لڑکی دوسری لڑکی کے مہر کی قائم مقام ہو جس کو نکاح شغار یعنی آنٹا سانٹا کہتے ہیں تو دونو نکاح باطل ہونگے (۱۷) جب آدمی کو یہ معلوم ہو کہ ان کل عورتوں میں جن کا شمار ممکن ہے مثلاً اس بستی یا محلہ میں ماں بہن وغیرہ رشتہ دار عورت ہے اور یہ اسکو پہچان نہیں سکتا تو وہ کل عورتیں اسپر حرام ہیں۔ **پانچویں فصل** دخول کے اقسام ہیں اور اس کی اکیاون شکلیں ہیں۔ تین واجب سولہ حرام پانچ سنت ستائیس مکروہ۔ واجب کی پہلی قسم ہر چار مہینے کے بعد بی بی کے پاس جانا (۲) جو شخص اپنی بی بی کے پاس جانے کی قسم کھائے اور عورت حاکم شرع سے نالش کرے تو حاکم چار مہینے کی مہلت دے کر شوہر کو مجبور کرے گا کہ یا کفارہ دے کر دخول کرے یا طلاق دے پس اگر وہ طلاق نہ دے تو دخول کرنا واجب ہوگا اس کا مفصل بیان ایلا کی بحث میں آئے گا (۳) جو شخص اپنی بی بی کو یہ کہے کہ تو اس شخص کی ماں ہے اور عورت حاکم سے رجوع کرے تو حاکم اس کو تین مہینے کی مہلت دے گا بعد اس کے حکم دے گا یا کفارہ دے کر اس کے پاس جائے یا طلاق دے۔ اس کا بیان ظہار میں آئے گا اور حرام کی پہلی قسم حیض میں دخول کرنا (۲) نفاس کی حالت میں (۳) جب میاں بی بی واجب حج یا عمرہ کا

احرام باندھے ہوئے ہوں (۴) جب کوئی ان دونوں میں روزہ واجب یا ماہ رمضان کا یا نذر معین کا مثلاً
رکھے ہو اور غیر معین میں اختلاف ہے (۵) جسوقت نماز کا وقت تنگ ہو (۶) جب دونوں میں کوئی
اعتکاف واجب میں بیٹھا ہو (۷) مرد عورت دونو یا ایک شخص مسجد کے اندر ہوں (۸) ماں کہنے کے بعد
کفارہ دینے سے پہلے (۹) جس حالت میں کسی شخص کی بی بی سے دھوکہ میں مقاربت کی ہو تو عدہ گذرنے تک
شوہر سے مقاربت کرنا حرام ہے (۱۰) جب دخول کی وجہ سے نابالغ لڑکی کا پردہ پھٹ جائے تو پھر اس سے
دخول کرنا حرام ابدی ہے اور بعض مجتہد زخم بھرنے کے بعد حلال جانتے ہیں (۱۱) ایک بی بی کی باری میں دوسری
بی بی کے پاس جانا کہ یہ بھی بعض کے نزدیک حرام ہے (۱۲) جب بی بی مہر لینے کیواسطے نکاح کے بعد شوہر
کو اپنے پاس نہ آنے دے اور شوہر زبردستی دخول کرے تو حرام ہے (۱۳) جب عورت طلاق رجعی کی عدۃ
میں ہو جس میں شوہر کو پھر بی بی بنانے کا اختیار ہے تو غیر مرد کو اس سے ہمبستر ہونا حرام ہے ۔ (۱۴)
جب کسی حاملہ عورت کو خرید کرے تو جب تک اسکے حمل کو چار مہینے نہ گذر جائیں اس سے صحبت کرنا حرام ہے
(۱۵) اس عورت سے دخول کرنا حرام ہے جو بیماری کے عذر سے یا عضو تناسل کی کلانی کیوجہ سے جماع
کرلینے سے عاجز ہو (۱۶) خرید کرنے کے بعد جب تک کنیز کو ایک دفعہ حیض نہ آجائے یا ۴۵ دن خرید کو نہ ہو
جائیں مالک کو دخول کرنا حرام ہے اور آیا اس عرصہ میں جماع کی طرح بوس وکنار بھی حرام ہے یا نہیں اسمیں
اختلاف ہے اور پہلی صورت سنت کے مطابق دخول کرنا ہے جبکہ کوئی نقصان نہ ہو اور اسپر قادر ہو (۲)
ماہ رمضان کی چاندرات کو (۳) دوشنبہ اور سہ شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی راتوں کو عشا کے بعد (۴)
پنجشنبہ کے دن ظہر کے وقت (۵) جمعہ کے دن عصر کے بعد دخول کرنا اور دخول کی ستائیس وجہ مکروہ ہیں
پہلی وجہ غسل یا وضو سے پہلے احتلام کے بعد بی بی کے پاس جانا ہے کہ حدیث کی رو سے اس شکل میں
فرزند دیوانہ ہوگا (۲) ننگے ہو کر جماع کرنا (۳) کشتی میں اور آسمان کے نیچے اور میوہ دار درخت کے نیچے
(۴) فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک (۵) دن نکلتے جب آفتاب پر زردی آجائے (۶) پنجشنبہ کے سوا اور
دنوں میں ظہر کے وقت (۷) دن چھپتے جب آفتاب زرد ہو جائے (۸) غروب کے بعد شفق کے دور
ہونے تک (۹) ہر مہینے کی پہلی شب میں سوائے ماہ رمضان کے جسکا بیان ہوچکا اور اسی طرح شروع رات
میں (۱۰) ہر مہینے کی پندرہویں شب کو خصوصاً ماہ رمضان میں (۱۱) ہر دوازدہ ماہ کے اخیر چاند میں اس لئے
کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو بچہ شروع چاند میں یا وسط میں یا اخیر مہینے میں پیٹ میں پڑے اول تو وہ شکم ضائع
ہو جائیگا اور اگر ضائع نہ ہوا تو دیوانہ پیدا ہوگا (۱۲) گہن کے وقت اور جسوقت کالی پیلی آندھیاں چلتی
ہوں جن سے خوف معلوم ہو اور زلزلہ کے وقت مقاربت کرنا (۱۳) جس جگہ کوئی بچہ دیکھ رہا ہو حدیث
میں آیا ہے کہ اس جماع سے جو لڑکا پیدا ہو خواہ لڑکا ہو خواہ لڑکی زناکار ہوگا اور بعض عالم کہتے
ہیں کہ اس صورت میں مکروہ ہے جب بچہ تمیز دار ہو لیکن حدیث میں مطلق واقع ہوا ہے اسی طرح

اس صورت میں مکروہ ہے جب کوئی عورت دیکھتی ہو (۱۴) رو بقبلہ اور پشت بقبلہ اور کھڑے ہو کر اور سورج کی طرف منہ کرکے (۱۵) سفر میں جہاں پانی نہ ہو آیا حضر میں بھی پانی نہ ہو تو دخول مکروہ ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۱۶) کنواری لڑکی کے ساتھ متعہ کرکے دخول کرنا اس لئے کہ سنت ہے کہ اگر کنواری سے متعہ کرے تو ازالہ بکارت نہ کرے (۱۷) زوجہ کی دبر میں دخول کرنا۔ اور مالک بھی جس کو سُنی امام کہتے ہیں اسی کا قائل ہے اور ایک جماعت علما شیعہ کی وطی دبر کو حرام جانتی ہے (۱۸) حاملہ لونڈی جس کا حمل چار مہینے کا ہو وطی کرنا (۱۹) حرام کے جنے سے صحبت کرنا خواہ نکاح متعہ کرے خواہ زر خرید ہو (۲۰) کل جزو مہر دینے سے پہلے (۲۱) جس صورت میں نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا ہو تو مقرر کرنے سے پہلے دخول کرنا مکروہ ہے (۲۲) اس عورت سے جو حیض و نفاس سے صاف ہو گئی ہو اور ابھی نہائی نہ ہو (۲۳) عید کی رات (۲۴) اذان اور اقامت کے بیچ (۲۵) اس رات کو جس دن سفر سے آیا ہو (۲۶) اس رات کو جس کی صبح کو سفر میں جائیگا (۲۷) کسی غیر عورت کے خیال میں بی بی کے پاس جانا۔ **تتمہ** وطی شبہ کی تین قسم ہیں اول یہ ہے کہ فاعل میں شبہ ہو مثلاً کوئی شخص ایک عورت کو اپنے فرش خواب میں پائے اور بی بی سمجھکر تصرف میں لائے (۲) فاعل کی نسبت شبہ واقع ہو جیسے کنیز مشترک سے دخول کرے یا مکاتب و فرزند کی کنیز سے (۳) مسئلہ میں شبہ ہو یعنی اختلافی ہو جیسے اس عورت سے دخول کرنا جو حرامزادی ہو اس کے حرام ہونے میں اختلاف ہے پس اگر اس صورت میں دخول کریگا تو وطی بالشبہہ ہو گی اور وطی بالشبہہ کے پانچ حکم ہیں (۱) یہ ہے کہ واطی پر حد جاری نہ ہو گی مگر وطی کنیز میں شرط ہے کہ حلال ہونے کا گمان رکھتا ہو ورنہ شریک کے حصہ کے موافق سزا ملے گی (۲) وطی شبہ میں نسب ثابت ہوتا ہے جو فرزند پیدا ہو گا حلال زادہ کہلائے گا اور نا دانستہ مقاربت کرے تو ولد الحرام ہے (۳) عورت وطی شبہ کا عدۃ رکھے گی تاکہ اس شخص کا نطفہ شوہر کے نطفہ سے مشتبہ نہ ہو اور اگر دانستہ دخول کیا تو عدۃ نہیں اور اگر عورت ناواقف ہو تو آیا عدۃ رکھے یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۴) وطی شبہہ کی بابت مہر دینا آتا ہے بشرطیکہ عورت کو خبر نہ ہو اور اگر وہ پہچان گئی تھی تو مہر ندارد ہے (۵) ایسی عورت کی ماں اور بیٹی فاعل پر حرام ہوتی ہیں بشرطیکہ عورت بھی لاعلم ہو اور بعضے مجتہد اس مسئلہ میں توقف کرتے ہیں۔ بہر تقدیر وہ عورت محرم نہیں ہوسکتی اس میں کل کا اتفاق ہے کیونکہ محرم ہونا نکاح صحیح سے ہوتا ہے اور جس عورت کو دیکھنا حرام ہے اسکو ہاتھ لگانا بھی حرام ہے لیکن جس کو ہاتھ لگانا حرام ہو اس کو دیکھنا بھی حرام ہو یہ بات ضرور نہیں کیونکہ دیکھنا غیر عورت کا گواہ ہونے کی وجہ سے حلال ہے اور ہاتھ لگانا حرام ہے البتہ کبھی ہاتھ لگانا حلال ہوتا ہے اور دیکھنا مکروہ اس کی مثال یہ ہے کہ اپنی بی بی کو ہاتھ لگا سکتے ہیں مگر اس کی شرمگاہ کو دیکھنا مکروہ ہے چنانچہ بیان ہوا

چھٹی فصل ان چیزوں کے بیان میں جو عقد اور تمکین یعنی طاعت اور دخول پر مترتب

ہوتی ہیں اور وہ ایک سو سات امر ہیں اکتیس واجب ہیں حرام دو سنت اور چوہتّر امر اور ہیں اور وہ خصائص کہلاتے ہیں۔ پس اکتیس واجب میں پہلا امر یہ ہے کہ مرد وعورت دو تو نماز کیلئے غسل کریں (۲) پانی نہ ہونے پر تیمم کرنا (۳) واجب روزوں کی قضا دینا جس صورت میں روزے کی حالت میں دخول کرے (۴) واجب اعتکاف کی قضا لازم ہوگی جبکہ اثنائے اعتکاف میں دخول کرے (۵) جب دو اعتکاف یا زیادہ واجب ہوں اور پے درپے بجالانا قرار دیا ہو اور اثنار میں دو اعتکاف کے وطی کرے تو دو اعتکاف کا پورا کرنا ہوگا (۶) واجب حج اور عمرہ کی قضا جبکہ وقوف عرفہ اور مشعر الحرام سے پہلے جان کر دخول کیا ہو۔ (۷) جس حج کو دخول سے باطل کیا ہو اس کے افعال کو پورا کرنا (۸) روزہ واجب اور اعتکاف واجب اور حج واجب میں دخول کرے تو کفارہ دے گا جس کا بیان روزہ اور اعتکاف اور حج کے باب میں ہوا (۹) جس صورت میں حج کی حالت میں زوجہ سے مقاربت کرے اور زوجہ راضی نہ ہو تو اس کا نان ونفقہ اور خرچ سواری آئندہ سال حج کرنے کے واسطے شوہر پر واجب ہے (۱۰) جس جگہ اول سال میں مقاربت کی تھی جب دوسرے سال اس جگہ پہنچے تو کوئی ایسا شخص اس کے ساتھ ہو کہ جو اس کو حج کے ختم ہونے تک اس کی بی بی سے خلوت نہ کرنے دے (۱۱) جو شخص حیض کی حالت میں صحبت کرے اس پر کفارہ واجب ہے جس کا بیان حیض کی بحث میں ہوا اور بعض مجتہد کفارہ دینا سنت جانتے ہیں (۱۲) جو عورت حیض کے سن میں ہو اور اس سے شبہ میں کوئی مقاربت کرے تو وہ عورت عدت رکھے گی اسی طرح اس عورت پر عدت لازم ہے جس کا شوہر دخول کے بعد اس کو طلاق دے (۱۳) جو شخص صاحب زوجہ کسی عورت سے زنا کرے تو حاکم شرع اسکو سنگسار کرے گا اور اگر عورت بھی شوہر دار ہے تو وہ بھی سنگسار کی جائیگی اور اگر بے شوہر ہو یا مرد نکاحی عورت نہ رکھتا ہو تو سو سو کوڑے ان کے لگائے جائیں گے اور عورت کا سر مونڈا جائے گا اور مرد کو سال بھر کے لئے دیس نکالا دیں گے اس کی تفصیل عنقریب آتی ہے (۱۴) جب کوئی شخص اپنی بی بی کو تیسری دفعہ طلاق دے تو وہ عورت جب تک دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کے بعد ہمبستر نہ ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے اسوقت تک شوہر اول پر حلال نہ ہوگی اسی طرح پر چھٹی طلاق کے بعد محلل کی ضرورت پڑتی ہے یعنی دوسرا شخص نکاح کرکے دخول کرے اور اسی طرح ہر تیسری طلاق میں غیر عدی طلاقوں سے غیر کے دخول کی ضرورت ہے لیکن عدی طلاق میں نویں مرتبہ میں حرام موبد ہو جائیگی چنانچہ بیان ہوگا اور مطلقہ کنیز ہو تو دوسری اور چوتھی طلاق کے بعد میں دوسرے شخص کے دخول کی ضرورت ہے (۱۵) جو شخص اپنی زوجہ سے وفات کے بعد مقاربت کرے اسکو سزا دی جائیگی (۱۶) جب کسی لونڈی کو باکرہ ہونے کے اقرار پر خریدے اور دخول کے بعد معلوم ہو کہ باکرہ نہ تھی تو قیمت کا دسواں حصہ کنیز کے ساتھ بائع کو دے (۱۷) جب دخول کے بعد معلوم ہو کہ یہ لونڈی حاملہ ہے اور واپس کرے

تو بیسواں حصہ قیمت کا کنیز کے ساتھ دینا پڑے گا (۱۸) جب کوئی شخص دین سے بے دین ہونیکے بعد اپنی بی بی سے مقاربت کرے تو اس کے ذمہ ایک مہر اور لازم ہوگا (۱۹) جو شخص ایسی کنیز کو خرید کرے جس سے اس کے مالک نے مقاربت کی ہو تو واجب ہے کہ حیض گزرنیکے بعد دخول کرے اور اگر اس کو حیض نہ آتا ہو اور عمر اس کی حیض آنے کے قابل ہو تو پینتالیس روز صبر کرے اسکے بعد دخول کرے اور اگر وہ کنیز اپنے پہلے مالک کی مدخولہ نہ ہو تو اسی دن مقاربت کر سکتا ہے (۲۰) جس عورت کو دخول سے پہلے طلاق دے تو نصف مہر دینا آتا ہے اور دخول کے بعد پورا مہر (۲۱) اگر عقد کے وقت مہر معین نہ ہوا ہو تو مہر المثل دینا واجب ہے (۲۲) اگر عورت مہر کی تعداد کو مقرر کرنا شوہر کو سونپ دے تو شوہر پر واجب ہے کہ دخول کے بعد مہر کو مشخص کر دے (۲۳) جن مقامات پر مہر معین فاسد ٹھیرتا ہے مہر المثل لازم ہوتا ہے اور اسی طرح پر وطی شبہ اور زنا بالجبر میں مہر المثل دینا لازم آتا ہے (۲۴) جس عورت سے نکاح کیا ہو اس کو خرچ خوراک دینا لازم ہے بلکہ طلاق کے بعد بھی جب تک عدۃ میں رہے اور حاملہ ہو تو وضع حمل تک اور خوراک کی طرح تن ڈھکنے کو کپڑا اور رہنے کو گھر اور اگر ایسے گھرانے کی ہو جو خود کام نہ کرتی ہو تو خدمتگار بھی دینا لازم ہے اور اسی طرح پر فرش اور نہانے دہونے کا سامان اور خوشبو اور کھانے پکانے کے برتن دے اور ضرورت کے وقت حمام کا محصول اور غسل کے پانی کے دام بعض کے قول کے موافق دینے چاہئیں (۲۵) ہر چوتھی رات پاس لیٹنا واجب ہے (۲۶) جن راتوں کو بے وجہ پاس نہ لیٹا ہو ان کی قضا واجب ہے (۲۷) اگر بے مرضی منکوحہ عورت کے فرج کے باہر منی گرائے تو دس مثقال سونا اسکو دے (۲۸) جس عورت کا خاوند مر جائے اسپر واجب ہے کہ چار مہینے دس دن کسی طرح کا سنگار نہ کرے (۲۹) جن چیزوں پر مقاربت اور حظ صحبت موقوف ہو ان کا بندوبست عورت پر واجب ہے (۳۰) جو عورت بے مہر اپنے نفس کو حوالے کر دے اور شوہر اسکو طلاق دے یا دخول سے پہلے کسی وجہ سے نکاح ٹوٹ جائے اور مہر کی تعداد کا کچھ تصفیہ ابھی نہیں ہونے پایا تھا تو اگر شوہر مالدار ہے تو ایک قیمتی کپڑا جس کی لاگت دس مثقال سونا ہو یا اسی قیمت کا گھوڑا یا اتنا سونا اسکو دے اور غریب آدمی سونے یا چاندی کی ایک انگوٹھی اور اوسط درجہ کا آدمی پانچ مثقال کا قیمتی جوڑا یا گھوڑا یا پانچ دینار نقد حوالے کرے اور اس مسئلہ میں غلام اور آزاد کا یکساں حال ہے (۳۱) جو شخص کسی حلال جانور سے بدفعلی کرے تو اسپر واجب ہے کہ اس جانور کی قیمت اس کے مالک کو دے اور وہ حیوان ذبح کر کے جلا دیا جاوے گا لیکن وہ بیس امر جو حرام ہیں ان میں پہلا امر بلا غسل نماز پڑھنا (۲) بدون غسل طواف کرنا (۳) ناپاکی میں روزہ رکھنا (۴) غسل بغیر قرآن کا سجدہ یا سہو کا سجدہ کرنا (۵) ان چاروں سورتوں کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے حتیٰ کہ ان سورتوں کے قصد سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھ سکتے (۶) جنابت کی حالت میں مسجد الحرام اور مسجد مدینہ میں جانا (۷) کل مسجدوں میں ٹھیرنا (۸) خوشدامن سے نکاح کرنا (۹) جس

عورت سے مقاربت کرے اسکی بیٹی سے نکاح کرنا (۱۰) عورت کو اپنے خاوند کے باپ اور بیٹے سے نکاح کرنا (۱۱) بی بی کی موجودگی میں سالی سے عقد کرنا خواہ بی بی عقد میں ہو یا عدۂ رجعیہ میں ہو۔ (۱۲) بے اجازت بی بی کے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے عقد کرنا (۱۳) باپ[ؔ] کی منکوحہ بیٹے پر اور بیٹے کی منکوحہ باپ پر حرام ہے (۱۴) جس کے پاس چار عورتیں نکاحی ہوں اسپر پانچویں عورت سے نکاح کرنا حرام ہے اور اسی طرح دو کنیز گھر میں ہوں تو تیسری کنیز کو عقد میں لانا (۱۵) غلام کو دو آزاد اور چار کنیز سے زیادہ نکاح میں لانا (۱۶) جس کے پاس آزاد عورت ہو وہ بے اسکی مرضی کے پرائی کنیز سے نکاح یا متعہ نہیں کرسکتا۔ اور آیا غلام بھی اپنی آزاد بی بی کے بغیر اجازت کنیز سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ نہیں کرسکتا اور بعض سنی اسکو جائز جانتے ہیں (۱۷) اپنی مدخولہ عورت کے فرزند سے انکار کرنا کہ یہ میرا نہیں حرام ہے (۱۸) آزاد منکوحہ کے وطی میں اس کی بلا اجازت منی فرج سے باہر گرانا حرام ہے لیکن ممتوعہ اور کنیز کے ساتھ جائز ہے (۱۹) جس عورت کا کسی سے نکاح ہو وہ دوسرے شخص پر حرام ہے گو شوہر کے پاس نہ گئی (۲۰) جب عورت ایک دفعہ شوہر کے پاس جا چکے تو پھر اسکو مہر لینے کے واسطے مقاربت سے انکار کرنا حرام ہے اور دو تو سنتی کام ہیں سے (۱) امر یہ ہے کہ دخول کے بعد غسل سے پہلے سوئے تو وضو کرے اور یہ وہ وضو ہے جس کو مجتہد کہتے ہیں کہ پیشاب یا پرخانہ سے نہیں ٹوٹتا اور اگر پانی نہ ہو تو تیمم سنت ہے (۲) سب بی بیوں کو برابر سمجھنا سب کیساتھ یکساں ہنسی خوشی سے پیش آنا اور رات کی طرح دنوں کو بھی ان پر تقسیم کرنا اور دہ چوٗن امر جو خصائص سے ہیں ان میں سے (۱) امر یہ ہے کہ وضو اور غسل اور تیمم دخول سے ٹوٹ جاتا ہے (۲) نماز باطل ہو جاتی ہے (۳) روزہ باطل ہو جاتا ہے اگر اپنے ارادے سے جماع کرے (۴) توالی یعنی سلسلہ ان روزوں کا جن میں منت سے توالی کو شرط کیا ہو دخول سے ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح رمضان وغیرہ کے کفارہ میں دخول سے توالی جاتی رہتی ہے مگر جبکہ دوسرے مہینے کی پہلی کے بعد دخول واقع ہو تو توالی نہیں جاتی (۵) اعتکاف باطل ہو جاتا ہے (۶) حج اور عمرہ بگڑ جاتا ہے اگر وقوف مشعر اور عرفہ سے پہلے جان کر دخول کرے (۷) فاسق ہو جانا جبکہ احرام یا روزہ یا اعتکاف واجب میں جانکر دخول کرے (۸) دخول ہونے سے عورت باکرہ نہیں رہتی پس جو احکام باکرہ[؎] سے مخصوص ہیں وہ ساقط ہو جاتے ہیں مثلاً نکاح کی اجازت میں باکرہ کا سکوت کافی ہو جاتا ہے اور غیر باکرہ کا زبانی اقرار لیا جاتا ہے (۹) دخول کرنے سے مرد عنین ہونے سے نکل جاتا ہے (۱۰) جو بچہ دخول سے چھ ماہ کے بعد پیدا ہو وہ دخول کرنے والا کہلائے گا

[؎] یہ مسئلہ مکرر ذکر ہو گیا ہے فقط عنوان کا فرق ہے ۱۲ مترجم

[؎] باکرہ غیر مدخولہ کو کہتے ہیں بیاہی ہو یا کنواری بیوہ ہو یا سہاگن لیکن باکرہ کے عقد ثانی میں اقرار زبانی لینا احوط ہے جس طرح کنواری غیر باکرہ سے لیا جاتا ہے ۱۲ مترجم

اگرچہ شبہہ میں دخول کیا ہو بشرطیکہ وہ عورت بے شوہر ہو یا اس عرصہ میں اپنے شوہر کے پاس نہ گئی ہو (۱۱) دخول کی وجہ سے عدۃ رجعیہ میں رجوع متحقق ہو جاتا ہے (۱۲) اگر زوجہ مدخولہ کی اولاد کو اولاد نہ کہے تو لعان کرنا پڑتا ہے (۱۳) دخول کے بعد تقاضائے مہر کی غرض سے عورت کو منصب نہیں رہتا کہ مقاربت سے انکار کرے چنانچہ گذرا (۱۴) طلاق سنت اور بدعت کا ثبوت (۱۵) کنیز مکاتبہ کی وطی پر مہر کا ثابت ہونا (۱۶) کنیز مشترکہ کی وطی پر مہر عائد ہونا (۱۷) دخول سے کنیز فراش ہو جاتی ہے یعنی اس کی اولاد اس کی کہلائے گی اس مضمون پر ایک روایت وارد ہے (۱۸) اگر زنا سے حاملہ ہو تو دخول سے عدۃ قطع ہو جاتی ہے (۱۹) اگر بائع کنیز سے وطی کرے تو مشتری کو فسخ کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے (۲۰) اگر مشتری کنیز نے کنیز سے دخول کیا ہو تو بائع کا اجارہ ہو گا (۲۱) دخول کے سبب سے جس جگہ پر ہبہ کو مسترد کر سکتے ہیں کنیز کا ہبہ فسخ نہیں ہوتا (۲۲) بیع فسخ ہو جائے گی جس صورت میں بائع قیمت میں کوئی عیب دیکھے جیسے اس کنیز کا مدخولہ ہونا جو کسی چیز کی قیمت میں دی جائے (۲۳) دخول انتخاب پر دلالت کرتا ہے مثلاً کوئی شخص مسلمان ہو جائے اور چار عورتوں سے زیادہ اس کے پاس ہوں تو اس کو لازم ہے کہ ان میں سے چار کو چھانٹ لے پس جس جس عورت سے وہ دخول کرے گا وہ خود بخود منتخب ہو جائے گی اسی طرح پر طلاق مبہم اور عتق مبہم میں دخول سے غیر مطلقہ اور مملوک کی اور آزاد کی تعیین ہو جاتی ہے (۲۴) اگر مدخولہ عورت مرتد ہو جائے تو فسخ نکاح انقضائے عدۃ پر موقوف رہے گا چاہے مرتد فطری ہو یا ملی اور مرد مرتد ہو جائے اور پیدائشی مسلمان نہ ہو تو بھی یہی حال ہے اور عورت مدخولہ مسلمان ہو جائے یا مرد مسلمان ہو جائے اور اسکی مدخولہ بت پرست ہو تو بھی یہی حکم ہے (۲۵) دخول کرنا واپس کرنے کو کنیز کے مانع ہے مگر بوجہ حاملہ ہونے کے یا غیر بکر ہونے کے واپس ہو سکتی ہے اور دخول کرنا اس صورت میں پلٹانے کو مانع نہ ہو گا (۲۶) بعض کے نزدیک اگر کنیز دخول کے بعد آزاد ہو جائے تو اسکو اپنے عقد کے فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہتا خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام اور دخول سے پہلے آزاد ہو جائے تو فسخ میں مختار ہے (۲۷) جو شخص مسلمان ہو جائے اور اس کے پاس چار یا چار سے زیادہ مدخولہ عورتیں ہوں تو انقضائے عدۃ تک وہ اور نکاح نہیں کر سکتا اس سے پہلے کہ شاید وہ سب عورتیں عدۃ کے اندر مسلمان ہو جائیں اور اگر مدخولہ نہ ہو تو فوراً وہ اپنا اور نکاح کر سکتا ہے اور اسی طرح پر ان کافر عورتوں کی بہنوں سے جو مسلمان ہوں عدۃ کے اندر عقد نہیں کر سکتا اسی طرح پر نو مسلم اپنی آزاد بی بی کافرہ کی عدۃ کے ختم تک اپنی کنیز بی بی کو اختیار نہیں کر سکتا (۲۸) جو ظہار دخول پر معلق ہو وہ دخول سے واقع ہو جاتا ہے (۲۹) جو عتق نذر کی وجہ پر معلق ہو وہ دخول سے متحقق ہو جاتا ہے (۳۰) شوہر اور زوجہ میں دخول کے بعد کوئی عیب پیدا ہو جائے تو فسخ کا اختیار نہیں رہتا سوائے مرد کی دیوانگی کے کہ وہاں عورت کو اختیار باقی رہتا ہے، چنانچہ عنقریب بیان ہو گا (۳۱) منعہ میں جتنے دن گذرتے جائیں گے اسی قدر

مہر قائم ہوتا جائے گا (۳۲) اگر کوئی بیمار عورت سے نکاح کرے تو جب تک دخول نہ کرے وہ نکاح قائم نہیں ہوتا اگر بے دخول کئے مرجائے تو نکاح باطل ہوجاتا ہے اور جب دخول واقع ہوگیا تو نکاح کی صحت قائم ہوجائیگی (۳۳) دخول سے مرد اور عورت کا محصن اور محصنہ ہونا ثابت ہوتا ہے خواہ عقد دوام سے دخول کرے یا ملک سے (۳۴) دخول سے رضاعت کی حرمت ناشر ہوتی ہے یعنی اثر اپنا پیدا کرتی ہے اور بے دخول کے رضاع ناشر نہیں ہوتا (۳۵) جس عورت سے دخول کرے اسکی بیٹی محرم ہوجاتی ہے اور ساس اپنی بیٹی کے نکاح ہوتے ہی داماد کی محرم ہے (۳۶) جب عنین اپنی بی بی سے ایک دفعہ دخول کرے تو پھر اس عورت کو فسخ کا اختیار نہیں (۳۷) ایلا اور ظہار میں دخول سے رجوع متحقق ہوجاتا ہے (۳۸) شوہر پیاز و لہسن وغیرہ بودار چیزوں کے استعمال سے زوجہ کو روک سکتا ہے اور جن چیزوں سے طبیعت متنفر ہو ان کی صفائی کا حکم دے سکتا ہے اس لئے کہ مہر کا ادا کرنا اس کا مقتضی ہے کہ شوہر کو اسبات کا اختیار رہے (۳۹) ان علماء کے نزدیک جو یہودیہ اور نصرانیہ سے متع جائز جانتے ہیں ان پر شوہر غسل کرنے کا جبر کرسکتا ہے اور شراب اور سور وغیرہ نجاسات کے استعمال سے روک سکتا ہے (۴۰) زوجہ مدخولہ کو شوہر منع کرسکتا ہے کہ مریضوں کی عبادت کے لئے یا سفر غیر واجب کے واسطے گھر سے باہر نہ جائے (۴۱) جو شخص نکاح کرنے کی قسم کھائے یا منت کرے تو عقد کرنیسے نذر پوری ہوجاتی ہے اسی طرح جو قسم کھائے یا منت کرے کہ نکاح نہ کرونگا تو بفور عقد کرنیکے مخالفت نذر اور قسم لازم آئے گی (۴۲) دخول کرنے والا عقد کے بعد عذب ہونے سے بری ہوجاتا ہے (۴۳) عقد کی وجہ سے مرد اور عورت ایک دوسرے کے بدن کو دیکھ سکتے ہیں اور حظ اٹھا سکتے ہیں (۴۴) عقد کرنے سے انسان کو طلاق اور خلع اور ظہار اور ایلا اور لعان کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے (۴۵) عیب کی وجہ سے مرد اور عورت دونو کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہوتا ہے (۲۶) مرد کو جائز ہے کہ سفر کرے اور اپنی بی بی سے علیحدہ ہو (۴۷) ولی کو مہر کے عفو کرنیکا جو اختیار دیا گیا ہے وہ دخول کے بعد ساقط ہوجاتا ہے (۴۸) عقد کے بعد زن و شوہر ایک دوسرے کے وارث قرار پاتے ہیں اور بیمار بعد دخول کے (۴۹) شوہر اپنی زوجہ منکوحہ کو اور زوجہ شوہر کو غسل و کفن دے جائز ہے (۵۰) محض عقد سے عورت طلاق کے بعد نصف مہر کی مستحق ہوجاتی ہے (۵۱) جسوقت میاں بی بی میں تکرار ہو تو حاکم شرع ایک ایک شخص کو دونو کے عزیزوں میں سے ان کے درمیان اصلاح کرانے کو حکم قرار دے گا (۵۲) مرد کا قول مہر کی تعداد میں اور عورت کا قول ادا نہ ہونے میں قبول کیا جائے گا (۵۳) جسوقت میاں بی بی میں تعداد مہر میں اختلاف ہو تو دونو حلف کریں گے (۵۴) مرد زوجہ کو قسم اور نذر اور عہد کرنے سے اور کسی بچہ کو دودھ پلانے سے اگر اس کے حقوق شرعی میں خلل پڑے تو مانع آسکتا ہے۔ تتمہ واضح ہو کہ جسقدر یہ حکم بیان ہوئے قُبل اور دبر ان سب میں برابر ہیں فقط پانچ مقام فرج سے مخصوص ہیں (۱) حلال ہونا اس آزاد عورت کا جسکو تیسری

دفعہ طلاق ملی ہو اور اس کنیز کا جس کو دوسری طلاق دی جائے کہ یہ قُبل کے دخول پر موقوف ہے جو دوسرا شوہر کرے (۲) جس شخص نے ایلا کی ہو یعنی اپنی بی بی کے پاس جانے کی قسم کھائی ہو جب وہ سامنے کے رخ دخول کرے تو ایلا کا حکم برطرف ہو جائے گا (۳) احصان یعنی عورت کا محصنہ ہونا اور مرد کا محصن ہونا قُبل میں دخول سے ثابت ہوتا ہے (۴) عورت کے بولنے کی ضرورت یعنی زبان سے نکاح کی اجازت دینا اسوقت لازم ہے جب قُبل میں دخول واقع ہوا ہو (۵) بعض کے نزدیک فرج سے منی کا نکلنا غسل کا باعث ہے لیکن دبر سے منی نکلنا کسی کے نزدیک غسل کا موجب نہیں اور جتنے حکم کہ دخول پر مترتب ہوتے ہیں ان میں شرط یہ ہے کہ کل حشفہ یا کسی قدر حشفہ غائب ہوا اور آیا کہ جس شخص کی سپاری کٹ گئی ہو اصل عضو کی بقدر حشفہ کے داخل ہونے سے یہ احکام ثابت ہوں گے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم وہاں پر جاری نہیں البتہ جس مرد سے بدفعلی کرے اسکی ماں بیٹی بہن حرام ہو جائیں گی۔ **تکملہ** چھ حکم بکارت کے خواص سے ہیں یعنی باکرہ سے مخصوص ہیں (۱) یہ کہ اسکے نکاح کا اختیار اس کے دادا اور باپ کو ہے (۲) مستحب ہے کہ عقد کے واسطے بکر کو پسند کرے (۳) اگر کنیز کے بکر کے دینے کی وصیت کی ہو تو باکرہ دیں پس اگر غیر باکرہ دیں گے تو بری الذمہ نہ ہوں گے (۴) جس شخص کو باکرہ کنیز کی خرید کو بھیجیں اس کو باکرہ خریدنی چاہیئے ورنہ صحیح نہیں (۵) باکرہ کے سکوت پر نکاح کے وقت اکتفا کر سکتے ہیں اور غیر باکرہ ہو تو منہ سے کہلائیں گے (۶) زفاف یعنی جانے کے بعد سات شب بکر سے مخصوص ہوں گی اس کے پاس لیٹنا چاہیئے بخلاف غیر باکرہ کے کہ اس سے فقط تین رات مخصوص ہونگی اور بکارت جس طرح وطی کرنے سے زائل ہو جاتی ہے اسی طرح پر دوسرے سبب سے بھی پردہ پھٹ سکتا ہے مثلاً جیسے کودنے پھاندنے سے یا کوئی چیز شرمگاہ میں گھس جائے یا کوئی بیماری ہو جائے یا سن ڈھل جائے اور آیا غیر جماع سے بکارت زائل ہو تو احکام بکارت کے زائل ہو جائیں گے یا باقی رہیں گے۔ مثلاً نکاح میں اس کے بولنے کی ضرورت پڑے گی اور نکاح کے بعد کل تین شبیں ملیں گی یہ مسائل اس عورت سے مخصوص ہیں جس کی بکارت جماع سے گئی ہو اس میں اختلاف ہے اور بعض سنی کہتے ہیں کہ ایسی عورت نہ باکرہ ہے نہ غیر باکرہ۔ **تتمہ** علمائے شیعہ کی عادت میں داخل ہے کہ نکاح کے ذیل میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص کو ذکر کیا کرتے اگرچہ انمیں سے بعض کو نکاح سے کچھ تعلق نہیں ان بزرگوں کے دستور کے موافق بندہ دعاگو بھی اس کتاب میں ان کا ذکر کرتا ہے پس واضح ہو کہ تینتیس حکم ان حضرت سے مخصوص ہیں (۱) یہ ہے کہ لونڈی سے نکاح کرنا حضرت پر حرام تھا اور دوسروں کو دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے ایک تو یہ ہے کہ آزاد عورت کے عقد پر قادر نہ ہو دوسرے زنا کے واقع ہونے کا ڈر ہو دوسرا حکم یہ ہے کہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح کرنا حضرت پر حرام تھا اور باقی لوگوں کو بعض علماء کے نزدیک جائز ہے

(۳) جس عورت کی جانب آپ رغبت سے نظر فرماتے تھے وہ عورت اپنے خاوند پر حرام جاتی تھی اور اس پر اُسے طلاق دینا واجب ہوجاتا تھا لیکن یہ حکم پھر منسوخ ہوگیا تھا (۴) چار عورتوں سے زیادہ امت پر حرام ہیں اور حضرت پر حلال تھیں اور نو سے زیادہ حرام تھیں اور ان نو کو بدل کرنا بھی حرام تھا لیکن یہ حکم پھر منسوخ ہوگیا تھا (۵) آپ کو اختیار تھا کہ جس عورت کو چاہیں رکھیں جس کو چاہیں جدا کریں اور کچھ طلاق کی ضرورت نہ تھی اور امت کی عورتیں بے طلاق کے جدا نہیں ہوسکتیں (۶) آپ پر تن بخشی یعنی ہبہ کے لفظ سے نکاح کرنا اور بے مہر وطی کرنا درست تھا اور کسی کو جائز نہیں (۷) راتوں کا تقسیم کرنا اور باری باری ازواج کے پاس جانا جس طرح امت پر واجب ہے کہ ہر چوتھی شب ایک عورت کے پاس لیٹے اس طرح حضرت پر واجب نہ تھا (۸) حضرت کی ازواج دوسروں پر حرام ہیں (۹) مسواک کرنا حضرت پر واجب تھا (۱۰) آپ پر قربانی کرنی واجب تھی (۱۱) تہجد کی نماز حضرت پر واجب تھی (۱۲) ناجائز کام کو دیکھ کر منع کرنا آپ پر واجب تھا اگرچہ دوسرا بھی منع کر چکا ہو (۱۳) واجبی صدقہ حضرت پر حرام تھا اور بعض کے نزدیک سنتی صدقہ بھی حرام تھا (۱۴) کن آنکھی مارنا یعنی کسی کے قتل یا پٹوانے کو در پردہ آنکھ سے اشارہ کرنا روا نہ تھا اور اوروں کو سوائے ناجائز کام کے اشارہ میں باتیں کرنا حرام نہیں (۱۵) لکھنا حضرت کو حرام تھا (۱۶) شعر کہنا حضرت کو حرام تھا (۱۷) جب تک دشمن کا سامنا نہ ہوجائے زرہ پہن کر پھر اتارنا حضرت پر حرام تھا (۱۸) حضرت کو جائز تھا کہ مال غنیمت سے جو چیز چاہتے اپنے واسطے پسند کرتے خواہ کوئی خوبصورت لونڈی ہو یا عمدہ جانور یا کوئی نفیس کپڑا چنانچہ جہاد کی بحث میں اسکا ذکر ہوا ہے (۱۹) روزۂ وصال یعنی آٹھ پہر کا روزہ حضرت پر حلال تھا اور اس قسم کا روزہ امت پر حرام ہے (۲۰) حضرت بھوکے پیاسوں سے پانی لے سکتے تھے اور دوسروں پر یہ بات حرام ہے (۲۱) اپنے جانوروں کے چارے کیلئے حضرت جنگل کو رکوا سکتے تھے دوسروں کو یہ بات جائز نہیں (۲۲) آنحضرت پر اور آپ کی امت پر مال غنیمت حلال ہے اور پیغمبروں کے وقت میں حلال نہ تھا ایک جگہ اکٹھا کرکے جلا دینے کا حکم تھا (۲۳) حضرت کو بے احرام باندھے مکہ میں جانا حلال تھا باقی اوروں کو حرام ہے باستثنائے ہیزم کش وغیرہ کے جن کو فقہا نے اپنے مقام پر ذکر کیا ہے (۲۴) حضرت کل عالم پر مبعوث ہوئے (۲۵) حضرت کا معجزہ یعنی قرآن قیامت تک باقی رہے گا (۲۶) آپ پر پیغمبری ختم ہوگئی (۲۷) ایک مہینے کی راہ تک دشمنوں پر آپ کا رعب تھا اس سے حق تعالےٰ نے آپ کی نصرت کی (۲۸) خاص آپ کی امت مسخ ہونے سے اور زمین میں سما جانے سے محفوظ ہے (۲۹) قیامت کے روز خاص آپ کی شفاعت عام ہوگی (۳۰) حضرت پیچھے کی چیز سامنے کی طرح دیکھتے تھے یعنی آپ کو اس کا علم ہوتا تھا (۳۱) سونے کی حالت میں حضرت کا دل بیدار رہتا تھا یعنی جو کوئی کچھ کہتا تھا حضرت کو وہ بات معلوم ہوجاتی تھی (۳۲) آپ کی بی بیوں کو گناہ پر دو گنا عذاب ہوگا اور نیکی کا دو چند ثواب ملے گا (۳۳) حضرت کے وقت میں زمین پر سجدہ کرنا اور خاک پر تیمم کرنا جائز ہوا اور پیغمبروں

کو خاک پر سجدہ کرنا اور وضو اور غسل کے بدلے تیمم جائز نہ تھا۔ **ساتویں فصل** مہر کے بیان میں واضح ہو کہ مہر کا ذکر نکاح دائمی میں شرط نہیں بلکہ سنت ہے پس اگر عقد میں مہر کا ذکر نہ آئے تو عقد صحیح ہے اور دخول کرنے پر مہر المثل لازم ہو گا اگر تعین مقدار پر طرفین راضی نہ ہونگے لیکن سنت ہے کہ جب تک مہر طے نہ ہو جائے مقاربت نہ کریں اور اگر عقد میں یہ شرط کریں کہ مہر نہ ہو گا آیا وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں مجتہدین نے اس میں اختلاف کیا ہے اور سنت ہے کہ پچاس مثقال سونا یا اس سے کم مہر کی مقدار ہو اور مکروہ ہے کہ پچاس مثقال طلا سے زیادہ مہر قرار دیں اور سید مرتضیٰ اس کو ناجائز جانتے ہیں اور سنت ہے کہ اگر مقاربت کرنے سے پہلے شوہر مر جائے تو زوجہ یا اس کا ولی مہر کو معاف کر دے اور اگر عورت اپنی زندگی میں مطالبہ نہ کرے تو اس کے مرنے کے بعد عورت کے وارثوں کو مہر کا دعوے کرنا مکروہ ہے اور جب مہر عقد میں ذکر کیا جائے تو اس کی چھ شرطیں ہیں (۱) یہ کہ جس چیز کو مہر قرار دیں وہ ایسی چیز ہو کہ مسلمان اس کا مالک ہو سکے خواہ عین ہو خواہ کوئی منفعت جیسے کوئی صورت قرآن کی سکھلانا یا صنعت اور کاریگری بتلانا اور اگر ایسی چیز ہو کہ مسلمان اس کا مالک نہیں ہو سکتا جیسے شراب اور سور تو صحیح نہیں اور بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ اس صورت میں نکاح باطل ہے اگر نکاح کو صحیح مان لیں تو آیا مہر المثل ملے گا یا شراب اور سور کی قیمت اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ مہر المثل قرار دیا جائے گا لیکن اگر کوئی نصرانی شراب کو مہر ٹھیرا دے تو درست ہے اگر ادا کرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو وہ شراب کی قیمت دے گا (۲) مہر معلوم ہو خواہ دیکھنے سے جیسے ایک چاندی یا سونے کے پتر یا اناج کی ڈھیری کو مہر قرار دیں گو وزن اس کا معلوم نہ ہو یا اس طرح بیان کرنے سے کہ اس میں کچھ الجھاؤ باقی نہ رہے پس اگر کسی نامعلوم چیز کو مہر قرار دیں تو صحیح نہیں مہر المثل دینا پڑے گا (۳) مہر میں کوئی ایسی شرط نہ لگائیں جو اصل نکاح کے مخالف ہو مثلاً مہر کے ادا کرنے کی ایک میعاد قرار دیں اور یہ ٹھرا لیں کہ اگر وعدہ پر ادا نہ ہو گا تو نکاح باطل ہو جائیگا یہ صحیح نہیں اور آیا یہ شرعاً صحیح نہیں یا اصل مہر اس میں اختلاف ہے (۴) مہر ایسی چیز نہ ہو کہ اس کا وجود اس کے عدم کو لازم ہو پس اگر ایسا مہر ٹھہرائیں گے تو صحیح نہیں مثلاً آقا اپنے غلام کا نکاح کسی ایسی عورت سے کرے جو کل آزاد ہو یا کسی قدر حصہ اس کا آزاد ہو اور اسی غلام کو اس کا مہر قرار دے کہ اس صورت میں یہ مہر باطل ہو کر مہر المثل قرار پائے گا (۵) مہر کی وہ مقدار ہو جس پر عورت راضی ہو۔ پس اگر ایسی ہو کہ عورت اس پر راضی نہ ہو تو صحیح نہیں (۶) نابالغ کے عقد میں ولی کو چاہیے کہ مہر المثل سے کم لڑکی کے لئے اور مہر المثل سے زیادہ لڑکے کے ذمہ قرار نہ دے ورنہ صحیح نہ ہو گا اور آیا اس صورت میں مہر باطل ہے یا نکاح اس میں اختلاف ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ آقا اپنی لونڈی سے نکاح کرے اور اسکی آزادی کو اس کا مہر قرار دے لیکن اس صورت میں پہلے آزاد کرے یا نکاح پڑھے

اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جس بات سے چاہے شروع کرے دونو طرح درست ہے دونو
بمنزلہ ایک کلام کے ہیں یعنی اَنْکَحْتُکِ وَجَعَلْتُ عِتْقَکِ مَهْرَکِ کہے یا اَعْتَقْتُکِ وَتَزَوَّجْتُکِ وَجَعَلْتُ
عِتْقَکِ مَهْرَکِ کہے۔ **آٹھویں فصل** اس بات کے بیان میں کہ دخول کرنے سے مہر معین واجب ہوجاتا
ہے واضح ہو کہ خواہ عقد صحیح ہو یا وطی بالشبہہ دخول کرنے سے مہر معین واجب ہوجاتا ہے خواہ قبل
میں دخول کرے خواہ دبر میں اور کوئی دخول مہر سے خالی نہیں ہوسکتا البتہ چار مقام سے مستثنیٰ
ہیں (۱) یہ کہ آقا اپنی کنیز کا اپنے غلام سے عقد کرے تو اس صورت میں دخول سے غلام پر مہر واجب
نہیں ہوتا لیکن سنت ہے کہ آقا اس غلام کو کچھ دے کہ وہ بطور مہر کے اس کنیز کو دے اور بعض عالم
اس بات کو واجب جانتے ہیں (۲) یہ ہے کہ کافر عورت مرد کافر سے اپنے عقیدے کے موافق بلا مہر
نکاح کرکے دخول کرائے اور پھر وہ دونو مسلمان ہوجائیں تو اس صورت میں بھی مہر نہیں (۳) کوئی سفیہ
عورت ولی کے ذریعہ بالا بالا کسی شخص سے نکاح کرے تو اس صورت میں بھی دخول پر مہر ندارد ہے
(۴) کوئی آزاد عورت کسی غلام سے بغیر اجازت اس کے آقا کے جان بوجھکر عقد کرے تو اس صورت میں
دخول کرنے سے مہر نہیں اور واضح ہو کہ ایک دخول پر ایک ہی مہر واجب ہوتا ہے مگر پانچ جگہ میں اس کے
خلاف ہے پہلا مقام یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی لونڈی سے شبہ میں دخول کرے اور اثنائے دخول میں
اس کا آقا اسکو فروخت کردے اور دوسرے آقا کی ملکیت میں مجامعت سے فارغ ہو تو بعض عالم
کہتے ہیں کہ اس شخص کو دو مہر دینے پڑیں گے۔ ایک پہلے آقا کو ایک دوسرے آقا کو دوسرے یہ کہ بیٹے
کی بی بی سے دھوکہ میں باپ ہمبستر ہوجائے تو بعض مجتہد کہتے ہیں کہ باپ کو دو مہر دینے آئیں گے ایک تو
جماع کی بابت بہو کو دیگا اور دوسرا مہر بیٹے کو دے گا کہ اسکی بی بی کو اسپر حرام کیا ہے۔ تیسرے کوئی
شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا بیٹا اس کی بیٹی سے عقد کرے اور اس کی بی بی کے پاس چلا
جائے اور اس کی بی بی سے دخول کرے تو اس صورت میں جس نے پہلے دخول کیا ہے اسکو پورا مہر اپنی مدخولہ
کو دینا پڑے گا اور آدھا مہر اپنی منکوحہ کو اور جس نے بعد میں دخول کیا وہ بھی ایک پورا اور ایک نصف
مہر دے گا لیکن وہ پہلے شخص سے نصف مہر وصول کرے گا پس پہلے شخص کو دو مہر پورے دینے آئینگے
(۴) کوئی شخص دو عورتوں سے دو وقت میں نکاح کرے اور جس سے بعد میں نکاح کیا ہے اس سے
ہمبستر ہو پس معلوم ہو کہ ان دو عورتوں میں ایک ماں ایک بیٹی ہے تو جس عورت سے دخول واقع ہوا ہے
وہ بعوض وطی شبہ کے کل مہر لے گی اور دوسری عورت نکاح کی وجہ سے نصف مہر کی مستحق ہوگی
پس اس مرد کو ایک دخول میں ڈیڑھ مہر دینا پڑے گا (۵) جس عورت کا سن حیض جانے سے
خون بند ہوگیا ہو اور اس کا شوہر عین مقاربت میں اس کو طلاق دے تو اس صورت میں وہ عورت

اس مقام سے اس نو مسلم کا مسئلہ معلوم ہوگیا جو ہندو سے مسلمان ہوگیا ۱۲ مترجم

اپنے مہر مسمیٰ کی یعنی جس پر نکاح بندھا تھا اور مہر المثل کی مستحق ہو گی اور اگر فوراً اس سے دوبارہ عقد کرے تو وہ مہر مسمیٰ لے گی **نویں فصل** ان مقامات کے بیان میں جہاں نکاح فسخ ہو جاتا ہے پس واضح ہو کہ وہ اٹھائیس مقام ہیں (۱) طلاق دینے سے (۲) میاں بی بی میں تکرار ہونے سے عورت شوہر کو کچھ دے کر طلاق لے جس کو خلع اور مبارات کہتے ہیں (۳) جس صورت میں ولی نابالغ کا عقد غیر کفو سے کر دے تو جوانی کے بعد اسکو فسخ کا اختیار ہے (۴) یہ ہے کہ ولی کم سن بچی کو مجنون یا مخنث یا خصی سے بیاہ دے تو جوان ہونے کے بعد اسکو فسخ کا اختیار ہے (۵) شوہر کے پاس سونے سے پہلے کوئی کافر عورت مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور دخول کے بعد انقضائے عدۃ پر موقوف ہے پس اگر اس عرصہ میں شوہر مسلمان نہ ہوا تو فسخ کرے گی (۶) جو نصرانیہ دخول سے پہلے اپنا دین چھوڑ کر اسلام کے سوا کوئی اور دین قبول کرے تو اسکا نکاح فسخ ہو جاتا ہے لیکن دخول کے بعد عدۃ کے مقتضی ہونے پر موقوف ہے پس اگر عدۃ گذر جائے اور وہ مسلمان نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا اسی طرح پر اس نو مسلم کا حال ہے جو دخول کے بعد پھر کافر ہو جائے کہ عدۃ کے ختم ہونے پر اس کی زوجہ کا نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر عدۃ میں پلٹ آیا تو فسخ نہیں کر سکتی اور اگر کوئی مسلمان زادہ بیدین ہو جائے تو اس کی زوجہ وفات کی عدۃ پوری کر کے نکاح سے نکل جائے گی۔

(۷) جس صورت میں میاں بی بی دونو جہاد میں اسیر ہو جائیں یا شوہر کم سن ہو اور گرفتار ہو جائے یا جوان آدمی بندی میں آئے تو اس صورت میں اس کی زوجہ نکاح سے نکل جائے گی (۸) آقا اپنے ان لونڈی غلام کو جن کا اس نے نکاح کر رکھا تھا جدا کر دے یعنی نکاح توڑ دے (۹) جب عورت یا مرد کسی خاص قوم کا دعوےٰ کرے اور اسپر دوسرا فریق نکاح پر راضی ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ اس قوم سے نہیں ہے تو اس صورت میں بعض کے نزدیک نکاح فسخ ہو سکتا ہے (۱۰) جب دادی اپنے پوتا پوتی میں سے ایک کو دودھ پلائے تو ان دونوں کا نکاح فسخ ہو جائے گا اس لئے کہ شیر خوار اگر لڑکا ہے تو اپنی زوجہ کا چچا ہو جائیگا اور اگر لڑکی ہو تو خاوند کی پھوپی ٹھیر جائیگی اور اگر دودھ پلانے والی نانی ہے تو ماموں بھانجی یا خالہ اور بھانجا ٹھیریں گے (۱۱) جس عورت کی ماں سے دخول کرے وہ عورت نکاح سے باہر ہو جائے گی[۱] (۱۲) اگر عورت اپنے خاوند کو خرید ے تو نکاح ٹوٹ جائے گا (۱۳) جب کوئی شخص اپنی لونڈی غلام کو بیچ ڈالے تو خریدار کو اختیار ہے کہ ان کے پہلے نکاح کو باقی رکھے یا بگاڑ دے خواہ دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ خواہ ان کا نکاح کسی آزاد سے ہوا ہو یا غلام سے اور دونو کا مالک ایک شخص ہو یا جدا جدا اور بعضے مجتہد کہتے ہیں کہ اگر غلام کے نکاح میں آزاد عورت ہو گی تو خریدار کو فسخ کا اختیار نہیں (۱۴) جس صورت میں عقد سے پہلے مرد یا عورت مجنون ہوں خواہ ہر وقت رہتا ہو یا دورہ ہوا اور دخول ہو گیا ہو یا نہ ہوا ہو نکاح

[۱] یہ مسئلہ مصنف نے مجملاً لکھا ہے شاید یہ مراد ہو کہ جو شخص دو عورتوں سے عقد کرے اور بعد دخول معلوم ہو کہ مدخولہ دوسری زوجہ کی ماں ہے ۱۲

فسخ ہوسکتا ہے لیکن اگر عقد کے بعد جنون پیدا ہو جائے تو مرد فسخ کرسکتا ہے۔ گو عورت کو اختیار نہیں (۱۵) اگر نکاح کے بعد معلوم ہو کہ مرد پہلے سے خصی یا خواجہ سرا ہے تو عورت نکاح کو توڑ سکتی ہے لیکن اگر عقد کے بعد خصی ہو جائے تو فسخ نہیں کرسکتی ایسا ہی اس شخص کا حال ہے جس نے خصیے کو کاٹ کر بیکار کر دیا ہو یا کاٹ ڈالے ہوں لیکن بعض کے نزدیک اخیر صورت میں دخول کے بعد اختیار نہیں اور اگر ایک خصیہ موجود ہو اور ایک کٹا ہوا ہو تو کسی کے نزدیک فسخ نہ ہوگا (۱۶) اگر شوہر اس درجہ نامرد ہو کہ مطلقاً دخول سے عاجز ہو تو اس صورت میں عورت حاکم سے عرض حال کردے گی اور حاکم اسکو ایک سال کی مہلت دیگا پس اگر سال بھر کے اندر وہ مرد ہو گیا تو فبہا ورنہ عورت کو فسخ کا اختیار حاصل ہے اور اگر دخول کے بعد وہ بیکار ہوا ہے تو عورت کو فسخ کا اختیار نہیں (۱۷) جس صورت میں مرد ہو یا عورت دونو میں کوئی کوڑہی نکلے تو دوسرے فریق کو فسخ کا اختیار ہے اور بعضے مجتہد جذام کو عورت کے حق میں عیب جانتے ہیں جذامی مرد کے فسخ نکاح کے قائل نہیں (۱۸) میاں بی بی میں کوئی شخص مبروص ہو تو میاں کو فسخ کا اختیار ہے اور بعض مجتہد برص کو مرد کے حق میں عیب نہیں جانتے ہم کو ان مجتہدین پر تعجب آتا ہے جو جذام کو مرد کے عیوب میں شمار کرتے ہیں اور برص کو عیب نہیں جانتے حالانکہ ان کی دلیل جذام کے باب میں ایک صحیح حدیث ہے اور اس حدیث میں برص بھی مذکور ہے (۱۹) یہ ہے کہ عورت اندہی نکلے تو بعض کے نزدیک نکاح فسخ ہوسکتا ہے (۲۰) یہ ہے کہ عورت لنگڑی، لولی، اور اپاہج ہو کہ بعض کے نزدیک اس میں بھی مرد کو اختیار ہے (۲۱) عورت کو قرن کا عارضہ ہو اور قرن یہ ہے کہ کوئی چیز ہڈی کی مثال فرج میں ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دخول نہ ہوسکے کہ اس صورت میں مرد نکاح کو توڑ سکتا ہے (۲۲) یہ ہے کہ عورت کو عفل کا عارضہ ہو یعنی اس کی فرج میں کچھہ گوشت سا بڑھ کر سدراہ ہو جائے کہ اس صورت میں بعضوں کے نزدیک مرد کو فسخ کا اختیار رہے۔ (۲۳) عورت رتقا ہو یعنی فرج میں گوشت بڑھ جانے کے سبب سے مشکل سے عضو داخل ہوسکے کہ بعضوں کے نزدیک اس صورت میں بھی مرد کو فسخ کا اختیار ہے (۲۴) یہ ہے کہ پردہ پھٹ کر پیشاب اور حیض کا مقام ایک ہو جائے یا پیشاب اور پاخانہ کا مقام مل جائے تو اس صورت میں مرد کو فسخ کا اختیار ہے (۲۵) میاں بی بی دونو مخنث ہوں تو اس صورت میں بھی فسخ کا اختیار ہے (۲۶) بی بی آزاد ہو جائے اور میاں غلام رہے تو عورت کو فسخ کا اختیار ہے لیکن اس کی ایک شکل ہے کہ عورت اس صورت میں فسخ نہیں کرسکتی اور شکل یہ ہے کہ کوئی شخص مثلاً سو روپیہ نقد اسی قیمت کی لونڈی رکھتا ہو اور اس لونڈی کا اس نے سو روپیہ مہر پر دوسرے سے نکاح کر دیا ہو اور مرض کی حالت میں وہ اس لونڈی کو آزاد کرے تو اس صورت میں لونڈی نکاح کو فسخ نہیں کرسکتی کہ اگر فسخ کرے گی تو آزاد نہیں ہونے کی (۲۷) بی بی کی بھانجی بھتیجی سے اسکی بلا اجازت نکاح کرنا کہ اس صورت میں بعض کے نزدیک یہ نکاح باطل ہے اور بعض کے نزدیک زوجہ کی اجازت پر معلق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ زوجہ کو اپنے نکاح کے فسخ کا اختیار حاصل

ہوجائے گا (۲۸) جس کے گھر میں آزاد عورت ہو وہ اسکی بلا مرضی پرائی لونڈی سے نکاح کرے تو اس کی زوجہ کو اپنے نکاح کے فسخ کا اختیار ہے۔ تتمہ فسخ کا اختیار فوری ہوتا ہے پس اگر عیب پر مطلع ہونے کے بعد فسخ نہ کرے تو پھر فسخ کا اختیار نہیں اور عیب کی وجہ سے فسخ کرنے میں حاکم کے حکم کی ضرورت نہیں اور برص اور جذام اور جنون وغیرہ ظاہر عیبوں کا ثبوت دو عادل گواہوں سے ہوتا ہے اور جو عیب ظاہری نہ ہوں جیسے عورتوں کے عیوب نہانی وہ عورتوں کی گواہی سے اور خود ان عورتوں کے اقرار سے ثابت ہوتے ہیں۔

مہر المثل کا وجوب

دسویں **فصل** ان مقامات کے بیان میں جہاں مہر المثل لازم آتا ہے پس واضح ہو کہ پچیس مقام پر دخول ہونے پر عورت مہر المثل لیتی ہے اس صورت میں کہ عقد میں مہر کا ذکر نہ آیا ہو اور اگر اس صورت میں دخول سے بھی پہلے طلاق دیں تو عورت کو متع دینا چاہیئے یعنی اگر شوہر مالدار ہے تو بیش قیمت کپڑا یا قیمتی گھوڑا یا دس دینار دے اور اگر اوسط درجہ کا آدمی ہے تو اوسط درجہ کا کپڑا یا پانچ دینار اور اگر مفلس ہو تو سونے چاندی کی انگوٹھی دے چنانچہ بیان ہوا اور اگر طلاق کے سوا کسی اور وجہ سے مفارقت ہو مثلاً فسخ ہو جائے یا لعان کریں تو متع دینا سنت ہے اور بعضے مجتہد اس صورت میں بھی واجب جانتے ہیں اور اس متع کے مسئلہ میں آزاد اور کنیز کا ایک حال ہے (۲) کنیز کے عقد کے وقت یہ بات قرار پائے کہ جو کچھ زوجہ یا شوہر یا کوئی دوسرا شخص ٹھیرا دے وہی مہر ہو گا اور مہر کے طے ہونے سے پہلے وہ شخص مر جائے تو اس صورت میں مہر المثل قرار پائے گا (۳) ایسی چیز کو مہر قرار دیا ہو جس کا مسلمان مالک نہیں ہو سکتا جیسے شراب اور سور اور فریقین یا دونوں میں ایک شخص مسلمان ہووے تو یہاں بھی مہر المثل ہو گا (۴) مہر مجہول ہو (۵) مہر میں کوئی عیب ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بدلے اسی قسم کی بے عیب چیز دے (۶) میاں بی بی میں مہر کی مقدار میں اختلاف ہو اور دو نو حلف کر جائیں تب بھی مہر المثل ملے گا (۷) جس شخص کے تصرف میں چار سے زیادہ عورتیں ہوں اور وہ مسلمان ہو جائے تو اس صورت میں مہر المثل ملے گا اور بعض کے نزدیک مہر معین ملیگا (۸) قبضہ کرنے سے پہلے مہر تلف ہو جائے اور مقدار اس کی معلوم نہ ہو تو مہر المثل دینا آئے گا (۹) پرائے مال کو دیدہ و دانستہ مہر قرار دیں تو مہر المثل دینا پڑے گا اور اگر غصب کا حال معلوم نہ تھا تو اسی قسم کی دوسری چیز یا اس کی قیمت دینی چاہیئے اور بعض اس صورت میں بھی مہر المثل کے قائل ہیں (۱۰) مہر میں کوئی ناجائز شرط ٹھیرائی ہو کہ اس صورت میں بھی مہر المثل دے گا (۱۱) جس صورت میں ایسا مہر قرار دیں جس سے نکاح کا فساد لازم آئے جیسے کوئی شخص اپنے غلام کا کسی عورت سے نکاح کرے اور اسی غلام کو مہر قرار دے تو اس صورت میں مہر المثل دیا جائے گا (۱۲) جس صورت میں ولی نابالغ بچہ کا مہر مہر المثل سے زیادہ اور لڑکی کا مہر المثل سے کم قرار دے تو اس صورت میں مہر المثل قرار دیا جائیگا (۱۳) جس صورت میں عورت کی رائے کے خلاف عقد واقع ہو تو اس صورت میں بعض کے نزدیک مہر المثل

دیا جائے گا (۱۴) بے پوچھے ولی کے سفیہ مہر المثل سے زیادہ مہر بندھوائے اور دخول کرالیوے تو مہر المثل
دیا جائے گا (۱۵) جسوقت کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اپنی کنیز کا تجھ سے نکاح کرتا ہوں اس شرط
پر کہ تو اپنی بیٹی مجھ کو دے اور یہ کنیز تیری بیٹی کا مہر ہے تو اس صورت میں بھی مہر المثل دیا جائے گا (۱۶)
شبہہ میں کسی عورت سے دخول کرے تو مہر المثل دے گا (۱۷) جو شخص کسی کی کنیز سے جو اس کے پاس رہن
ہو حلال جان کر وطی کرے تو مہر المثل دے گا (۱۸) جو شخص کسی کی کنیز سے بے اسکی اجازت کے دخول
کرے تو مہر المثل دے گا (۱۹) جس کنیز کو بیع فاسد کے ذریعہ سے دخول کریں مہر المثل دینا آئے گا (۲۰)
زنا بالجبر میں مہر المثل دینا پڑے گا (۲۱) جب کسی کی مدخولہ بی بی اس کی دودھ پیتی جورو کو جان کر دودھ پلائے تو
بڑی زوجہ چھوٹی زوجہ کو مہر المثل دے گی (۲۲) جب دو شخص گواہی دیں کہ فلاں شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق
دیدی ہے اور اس کی زوجہ دوسرا شوہر کرلیوے اور بعد میں گواہوں کا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو شوہر ثانی اس
عورت کو مہر المثل دے گا اور گواہوں پر دعوے کرے گا اسی طرح جب گواہ بیان کریں کہ اس عورت
کا شوہر اسکے دودھ کا رشتہ دار ہے اور حاکم شرع ان میں تفریق کر دے اور جب وہ عورت دوسرا نکاح
کر چکے اسوقت گواہوں کا جھوٹ معلوم ہو اس صورت میں دوسرا شوہر مہر المثل دے گا اور وہ عورت پہلے
خاوند کو مل جائے گی (۲۳) جب دو آدمی ایک عورت کے شوہر ہونے کی مدعی ہوں اور عورت ان میں سے
ایک کی تصدیق کرے تو عورت کو چاہیئے کہ دوسرے شخص کی تردید کے لئے حلف کرے پس اگر وہ عورت
قسم نہ کھائے اور وہ شخص قسم کھالے تو اس مرد پر مہر المثل عائد ہوگا (۲۴) جسوقت کوئی شخص اپنی عورت
کی بابت اس کے نکاح کرنیکے بعد دعوے دار ہو کہ میں نے عدت میں طلاق کو باطل کر دیا تھا اور وہ عورت
اس کی تصدیق کرے تو عورت کا قول مسموع نہ ہوگا اور اس پر مہر المثل کا ڈنڈ پڑے گا (۲۵) عورت
دعوے کرے کہ میرا مہر اس قدر ہے اور شوہر کہے کہ مجھ کو معلوم نہیں میرے وکیل نے عقد کیا تھا اور وکیل
زندہ نہ ہو یا شوہر کہے کہ مجھ کو فراموش ہو گیا تو شوہر قسم کھا کر مہر المثل دے گا لیکن یہ مسئلہ اتفاقی نہیں اور
واضح ہو کہ مہر المثل میں حسب نسب اور جمال اور کمال کی راہ سے عورت کا حال دیکھا جاتا ہے حسب
حیثیت اس کے جو مہر ہو اس کو مہر المثل کہتے ہیں بشرطیکہ اس کی مقدار پچاس دینار سے زیادہ نہ ہو اور اگر زیادہ
ہو تو پچاس مثقال ملیں گے۔ **گیارہویں فصل** ان مقامات کے بیان میں جہاں مہر نہیں ہوتا پس
واضح ہو کہ چودہ جگہ عورت کو مہر نہیں ملتا (۱) دخول سے پہلے مرتد ہو جانے پر (۲) جب وہ کافر
جس کے پاس چار سے زیادہ مدخولہ عورتیں ہوں مسلمان ہو جائے تو چار عورتوں سے زیادہ کو مہر
نہیں مل سکتا اسی طرح پر اس عورت کو جو دخول سے پہلے مسلمان ہو جائے (۳) جس صورت میں زوج
اور زوجہ میں سے ایک شخص قبل از مقاربت مر جائے اور نکاح کے وقت کچھ مہر مقرر نہ ہوا ہو تو اس صورت
میں عورت کو کچھ مہر نہ ملے گا (۴) کسی شخص کی شیر خوار زوجہ اس کی بڑی بی بی کا دودھ نیند یا بے ہوشی

وغیرہ بے خبری کے عالم میں جاکر پی لے تو اس صورت میں اس چھوٹی کو کچھ مہر نہ ملے گا (۵) کوئی آزاد عورت کسی شخص کے غلام سے بے اس کے اذن کے دانستہ نکاح کرے تو کچھ مہر نہ پائے گی (۶) کوئی لونڈی اپنے مالک کی اجازت بغیر عمداً کسی آزاد شخص سے نکاح کرلے تو مہر نہ پائے گی (۷) کسی شرعی عیب کیوجہ دخول سے پہلے شوہر زوجہ کو چھوڑ دے تو کچھ مہر نہ ہوگا (۸) جس صورت میں حرام موبد ہونیکی وجہ سے دخول سی پہلے فسخ کیا جاتا ہے مہر نہیں ہوتا اور دخول ہونے پر بھی اگر عورت خبردار تھی مہر نہیں اور بعض کہتے ہیں مہر المثل ہے اور بعضے کہتے ہیں جو لیا سو لیا باقی کچھ نہیں (۹) جب کوئی شخص آزاد سمجھ کر کسی عورت سے نکاح کرے اور بعد میں عورت کا دعوے غلط نکلے اور دخول سے پہلے وہ فسخ کرے تو اس کنیز کو کچھ نہ ملیگا گو شوہر غلام ہو (۱۰) جب کوئی شخص آزادی کا دعوے کرے اور نکاح کے بعد دخول سے پہلے معلوم ہو کہ غلام ہے اور عورت نکاح کو فسخ کرے تو اس صورت میں مہر نہیں (۱۱) جب کوئی شخص کسی عورت سے بی بی زادی سمجھکر نکاح کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ لونڈی بچی ہے اور دخول سے پہلے فسخ کرے تو مہر نہیں (۱۲) جو لونڈی کسی غلام کے عقد میں ہو اور دخول سے پہلے آزاد ہو کر نکاح کو فسخ کرے تو کچھ مہر نہ پائیگی (۱۳) جب شوہر بغیر مرضی زوجہ کسی لونڈی سے نکاح کرے اور زوجہ دخول سے پہلے اپنے نکاح کو فسخ کرے تو مہر نہیں (۱۴) جب زوجہ غیر مدخولہ اسوجہ سے اپنے نکاح کو فسخ کرے کہ شوہر نے بلا اسکی اجازت اس کی بھانجی یا بھتیجی سے اپنا نکاح کرلیا ہو تو مہر نہیں۔ بارھویں فصل اس بات کے بیان میں کہ کتنے مقام ہیں جہاں نصف مہر لازم ہوتا ہے پس واضح ہو کہ نو مقام پر عورت کو نصف مہر ملتا ہے اول دخول سے پہلے طلاق دینے پر اور اگر ممتوعہ کو مرد مدت متعہ بخش دے تو جو مہر ٹھیرا ہے اسکا آدھا دینا پڑے گا اور اگر کوئی عورت بعوض مہر کے اپنی شوہر سے کسی چیز پر مصالحہ کرے اور بعدہ دخول سے پہلے طلاق ہو جائے تو وہ عورت مہر معین کا آدہا لیگی جس چیز پر صلح ہوئی ہے اس کے آدہے سے غرض نہیں (۲) دخول سے پہلے کسی شرعی عیب کی وجہ سے نکاح فسخ ہو تو نصف مہر دیا جائیگا (۳) جب یہ بات ظاہر ہو کہ مرد نکاح کے قبل سے نامرد ہے اور عورت فسخ نکاح کرے تو اس صورت میں عورت آدہا مہر لے گی اور بعض کے نزدیک کل مہر کی مستحق ہے (۴) جس صورت میں عورت اپنے خاوند سے پہلے مسلمان ہو جائے اور دخول ہوا نہ ہو تو آدہا مہر لے گی (۵) جس صورت میں مرد خصی نکلے تو بعضوں کے نزدیک فسخ کی صورت میں عورت آدہا مہر لے گی (۶) جس صورت میں پیش از دخول مرد دین سے پھر جائے تو عورت نصف مہر لیگی اور بعضوں کے نزدیک کل مہر چاہیئے (۷) دخول سے پہلے عورت شوہر کو خرید لے تو بعض کے نزدیک نصف مہر ہے اور بعض کے نزدیک کچھ نہ ملے گا (۸) جب مرد عورت کی رانوں کے بیچ میں منزل ہوا اور طلاق دے تو آدہا مہر دیگا اور اگر اس فعل سے قطرات منی اندر چلے جائیں اور عورت حاملہ ہو جائے تو آیا نصف مہر لے گی یا کل مسئلہ اختلافی ہے مگر اقرب یہ ہے کہ نصف ملیگا (۹) جس صورت میں بڑی زوجہ چھوٹی زوجہ کو جان کر دودھ پلائے تو وہ بچی اس عورت سے

نصف مہر لیگی اور بعض کے نزدیک کل مہر اسکو دینا ہوگا۔ **تیرہویں فصل** زن و شوہر کے اختلاف میں پس واضح ہو کہ اگر میاں بی بی میں اختلاف ہو عورت اس کے نامرد ہونے کی مدعی ہے اور شوہر منکر ہو اور گواہ عادل نہ ہوں تو مرد کا قول حلف کے ساتھ مقدم ہوگا اس کے سوا تین جگہ اور بھی عورت کا قول اس باب میں مسموع نہ ہوگا (۱) یہ ہے کہ شوہر بچہ ہو (۲) یہ ہے کہ دیوانہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ دخول کا دعوے کرے (۳) یہ ہے کہ عورت لونڈی ہو کہ ان مجتہدوں کے نزدیک جو کنیز سے نکاح درست ہونے میں خوف زنا شرط جانتے ہیں اگر کنیز کا قول سنا جائے تو اصل نکاح باطل ٹھیرتا ہے اور اگر مہر کی بابت دونوں میں اختلاف ہو تو درصورت نہ ہونے گواہوں کے مرد کا قول قبول ہوگا دخول سے قبل اتفاقاً اور دخول کے بعد مشہور کے موافق اور اگر مہر کی جنس یا صفت میں اختلاف ہو اور عورت گواہوں سے ثابت نہ کر سکے تو شوہر کا قول حلف کے ساتھ دخول سے پہلے اور دخول کے بعد دونوں صورتوں میں مسموع ہوگا خواہ مہر المثل کے موافق ہو یا نہ ہو اور جب دونوں فریق اپنے اپنے دعوے پر گواہ پیش کریں تو عورت کے گواہ مقدم رہیں گے اور اگر شوہر مدعی ہو کہ میں نے مہر ادا کر دیا اور عورت منکر ہو حلف لے کر عورت کے قول پر عمل ہوگا مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور بعض حدیث میں آیا ہے کہ دخول کے بعد مرد کا قول حلف کے ساتھ مقدم ہے اور اگر کسی چیز کی بابت یہ جھگڑا ہو کہ شوہر کہتا ہے کہ میں نے مہر میں دی ہے اور عورت کہے کہ مجھکو ہبہ کی ہے تو حلف کے ساتھ مرد کا قبول سنا جائے گا اور اگر یہی نزاع شوہر کو زوجہ کے بعد اس کے ورثہ سے پیش ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر عورت دخول کا دعوے کرے اور شوہر منکر ہو لیں اگر عورت باکرہ ہو اور شوہر کے پاس گواہ ہوں تو عورت کا دعوے باطل ہوگا اور اگر گواہ نہ ہوں تو اس میں دو قول ہیں اور اگر عورت دعوے کرے کہ اس شخص نے مجھ سے دو دفعہ نکاح کیا ہے دو مہر اس کے ذمہ چاہئیں اور شوہر کہتا ہے کہ ایک ہی نکاح دو دفعہ پڑھا گیا ہے اس کو ایک مہر چاہیئے تو حلف کے ساتھ عورت کا قول مقدم ہے اور اگر مرد کہے کہ اسکا پردہ جو پھٹ گیا تھا اب وہ زخم بھر آیا ہے اور عورت اس سے منکر ہو تو عورت کا قول مسموع ہے **تتمہ** نکاح کے لواحق کے بیان میں اور اس میں چھ فصلیں ہیں **پہلی فصل** شب خوابی کے بیان میں واضح ہو کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا شب خوابی عورتوں کے پاس واجب ہے یا نہیں بعض عالم کہتے ہیں کہ واجب نہیں مگر اس صورت میں کہ جب انکے درمیان راتوں کی تقسیم لگا دے تو واجب ہے اور بعض عالم کہتے ہیں کہ جس کے پاس ایک بی بی ہو اسپر تقسیم واجب نہیں اور مشہور یہ ہے کہ ہر حال میں تقسیم شبوں کی واجب ہے پس اگر ایک بی بی ہو تو ہر چوتھی رات اس کے پاس لیٹنا واجب ہوگا اور دو ہوں تو دو رات ان دونوں کی اور دو رات میں مرد کو اختیار ہے جہاں چاہے لیٹے اور اگر تین زوجہ ہوں تو تین رات ان کے پاس باری باری سے لیٹے اور چوتھی رات میں اسکو اختیار ہے اور اگر چار منکوحہ ہوں تو ہر شب ایک زوجہ کے پاس لیٹے اور بلا ضرورت اور بے مرضی اس بی بی کے جس کی باری ہو دوسری جگہ سونا حرام ہے البتہ

دن کو ان کے پاس رہنا لازم نہیں اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ جس عورت کی رات ہو اس کے پاس صبح کو دن کا کھانا کھائے محدثین نے اس حدیث سے یہ سمجھا ہے کہ یہ بات سنت ہے اور تقسیم میں جسکے نام قرعہ نکلے اس سے شروع کرے اور ایک رات سے زیادہ بھی باری لگانا ہے انکی مرضی کے درست ہے یا نہیں مثلاً تین تین رات کی باری مقرر کردے اس میں اختلاف ہے البتہ ایک رات سے کم مثلاً پہر پہر کی تفریق لگانا بالاتفاق جائز نہیں اور اس شب خوابی کے حکم میں غلام اور آزاد اور خصی اور نامرد سب برابر ہیں اسی طرح عورتوں میں کچھ تفریق نہیں بیمار حائض زچہ اور احرام والی اور غیر ان کے سب برابر ہیں اسلئے کہ پاس لیٹنا انس کی غرض سے ہے دخول مقصود نہیں اور ممنوعہ اور کنیز اور نابالغ اور مجنون جس کا جنون ہر وقت بنا رہے اور نافرمانبردار اس تقسیم میں شریک نہیں ہوسکتی اور آزاد عورتوں میں کچھ تفریق شب خوابی میں نہیں ہوسکتی الا نئی دلہن کواری ہو تو سات شب اور بیوہ ہو تو تین شب کی بلا شرکت غیرے مستحق ہے چنانچہ اسکا بیان پہلے بھی ہوا ہے. لیکن زوجہ مملوکہ اور زوجہ آزاد میں شب خوابی میں تفریق ہے کنیز کا حصہ آزاد سے نصف ہے پس اگر ایک آزاد اور ایک کنیز دو زوجہ ہوں تو دو رات حرہ کے پاس اور ایک رات لونڈی کے پاس سوئے گا اور پانچ رات میں مختار ہے جس جگہ اور جس کے پاس چاہے رہے اور جب شوہر سفر کو جائے تو شب خوابی کا فرض ساقط ہوجاتا ہے اور آیا اگر عورت حج واجب کو یا کسی دوسرے سفر واجب میں جائے یا شوہر کی اجازت سے سنتی حج وغیرہ کے لئے سفر کرے تو اس کی راتوں کی قضا شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور جس عورت کی باری ہو وہ بے مرضی شوہر کے اپنی شب سوکن کو نہیں دے سکتی اور اگر دیدے تو جب تک وہ رات باقی ہو پھر واپس بھی لے سکتی ہے اور عورت کو جائز نہیں کہ اپنی شب خوابی کے بدلے کوئی چیز لے اور اگر کچھ لے لیا ہو تو اسکو واپس کرے اور ایک عورت کی باری میں دوسری عورت کے پاس شوہر سوائے مزاج پرسی کے نہیں جا سکتا اور اگر تمام شب اس کی تیمارداری میں صرف ہوجائے تو جس کی نوبت تھی اس کو رات کے عوض اور رات دینی پڑے گی اور شب خوابی میں فقط پاس لیٹنا واجب ہے مقاربت کرنا فرض نہیں البتہ ہر چار مہینے میں ایکدفعہ کرنا واجب ہے اور اگر کوئی شب خوابی کے باب میں حق تلفی کرے تو جتنی راتیں اس کے پاس نہیں سویا ان کی قضا اسکے ذمہ واجب ہے اور اس باب میں شوہر کو اختیار ہے کہ شب خوابی کے لئے ازواج کے حجروں میں جائے یا ان کو اپنے کمرے میں طلب کرے اور چوکیدار پیشہ وغیرہ جو رات کو اپنے گھر نہیں رہ سکتے ان کے لئے دن قائم مقام رات کے ہے۔ **دوسری فصل** میاں بی بی کی نااتفاقی اور رنج کے بیان میں واضح ہو کہ اگر میاں بی بی میں ناچاقی ہوجائے اور اس درجہ کو پہنچے کہ زوجہ شوہر کی اطاعت سے باہر ہوجائے اس کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھائے یا اپنی عادت اور دستور کے موافق اس سے پیش آنا چھوڑ دے تو شوہر کو چاہئے کہ اول اسکو نصیحت کرے اگر نصیحت سے کچھ فائدہ نہ دیکھے تو اس سے پیٹھ پھیر کر سویا کرے اگر اس سے

بھی کام نہ چلے تو اس سے کنارہ کش ہو اور الگ سونے لگے اگر پھر بھی اسکو کچھ اثر نہ ہو تو مار پیٹ کرے اس قسم سی
مارے کہ پھر جس میں سلوک ہو سکے اور ایسا نہ مارے کہ ہاتھ اور پاؤں زخمی ہو جائے اگر ایسا مارے گا اور وہ مرجائیگی
تو خون سر ہوگا اور اگر مرد کی طرف سے رکاوٹ ہو زوجہ کے حقوق کو ادا نہ کرے تو حاکم شرع درصورت اس کے
انکار کے اسپر جبر کرے گا کہ وہ اس کے حقوق کو ادا کرے اور اگر شوہر بے خطا عورت کو ماریگا تو حاکم شرع اسکو
منع کریگا اور اگر عورت شوہر کے راضی کرنے کو کوئی حق اپنا اسکو چھوڑ دے تو شوہر کو اس کا قبول کرنا حلال
ہے اور اگر دونوں طرف سے زیادتی ہو اور اس بات کا ڈر ہو کہ مبادا جدائی کی نوبت پہنچے تو حاکم شرع دونو
کے عزیزوں میں سے دو شخصوں کو اصلاح کرنے کو بھیجیگا پس اگر دونو کی رائے سلوک کر لینے پر متفق ہو تو
جو کچھ وہ طے کر دیں گے صحیح ہوگا اور اگر ان کی رائے میں جدائی مناسب ٹھہرے تو بے رضامندی شوہر کے
طلاق صحیح نہیں اور بے اجازت زوجہ کے مہر نہیں بخش سکتے اور نہ عورت کے حق کو طلاق کے معاوضہ میں
لگا سکتے ہیں۔ **تیسری فصل** ہر اولاد کے اپنے باپ سے لاحق ہونے کے بیان میں واضح ہو کہ جب دخول کو
چھ مہینے یا اس سے زیادہ گذر جائیں تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ شوہر کا کہلائے گا لیکن یہ شرط ہے کہ انتہائے مدت
حمل نہ بڑھ جائے اور انتہائے مدت حمل میں مجتہد شیعہ مختلف ہیں بعضے مفتی کہتے ہیں کہ نو مہینے ہیں اور بعضوں
کے نزدیک دس مہینے ہیں اور بعضوں کے نزدیک انتہا تیرہ مہینے ہیں اور اگر چھ مہینے کے اندر حمل ضائع ہو جائے
اور شوہر سے اسکا منسوب کرنا ممکن ہو تو اسی سے ملحق ہوگا اور محض عورت کی بدکاری کی نظر سے شوہر نہیں کہہ
سکتا کہ جو بچہ یہ جنی ہے میرا نہیں ہے اور اگر کہے تو بدون لعان کے جس کا عنقریب بیان آویگا وہ فرزند
اسکی فرزندی سے نکل نہیں سکتا بشرطیکہ عورت نکاحی ہو اور اگر متاعی یا کنیز ہوگی تو بمجرد شوہر کے انکار
کرنے کے وہ فرزند اس کا نہ کہلائے گا[1] اور لعان کی ضرورت نہ ہوگی اور اسی طرح پر آدمی کو جائز نہیں کہ اس
خیال سے بچہ کا انکار کرے کہ میں انزال کے وقت جدا ہو گیا تھا اسلئے ممکن ہے کہ اسکی بے خبری میں کوئی
قطرہ اندر گر گیا ہو۔ **چوتھی فصل** ولادت کے بیان میں واضح ہو کہ تولد فرزند سے تیس امر متعلق ہیں دو واجب
بائیس سنت۔ چھ مکروہ ان دونو واجب میں اول واجب یہ ہے کہ عورتیں یا خود خاوند جننے کے وقت زچہ کی
مدد کریں اور اگر عورتیں میسر نہ آئیں تو محرم مرد مدد کریں اور اگر محرم مرد بھی موجود نہ ہوں تو نامحرم عزیز امداد
کریں دوسرے لڑکے کی ختنہ کرنا کہ بالغ ہونے کے بعد واجب ہو جاتی ہے اور بائیس امر سنت یہ ہیں اوّل
مولود کو غسل ولادت دینا ولادت کے وقت (۲) دہنے کان میں بچہ کے اذان اور بائیں کان میں اقامت
کہنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی برائی اس کے بعد بچہ کو نہیں پہونچتی اور

---

[1] اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ باوجود شرائط مذکورہ بالا ممتوعہ اور کنیز کی اولاد کا مرد سے منسوب ہونا اس کے اقرار پر موقوف
ہے ایسا نہیں ہے ممتوعہ اور کنیز متفرقہ دونو فراش ہیں ان کی اولاد تا وقتیکہ مرد نفی نہ کرے اس کی اولاد ہیں یہ مسئلہ خود
مصنف کے کلام میں دوسری جگہ آچکا ہے ۱۲ مترجم

برص اور ام الصبیان سے محفوظ رہتا ہے اور شیطان اسپر قبضہ نہیں پاتا (۳) خاک کربلا سے تالو اٹھانا اور اگر خاک شفا نہ ہو تو دجلہ اور فرات کے پانی سے اور اگر وہ بھی نہ ملے تو میٹھے پانی سے اگر میٹھا پانی بھی میسر نہ آئے تو چھوہارے یا شہد سے پانی کو میٹھا کر لے اور سنت ہے کہ چھوہارا چبا کر تالو اٹھائیں (۴) ساتویں روز مونڈن کریں (۵) بالوں کی برابر سونا یا چاندی تصدق کریں (۶) ساتویں روز اس کا نام قائم کر دیں اور بہترین نام وہ نام ہے جس میں خدا کا بندہ ہونا پایا جائے جیسے لڑکے کا نام عبداللہ اور بعد اس کے محمدؐ احمدؐ علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، جعفرؑ، طالبؑ نام رکھنا بہتر ہے اور اگر لڑکی ہو فاطمہؑ نام رکھیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ اس گھر میں افلاس نہیں آتا جس میں محمدؐ یا احمدؐ یا علیؑ یا حسنؑ یا حسینؑ یا جعفرؑ یا طالبؑ یا عبداللہ یا فاطمہ نام ہو (۷) کنیت اور لقب اس کے لئے قرار دیں (۸) ساتویں دن ختنہ کرنا (۹) داہنے کان کی لویں اور بائیں کان کے اوپر سوراخ کرنا (۱۰) ساتویں دن عقیقہ کرنا[1] یعنی بھیڑ بکری یا اونٹ ذبح کرنا اور قیمت دینا کافی نہیں اور اگر بچہ ساتویں دن ظہر سے پہلے مرجائے تو عقیقہ ساقط ہے (۱۱) عقیقہ کا جانور نر کے لئے نر اور مادہ کے لئے مادہ ہو (۱۲) اس جانور میں قربانی کے جانور کی شرطیں پائی جائیں یعنی سینگ ٹوٹا اور اندھا کانا، لنگڑا اور دبلا نہ ہو (۱۳) چوتھائی جانور اس کی دائی کو دیں جس نے اس بچہ کو جنایا ہو اور اگر دائی نہ ہو تو ماں کو دیں کہ وہ اپنی طرف سے خیرات کر دے (۱۴) اس گوشت کو پکا کر مسکینوں کو کھلائیں اقل درجہ دس آدمیوں کو کھلانا ہے (۱۵) عقیقہ کا ذبح کرنا اور بالوں کا اتارنا ایک محل پر ہو سر مونڈنے کے بعد عقیقہ نہ ہو (۱۶) ذبح کرنے کے وقت یہ دعا پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃٌ عَنْ فُلَانٍ لَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَدَمُھَا بِدَمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ وِقَاءً لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اور دوسری روایت میں جناب صادق علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ ذبح اور نحر کے وقت یہ کہے یَا قَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کے کہنے کے ساتھ چھری پھیرے (۱۷) جوڑ جوڑ علیحدہ کر دیں کہ ہڈی توڑنا مکروہ ہے (۱۸) اگر باپ نے عقیقہ نہ کیا ہو تو جوان ہو کر بچہ خود کرے (۱۹) جس کے فرزند پیدا ہوا اسکو مبارکباد دیں (۲۰) حمل کے زمانہ میں عورت بہی کا پھل کھائے کہ حدیث میں آیا ہے جو حاملہ بہی کھائے گی تو اس کا بچہ بھی خوشرو اور خوش طبع ہوگا (۲۱) جسوقت خون نفاس جاری ہو عورت خرمہ کھائے کہ حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ اس کا بچہ دانشمند ہوگا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اگر رطب کھائے گی تو فرزند حلیم ہوگا (۲۲) بچہ کو سفید کپڑے میں لپیٹیں اور وہ چھ امر جو مکروہ ہیں ان میں پہلا امر یہ ہے کہ جس کا نام محمدؐ ہو اس کی کنیت

[1] حدیث میں آیا ہے کہ عقیقہ بکری یا گائے یا اونٹنی پر ہوے ۱۲ مترجم

ابوالقاسم مقرر کریں اور بعض عالم اسکو حرام جانتے ہیں (۲) حکیم، خالد، حارث، ضرار، حکم، مالک، نام رکھنا (۳) ابوالحکم ابوالعیسیٰ، ابو مالک لقب دینا (۴) چوٹی یا پٹھے رکھنا (۵) ماں باپ اور ان کے عیال کو عقیقہ کا گوشت کھانا (۶) عقیقہ کے جانور کے بنانے کے وقت ہڈیاں نہ توڑیں بلکہ بند بند جدا کریں

پانچویں فصل دودھ پلانے کے بیان میں اور محافظت کے ذکر میں اور دودھ پلانے والی مقرر کرنے کے مسائل میں پس واضح ہو کہ ان تینوں باتوں سے چودہ امر متعلق ہیں دو واجب چھ سنت چھ مکروہ پہلا واجب یہ ہے کہ بچہ کی ماں کو چاہیئے کہ پہلی دھار دودھ کی جب اس کے دودھ اتر آئے بچہ کو پلا دے نہیں تو وہ بچہ زندہ نہیں رہتا (۲) اجرت اس دودھ کی باپ اپنے پاس سے بچہ کی ماں کو دے باقی دو برس تک دودھ پلانے کی اجرت اگر بچہ مالدار ہو تو اس کے مال سے دی جائے گی اور اگر نادار ہو تو وہ بھی باپ کے ذمہ ہے اور وہ چھ امر جو سنت ہیں ان میں سے پہلا امر یہ ہے کہ ماں خود دودھ پلائے کہ سب سے بہتر دودھ ماں کا دودھ ہے اور اگر ماں اجرت طلب کرے تو دینی پڑے گی ہاں اگر کوئی دوسری عورت مفت پلانے پر راضی ہو تو ماں سے پلوانا ضرور نہیں اگر ماں بھی مفت پلا دے تو اوروں سے افضل ہے اور اگر دودھ پلانے والی سے زیادہ دودھ کی پلائی مانگے تو دینا لازم نہیں اور اگر باپ کہے کہ ایک عورت مفت پلانے پر آمادہ ہے اور ماں کہے کوئی نہیں تو حلف کے ساتھ باپ کا قول سچ سمجھا جائے گا (۲) پورے دو سال دودھ پلائے کہ دو سال سے دو تین مہینے کم جائز ہے لیکن بچہ پر ظلم ہے اور دو برس سے زیادہ جائز نہیں اور نہ اس پر کچھ اجرت ملے گی (۳) دودھ پلانے والی عاقل ہو (۴) مسلمان ہو (۵) نیکبخت (۶) خوبصورت ہو اور چھ امر مکروہ میں پہلا یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کافرہ ہو لیکن ضرورت میں عیسائی عورت سے پلوا سکتے ہیں البتہ شراب اور سور سے اسکو روکنا چاہیئے (۲) مسلمان عورت کے ہوتے یہودیہ اور نصرانیہ سے دودھ پلوانا اور مجوسیہ میں کراہت زیادہ ہے (۳) یہودی یا نصرانی دودھ پلانے والی بچہ کو اپنے گھر لیجائے (۴) دودھ پلانے والی ولدالحرام ہو (۵) یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کا دودھ حرام کے حمل سے پیدا ہوا ہو اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر لونڈی کا دودھ زنا کا ہو اور آقا اس کو حلال کر دے تو دودھ حلال ہو جائے گا (۶) دودھیاری کا بدخلق اور احمق ہونا اور واضح ہو کہ حضانت اور حفاظت کے باب میں دو سال تک یعنی جب تک بچہ دودھ پیتا ہے باپ کی بہ نسبت ماں حقدار زیادہ ہے۔ اگر لڑکا ہو اور دو سال کے بعد بلوغ تک باپ اولیٰ ہے اور اگر لڑکی ہو تو سات برس تک ماں اولیٰ ہے اور بعض کے نزدیک نو برس تک اور بعض کہتے ہیں کہ جب تک ماں دوسرا نکاح نہ کرے گی باپ سے اولیٰ ہے اور پہلا قول قوی تر ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو بلوغ تک اوروں سے ماں اولیٰ ہے اور بلوغ کے بعد اس کو اپنا اختیار رہے۔ لیکن سنت ہے کہ لڑکی شادی تک ماں سے جدا نہ ہو اور اگر والدین

ف بلکہ چوٹی رکھنا جسطرح ہنود اور مجوس میں رائج ہے بعض روایات اور اقوال سے حرام اور بعض نے کفر لکھا ہے ۱۲ مترجم

طفل سے ایک شخص بھی زندہ ہوگا تو بلوغ تک بچہ کی محافظت اس کے ذمہ ہوگی اگر دونوں میں کوئی زندہ نہ ہو تو بچہ کی سرپرستی بعض کے نزدیک دادا سے متعلق ہوگی اور اگر دادا بھی نہ ہو تو عزیزوں سے حفاظت متعلق ہوگی اور بعض مجتہدین کے نزدیک ماں باپ کے سوا کسی کو حق حفاظت نہیں اور آٹھ مقام پر ماں کا حق حفاظت ساقط ہوجاتا ہے اور باپ سے متعلق ہوتا ہے (۱) یہ ہے کہ ماں کافر اور باپ مسلمان ہو (۲) یہ ہے کہ ماں لونڈی اور باپ آزاد ہو (۳) یہ کہ ماں پر اطمینان نہ ہو اور باپ امین ہو یعنی باپ کا علم اور تقوےٰ زیادہ ہو (۴) یہ ہے کہ ماں بچہ کے رکھنے سے انکار کرے تو حاکم باپ پر زور ڈالے گا کہ وہ حفاظت کرے (۵) یہ ہے کہ ماں دوسرا خاوند کرلے (۶) یہ ہے کہ باپ سفر میں جانا چاہے تو بعضوں کے نزدیک ماں سے چھڑا کر وہ اپنے ساتھ لیجائیگا (۷) ماں کوڑہی ہو تو بعض کے نزدیک باپ اس سے اولی ہے (۸) یہ ہے کہ سڑی ہو۔

چھٹی فصل

بیان نان و نفقہ

روٹی کپڑا دینے کے بیان میں پس واضح ہو کہ تین چیز سے نان نفقہ واجب ہوتا ہے (۱) قرابت کہ ماں باپ اور دادا دادی اور نانا نانی کا خرچ اٹھانا کسی طبقہ کے ہوں اولاد پر واجب ہے اور اولاد کا خرچ خوراک کسی درجہ کے ہوں ان پر واجب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس کے ذمہ واجب ہو اس کو مقدرت ہو اور وہ آزاد بھی ہو اور بھائی بہن اور چچا، پھوپھی اور ماموں خالہ کا خرچ اٹھانا واجب نہیں بلکہ سنت موکدہ ہے اور بعض کے نزدیک ان کا نفقہ بھی واجب ہے اور ماں باپ مسلمان اور عادل ہوں خواہ کافر و فاسق ہوں ناداری کی حالت میں ان کا خرچ اٹھانا واجب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے اور اپنے عیال کے شبانہ روز کے خرچ زائد سے اسکے پاس ہو اور اگر باوجود قدرت کے نہ دیگا تو حاکم جبراً دلائے گا اور خوراک کی مقدار اس قدر ہو جو اُن کو کفایت کرجائے اور کپڑا اتنا ہو کہ تن ڈھک جائے اور رہنے کو گھر دینا چاہیئے باقی ان کا نکاح کرنا اگر اس کی ضرورت ہو تو لازم نہیں بلکہ سنت[۱] ہے لیکن ان کی ازواج کا خرچ اسکے ذمہ لازم نہیں اور اگر خدمتگار کی ضرورت ہو تو خدمتگار دینا اور اس کا خرچ اٹھانا بھی واجب نہیں اور اگر عزیزوں کو کچھ دنوں خرچ نہ دے تو اسکی قضا واجب نہیں۔ لیکن اگر وہ حاکم کی اجازت سے اس کی عدم موجودگی میں قرض کرلیں تو اس قرض کا ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر باپ موجود نہ ہو یا ہو لیکن مفلس ہو تو اولاد کا خرچ دادا کے ذمہ ہوگا اور اگر وہ بھی نہ ہوں یا نادار ہوں تو نانا پر واجب ہے کہ بحصہ مساوی خرچ دیں اور نزدیک کا رشتہ دار دور کے رشتہ دار سے خرچ اٹھانے میں مقدم ہے اور انسان کے ماں باپ اور اس کی اولاد واجب النفقہ ہونے میں برابر ہیں۔ **دوسرا سبب زوجیت**، کہ زوجہ کا نان نفقہ شوہر پر چار شرط سے واجب ہے (۱) یہ کہ منکوحہ ہو کہ ممتوعہ کا نفقہ واجب نہیں اور طلاق کے بعد عدہ

[۱] یہ کہ شرفاء ہندوستان اس مقام کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ بیوگان کا عقد کرنا مستحب ہے چہ جائیکہ اولاد کا عقد کرنا نہ یہ کہ اس کو معیوب ٹھیرائیں اور برا جانیں کہ جس میں خوف کفر ہے نعوذ باللہ منہا ۱۲ مترجم

رجعی کے اندر خرچ دینا لازم ہے اور آیا چار مہینہ دس دن تک بیوہ کا نفقہ بھی واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۲) شرط یہ ہے کہ عورت مجامعت کرنے میں پورے پورے طور پر[۱] حاضر ہو لیکن اگر کامل تمکین مقاربت کے باب میں بجا نہ لائے تو نفقہ اس کا واجب نہیں اسی طرح نافرمانبردار عورت کا نفقہ واجب نہیں (۳) شرط یہ ہے کہ عورت بالغ ہو کہ نابالغ کا نفقہ بھی واجب نہیں اور بعض عالم واجب جانتے ہیں (۴) شرط یہ ہے کہ عورت مرتدہ ہو کہ مرتد کا نفقہ ساقط ہے اور اگر حاملہ ہو تو حمل کی وجہ سے بعض کے قول کے موافق اسکو نفقہ ملیگا اور جب یہ چاروں شرطیں پوری ہوں تو شوہر پر آٹھ کام واجب ہوں گے (۱) یہ کہ پیٹ بھر کر روٹی دے (۲) یہ کہ روٹی کے ساتھ سالن اور ترکاری بھی دے اور اگر کچھ روز روٹی سالن بند کردے گا تو اس کی قضا واجب ہو گی اور اگر کچھ دنوں زوجہ شوہر کے ساتھ کھائے تو اس زمانہ کی قضا لازم نہیں اور شوہر زوجہ پر جبر نہیں کر سکتا کہ وہ اسکے شریک ہو کر کھائے بلکہ ہر صبح کو اپنا خرچ خوراک وہ لے سکتی ہے اور رات تک ٹھیرنا واجب و لازم نہیں۔ پس اگر کسی وقت دن میں اسکو طلاق بائن دیدے تو اس دن کی خوراک واپس نہیں لے سکتا اور اگر اثنائے روز میں سرکشی کرے تو آیا بقیہ روز کی خوراک واپس لے سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور زوجہ ایک دن سے زیادہ کی خوراک نہیں مانگ سکتی اور شوہر نادار ہو تو اسکو مہلت دینی چاہیئے جب تک خدا اسکو وسعت دے اور اس صورت میں عورت اپنا نکاح بھی فسخ نہیں کر سکتی اور جب شوہر آسودہ ہو جائے تو پچھلا نفقہ وصول کر سکتی ہے بشرطیکہ مفلسی میں اس سے بقدر اسکے مقدور کے لیا نہ ہو (۳) تن ڈھکنے کو کپڑا دے یعنی کرتہ، دوپٹہ، پائجامہ اور اگر زوجہ خوش پوشاک خاندان سے ہو تو ایک جوڑا باہر جانے کیلئے مثل چادر اور برقعہ کے دینا لازم ہے اور جاڑے میں جڑاول بھی دے اور اگر اس شہر کی عورتیں پوستینیں پہنتی ہوں تو پوستین بھی دے اور اگر کچھ دنوں تک کپڑا نہ دیگا تو اس کی قضا دینی ہوگی اور روٹی کپڑے کی جنس میں کسی قسم کا دین اس عورت کے ہم رتبہ عورتوں کا حال جو اس شہر کی ہوں دیکھا جائے گا (۴) اگر عورت ایسے گھرانے کی ہو جو خود کام نہ کرتی ہو تو ایک خدمت گار اسکے آگے رکھنی پڑے گی لیکن یہ لازم نہیں کہ لونڈی خریدے بلکہ تنخواہ دار ملازم کافی ہے اور ایک پیش خدمت سے زیادہ بھی لازم نہیں ہے اگرچہ یہ ہو کہ اس عورت کے میکے میں اور کئی مامائیں رہتی ہوں اور خرچ نوکر کا شوہر کے ذمہ ہے اور اگر بی بی کے پاس کوئی مزدورنی یا کنیز ہو اور شوہر اسکے رہنے پر راضی ہو جائے تو کیا کہنا ورنہ وہ اس کو نکال کر اس کے عوض دوسرا آدمی اپنی تجویز کا دے گا اور اگر عورت یہ کہے کہ نوکر کی تنخواہ تم مجھ ہی کو دو میں خود کام کرلوں گی تو شوہر پر اجرت دینا لازم نہیں اور اگر عورت کے پاس ایک سے زیادہ خدمت گار رہوں تو شوہر منع کر سکتا ہے کہ ایک سے زیادہ نہ رکھے اور اس کے ماں باپ کو اسکے پاس آنے سے روک سکتا ہے اور آیا بودار چیزوں کے کھانے کی ممانعت کر سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ اسکو روکنے کا منصب ہے اسی طرح پر مضر چیزوں کے کھانے سے اور زہر کھانے سے اسکو روک سکتا ہے (۵) رہنے کو ایسا مکان کہ جس میں شوہر کے سوا کوئی دوسرا نہ آئے جائے (۶)

[۱] یعنی جسوقت اور جس جگہ اور جس حالت میں شرع شریف کے موافق شوہر چاہے انکار کرے ہاں فرض روزہ وغیرہ عذر شرعی ہو تو معذور ہے۔ منہ مترجم

بچھانے کے لئے فرش دے جس پر دن کو وہ بیٹھے اور رات کو اوڑھنے کا لحاف اور تکیہ دے اور اس کے نوکر کے لئے یہ چیزیں دینی اس کے شوہر کے ذمہ ضرور نہیں (۷) کھانے پکانے کے برتن اور پانی پینے کو گلاس کٹورہ دے چاہے لکڑی کے ہوں یا مٹی کے (۸) کنگھی تیل صابون وغیرہ سامان نہانے دہونے کا مہیا کرے لیکن سرمہ اور عطر پھلیل اور حمام کا محصول دینا لازم نہیں البتہ جاڑے میں گرم پانی کا سامان دینا لازم ہے فصد اور سینگی کی مزدوری اور دوا ورمل شوہر کے ذمہ نہیں تیسرا سبب ملک پس خرچ خوراک لونڈی غلام کا اور گھانس دانہ حیوانات کا حتی کہ ریشم کے کیڑوں کا چارہ اور شہد کی مکھیوں کی خوراک مالک پر واجب ہے اور اگر غلام کما سکتا ہو تو جائز ہے کہ آقا اس کی کمائی سے اسکو خوراک دے اور اس کی کمائی میں پورا نہ پڑے تو باقی آقا اپنے پاس سے دے اور غلام لونڈی کی خوراک کا ضابطہ یہ ہے کہ اسکے برابر کے لوگوں کا حال جو اس شہر میں رہتے ہوں دیکھنا چاہیے کہ اپنے لونڈی غلاموں کو کپڑا، کھانا کیسا دیتے ہیں اور اگر آقا نادار ہو یا دینے سے انکار کرے تو حاکم اسپر جبر کرے گا کہ یا روٹی کپڑا دے یا ان کو فروخت کردے اور جو حیوان قابل ذبح کے ہوں ان میں ایک شق یہ بھی ہے کہ ان کو ذبح کرے۔

بارہواں باب[۱۲]

بیان طلاق

طلاق اور عدۃ اور خلع اور مبارات اور ایلا اور ظہار اور لعان کے بیان میں اور اس میں چند مطلب ہیں۔ **پہلا مطلب** طلاق کے بیان میں اور اس میں چند فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** طلاق دینے کے بیان میں پس واضح ہو کہ طلاق دینا چار قسم پر ہے۔ پہلی قسم طلاق واجب ہیں اور اس کی تین قسم ہیں اول اس عورت کو طلاق دینا جس کو شوہر نے یہ کلمہ کہا ہو کہ تو اس شخص کی ماں کی برابر ہے کہ اس صورت میں حاکم اس کو تین مہینے کی مہلت دیگا بعد اسکے اسپر واجب ہو گا کہ یا کفارہ دے کر وہ بی بی کے پاس جائے نہیں تو اسے طلاق دے (۲) اس عورت کو طلاق دینا جس کے شوہر نے قسم کھائی ہو کہ میں تجھ سے ہم بستر نہ ہونگا کہ اس صورت میں حاکم چار مہینے کی مہلت دیگا بعد اس کے اسپر واجب ہے کہ یا دخول کرے یا طلاق دے (۳) جس حالت میں عورت اور مرد کے رشتہ دار میاں بی بی میں صفائی ہونا ناممکن جانیں تو شوہر کی اجازت سے وہ طلاق دیں گے۔ اور بعض مجتہد اس قسم کو سنت جانتے ہیں۔ دوسری قسم طلاق حرام اور اس کی چار صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ دخول کے بعد حیض یا نفاس میں زوجہ کو طلاق دے اور حال یہ ہو کہ خود وہیں موجود ہو (۲) بالغ عورت کو جو حاملہ نہ ہو اور حیض بھی اس کو آتا ہو دخول کرنے کے بعد حیض آنے سے پہلے طلاق دے (۳) ایک جلسہ میں ایک دفعہ دو یا تین طلاق دینا کہ مذہب شیعہ کی رو سے ایک طلاق صحیح ہے اور دوسری تیسری جائز نہیں البتہ سُنّی جائز جانتے ہیں (۴) بعض علما کے نزدیک عورت

طلاق مکروہ

کو اسکی باری میں طلاق دینا (۳) طلاق مکروہ اور وہ دو قسم پر ہے (۱) موافقت کی حالت میں طلاق دینا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ طلاق کو دشمن رکھتا ہے یعنی پسند نہیں کرتا (۲) بیمار کا اپنی زوجہ کو طلاق دینا (۳) قسم طلاق سنت اور اسکی یہ صورت ہے کہ شوہر کو ڈر ہو کہ میں اسکے حقوق ادا نہ کر سکوں گا یا شوہر کے دل میں زوجہ کی جانب سے کچھ شک پڑ گیا ہو اور واضح ہو کہ کبھی مجتہد لوگ طلاق سنت کا لفظ بولتے ہیں اور اس سے وہ طلاق مراد لیتے ہیں جو بدعت نہ ہو اور اسکو طلاق سنت یعنی اعم کہتے ہیں اور کبھی طلاق سنت بولتے ہیں اور مراد ان کی یہ طلاق ہوتی ہے کہ طلاق دینے والا باشرائط طلاق دے کر عدۃ تک خبر نہ لے اور بعد اسکے از سر نو عقد کرے اسکو سنت بمعنی اخص کہتے ہیں اور طلاق سنت بمعنی اعم کے جو طلاق بدعت[1] کے مقابل ہے اس کی دو قسمیں ہیں (۱) قسم طلاق بائن یعنی جس صورت میں طلاق دینے کے بعد شوہر کو رجوع کرنیکا اختیار نہیں رہتا اور اس کی سات قسمیں ہیں (۱) غیر مدخولہ کو طلاق دینا (۲) اس عورت کو طلاق دینا جس کا حیض سن ڈھل جانے سے بند ہو گیا ہو (۳) نابالغ عورت کو طلاق دینا (۴) زوجہ سے طلاق کی عوض کچھ لیکر طلاق دینا کہ اس صورت میں جب تک عورت اس عوض کو مسترد نہ کرے شوہر رجوع نہیں کر سکتا (۵) آزاد عورت کو تیسری دفعہ اور کنیز کو دوبارہ طلاق دینا کہ اس صورت میں شوہر رجوع نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت کسی سے نکاح کرکے اس سے دخول کرانے کے بعد اس سے طلاق کے ساتھ جدا نہ ہو (۶) آزاد عورت کو چھٹی مرتبہ اور کنیز کو چوتھی دفعہ طلاق دینا کہ یہاں بھی رجوع نہیں کر سکتا بلکہ بدون دوسرے شخص کے نکاح میں جاکر دخول کرانے کے اسپر حلال نہیں (۷) آزاد عورت کو نویں طلاق اور کنیز کو چھٹی مرتبہ طلاق دینا کہ اس صورت میں بھی شوہر کو رجوع کا اختیار نہیں بلکہ اگر طلاق عدی ہو گا تو وہ عورت حرام موبد ہو جائے گی اور غیر عدی ہو گا تو دوسرے شخص سے نکاح اور جماع کی ضرورت پڑے گی چنانچہ عنقریب بیان ہو گا دوسری قسم طلاق رجعی کی کہ شوہر کو طلاق کے بعد رجوع کا یعنی طلاق کے باطل کرنیکا اختیار رہو اور وہ ماسوائے طلاق بائن کی اقسام کے ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں عدی اور غیر عدی۔ قسم اول طلاق عدی اور اسکی یہ شکل ہے کہ باشرائط طلاق دے اور عدۃ میں رجوع کرکے دخول کرے اور حیض کے بعد پھر طلاق دیدے اور پھر عدہ میں رجوع کرکے دخول کرے جب اسطرح آزاد عورت کو تین دفعہ اور کنیز کو دو مرتبہ طلاق دیگا تو پھر رجوع نہیں کر سکتا جب تک دوسرے شخص سے نکاح کرکے جماع نہ کرائے گی اس شخص پر حرام رہیگی اور چھٹی مرتبہ میں آزاد اور چوتھی مرتبہ میں کنیز پھر حرام ہو جائے گی پھر دوسرے سے نکاح کرنے کی ضرورت پڑے گی اور نویں مرتبہ میں آزاد اور چھٹی مرتبہ میں کنیز حرام موبد ہو جائے گی اور

طلاق بائن

طلاق رجعی

---

[1] طلاق بدعت تین قسم پر ہے (۱) مقاربت کے بعد حائض غیر حاملہ کو طلاق دینا اسی طرح نفسا کو (۲) طہر مقاربت میں طلاق دینا (۳) پے در پے ایک جلسہ میں تین طلاق دینا ۔ ۱۲ مترجم [2] واضح ہو کہ اس مقام کو بڑی جانکاہی سے تحریر علامہ کے موافق درست کیا تھا ورنہ کسی طرح درست نہ تھی ۔ ۱۲ مترجم

قسم دوئم غیر عدی کہ طلاق کی عدۃ میں رجوع نہ کرے عدۃ گذرنے کے بعد دوبارہ عقد کرے اس صورت میں نویں اور چھٹی طلاق میں آزاد اور کنیز ہمیشہ کو حرام نہ ہوگی بلکہ دوسرے شخص سے نکاح اور دخول ہونیکے بعد اگر وہ چھوڑے گا تو پھر اس شخص پر حلال ہوجائے گی اور اس میں کچھ فرق نہیں کہ وہ دوسرا شخص جس کا طلاق کے مراتب میں ذکر آیا ہے غلام ہو یا آزاد اور آیا یہ شخص ثانی حیض یا نفاس کی حالت میں دخول کرے اور پھر اس عورت کو چھوڑ دے تو شوہر اول پر وہ حلال ہوجائے گی یا یہ بات شرط ہے کہ وہ عورت جب حیض سے صاف ہو اس حالت میں وہ شخص ثانی دخول کرے تب حلال ہوتی ہے اس مسئلہ میں قول ہیں اور شرط ہے کہ وہ شخص فرج میں دخول کرے پس اگر دبر میں دخول کرے یا بلا دخول اسکے منی اس عورت کی فرج میں داخل کر دیں تو حلال نہ ہوگی۔ **دوسری فصل** طلاق کی شرائط میں پس واضح ہو کہ طلاق کی صحت کی پندرہ شرطیں ہیں (۱) صیغہ یعنی شوہر زوجہ سے خطاب کرکے کہے اَنْتَ طَالِقٌ یعنی تو طالق ہے یا اشارہ کرکے کہے هٰذِہٖ طَالِقٌ یہ طالق ہے یا یوں ہی بدون خطاب اور اشارہ کے کہے زَوْجَتِیْ طَالِقٌ یعنی میری بی بی طالق ہے اور طالق کی ہندی طلاق پانے والی ہے ان تینوں لفظوں کے سوا مذہب شیعہ میں کسی اور لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی پس اگر زوجہ سے کہے انت طالق یا من المطلقات یا مطلقۃ یعنی تو طلاقن ہے یا مطلقات سے ہے یا مطلقہ ہے یعنی طلاق دی گئی ہی یا طلاقن ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اسی طرح غلبہ دبریہ کے لفظ سے جن کے معنی بری اور رہا کردہ ہیں طلاق واقع نہیں ہوتی اگرچہ طلاق کا قصد کریں کیونکہ یہ الفاظ طلاق میں صریح نہیں (۲) طلاق کا صیغہ عربی میں کہیں اور اگر عربی پر قادر نہ ہو تو جس زبان پر قادر ہو اس سے صحیح ہے۔ پس واضح رہے کہ ہندی میں صریح صیغہ طلاق کا (میں نے تجھ کو یا اس کو طلاق دی یا تجھ پر طلاق ہے) سمجھا جاتا ہے باقی نکل جا چلی جا وغیرہ الفاظ کنایہ ہیں صریح الفاظ طلاق نہیں (۳) شرط یہ ہے کہ زبان سے کہے پس اگر لکھ دے تو طلاق واقع نہ ہوگی خواہ[۱] حاضر ہو خواہ غائب اور بعض کے نزدیک غائب کی طلاق تحریر سے صحیح ہے البتہ اگر کہنے پر قادر نہ ہووے مثلاً زبان بند ہو یا گونگا ہو تو اشارہ کافی ہوگا حدیث میں آیا ہے کہ اس صورت میں اس کے سر پر دوپٹا اوڑھا دے گھونگھٹ کر دے یعنی تجھ کو مجھ سے پردہ واجب ہوگیا اور بعض لکھتے ہیں کہ اگر مرد اپنی عورت کو اختیار دے کہ تو چاہے طلاق لے لے اور وہ طلاق کو اختیار کرلے اور اس سے مراد طلاق دینا ہو تو صحیح ہے (۴) شرط یہ ہے کہ طلاق کو کسی شرط یا صفت پر معین نہ رکھے پس اگر حاجیوں کے واپس آنے پر یا مثل اس کے کسی بات پر معین کرے گا تو طلاق واقع نہ ہوگی (۵) طلاق کے لفظ آخر میں ایسا لفظ نہ ملا دے جو طلاق دینے کے منافی ہو۔ جیسے انت طالق کے ساتھ نصف طلقہ ملا دے یعنی تجھ کو طلاق دی آدھی طلاق کہ اس صورت

شرائط طلاق

[۱] مراد یہ ہے کہ مطلقاً زبان سے کہے پس اگر زبان سے کہکر اطلاعاً لکھ بھیجے تو دوسری بات ہے ۱۲ مترجم

میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی (۶) صیغہ طلاق سے انشا کا قصد کرے یعنی اب طلاق دیتا ہوں گذشتہ اور آئندہ کا ارادہ نہ ہو ورنہ صحیح نہ ہوگی (۷) شوہر بالغ ہو کہ نابالغ کا صیغہ کہنا معتبر نہیں گو ولی کے کہنے سے کہے بلکہ اگرچہ اس کی عمر دس برس کی ہووے اور بعض عالم طفل دہ سالہ کی طلاق صحیح سمجھتے ہیں (۸) شوہر عاقل ہو کہ دیوانہ کی طلاق صحیح نہیں البتہ دیوانہ کا ولی اسکی طرف سے طلاق دے سکتا ہے بشرطیکہ دورہ کا مرض نہ ہو ورنہ ولی کا طلاق دینا صحیح نہیں (۹) اپنے اختیار سے طلاق دے پس اگر زبردستی کوئی اس سے کہلا وے تو معتبر نہیں (۱۰) ہوش میں طلاق دے پس مست اور بیہوش اور سوتے کی طلاق معتبر نہیں اور اگر عورت کا نام ولقب طالق یعنی طلاقن ہو اور اس کا نام لیکر اگر پکارے تو طلاق نہیں ہو سکتی (۱۱) جس عورت کو طلاق دیتا ہے وہ منکوحہ ہو کہ ممتوعہ اور کنیز مدخولہ کو طلاق نہیں پڑتی اسی طرح جس عورت سے وطی یا شبہ سے مقاربت کرے اس سے جدا ہونے کیلئے حاجت طلاق نہیں اور نہ اسکو طلاق دیسکتا ہے (۱۲) طلاق کے وقت عورت حیض ونفاس سے پاک ہووے اور جس پاکی میں شوہر نے مقاربت کر لی ہو وہ طہر بھی گذر جائے ورنہ طلاق باطل ہے البتہ غیر مدخولہ اور عورت حاملہ کی طلاق اور پردیسی کا اپنی زوجہ کو جس حالت کی اسکو خبر نہ ہو کہ ایام سے ہے یا پاکی کا زمانہ ہے گو حیض ونفاس کی حالت میں ہو تو صحیح ہے (۱۳) مطلقہ معین ہو خواہ اشارہ سے یا زبان سے یا دل میں ارادہ کرنے سے پس اگر دو زوجہ والا گول گول بلا تعیین اپنی ایک عورت کو طلاق دے تو صحیح نہیں اور بعضے لکھتے ہیں کہ صحیح ہے اور شوہر ایک کو ان میں سے علیحدہ کر دے یا چٹھی ڈال کر جس کے نام قرعہ نکلے اسکو جدا کر دے (۱۴) طلاق کے وقت دو مرد عادل کا گواہ ہونا شرط ہے صیغہ طلاق دونو دفعۃً سنیں پس اگر دو گواہ عادل موجود نہ ہوں یا اول ایک کے سامنے کہے پھر اس کے جانے کے بعد دوسرے کے سامنے کہے یا ایک عادل ہو ایک غیر عادل یا دونو غیر عادل ہوں تو طلاق صحیح نہیں لیکن بعض عالم عدالت ظاہری کو طلاق میں کافی جانتے ہیں (۱۵) شرط یہ ہے کہ گواہ مرد ہوں کہ عورت کی گواہی طلاق کے باب میں معتبر نہیں دو تو گواہ عورتیں ہی ہوں۔ یا ایک مرد ایک عورت ہو۔ تیسری فصل رجوع کے بیان میں واضح ہو کہ طلاق میں بعض حالتوں میں شوہر کو طلاق کے باطل کرنیکا اختیار ہے اور اس قسم کی طلاق کو طلاق رجعی کہتے ہیں اور رجوع کی دو صورتیں ہیں۔ اول قولی یعنی زبان سے کہنا کہ راجعتک یعنی میں نے تجھ سے رجوع کیا یا طلاق کا انکار کرے اور گونگا ہو تو اشارہ کافی ہے مثلاً عورت کے سر سے گھونگھٹ سرکا دے (۲) فعلی یعنی ایسا کام کرنا جس سے رجوع کرنا سمجھا جائے مثلاً مطلقہ سے مقاربت کرے یا بوسہ لیوے یا دستبازی کرے اور عدۃ رجعیہ میں دوبارہ نکاح کر لے تو آیا یہ بھی رجوع میں داخل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اسی طرح یہ بات بھی اختلافی ہے کہ رجوع کو کسی شرط پر معلق کرے اور عورت کا مطلع کرنا رجوع کی شرط نہیں ہے جس طرح غیبت میں طلاق دیسکتا ہے اسی طرح غیبت میں عورت کے رجوع کرے تو درست ہے اور رجوع

ہرگواہ کرنا شرط نہیں ہے البتہ سنت ہے کہ گواہوں کے روبرو رجوع کرے اور عورت کا قابل وطی ہونا ضرور نہیں پس حیض یا احرام میں رجوع کرسکتا ہے اور اگر میاں بی بی میں رجوع کے باب میں اختلاف پڑے یا دخول کرنے یا نہ کرنے میں نزاع ہو اور عورت منکر ہو تو قسم کے ساتھ عورت کا قول مسموع ہے اور اگر عورت دعوے کرے کہ عدت ختم ہوچکی ہے اور اس کا قول قرین قیاس ہو مثلاً طلاق کو دو لحظہ اور چھبیس دن ہوچکے ہوں تو حلف کے بعد اسکا قول صحیح شمار ہوسکتا ہے اور بعض احادیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ جو چیزیں معمولی ہوں ان میں عورت کا قول قبول نہیں ہوتا تا وقتیکہ چار عورتیں جو اس کے حال سے مطلع ہوں شہادت نہ دیں۔

عدۂ طلاق وغیرہ

چوتھی فصل عدۃ کے بیان میں عدۃ سے مراد وہ مدت ہے جس میں عورت دوسرا نکاح نہیں کرسکتی اور شرعاً عدۃ کی رو سے عورتوں کی دس قسم ہے (۱) وہ عورتیں جن کی عادات مقرر ہوں کہ ہر مہینے میں معمولی تاریخوں میں ان کو خون آتا ہے ان کا عدہ تین طہر ہے اور طہر دو حیض کے بیچ کے زمانہ کو یعنی پاکی کے زمانہ کو کہتے ہیں پس دخول کے بعد اگرچہ فقط حشفہ یا سپاری غائب ہوئی ہو بلکہ اگرچہ منی باہر نہ آئی ہو ایسی عورتوں کو طلاق دی جائے تو ان کو تین طہر تک انتظار کرنا پڑے گا اور اگر بعض عورتوں کے شوہر مجبوب ہوں یعنی ہیجڑے ہوں جن کا عضو تناسل کاٹ ڈالا گیا ہو لیکن خصیے موجود ہوں تو آیا طلاق کی عدت ان پر لازم ہے یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے اور اگر اس قسم کی عورتیں دعویٰ کریں کہ ہماری عدت پوری ہوگئی اور اتنا عرصہ گذر چکا ہو جس میں یہ بات ممکن ہو تو ان کا بیان راست شمار ہوگا اور کم سے کم مقدار اسکی یہ ہے کہ دو لحظہ اور چھبیس دن گذر گئے ہوں اس وجہ سے کہ ہوسکتا ہے کہ طلاق سے ایک لحظہ کے بعد خون آجائے اور تین دن کی مقدار اس کے خون کی ہو اور دس دن پاکی کا زمانہ ہو اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا آخر کا لحظہ داخل عدہ ہے یا عدہ سے خارج ہی صحیح یہ ہے کہ وہ لحظہ عدہ میں داخل نہیں بلکہ عدہ پورا ہونے کی علامت ہے (۲) قسم وہ عورتیں ہیں جن کے حیض کی تعداد میں کچھ معمول نہ ہو چھٹے مہینے ان کو خون آتا ہو اور ان کی ہمجولیوں کو برابر حیض آتا ہو پس ان کی عدہ طلاق تین مہینے کی مدت ہے پس اگر پہلی تاریخ کو طلاق دی ہو تو تین چاند ورنہ دو چاند اور تیس روز عدہ رکھیں دوسری وہ عورتیں بالغ نہ ہوں کہ بعض کے نزدیک وہ بھی تین مہینے کی عدۃ رکھیں گی اور بعض کے نزدیک ان کیلئے عدۃ نہیں تیسری وہ عورتیں جو ضعیفہ اور سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے حیض سے بیٹھ رہی ہوں اور یہ امر عام عورتوں میں پچاس سال کے اندر ہوجاتا ہے اور قرشی اور نبطی عورتوں کو ساٹھ برس تک خون آسکتا ہے پس بعض کے نزدیک ایسی عورتیں بھی تین ماہ تک عدہ رکھیں گی مگر بعض کے نزدیک ان پر عدہ نہیں ہے۔ تیسری قسم وہ عورتیں ہیں کہ جن کا عدہ دو طہر ہے اور وہ دو صنف کی عورتیں ہیں اول وہ لونڈیاں جن کی عادت مقررہ ہو اور ان کا شوہر ان کو دخول کے بعد طلاق دے تو وہ حیض تک عدہ رکھیں گی گو ان کا شوہر آزاد ہو اور کم سے کم زمانہ جس میں ان کا عدۃ

پورا ہوسکے تیرہ دن اور دو لحظے ہیں دوسری صنف ممنوعہ عورتیں ہیں کہ ان کا عدہ بھی میعاد متعہ کے بعد درصورتیکہ مدخولہ ہوئی ہوں اور مستقیم الحیض ہوں یعنی معمولی عادت رکھتی ہوں دو حیض ہے چوتھی قسم وہ عورتیں ہیں جن کا عدہ پینتالیس روز ہے وہ بھی دو قسم کی عورتیں ہیں اول لونڈیاں جو نکاح اور دخول کے بعد طلاق پائیں۔ دوسری ممنوعہ عورتیں دخول کے بعد متعہ کی میعاد پوری ہونے پر ان دونو قسم کی عورتوں کا عدہ پینتالیس دن ہے اگر ان کو حیض نہ آتا ہو اور سن حیض کا ہو۔ پانچویں قسم وہ عورتیں ہیں جن کا عدہ نو ماہ کا ہوتا ہے وہ عورتیں جن کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ حیض آکر رہ گیا ہو پھر حیض نہ آیا ان کا عدہ طلاق کے بعد نو مہینے تک ہے اور بعض کے نزدیک اس قسم کی عورتوں کا عدہ چھ مہینے کا ہوگا۔ چھٹی قسم وہ عورتیں ہیں جن کا عدہ وضع حمل پر ختم ہوتا ہے گو طلاق سے ایک لحظہ کے بعد وضع حمل ہو جائے یہ حاملہ عورتوں کا حکم ہے بشرطیکہ جن کا عدہ ہے اسی کا حمل ہو یا گمان ہو کہ اسی کا حمل ہے جیسے اس حمل کا حال ہے جس کو شوہر لعان کرکے انکار کردے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ وضع حمل اور تین مہینے سے جو امر پہلے ہو جائے اسپر حاملہ کا عدہ طلاق ختم ہوگا۔ پس اگر وضع حمل پہلے ہو جائے تو وہ عدہ ہے اور اگر تین مہینے پہلے پورے ہو جائیں تو اس کو عدہ سمجھنا چاہئے اور اگر عورت کا حمل حرام سے ہو تو اس کے لئے عدہ نہیں ہے اور اگر مسافر اپنی زوجہ کو سفر میں طلاق دے اور اس کی بہن سے عقد کرنا چاہے یا تین عورتیں مطلقہ کے سوا اس کے پاس ہوں اور چوتھی کرنا چاہے تو نو مہینے تک صبر کرنا لازم ہے اس خیال سے کہ شاید وہ مطلقہ حاملہ ہووے ساتویں قسم وہ عورتیں ہیں جن کا عدہ چار مہینے اور دس دن کا ہوتا ہے یہ وہ آزاد عورتیں ہیں جن کا شوہر انتقال کر جائے اگرچہ وہ غلام ہو کہ وفات شوہر کے بعد زوجہ کا چار مہینے دس روز عدہ میں بیٹھنا اور سنگار کا ترک کرنا لازم ہے یعنی عمدہ لباس نہ پہنے خوشبو نہ لگائے آنکھوں میں سرمہ نہ ڈالے ہاں اگر ضرورت ہو تو رات کو سرمہ لگائے اور دن کو صاف کر لیا کرے اور مہندی بھی نہ لگائے خضاب بھی نہ کرے اور سفیدہ یعنی دھوپ بھی چہرے پر نہ ملے اسی طرح جو جو چیزیں عرف میں زینت و سنگار شمار ہوں وہ سب حرام ہیں پس ہندوستان میں مانگ پٹی، مسی، سرمہ مہندی، چوڑی، بلاق، نتھ، پان، پھول وغیرہ وغیرہ سب حرام ہیں البتہ کسی خاص قسم کا لباس پہننا جو عرب میں رنڈاپہ کا لباس کہلاتا ہو واجب نہیں اسلئے کہ رواج اور دستور اسباب میں مختلف ہے ہر ایک ملک میں جدا جدا لباس اور سنگار ہے پس جو لباس جس ملک کی زینت میں داخل ہو وہ نہ پہنے۔ باقی سر میں کنگھی کرنا، بدن کا صاف کرنا، مسواک کرنا، ناخن بنوانا، عمدہ مکانوں میں رہنا قیمتی فرش پر بیٹھنا حرام نہیں ہے بشرطیکہ عرفاً سنگار میں داخل نہ ہو اسی طرح اپنی اولاد اور لونڈیوں کو بیوہ زینت کر سکتی ہے یہ بھی حرام نہیں ہے اور اس سوگ کرنے میں مدخولہ اور غیر مدخولہ اور بالغہ و نابالغہ، جوان و بوڑھی سب برابر ہیں خواہ حیض کی عادت ان کی مقررہ ہو خواہ نہ ہو اور یہی حکم ان مدخولہ لونڈیوں کا ہے جن کا آقا مر جائے

کہ وہ بھی چار مہینے دس دن تک سوگ کرے گی۔ آٹھویں قسم وہ عورتیں ہیں جن کا عدہ پینسٹھ دن کا ہے یہ وہ کنیزیں ہیں جن کے شوہر مرجائیں کہ وہ بعد وفات اپنے شوہر کے آزاد سے نصف میعاد تک عدہ رکھے گی یعنی پینسٹھ دن باقی ترک زینت وغیرہ میں جواوپر بیان ہوا اوران میں اور آزاد عورتوں میں کچھہ فرق نہیں اور بعض علمار کے نزدیک لونڈیوں کا عدہ بھی اپنے شوہر کی وفات کے بعد چار مہینے دس دن ہے اوراگر لونڈی اثنائے عدہ میں آزاد ہوجائے تو آزاد کی برابر عدہ پورا کرے اوراگر عدۂ بائنہ میں ہو تو وہی عدہ جو لونڈیوں کا طلاق رجعی میں ہے پورا کرنا کافی ہے۔ نویں قسم وہ عورتیں جن کا عدہ وضع حمل اورچار ماہ دس روز کا گزرنا ہے یہ وہ عورتیں ہیں جو حاملہ ہوں ان کا عدہ شوہر کی وفات کے بعد یہ ہے کہ حمل بھی وضع ہوجائے اور چار مہینے دس دن بھی گذرجائیں۔ اور دسویں قسم وہ عورت ہے جن کا شوہر مفقود الخبر ہوجائے اور کچھہ اس کا پتہ نہ ہوا اور کوئی شخص ان کے رشتہ داروں سے ایسا نہ ہو جو اسکو روٹی کپڑا دے اور وہ عورت صبر بھی نہ کرسکے تو اسکو چاہیئے کہ وہ اپنا عرض حال حاکم سے کرے حاکم اسکو چار برس تک بیت المال سے نان نفقہ دے گا اوراس عرصہ میں جسطرف وہ شخص گیا ہو ادہر تلاش کرائے گا پس اگراس کی خبر مل جائے توخیر ورنہ مفقود کے ولی کو حکم دے گا کہ اسکو طلاق دے اور بعد از طلاق بنا بر مشہور وہ چار مہینے دس روز عدہ رکھے اوراگر ولی طلاق نہ دے تو حاکم خود طلاق دے گا پس اگراس کا شوہر عدہ کے اندر واپس آگیا تو وہ اپنی زوجہ کا مستحق ہے اوراگر عدے کے بعد آیا تو وہ عورت سے کچھہ علاقہ نہ رکھے گا خواہ اس نے نکاح کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ تتمہ جو شخص مقاربت کرنے کے بعد اپنی کنیز کو فروخت کرنا چاہے یا کوئی لونڈی خرید کرے یا کسی اور طریقہ سے مالک ہووے اور وہ کنیز جوان ہو اوراسکو حیض آتا ہو تو واجب ہے کہ ایک حیض کے آنے تک انتظار کرے اس کے بعد فروخت یا مقاربت کرے اوراگراس کو حیض نہ آتا ہو اور سن اس کا حیض کا ہووے تو چالیس روز صبر کرے اوراگر کنیز حاملہ ہووے تو وضع حمل تک صبر کرے یا چار مہینے دس دن گذرجائیں اسوقت مقاربت کرے اس انتظار کرنے کو استبرا کہتے ہیں آیا استبرا کے زمانہ میں دخول کے سوا بوسہ وکنار بھی حرام ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے قوی یہ ہے کہ دخول کے سوا اور سب امور جائز ہیں اوراگر استبرا کے زمانہ میں مقاربت کرلیوے تو استبرا ساقط ہوجائے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقوی یہ ہے کہ استبرا کرنا پھر بھی لازم ہے اوراگر دو گواہ عادل گواہی دیں کہ مالک نے استبرا کرلیا ہے یا بعض کی حالت میں وہ کنیز اس کے قبضہ میں آوے اور ملک میں آنے سے قبل اسی کے نکاح میں ہو یا کسی عورت کی ملک ہووے تو ان صورتوں میں استبرا واجب نہیں اور واضح ہو کہ عدہ رجعیہ کے زمانہ کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہے جس طرح پر کہ نکاح میں بیان ہوا اور بدون ضرورت یہ عورت اس مکان سے جس میں اسکو طلاق دی ہو باہر نہیں جاسکتی اور شوہر کو بھی اس کا نکالنا جائز نہیں البتہ اگر ایسا فعل کرے

استبرا لونڈی از وقت مقاربت

جس سے اسپر حد واجب ہوجائے تو سزا دینے کے لئے اسکو باہر لیجا سکتے ہیں ایسے ہی اگر وہ گھر والوں کو ایذا پہنچائے تو اس صورت میں بھی اس مکان سے نکال کر دوسری جگہ اسکو رکھ سکتے ہیں اسی طرح عدہ رجعیہ میں کنیز کا نفقہ لازم ہے اور عدہ بائنہ میں نفقہ نہیں ہے الا حمل کی صورت میں دوسرا مطلب خلع اور مبارات کے بیان میں اور اسکی صورت یہ ہے کہ میاں بی بی میں باہم رنجش اور تکرار ہو اور عورت کل مہر یا جزو مہر دیکر شوہر کو راضی کرے کہ وہ طلاق دے اور فرق خلع اور مبارات میں یہ ہے کہ اگر رنج عورت کی طرف سے ہو تو خلع ہے اور جس حالت میں دونو کی طرف سے رنجش ہووے اسکو مبارات کہتے ہیں اور خلع کی تین قسم ہیں حرام، سنت، مباح، خلع حرام کی یہ شکل ہے کہ مرد جبرًا عورت کو خلع کرنے پر ابھارے یا اس کے بعض حقوق میں کمی کرے وہ مجبورًا خلع لینے پر آمادہ ہووے اور خلع سنت کی صورت یہ ہے کہ عورت خاوند سے کہے کہ میں ایسا شخص ڈہونڈونگی جس سے تجھے رنج پہنچے یعنی بدفعلی کی دھمکی دے اور بعض مجتہد اس صورت میں خلع ہونے کو واجب جانتے ہیں اور خلع مباح اس حالت میں ہوتا ہے کہ عورت مرد سے آزردہ ہو اور وہ کچھہ دے کر طلاق لے اور خلع کی شرائط خاص علاوہ ان شرطوں کے جو طلاق میں مذکور ہوئیں چھ ہیں (۱) ایجاب جیسے خالعتکِ یا بارأتکِ یعنی شوہر کہے کہ میں نے تجھ سے خلع کیا یا مبارات کی فلاں مقدار روپیہ کی یا فلاں شے کے عوض میں اور اس عبارت کے بعد بلا فاصلہ آیا صیغہ طلاق بھی کہنا چاہیئے یا کہ یہی عبارت فسخ نکاح کو کافی ہے صیغہ طلاق کی ضرورت نہیں اس مسئلہ میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ یہی صیغہ کافی ہے صیغہ طلاق کی ضرورت نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ خلع کو بصیغہ طلاق واقع کرے اس صورت میں صیغہ خارج کی ضرورت نہ رہیگی (۲) عورت کا قبول کرنا بے فاصلہ خواہ ایجاب سے قبل یا بعد ہو (۳) خلع میں عورت کا شوہر سے ناراض ہونا اور مبارات میں طرفین کا ایک دوسرے سے بیزار ہونا شرط ہے اگر بدون تکرار کے خلع کرینگے تو صحیح نہیں ہاں اگر صیغہ طلاق واقع ہوا تو طلاق رجعی ہو جائے گی کہ عدہ میں شوہر کو رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ طلاق بھی اکثر رنج وملال سے ہوتی ہے پس غرض یہ ہے کہ بعوض کسی شے کے طلاق دینا بدون عورت کی بیزاری کے درست نہیں بخلاف خالی طلاق کے کہ وہ در صورت عورت کے رضامند ہونے کے بھی واقع ہو سکتی ہے اگرچہ شوہر کو بھی زوجہ سے ملال نہ ہو (۴) شرط یہ ہے کہ عوضانہ طلاق کا ایسی چیز ہو جن کا مسلمان مالک ہو سکتا ہے پس اگر شراب پر خلع ہو تو درست نہیں اور عوض کی کوئی مقدار شرع میں مقرر نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ مہر سے زیادہ دیکر عورت خلع لے لیکن مبارات کی شکل میں جبکہ دونوں کی طرف سے علیحدگی کی درخواست ہو تو مہر سے زائد نہ ہونا چاہیئے اور کنیز کو بدون اجازت مالک کے خلع کرانے کا اختیار نہیں لیکن اگر آقا اذن دے تو صحیح ہے اور آزاد ہونے کے بعد معاوضہ طلاق کا وہ ادا کرسکے اور غلام بلا اجازت اپنے مالک کے خلع کر سکتا ہے لیکن جو عوض طلاق کے حاصل کرے وہ ملک آقا ہے (۵) شرط یہ ہے کہ صیغہ خلع اور مبارات کا دو گواہ عادل کے روبرو واقع

کیا جاوے جس طرح کہ طلاق میں بیان ہوا ہے پس اگر دو گواہ عادل کے سامنے خلع نہ ہوگا تو درست نہیں
(۶) شرط یہ ہے کہ خلع اور مبارات کسی شرط پر معلق نہ ہووے ہاں وہ شرط جو خلع کے مضمون کو لازم و ملزوم ہے
درست ہے مثلاً یہ کہنا کہ میں خلع کرتا ہوں لیکن اگر یہ عورت عوضانہ کو واپس لے گی تو میں خلع سے پھر جاؤنگا
تو ایسی شرط کا مضائقہ نہیں کیونکہ بعد خلع کے مرد کو رجوع کا منصب نہیں رہتا۔ عورت بائن ہوجاتی ہے
لیکن جس صورت میں کہ عورت عدہ کے اندر اپنے عوض کے دینے سے منکر ہوجائے تو شوہر بھی طلاق خلع
کو عدت میں باطل کرسکتا ہے لیکن اگر عورت نابالغ نہ تھی یا غیر مدخولہ یا یائسہ ہو کہ جسکا حیض موقوف
ہوجاتا ہے تو ان شکلوں میں شوہر کو رجوع کرنا کسی حالت میں درست نہیں اور اگر عوض کی مقدار میں یا جنس
یا صفت میں اختلاف ہووے تو جو عورت کہے وہ مسلم ہے تلیسرا مطلب ظہار اور ایلا کے بیان میں اور
اسمیں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل ظہار کے اقسام میں اور اس کی شرطوں میں پس واضح ہو کہ ظہار کی
دو قسم ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ اس کا کفارہ مقاربت کرنے سے پہلے دیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ
کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ تو اس شخص پر ماں کی پشت کی برابر ہے کہ اس صورت میں جب تک کفارہ
نہ ادا کرے اس عورت سے وہ شخص مقاربت نہیں کرسکتا (۲) قسم یہ ہے کہ دخول کے بعد کفارہ دینا پڑے
اسکی یہ صورت ہے کہ یوں کہے کہ تو اس شخص کی ماں کی پشت کی برابر ہے اگر تجھ سے جماع کروں اس صورت
میں جسوقت اس سے جماع کرے گا اسی وقت ظہار واقع ہوجائے گا اور کفارہ دینا اس پر لازم ہوگا اور
ظہار کی نو شرطیں ہیں اول جیسے انت علی کظہر امی تو اس شخص پر ماں کی پشت کی برابر ہے اور بہن۔ بیٹی
یا خالہ پھوپھی وغیرہ بنانے سے بھی یہی بات پیدا ہوگی یا یہ حکم فقط ماں سے مخصوص ہے اس مسئلہ میں علما کے
درمیان باہم اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ کل رشتہ دار عورتوں کا جن سے نکاح حرام ہے یہی حکم ہے سب کا اور
اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ تو فلاں شخص کی بی بی کی برابر ہے یعنی کسی شوہر دار عورت سے نسبت دے
تو ظہار واقع نہ ہوگا (۲) شرط یہ ہے کہ ظہار کرنے والا بالغ ہو کہ طفل کا ظہار کرنا معتبر نہیں (۳) عاقل ہو
کہ دیوانہ کا ماں کہنا معتبر نہیں (۴) اپنے قصد اور اختیار سے کہے کہ مست اور بیہوش اور سوتے کا ماں کہنا
یا زبردستی جس سے کوئی کہلا وے سند نہیں ہے (۵) یہ کہ عورت مدخولہ ہو کہ غیر مدخولہ عورت پر
ظہار واقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ فضیل ابن یسار کی روایت میں آیا ہے اور بعض عالم اسکو شرط نہیں جانتے
لیکن پہلا قول صحیح ہے اور مدخولہ میں وہ عورت بھی داخل ہے جس سے وطی فی الدبر کی ہو (۶) ظہار کو
کسی صفت یعنی شدنی بات پر معلق نہ کرے۔ مثلاً یہ کہے کہ تو مجھ پر اپنی ماں کی پشت کی برابر ہے اگر سورج
نکلے تو صحیح نہیں اگر ظہار کو کسی شرط پر مشروط کرے تو آیا واقع ہوگی یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہی کہ
صحیح ہے (۷) شرط یہ ہے کہ دو مرد عادل کے روبرو ظہار کرے جسطرح پر طلاق میں بیان ہوا پس اگر دو
مرد عادل دفعتاً نہ سنیں تو صحیح نہیں (۸) شرط یہ ہے کہ شوہر حاضر ہو یعنی گھر پر ہو اور عورت حاملہ ہو یعنی

ظہار کے بیان میں

حمل سے نہ ہو تو ظہار کے وقت حیض و نفاس سے پاک ہو اور اسکی پاکی میں شوہر نے جماع بھی نہ کیا ہو جسطرح طلاق میں بیان ہوا پس اگر حیض یا نفاس کی حالت میں ظہار کرے اور وہ عورت حاملہ نہ ہو یعنی حمل سے خالی ہو یا اس پاکی میں جماع کیا ہو تو صحیح نہیں (۹) یہ ہے کہ ظہار کو بلفظ ظہر یعنی پشت واقع کرے پس اگر یہ کہے کہ تیرا ہاتھ اس شخص کی ماں کے ہاتھ کے برابر ہے. تو ظہار نہیں اور آیا ظہار میں اسلام شرط ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اور آیا نکاح دائمی ہونا شرط ہے یا ممتوعہ سے بھی ظہار ہو جاتا ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے اور آیا میعادی ظہار بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے لیکن اقرب یہ ہے کہ صحیح ہے اور اگر کئی دفعہ اس لفظ کو کہے تو ایک ظہار واقع ہوگی یا جے مرتبہ کہا اسقدر ظہار واقع ہوں گے اس میں بھی اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جتنی دفعہ کہے گا اسی قدر ظہار واقع ہوں گے۔ پس پہلی قسم میں کفارہ اسوقت واجب ہوگا جب دخول کا ارادہ کرے کیونکہ دخول سے پہلے کفارہ دینا واجب ہے بدون کفارہ مقاربت نہیں کر سکتا اور بدون کفارہ دیدہ و دانستہ ہمبستر ہوگا تو دوسرا کفارہ دینا پڑے گا اور کئی دفعہ صحبت کریگا تو وطی کا کفارہ مکرر ہوگا ظہار کا کفارہ مکرر نہیں ہوگا لیکن اگر دخول نہ کرے اور طلاق دے اور بعد عدہ گذرنے کے پھر از سر نو نکاح کرے تو کفارہ سے بچ سکتا ہے اسی طرح اگر زوجہ کنیز ہو اور اسکو ظہار کے بعد خریدے تو بعض علماء کے نزدیک کفارہ ساقط ہے اور اگر مرد ظہار کرنے کے بعد صحبت کرنے سے انکار کرے اور عورت حاکم سے نالش کرے تو حاکم تین مہینے کی مہلت اسکو دے گا کہ اس عرصہ میں یا تو کفارہ دے کر مقاربت کرے نہیں تو طلاق دے اور بعد تین مہینے کے اسپر جبر کرے گا اور کھانا پانی اسپر بند کرے گا کہ یا طلاق دے یا کفارہ دے کر اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستر ہو۔

دوسری فصل ایلا کے بیان میں اور اس کی یہ صورت ہے کہ کوئی چار مہینے سے زیادہ اپنی زوجہ منکوحہ کے پاس جانے کی قسم کھائے یا بلا میعاد قسم کھائے اور مقصود اس کا عورت کو ایذا دینا ہو۔ لیکن اسکی آٹھ شرطیں ہیں اول یہ کہ قسم کرنے والا بالغ ہو کہ بچہ کی قسم کا اعتبار نہیں (۲) عاقل ہو کہ دیوانہ کی قسم معتبر نہیں (۳) قصداً اور اختیاراً ہو کہ مجبور اور غافل اور مست اور سوتے کی قسم کا اعتبار نہیں (۴) وہ عورت منکوحہ ہو کہ لونڈی پر ایلا کرنے کا اثر نہیں ہوتا (۵) وہ عورت مدخولہ ہو غیر مدخولہ سے ایلا کرنا معتبر نہیں (۶) خدا کے نام کی قسم کھائے کہ جس کا بیان قسم کے باب میں مذکور ہوا ہے پس اگر خدا کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائے تو لغو ہے باقی عربی میں قسم کھانا شرط نہیں پس اگر دوسری بولی میں اپنی زوجہ سے کہے کہ واللہ وہ شخص تجھ سے کبھی ہمبستر نہ ہوگا تو ایلا واقع ہو جائے گی اور طلاق کی قسم یا عتاق کی قسم یعنی اس شخص کی جورو پر طلاق ہے یا میرا غلام آزاد ہو جو تجھ سے ہم صحبت ہوں ہمارے مذہب میں صحیح نہیں البتہ اہل سنت صحیح جانتے ہیں (۷) صاف صاف کہے کہ واللہ میں اپنے عضو مخصوص کو تیرے عضو مخصوص میں داخل نہ کرونگا یا جو مکروہ لفظ اس کے لئے لغت موضوع میں ان کو زبان پر لائے پس اگر اشاروں میں کہے کہ میں تیرے ساتھ ایک تکیہ پر سر نہ رکھوں گا یا ایک چھت کے نیچے میں اور تو اکٹھے نہ ہوں گے تو ایلا واقع نہ ہوگا اگرچہ ان کا قصد ایلا کا ہو ہاں اگر یہ کہے کہ

ہیں تجھ سے جماع نہ کرونگا یا وطی نہ کرونگا اور اگر ایلا کا قصد کرے تو صحیح ہے (۸) شرط اور صفت سے ایلا و مشروط نہ ہو اگر کسی بات پر معلق کرے تو صحیح نہیں ہے اور بعض مجتہد اس بات کو شرط نہیں جانتے اور جب یہ آٹھوں شرطیں جمع ہو جائیں اور عورت حاکم کو اطلاع دے تو حاکم شوہر کو چار مہینے کی مہلت دے گا اور اختیار دیگا کہ اس عرصہ میں یا دخول کرے اور کفارہ دے یا طلاق دے اور چار مہینے کے بعد اگر وہ اپنی بات سے نہ پھرا تو اس چیز پر جبر کریگا کہ ان باتوں میں سے ایک بات کو وہ اختیار کرے پس اگر طلاق بائن اس نے دیدی تو ایلا کا حکم زائل ہو جائے گا اور اگر چار مہینے کے اندر شوہر بے دین ہو جائے تو کفر کا زمانہ ان چار مہینے میں شمار نہ ہوگا اور مجبوب یعنی ہیجڑے کا ایلا کرنا اور خواجہ سرا کا ایلا درست ہے اور جو شخص خدا کا قائل ہو اور قسم کھائے اس کی قسم معتبر ہے اور اگر کوئی شخص ایک مدت معین تک ترک مقاربت کی قسم کھائے اور وہ شخص بعد انقضائے مذکور جماع کرے تو کفارہ عائد نہ ہوگا اور کسی کی زوجہ کنیز ہو اور وہ اس سے ایلا کرے اور پھر اس کو خرید کے آزاد کر کے اس سے عقد کر لے تو ایلا کا حکم جاتا رہے گا اور آیا محض خریدنے سے بھی حکم ایلا کا باطل ہو جائے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اگر چند دفعہ ایلا کرے تو آیا کفارہ بھی مکرر ہوگا یا کل قسمیں ایک قسم کے حکم میں شمار ہوں گی اس میں بھی اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ مکرر نہ ہوگا ہاں مختلف اوقات کے واسطے ایلا کرے تو اعتبار جائے گا مثلاً قسم کھائے کہ واللہ چھ مہینے تک تیرے پاس نہ آؤں گا پھر کہے کہ واللہ چار ماہ تک تیرے پاس نہ آؤنگا اور ایلا کا کفارہ اسوقت واجب ہوتا ہے جب عمداً دخول کرے پس اگر سہواً شبہہ میں یا جنون میں دخول واقع ہو جائے گا تو کفارہ نہیں ہے اور ایلا کا حکم آیا اس جماع کرنے سے رفع ہو جائے گا یا باقی رہے گا۔ اس میں اختلاف ہے کہ اگر میاں بی بی میں چار مہینے کے گزرنے میں اور نہ گذرنے میں اختلاف ہووے تو اسکا قول معتبر ہوگا جو کمی کا مدعی ہووے اور اصل ایلا کے واقع کرنے کے وقت میں اختلاف ہو یعنی کتنا عرصہ ہوا ہے تو جو شخص تاخیر کا دعوے کرے اسکا قول معتبر ہے اور کافر ذمی یعنی جو یہود و نصارے رعایا اسلام کے ہوں ان میں ایلا واقع ہووے اور اس مقدمہ کو وہ حاکم شرع کے پاس رجوع کریں تو حاکم کو اختیار ہے کہ خواہ مسلمانان کے مذہب کے موافق فیصلہ کرے یا ان کے مذہب والوں کے سپرد کرے یا خود ان کے مذہب کے موافق اگر عالم ہو طے کر دے۔ **چوتھا مطلب** لعان کے بیان میں لعنت کرنا میاں بی بی کا ایک دوسرے کو جس تفصیل سے کہ مذکور ہوتا ہے اور اس میں تین فصل ہیں۔ **فصل اول** ان چیزوں کے بیان میں جو لعان کا سبب ہیں پس واضح ہو کہ لعان کے دو سبب ہیں پہلا سبب یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو زنا کا الزام لگائے اس شکل کی پانچ شرطیں ہیں (۱) یہ کہ دونو میاں بی بی عاقل اور بالغ ہوں کہ طفل اور دیوانے کا لعان کرنا صحیح نہیں اور اکثر کے نزدیک مسلمان ہونا اور آزاد ہونا اور عدالت شرط نہیں۔ پس کافر و فاسق و غلام کی لعان صحیح ہے اور بعض علماء کے نزدیک یہ تینوں باتیں بھی شرط ہیں (۱) یہ کہ وہ زوجہ منکوحہ دائمی ہو اس لئے کہ ممتوعہ سے لعان واقع نہیں (۲)

یہ ہی کہ وہ عورت پارسا ہو کہ اگر فاحشہ ہوگی تو لعان کی ضرورت نہیں (۳) یہ ہے کہ شوہر آنکھ سے دیکھنے کا دعوے کرے یعنی یہ بیان کرے کہ سلائی کو سرمہ دانی میں دیکھا اگر محض گمان یا کسی کے بیان پر تہمت لگائیگا گو وہ کہنے والے بہت سے آدمی ہوں تو لعان نہ ہوگا (۵) یہ کہ عورت بہری یا گونگی نہ ہو ورنہ بدون لعان کے اسپر حرام ہو جائے گی اور لعان کی ضرورت نہ پڑے گی اگر شوہر نے دیکھنے کا دعوے کیا ہو اور زوجہ کا مدخولہ ہونا بھی لعان میں شرط ہے یا نہیں اس میں تین قول ہیں بعض شرط جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے بعض کہتے ہیں کہ اگر زنا کا مدعی ہو تو مدخولہ ہونا شرط نہیں ہاں اگر فرزند کا انکار کرے تو دخول شرط ہے۔ دوسرا سبب فرزند کی فرزندی سے انکار کرنا یعنی یہ میری اولاد نہیں اسکی چار شرطیں ہیں اول یہ ہے کہ وہ عورت منکوحہ دائمی ہو کہ ممتوعہ کے فرزند سے انکار میں یا وطی شبہ والی عورت کے فرزند سے انکار میں لعان نہیں ہوتا اور بعض عالم کہتے ہیں کہ اگر ممتوعہ کی اولاد کا انکار کرے تو گو واسطے انکار فرزند کے لعان کی حاجت نہیں ہے۔ مگر رفع ہونے حد تہمت کے لعان ہوتا ہے اور آیا کنیز میں لعان ہوتا ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں چند قول ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مطلقاً لعان کی صورت نہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ مطلقاً لعان کا محل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ زنا کی تہمت میں لعان ہوگا اور اگر انکارِ فرزند کرے تو لعان نہیں ہے اور قول اقرب یہ ہے کہ وہ کنیز جس پر ملک کی وجہ سے تصرف کرے محل لعان نہیں ہاں جس کنیز سے قصد ہو اس سے لعان ہوگا (۲) شرط یہ ہے کہ وہ عورت مدخولہ ہووے کہ زوجہ غیر مدخولہ کے اگر اولاد ہو جائے اور یہ انکار کرے تو لعان کا موقعہ نہیں (۳) یہ ہے کہ دخول کو چھ مہینے سے زیادہ ہو چکے ہوں اور نو مہینے یا دس مہینے حد سال بھر سے زیادہ عرصہ نہ ہوا ہو کہ یہ انتہا درجہ حمل کا شیعوں کے نزدیک ہے اور اگر ایسا نہ ہوگا تو فرزند کا انکار کرنا لعان کرنے کا سبب نہیں ہے۔ (۴) یہ ہے کہ ولادت کے وقت اس بچہ کا اقرار نہ کر چکا ہو کہ اقرار کے بعد انکار کرنا لعان کا موجب نہیں اگرچہ اشارۃً اقرار کیا ہو مثلاً کسی نے اس کو مبارکباد دی ہو اس نے سن کر آمین کہی یا انشاءاللہ کہا کہ اگر وقت کے وقت چپ رہا اور پھر انکار کیا تو اس میں دو قول ہیں۔ اقرب یہ ہے کہ انکار کرنا لعان کا موجب ہے۔ **دوسری فصل** لعان کی کیفیت اور طریق میں اور اس کی شرطوں میں پس واضح ہو کہ جب کوئی شخص اپنی بی بی سے کہے کہ میں نے تجکو زنا کرتے دیکھا ہے یا کہ اس کی اولاد سے انکار کرے کہ اس شخص کی نہیں ہے اور کل شرائط مذکورہ جمع ہوں اور اپنے دعوے پر گواہ پیش نہ کر سکے تو حاکم شرع اس شخص کو حکم کرے گا کہ چار مرتبہ کہے۔ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ضرور میں سچا ہوں اپنے دعوے میں کہ اس نے زنا کیا ہے اور اس کلام کو جب چار دفعہ کہہ چکے تو حاکم اسوقت اسکو حکم دے گا کہ یہ کلمہ کہے اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ کُنْتُ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ یعنی بلاشک خدا کی لعنت ہو مجھ پر اگر میں جھوٹ کہتا ہوں اور بعد

اس کے حاکم اس عورت کو حکم دے گا کہ چار مرتبہ وہ کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی میں خدا کو گواہ کرتی ہوں کہ یہ شخص اپنے دعوے میں کہ میں نے زنا کیا ہے جھوٹا ہے پھر حاکم اس کو حکم دے گا کہ اس کلمے کو کہے اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ یعنی اللہ کا غضب مجھ پر نازل ہو اگر یہ سچا ہو پس جب لعان کرنے سے فارغ ہو چکیں تو چار امر پیدا ہوں گے اول یہ کہ شوہر تہمت سے بچ جائے گا اور عورت زنا کے جرم سے بری سمجھی جائے گی اور اگر عورت لعان کرنے سے پہلے مر جائے تو لعان فوت ہو جائے گی اور وہ مرد اس عورت کا وارث ہو گا اور اس پر تہمت کی حد جاری ہو گی البتہ ہو سکتا ہے کہ عورت کے وارث کے مقابلہ میں حد رفع ہونے کی غرض سے لعان کرے اگرچہ وارث حاضر نہ ہوں مگر یہ لعان جو وارث کے مقابلہ میں ہو گی اس سے اس عورت کی میراث سے وہ محروم نہیں ہو سکتا اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ اس صورت میں بھی میراث نہ ملے گی اور اگر شوہر لعان سے پہلے فوت ہو جائے تو عورت بھی اس کی وارث ہو گی اور وہ اولاد بھی جس کا وہ منکر تھا وارث ہو گی اور اگر عورت چار مرتبہ زنا کا اقرار کرے یا لعان سے ہٹ رہے تو زنا کی سزا اس کو دی جائے گی اور اگر حاملہ ہو گی تو سزا جاری نہ کریں گے تاوقتیکہ وہ بچہ اس کے پیٹ سے پیدا ہو اور اگر شوہر لعان ختم ہونے سے پہلے اقرار کرے کہ میں نے افترا کیا ہے تو اس پر حد ثابت ہو جائے گی اور ایسی لعان کے بعد اور عورت کی لعان سے قبل اپنے جھوٹ کا مقر ہو جائے یا دونوں کے لعان کے بعد اعتراف کرے تو اس مسئلہ میں علماء میں اختلاف ہے اور اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے فلاں شخص کو اس سے زنا کرتے دیکھا ہے تو حد کا مستحق ہو گا۔ ایک عورت پر افترا کرنے کی بابت دوسرے اس شخص کی بابت جس کا نام لیا ہے اور لعان کرنے سے عورت کے جرم سے بری ہو گا۔ باقی وہ سزا جو اس مرد کے اتہام لگانے کی ہے اس سے بری نہیں ہو سکتا دوسرا حکم یہ ہو گا کہ اسوقت وہ دونوں میاں بی بی نہ رہیں گے علاقہ زوجیت کا جاتا رہے گا۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ وہ عورت اس پر حرام موبد ہو جائے گی (۴) حکم یہ ہے کہ وہ اولاد جس کا انکار ہے اس کی اولاد ہونے سے خارج ہو جائے گی۔

تیسری فصل ۔ لعان کے متعلق امور کے بیان میں اور وہ بیس امر ہیں بارہ واجب آٹھ سنت

واجبات و مسنونات لعان

(۱) واجب یہ ہے کہ لعان یا امام کے سامنے ہو۔ یا نائب امام کے روبرو جو امام کی طرف سے حاکم ہو یا خاص اس کام پر تعینات کیا گیا ہو اور میاں بی بی کسی مجتہد کے روبرو لعان کرنے پر راضی ہو جائیں تو ہو سکتا ہے گو امام یا نائب عام یا خاص موجود ہو دوسرے شہادت جس طرح پر مذکور ہوئی ہے انہی الفاظ سے ادا ہو پس اگر بجائے اَشْهَدُ کے اَحْلِفُ کہہ دے یا اُقْسِمُ یا شَهِدْتُ بِاللّٰهِ کہے تو لعان صحیح نہیں۔ تیسرے بِاللّٰهِ کہے کہ بالرحمن اور بالرحیم وغیرہ نام اسکے عوض میں کہے گا تو لعان درست نہ ہو گا اسی طرح اگر کچھ لفظ کہے اور کچھ چھوڑ دے (۴) لفظ لعنت اور غضب کے بدلے دوسرا لفظ

گواہوں کے ہم معنی ہو نہ کہے ورنہ لعان نہ ہوگا (۵) ہر دفعہ شہادت کے ساتھ مرد یہ بھی کہتا رہے کہ یہ حمل یا فرزند میرا نہیں ہے لیکن عورت پر اپنی شہادت کے بعد اس کی تردید ضرور نہیں (۶) لفظ صدق اور کذب کو جس طرح عبارت میں مذکور ہے ادا کرے پس اگر اِنِّیْ صَادِقٌ یا کَاذِبٌ کہے گا یا مثل اس کے اور عبارت سے ادا کرے گا یا لام تاکید کو گرا دے گا تو لعان نہ ہوگی (۷) یہ کل عبارتیں عربی میں ہوں۔ ہاں اگر عربی سے عاجز ہو تو دوسری زبان میں بھی جائز ہے مگر اس صورت میں حاکم شرع اگر بولی نہ سمجھتا ہوگا تو دو مترجم عادل کی ضرورت ہوگی اور ایک عادل کافی نہ ہوگا (۸) جس ترتیب سے ذکر ہوا ہے ان کلمات کو ادا کریں یعنی اول شوہر شہادت دے اس کے بعد لعنت کرے بعد اسکے عورت شہادت کو بجالائے پھر غضب کو ذکر کرے (۹) شوہر اور زوجہ کل کلمات کو کھڑے ہو کر ادا کریں بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جسوقت شوہر ان کلمات کو کہے اگر عورت بیٹھی ہو تو مضائقہ نہیں اسی طرح عورت کے کہنے کے وقت ضرور نہیں کہ شوہر کھڑا ہو (۱۰) خاوند عورت کا نام اور اسکے باپ کا نام لیکر یا کسی دوسری طرح صفت یا اشارہ وغیرہ سے زوجہ کو معین کردے کہ دوسرے شخص کا احتمال نہ رہے پس اگر مشخص نہ ہوگی تو لعان نہ ہوگا (۱۱) جملہ کلمات کو پے درپے بجالائیں (۱۲) ہر ایک شخص اسوقت ان کلمات کو کہے جب حاکم شرع حکمدے اگر بدون حکم حاکم کہنے لگیں تو صحیح نہیں اور وہ آٹھ امر جو سنت ہیں ان میں پہلا امر یہ ہے کہ حاکم پشت بہ قبلہ کرکے ان دونوں کی طرف متوجہ ہو (۲) شوہر حاکم کی داہنی طرف بیٹھے اور زوجہ بائیں جانب (۳) کچھ لوگ وہاں لعان سننے کو حاضر ہوں کم سے کم چار شخص ہوں (۴) حاکم اول شوہر کو وعظ و نصیحت کرے عذاب خدا سے ڈرائے اور اس آیت کو ان کے سامنے پڑھے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا آخیر تک (۵) اسی طرح حاکم عورت کو سمجھائے ڈرائے (۶) لعان کسی مکان شریف میں واقع ہو جیسے حجر الاسود اور مقام ابراہیم کے بیچ میں یہ ان کے لئے جو مکہ میں ہوں اور مدینہ میں ہوں تو حضرت کی قبر اور منبر کے درمیان واقع کریں اور بیت المقدس میں ہوں تو صخرہ کے نیچے اور عتبات عالیات میں ہوں تو مشاہد مشرفہ میں اور دوسرے شہروں میں ہوں تو جامع مسجد میں واقع کریں (۷) وقت بھی شریف ہو جیسے جمعہ کے دن عصر کے بعد (۸) لوگوں کو وہاں جمع کرے۔

تیرہواں باب

شکار کے بیان میں اور اس میں چند فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** شکار کی قسموں میں پس واضح ہو کہ شکار پندرہ قسم پر ہے ایک صورت میں واجب اور ایک شکل میں سنت اور سات حالت میں حرام اور چھ صورت میں مکروہ پس واجب اس وقت ہے کہ نان و نفقہ اس شخص کا اور اسکے عیال کا اسی پر موقوف ہو۔

اس صورت میں شکار مارنا واجب ہوگا اور سنت کی یہ صورت ہے کہ نفقہ ہے مگر تنگی ہو اور شکار سے مقصود عیال کی وسعت معاش اور فراغت ہونے کہ اس صورت میں شکار کرنا مستحب ہے اور حرام کی سات قسمیں ہیں (۱) یہ کہ سامان شکار کا خواہ کتا ہو یا ہتھیار یا جال دوسرے شخص سے زبردستی لیکر شکار کھیلے کہ ایسا شکار کھیلنا حرام ہے گو وہ جانور حرام نہیں اور کرایہ اس سامان کا اس کے مالک کو دینا اس پر واجب ہے (۲) ایسے حربہ سے شکار پر وار کرنا جو اس جانور کی حالت سے زیادہ ہو اور بعضے عالم اس کو مکروہ لکھتے ہیں (۳) دوسرے کے مکان میں بدون اس کی اجازت کے شکار مارنا (۴) کتے اور تیر اور نیزے اور شمشیر کے سوا دوسری چیز سے شکار مارنا مثلاً باشا چرغ پارس پلنگ اور غلیل سے شکار کرنا یا شکار کا سر جدا کرنا یا اس کا سر کچل دینا یا تفنگ سے مارنا اور سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ یہ بات اجماعی ہے اور بعض لکھتے ہیں کہ پارس اور پلنگ کا شکار مارا ہوا حلال ہے اور ایک حدیث حضرت امام رضاؑ سے برنطی نے روایت کی ہے اس میں لکھا ہے کہ پارس کا شکار مارا ہوا حلال ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے شکاری کتے کے جس چیز سے شکار کریں حرام ہے یہ قول ضعیف ہے اور بعض عالم غلیل سے شکار کرنا مکروہ جانتے ہیں (۵) کافر اور دشمن اہلبیت اور طفل غیر ممیز کا شکار کرنا جو شکار یہ ماریں گے حرام ہے اور اس کا کھانا حرام ہے (۶) احرام کی حالت میں محرم کا شکار کرنا کہ اس کا شکار کیا ہوا مردار کے حکم میں ہے اور اس کا کھانا حرام ہے (۷) حرم میں مکہ معظمہ کے شکار مارنا باقی جو چھ امر مکروہ ہیں ان میں پہلا امر یہ ہے کہ مجوسی کے تعلیم دیئے ہوئے کتے سے شکار کھیلنا (۲) کالے کتے سے شکار کھیلنا اور بعض مجتہد اس کو حرام جانتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شکار کالے کتے نے مارا ہو اس کا گوشت نہ کھاؤ اور جناب رسولخداؐ نے کتوں کے مارنے کا حکم دیا تھا (۳) رات کے وقت شکار کرنا اور بچوں کو گھونسلے سے نکال لینا (۴) جمعہ کے دن مچھلی کا شکار کھیلنا۔ (۵) حرم مدینہ طیبہ میں شکار کرنا (۶) اس جانور کو شکار کرنا جو حرم مکہ کو جاتا ہو۔

دوسری فصل

شکار کی شرطوں میں واضح ہو کہ دس امر شکار کرنے میں شرط ہیں (۱) یہ کہ وہ کتا جس سے شکار کھیلیں تعلیمیافتہ اور سدھا ہوا ہو جب کہیں بھیجیں جائے اور جب روکیں رک جائے پس اگر کتا تعلیمیافتہ شکاری نہ ہوگا تو اس کا مارا ہوا شکار جس کو وہ جان سے مار ڈالے حرام ہے (۲) وہ کتا اکثر شکار کو کھاتا نہ ہو پس اگر اس کی عادت ہو کہ خود اس شکار کو کھانے لگتا ہو تو اس کا مارا ہوا جانور حلال نہیں (۳) کتے کا چھوڑنے والا اور حربہ لگانے والا مسلمان ہو یا مسلمان کے حکم میں ہو جیسے کہ سمجھدار بچہ مسلمان کا خواہ مرد ہو یا عورت پس اگر کافر یا دشمن اہل بیت یا مرتد یا دیوانہ یا بے سمجھ بچہ شکار مارے تو حلال نہیں گو بسم اللہ کہکر شکار کرے اور یہود و نصاریٰ کا شکار کیا ہوا حلال ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حلال نہیں اور اگر شکاری سُنّی ہو تو حلال ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے بعضے لکھتے ہیں کہ اگر سُنّی اہلبیت سے بغض رکھتا

ہوتو اس کا شکار رمارا ہوا حلال نہیں ورنہ حلال ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر شکاری اندھا ہو گو مسلمان
ہو اسکا شکار رمارا ہوا حلال نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اندھا شکار کو تاک سکتا ہے تو حلال ہے اور
ایک کتا اگر مسلمان چھوڑ دے اور ایک کافر دونوں ملکر ماریں تو حلال نہیں (۴) وہ شخص جو کتے کو
دوڑائے یا حربہ لگائے بسم اللہ کہے یا اللہ اکبر یا سبحان اللہ اسی طرح کچھ اللہ کا ذکر کرے
فقط اللہ کہنا کافی نہیں ہے پس اگر جان کے بسم اللہ نہ کہے تو شکار حرام ہو جائے گا۔ اسی طرح حلال
نہیں ہے اگرچہ دوسرا آدمی بسم اللہ کہے اسی طرح اگر دو کتے چھوڑیں ایک کے چھوڑتے وقت بسم اللہ
کہیں اور دوسرے کے چھوڑتے وقت جان کر بسم اللہ نہ کہیں تو حلال نہ ہوگا البتہ اگر بھولے سے بسم اللہ
رہ جائے تو وہ شکار حرام نہیں اور بعض احادیث میں لکھا ہے کہ اگر اسوقت بھول جائے تو کھاتے وقت
بسم اللہ کہے اور اگر کتے کے چھوڑتے وقت یا حربہ لگاتے وقت بسم اللہ بھول جائے اور کتے یا حربہ سے
شکار پر بھیجنے سے پہلے بسم اللہ کہہ لیوے تو بھی حلال ہے لیکن اگر جان کر بسم اللہ کو نہیں کہا تھا اور پھر
بھیجنے سے پہلے کہے تو کیا حکم ہے اس میں اختلاف ہے اور اگر جاہل مسئلہ ہو تو عمداً ترک کرنے میں داخل
ہے یا سہواً بھولنے میں شمار ہے اس میں اختلاف ہے اور آیا خدا کا نام عربی میں لے یا جس زبان میں
کہیں جائز ہے اس میں بھی اختلاف ہے اور اگر بجائے بسم اللہ کے اللھم اغفرلی اللھم صل علی محمد
و آل محمد کہیں تو درست ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے (۵) قصد کر کے کتے کو چھوڑیں یا حربہ
کا وار کریں پس اگر یوں ہی کتے کو دوڑایا یا تیر پھینکا اور اتفاقاً وہ شکار پر جا پڑا تو حلال نہیں لیکن اگر
اثنائے راہ میں کتے کو روک لیں پھر شے دے تو درست ہے (۶) اگر جنس شکار کی معین کرکے وار نہ کریگا
تو درست نہیں ہے (۷) شکار کتے کے منہ سے پھاڑنے کے سبب سے اور حربہ کے زخم سے مرے خواہ کسی
جگہ لگے کچھ گلا چھدنا شرط نہیں پس اگر زخم سے نہ مرے بلکہ تھک کر یا ڈوب کر یا اونچی جگہ سے گر کر یا کتے
کے گلا گھونٹنے سے بدون زخم لگانے کے مر جائے یا کتے کے زخم لگاتے پر دوسرا درندہ جا تو راسکو پھاڑ ڈالے
اور اس سے وہ مرے تو حلال نہیں ہاں پچھلی صورت میں اگر کتے نے اسکو ایسا کر دیا تھا کہ وہ جانبر نہ ہوتا اور
اس جانور نے بھی اسے جا پھاڑا تو حرام نہیں اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر شکار زخمی ہو کر پانی میں گر کر مرے
لیکن اس کا سر پانی کے باہر ہو یا وہ جانور آبی ہو جیسے مرغابی اور کونج تو حلال ہے (۸) شکار زخمی ہو کر
شکاری کی نظر سے غائب ہو کر نہ مرے ورنہ مردار ہو جائے گا گو کتا اس کے سر پر موجود ہو ہاں اگر اس میں
حیات مستقر یعنی پوری جان باقی نہ تھی کہ ایک آدھ دن جی سکتا تو مردار نہ ہوگا (۹) شکاری کے پہنچنے سے
پہلے شکار مر چکے کہ اگر شکاری اسپر جا پہنچا اور اس میں اسقدر جان تھی کہ ذبح کر سکے اور ذبح نہ کیا تو وہ حلال
نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز ذبح کرنے کی پاس نہ ہو تو اس مسئلہ میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ حرام ہی اور دوسرے
بعض کہتے ہیں کہ اس صورت میں پھر کتا چھوڑ دیں کہ وہ اسکو پرزے پرزے کر ڈالے (۱۰) یہ ہے کہ شکار بھاگنے

قابل ہو وحشی ہو خواہ اہلی۔ پس اگر بہت چھوٹا بچہ ہو جو بھاگ نہیں سکتا۔ یا بھاگنے کی اسمیں قدرت نہ ہو تو اس کا شکار کرنا درست نہیں ہے اس فصل میں جو جا بجا ذکر آیا ہے کہ وہ شکار درست نہیں ہے اس سے مطلب شرعی معنی شکار کے ہیں پس مراد یہ ہے کہ بلا ذبح کرنے کے وہ جانور حلال نہ ہوگا اگر شرائط ذبح کے موجود ہوں تو ذبح لازم ہے۔ **تیسری فصل** شکار کے احکام میں واضح ہو کہ جس مقام کو کتے نے منہ میں پکڑا ہو اس مقام کو پاک کرنا واجب ہے اور بعض مجتہد دھونا اسکا واجب نہیں جانتے اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ ایک جانور پر ایک ہی آدمی وار کرے بلکہ ہو سکتا ہے کہ ایک صید پر چند شکاری ضرب لگائیں اور وہ جانور حلال ہوگا اور سب اس میں شریک ہوں گے اسی طرح یہ بات بھی ضرور نہیں کہ ایک کی دوسرا مدد نہ کرے بلکہ اگر مدد کرے تو حلال ہے اور اگر تیر زمین پر لگ کر پھر اٹھکر شکار کے لگے اور اسکو گھائل کر دے تو درست ہے اور اگر شکار سر پہ لگ کر دو ٹکڑے ہو جائے اور کل شرائط شکار کی اس میں حاصل ہوں تو ہر اک ٹکڑا اسکا حلال ہے خواہ دونوں ٹکڑے اسکے برابر ہوں یا کم اور زیادہ ہوں اور خواہ دو ٹکڑے حرکت کریں یا نہ کریں ہاں اگر وہ حصہ جس میں سر ہو زندہ جانور کی طرح حرکت کرے تو اس صورت میں اس کا ذبح کرنا لازم ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر دو حصے برابر ہوں تو بڑا ٹکڑہ حلال ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر دو حصہ ہو جائے اور ایک حصہ حرکت کرے تو جو حصہ حرکت کرے وہ حلال ہے اور جو شکار کسی شخص کے جال میں پھنسے یا ہاتھ میں آجائے وہ اس کا مالک ہے اگر پھر وہ اسکے ہاتھ سے نکل جائے اور دوسرا اسکو گرفتار کرلے تو وہ اسکا مالک نہیں ہو سکتا اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر چھوٹنے کے وقت شخص اول نے اپنی ملک سے خارج سمجھ لیا تو دوسرا شخص اسکا مالک ہو جائے گا لیکن وہ شکار یا پرند جو کسی کے مکان میں آجائے یا کسی کے مکان میں گھر کر رہوے یا جو مچھلی دریا سے اُٹھ کر کسی کی کشتی میں آپڑے وہ اسکا مالک نہیں ہو جاتا بلکہ وہ دوسروں کی بہ نسبت اسکے گرفتار کرنے کی بابت اولیٰ سمجھا جائے گا پس اگر کوئی شخص اس کی بلا مرضی اس کے مکان میں آکر اس کو پکڑ لے تو وہ جانور پکڑ لینے والے کی ملک ہو جائے گا گو کہ وہ اس فعل سے گنہگار ہوگا۔ لیکن اگر مالک نے وہ مکان یا کشتی شکار کرنے کو بنائے ہوں تو جو شکار اس کشتی یا مکان میں آجائے اسکا مالک صاحب خانہ و کشتی ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اگر کوئی جانور گرفتار ہووے اور اس میں ملکیت کی علامت ہو مثلاً پر قینچ ہوں تو پکڑنے والا اسکا مالک نہیں ہو سکتا پس اگر اسکا مالک پیدا ہو جائے اور طلب کرے تو دینا واجب ہے۔

چودہواں باب

ذبح حیوانات کے بیان میں اور حلال و حرام کے ذکر میں اور اس میں چند فصلیں ہیں **پہلی فصل** ذبح کی اقسام میں

ذبح حرام و مکروہ و سنت و مباح

پس واضح ہو کہ ذبح کرنا حیوانات کا بارہ قسم پر ہے چار قسم حرام ایک قسم سنت اور چھ قسم مباح پس وہ چاروں قسم جو حرام ہیں ان میں اول قسم یہ ہے کہ کافر یا دشمن اہل بیت یا خارجی ذبح کرے اور یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہے (۲) دیوانہ کا ذبح کرنا (۳) مخنث کا ذبح کرنا (۴) بے تمیز بچہ کا ذبح کرنا اور مکروہ کی ایک قسم جو ہے وہ یہ ہے کہ در صورت نہ ہونے مومن کے سنی سے ذبح کرانا اور وہ بھی ضرورت کی صورت میں اور سنت یہ ہے کہ مومن ذبح کرے اور مباح کی چھ قسمیں یہ ہیں (۱) تیر و نیزہ و شمشیر سے ذبح کرنا (۲) شکاری کتے سے ذبح کرنا جس طرح پر شکار کے باب میں مذکور ہوا (۳) ذبح کرنا بچہ کا ماں کے پیٹ میں کہ اس کی ماں کا ذبح کرنا وہی اس کا ذبح کرنا ہے اگر اسکی خلقت پوری ہو چکی ہو یعنی بال کھال سے درست نکلے خواہ روح اس میں داخل ہوئی ہو یا نہیں لیکن اگر ماں کے پیٹ سے زندہ نکلے تو اسکو ذبح کر لیں اور بعض مجتہد لکھتے ہیں کہ اگر زندہ شکم سے نکلے اور اس قدر مہلت نہ ہو کہ اسکو ذبح کریں اور یوں ہی مر جائے تو حلال ہے لیکن اس قول میں اشکال ہے۔ اور اگر خلقت تمام نہ ہوئی ہو تو حرام ہے (۴) مچھلی کا ذبح کرنا اور وہ پانی سے زندہ باہر نکالنا ہے اور ماہی گیر میں مسلمان ہونا شرط نہیں اور نہ بسم اللہ کہنا شرط ہے بلکہ سنت ہے پس اگر کافر مچھلی کو دریا سے باہر نکالے اور مسلمان دیکھتا ہو کہ زندہ نکلی ہے تو حلال ہے اور اگر کسی مسلمان نے زندہ نکلتے نہ دیکھا ہو تو حرام ہے جو مچھلی پانی میں مر جائے وہ مردار ہے اور اگر زندہ اور مردہ مچھلیاں یعنی وہ مچھلیاں جو زندہ نکلی تھیں اور وہ مچھلیاں جو مردہ باہر آئیں زندہ کے مر جانے سے سب مل جائیں تو احتیاط یہ ہے کہ سب سے پرہیز کریں (۵) ٹیڈی کا ذبح کرنا ہے اور وہ فقط پکڑ لینا ہے ہاتھ سے پکڑے یا کسی اوزار سے مثل جال اور پھندے وغیرہ کے اور ٹیڈی کے پکڑنے میں بھی شکاری کا مسلمان ہونا یا بسم اللہ کہنا شرط نہیں ہے اور اگر پکڑنے سے پہلے ٹیڈی کو آگ سے جلا دیں تو مردار ہو جائے گی اسی طرح وہ ملخ جو پرواز کے قابل نہ ہوں ان کا کھانا حلال نہیں (۶) اس جانور کا ذبح کرنا جو کنوئیں میں گر جائے یا جنگل میں بھاگ نکلے اور قاعدے کے موافق اس کا ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو جس طرح سے بن پڑے اس کو قتل کر ڈالیں روا ہے۔

احکام ذبح

دوسری فصل ذبح کے احکام میں واضح ہو کہ ذبح کرنے سے پچیس امر متعلق ہیں تیرہ واجب پانچ سنت سات مکروہ لیکن واجب پس اول یہ ہے کہ حلال کرنے والا تمیز دار ہو کہ ناسمجھ بچہ کا ذبح کیا ہوا حلال نہیں ہوتا (۲) یہ کہ عاقل ہو کہ دیوانہ کا ذبح کرنا صحیح نہیں (۳) قصدا و ارادہ سے ذبح کرے پس مست اور بیہوش کا حلال درست نہیں (۴) مسلمان ہو یا حکم میں مسلمان کے ہو یعنی مسلمان کا بچہ ہو پس اگر ذابح کافر یا دشمن اہل بیت یا خارجی ہو حلال نہیں اگرچہ ذبح کے وقت وہ بسم اللہ بھی کہے اور یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ میں کلام ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہے چنانچہ بیان ہوا (۵) وہ حیوان حلال ہو یا حرام ذبح کے قابل ہو پس اگر مثل کتے و سور

وغیرہ کے ہو جو قابل ذبح کے نہیں ہیں ذبح سے پاک نہیں ہوتا اور جو حیوان ذبح کے قابل ہو اور گوشت
اس کا حرام ہو اس کے ذبح کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ چمڑا اس کا پاک ہو جاتا ہے اور بعض علما فرماتے ہیں
کہ جب تک دباغت نہ کریں ان کا چمڑہ پاک نہ ہوگا اور جو حیوان مسخ ہیں جیسے ہاتھی بندر، ریچھ وغیرہ
ان کا چمڑہ بھی ذبح سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۶) چاروں عضو کٹے ہوں ایک تو
دانہ پانی کا راستہ دوسرا جس میں سے سانس آتا ہے اور دو نو رگیں گردن کی کہ اگر چاروں مقام
قطع نہ ہوں گے تو جانور حلال نہ ہوگا اور بعض علما رفرماتے ہیں کہ حلقوم کا کٹنا کافی ہے (۷) اگر
ممکن ہو لوہے کے اوزار سے ذبح کریں اور اگر چھری وغیرہ لوہے کا حربہ میسر نہ ہو تو جس چیز سے بن
پڑے کاٹ سکتے ہیں مثلاً کانچ سے یا پتھر سے جس میں دہار ہو اور اگر دانت یا ناخن سے کاٹ دیں
تو حلال ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ دانت یا ناخن جب تک بدن
میں لگے ہیں ان سے کاٹ سکتے ہیں اور جب جدا ہو جائیں تو کام میں نہیں لا سکتے (۸) جس کے ذبح
میں بسم اللہ کہنا شرط ہے اس کے ذبح کے وقت بسم اللہ کہیں (۹) ذبح کے وقت تا بمقدور رو بقبلہ
ہو اس طرح سے کہ سر اور گردن اور سینہ جانور کا قبلہ کی طرف ہو اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ ذبح گاہ کو
فقط رو بقبلہ ہونا کافی ہے۔ پس بہرحال اگر جان کر رو بقبلہ نہ کریں گے تو حرام ہو جائے گا اور اگر سہو
ہو جائے یا بن نہ پڑے تو رو بقبلہ کرنا شرط نہ ہوگا چنانچہ مذکور ہوا اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جانور کو رو
بقبلہ نہ کر سکیں تو ذبح کرنیوالا قبلہ رو ہو (۱۰) چاروں عضو کو ایک دفعہ کاٹیں اور ٹھیر جائیں پھر باقی
کو قطع کریں تو آیا حلال ہو جائے گا یا نہیں اس مسئلہ میں دو قول ہیں اقرب یہ ہے کہ اگر بعض عضو قطع
ہو جانے پر وہ جانور حیات مستقرہ رکھتا ہو یعنی ممکن ہو کہ زندہ رہے تو باقی کے قطع کرنے سے حلال
ہو جائے گا ورنہ نہیں (۱۱) ذبح کے بعد حیوان تڑپے یا خون دے پس اگر ذبح کرنے میں ختم ہو جائے
بعد میں کچھ حرکت نہ کرے اور نہ خون معمولی طور سے نکلے تو حلال نہیں اور بعض کے نزدیک دونوں
باتیں ہونی چاہئیں یعنی حرکت بھی کرے اور خون بھی دے (۱۲) موت اس کی ذبح سے ہو پس اگر ایک
شخص ذبح کرے اور دوسرا شخص پیٹ چاک کرے تو حلال نہیں ہوگا (۱۳) اگر حیوان شتر ہو تو اس کو
نحر کریں یعنی گردن کے گڑھے میں نیزہ ماریں اور اگر گوسفند وغیرہ ہو تو سر کاٹیں پس اگر شتر کو ذبح
کریں اور گائے بکری کو نحر کریں تو حلال نہیں اور وہ پانچ امر جو سنت ہیں اول یہ ہے کہ اونٹ
کو کھڑا کر کے نحر کریں اور ایک پاؤں اس کا اس کی بغل کے نیچے باندھ دیں اور تین پاؤں کھلے
رکھیں (۲) یہ ہے کہ گائے کے چاروں ہاتھ پاؤں باندھ دیں اور دم کو کھلا رہنے دیں (۳) بھیڑ بکری
کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ دیں اور ایک پاؤں کھلا رکھیں پرندہ کو ذبح کر کے چھوڑ دیں
(۵) تیزی کے ساتھ گلا کاٹیں اور وہ سات امر جو مکروہ ہیں ان میں پہلا امر یہ ہے کہ ذبح کے

وقت کمر کی ہڈی کا گودہ قطع کرنا (۲) سرد ہونے سے پہلے کھال نکالنا (۳) جان کر سر جدا کرنا اور بعض مجتہدین اس فعل کو حرام ٹھیراتے ہیں اور عالم اسکا گوشت بھی حرام جانتے ہیں (۴) ذبح کے وقت چھری کو چاروں طرف گردن کے پھرانا کہ اوپر سے قطع ہوجائے اور بعض احادیث میں اسکو منع لکھا ہے (۵) ایک جانور کو دوسرے جانور کے روبرو ذبح کرنا کہ وہ دیکھتا ہو (۶) بلاضرورت رات کے وقت ذبح کرنا اور جمعہ کے دن زوال سے پہلے ذبح کرنا۔ **تیسری فصل** حلال و حرام اور مکروہ جانوروں کے بیان میں پس معلوم کرنا چاہئے کہ جانور چالیس قسم کے ہیں جس میں چھ قسم حلال ہیں اور بیس قسم حرام اور چودہ قسم مکروہ حلال کی چھ قسم یہ ہیں (۱) شتر بعضے سُنّی کہتے ہیں کہ شیعوں کے مذہب میں اونٹ حرام ہے یہ ان کی غلطی ہے ابو الخطاب غالی کا یہ مذہب ہے کہ جو ابتدا میں شیعہ تھا اور انجام کو غالی ہوگیا (۲) گائے پالو ہو یا وحشی یعنی نیل گائے (۳) گوسفند اور مینڈھا اور پہاڑی بکری اور ہرن (۴) گورخر (۵) ہر پرندہ جو اکثر پر مار کر اڑے یا اس کے پوٹہ یا پنجری یا خار ہو پس کبوتر قمری اور چکورا اور تیترا اور چڑیا وغیرہ حلال ہیں (۶) وہ مچھلی جس کے فلس یعنی چھلکے ہوں پس کنعت اور بیٹیا اور اربیان اور طمر اور طیرانی حلال مچھلیاں ہیں کیونکہ اصل میں ان کے فلس ہوتے ہیں۔ اور بیس قسم حرام ہیں (۱) قسم کتا دریائی ہو یا خشکی کا (۲) سور بحری ہو یا بری (۳) گربہ اہلی ہو یا وحشی (۴) تمام درندے شیر، چیتا، پلنگ، پارس، گرگ یعنی گینڈا، بجو۔ لومڑی، سیہ گوش گیدڑ اور جو اُن کے مثل ہوں (۵) چوہا اہلی یا جنگلی اور سوسمار یعنی گوہ (۶) خز و سمور و سنجاب و فنک۔ (۷) حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑے جیسے سانپ، بچھو، خنفسا، مکھی، پسّو، مچھر خرگوش جوں وغیرہ (۸) مسوخات یعنی جو جانور مسخ ہوگئے ہیں جیسے بندر، ہاتھی، ریچھ وغیرہ (۹) وہ حیوان جو گوہ کھاتا ہو یعنی اس کی عادت ہوگئی ہو جبتک استبرا نہ کریں یعنی باندھ کر پاک غذا نہ دیں حلال نہیں پس اونٹ کا استبرا چالیس دن اور گائے بیل کا بیس روز اور بعض عالم گائے میں بھی چالیس روز کہتے ہیں اور بعض عالم تیس روز لکھتے ہیں اور بھیڑ کا دس روز اور بعض عالم گوسفند میں بھی بیس روز لکھتے ہیں۔ اور بعض چودہ دن کے قائل ہیں اور بعض ایک ہفتہ اور مرغ خانگی کو تین روز اور مچھلی کو ایک دن اور مرغابی میں بعض پانچ دن بعض تیس دن فرماتے ہیں اور بعض روایات میں چھ روز فرمایا ہے اوران کے سوا اور جانوروں میں واجب ہے کہ اس قدر بندھا رکھیں کہ حلال کہلانے سے نکلے یعنی اس کو پھر گندگی خور نہ کہیں (۱۰) جو حلال جانور مثل گوسفند کے سوری کا دودھ اس قدر پئے کہ ہڈی اس کی سخت ہوجاوے حرام ہوجاتا ہے اور اس کی نسل بھی جو اس سے پیدا ہو حرام ہے (۱۱) جس حیوان حلال سے نعوذ باللہ کوئی آدمی بدفعلی کرے تو اس کی نسل سب حرام ہوجاتی ہے اور اس کا جلانا واجب ہے۔ چنانچہ عنقریب حدود کی بحث میں آتا ہے اور اگر اس قسم کا جانور گلہ میں مل جائے اور تمیز نہ رہے تو گلہ کے قرعہ کی رُو سے دو حصے کریں جس حصے پر اس کا نام نکلے پھر اس کے دو حصے کریں۔

اسی طرح جب تک کہ ایک گوسفند کے نام قرعہ نکلے کئے جائیں (۱۲) جو پرند چنگال رکھتا ہو جیسے باز چرغ
عقاب شاہین باشہ وغیرہ (۱۳) کلاغ کی کل قسمیں سوائے زاغ کے جو چھوٹا سا کوا زراعت میں ہوتا ہے
اور غزاب جو خاکستری رنگ کا کوا ہوتا ہے کہ یہ دونو مکروہ ہیں (۱۴) خفاش یعنی شپرک اور چمگادڑ اور
مورا اور بعض عالم ان دونوں کو مکروہ جانتے ہیں (۱۵) وہ جانور جس کو تیروں کا ہدف بناتے ہیں اور
اسپر تیر لگاتے ہیں یہاں تک کہ مرجائے اسی طرح وہ حیوان کہ گھائل کرکے اس کو ڈالدیں کہ مرجائے
(۶) بے چھلکے کی مچھلی جیسے حریث یعنی گنج اور وہ مچھلی جو پانی میں مرکر تر آئے اور جب مردار مچھلی حلال
مچھلی سے مل جائے اور تمیز نہ رہے تو بعض عالم کہتے ہیں کہ پانی میں ڈالکر دیکھیں اگر الٹی ہوجائے تو
مردہ ہے اور اگر سیدھی رہے تو حلال ہے (۱۷) کچھوا (۱۸) ساہی (۱۹) کیکڑا (۲۰) جس گوشت کو تلی
کے نیچے رکھکر بریاں کریں کہ وہ بھی حرام ہے بشرطیکہ تلی کی بوٹیاں ہو ویں مسلم نہ ہو اسی طرح اگر حلال
اور حرام مچھلیوں کو ملاکر پکائیں اور حرام مچھلی حلال کے اوپر ہو تو وہ دونو حرام ہیں اور حلال اوپر ہو تو
حرام نہیں اور انڈا ہر حیوان کا اس کے حکم میں ہے یعنی حلال کا انڈا حلال ہے اور حرام کا حرام اور اگر
دونو مل جائیں تو جس کے دونو رخ مختلف ہوں وہ حلال ہے اور جو دونوں طرف سے یکساں ہوں وہ
حرام ہے اور گندہ بیضہ بھی حرام ہے اور مکروہ کی چودہ قسم یہ ہیں (۱) گھوڑا (۲) گدھا (۳) خچر اور بعض
عالم خچر کو حرام جانتے ہیں (۴) جو حیوان ایک دو دفعہ سوری کا دودھ پیئے اور سنت ہے کہ ایسے جانور کو سات
دن تک استبرا کریں یعنی باندہ کر غذائے پاک دیں یعنی اگر گھانس کھاتا ہو گھانس دیں اور دودھ پیتا ہو تو نو
دن تک حلال جانور کا دودھ پلاویں اور اگر کوئی جانور شراب پی جائے تو اس کا گوشت حرام نہیں ہوتا
بلکہ اس کے اوجھ گوجھ کو جو کچھ کہ اس کے شکم میں ہے پاک کرلیں (۵) جو حیوان کہ آدمی کا دودھ پیئے
(۶) کھیتی کا کوا اور مٹیلا کوا (۷) ہدہد کہ حضرت رسول خدا صلعم نے اس کے مارنے کی ممانعت فرمائی
ہے (۸) خطاف جس کو کہیں کھینا کہیں ابابیل کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ وہ ہمیشہ الحمد للہ رب العالمین
کہتا ہے اور بعض اسکا گوشت کھانا حرام جانتے ہیں مگر اسکا اکثر پر مارکر اڑنا پہلے قول کی تائید کرتا ہے
مترجم کہتا ہے کہ نص کے بعد دلیل پیش نہیں کی جاسکتی (۹) قبرہ حدیث میں آیا ہے کہ قبرہ یعنی
چنڈول کو نہ کھانا چاہیئے اور نہ بچوں کو کھیلنے کو دیں کہ ہمیشہ تسبیح پڑہتا ہے اور دشمنان اہل بیت پر
لعنت کرتا ہے (۱۰) فاختہ کہ حدیث میں آیا ہے کہ فاختہ کا رکھنا منحوس ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اکثر
علما فاختہ کی کراہت پر اس حدیث سے استدلال لاتے ہیں حالانکہ اس سے پالنے کی کراہت نکلتی
ہے نہ کھانے کی (۱۱) حباری یعنی سرخاب (۱۲) صرد یعنی لٹورہ (۱۳) صوام وہ ایک پرندہ دراز گردن
مٹیالے رنگ کا کھجور پر ہوتا ہے (۱۴) سفراق یعنی نیل کنٹھ اور اس کے مکروہ ہونے کی وجہ حدیث
میں یہ لکھی ہے کہ وہ سانپ کھاتا ہے۔ **چوتھی فصل** ان چیزوں کے بیان میں جو حرام ہیں یا مکروہ

جانور ہو یا غیر اس کے اور اس کی تیئیس ۲۳ قسم ہیں چوبیس حرام ہیں آٹھ مکروہ۔ لیکن چوبیس حرام سے اول ہر پتلی
چیز کہ نشہ رکھتی ہو جیسے شراب انگوری ہو یا شہد کی یا کشمش کی یا چھوہارے کی یا اور کسی چیز سے بنائی ہو اسی
طرح ہر نشہ لانیوالی چیز کم پیئے یا زیادہ اور اس میں نشہ زیادہ ہو یا کم اور فقاع جو کہ جو یا کشمش سے بناتی
ہیں وہ بھی شراب میں داخل ہے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے باقی جس چیز سے شراب کی بو آتی ہو جیسے
رُبِ سیب رُبِ بہی اور رُبِ ترنج اور رجوان کے مشابہ ہو وہ حلال ہیں اور شراب میں داخل ہے وہ انگور کا
شیرہ جو کہ جوش لے آئے اور دو تہائی اسکا گھٹا نہ ہو لیکن اگر دو حصہ گھٹ جائے گو خود بخود بدون آنچ کے
کم ہو جائے وہ حلال ہے اور اگر مویز کے شیرہ کو جوش دیں تو آیا حلال ہے یا نہیں اس میں مجتہد مختلف ہیں اور
صحیح یہ ہے کہ حلال ہے کیونکہ دہوپ سے دو حصہ سے زیادہ خشک ہو جاتا ہے اسی طرح کشمش اور منقی کا
کھانے میں ڈالنا روا ہے بنا بر مذہب صحیح اور شراب سرکہ ہو جائے تو حلال ہو جاتی ہے خواہ نمک ڈالکر یا
کسی اور تدبیر سے بنائیں خواہ خود بخود ترش ہو جائے اور جو چیز سرکہ بنانے کیلئے ڈالی ہو تو وہ مستہلک ہو جائے
یعنی اس میں مل جائے یا اپنی حالت پر باقی ہو لیکن اگر شیرہ کسی نجس چیز کے گرنے سے یا کافر کے چھونے
سے نجس ہو جائے اور پھر سرکہ بن جائے تو پاک اور حلال نہیں ہوتا اور اگر شراب میں بہت سے سرکہ یا سرکہ
میں بہت سی شراب ملا دیں کہ غالب آجائے تو اس کا کھانا درست نہیں اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر
تھوڑی سی شراب میں سرکہ گر جائے تو جب تک کہ وہ سرکہ نہ بن جائے اسکا استعمال کرنا روا نہیں (۲)
خون جہندہ ہو یا غیر جہندہ جیسا کہ پسو کا خون اسی طرح وہ خون جو ذبح کرنے سے نکلتا ہے حرام ہے البتہ
وہ خون جو ذبح کے بعد معمولی خون نکلنے کے پھر گوشت میں رہتا ہے پاک و حلال ہے اور دل کے اندر
جو خون رہجاتا ہے اس میں اختلاف ہے (۳) پیشاب وہ بھی حرام ہے کسی جانور کا ہو خواہ اسکا گوشت حلال
ہو یا حرام سوائے اونٹ کے پیشاب کے کہ ضرورت میں دوائے جائز ہے اور بعض مجتہد ہر حلال جانور کے
پیشاب کو مباح جانتے ہیں اسی طرح پر منی وغیرہ نجس چیزیں اسی طرح تھوک، سنک پسینہ وغیرہ فضلات
انسان اور حیوان کے حلال ہو یا حرام کہ ان سب کا کھانا بھی حرام[1] ہے (۴) دودہ اس جانور کا کہ جس
کا گوشت حرام ہو اور اس دودہ کی بابت جو تھنوں میں مردہ جانور کے ہو اختلاف ہے (۵) ہر ایک پتلی
اور رقیق شے کہ نجس ہو جائے اس کا کھانا بھی حرام ہے جیسے ناپاک پانی (۶) پرائی چیز بدون مالک
کی اجازت کے کھانا پینا بھی حرام ہے سوائے ان کے جن کا مال قرآن میں مستثنیٰ کیا ہے کہ

---

[1] میاں بی بی ایک دوسرے کے منہ سے مجامعت کے وقت جو پان کی پیک لے لیتے ہیں وہ روانہ ہوگا اور پان چبا یا ہوا ہوے
تو اس میں اشکال ہے مگر زبان کا چوسنا اس میں داخل نہیں معلوم ہوتا۔ مترجم۔ مسئلہ اپنے فضلات کا آپ چاٹنا بھی
درست نہ ہوگا۔ اسی طرح عورت اپنا دودہ آپ نہیں پی سکتی پس وہ مسئلہ اہل سنت کا کہ جس کھانے میں عورت کا دودہ
گر جائے وہ بچہ پر حلال ہے اور عورت پر مکروہ اور مرد پر حرام ہے ٹھیک نہیں ہے ۱۲ مترجم

بی پوچھے بھی کھانا روا ہے اور وہ ماں، باپ، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، اور یار دوست اور اگر ان لوگوں کی ناراضی کا گمان ہو تو ان کا مال بھی بدون اجازت کے حلال نہیں ہے (۷) نجس چیزیں جیسے آدمی کا پاخانہ اور وہ چیزیں جو کسی وجہ سے پاک ہو جائیں جب تک پاک نہ کریں ان کا کھانا بھی حرام ہے اسی طرح جس کا نجس پانی سے خمیر کیا ہو اور جمے ہوئے گھی پر اگر کچھ نجاست گرے تو جتنی جگہ میں وہ نجاست لگی ہو اسی قدر حرام ہے اس کو اوپر سے اتار کر پھینک دے باقی حلال ہے (۸) مردار اور وہ گوشت کا ٹکڑا جو جیتے جانور سے کاٹ لیں وہ بھی مردار کے حکم میں ہے اور اس کا کھانا اور استعمال میں لانا دونو حرام ہیں سوائے اون، وربال جو روئیں اور پر کے درمیان لیکن اگر پروں کو اکھاڑا ہو تو ان کی نوکیں جو بدن کے اندر ہوتی ہیں دھو ڈالیں اور سینگ اور سم کھرا ور ناخن اور دانت اور ہڈی اور انڈا جس کا چھلکا سخت ہو جائے اور پنیر مایہ یعنی دودھ کی گرہ جو بچہ کے پیٹ سے نکالتے ہیں اور پنیر جمانے کے کام آتی ہے کہ بعض علما ان چیزوں کا استعمال جائز جانتے ہیں (۹) نائزہ کل حیوانات کا خواہ حرام ہوں یا حلال (۱۰) شرمگاہ کل حیوانات کی اندر والی باہر والی سب حرام ہے (۱۱) تلی کسی جانور کی ہو (۱۲) پتا کسی حیوان کا (۱۳) خصیے کسی جانور کے ہوں (۱۴) مثانہ جس میں پیشاب رہتا ہے (۱۵) مشیمہ یعنی جس جھلی میں بچہ رہتا ہے (۱۶) نخاع یعنی حرام مغز جو کمر کی ہڈی کے اندر سفید سفید گودا ہوتا ہے (۱۷) دونو زرد پٹھے جو گدی سے لے کر ہڈی تک دراز ہوا کرتے ہیں (۱۸) انگلیوں کی نسیں جو ہاتھ پاؤں میں ہوتی ہیں (۱۹) غدود جو گرہیں سی گوشت کے اندر کھال میں ہوا کرتی ہیں (۲۰) حدقہ یعنی آنکھ کی سیاہی جس کو پتلی کہتے ہیں (۲۱) خرزہ دماغ یعنی دماغ کا کیڑا اور بعض مجتہد تلی اور گو ہرا ور ذکر اور فرج اور مثانہ اور خصیوں کے سوا کسی چیز کو حرام نہیں جانتے بلکہ مکروہ کہتے ہیں (۲۲) خاک وگل یعنی مٹی اور ڈھول پاک ہو یا ناپاک[1] سوائے خاک تربت امام حسین علیہ السلام کے وہ بقدر ایک چنے کے اور خاص شفائے بیمار کے لئے جائز ہے اور گل ارمنی بھی دوا کے طور پر کھا سکتے ہیں (۲۳) ہر قسم کا زہر جو قاتل ہووے لیکن وہ چیزیں کہ جس کی زیادہ مقدار سے کھانے میں آدمی مرتا ہے کم سے کچھ نہیں ہوتا جیسے افیون اور سقمونیا اور تخم حنظل ان کا زیادہ کھانا حرام ہے تھوڑا سا کھانا روا ہے (۲۴) بھنگ[2] کھانا اور اگر کوئی شخص جنگل وغیرہ میں ہوا اور وہاں کوئی چیز سوائے ان چیزوں کے کھانے کو نہ ملے اور نہ کھانے سے اس کو اپنی جان اور مال کا ڈر ہو یا ضعف و نقاہت کا خطرہ ہو جس کی وجہ سے قافلہ تک نہ پہنچ سکے گا یا پیدل ہو اور چلنے کی قوت نہ رہے گی تو اس صورت میں روا ہے کہ بقدر سد رمق

---

[1] اسی وجہ سے کوئلہ روٹی کے کھانے کو منع کرتے ہیں۔ [2] پس معجون، فلک سیر وغیرہ چیزیں جس میں بھنگ ہو حرام ہیں ۱۲ مترجم

یعنی جس سے حیات باقی رہے کھالیوے ضرورت سے زیادہ نہ کھائے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شخص امام عادل سے لڑنے نہ جاتا ہو یعنی باغی نہ ہو اور مسلمانوں کی رہزنی کو نہ گیا ہو ورنہ ایسے شخص کو ضرورت کی حالت میں حرام چیز کا کھانا حلال نہیں اور اگر کوئی شخص کسی صحرا میں ہو اور کچھ کھانے کو میسر نہ ہو اور بھوک کے مارے مرجانے کا ڈر ہو اور دوسرے رفیق کے پاس کھانا ہو اور اس کے پاس دام موجود نہ ہوں تو اس شخص پر واجب ہے کہ اسکو اپنے کھانے سے کسی قدر دے اور اگر نہ دے تو زبردستی چھین کر کھا سکتا ہے اسی طرح حالت مسافرت میں وقت ضرورت شدید کے بقدر رفع حاجت شراب پی کر جان بچا سکتا ہے اسی طرح پر ضرورت میں جان پیشاب سے بچانا روا ہے خواہ اپنا پیشاب ہو یا دوسرے کا بعض کہتے ہیں اپنا پیشاب پی سکتا ہے دوسرے کا نہیں اور بلا ضرورت تریاق فاروق کا کھانا بھی حرام ہے لیکن وہ آٹھ قسم کی چیزیں جو مکروہ ہیں (۱) دل کا گوشت اور رگیں (۲) گردہ (۳) گدہے کا گوشت اور گھوڑے اور خچر کا (۴) ان کا دودھ۔ (۵) وہ چیزیں جنکو جنب اور حائض اور وہ شخص جو نجاست سے پرہیز نہ رکھتا ہو رطوبت کی حالت میں چھو دیوے مکروہ ہیں (۶) پیاز اور لہسن کھانا جسوقت کہ مسجد کا ارادہ رکھتا ہو اور شب جمعہ میں (۷) گرم پانی خصوصاً وہ پانی جس میں گندہک کی بو آتی ہووے ان کو شفا کی نیت سے کھانا (۸) وہ سرکہ جس کو تدبیر و علاج سے یعنی کوئی چیز ڈالکر شراب سے بنایا ہو اور بعض مجتہد اس کو حرام جانتے ہیں۔

پندرہواں باب

کھانا کھانے کے آداب میں اور لباس کے احکام میں اور اس میں چار مطلب ہیں۔ **پہلا مطلب** کھانا کھانے کے بیان میں اور اس کے اقسام میں واضح ہو کہ کھانا کھانے کی پانچ قسمیں ہیں (۱) واجب یعنی بقدر جینے کے کھانا اور اپنے واجب النفقہ کی خوراک اور کفارہ میں بردہ آزاد کرنے پر عاجز ہونے کی صورت میں مسکینوں کو کھلانا (۲) حرام جیسے اس دسترخوان اور میز پر کھانا کھانا جس پر شراب ہووے (۳) سنت جیسے بیاہ کا کھانا اور نئے مکان کا ولیمہ اور حج سے واپس آکر اور لڑکوں کے ختنہ کا ولیمہ (۴) مکروہ جیسے لڑکیوں کی ختنہ کا ولیمہ یعنی کھانا اور میت کے گھر کا کھانا[۱] (۵) قسم مباح اور وہ چاروں قسم مذکورہ بالا کے سوا ہر قسم کا کھانا ہے اور مسائل جو کھانا کھانے اور پانی پینے اور لباس سے متعلق ہیں چوہتر امر ہیں ایک واجب چوالیس امر سنت اور چار امر حرام اور پچیس امر مکروہ ہیں۔ واجب یہ ہے کہ اگر طلاکوب یا نقرہ کوب برتن سے کھائے پیئے تو سونے اور چاندی کی جگہ سے منہ کو بچائے اور چوالیس امر سنت یہ ہیں پہلا امر کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ دہونا (۲) ہاتھ دہوکر رومال سے

---

[۱] خواہ اس کے گھر کا ہو یا دوسرے نے اسکو بھیجا ہو جیسے حاضری کا کھانا ۱۲ مترجم

پونچھنا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب تک ہاتھ پر تری رہے گی خدا اس کھانے میں برکت دے گا کھانے کی حالت میں بائیں جانب بوجھ دے کر بیٹھے۔ (۴) انگلیوں سے کھانا (۵) انگلیوں کو چاٹنا (۶) اپنے سامنے سے کھانا (۷) چھوٹے چھوٹے لقمے اٹھانا (۸) خوب چبا کر کھانا (۹) کھاتے وقت اِدھر اُدھر نہ دیکھنا دوسرے کے منہ کو نہ تکنا (۱۰) کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا بلکہ ہر ایک قسم کے کھانے پر جدا جدا بسم اللہ کہے اسی طرح ہر برتن پر بسم اللہ کرکے شروع کرے گویا ایک ہی قسم کا کھانا دونوں میں ہو اور اگر شروع کے وقت بسم اللہ نہ کرے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم علی اولہ وآخرہ کہنا کافی ہے اور اگر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو جس وقت یاد آئے اسی وقت کہہ لے اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ تمام اہل مجلس سے ایک شخص بھی بسم اللہ کہے تو کافی ہے (۱۱) کھانے سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہنا یعنی خدا کی حمد بجالانا اور یہ جو اب رواج ہو رہا ہے کہ کھانے سے فارغ ہو کر سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ یہہ مضمون حدیث میں وارد نہیں ہوا (۱۲) کھاتے وقت الحمد للہ کو بار بار کہنا (۱۳) فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا فِیْ جَائِعِیْنَ وَسَقَانَا فِیْ ظَمَائِیْنَ وَكَسَانَا فِیْ عَارِیْنَ وَاٰبَدٰءَنَا اَنْعَمَ عَلَیْنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ وَلَا یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ وَیَسْتَغْنِیْ وَیَفْتَقِرُ اِلَیْهِ ط (۱۴) دونوں ہاتھوں کو دہونا گو ایک ہاتھ سے کھانا کھایا ہو (۱۵) دونوں ہاتھوں کو دہونے کے بعد اپنی بھوؤں پر ملنا کہ حدیث ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ چہرے کی جھائیوں کو زائل کرتا ہے (۱۶) ہاتھوں کے دہونے کا پانی ایک برتن میں اکٹھا کریں (۱۷) کھانے سے قبل دہونے میں صاحب خانہ شروع کرے اسکے بعد وہ شخص ہاتھ دہوئے جو اس کی داہنی طرف بیٹھا ہو اور بعد کھانے کے صاحب خانہ کی بائیں طرف جو بیٹھا ہے اس سے شروع کریں اور سب کے بعد صاحب خانہ ہاتھ دہوئے اور بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ دروازہ کی داہنی طرف جو شخص بیٹھا ہو اس سے ہاتھ دہونا شروع ہونے چاہے آزاد ہو یا غلام ہو (۱۸) صاحب خانہ اول کھانا شروع کرے (۱۹) صاحب خانہ سب کے بعد ہاتھ کھینچے (۲۰) صاحب دعوت کے واسطے جس طرح رسولؐ خدا سے مروی ہے دعا کریں اور وہ یہ ہے کہ حضرت کھانا کھانے بعد صاحب خانہ کے حق میں فرماتے تھے طَعِمَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ الْاَخْیَارُ ط (۲۱) اگر کھانا نماز کے وقت تیار ہو اور وقت تنگ ہو تو نماز کو مقدم کرنا واجب ہے اور درصورت وسعت وقت اول نماز پڑھیں بعد کو طعام تناول کریں اور اگر کچھہ لوگ اسکے انتظار میں ہوں تو پہلے کھانا کھا لیوے (۲۲) کھانا کھا کر چت لیٹنا اور دہنا پاؤں بائیں پاؤں پر رکھنا (۲۳) تیسرے دن گوشت کھانا (۲۴) مہمان کے لئے خلال کا تنکا حاضر کرنا۔ کھانے کے بعد خلال کرنا اور جو کچھہ دانتوں کی جڑوں میں رہ جاوے اسکو نکالنا سنت ہے (۲۵)

(۲۵) دستر خوان پر ترکاری اور سبزی کا ہونا حدیث میں وارد ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ ایسا ہی کرتے تھے (۲۶) نمکین کھانے سے ابتدا کرنا اور نمک یا سرکہ پر ختم کرنا (۲۷) کھانے کے بعد منہ کو سعد سے یعنی ناگرموتھ سے صاف کرنا حدیث میں وارد ہے کہ دانتوں کے درد کو دفع کرتا ہے (۲۸) اگر گھر میں کھانا کھائیں تو دستر خوان کے بھوروں اور ریزوں کو چن کر جمع کر لیں اور اگر صحرا میں اور میدان میں کھائیں تو وہیں گرا دیں (۲۹) پیر مرد رات کو سیر ہو کر سوئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر بوڑھا آدمی رات کو شکم سیر ہو کر سوئے گا تو نیند اچھی آئے گی اور منہ خوشبو دار رہیگا (۳۰) دستر خوان کے ریزوں کو کھانا کہ حدیث میں وارد ہے کہ بہت سی بیماریوں سے شفا ہے اور پریشانی اور افلاس کو دور کرتا ہے اور اولاد زیادہ ہوتی ہے۔ اور مرض ذات الجنب سے امان میں رہتا ہے[1] (۳۱) تواضع اور ضیافت کرنا اور اگر مہمان انکار کرے تو اس کیلئے پینے کا پانی حاضر کرے اگر اس کی خواہش بھی نہ کرے تو وضو کو پانی دے (۳۲) مہمان کا اعزاز و احترام کرنا (۳۳) اکثر اوقات دعوت کرنا اور زیادہ مہمانوں کو بلانا اور کھانا کھلانا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جتنے ہاتھ زیادہ کھانے میں پڑیں گے اسی قدر برکت زیادہ ہوگی (۳۴) جو کچھ گھر میں حاضر ہو مہمان کے لیے لانا (۳۵) بے بلائے مہمانوں کیلئے تکلف نہ کرے اور جسکی دعوت کی ہو اس کے واسطے تکلف کرنا (۳۶) اگر صاحب مقدور ہو تو کھانا خرچ سے زیادہ پکایا کرے اور اگر نادار ہو تو ضرورت سے کم (۳۷) دو دن تک مہمان کی خوب خاطر و تواضع کرے جس چیز کی فرمائش کرے حاضر کرے اور تیسرے دن مہمان گھر والوں میں داخل ہو جاتا ہے (۳۸) مہمان کے ساتھ خود بیٹھکر کھانا کھانا (۳۹) مسلمان کی دعوت قبول کرنا اگرچہ پانچ میل پر بلائے لیکن اگر کافر دعوت کرے اسکی دعوت کو قبول کرنا لازم نہیں چاہے جائے چاہے نہ جائے اختیار ہے (۴۰) اپنے عیال کی خواہش کے وقت کھانا کھانا اس لئے کہ حدیث میں فرمایا ہے کہ مومن اپنے عیال کی بھوک کے وقت کھانا کھاتا ہے اور کافر کے عیال اس کی اشتہا اور رغبت کے وقت کھاتے ہیں (۴۱) جب روٹی آجائے تو دوسری چیز کا منتظر نہ رہے شروع کر دے (۴۲) چھوٹے چھوٹے کلچے پکوانا حدیث میں آیا ہے کہ ہر روٹی کے ساتھ برکت ہے (۴۳) عشا کی نماز کے بعد کچھ نوش کرنا پیغمبروں کی عادت ہے (۴۴) جو روٹی کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا پائے گو راستہ میں پڑا ہو اس کو کھانا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اس کو کھائے ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں درج کی جاتی ہے اور اگر ناپاک ہو تو پاک کرکے کھائے تو ستر نیکیاں اسکے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ لیکن وہ چار امر جو حرام ہیں (۱) زیادہ کھانا جو نقصان پہنچائے اور اگر کھانے پر کھائے گا تو تخمہ ہو جائے گا اور بیماریاں پیدا ہوں گی اور حدیث میں لکھا ہے کہ پیٹ بھرے پر دوبارہ کھانا بیماری کو پیدا کرتا ہے (۲) بن بلائے دعوت میں جانا اور بعض عالم اس کو مکروہ

---

[1] ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ وہ حور العین کا مہر ہے ۱۲ مترجم

جانتے ہیں (۳) اس دسترخوان اور میز پر بیٹھکر کھانا کھانا جس پر شراب وغیرہ نشہ کی چیز ہو (۴) سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھانا اور پچیس امر مکروہ ہیں ان میں پہلا امر یہ ہے کہ اٹ کر کھائے کہ پیٹ میں جگہ نہ رہے (۲) یہ کہ تکیہ لگاکر یعنی کسی چیز کے سہارے بیٹھکر کھانا (۳) آسمان کو منہ کرکے ڈکار لینا (۴) چوزانو بیٹھکر کھانا کہ حدیث میں آیا ہے چارزانو یعنی پلوتھی مارکر بیٹھنے کو خدا دوست نہیں رکھتا ہے (۵) اپنی دعوت ہو اور بیٹے کو ساتھ لیجانا (۶) بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا بلاضرورت (۷) راستہ چلتے کچھ کھانا (۸) لڑکی کی ختنہ کی دعوت میں جانا (۹) چھری سے روٹی کو کاٹنا اور برتن میں ڈالنا (۱۰) ہڈی کو صاف کرنا حدیث میں آیا ہے اس میں جنوں[1] کا حصہ ہے پس اگر تمام گوشت ہڈی سے نوچ لیں تو اس گھر میں جو سب سے اچھی چیز ہوگی اسکو لے جاویں گے (۱۱) ہر روز گوشت کھانا دونو وقت گوشت کھانا زیادہ مکروہ ہے (۱۳) نیم پختہ یعنی آدھا کچا اور آدھا پکا ہوا گوشت کھانا (۱۴) بوڑھے کا رات کو بھوکے خالی پیٹ سونا (۱۵) مفلس آدمی کو خرچ میں زیادتی کرنا (۱۶) مہمان سے کام لینا (۱۷) رات کی غذا کو ترک کرنا حدیث میں آیا ہے کہ بدن کی خرابی کا سبب ہے اور بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی سنیچر یعنی ہفتہ اور اتوار کو کچھ غذا تناول نہ کرے تو اس کی اس قدر قوت زائل ہوتی ہے کہ چالیس دن تک پھر حاصل نہیں ہوتی (۱۸) دو انگلیوں سے کھانا کھانا (۱۹) نقرہ کوب یعنی چاندی کے ٹھپے کئے ہوئے برتن میں کھانا (۲۰) کھجور کی لکڑی اور بانسی اور ریحان کی لکڑی سے خلال کرنا کہ جذام کا باعث ہے اسی طرح ریحان سبزا اور آس کی لکڑی سے خلال کرنا مکروہ ہے (۲۱) مچھلی کا گوشت کھانا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اس کا کھانا گوشت کو کم کرتا ہے (۲۲) پنیر بدون اخروٹ کے اور اخروٹ بدون پنیر کے کھانا (۲۳) سوکھا گوشت کھانا (۲۴) سڑا ہوا گوشت کھانا کہ بدن کو خراب کرتا ہے (۲۵) چوہے کی کتری ہوئی چیز کھانا۔

دوسرا مطلب کھانے اور میووں کے فوائد میں جو آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے **جو کی روٹی** منقول ہے کہ جو کی روٹی کھانا بیماریوں کو دفع کرتا ہے اور جس شکم میں داخل ہوتی ہے اس سے تمام بیماریوں کو نکالتی ہے اور پیغمبروں کی خوراک ہے۔ **نارونج** حدیث میں آیا ہے کہ دستوں والے کے لئے بڑی نفع کی چیز ہے اور معدے کو دباغت کرتا ہے۔ **گوشت** حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کا کھانا گوشت بڑھاتا اور دنیا و آخرت میں گوشت تمام کھانوں کا سردار ہے اور جناب رسول خدا گوشت کو دوست رکھتے تھے اور بدترین گوشت قالچہ کا گوشت ہے کہ پیشاب گاہ کے بہت نزدیک ہے۔ کبک کا گوشت پنڈلیوں کو مضبوط کرتا ہے اور تپ کو دفع کرتا ہے۔ مرغ کا گوشت حضرت امیر سے مروی ہے کہ چوزہ کا گوشت سب گوشتوں میں عمدہ ہے اور قطا کا گوشت یعنی لوے کا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قطا کا گوشت متبرک ہے اور یرقان والے کو اس کے کباب نفع دیتے ہیں اور قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے۔ حباری کا گوشت امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے کہ

کھانوں اور میووں کے خصوصی فوائد

[1] جنوں کے چند فرقے ہیں۔ از انجملہ کتا ایک فرقہ ہے ۱۲۔ مترجم

جارئی کا گوشت بواسیر کو دفع کرتا ہے اور درد پشت کو نافع ہے اور باہ کو قوت دیتا ہے۔ بھیڑی کا
گوشت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ بھیڑی کا گوشت بینائی اور سماعت کو زیادہ کرتا ہے۔ گوشت
گاو چقندر کے ساتھ برص کو دفع کرتا ہے۔ ہریسہ حدیث میں آیا ہے کہ بہت فائدہ کی چیز ہے مقوی
باہ ہے۔ بیضہ مرغ یعنی مرغی کا انڈا حدیث میں آیا ہے کہ اولاد زیادہ ہوتی ہے۔ شہد بلغمی بیماریوں
کو شفا دیتا ہے۔ بھنی مسور پیاس کو دباتی ہے معدے کو قوت دیتی ہے اور ستر مرض کی دوا ہے
اور دل کو ملائم کرتی ہے اور آنسوؤں کو زیادہ۔ گیہوں بھونے ہوئے تبیوں کا کھانا ہے اور
گوشت کو بڑھاتا ہے۔ ہڈی کو مضبوط کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے پنیر اور اخروٹ دونو کو ملا کر کھانا حدیث
کی رو سے شفا ہے اور تنہا کھانا مضر ہے۔ شکر تمام چیزوں کو مفید ہے کچھ نقصان نہیں دیتی۔ سرکہ
اور زیت انبیاء کا کھانا ہے اور فوائد اسکے بہت ہیں منہ کو نورانی کرتا ہے عقل کو بڑھاتا ہے۔ صفرا کو
گھٹاتا ہے دل کو تازہ کرتا ہے پیٹ کے اندر جو کرم ہوجاتا ہے ان کو مارتا ہے عورت کی شہوت
دباتا ہے زیتون باؤ بادی کو دفع کرتا ہے اور روغن زیتون دوا ہے علی الخصوص جاڑے کے موسم
میں کالی بھیڑ کا دودھ بہت نافع ہے اس قدر سرخ کا دودھ نفع نہیں کرتا اور لال گائے کا دودھ کالی
گائے کے دودھ سے بہتر ہے۔ شہد اور دودھ ملا کر پینا منی کے لئے مفید ہے۔ زنداس ہاضم طعام
ہے۔ چانول بواسیر کے باب میں بہت عمدہ ہے بھنے ہوئے چنے درد کمر کو مفید ہیں اور بہت سے
انبیاء نے اس کو دعا دی ہے۔ باقلا تلی کا گودا زیادہ کرتا ہے اور پنڈلیوں کی تیاری لاتا ہے اور
مقوی دماغ ہے اور چھلکوں سمیت معدہ کو پختہ کرتا ہے۔ لوبیا ریاح شکم کو دفع کرتا ہے۔ مونگ
بہق کو دور کرتی ہے۔ کدو قوت دماغ بخشتا ہے۔ مویز یعنی منقی جو سرخ ہو صبح صبح ہر روز اکیس
دانے کھانا بہت سی بیماریوں کو دفع کرتا ہے انجیر تمام میووں میں بہشت کے میووں سے زیادہ
مشابہ ہے اور بعض بیماریوں کیلئے مفید ہے خصوصاً بواسیر اور نقرس کو۔ انار تمام میووں میں سردار ہے
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سب میووں کا سردار فرمایا ہے بھوکے کو سیر اور سیر
کو گرسنہ کرتا ہے اور ہر ایک انار میں ایک دانہ بہشت کا ہوتا ہے اسی وجہ سے بعض حضرات آئمہ میں
سے تنہا پورا انار تناول فرماتے تھے اور انار کے دانے مع زردی کے کھانا معدہ کو دباغت دیتا ہے
اور وسوسہ شیطان کو دل سے رفع کرتا ہے اور اگر کوئی شخص جمعہ کے دن نہار ایک انار کھائے تو
چالیس روز تک دل کو روشن رکھتا ہے اور دو انار کھائے تو اسی دن تک اور تین انار کھائے تو
ایک سو بیس روز تک وسوسہ شیطان سے نجات ملتی ہے اور انار کی لکڑی کا دھواں موذی جانور کو
بھگاتا ہے۔ سیب زہر اور جادو اور جنوں اور بلغم کی زیادتی کو مفید ہے اور نکسیر کو بند کرتا ہے
بہی رنگ صاف کرتی ہے اور حاملہ عورت کھائے تو بچہ خوشنما پیدا ہوتا ہے اور غم کو دفع

کرتی ہے اور یہی کھانے والے کا کلام سراپا حکمت اور دانائی ہے اور بہادری پیدا کرتی ہے۔ ناشپاتی دل کو جلا کرتی ہے معدہ کو دباغت دیتی ہے خصوصاً کھانا کھانے کے بعد آلو بخارا حرارت اور گرمی کو مارتا ہے اور سوکھا آلو بخارا خون کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بیماری کو دفع کرتا ہے۔ ترنج کھانے کے بعد کھانا مفید ہے جناب رسولخدا ترنج کو دوست رکھتے تھے۔ سنجد معدہ کو دباغت کرتا ہے اور بواسیر کو دور کرتا ہے اور دونو پنڈلیوں کو مضبوط کرتا ہے اور پیشاب کے قطرے کو فائدہ بخشتا ہے۔ کاسنی کے سات پتے کھالے تو قولنج سے محفوظ رہے اسکی ہر ایک پتی پر آب بہشت کا ایک قطرہ ہے اور باہ کو زیادہ کرتی ہے اور اولاد اچھی پیدا ہوگی اور ہر مرض کی دوا ہے۔ ریحان کوہی سدہ کھولتی ہے اور اشتہا لاتی ہے اور سل کو دفع کرتی ہے اور کھانے کو ہضم کرتی ہے جناب امیرؑ اسکو دوست رکھتے تھے گندنا تلی کو مفید ہے اور اگر تین روز برابر کھائے خوشبو آنے لگے اور ریاح کو دور کرے اور بواسیر کو دفع کرے اور جذام سے امان دے جناب امیرؑ اسکو نمک سے کھایا کرتے تھے۔ کرفس حضرت الیاسؑ اور یشوعؑ اور یسعؑ پیغمبروں کی خوراک ہے اور حافظہ کو زیادہ کرتا ہے اور دل کو صاف کرتا ہے اور جنون وجذام و برص کو دفع کرتا ہے۔ خرفہ حضرت فاطمہ زہرا اس کو بہت مرغوب رکھتی تھیں۔ کاہو خون کو صاف کرتا ہے۔ سداب عقل کو بڑھاتا ہے۔ چقندر حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ جذام کو اچھا کرتا ہے اور بہت سی بیماریوں کی دوا ہے اور استخوان کو سخت کرتا ہے۔ کماۃ جس کو عوام سانپ کی چھتری کہتے ہیں۔ اکثر برسات میں پیدا ہوتی ہے اس کا پانی درد چشم کو مفید ہے۔ مولیٰ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس میں تین خاصیتیں ہیں پتے اس کے ریاح کو قطع کرتے ہیں اور گودا اس کا ادرار کرتا ہے اور جڑ اس کی بلغم کو برطرف کرتی ہے۔ جزر قولنج اور بواسیر سے امان دیتا ہے اور باہ کو قوی کرتا ہے شلغم جذام کو دور کرتا ہے۔ بینگن تپیا بیماری کو دفع کرتا ہے طبیعت کو اصلاح پر لاتا ہے پیاز قوت باہ بڑھاتی ہے اور کمر کو مضبوط کرتی ہے اور تپ کو برطرف کرتی ہے اور مرض وبائی کو دور کرتی ہے۔ صعتر۔ و پودینہ کو ہی کچا کھانا کھانے سے پہلے رطوبت کو رفع کرتا ہے۔

پانی پینے کے آداب

تیسرا مطلب پانی پینے کے آداب میں۔ واضح ہو تیئیس امر پانی پینے سے تعلق رکھتے ہیں ایک واجب تیرہ امر سنت ایک امر حرام آٹھ امر مکروہ۔ لیکن پہلا واجب امر سونے چاندی کی جگہ سے منہ نہ لگانا اگر برتن نقرہ کوب یا طلا کوب ہو چنانچہ مذکور ہوا لیکن وہ تیرہ امر جو سنت ہیں اول یہ ہے کہ پانی پینے کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْمَآءَ مِنَ السَّمَآءِ وَیُصَرِّفُ الْاَمْرَ کَیْفَ یَشَآءُ بِسْمِ اللّٰهِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ (۲) پانی لیکر یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانِیْ عَذْبًا وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِیْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانِیْ فَاَرْوَانِیْ وَاَعْطَانِیْ فَاَرْضَانِیْ وَعَافَانِیْ وَکَفَانِیْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تَسْقِیْهِ فِی الْمَعَادِ مِنْ حَوْضِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَتُسْعِدُهٗ

ہمَوَافِقِیۡہِ یَآ اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ ہ (۳) یہ کہ پانی کو چوس کر پیوے (۴) یہ کہ دونوں ہاتھ سے پانی پیوے (۵) یہ کہ اگر پانی پلانے والا اس کا غلام ہو تو پانی کو تین سانس میں پیوے (۶) اگر پانی پلانے والا آزاد آدمی ہو تو ایک سانس میں پیوے (۷) بہت پانی نہ پیئے (۸) پانی پیتے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کی پیاس کو یاد کرکے ان کے قاتلوں پر لعنت کرے اگر ایسا کرے گا تو لاکھ حسنات اسکے نامہ اعمال میں ثبت کیئے جائیں گے اور لاکھ گناہ اس کے نامہ اعمال سے محو ہونگے اور ایک لاکھ درجے اسکے بلند ہوں گے (۱۰) آب زمزم کا پانی پینا کہ تمام بیماریوں کی شفا اس سے ہے (۱۱) خانہ کعبہ کے پرنالہ کا پانی جو نیچے گرتا ہے پینا سب بیماریوں کو کھوتا ہے (۱۲) بارش کا پانی کہ تمام امراض کا علاج ہے۔ (۱۳) آب زمزم کو سوغات میں لیجانا اپنے اپنے شہروں میں لیکن وہ ایک امر جو حرام ہے وہ سونے چاندی کے برتن سے پانی پینا ہے اور وہ آٹھ امر جو مکروہ ہیں (۱) دریائے نیل کا پانی پینا کہ حدیث میں آیا ہے کہ نیل کا پانی دل کو مردہ کرتا ہے (۲) جبکہ غلام پانی پلائے اس صورت میں ایک سانس میں پانی پینا (۳) جب پانی پلانے والا آزاد ہو اس صورت میں تین سانس کرکے پینا (۴) دفعتہً پانی کو ڈگڈگا کر پی جانا کہ خوف اس کا ہے کہ کباد کا مرض لاحق نہ ہو جائے یعنی جگر میں فساد نہ آجائے (۵) کھڑے ہو کر پانی پینا (۶) دستہ کے پاس سے گے کو منہ لگا کر پینا۔ یا ٹوٹے گلاس میں پینا۔ خصوصاً ٹوٹی کی جگہ پر منہ لگانا (۷) پانی بہت پینا (۸) نگرک یعنی اولے کھانا۔ **چوتھا مطلب** لباس کے آداب میں اور عمامہ اور انگشتری پہننے کے اور کفش اور موزہ کے بیان میں اسمیں دو فصلیں ہیں **پہلی فصل** لباس کے اقسام میں واضح ہو کہ زینت کی راہ سے لباس پہننے کی پانچ قسمیں ہیں (۱) قسم واجب وہ یہ ہے کہ زوجہ کو جسوقت شوہر اپنے پاس بلائے تو عمدہ لباس پہنکر جائے (۲) حاکم جبکہ دشمن کا خوف ہو خوب لباس پہنے (۳) قسم لباس سنت وہ عورت کا پہلی دفعہ اپنے خاوند کیلیئے سنگار کرنا اور مرد کا اپنی زوجہ کے واسطے اور حاکم کا شوکت اسلام کے واسطے اور علماء کا علم کی تعظیم کی رو سے (۳) قسم حرام جیسے مردوں کا حریر پہننا سوائے لڑائی کے وقت اور ضرورت کی حالت کے چنانچہ مذکور ہوا (۴) قسم مکروہ جیسے بیوہ کا سوگ کے زمانہ میں عمدہ لباس پہننا چنانچہ طلاق کے باب میں گذرا جبکہ زینت کی نیت سے نہ ہو اگر زینت کی نیت سے پہنے تو حرام ہے (۵) قسم مباح وہ اوپر کی چاروں قسموں کے سوا باقی صورتوں میں کہ عمدہ لباس پہننا مباح ہے۔ **دوسری فصل** ان احکام میں جو لباس پہننے سے علاقہ رکھتی ہوں۔ پس واضح ہو کہ پینتالیس امر لباس سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک واجب۔ چھ حرام۔ چھبیس سنت دس مکروہ۔ وہ ایک امر جو واجب ہے یہ ہے کہ نماز کے وقت لباس پاک ہو کہ ناپاک کپڑے سے نماز نہیں ہوتی۔ اور وہ چھ امر جو حرام ہیں (۱) مردوں کو خالص ریشم پہننا سوائے جہاد اور ضرورت کے (۲) عورت کو احرام کی حالت میں ریشمی لباس پہننا اور ریشمین لباس پہنکر عورتوں کے نماز پڑھنے میں اختلاف ہے

(۳) مردار کی کھال پہننا (۴) پرایا مال بلا اجازت چوری سے چھین کر یا کسی طرح سے لے کر پہننا جس کو غصبی کہتے ہیں (۵) نامحرم مردوں کے دکھانے کو عورت کا سنگار کرنا جیسے کسبیاں کرتی ہیں (۶) مرد کا سونے کی انگوٹھی پہننا۔ اور چھبیس امر سنت یہ ہیں (۱) یہ امر کہ قیمتی لباس پہنے جس سے تجمل اور زینت ہو۔ (۲) سفید ہو اور سوتی ہو کہ حدیث میں آیا ہے کہ سوتی لباس چہاردہ معصومین کا لباس ہے (۳) لباس اونچا رکھنا (۴) آستین انگلیوں زیادہ نہ رہیں (۵) گھر میں روزمرہ پہننے کا لباس اور ہو اور باہر جانے کا لباس اور ہو (۶) جب نیا کپڑا پہنے تو ایک کوزے میں پانی لیکر اسپرانا انزلنا تیس مرتبہ پڑھے اور دم کرکے اس کپڑے پر چھڑک دے امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جب تک اس کپڑے کا ایک تار بھی باقی رہیگا نعمت فراخ رہے گی (۷) نیا لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھے جو محمد بن مسلم کی روایت سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا کہ جب آدمی نیا کپڑا پہنے تو کیا کرے حضرت نے فرمایا یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ ثَوْبَ يُمْنٍ وَتُقًى وَبَرَكَةٍ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ فِيْهِ حُسْنَ عِبَادَتِكَ وَعَمَلًا بِطَاعَتِكَ وَاَدَاءَ شُكْرِ نِعْمَتِكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِي النَّاسِ ط (۸) عمامہ باندھنے کے وقت پڑھے اَللّٰهُمَّ سَوِّمْنِيْ بِسِيْمَاءِ الْاِيْمَانِ وَتَوِّجْنِيْ بِتَاجِ الْكَرَامَةِ وَقَلِّدْنِيْ حَبْلَ الْاِسْلَامِ وَلَا تَخْلَعْ رِبْقَةَ الْاِيْمَانِ مِنْ عُنُقِيْ ط (۹) کھڑے ہو کر عمامہ باندھنا کہ حدیث میں بیٹھکر باندھنے کی ممانعت ہے (۱۰) تحت الحنک نکالنا (۱۱) پارجامہ پہننے کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَتِيْ وَعِفَّ فَرْجِيْ وَلَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْ ذٰلِكَ نَصِيْبًا وَّلَا لَهٗ اِلٰى ذٰلِكَ وُصُوْلًا فَيَصْنَعَ لِيَ الْمَكَائِدَ وَيُهَيِّجَنِيْ لِارْتِكَابِ مَحَارِمِكَ ط (۱۲) پارجامہ رو بقبلہ ہو کر نہ پہنے (۱۳) جوتہ اور موزہ بیٹھکر پہنے (۱۴) اول دہنے پاؤں میں جوتہ اور موزہ پہنے اور بعد اس کے بائیں پاؤں میں نکالتے وقت اس کا الٹا کرے (۱۵) جوتہ اور موزہ پہننے کے وقت یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّوَطِّئْ قَدَمَيَّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَثَبِّتْهُمَا عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامُ ط (۱۶) یہ ہے کہ جوتہ نکالنے کے وقت یہ کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَزَقَنِيْ مَا اُوَقِّيْ بِهٖ قَدَمَيَّ مِنَ الْاَذٰى اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُمَا عَلٰى صِرَاطِكَ وَلَا تُزِلَّهُمَا عَنْ صِرَاطِكَ السَّوِيِّ ط (۱۷) جوتہ کی رنگت زرد ہو کہ حدیث میں آیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو آدمی زرد جوتہ پہنے ہمیشہ خوشحال رہیگا جب تک وہ جوتہ پرانا ہو اور ٹوٹے (۱۸) سفید رنگ کا جوتہ پہنے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص سفید جوتہ پہنے تو وہ پرانا نہ ہونے پائے گا کہ کچھ مال اس کے ہاتھ لگے اور زرد جوتہ لباس پیغمبروں کا ہے (۱۹) موزہ پہننا (۲۰) کتاں کا یعنی السی کی چھال کا کرتہ پہننا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بدن کو تیاری لاتا ہے (۲۱) ہاتھ میں انگوٹھی پہننا (۲۲) انگوٹھی دہنے

ہاتھ میں پہنے (۲۳) انگوٹھی عقیق کی ہووے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر بلا سے امان ہے (۲۴) یاقوت کی انگشتری پہننا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مفلسی کو دور کرتی ہے (۲۵) فیروزہ کی انگشتری پہننا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس ہاتھ میں فیروزہ کی انگشتری ہو وہ محتاج نہ ہوگا (۲۶) جزع یمانی کی انگشتری پہننا اور بلور کی انگشتری بھی سنت ہے اور وہ دس امر جو مکروہ ہیں انمیں اول امر یہ ہے کہ موزہ کی رنگت سرخ ہو مگر سفر میں سرخ موزہ مکروہ نہیں (۲) نعلین سیاہ پہننا کہ حدیث میں وارد ہے کہ آنکھوں کو نقصان دیتا ہے اور غم پیدا کرتا ہے لیکن کفش سیاہ مکروہ نہیں (۳) تصویردار کپڑہ پہننا اور اس سے نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے (۴) سیاہ لباس پہننا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حقتعالی نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ مومنوں سے کہدے کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں یعنی کالے کپڑے (۵) ایسا لباس پہننا جس کی وجہ سے انگشت نما ہووے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنے جسکی وجہ سے شہرت ہو حقتعالی اسکو آگ کا لباس پہنائیگا (۶) سرخ لباس پہننا ہاں شادیوں میں نوشاہ کو مکروہ نہیں (۷) زرد لباس خصوصاً زعفرانی البتہ شادی میں زعفرانی لباس مکروہ نہیں چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زعفران سے کپڑے رنگنا بنی امیہ کا شعار ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن وہی حضرت زرد قبا پہنے ہوئے تھے اور اسکی یہ توجیہ آپ نے فرمائی کہ میں نے ابھی عروسی کی ہے اسوجہ سے زرد قبا پہنے ہوں (۸) ایک جوتا یا نعل پہنکر رستہ چلنا لیکن ایک جوتہ گانٹھنے کو دیا ہو تو مضائقہ نہیں حدیث میں آیا ہے کہ اگر ایک جوتہ پہن کر راستہ چلے اور اسکو کوئی صدمہ شیطان سے پہنچے تو کسی کو ملامت نہ کرے اپنے نفس کے سوا (۹) لوہے کی انگوٹھی ہاتھ میں رکھنا (۱۰) عمامہ کو بیٹھکر لپیٹنا۔

سولھواں باب

قضا یعنی مقدمات فیصل کرنے کے بیان میں اور اسمیں چند مطالب ہیں۔ **پہلا مطلب** قاضی ہونیکے احکام میں اور اسکی صفات میں۔ اور اس کی تین فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** قاضی ہونے کے اقسام میں اور وہ دو قسم پر ہے۔ پہلی قسم اصل قاضی کے بیان میں جو کل مسلمانوں کے قضیئے طے کرے جھگڑے چکائے یہ منصب امام علیہ السلام کا ہے یا نائب امام کا کام ہے۔ امام پر واجب ہے کہ ہر علاقہ اور ہر شہر میں ایک ایک قاضی مقرر کرے اور ہر ایک قاضی جامع الشرائط پر جس کو امام مقرر کرے قضا یعنی مقدمات کا فیصل کرنا واجب عینی ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر کئی آدمی ہوں تو واجب عینی نہیں اور اگر امام تعیین نہ کرے تو واجب کفائی ہے اور اگر ایک ہی شخص اس قابل ہو تو بدون تعیین امام کے بھی واجب عینی ہے اور اگر امام کو اس شخص کا حال معلوم نہ ہو تو اس شخص کو واجب ہے کہ اپنے حال سے امام کو مطلع کرے اور

غیبت امام میں مجتہد جامع الشرائط کو منصب ہے کہ حکم کرے اور لوگوں پر واجب ہے کہ اپنے مقدمات کو اسکے پاس پہنچاویں جسطرح کہ قاضی شرعی کے پاس جانیکا حکم ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ غیبت کے زمانہ میں اگر مجتہد جامع الشرائط نہ ملے تو فقیہہ عادل شیعہ مذہب کافی ہے اگرچہ مجتہد نہ ہو اور اس کا حکم فقیہہ جامع الشرائط کا حکم ہے اگر اس کام کے بجالانے کے قابل چند آدمی ہوں تو اپنے ذمہ لینا عہدہ قضا کو اسپر سنت ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ اگر اسکو اپنے اوپر اعتماد ہو کہ میں اس کام کو کرسکوں گا تو سنت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مفلس ہو تو سنت ہے کہ اس کام کو اپنے ذمے لے اور اس کے وسیلہ سے وہ بیت المال سے وظیفہ حاصل کرے اور اگر اسکی فضیلت اور بزرگی ظاہر نہ ہو تو سنت ہے کہ وہ اس کام کو کرے جس سے شہرت پاوے اور اگر نامی آدمی ہو یا صاحب مقدور ہو اسکو قاضی بننا مکروہ ہے اور جس صورت میں آدمی کو اطمینان ہو کہ حاکم شرع کے موافق فیصلہ جاری کرسکوں گا تو حاکم ظالم یعنی بادشاہان وقت کی جانب سے بھی عہدہ قاضی کا قبول کرنا جائز ہے اور جو حکم بادشاہ قاضی کرتے ہیں وہ صحیح نہیں اگرچہ وہ بادشاہ صاحب شوکت ہو لیکن مجبوری کے عالم میں جائز ہے اور اسکے حکم سے اپنا دعوےٰ مدعا علیہ سے وصول کرنا روا ہے اور ہوسکتا ہے کہ ایک شہر میں کئی قاضی ہوں اور اس صورت میں اختیار ہے جس سے چاہیں رجوع کریں اگر وہ سب برابر ہوں ورنہ جسکو علم زیادہ ہو اس سے رجوع کریں اور جو علم میں دونوں برابر ہوں تو جو پرہیزگار ہو اسکی طرف رجوع کریں اور اگر ایک علم زیادہ رکھتا ہے اور دوسرا متقی زیادہ ہے تو عالم مقدم ہے اور اگر اس صورت میں مدعی اور مدعا علیہ میں بحث ہو ایک شخص ایک قاضی کو پسند کرے دوسرا دوسرے کو تو جس قاضی کو مدعی چاہے وہ مقدم ہے اور یہ بات امام کی اختیار میں ہے کہ ہر محلہ میں جدا جدا قاضی مقرر کرے۔ یا ہر ایک قاضی کو ایک قسم کا کام سپرد کرے مثلاً ایک شخص کو مردوں کے مقدمات کے واسطے مخصوص کردے اور ایک کو عورات کے لئے اور آیا ہوسکتا ہے کہ شرط لگادے کہ دونو شخص مثلاً ایک معاملہ میں اکٹھے ہو کر طے کرلیں اس میں اختلاف ہے اور جو شخص احکام شرعی سے ناواقف ہو یا اس میں شرائط اس منصب کے جمع نہ ہوں اسکو فیصلہ کرنا معاملات کا حرام ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ قاضی چار طرح کے ہیں تین قسم کے قاضی تو دوزخی ہیں (۱) وہ قاضی جو جان کر فیصلہ خلاف کرے (۲) جو خود فیصلہ کرے اور اسکو اسکی خبر نہیں کہ غلط ہے (۳) وہ کہ حق حکم کرے لیکن اسکو خبر نہیں کہ میں نے حق کیا یا ناحق یہ تینوں دوزخ میں جائینگے (۴) وہ شخص ہے کہ حق حکم لگادے اور جانتا ہے کہ حق ہے یہ قاضی بہشت میں جائیگا۔ دوسری فصل قاضی خاص کے بیان میں اور اس کی یہ صورت ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ ایک شخص پر راضی ہوجائیں کہ جو کچھ یہ کرے وہ قبول و منظور ہے تو اگرچہ امام یا قاضی شرعی جو اس کام کے واسطے معین ہیں موجود ہوں مگر اس کا فیصلہ اس کے حق میں نافذ ہے مگر اس قاضی یعنی حکم میں وہی شرائط ہونی چاہئیں جو قاضی عام میں درکار ہیں جو امام کی طرف

سے ہوتا ہے اور ان شرائط کا ذکر آئندہ آئے گا اور آیا قاضی کے حکم ناطق ہونے میں رضا مندی
فریقین کی اس فیصلہ پر شرط ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اور اگر ایک شخص ان میں سے فیصلہ سے
پہلے یا دوران مقدمہ میں حکم سے پھر جائے تو اس حکم کا کام نافذ نہ ہوگا اور اس قاضی کا حکم لفظ مدعی اور
مدعا علیہ کے حق میں نافذ ہے تیسرے شخص پر موثر نہیں ہے پس اگر قتل خطا کے مقدمہ میں جو تنہا کا حکم
لگائے تو عاقلہ جن کا بیان دیات میں آئیگا دیت دینا انپر لازم نہ آئے گا۔ **دوسری فصل** قاضی
کی صفات میں واضح ہو کہ قاضی میں ستائیس صفتیں ہونی چاہئیں جن میں بارہ ضروری ہیں اور پندرہ مستحب
ہیں وہ بارہ جو واجب ہیں ان میں پہلی صفت یہ ہے کہ بالغ ہو کہ بچہ کا فیصلہ کرنا معتبر نہیں (۲) یہ ہے کہ عاقل ہو
کہ دیوانہ کا فیصلہ حجت نہیں (۳) مرد ہو کہ عورت کا حکم صحیح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جس جس مقام پر عورت
کی گواہی معتبر ہے وہاں اسکا فیصلہ بھی معتبر ہے (۴) مومن ہو کہ غیر مومن کا تصفیہ صحیح نہیں (۵) عادل ہو
یعنی گناہ کبیرہ نہ کرے اور گناہ صغیرہ پر مصر نہ ہو یعنی اس کو بار بار اکثر نہ کرتا ہو کہ فاسق کا فیصلہ سند
نہیں (۶) حلال زادہ ہو کہ ولد الحرام کا فیصلہ صحیح نہیں (۷) بعض کے نزدیک لکھنا جانتا ہو (۸) بقول
بعض علمائے کے آزاد ہو (۹) بعض کہتے ہیں کہ اندھا نہ ہو اگر بہرا ہو درست ہے (۱۰) اس کے مزاج میں سہو نہ
ہو کہ فراموشی اور نسیان اس پر غالب ہوگا تو اس کا حکم نافذ نہیں (۱۱) ایسا شخص ہو کہ اس کی گواہی
مدعی اور مدعا علیہ کے حق میں قبول کی جائے پس اگر ایسا نہ ہو مثلاً بیٹا باپ کے مقدمہ میں اور غلام میاں
کے معاملہ میں اور دشمن دشمن کے مقدمہ میں قاضی اور حاکم ہو تو اس کا حکم درست نہیں ہے (۱۲)
احکام شرع اور اصول میں اجتہاد کر چکا ہو اور اجتہاد سات علم کے جاننے سے حاصل ہوتا ہے (۱) علم
کلام جس کو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا ہو کیونکہ اجمالی دلیل سے جاننا کافی نہیں اور علم کلام اس علم کو
کہتے ہیں جس میں خدا کی معرفت اور اس کی صفات ثبوتیہ و سلبیہ اور عدل و حکمت کی بحث ہوتی ہے اور
انبیاء کی نبوت اور آئمہ کی امامت اور معاد کا ذکر ہوتا ہے اور ان مضامین کا جاننا جو کتب حکمت
یعنی فلاسفی میں مذکور ہوتا ہے جیسے جوہر اور عرض کا جاننا اور جو شبہ حکما نے کئے ہیں یا کریں
ان کا اٹھانا یہ امر واجب کفائی ہے ہر شخص پر واجب نہیں (۲) علم اصول فقہ کا جاننا یہ وہ علم ہے
جس میں احکام شرع کے دلائل سے بحث ہوتی ہے یعنی امر و نہی عموم خصوص مطلق مقید مجمل مبین
وغیرہ کو جاننا پہچاننا (۳) علم نحو کا جاننا اور یہ وہ علم ہے جس میں ایک کلمہ کی نسبت اور علاقہ جو
دوسرے کلمہ سے اس کو ہے بیان کیا جاتا ہے اور کلمات عربی کے آخر حرکات اور سکون کا ذکر
کرتے ہیں اور یہ ضرور نہیں کہ جمیع مسائل کو بتمامہ جانے اور ماہر ہو بلکہ بقدر ضرورت کافی ہے (۴)
علم صرف یعنی جس علم میں کلمہ کی اصلیت اور اسکی گردان بیان ہوتی ہے اس میں یہ لازم نہیں کہ
جمیع مسائل کو سیکھے۔ فقط بقدر مناسب جاننا کافی ہے (۵) علم لغت عرب وہ بھی اسقدر جس سے

قرآن وحدیث کو سمجھ سکے (۶) علم منطق کا جاننا منطق وہ علم ہے جس علم سے فکر کی خطا سے آدمی محفوظ رہ سکتا ہے اور اس علم سے فقط شرائط حد اور برہان اور اشکال اقترانی او راستثنائی کی معرفت کافی ہے (۷) چاروں اصل کو جاننا جس پر دین کی بنا ہے (۱) قرآن کی آیات (۲) احادیث نبوی اور ارشاد آئمہ معصومین کہ ان سے احکام شرع نکالے جاتے ہیں ان دونوں کے جاننے میں پچیس چیزوں کا جاننا لازم ہے ناسخ، منسوخ، عام، خاص، امر، نہی، مطلق، مقید، محکم، متشابہ، مجمل، مبین، ظاہر، ماول، قضیہ الفاظ، کیفیت دلالت، مقاصد الفاظ، تواتر، احاد، مسند، مرسل، مقطوع، راویوں کا حال اور دلیلوں کا معارض ہونا قوت استخراج مسائل اور وہ آیات قرآن جن سے احکام شرع مستنبط ہوتے ہیں۔ پانسو آیات کے قریب ہیں اور یہ شرط نہیں کہ وہ سب حفظ ہوں بلکہ اتنا کافی ہے کہ ان کے معنی ومطلب کو سمجھتا ہو اور ان کا موقع ومقام یاد ہو کہ وقت ضرورت ان کو نکال لے اور احادیث کے باب میں چاروں اصل مشہور سے کہ کافی ملا محمد یعقوب کلینیؒ کی ہے اور من لایحضرہ الفقیہ صدوقؒ کی اور تہذیب اور استبصار شیخ ابوجعفر طوسی علیہم الرحمہ کی ہیں ایک کتاب صحیح جو بسند متصل روات عادل کے ذریعہ سے امام تک اسکو پہنچے کافی ووافی ہے (۳) مسائل اجماعیہ پر اطلاع تام ہو کہ ان کے برخلاف فتویٰ نہ لگائے باقی کل مسائل اجماعی اور اختلافی کا حفظ کرنا لازم نہیں ہے فقط یہ جاننا کہ کونسا مسئلہ اجماعی ہے کونسا اختلافی کفایت کرتا ہے (۴) دلیل عقل یعنی استصحاب اور برأۃ اصلیہ کو جاننا جس جگہ اس کی ضرورت پڑتی ہے یعنی جس جگہ مسئلہ کا حکم آیت اور حدیث میں نہ ہو اور قیاس کا جاننا مذہب شیعہ امامیہ میں درکار نہیں وہ بعض اہل سنت کے نزدیک حجت ہے اور ان علوم مذکورہ کے جاننے سے یہ مراد ہے کہ اسکو قوت اور لیاقت ہو کہ فرع کو اصل پر روک کر اور اصل کو فرع سے استنباط کرنے کی لیاقت رکھتا ہو اس لئے کہ ان علوم کا جاننا جیسا کہ فی زمانہ رائج ہے بہت سہل ہے لیکن اس بات کی قوت بہم پہنچانا نہایت مشکل ہے جبتک کہ توفیق الٰہی شامل حال کسی صاحب نصیب کے نہ ہو جسکو قوت قدسیہ کہتے ہیں استنباط کرنا دشوار ہے اور وہ پندرہ صفت جو قاضی میں سنت ہیں (۱) یہ ہے کہ قاضی زاہد اور پرہیزگار اور امین ہو (۲) اکثر وبیشتر نیک کام کرتا ہو (۳) یہ کہ فقہ کی جانب اس کو رغبت ذاتی ہو اور زیادہ ہو (۴) یہ ہے کہ تقویٰ پر بہت مائل ہو (۵) یہ ہے کہ صاحب قوت ہو مگر سختی وتعدی بھی نہ کرے اور ملائم ہو مگر ایسا بودا بھی نہ ہو کہ قوی اس سے باطل کی طمع کرے اور ضعیف وکمزور اس کے عدل سے مایوس ہو جائے (۶) حلیم وبردبار ہو (۷) فہیم ہو اور معاملات کی تہ کو خوب پہنچتا ہو (۸) ضابط ہو کہ جو کچھ یاد کرے اس کو یاد رکھے (۹) قوت سامعہ میں فرق نہ ہو جلد بات سن لیا کرے (۱۰) بینائی تیز ہو اور سمجھ بوجھ اچھی ہو (۱۱) اس شہر کی زبان کو جہاں کا قاضی ہو خوب جانتا ہو (۱۲) طامع نہ ہو (۱۳) صادق القول ہو جھوٹ نہ بولے (۱۴) رائے اسکی صائب ہو (۱۵)

اوصاف منصب قاضی

جابر نہ ہو **تتمہ** شرعی قاضی ہونا تین طریق سے ثابت ہوتا ہے (۱) خود امام وقت سے سننا کہ وہ فرمائے کہ ہم نے تجھکو مقدمات طے کرنے کو قاضی بنایا یا اپنا نائب کیا یا فرمایا کہ جاؤ فیصلے کیا کرو (۲) عادل کا گواہی دینا کہ اس کو امام نے قاضی مقرر کیا ہے (۳) اتنے لوگوں کا بیان کرنا جن کے بیان سے گمان حاصل ہو جائے یعنی اس کا قاضی ہونا شائع ہو اور خود قاضی کا دعوے کرنا کہ مجھکو امام نے بھیجا ہے بدون ان تینوں طریق کے کافی نہیں اگرچہ قرائن سے معلوم ہو کہ سچ کہتا ہے اور امام کا تحریری حکم جاری کرنا اسکے ثبوت میں کافی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور قاضی اپنے عہدہ سے چار صورت سے معزول ہو سکتا ہے (۱) دیوانہ ہو جانا یا فاسق ہو جانا یا بیہوش ہو جانا یا نسیان غالب ہو جائے مگر ان صورتوں میں اگر یہ عیب جاتے رہیں تو پھر بدستور قائم ہو جائے گا (۲) جس امام نے اسکو مقرر کیا ہو اسکا انتقال کرنا (۳) جس حاکم نے اس کو مقرر کیا ہو اس کا فاسق یا بیہوش ہونا (۴) جب کسی مصلحت سے امام اسکو معزول کرے اور آیا یونہی اپنے جی چاہنے کو امام اسکو معزول کرے تو صحیح ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے اور قاضی کے معزول ہونے میں اس صورت میں اسکا علم شرط ہے پس اگر موقوفی کی اطلاع سے پہلے کوئی فیصلہ کرے نافذ ہے اور اگر موقوفی کے بعد قاضی بیان کرے کہ فلاں کے مقدمہ کو میں نے فیصل کیا ہے تو اعتبار نہ کیا جائے گا ہاں اثبات پر گواہ پیش کرے تو سماعت ہوگی اور اگر عزل سے پہلے دعوے کرے تو اسکا قول قبول ہوگا۔ **تیسری فصل** فیصلہ کرنے کے بیان میں واضح ہو کہ ۶۷ امر ہیں۔ سولہ واجب چھتیس سنت چار حرام گیارہ مکروہ لیکن سولہ واجب ہیں (۱) حاضر کرانا مدعا علیہ کا مدعی کی درخواست پر اگرچہ زبانی دعوے ہو تحریری عرضی نہ دی ہو لیکن دوسری جگہ سے بدون تحریری نالش کے نہیں بلائیگا اور حاضری کا حکم اسوقت دے گا جبکہ مدعا علیہ اس کے علاقہ کا رہنے والا ہو اگر دوسرے ضلع کا رہنے والا ہے تو ثبوت مقدمہ کے بعد فیصلہ کر دیگا اور گواہ کر لیگا اور اگر مدعا علیہ عورت پردہ نشین ہو جو گھر سے باہر نہ نکلتی ہو کسی شخص کو اپنی طرف سے اس کے پاس بھیجیگا اگر اس کی طرف سے کوئی وکیل نہ ہوگا اور اگر مقدمہ میں قسم اور حلف کرنیکا موقعہ ہوا تو امین کو مع دو گواہوں کے قسم لینے کو بھیجدے گا اور اگر مدعا علیہ کچہری کی حاضری سے انکار کرے تو قاضی ایک طرفہ فیصلہ کرے گا تو اختیار ہے قاضی کو چاہے تو اس کو اس جرم کی تعزیر بھی دے اور اگر قاضیٔ معزول بھی مدعا علیہ کو طلب کرے تو جانا چاہئے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ تحریری دعوے کرے تب مدعا علیہ کو طلب کر لئے (۲) مدعی اور مدعا علیہ خواہ دونو مسلمان ہوں خواہ کافر قاضی توجہ کرنے میں اور ان کی بات سننے میں اور جواب دینے میں اور اٹھانے بٹھانے میں اور تعظیم اور توقیر میں اور انصاف و عدالت میں اور حکم میں دونوں کو برابر سمجھے اور بعض عالم اثبات کو سنت جانتے ہیں۔ لیکن اگر ایک مسلمان ہو اور ایک ذمی تو چاہئے کہ مسلمان کو اس کافر سے مجلس میں مقدم جگہ دے

چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام اپنی خلافت و حکومت کے زمانہ میں قاضی شریح کی مجلس میں اس کے برابر
بیٹھتے تھے اور آپ اسوقت مدعا علیہ تھے اور یہ بات رواہے کہ کافر کھڑا رہے اور مسلم بیٹھے اور میلان
قلبی میں برابر ہونا واجب[1] نہیں ہے۔ (۳) جس نے پہلے آکر دعوے کیا ہے اسکو مقدم رکھے اور جس نے بعد
میں اپنا مقدمہ پیش کیا اسکو موخر لیکن اگر پچھلے شخص کو ضرورت اور جلدی ہو۔ مثلاً سفر کو جایا چاہتا ہے یا
عورت ہو اسکا فیصلہ پہلے کرے اور اگر دونو ساتھ آویں تو قرعہ ڈالکر جس کے نام پر نکلے اس کے معاملہ کو
اول طے کرے مگر قرعہ ایک ہی معاملہ کے واسطے ہے (۴) فریقین میں جو پہلے گفتگو شروع کرے اسکی بات
کو سنے اور اگر دونو ساتھ بولیں تو داہنی طرف کے کلام کو سنیں اور شیخ طوسیؒ نے اسپر اجماع کا دعوے کیا
ہے کہ قرعہ ڈالیں اور اہل سنت کہتے ہیں کہ دونو قسم کھائیں کہ کون مدعی اور کون مدعا علیہ ہے اور صرف
دعوے کرتے ہیں یا صلح کرتے ہیں اور حاکم اس صورت میں مختار ہے جسکو چاہے مقدم رکھے (۵)
اگر کوئی شخص اسکی مجلس میں حکم شرع سے تجاوز کرے تو اسکو نرمی اور آہستگی سے جھڑک دے اور اگر
پھر بھی متنبہ نہ ہو تو سختی سے اور اگر ہٹوانے کی ضرورت پڑے تو ہٹوا سکتا ہے لیکن اگر قاضی کا حق ہو یعنی
اس کے ساتھ کسی طرح کی گستاخی یا بے اعتنائی مثلاً کی ہو تو سنت ہے کہ عفو کرے بشرطیکہ فساد کی
نوبت نہ پہنچے (۶) مدعی یا مدعا علیہ کو کوئی بات جس میں دوسرے کا نقصان ہو تعلیم نہ کرے اور خود کسی
کو ان میں سے ثبوت نہ بتلائے (۷) رشوت نہ لے پس اگر کچھ لیا ہو تو واجب ہے کہ واپس کرے اور
اگر وہ شئے تلف ہو جائے تو اس کا عوض دے (۸) گواہ کے اظہاروں کے وقت یا گواہی دینے کے بعد
ایسی بات نہ کہے کہ جس سے گواہ اپنے بیان کو درست کرلے یا جس بات کے بیان کرنے میں گواہ متردد
ہو پختہ ہو جائے یا اسکو گواہی دینے پر ابھارنا جبکہ اسکو تامل ہو اسی طرح اگر مدعا علیہ اقرار کرنا چاہتا ہو
تو ایسی بات اس سے نہ کہے کہ جس کی وجہ سے وہ انکار کرے ہاں حدود میں یعنی فوجداری کے
جرموں میں ایسا کر سکتا ہے (۹) جب مدعی درخواست کرے اور ثبوت پیش کرے تو حکم کرنا واجب ہوگا
اسی طرح پر کہے کہ میں نے فیصلہ کیا یا حکم کیا یا نافذ کیا یا جو اسکی مثل ہو اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ مدعی کا
حق اس کے حوالہ کردینا یا اسکو حکم دینا کہ اپنا حق وصول کرے یا اس شئے کو بیچ لے کافی ہے یعنی
گو زبان سے اول نہ کہا ہو کہ میں نے یہ حکم کیا ہے یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ کہنا کافی نہیں کہ تیرا دعوے
میرے نزدیک ثابت ہوگیا یا تیرا دعوے ثابت ہے بلکہ اس صورت میں کہ فیصلہ کو بدل سکتا ہے۔
بخلاف حکم دینے کے کہ اسکو پھر منسوخ نہیں کرسکتا (۱۰) اپنے حکم کو منسوخ کرنا جس صورت میں قرآن ہو
یا احادیث متواتر یا اجماع یا خبر واحد صحیح ہے۔ اس کا غیر واجب ہونا ظاہر ہو خواہ اس کا فیصلہ ہو یا
دوسرے کا خواہ لاعلمی سے ماتحت اور عملہ فعلہ نے اسکے حکم کو نافذ کردیا ہو یا نہ کیا ہو (۱۱) حکم کا لکھنا

---

[1] وجہ یہ ہے کہ یہ امر طاقت بشری سے باہر ہے ۱۲۔ مترجم

اور محضر کا اسی طرح مقر کے اقرار کا تمسک لکھنا اگر مدعی درخواست کرے اور اسکو لوگ جانتے ہوں یا کوئی شناخت کرے اور کاغذ کی قیمت بیت المال سے دینی چاہئے اگر بیت المال سے نہ ہو سکے تو خود درخواست کرنیوالا دے (۱۲) اگر مدعا علیہ ادائے دعوے سے انکار کرے تو اسکو جبر کرے کہ وہ ادا کرے اور اگر وہ مفلسی کا دعوے کرے اور کوئی مال ظاہر ہیں نہ رکھتا ہو یا اصل دعوے مالی نہ ہو تو اسکو قسم دے کر چھوڑ دے ورنہ حبس کرے جب تک اسکی مفلسی ثابت ہووے خواہ گواہوں سے جو اس کا حال جانتے ہوں یا خود مدعی اس کے افلاس کو تصدیق کرے اور اسکے پاس مال ہو تو اسکے بیچنے کا حکم دے اور اگر وہ فروخت کرنے سے انکار کرے تو اسپر زور ڈالے۔ بلکہ خود اس کی طرف سے بیچ ڈالے (۱۳) جب مدعا علیہ دعوے سے انکار کرے تو گواہ طلب کرے پس اگر مدعی دعوے کرے کہ گواہ ہیں تو حکم دے کہ حاضر کرے اور گواہوں کے آنے پر اول سے سوال نہ کرے جبتک مدعی درخواست نہ کرے یا یہ کہے کہ جس کے پاس گواہ ہوں پیش کرے پس اگر دونو متفق بیان کریں اور دعوے مدعی مطابق ہو اور ان کی عدالت حاکم کے نزدیک ثابت ہو تو مدعی کی درخواست پر فیصلہ کرے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ بدون اذن مدعی کے بھی حکم کر سکتا ہے لیکن واجب ہے کہ گواہوں کو مدعا علیہ کے روبرو کرے کہ اگر وہ ان کو فاسق جانتا ہوگا تو ظاہر کرے کہ اگر مدعا علیہ ان کے چال چلن کی برائی ظاہر کرنے کو مہلت چاہے تو تین روز کی مہلت دے اور اسکے بعد حکم کرے اور اگر حاکم گواہوں کو نجانتا ہو تو مدعی سے بعد صفائی کے گواہ معدل طلب کرے یعنی گواہوں کی عدالت پر گواہ پیش کرے اور اگر مدعی کہے کہ میرے پاس اپنے دعوے پر گواہ نہیں ہیں تو اسکو سمجھا دے کہ اس صورت میں تجھکو منصب ہے کہ مدعا علیہ سے حلف لے پس اگر مدعی درخواست کرے تو حاکم مدعا علیہ کو قسم دے (۱۴) گواہوں کی عدالت و فسق کو دریافت کرنا اگر واقف نہ ہو گو مدعا علیہ نے اعتراض نہ کیا ہو اور ساکت ہو اور گواہوں کے تزکیہ کا واجب ہونا اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ جب کوئی اعتراض کرے جب ہی استفسار کرے اور آیا گواہوں کے حال کی تحقیقات کا فرض ہونا جس صورت میں مدعا علیہ ان کی عدالت کا اقرار کرے ساقط ہو جائے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۱۵) جس صورت میں مدعا علیہ قسم کھانے سے انکار کرے حاکم اس سے ایک مرتبہ ظاہر کرے کہ اگر تو قسم نہ کھائے گا تو مدعی قسم کھا کر مقدمہ لے جائیگا اسی طرح پر واجب ہے کہ اگر مدعا علیہ غیر حاضر یا میت وغیرہ ہو تو حاکم مدعی کو قسم دے (۱۶) بغیر موجود ہونے مدعی مدعا علیہ کے حکم نہ لگائے ورنہ وہ حکم صحیح نہ ہوگا اور وہ چھبیس امر جو سنت ہیں (۱) امر یہ ہے کہ جب قاضی شہر میں وارد ہو تو اول وہ دو رکعت نماز تحیت مسجد جامع میں جاکر بجا لاوے اور خدائے تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اسکو توفیق دے کہ خطا سے بچے اور خدا اس کا معین رہے اور جو شخص اول اس کے سامنے آئے اس سے سلام علیک کرے (۲) شہر میں فروکش ہو (۳) کاغذات تمسک اور محضر اور قبالہ

وغیرہ کو قاضی معزول سے لے (۴) شہر کے حالات دریافت کرے اور جن لوگوں سے ملنے کی ضرورت ہو ان سے ملاقات کرے (۵) اپنے آنے کی لوگوں کو منادی کے ذریعہ سے اطلاع کرائے اور امام کے حکم کو جو اسکے باب میں لکھا ہو پڑھکر سنائے (۶) اول ان لوگوں کا مقدمہ پیش ہو جن کو پہلے قاضی نے قید کیا ہو پس اگر قیدی دعوے کا اقرار کرے تو اسکو تا ادائے حق حراست میں رکھے اگر وہ منکر ہو مدعی سے استفسار کرے پس اگر مدعی اقرار کرے کہ اسکو ناحق قید کرایا ہے تو محبوس کو رہا کر دے اگر محبوس بیان کرے کہ میرا کوئی مدعی ہے لیکن میں اسکو نہیں پہچانتا تو مدعی کے حاضر ہونے تک اسکو قید رکھے اگر کہے کہ کوئی دعویدار نہیں ہے تو منادی کراکے مدعی کے حال کو تحقیق کرے۔ پس اگر منادی ہونے پر کوئی شخص دعویدار پیدا نہ ہو تو قیدی کو چھوڑ دے اور اگر قیدی بیان کرے مجکو ناحق قید کیا ہے اس مسئلہ میں دو قول ہیں اقرب یہ ہے کہ اس کا قول مقبول نہیں اس وجہ سے کہ اس سے پہلے قاضی پر اعتراض نکلتا ہے بلکہ اس کے حال کی تحقیقات کرے اور بری الذمہ ہونے پر اس کو قسم دے اس کے بعد اسکو رہا کر دے اور آیا کوئی ضامن لے کر چھوڑ دے یا کہ بدون اس کے چھوڑ دے اس میں اختلاف ہے اور اگر قیدی بیان کرے کہ میرا مدعی ہے لیکن اس نے مجھکو ناحق قید کرایا ہے تو اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے اور حکم اس کا مثل حکم مسئلہ مذکور کے ہے (۷) پھر یتیموں کے اور دیوانوں کے مال کو نظر کرے۔ پس ان کے معاملات کو فیصل کرے پس جو بالغ ہو گئے ہوں ان کا مال ان کے حوالے کرے اور ان کا ولی اگر معزول نہ ہوا ہو تو اس کی ولایت کے ساقط ہونے کا حکم دے اسی طرح پر جو لوگ وصی اور سرپرست ہوں ان کے حالات کو تحقیق کرے پس اگر کوئی خلاف وصیت ان کی کارروائی پائے یا ان کا فسق ثابت ہو تو ان کے تصرف کو باطل کرے اور ان کے عوض دوسرے آدمی معین کرے اور اگر پہلے وصی پوری قدرت نہ رکھتے ہوں تو ان کے مددگار مقرر کرے (۸) پہلے قاضی کے امینوں کو دیکھے اور مال لقطہ اور لاوارث کو ملاحظہ کرے۔ پس اگر امین خائن ہو تو ان سے امانتوں کو واپس لے لے اور وہ لقطہ اور مال لاوارث جو معرض تلف میں ہو یا ان کا خرچ ان کی قیمت کی برابر آرہے تو ان کے نیلام کا حکم دے اور ما بقی مال کو امانت خانہ میں رکھے یا ان کے حوالے کرے جو اسکو اٹھا کر لائے ہوں (۹) محرر اور تقسیم کرنے والے جائداد کے اور معدل جن سے گواہوں کی جانچ کرتے ہیں اور مترجم اور وہ لوگ جو در صورت قاضی کی سماعت میں فرق آنے کے مدعی اور مدعا علیہ کی بات کو قاضی کو سمجھاتے ہیں (۱۰) سبھوں پر نظر ڈالے پس جس شخص کو ان میں سے فاسق پائے بدل دے (۱۰) ایسی جگہ پر اجلاس کرے جس جگہ مستغیثوں کا پہنچنا سہل ہو (۱۱) قبلہ رو بیٹھے بعض مجتہد کہتے ہیں کہ قبلہ کو پشت دیکر بیٹھے اور زمین اور بوریے پر نہ بیٹھے بلکہ اس کے لئے فرش بچھائیں (۱۲) وضو کرے اور عمدہ لباس پہنے

(۱۳) تحمل اور وقار کے ساتھ مکان سے برآمد ہو (۱۴) نہ تو اس قدر ہنس مکھ ہو کہ لوگوں کو اسکے سامنے بات کہنے کی جرات بڑھ جائے اور نہ اس قدر ترش رو کھا ہووے کہ اس سے بات کوئی نہ کر سکے (۱۵) بھوک اور پیاس اور انتہا کی خوشی اور غم وغصہ اور بیماری اور نیند وغیرہ اس باب میں جن سے انسان کا جی ٹھکانے نہیں رہتا مبتلا اور مشغول نہ ہو (۱۶) مفتیوں کو محکمہ قضا میں طلب کرے کہ وہ اسکے ماخذ حکم اور خطا پر آگاہ کریں (۱۷) کچھ عادل آدمیوں کو کچہری میں بلوائے اور جمع رکھے کہ اہل معاملات کی ترتیب لگائیں اور کچھ آدمی گواہی کے قابل حاضر رہیں اور مدعا علیہ کے اقرار پر گواہ ہوں اور حکم حاکم کے شاہد رہیں اور کاتب امین اور قاسم امین بھی موجود رکھے (۱۸) مدعی اور مدعا علیہ کو اول مصالحت پر رغبت دلائے پس اگر صلح کرنے پر راضی نہ ہوں تو فیصلہ کرے اور اگر کسی مسئلہ میں شبہہ پڑے تو مقدمہ کو ملتوی کرے اور اس مسئلہ کی تحقیقات میں کوشش کرے تا کہ محقق ہو (۱۹) اگر گواہوں کی حالت پر کچھ شک رکھتا ہو تو علیحدہ علیحدہ ان سے گواہی لے مگر اہل علم اور معززین کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرے (۲۰) جو شخص کسی جرم کا اقرار کرے اسکو ایسے طریق سے کچھ کہے سنے جس سے وہ اقرار سے پلٹ کر سزا سے بچ جائے کہ رسولخدا نے ماعز کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا (۲۱) مدعی اور مدعا علیہ کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دے اور یہ بھی جائز ہے کہ دونو کھڑے ہوں لیکن ایک کو کھڑا رکھنا درست نہیں ہاں مسلمان اور کافر میں اس بات کا فرق کر سکتا ہے (۲۲) کچہری کیوقت دربان اور پہرے والے جو روک ٹوک کریں نہ ہوں (۲۳) اپنے واسطے بذات خود خرید و فروخت نہ کیا کرے (۲۴) اگر مدعی مدعا علیہ کی دعوت میں نہ جائے یعنی دوران مقدمہ میں اور تنہا ایک شخص کی ان میں سے دعوت نہ کرے (۲۵) اگر مدعی اور مدعا علیہ خاموش ہوں تو ان کو بولنے کا اشارہ کرے یا یہ کہے کہ ہاں جو مدعی ہو اپنا دعوےٰ پیش کرے (۲۶) فیصلہ کے بعد مدعی سے دعوےٰ درگذر نے کے باب میں مدعا علیہ کی سفارش نہ کرے (۲۷) اگر فریقین مقدمہ بیمار رہوں یا کوئی مرجائے تو ان کی بیمار پرسی کرے اور جنازے میں شریک ہو (۲۸) ہو سکے تو فریقین مقدمہ کو برابر بلوائے (۲۹) گواہان عدالت کی تفتیش در پردہ کرے کہ تہمت سے بری رہے اور اگر اسقدر عرصہ گذر گیا ہو جس میں آدمی کی حالت بدل سکتی ہے تو از سر نو گواہ کی حالت کو دریافت کریں اور بعض مجتہد اس کے واسطے چھ ماہ کی مقدار و میعاد قرار دیتے ہیں (۳۰) ہر روز کے فیصلہ اور ہر ہفتہ اور ہر مہینے اور ہر سال کے مقدمات منفصلہ کو ایک جگہ جمع کرکے ان کی تاریخ حکم کو لکھے کہ الٹ پلٹ نہ ہو جائیں (۳۱) حلف دینے کیوقت فہمائش کرے کہ جھوٹا حلف کرنا برا ہے (۳۲) ہر ایک مقدمہ میں گواہ عادل لیا کرے (۳۳) اگر کوئی اہل معاملہ گستاخی سے پیش آئے تو درگذر فرمائے (۳۴) بلا ضرورت بیت المال سے تنخواہ اور وظیفہ نہ لے یہی حکم محرر اور مترجم اور معلم قرآن اور مدرس دینیات اور صاحب دیوان اور تلبیہ اور

گواہوں کا ہے ہاں ضرورت میں راہ خرچ اور زاد راہ لے سکتے ہیں (۳۵) جس پر قسم عاید ہو تین دفعہ اس سے کہے کہ اگر تو حلف نہ کرے گا تو میں تیرے اوپر ڈگری کرا دوں گا (۳۶) جو معاملہ چوتھائی دینار سے زیادہ ہو اسپر سخت قسم لے لیکن وہ چار امر جو حرام ہیں ان میں سے (۱) امر یہ ہے کہ قاضی ہونے کیلئے کچھ روپیہ وغیرہ رشوت دے اور بعض علما کہتے ہیں کہ اگر طالب عہدہ مشہور آدمی نہ ہو تو سنت ہی کہ کچھ دے کر قاضی بنے تاکہ اس کا علم و فضل مشہور ہووے دوسرے رشوت لینا اسی طرح قاضی کو رشوت دینا بھی حرام ہے لیکن جب یہ صورت ہو کہ بدون دیئے کام نہ چلے یعنی اپنے حق سے محروم رہا جاتا ہے تو بہ مجبوری اس صورت میں اسکو دینا حرام نہیں ہے (۳) بلا ضرورت اور احتیاج کے در صورت غیر معین ہونے کے مدعی یا مدعا علیہ یا کسی دوسرے شخص سے اجرت لیکر فیصلہ کرنا۔ لیکن محتاج ہو تو مکروہ ہے (۴) مدعی یا مدعا علیہ کو ایسی بات سکھانا جس میں دوسرے فریق کا نقصان ہو باقی وہ گیارہ امر جو مکروہ ہیں ان میں (۱) امر کچہری کے وقت دربان کھڑے کرنا اور بعض عالم اس کو حرام جانتے ہیں اسلئے کہ جناب رسولخدا نے اسکو منع فرمایا ہے (۲) بھوک اور غصہ کے غلبہ کیوقت مقدمہ فیصل کرنا (۳) خود خرید و فروخت کرنا اپنے ذاتی معاملات میں (۴) اس قدر خلق کرنا کہ جس سے اس کی ہیبت اور رعب دلوں سے جاتا رہے (۵) حد سے زیادہ روکھا ہونا (۶) گواہی کے واسطے کچھ آدمیوں کا مخصوص ہونا کہ وہی گواہی دیا کریں (۷) مدعی سے سفارش کرنا کہ لا دعوے لکھدے یا حق چھوڑ دے (۸) جو گواہ معزز ہوں ہو ان سے جدا جدا پوچھنا یا ان کو نصیحت کرنا (۹) فریقین میں سے ایک کے ساتھ کلام کرنا اور ایک سے نہ بولنا اور بعض عالم اس کو حرام جانتے ہیں (۱۰) مسجد میں بیٹھکر مقدمات کو فیصل کرنا اور بعض مجتہد اس کو حرام جانتے ہیں (۱۱) جبکہ قاضی اس کام کے لئے معین نہ کیا جائے اور محتاج آدمی ہو تو اس کو بیت المال سے اپنی خوراک لینا مکروہ ہے۔

دوسرا مطلب دعوے اور جواب دعوے کی تحقیق میں اور حکم کی کیفیت میں اور اس میں چند فصلیں ہیں پہلی فصل دعوے کی حقیقت کے بیان میں واضح ہو کہ مدعی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے بیٹھ رہنے سے کسی کو اس سے غرض نہ ہو یا وہ شخص ہے جو اصل کے خلاف یا ظاہر کے خلاف دعوے کرے اور مدعا علیہ اس کے مقابل کو کہتے ہیں جس کے بیٹھ رہنے سے قصہ رفع نہیں ہو سکتا یا جو شخص اصل یا ظاہر کا دعویدار ہو ایس مدعی میں چھ شرط ہیں (۱) بالغ ہونا کہ نابالغ کا دعوے مسموع نہیں ہوتا (۲) عاقل ہونا کہ دیوانہ کے قول کی سماعت نہیں ہے (۳) اپنی حالت اور اختیار میں ہو کہ غافل اور مست اور بیہوش اور مجبور اور سوتے کا دعوے کرنا درست نہیں ہے (۴) دعوے کرنے والا خود اصل مدعی ہو یا ولی یا وصی یا وکیل ہو یا حاکم شرع یا اس کا امین ہو اگر ان کے سوا ہو تو اس کا دعوے کرنا معتبر نہیں (۵) جس چیز کا دعوے کرے وہ ایسی چیز ہو کہ مسلمان اس

مالک ہوسکے پس اگر مسلمان ہو کر شراب یا سور کے گوشت کا دعوے کرے تو اس کا دعوے صحیح نہیں ہے اگرچہ یہود و نصاریٰ پر دعویدار ہووے (۶) قانون شرع کی روسے اس کا دعوے لازم ہو پس اگر دعوے کرے کہ فلاں شخص نے فلاں شے مجکو ہبہ کی ہے اور قبض و تصرف میں دینا ظاہر نہ کرے تو اس قسم کا دعوے سماعت نہ کیا جائے گا اور جواب دعوے مدعا علیہ کا تین طرح پر ہوتا ہے (۱) مدعی کے دعوے کو قبول کرنا اس صورت میں اگر مدعا علیہ بالغ و عاقل اور جائز التصرف اور مختار ہوگا اس پر لازم ہے کہ ادائے حق کرے اور اس صورت میں اگر مدعی درخواست کرے کہ حاکم اس کے بیان کو تحریر کردے یا اس پر گواہ کرے تو اگر حاکم مدعا علیہ کو شناخت کرتا ہو یا دو گواہ عادل اس کی شناخت کریں جس سے حاکم پر اس کا حال ظاہر ہو جائے جیسے کہ پہلے بیان ہوا ہے تو وہ اقبالنامہ لکھدے گا اور گواہی کرا دے گا۔ اور اگر کوئی مدعا علیہ کو شناخت نہ کرتا ہو اور مدعی اقرارنامہ لکھنے کی درخواست کرتا ہو تو مدعا علیہ کا حلیہ لکھکر اقرارنامہ لکھا دے اور محض مدعا علیہ کے بیان پر تحریر نہ کرے گو مدعی اس کی تصدیق کرتا ہو اس نظر سے کہ شاید دونوں شخص فریب کرکے کسی اور شخص کے مدعا علیہ گردانتے کو ایسا کرتے ہوں اور اگر مدعا علیہ اقرار کی حالت میں اپنی مفلسی کا دعوے کرے اور گواہوں سے اس کے ثبوت کو پہنچا دے تو اس کو اس قدر مہلت دینی چاہیئے کہ وہ جو کچھہ چاہے پیدا کرے اور اگر وہ اپنی مفلسی کو ثابت نہ کرسکے تو حاکم اس کو قید کرے جبتک کہ اس کا حال معلوم ہو دوسری قسم یہ کہ مدعا علیہ انکاری ہو مدعی کے دعوے کو قبول نہ کرے اس صورت میں اگر حاکم کو مدعی کا دعوے صحیح ہونے کا علم ہو تو وہ مدعی کے حق میں مدعا علیہ پر حکم لگائے اور اگر عالم نہ ہو تو مدعی سے گواہ طلب کرے پس اگر وہ سچے گواہ پیش کرے جس سے حاکم کو ثابت ہو جائے تو حکم کرے اور اگر ایسے گواہ پیش کرے جن کا حال حاکم کو معلوم نہ ہو تو مدعی سے ان گواہوں کے عادل ہونے پر اور گواہ طلب کرے اور مدعا علیہ سے ان پر جرح کی درخواست کرے اور اگر دونوں فریق سے کوئی فریق اس بارہ میں مہلت کی درخواست کرے تو تین روز کی مہلت دے پس اگر مدعی بیان کرے کہ میرے گواہ کسی دوسری جگہ گئے ہیں تو حاکم اس اس کو اختیار دے کہ چاہے مدعا علیہ سے قسم لے اور چاہے گواہوں کے آنے کا انتظار کرے اس صورت میں مدعا علیہ کے ذمے ضامن دینے کی ضرورت نہیں اور اگر مدعی بیان کرے کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں تو حاکم اس کو سمجھا دے کہ اسکو مدعا علیہ سے قسم کے لینے کا مجاز ہے۔ پس اگر وہ قسم لینے پر آمادہ ہو تو حاکم مدعا علیہ کو قسم دے اور بدون رضامندی مدعی کے حاکم خود قسم مدعا علیہ سے نہیں لے سکتا اور مدعا علیہ بھی بدون مرضی مدعی اور حاکم کے حلف نہیں کرسکتا اگر کرے تو معتبر نہیں ہے اور جب قاعدے کے موافق مدعا علیہ نے حلف کر لیا تو دعوے ساقط ہو جائے گا اس کے بعد اگر کچھہ مال مدعا علیہ کا مدعی کے ہاتھہ لگے تو اسکو اپنے دعوے کے عوض اس مال کا لینا حرام ہے

البتہ اگر مدعا علیہ بعد میں بیان کرے کہ میں نے جھوٹا حلف کہا ہے تو لے سکتا ہے اور اگر حلف کے بعد
مدعی گواہ پیش کرے تو آیا گواہ لئے جائیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ پھر دعوے ثابت
نہیں ہو سکتا اور وہ صورت جس میں مدعا علیہ پر حلف عائد ہوا اور وہ حلف کرنے سے انکار کرے تو بفور
اس کے انکار کرنے کے حاکم مدعی کے دعوے کو بالا کر سکتا ہے۔ یا کہ مدعی سے حلف لیکر حکم کرے
اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ اقرب یہ ہے کہ مدعی سے قسم لینا چاہئے اور اگر مدعی بھی قسم لینے سے
انکار کرے تو آیا دعوے بالکل ساقط ہو جائے گا یا فقط اس اجلاس سے خارج ہو جائے گا اس میں
اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ بالکل اس کا دعوے جاتا رہے گا پھر وہ اس کی بابت نالش نہیں کر سکتا۔
ہاں اگر اپنے مدعا پر گواہ عادل پیش کرے تو سماعت ہو سکتی ہے اور اگر مدعی حلف کرنے کے واسطے
مہلت چاہے تو اسکو مہلت ملے گی بخلاف مدعا علیہ کے کہ اگر وہ قسم کھانے کے لئے مہلت چاہے تو
اسکو مہلت نہیں مل سکتی اور آیا جس صورت میں قسم مدعی پر متوجہ ہو تو وہ اپنی شے متنازعہ فیہ کے حاضر
عدالت کرنے کی درخواست کر سکتا ہے اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ لازم نہیں ہے اور وہ
قسم جو مدعی کے دعوے کے سقوط کا باعث ہے یہ ہے کہ خدا کے نام کی یا اس کے مخصوص صفات کی قسم
کرے چنانچہ قسم کی بحث میں بیان ہوا اور اگر حاکم کے نزدیک اہل کتاب کو اس کے مذہب کی رو سے قسم
دینا زیادہ موثر ہو گا تو اس کے مذہب کے موافق قسم دے الا جس صورت میں اسکے مذہب کے موافق
حلف دینے میں فعل حرام لازم آئے تو نہیں دے سکتا اور سنت ہے کہ حاکم جملہ حقوق میں سخت قسم دے سوائے
اس دعوے کے جو ربع دینار سے مالیت میں کم ہو کہ وہاں سخت قسم نہیں دے سکتے اور مدعا علیہ پر حلف مغلظ
یعنی سخت قسم کرنا لازم نہیں ہے اور سنت ہے کہ قسم کرنے سے پہلے حاکم قسم کرنے والے کو نصیحت کرے
خوف خدا دلا وے اور قسم حاکم کے روبرو اس کے اجلاس میں ہونی چاہئے البتہ اگر مجبوری ہو مثلاً قسم
کرنے والی پردہ نشین عورت ہو کہ حاضر عدالت نہ ہو سکے یا بیمار ہو کہ کچہری میں نہ آ سکے۔ تو دوسری
جگہ بھی قسم دے سکتے ہیں اور گونگی کی قسم اس کے اشارہ سے ہو گی اور بعض لکھتے ہیں کہ خدا کے نام پر
اس کا ہاتھ رکھے اور بعض کہتے ہیں کہ قسم کسی صورت کسی چیز پر لکھ کر دھو کر اس کو دیں کہ پی جاوے
اگر اس نے پی لیا تو دعوے باطل ہو جائے گا اور اگر نہ پیا تو قاعدہ گذشتہ کے موافق حکم مناسب
دے اور منکر کا مدعی کے استحقاق کی نفی پر قسم کرنا کافی ہے اگرچہ جواب دعوے میں کسی خاص
چیز کا انکار کیا ہو اور حلف ہمیشہ یقینی بات پر ہونا چاہئے اپنے فعل یا ترک فعل پر یا دوسرے کے
فعل پر یا دوسرے کی نفی فعل کے عدم علم پر یعنی یہ کہ اس نے کیا ہے یا نہیں کیا۔ اس نے کیا ہے یا اس
کے نہ کرنے کا مجکو علم نہیں ہے اور قسم کی دو قسم ہیں اول نفی پر وہ منکر کا کام ہے۔ چنانچہ مذکور
ہوا (۲) اثبات پر وہ ان پانچ جگہ پر ہے۔ جہاں مدعی قسم کرتا ہے اپنے حق کے ثابت کرنے کو

یا اپنے نفس سے ضرر کے دفع کرنے کو جن میں اول لعان ہے ان علماء کے نزدیک جو لعان کو قسم جانتے ہیں خون کے مقدمہ میں مدعی کا قسم کرنا یا اس کے رشتہ داروں کا (۲) مدعی کا قسم کرنا جس صورت میں ایک گواہ ہو (۴) قسم کرنا مدعی کا جس صورت میں مدعا علیہ قسم کرنے سے ہٹ رہے یا مدعی پر قسم کو ڈالدے چنانچہ بیان ہوا (۵) جس صورت میں مست یا دیوانہ یا نابالغ یا غائب پر دعوے پیش کرے تو گواہوں کے پیش کرنے کے بعد مدعی کو اپنے بیان کی تصدیق پر حلف بھی کرنا پڑیگا اور واضح رہے کہ مدعی چار مقام پر قسم کھائے گا اول جس صورت میں مدعا علیہ قسم کو اس پر رد کرے کہ اس صورت میں مدعی حلف کرے گا چنانچہ بیان ہوا۔ دوم جس صورت میں مدعا علیہ حلف کرنے سے انکار کرے مدعی حلف کرے گا۔ سوم جس صورت میں مدعی کے پاس ایک گواہ ہو چنانچہ بیان ہوا کہ اس صورت میں مدعی قسم کرے گا۔ چہارم جس صورت میں مدعی کسی پر قتل کا دعوے کرے تو شریک قتل ہوگا۔ چنانچہ قصاص کی بحث میں آئے گا کہ اس صورت میں بھی قسم مدعی پر عائد ہوگی اور تین صورت میں مدعی پر قسم رد نہیں ہو سکتی (۱) جس صورت میں یتیم کا وصی کسی شخص پر دعوے کرے اور وہ شخص قسم کرنے سے انکار کرے تو اس صورت میں وصی پر حلف عائد نہ ہوگا (۲) جس صورت میں وصی وارث پر دعوے کرے کہ میت نے فقراء کے لئے وصیت کی ہے یا خمس و زکوٰۃ یا حج کی وصیت کی ہے اور وارث منکر ہو اور قسم کرنے سے انکار کرے تو اس صورت میں منکر کو قید رکھیں گے جبتک وہ حلف کرے یا اقرار کرے (۳) امام میت کا وارث ہو کہ امام کا قسم کرنا شرع میں قائم نہیں ہوا بلکہ منکر حبس کیا جائیگا یہانتک کہ حلف کرے یا اس کی قسم سے انکار کرنے پر حکم کردے گا اور پانچ مقام پر قسم نہیں دے سکتے۔(۱) زکوٰۃ کے باب میں جس صورت میں کوئی شخص منکر ہو کہ میرے مال پر سال نہیں گذرا تو اسکو قسم نہیں دے سکتے (۲) کوئی شخص اپنے مال کے نصاب پر ہونے کا منکر ہو (۳) جو شخص اپنے مال کو زکوٰۃ دینے کا دعوے کرے (۴) حرص معتاد کے ناقص ہونے کا دعوے کرے (۵) کافر ذمی سال کے پورے ہونے سے پہلے اسلام لانے کا دعوے کرے جس سے وہ جزیہ دینے سے خلاصی پائے (۳) قسم جواب دعوے کی یہ ہے کہ مدعا علیہ جواب دعوے سے ثبوت کرے اگر اس کا سبب یہ ہو کہ وہ گونگا ہو تو حاکم جس طرح بن پڑے اس کو مطلع کرے تاکہ اس کا اقرار و انکار معلوم ہوا اور اگر عناد اور عداوت کی وجہ سے جواب نہ دے تو اسکو قید کرے تاکہ جواب دعوے پر آمادہ ہو یا حکم کرے کہ اس نے قسم کرنے سے انکار کیا پس جب حاکم مدعا علیہ پر جواب دعویٰ دینے کو پیش کر چکا اور وہ جواب نہ داخل کرے تو حاکم مدعی کو حکم دے گا کہ وہ حلف کرے اگر اس کا حلف کرنا ممکن ہووے پس مدعی کے دعوے پر ڈگری دے۔ دوسری فصل حکم کے وجوہات اور اسباب میں واضح ہو کہ امام اپنے علم پر حکم کرسکتا ہے خواہ خدا کے حقوق ہوں یا بندوں کے اور باقی قاضی اور مجتہد جامع الشرائط آدمیوں کے حقوق میں تو اپنے علم کے موافق فیصلہ کرسکتے ہیں لیکن خدا کے

حقوق میں بھی آیا حکم دے سکتے ہیں یا نہیں اسمیں اختلاف ہے۔ اقرب یہ ہے کہ اس میں بھی حکم کر سکتے ہیں لیکن محض اپنے دستخط کے اعتبار پر بدون اسکے کہ کیفیت حکم کی یاد ہو حکم نہیں لگا سکتے۔ اور بعض علمار قاضی کا اپنے علم کی بنا پر حکم کرنا چار مقام سے مخصوص جانتے ہیں اول گواہوں کی عدالت یا فسق کا اسکو علم ہو تو اپنے علم کے موافق حکم کر سکتا ہے (۲) جب اسکے روبرو مقر اقرار کرے گو کسی اور کو خبر نہ ہو (۳) جب اسکو خوب علم ہو کہ گواہوں نے خطا کی یا جھوٹ بولا ہے (۴) اس شخص کو سزا دینا جسنے محکمۂ قضا میں بے ادبی کی ہو گو کسی دوسرے کو اس کا علم نہ ہوا ہو اور بعض علمانے پانچواں مقام اور اضافہ کیا ہے جہاں قاضی اپنے علم کی روسے فیصلہ کر سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک گواہ قاضی ہو اور ایک گواہ دوسرا شخص ہو کہ اس صورت میں حاکم اپنے حکم کے موافق فیصلہ کر سکتا ہے اور قاضی بھی آدمیوں کے مقدمات میں ان لوگوں کو جو دار العدالت میں حاضر نہ ہوں حکم کر سکتا ہے۔ خواہ دور ہوں یا نزدیک ہوں بشرطیکہ مدعی اپنے دعوے کے بقا پر قسم کھائے کہ اس صورت میں مدعی کو قسم دینا واجب ہے اگر مدعی اصالتاً دعوے پیش کرے اور اگر ولایتاً یا وکالتاً دعوے پیش ہو تو وکیل اور ولی پر قسم عائد نہ ہوگی بلکہ ضمانت لے کر غائب کے آنے تک مال اسکے حوالہ کر دیا جائے گا اور طفل یا مست یا دیوانہ پر دعوے ہو تب بھی مدعی پر قسم کرنا لازم ہے لیکن اگر مدعا علیہ ایسی جگہ ہو کہ اس کا مجلس حاکم میں آنا دشوار ہو تو آیا حکم لگا سکتا ہے اس میں اختلاف ہے۔ اقرب یہ ہے کہ حکم دے سکتا ہے لیکن اگر وہ غائب حاضر ہو کر دعوے کرے کہ میں نے ادا کر دیا ہے یا مجھ کو معاف کر دیا ہے اور معتبر گواہوں سے ثابت کر دے تو حاکم اپنے حکم کو منسوخ کر دے اور حقوق خدا میں غائب پر حاکم حکم نہیں کر سکتا اور اگر معاملہ مخلوط ہو حق اللہ اور حق العباد سے مثلاً چوری کا مقدمہ تو مال کے واپس کرنے کا حکم دے سکتا ہے لیکن سزا کا حکم نہیں دے سکتا اور ایک قاضی دوسرے قاضی کی تحریر پر فیصلہ نہیں کر سکتا اگرچہ مہری دستخطی اس کی تحریر ہو لیکن اگر ایک قاضی دوسرے قاضی کو اپنے حکم کی خبر دے تو وہ اسکو نافذ کر سکتا ہے اور اگر ایک قاضی دوسرے قاضی سے کہے کہ یہ معاملہ میرے نزدیک ثابت ہو گیا ہے تو حاکم مجوز پر لازم نہیں ہے کہ اسکے کہنے پر حکم نافذ کرے۔

تیسری فصل

حکم کی کیفیت میں واضح ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ دونوں ایک چیز کی بابت دعوے کریں اور وہ شے دونو کے قبضہ میں ہو اور گواہ دونو کے پاس نہ ہوں تو حاکم دونو کو ایک دوسرے کے دعوے کی تردید پر حلف دے گا اور بعد اس کے نصف نصف اس مال کو دونو پر تقسیم کر دیگا اور اگر دونو شخص حلف کرنے سے انکار کریں تب بھی یہی حکم ہے اور ایک قسم کرے ایک انکار کرے تو حاکم اس مال کو قسم کرنے والے کو دلا دے گا اور اگر انکار کے بعد پھر دونو قسم کھا لیں تو حاکم قرعہ ڈال کر اس دوسرے کو ایک قسم نفی پر ایک قسم اثبات پر دلائے گا اور چاہے تو نفی اور اثبات دونوں کیلئے ایک قسم اکٹھی دے

اور دوسرے کے قسم نہ کھانے سے پہلے ہو تو ایک قسم اور حاکم اس کو واسطے اثبات کے دے گا اور
تمام مال اس کے حوالے کر دیگا اور اگر دونو کے پاس گواہ ہوں تو اس صورت میں بھی برابر تقسیم کر دیگا
اور جو چیز اس کے قبضہ میں ہوگی وہ دوسرے کو دلا دے گا اور جو اس کے قبضہ میں ہوگی وہ اس کو
دلا دے گا اور ایک کے پاس گواہ ہوں گے تو وہ مال اسکو حوالہ کر دے گا لیکن قسم لے کر پس اگر ایک
شخص ایک مکان پر قابض ہو اور دوسرے کے پاس گواہ نہ ہوں تو قسم اس پر عائد ہوگی جس کے پاس
وہ ہے خواہ قابض کے پاس گواہ ہوں یا نہ ہوں اور گواہوں کا ہونا اسکو قسم سے بری نہیں کر سکتا اور
اگر قابض کل کا دعوے کرے اور دوسرا نصف کا مدعی ہو اور گواہ پیش کرے تو کل کے مدعی کو نصف
دلائیگا اور باقی نصف پر قرعہ ڈالے جس کے نام نکلے اسکو دے۔ لیکن دوسرے کو استحقاق کی نفی پر قسم لیکر
اور اگر وہ قسم کرنے سے انکار کرے تو دوسرا قسم کرے اگر وہ بھی قسم سے بچے تو اس نصف کو دونو پر بحصہ
مساوی تقسیم کر دے پس کل کے مدعی کو تین ربع مال اور دوسرے کو ایک چوتھائی ملے گا اور اگر کسی
کے پاس گواہ نہ ہوں تو بالمناصفہ تقسیم کر دے لیکن مدعی نصف سے قسم لے گا اور اگر دونو قابض ہوں
اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو دو حصے کر دے اور مدعی سے قسم لے اور مدعا علیہ پر قسم نہیں اور اگر دونو
کے پاس گواہ ہوں تو کل کے مدعی کو نصف دے اور دوسرے نصف میں چونکہ گواہوں میں تعارض
ہو گیا ہے اور سب باتوں میں دونو مساوی ہیں مجتہدین میں اختلاف پڑ گیا اس نظر سے کہ آیا داخل کے
گواہ معتبر ہیں یا خارج کے پس اس جماعت کے قول پر جو خارج کی شہادت کا اعتبار کرتے ہیں اس
نصف کو بھی کل مدعی دلائے گا اور جو عالم داخل کی گواہی کو معتبر ٹھیرلتے ہیں ان کے نزدیک وہ نصف
مدعی نصف کو ملے گا اور جس صورت میں گواہ طرفین سے گزریں تو جو گواہ زیادہ معتبر ہوں ان
کے قول پر فیصلہ کریں اور اگر عدالت میں مساوی ہوں تو تاریخ کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر تاریخ بھی گواہوں
کی مختلف ہووے تو جس کی تاریخ مقدم ہو اس کے موافق کرنا چاہیئے اگر مساوی ہو تو قرعہ
ڈالے اور حکم دینے سے پہلے گواہ اپنی گواہی سے پھر جائیں تو حکم نہیں دے سکتے اور اگر حکم
کے بعد پھر جائیں تو حکم باطل نہیں ہو سکتا لیکن اگر دعوے مالی ہووے تو مال کی ضمانت گواہوں
کے ذمہ ہوگی خواہ عین مال باقی ہو خواہ نہ ہو اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر اصل مال موجود ہو
تو اس عین کو لے گا اور اگر خون کا یا سنگسار کرنے کا حکم ہو یا ہاتھ پاؤں کے کاٹنے کا یا زخم
لگانے کا اور قبل اجراء سزا کے گواہ پھر جائیں تو سزا دینا جائز نہیں اور قصاص کے مقدمہ میں
بعض مجتہد کہتے ہیں کہ خون کے عوض دیت یعنی خونبہا قائم ہو جائے گا اور بعض کے نزدیک
دعوے ساقط ہو جائے گا اور اگر سزا ملنے کے بعد اپنی شہادت سے رجوع کریں اور اقرار
کریں کہ جان کر جھوٹ بیان کیا تھا تو گواہوں کو قصاص کر سکتے ہیں لیکن دیت کی

زیادتی ان کو دینی چاہیئے اور یہ دعوے کریں کہ دہوکے ہیں گواہی دی ہے تو قصاص نہ ہوگا - بلکہ ان سے دیت لیں گے اور اگر مختلف بیان ہو بعض کہیں ہم نے دہوکہ ہیں شہادت دی اور بعض کہیں کہ جان بوجھ کر جھوٹ بولا ہے تو عمد والوں پر قصاص اور خطا والوں پر بقیہ دیت عائد ہو گی اور اگر طلاق کا مقدمہ ہو اور نکاح کرنے کے بعد گواہی سے پھریں تو اس مسئلہ ہیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ عورت شوہر اول کو ملنی چاہیئے اور گواہوں پر شوہر ثانی نے جو مہر دیا ہے اس کا تاوان پڑے گا اور بعض کہتے ہیں کہ شوہر اول کے دخول کے بعد رجوع کریں تو ان پر تاوان نہ پڑے گا بلکہ شوہر اول پر دخول کے سبب سے مہر مستقر ہو گیا اور عورت دوسرے شوہر کو ملے گی اس لئے کہ وہ علماء مرفوع کے بعد حکم باطل نہیں جانتے اور اگر دخول سے پہلے پھریں تو نصف مہر کا شوہر اول کے لئے ان پر تاوان وارد ہوگا اور اگر حاکم کو گواہوں کے جھوٹ بولنے کا یقین ہو جائے تو کل صورتوں ہیں حکم اس کا باطل ہو جائے گا اور گواہوں کو تعزیر ملے گی خواہ ثبوت اس بات کا حکم کرنے سے پہلے ہو جائے یا بعد اس کے اور حسب تفصیل صدر گواہ ضامن ہیں جمیع صورتوں ہیں-

چوتھی فصل تقسیم کے بیان ہیں۔ تقسیم ہر ایک شے کے حصہ کو جدا کرنے کو کہتے ہیں واضح ہو کہ سنت ہے کہ ہر شہر ہیں مال مشترک کی تقسیم کے واسطے حاکم ایک قاسم مقرر کرے اور تنخواہ اس کی بیت المال سے ملے گی اور قاسم ہیں صفات پانچ ہونی چاہئیں (۱) بالغ ہو (۲) عاقل ہو (۳) مومن ہو (۴) عادل ہو (۵) محاسب ہو حساب کو جانتا ہو اور اگر دونو شریک باہم سرکار کے سوا کسی اور شخص پر رضا مند ہو جائیں تو ان کو اختیار ہے اور اس شخص ہیں سوائے اس کے کہ مکلف ہووے اور کوئی شرط نہیں ہے اگر کسی کافر کے تقسیم کرنے پر راضی ہو جائیں تو درست ہے اور تقسیم کی دو قسم ہیں (۱) قسمت اجباری یعنی جس صورت ہیں ایک شریک تقسیم سے انکار کرتا ہو تو حاکم جبراً قہراً تقسیم کرا دیگا۔ اسکی دو صورتیں ہیں اول یہ ہے کہ جو مال حاکم بجبر تقسیم کرا دے خواہ ہر ایک فریق کا حصہ مساوی ہو یا کم و زیادہ ٹھیک حصہ رسد تقسیم ہو سکے اور تقسیم ہیں کسی کو ضرر نہ پہنچے اور ضرر سے مراد یہ ہے کہ تقسیم کرنے ہیں قیمت اصلی ہیں نقصان فاحش نہ ہوتا ہو اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جس تقسیم ہیں نقصان واقع ہو گو کسی مقدار پر ہو حاکم بے رضامندی فریقین کے اسکو تقسیم نہیں کر سکتا اور بعض کہتے ہیں کہ جس تقسیم ہیں شریک اپنے حصہ سے منتفع نہ ہو سکے لازم نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تقسیم اس وقت لازم ہوگی کہ شریک جسطرح قبل تقسیم کے انتفاع اپنے حصہ سے پاتا تھا بعد ہیں بھی اسی طرح نفع حاصل کر سکے ان سب قولوں ہیں عمدہ قول پہلا قول ہے (۲) قسم تقسیم تراضی کہ جسکو حاکم بجبر و قہر تقسیم نہ کر سکے بلکہ جب شریک باہم رضامند نہ ہوں درست نہیں اسکی بھی دو قسم ہیں (۱) یہ ہے کہ تقسیم سے شریک کو نقصان پہنچے اور وہ نفع نہ اٹھا سکے جیسے بہت چھوٹی دوکان جو ٹکڑے کرنے کے قابل

نہ ہو یا یہ کہ قسمت کرنے سے مال بیکار ہو جائے جیسے جواہرات کا توڑنا دوسرے یہ کہ تقسیم کرنے میں دوسرے شریک کو کچھ دینا پڑے جب حصہ برابر ہوتا ہے پس ان دونو صورتوں میں جب تک دونو فریق رضامند نہ ہوں حاکم جبری تقسیم نہیں کر سکتا اور قسمت اجباری کی شکل ہو یا غیر اجباری کی ایک شریک اس طرح کی تقسیم کا خواہاں ہو تو دو حصے لگالیئے جائیں یا دونو پر تقسیم کرلیں تو جائز ہے لیکن دوسرے شریک پر اس درخواست کا منظور کرنا لازم نہیں ہے بلکہ اگر ہو جائے تو بھی فسخ کا ہر دم اختیار ہر ایک شخص کو حاصل ہے اور قسمت غیر اجباری میں جبکہ شریک کا حصہ اجزا پر تقسیم کیا جائے تو اگر اجزا مساوی ہوں اور دونو رضامند ہو جائیں تو ہر ایک شریک اپنے حصہ کا مالک مستقل ہو جائیگا بدون قرعہ کے بھی اور اگر دونو اتفاق نہ کریں تو حاکم انہیں قرعہ ڈالکر تقسیم کر دے اس طرح پر کہ ہر ایک کا نام ایک ایک پرچہ پر لکھکر اس شخص کو دے جو نا واقف ہو اور اسکے بعد اس سے کہیں کہ ایک ایک نام ہر حصہ کو یا نام کے پرچونکو حصوں پر ڈالے پس جو کچھ نکلے اسپر عمل کریں اور اگر حاکم کو معلوم ہو کہ تقسیم میں غلطی رہ گئی ہے تو قسمت باطل ہو جائے گی اور اگر شریک شخص کا غلطی سے دعوےٰ کرے اور گواہوں سے ثابت نہ کر سکے تو دوسرے شریک کو قسم کھانی چاہیئے پس اگر وہ قسم کرے تو تقسیم درست ہے اور اگر وہ قسم نہ کھائے اور مدعی قسم کرے تو قسمت باطل ہو جائیگی

تیسرا مطلب شہادت یعنی گواہی کے بیان میں اور اس میں چند فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** گواہی کے واجب ہونیکے بیان میں اور اس کی شرائط میں واضح ہو کہ ادائے شہادت واجب کفائی ہے باجماع تمام مجتہدین جو شخص اسکی ادا پر قادر ہو خواہ اسکو ادائے شہادت کیلئے طلب کیا ہو یا نہ کیا ہو مگر جس صورت میں ناحق ضرر کا خیال ہو اپنے نفس پر یا کسی مومن کے ضرر کا خوف ہو تو شہادت واجب نہیں اور اجرت لینا گواہی پر حرام ہے سوائے زادراہ کے اور کبھی گواہی واجب عینی ہو جاتی ہے اور اس کی یہ صورت ہے کہ اس کے سوا دوسرا گواہ نہ ہو اور گواہ کی گیارہ شرطیں ہیں (۱) شرط یہ ہے کہ بالغ و عاقل ہو پس نابالغ کی گواہی مسموع نہیں اور بعض علما کہتے ہیں کہ بچوں کی گواہی اس زخم کی بابت جس سے مجروح ہلاک نہ ہووے مقبول ہے بشرطیکہ دس برس کی عمر کے ہوں اور متفرق گواہی نہ دیں اور کسی جائز کام کے لئے اکٹھے ہوئے ہوں اور بعض علما بچوں کی شہادت قطعًا قبول نہیں رکھتے (۲) شرط یہ ہے کہ گواہ عاقل ہووے کہ دیوانہ کی شہادت صحیح نہیں ہے لیکن جنون اس کا دورہ ہو تو ہوش کے زمانہ میں شہادت اس کی درست ہے (۳) مسلمان ہو اس لئے کہ کافر کی شہادت درست نہیں اگرچہ کافر کے لئے شہادت دے اور بعض کے نزدیک اہل کتاب کی گواہی اہل کتاب کے لئے درست ہے اور بعض کے نزدیک ذمی کی گواہی کے لئے جائز ہے۔ اگرچہ مذہب ان کا مختلف ہووے جیسے نصرانی کا یہودی کے لئے گواہی دینا اور اہل کتاب کے سوا دوسرے کافر کی شہادت بالاتفاق معتبر نہیں ہے اور اہل کتاب کی شہادت مسلمان کے

معاملہ میں درست نہیں سوائے وصیت کے جبکہ مسلمان عادل میسر نہ ہوا ور بعض کہتے ہیں یہ امر سفر سے مخصوص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی شہادت وصیت میں بھی اسوقت مسموع ہوگی جبکہ نماز عصر کے بعد قسم کھائیں (۴) شرط یہ ہے کہ مومن ہوں یعنی قائل امامت دوازدہ امام کا ہو پس غیر مومن کی گواہی صحیح نہیں ہے (۵) شرط یہ ہے کہ عادل ہو اور عدالت ایک ملکہ نفسانی ہے یعنی ایک دل کی حالت ہی جسکی وجہ سے آدمی تقویٰ اور پرہیزگاری کرتا ہے اور مروت یعنی وضعداری کے کام اس سے سرزد ہوتے ہیں اور عدالت کا زوال گناہان کبیرہ سے ہوتا ہے اور صغیرہ پر اصرار کرنے سے یعنی لاپروائی میں س سے اکثر واقع ہوں اور عدد گناہ کبیرہ علمائے نے اپنی کتب میں مختلف ذکر کیا ہے بعض بیس گناہ کبیرہ لکھتے ہیں (۱) خدا کا شریک ٹھیرانا (۲) مومن کو ناحق قتل کرنا یا زخمی کرنا (۳) زنا کرنا۔ (۴) لواطہ کرنا (۵) جبکہ دشمن دو چند سے کم ہوں اس صورت میں جہاد سے بھاگنا سوائے ان دو صورت کے جن کا ذکر جہاد کے باب میں ہوا (۶) سحر اور جادو کرنا (۷) سود لینا (۸) شوہر دار عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا (۹) یتیم کا مال مار لینا (۱۰) مسلمان کی غیبت کرنا (۱۱) جھوٹی قسم کھانا (۱۲) جھوٹی گواہی دینا (۱۳) شراب بھنگ وغیرہ نشہ کی چیز کھانا (۱۴) بدون احرام باندھے کعبہ معظمہ میں داخل ہونا سوائے ان لوگوں کے جو حج کے باب میں مستثنیٰ کئے گئے ہیں (۱۵) چوری کرنا (۱۶) بیعت کا توڑنا (۱۷) کافر ہونا یا کفار کے ملک میں اسلام کے بعد چلے جانا (۱۸) رحمت خدا سے ناامید ہونا (۱۹) عذاب خدا سے بے ڈر ہونا اور انہی دونوں میں داخل ہے خدا کی قضا اور قدر پر اعتراض کرنا (۲۰) ماں باپ کی فرماں برداری سے باہر ہونا جس جس موقعہ پر ان کی اطاعت لازم ہے جس کو عاق ہونا کہتے ہیں ان بیس چیزوں کو ذکر کرکے علماء کہتے ہیں کہ یہ وہ چیزیں ہیں جو صریح احادیث میں مذکور ہیں کہ گناہ کبیرہ ہیں اور بعض مجتہدین نے ان کے سوا اٹھارہ چیزیں اور ذکر کی ہیں (۱) کٹناپن کرنا یعنی بدکار مرد اور عورت کا درمیانی ہونا (۲) دیوث ہونا یعنی اپنی زوجہ کی زناکاری پر راضی ہونا یا خود کروانا (۳) سوائے خاص خاص شخصوں کے جن کو مستثنیٰ کیا ہے۔ باقی آدمیوں کو جو خانہ کعبہ یا حرم مدینہ منورہ میں پناہ لیں باہر نکالنا۔ (۴) مسلمانوں کا مال مار لینا جس کو غصب بولتے ہیں (۵) سخن چینی یعنی لگانا بجھانا یہاں کی بات وہاں۔ وہاں کی بات یہاں نقل کرنا (۶) عزیزوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا (۷) خرید و فروخت کم وزیادہ لینا یعنی اپنے لئے جھکتا لے اور دوسرے کو اڑتا دے (۸) ظالموں کو نفع پہچانا (۹) نماز روزہ خمس، زکوٰۃ، حج کو جسوقت واجب ہوں ترک کرنا (۱۰) ظہار کرنا یعنی بی بی کو ماں کہنا (۱۱) مردار اور سور کا گوشت بے مجبوری کی حالت کے کھانا (۱۲) راہزنی اور ڈکیتی کرنا مسلمانوں پر (۱۳) خود گانا اور گانا سننا (۱۴) جوا کھیلنا (۱۵) مسلمانوں کی ہجو کرنا (۱۶) مرد کا

ریشم خالص پہننا اور سونا پہننا (۱۷) کبر وغرور اور حسد اور بغض مومنوں سے رکھنا (۱۸) وارثوں کے نقصان پہنچانے کو دوسرے کے نام وصیت کرنا اور بعض مجتہد فرماتے ہیں کہ شمار گناہ کبیرہ کے ستر ہیں اور بعض احادیث ہیں وارد ہے کہ گناہ کبیرہ کی تعداد میں ستر کہنے سے سات سو کہنا اصلی گنتی کے قریب ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جس گناہ پر قرآن یا حدیث میں عذاب کا وعدہ ہو وہ کبیرہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس گناہ کرنے میں یہ سمجھا جائے کہ یہ شخص مذہب اور دین کا کم اعتقاد رکھتا ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ کوئی گناہ صغیرہ نہیں بلکہ سب گناہ کبیرہ ہیں البتہ باہم ایک گناہ دوسرے کے مقابلہ میں کبیرہ یا صغیرہ ہوتا ہے مثلاً پرائی عورت کو دیکھنا بوسہ لینے کے مقابلہ میں صغیرہ اور بوسہ زنا کے مقابلہ میں صغیرہ ہے اور یہ قول خالی قوت سے نہیں ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ گناہ کے چھوٹے ہونے پر نظر نہ کرو بلکہ اس کی بڑائی پر نظر کرو جس کا گناہ کرتے ہو اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ ہر ایک گناہ عظیم ہے اور خلاف مروت کام کرنے سے بھی عدالت جاتی رہتی ہے اور خلاف مروت سے مراد وہ کام ہیں کہ جن کے کرنے سے آدمی نظروں میں حقیر ٹھہرے جیسے بازاری آدمیوں کی طرح گھر سے خاندانی آدمی کا بازار میں چلتے پھرتے کچھ کھانا یا ننگے سر راستہ چلنا اور تمسخر کرنا ایسی ایسی نقلیں حکایتیں جن سے ہنسی قہقہے اکثر ذکر کرنا عالم ہوکر سپاہی کا لباس پہننا اور مثل اس کے جو چیزیں رواج کے موافق معیوب شمار ہوں لیکن یاد رہے کہ واجب اور سنت کام کرنے پر اگر آدمی انگشت نما ہو یا حرام و مکروہ کے ترک پر تو وہ خلافت عدالت نہیں بلکہ عین عدالت ہے - اور عدالت گواہوں کی تین چیز سے ثابت ہوتی ہے (۱) حاکم خود معاشرت اور برتاؤ سے اسکا حال جانے (۲) دو گواہ عادل کی گواہی سے اور لازم ہے کہ گواہ کی عدالت کو یہ گواہ اس کا نام اور اسکے باپ کا نام لیکر مدعی اور مدعا علیہ کے روبرو بیان کریں اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ شاہد اور مدعی کے درمیان شرکت و لحاظ ہو یا اس سے اور مدعا علیہ سے عداوت ہو (۳) شیاع بعض علماء کے نزدیک شیاع کو فقط جرح کے باب میں کافی جانتے ہیں اور اگر جرح اور صفائی کے گواہوں میں تعارض ہو جاتے تو فسق کے گواہ مقدم ہیں اگرچہ فسق کو ظاہر نہ کریں اور فسق کا سبب بیان کریں تو بعض کے نزدیک جرح کے گواہ مقدم ہیں اور بعض کے نزدیک عدالت کے اور آیا مدعا علیہ کے اقرار کرنے سے گواہ کی عدالت ثابت ہوتی ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اور اگر صفائی کے گواہ گذرنے کے بعد حاکم کو شبہ باقی رہے تو سنت ہے اصل گواہوں کا اظہار جدا جدا لیوے اگر اہل فضیلت نہ ہوں اور گواہ کی عدالت گواہی دینے کے زمانہ میں معتبر ہے گواہ ہونے کے وقت میں معتبر نہیں ہے الاطلاق میں شرط ہے کہ گواہ طلاق کے سننے کے وقت عادل ہوں (۶) حلال زادے ہوں کہ شہادت ولدالزنا کی مقبول نہیں ہے اور بعض احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ تھوڑے وقت میں زنا زادے کی گواہی قبول کر لی جائیگی -

شرائط شہادت

اور ولد الزنا کی گواہی اس صورت میں مردود ہوگی جبکہ شرع کی رو سے اس کا حال مشخص ہووے پس یونہی زبان خلائق پر مشہور ہو تو اسکی گواہی مقبول ہوگی (۷) شرط یہ ہے کہ گواہ گواہی دینے میں متہم نہ ہوں کہ اگر اس گواہی سے اس کا نفع ہو یا نقصان سے بچنا ہو جیسے شریک کا اپنے شریک کے لئے گواہی دینا اور وصی کا اس معاملہ میں شہادت دینا جس میں وہ وصی ہے اور باقی معاملوں میں قرضخواہوں کی شہادت دینا مدیون کی مفلسی پر غلام کی شہادت میاں کے لئے اور عاقلہ کی شہادت یعنی قاتل کے رشتہ داروں کی شہادت قتل خطا کے گواہوں کے فسق پر مفلس کے دوسرے ایک قرض خواہ کی شہادت (۸) شرط یہ ہے کہ گواہ کو فریق مقدمہ سے عداوت نہ ہو کہ دشمن کی گواہی دشمن کے ضرر میں مسموع نہیں ہاں اس کے نفع میں قبول ہے اگر اس کی عداوت فسق کے درجہ کو نہ پہنچی ہو اور بغض اللہ یعنی دین کی رو سے عداوت کرنا شہادت کو مانع نہیں ہے چنانچہ مومن کی گواہی تمام فرقوں کے معاملہ میں درست ہے (۹) شرط یہ ہے کہ مزاج میں گواہ کے سہو نہ ہو (۱۰) شرط یہ ہے کہ آدمیوں کے حقوق میں خود بخود بدون حاکم کے طلب کے گواہی نہ دیں پس اگر خود بخود آکر شہادت دے تو معتبر نہیں ہے۔ مگر وہ گواہ اور معاملات کی گواہی دینے سے نامعتبر نہیں ہوگا۔ لیکن خدا کے حقوق میں خود بخود آکر ادائے شہادت کرنا مقبول ہوگا (۱۱) مع القدرت گواہی کو زبان سے ادا کریں۔ اشارہ کافی نہیں ہے۔ البتہ گونگے کی گواہی اشاروں میں کافی ہے اگر مقصود اس کا جانا جائے اور گواہی میں یہ شرط نہیں ہے کہ غیر ہو بلکہ رشتہ داروں کی گواہی بھی لی جا سکتی ہے اور آیا بیٹے پر باپ کی گواہی معتبر ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقوی یہ ہے کہ صحیح نہیں ہے اور ان شرائط سے گواہ گواہی کے وقت موصوف ہو پس اگر گواہ ہونے کے وقت یہ شرائط گواہ میں حاصل نہ ہوں لیکن گواہی دینے کے وقت صفات اس میں حاصل ہوں تو گواہی اسکی مقبول ہے سوائے طلاق کے کہ وہاں گواہ ہونیکے وقت بھی موصوف ہونا شرط ہے چنانچہ مذکور ہوا۔ **دوسری فصل** اس چیز کے بیان میں جس کے سبب سے گواہ گواہ کہلائے پس واضح ہو کہ جب تک اصل قضیہ کا گواہ کو خوب یقین نہ ہو اس وقت تک گواہی دینا درست نہیں اور اس کے حاصل ہونے کے طریق ہیں (۱) آنکھ سے دیکھنا دیکھنے کی چیز کو جیسے چھینتے چراتے یا قتل کرتے یا جنتے یا زنا کرتے بالواسطہ دیکھنا اگرچہ کانوں سے گواہ بہرہ ہو ان معاملات میں اس کی گواہی معتبر ہے اگر کل شرائط اور صفات گواہ کے اس میں حاصل ہوں اور گواہی دینے کے لئے گواہ کو غیر عورت کا دیکھنا جائز ہے لیکن اگر آواز سے پہچان سکتا ہو تو صورت دیکھنا درست نہیں ہے۔ (۲) سننا سننے کی چیزوں کو جیسے عقود یعنی رہن بیع وغیرہ معاملات یا ایقاعات یعنی طلاق وصیت وغیرہ معاملات اور محض اپنے خط کو دیکھکر بدون اسکے کہ اصل معاملہ یاد ہو گواہی نہیں دیسکتا اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ شیعوں کے مذہب میں شیعہ بھائی کے لئے جھوٹی گواہی

ضروریات گواہی

نہیں دے سکتا اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ شیعوں کے مذہب میں شیعہ بھائی کے لئے جھوٹی گواہی دینا درست ہے محض غلط اور بے اصل بات ہے اور اسوجہ سے کہ تمام علمائے شیعہ کا اتفاق ہے کہ اس قسم کی گواہی درست نہیں یہ قول محمد شلمانی غالی کا ہے وجہ اشتباہ کی یہ ہوئی ہے کہ ابتدا میں وہ شخص شیعہ تھا بعد اس کے غالی ہوا ہے اور وہ آپ کو شیعوں میں داخل کرتا ہے اور جب تک گواہ اس شخص کو جس کے لئے گواہی دینا ہے ٹھیک طور سے نہ جانتا پہچانتا ہو کہ یہ وہی شخص ہے اس وقت تک گواہی نہیں دے سکتا پس فقط اس شخص کا دعوے کرنا کافی نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جعل ساز فریب باز ہو اور اگر گواہ کو اس کا حال معلوم نہ ہو لیکن دو گواہ عادل کی گواہی سے جانتا ہو تو صحیح ہے۔ **تیسری فصل** ان حقوق کی تفصیل میں جو گواہوں سے ثابت ہوتے ہیں اور وہ نو قسم ہیں (۱) قسم یہ ہے کہ چار مرد عادل سے ثابت ہو وہ تین چیزیں ہیں (۱) زنا (۲) لواطہ (۳) سحق یا چپٹی کھیلنا دوسری قسم جو کہ چار مرد سے یا تین مرد اور دو عورتوں سے ثابت ہووے یہ وہ زنا ہے جس میں سنگساری کا حکم ہے کہ وہ تین مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت ہوجائے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ دو مرد عادل اور چار عورتوں سے ثابت ہووے وہ زنا ہے جس میں دُرے لگتے ہیں۔ (۴) قسم وہ ہے کہ جو دو مرد عادل سے ثابت ہووے یہ بائیس چیزیں ہیں (۱) دین سے بے دین ہونا (۲) زنا کی تہمت لگانا (۳) شراب وغیرہ مسکرات کا کھانا پینا (۴) وہ چوری جس میں حد جاری ہو یا جاری ہوجائے (۵) زکواۃ (۶) خمس (۷) نذر (۸) کفارہ (۹) مسلمان ہونا (۱۰) جوان ہونا (۱۱) ولائے عتق (۱۲) جرح اور تعدیل گواہ کی (۱۳) قصاص کا معاف کرنا (۱۴) طلاق (۱۵) عدہ (۱۶) خلع (۱۷) وکالت (۱۸) وصی کرنا کسی شخص کو (۱۹) نسب (۲۰) چاند جبکہ آسمان برابر ہو (۲۱) حیوان سے بدفعلی کرنا (۲۲) قتل عمد جس میں قصاص کا حکم ہے۔ پانچویں قسم وہ ہے جو کہ دو مرد عادل یا ایک مرد دو عورتوں سے ثابت ہو یا ایک مرد اور حلف سے ثابت ہو وہ تمام مالی معاملات ہیں جو خود مال ہوں یا ان سے غرض مال ہو اور وہ اٹھارہ چیزیں ہیں (۱) دین اور قرض (۲) غصب کرنا چھین لینا (۳) قراض و مضاربت (۴) بیع (۵) صلح (۶) اجارہ (۷) مزارعت (۸) مساقات (۹) شرکت (۱۰) رہن (۱۱) وعدہ کرنا بیع کا (۱۲) مال کی وصیت (۱۳) خیار (۱۴) شفعہ (۱۵) فسخ نکاح (۱۶) لینا مال کتابت کا (۱۷) ہبہ بالعوض (۱۸) وہ قتل کہ جس میں خونبہا ہو اور ایسی قسم کے زخم جس میں دیت ہو اسی طرح باپ کا بیٹے کو قتل کرنا۔ اسی طرح مسلمان کا کسی کافر کو قتل کرنا یا آزاد کا کسی غلام کو قتل کرنا کہ ان صورتوں میں قصاص نہیں ہے دیت ہے یعنی یہ مالی معاملے ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا آزاد کرنا اور نکاح اور قصاص کرنا اس قسم کے گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں اقرب یہ ہے

حقوق جو گواہی سے ثابت ہوتے ہیں

کہ ایک مرد اور دو عورتوں سے ثابت ہو جائیں گے (۶) قسم یہ ہے کہ محض مردوں کی گواہی سے ثابت
ہووے ایسے قسم کے معاملات کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز پر مردوں کو غالباً اطلاع ہونا دشوار ہو
اس میں عورتوں کی گواہی کافی ہے اور وہ آٹھ چیزیں ہیں (۱) بکارت یعنی باکرہ ہونا (۲) جننا
(۳) پیدا ہونے کے وقت بچہ کا آواز دینا رونا (۴) عورت کا باطنی نہانی عیب (۵) رضاعت یعنی
دودھ پلانا قول قوی کے موافق (۶) مال کی وصیت کہ چار عورتوں سے پوری وصیت اور تین سے
تین چوتھائی اسی طرح پر ایک عورت سے ایک چہارم وصیت ثابت ہو جائے گی اور آیا ایک مرد
کی گواہی سے نصف وصیت ثابت ہوگی یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے اور گواہ خنثیٰ ہو تو اور بھی
اشکال ہے اور اگر عورت کے سامنے مال کی وصیت کی جائے اور وہ جانتی ہے کہ میرے بیان پر
چہارم دعوے ثابت ہوگا تو آیا وہ اسقدر بڑھا کر دے سکتی ہے کہ جس میں اصل وصیت چہارم میں
آپڑے یعنی چوگنا بیان کرے اس میں اختلاف ہے (۷) عدہ کا پورا ہونا (۸) حیض و نفاس
ساتویں قسم یہ ہے کہ پچاس گواہوں سے ثابت ہو وہ مطلع کے صاف ہونے کی حالت میں چاند کا
ثبوت ہے بعض علماء کے نزدیک آٹھویں قسم یہ ہے کہ ایک شخص کی گواہی سے ثابت ہو جائے
وہ موقوف ہونا وکیل و مختار و نائب و کارندہ کا کہ اگر ان کو موقوفی کا گمان اس کے بیان سے
ہو جائے تو آپ کو معزول جانیں چنانچہ وکالت کے باب میں گذرا اور سالار علیہ الرحمۃ کے
نزدیک چاند کا ثبوت ہونا کہ شروع ماہ میں ایک گواہ کافی جانتے ہیں۔ نویں قسم یہ ہے کہ تنہا
قسم سے ثابت ہووے جیسے قتل کا مقدمہ کہ اگر مدعی اور اس کے وارثوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو
وہ پچاس دفعہ قسم کھائیں گے۔ **چوتھی فصل** ان حقوق کے بیان میں جو شیاع سے ثابت
ہوتے ہیں۔ ان علما کے قول کے موافق جو شیاع کو کافی جانتے ہیں شیاع سے مراد اتنے لوگوں
کا بیان کرنا ہے جن سے ظن غالب حاصل ہووے اور ان حقوق کی تعداد میں جو شیاع سے
ثابت ہوں مجتہدین میں باہم اختلاف ہے یعنی سات چیزیں بتلاتے ہیں (۱) نسب باپ اور
ماں کی طرف سے (۲) موت (۳) ملک مطلق (۴) وقف اور صدقہ (۵) نکاح (۶) آزادی اور
غلامی (۷) حکومت اور عہدہ امام و سلطان حق کی طرف سے اور بعض مجتہد ان سات چیز کے
سوا پندرہ چیزیں اور ذکر کرتے ہیں جو شیاع سے ثابت ہوتی ہیں (۱) برطرفی کارندہ و ملازم کی
(۲) ولاء عتق (۳) رضاع (۴) زوجہ کو تکلیف دینا (۵) گواہوں کی عدالت (۶) گواہ کی جرح
(۷) اسلام (۸) کفر (۹) رشد یعنی سمجھدار ہونا معاملات میں (۱۰) سفیہ یعنی حماقت و بے شعوری
معاملات میں (۱۱) جنگ (۱۲) حمل (۱۳) وصی ہونا (۱۴) آزاد ہونا (۱۵) قتل کی تہمت لگانا اور بعض
علما نے ان بائیس پر پانچ چیزیں اور زیادہ کی ہیں (۱) غصب کرنا (۲) قرض و دینداری (۳)

آزاد کرنا غلام کا (۴) مفلس ہونا (۵) چاند دیکھنا۔ **پانچویں فصل** ان امور کے بیان میں جو شہادت علی الشہادت سے ثابت ہو سکتے ہیں یعنی سماعی شہادت سے اور آیا اس قسم میں اگر عورت کسی مرد کی گواہی کی گواہ ہو تو مقبول ہے یعنی اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ مسموع نہیں ہے اگرچہ اس معاملہ میں ہو جہاں تنہا عورت کی گواہی سُنی جاتی ہے۔ الغرض شہادت سماعی سے گیارہ چیزیں ثابت ہیں (۱) قصاص (۲) طلاق (۳) نسب (۴) آزادی (۵) قرض (۶) عقود (۷) عیب عورتوں کے (۸) جننا (۹) بچہ کا پیدائش کے وقت بولنا یعنی جو زندہ پیدا ہونے کی علامت ہے (۱۰) وکالت (۱۱) وصی ہونا اور وصیت کرنا اور قاعدہ کلیہ اس قسم کے معاملات کا یہ ہے کہ جو چیز آدمی کا حق ہے وہی ثابت ہوتی ہے لیکن حق اللہ یعنی جرم اس سے ثابت نہیں ہوتے اور اگر ایسا امر ہو کہ حق اللہ اور حق عباد دونوں کو شامل ہو جیسے زنا تو حق الناس ثابت ہو جائے گا حق اللہ ثابت نہ ہوگا اور شہادت سماعی کی چار شرطیں ہیں (۱) یہ ہے کہ ہر ایک اصل گواہ کے بیان پر دو دو گواہ فرع کے ہوں پس اگر دو گواہوں کے بیان کی گواہی دیں تو مسموع نہیں۔ دو اصل گواہ حاضر ہوں یا مر گئے ہوں یا سفر میں ہوں یا بیماری سے نہ آسکیں یا قید ہوں یا ظالم کے ڈر سے بھاگ گئے ہوں یا باہر نہ نکل سکیں پس جس صورت میں اصل گواہ کا حاضر ہونا ممکن ہو فرع کی شہادت مسموع نہ ہوگی تین وہ صفات اور شرائط جو گواہ اصل میں ذکر ہوئے وہ فرع میں بھی موجود ہوں پس اگر وہ صفات نہ حاصل ہوں تو فرع کی شہادت قبول نہ ہوگی (۴) اصل گواہ کو نام لیکر معین کردے کہ فلاں سے سُنا ہے اگر ذکر نہ کرے گا تو گواہی معتبر نہیں ہے اور اگر گواہ فرع کے بیان کو اصل گواہ تصدیق نہ کرے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں فرع کی گواہی کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور بعض کے نزدیک اگر فرع کے گواہ اول سے زیادہ معتبر ہوں تو ان کا قول مسموع ہوگا۔ اور اگر یکساں ہو تو مسموع نہ ہوگا اور بعضے عالم مساوی ہونے کی صورت میں سماعت کرتے ہیں اور اس قسم کی شہادت کے تین مرتبے ہیں (۱) اعلام ہے یعنی اصل گواہوں نے ان سے بیان کیا ہو کہ تم فلاں امر کے گواہ رہنا (۲) یہ ہے کہ حاکم کے اجلاس میں ان گواہوں نے ان گواہوں کا بیان سنا ہو (۳) یہ ہے کہ کچہری کے سوا کسی دوسری جگہ اصل گواہوں سے انہوں نے سنا ہو اس تیسری قسم میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ معتبر ہے اور ضرورت ہے کہ اس صورت میں اول میں یہ گواہ بیان کریں کہ ہمکو گواہ اوّل نے گواہ کرکے بیان کیا ہے اور دوسری صورت میں کہیں کہ ہم نے حاکم کی مجلس میں سنا کہ انہوں نے اس طرح گواہی دی اور تیسری قسم میں لازم ہے کہ بیان کریں کہ ہم نے ان کو اس طرح کہتے سنا ہے۔

شہادت علی الشہادۃ

سترہواں باب

اقرار اور وصیت کے بارہ میں اس میں دو مطلب ہیں۔ پہلا مطلب اقرار کے بیان میں اور اسکی دو قسمیں ہیں حق کا اقرار کرنا یا قرابت اور رشتہ کا اقرار کرنا اور اس باب میں چند فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

اقرار حق

حق کے اقرار کرنے کے بیان میں اور اسکی چودہ شرطیں ہیں (۱) یہ کہ مقر بالغ ہو کہ نابالغ کا اقرار معتبر نہیں البتہ اس کا یہ اظہار کرنا کہ مجھکو احتلام ہوتا ہے۔ میں بالغ ہوں بشرطیکہ قرین قیاس ہو صحیح ہے نہ گواہوں کی ضرورت ہے نہ قسم کی۔ لیکن اگر اقرار کرے کہ میں سن بلوغ کو پہنچ گیا تو اس کا بیان عمر کی بابت بدون گواہوں کے مقبول نہیں (۲) عاقل ہو کہ دیوانہ کا اقرار معتبر نہیں۔ اگر جنون دوری ہو تو صحت کی حالت میں اقرار کرنا درست ہے (۳) اقرار کو کسی بات پر معلق نہ رکھے مثلاً یہ کہے کہ زید کہے یا عمرو گواہی دے پس اگر معلق کرے گا تو صحیح نہیں ہے اور اقرار ہر زبان میں معتبر ہے عربی میں ہو یا غیر عربی میں (۴) اقرار کا قصد ہو پس مست اور سوتے کا اقرار اور جس کے مزاج میں سہو غالب ہو اور جو اکثر خطا کرتا ہو صحیح نہیں اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ مست کی مستی حرام چیز سے ہو تو اس کا اقرار معتبر ہے اور وہ اپنے اقرار پر ماخوذ ہو سکتا ہے یا نہیں اختلاف ہے (۵) مقر آزاد ہو کہ بندہ کا اقرار جو مولے سے متعلق ہو اسکی جان کی بابت ہو یا مال کی معتبر نہیں ہے بلکہ جو مال کی بابت وہ اقرار کرے آزاد ہونے کے بعد اس کا اس سے مواخذہ ہوگا اور اگر وہ غلام جو اپنے میاں کی اجازت سے لین دین کرنے کا مختار ہو اور وہ لین دین کے متعلق کچھ اقرار کرے تو صحیح ہے اسی طرح اسکا وہ اقرار جو مال سے علاقہ نہ رکھے جیسے اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا اقرار کرنا (۶) یہ ہے کہ مقر باختیار ہو پس اگر زبردستی کسی سے اقرار کرا دیں تو صحیح نہیں (۷) فعل مختار ہو پس سفیہ کا اقرار کرنا سوائے طلاق و نکاح اور جرم کے جس میں قصاص ہو اور مفلس کا اقرار جس کو حاکم نے اسکے مال سے قرض ادا کرنے کیلئے بے اختیار کر دیا ہو عین مال کی بابت صحیح نہیں ہاں دَین کی بابت صحیح ہے اسی طرح بیمار کا اقرار کرنا تہائی ترکہ سے زیادہ کی نسبت کسی غیر کے واسطے جبکہ گمان اس بات کا ہو کہ ورثہ کے نقصان پہنچانے کو کیا ہے صحیح نہیں لیکن محل اتہام نہ ہو یا خود وارث کے حق میں ہو تو اصل متروکہ سے نکالا جائے گا۔

(۸) جس کے لئے اقرار کرے اسکو لیاقت اس بات کی ہونے کہ اس کے لئے اقرار کریں پس اگر کسی فرشتہ یا دیو بھوت کے لئے اقرار کرے یا دیوار و زمین کیلئے تو صحیح نہیں اور اگر کسی جانور کے لئے اقرار کرے تو اس میں اختلاف ہے بقول بعض کے بطلان کا احتمال ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس مقر سے پوچھنا چاہئے پس اگر وہ بیان کرے کہ اس دابہ یعنی جانور کے سبب سے مجھپر لازم ہے تو بعض کہتے ہیں کہ مالک مستحق ہے اور اقرب یہ ہے کہ پھر پوچھنا چاہئے پس اگر کسی خیانت کے تاوان سے جو کسی

شخص سے متعلق ہو تفسیر کرے تو اگرچہ اس شخص کو معین نہ کرے تو اقرب یہ ہے کہ قبول کریں اور تعیین کی اس سے درخواست کریں اور بطلان کا احتمال بھی اس صورت میں ہے اور اگر بندہ کیلئے اقرار کرے تو اسکے مولے سے اقرار ٹھیرے گا اور اگر مسجد یا مدرسہ کے لئے اقرار کرے اور اسکی ایسی وجہ بیان کرے جو ممکن ہو مثل وقف یا وصیت کے یا مطلق کہے تو صحیح ہے اور اگر اقرار کی وجہ کسی محال بات کو قرار دے تو لغو ہے بعض کے نزدیک اس صورت میں اقرار کو باطل جانتے ہیں اور حمل کیلئے اقرار کرے تو بھی یہی حال ہی اور اگر وہ حمل ضائع ہوجائے پس اگر اس اقرار کو وصیت سے نسبت دی ہو تو باطل ہے اور باقی ورثار سے متعلق ہوگا اگر میراث کو سبب اقرار کا گردانا ہو اور اگر حمل متعدد ہوں تو میراث کی طرح تقسیم کرلیں اگر وصیت نہ ہو ورنہ سب برابر تقسیم کرلیں کہ وصیت میں بدون فرق قرار دینے کے کمی و زیادتی نہیں ہوسکتی (۹) جس کیلئے اقرار کرے وہ مقر کی تکذیب نہ کرے کہ اگر وہ اس کی تکذیب کرے تو کسی چیز کا مستحق نہیں مگر اس صورت میں کہ تکذیب کے بعد اقرار کو قبول کرے اور غلام کا اقرار کسی شخص سے اگر کوئی کرے اور وہ شخص منکر ہو تو شیخ کے قول پر وہ غلام آزاد ہوجائے گا (۱۰) یہ کہ مقر لہ اسکا مالک ہوسکتا ہے پس اگر کسی مسلمان کے لئے سور یا شراب کا اقرار کرے یا کافر کیلئے قرآن کا یا مسلمان غلام کا تو اقرار صحیح نہیں اور بعض علما مصحف اور غلام کے اقرار کو جائز جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حاکم شرع حکماً فروخت کرادیگا (۱۱) جس چیز کا اقرار کرے وہ ایسی چیز ہو کہ مسلمان اسکا مالک ہوسکے یعنی وہ شے مملوک ہونے کی لیاقت رکھتی ہو پس اگر کسی آزاد کا کوئی اقرار کرے کسی شخص کے لئے تو صحیح نہیں اسی طرح اگر فضلہ انسان کا یا مردار کی کھال کا اقرار کرے ہاں اگر اس شخص کے لئے اقرار کرے جو اس کھال کا استعمال حلال جانتا ہو تو صحیح ہے اور اگر کسی شخص کے لئے ایک گیہوں کے دانہ کا یا اخروٹ کے چھلکے کا اقرار کرے تو لازم ہی کہ اسکو دے اگرچہ اسکو مال نہ کہیں (۱۲) وہ چیز مقر کا مال نہ ہو پس اگر یہ کہے کہ میری فلاں شے فلاں شخص کی ہے تو صحیح نہیں (۱۳) جس چیز کا اقرار کرے وہ ایسی شے ہو جس پر اقرار کے احکام جاری ہوسکیں پس اگر وہ شخص جس کے لئے شرع سے ثابت ہوا ہو کہ کسی نے اسپر کچھ توقف کیا ہے اور وہ اسکا دوسرے کیلئے اقرار کرے تو صحیح نہیں (۱۴) مال مقر بہ جسکا اقرار کرتا ہے مقر کے قبضہ میں ہو پس اگر دوسرے کی چیز کا اقرار کرے تو صحیح نہیں۔ **دوسری فصل** قرابت اور رشتہ داری کے اقرار میں واضح ہو کہ اس قسم کے اقرار میں علاوہ شرائط مذکورہ بالا کے تین چیزیں اور شرط ہیں (۱) یہ ہے کہ مقر بہ کا ملحق ہونا ممکن ہو پس اگر کسی ایسے شخص کو جس کا نسب معلوم ہوا اپنا بیٹا قرار دے یا کسی بوڑھے یا اپنے سے بڑے آدمی کا بیٹا ہونے کا اقرار کرے یا ہمسن کا یا اپنے سے اسقدر چھوٹے کا جو اس کا فرزند حسب عادت نہ ہوسکے تو باطل ہے اسی طرح اس شخص کا اقرار کرنا جس کے اقرار سے شرعاً ممانعت ہی جیسے ولد الزنا اور وہ فرزند جس کی ماں پر اسکی بابت تہمت لگا کے لعان کرچکا ہے۔ اگرچہ اس صورت میں وہ

اس کی میراث پائے گا اور اگر یہ کہے کہ میرا بیٹا ہے زنا سے تو آیا اقرار اس قسم سے ہے جس میں اقرار کے بعد اس کے منافی کو لگا دیتے ہیں اور پہلی زبان پکڑی جاتی ہے اور بعد کے لفظ کا اعتبار نہیں ہوتا یا کہ کلام واحد تصور ہو کر اقرار باطل ہوگا اس میں اختلاف ہے (۲) مقر بہ کا تصدیق کرنا سوائے میت اور مجنون اور صغیر کے کہ صغیر کا انکار کرنا معتبر نہیں ہے اگرچہ بلوغ کے بعد انکار کرے اور اگر دو شخص یا زیادہ ایک دوسرے کو اپنا عزیز تصدیق کریں سوائے باپ بیٹے ہونے کے مثلاً بھائی بھائی قرار دیں تو صحیح ہے لیکن ان دونوں کے سوائے ان کے دوسرے وارث پر اس اقرار کا اثر نہ ہوگا (۳) کوئی دوسرا مقر کے خلاف پر مدعی نہ ہو پس اگر ایک فرزند کی فرزندی کا دو شخص اقرار کریں تو مدعی کہلائیں گے اور گواہی پر مدار ہوگا اور اگر چچا بھتیجے کے مقابلہ میں بھائی کے بھائی ہونے کا اقرار کرے تو اسکو مال میت دینا پڑے گا اور اگر زوجہ فرزند کی فرزندی کا اقرار کرے اور بھائی اس کی تصدیق کریں تو مال فرزند کو ملے گا اور اگر وہ تکذیب کریں تو آٹھویں حصہ سے زائد جو زوجہ کو پہنچیگا وہ اس فرزند کو دے گی اور اگر بھائی دعوی کریں کہ ہمارے ایک بھتیجا ہے اور میت کی زوجہ منکر ہو تو زوجہ کا ربع حق نکال کر باقی مال ان کو اس بھتیجے کا دینا ہوگا اور اگر وہ فرزند کسی دوسرے کے فرزند میت ہونے کا اقرار کرے تو اپنے حصہ میں سے نصف اسکو دینا پڑے گا اور اگر یہ دونوں تیسرے کا اقرار کریں تو اسکو ثلث دیں اور جس صورت میں یہ دو تو عادل ہوں تو نسب اور میراث دونوں چیز ثابت ہوں گی۔

تیسری فصل اقرار کے احکام میں واضح ہو کہ جب کسی معلوم شخص کے لئے کسی مال کا اقرار ہو تو مقر پر اس مال کا دینا لازم ہے اور مبہم شئے کا اقرار کرے تو متعارف بلد پر حمل کریں اور اگر چند قسم متعارف ہوں تو غالب کا اعتبار ہوگا اور اگر کوئی فرد شائع نہ ہو تو جو مقر تعیین کرے اور اگر مجمل اقرار کرے تو صحیح ہے اور حاکم اسپر زور ڈالے گا کہ تفسیر کرے مثلاً یہ کہے کہ کچھ مال یا بہت سا مال یا بڑا مال یا نفیس مال میرے ذمہ ہے تو اس سے تفسیر کرائی جائے گی مگر تفسیر ایسی ہو کہ عرف میں اس کو مال کہتے ہوں۔ پس اگر بادام کے چھلکے سے یا گیہوں کے دانے سے مثلاً تفسیر کرے تو صحیح نہیں اور شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مال کثیر سے مراد اسّی ہیں کیونکہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ لفظ کثیر کو آئمہ معصومین علیہم السلام نے اسّی سے تعبیر کیا ہے لیکن اس قول میں اشکال ہے کیونکہ حدیث مذکور نذر کے باب میں وارد ہے اور نذر سے اقرار پر سند لانا قیاس ہے اور اقرار مجہول کی پندرہ صورتیں ہیں (۱) شئے کا اقرار کرنا اور وہ مال سے عام ہے پس اگر حد قذف یا شفعہ سے اسکی تفسیر کرے تو قبول ہوگی اور اگر نجس گوبر سے تفسیر کرے تو مسموع نہیں اور بعض مجتہد اس کو بھی جائز جانتے ہیں دوسرے مال کا اقرار کرنا اس صورت میں اسپر وہ شئے جسکو عرف میں مال کہیں لازم ہوگا اگرچہ قلیل ہو پس اگر مال نہ ہو تو داخل نہیں جیسے نجس گوبر اور اگر گیہوں کے دانہ سے مثلاً تفسیر کرے

احکام اقرار

توآیا جائز ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوا (۳) اسم جنس کا یعنی ایک عام چیز کا اقرار کرے جیسے سونا چاندی تیل اس صورت میں جو مقر بیان کرے وہ ہی ٹھیک ہے (۴) قسم ہے صیغہ جمع سے اقرار کرنا مثلاً روپیہ یا اشرفیاں بولے تو تین یا تین سے زیادہ پر محمول ہوگا اگر کہے کہ میں نے دو مراد لئے ہیں کہ دو بھی اردو فارسی وغیرہ میں جمع ہے تو اقرب یہ ہے کہ قبول ہوگا (۵) قسم کوئی گنتی کا لفظ بولے سو ہزار وغیرہ تو اسکی تفسیر کا کہ کیا چیز مراد ہے اسی مقر پر مدار ہے اگر چہ گیہوں کا دانہ بتلائے (۶) قسم یہ ہے کہ صلہ میں ابہام کرے جیسے کہ عَلَیَّ مِنْ وَاحِدٍ اِلَی الْعَشَرَۃِ کہے یعنی اس کے لئے میرے ذمہ ایک سے دس تک آتے ہیں کہ اس صورت میں آٹھ کا بھی احتمال ہے اور دس کا اور نو کا بھی احتمال ہے اور پانچ کا بھی (۷) ابہام وصف جیسے عربی میں ہے لَہٗ عَلَیَّ دِرْھَمٌ نَاقِصٌ کہنا یعنی مجھ پر ایک ناقص درہم ہے یا یہ کہنا کہ لَہٗ عَلَیَّ مَالٌ عَظِیْمٌ جَلِیْلٌ نَفِیْسٌ یعنی مجھ پر مال عظیم جلیل نفیس ہے (۸) جزو میں ابہام کرنا جیسے نصف کہنا کہ اس صورت میں کسی مالیت کی چیز کو معین کرنا پڑے گا جس کا وہ نصف ہے اور اگر درہم اور نصف کہے تو بعض کہتے ہیں کہ درہم کا نصف مراد ہوگا (۹) کنایۃً اقرار کرنا لَہٗ عَلَیَّ کَذَا کہنا کہ مجھ پر اس کا اتنا ہے تو عَلَیَّ شَیْءٌ کے حکم میں ہوگا اور اگر لَہٗ عَلَیَّ کَذَا دِرْھَمٌ دِرْھَمًا کہے جس میں اول کو رفع اور دوسرے کو نصب اور تیسرے کو جر بولتے ہیں تو اقرب یہ ہے کہ مراد اس کی واحد ہے کیونکہ لفظ درہم اول میں کذا کا بدل ہے اور دوسرے تمیز ہوگا اور تیسرے میں مضاف الیہ مگر صورت آخر میں بعض درہم کا بھی احتمال ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نصب میں بیس درہم کا احتمال ہے کیونکہ اول وہ عدد جس کی تمیز منسوب ہو۔ ان میں اقل درجہ بیس ہیں اور جر میں سو درہم کا احتمال ہے کہ اقل عدد جس کی تمیز مجرور ہو اضافت کے ساتھ وہ سو ہیں اور کذا کذا درہم کہے تو حالت نسب اور جر میں اول کے مثل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نسب میں گیارہ کا احتمال ہے اور اگر حرف عطف کے ساتھ ہو تو حال نسب میں اکیس سمجھے جائیں گے (۱۰) عطف وغیرہ سے ابہام کرنا مثلاً لَہٗ عَلَیَّ دِرْھَمٌ ودرہم ودرھم کہنا کہ احتمال ہے کہ تین درہم مراد ہوں اور اگر وہ کہے کہ دوسرے درہم سے میرا مقصود تیسرے کی تاکید تھا تو صحیح ہے اور اگر کہے کہ تیسرے سے اول کی تاکید مراد تھی تو معتبر نہیں (۱۱) ظرف میں ابہام کرنا یا مثل اس کے دوسری چیز میں جیسے کہ لَہٗ زَیْتٌ فِیْ جَرَّۃٍ یا کہ ثَمَنًا فِیْ غَلَّۃٍ یا قماش فی عیبہ یا کہ اَلْفٌ فِیْ صَنْدُوْقٍ یعنی فلاں چیز فلاں شے میں تو ظرف داخل اقرار نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو چیز بدون کسی ظرف کے نہیں ہوتی اس میں ظرف کا بھی اقرار ہے اور جانور کا اقرار کرنا اس کی زین کا اقرار ہے۔ لیکن غلام کا اقرار کرے تو اس کے عمامے اور جامئہ سروتن کا اقرار نہیں ہے (۱۲) اعیان میں ابہام کرے جیسے لہ ھذا الثواب یا کہ ھذا العبد کہے اس صورت میں درخواست تعیین کی اس سے کی جائے گی کہ معین کردے کونسا

کپڑا یا غلام۔ پس درصورت معین کرنے کے اگر مقرلہ منکر ہو تو اس کو قسم دی جائے اور حاکم مقرلہ سے وہ چیز نکال لے گا یا مقر کو دے گا اور اگر انکار کے بعد پھر مقرلہ تصدیق کرے تو اس کو دیدیویں (۱۳) ابہام استخراجی اور یہ اسوقت معتبر ہے جبکہ مقر اس کا عالم ہو پس اگر کسی شخص کو پڑھا ویں تو کوئی حکم اسپر مترتب نہیں ہو سکتا اور مثال اس ابہام کی یہ ہے کہ مثلاً جبر و مقابلہ کے قاعدے سے کہے کہ زید کا مہر ایک مال ہے اور نصف مال عمر کا اور عمر کا مہر ایک مال ہے اور نصف مال زید کا بس بطریق جبر و مقابلہ ہر ایک کا مال چار ہے اور ان میں ہر ایک کچھ دینے چاہئیں اور چھ کیا ہیں اس کی تفسیر مقر سے کرانی چاہیئے (۱۴) ابہام جالی جو حل ہو سکے اس میں مقر سے رجوع ہو مثلاً یہ کہے لَہٗ عَلَیَّ من الفضۃ بوزن ھذا الصخرۃ او بقدر ثمن عند زید (۱۵) عموم کی راہ سے ابہام ہو مثلاً یہ کہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے زید کا ہے اور اگر یہ کہے کہ فلاں کا میرے ذمہ اس کے مال سے زیادہ ہے تو اس شخص کے مال سے کسی قدر زیادہ دینا چاہیئے اور اگر اس صورت میں دعوے کرے کہ میں اس کے مال کو کم سمجھتا تھا تو قسم کھانی پڑے گی اور اقرار عین کا جسطرح صحیح ہے اسی طرح دین کا اقرار درست ہے پس اگر کہے فلاں زر قرضہ جو زید کے ذمہ ہے بکر کا ہے اور میرا نام فرضی طور سے ہے تو صحیح ہے اور اگر کہے تجھپر ہزار چاہئیں اور وہ کہے ہاں یا جی میں اس کا اقرار کرتا ہوں تو ہزار لازم ہو جائیں گے اور اگر جواب میں کہے تول لے پرکھ لے یا کہے مجھے اقرار ہے اور اس کا اِس کا لفظ نہ کہے تو اس صورت میں اقرار نہیں ہے کیونکہ عرف کی روسے پہلی عبارتوں پر ٹھٹے اور ہنسی کا احتمال ہے اور آخر کی صورت میں خیال ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو کہ میں مقر ہوں اس کا حق تیرے لئے دوسرے کے اوپر

چوتھی فصل منافیات اقرار کے بیان میں اور ان کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ قبول ہووے دو شرط کے ساتھ اول یہ کہ اقرار کے بعد اس میں سے استثنا کرے اسقدر جو کہ اصل اقرار سے مساوی یا زائد نہ ہو بلکہ کمتر ہو مثلاً یہ کہے کہ فلاں کے میرے پاس دس درہم ہیں مگر دو درہم یعنی دو درہم کم تو یہ اقرار آٹھ درہم کا اقرار ہو گا (۲) یہ کہ استثنا متصل ہو پس اگر بے فاصلہ نہ کہے بلکہ کچھ دیر کے بعد کہے کہ الّا دو درہم تو صحیح نہیں ہے اور بالاتفاق تمام علمائے کے نفی سے استثنا کرنا اثبات ہے اور اثبات سے استثنا کرنا نفی ہے مگر اس میں ابو حنیفہ مخالف ہے اس کے نزدیک نفی سے استثنا کرنا اثبات نہیں اور اگر استثنا متعدد ہو بذریعہ حرف عطف کے یا کہ دوسرا استثنا پہلے سے زیادہ ہو تو دونو عدد مستثنیٰ عدد اول سے خارج کئے جائیں گے مثلاً یہ کہے کہ فلاں کے مجھ پر دس درہم ہیں الّا تین درہم یا کہے مگر دو درہم مگر چار درہم پس ان دونوں صورتوں میں چار درہم کا اقرار ہو گا اور اگر حرف عطف نہ ہو اور استثنا ر جنس سے ہو تو صحیح ہے بشرط اس بات کے کہ مستغرق نہ ہو اور اگر استثنا ر تردید کے ساتھ ہو مثلاً یہ کہے کہ فلانے کے دس درہم

منافیات اقرار

مجھ پر آتے ہیں۔ الا تین درہم یا چار درہم تو صحیح نہیں اور اس میں احتمال ہے چھ کا اور سات کا اور اگر کہے کہ فلاں کا مجھ پر ایک درہم بلکہ ایک درہم تو اس میں اختلاف ہے اقوے یہ ہے کہ ایک درہم کا اقرار ہے ہاں اگر وہ خود کہے کہ میرا مطلب دو درہم ہیں تو دوسری بات ہے اور اگر دو جملوں کے بعد استثناً واقع ہو مثلاً یہ کہے اس کے مجھ پر دس درہم آتے ہیں اور ایک کپڑا مگر ایک درہم تو علما میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ استثناء کا تعلق دونوں جملوں سے ہوگا اور بعض کے نزدیک بغیر جملہ سے یعنی کپڑے سے تعلق ہوگا دوسری قسم استثناء مردود یعنی جو نہ مانا جائے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اقرار کرے کہ مجھ پر ہزار دینار چاہیئے ہیں۔ شراب کی قیمت یا سور کی یا اس مال کی قیمت جسکو ابھی میں نے وصول نہیں کیا کسی مسلمان کیلئے شراب یا سور کا اقرار کرے کہ ایسی صورتوں میں جو بات اصلی اقرار کے خلاف بیان کی وہ مسموع و مقبول نہ ہوگی۔ دوسرا مطلب وصیت کے بیان میں اور اسمیں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل وصیت مالی کے بیان میں اسمیں چند شرطیں ہیں واضح ہو کہ وصیت سے یہ مراد ہے کہ کسی شخص کو اپنے مرنے کے بعد کسی چیز کا یا کسی آمدنی کا مالک گردانے اور بعض کے نزدیک ایک شخص کا ایک چیز کے تصرف میں مسلط کرنا ہے اپنی وفات کے بعد بہرحال وصیت کی بارہ شرطیں ہیں (۱) ایجاب جیسے اوصیت لفلان هکذا یا کہ افعلوا کذا کہنا ہے میں لفظ بعد وفاتی کے یعنی میں نے وصیت کی فلاں شخص کیلئے فلاں چیز کی مثلاً یا یہ کہے کہ میرے بعد اس قدر روپیہ خیرات کر دینا اور اتنے روپیہ میں میرا حج کرا دینا اور جو اس کی مثل اور وصیت کا عربی زبان میں ادا کرنا لازم نہیں ہے اگر عربی بولنے پر قادر ہو اور اگر بول سکتا ہو اور لکھائے یا اشارہ کرے تو اسپر عمل واجب نہیں اگرچہ اس کے لکھنے کے وقت حاضر ہوں دوسرے قبول کرنا اس شخص کا ہے جس کے لئے وصیت کی خواہ زبان سے قبول کرے قبلت کہے مثلاً یا تصرف کرنے سے اس چیز پر قبول کرنا حاصل ہو اور قبول کی شرط اس موقع سے مخصوص ہے کہ موصی لہ یعنی جس کے حق میں وصیت ہے محصور و مخصوص ہوں باقی غیر محصور جن کا حصر شمار نہ ہو سکے مثلاً نادار سید و نہر یا مسجد یا پل پر وصیت کرے تو قبول شرط نہیں۔ باقی اس میں اختلاف ہے کہ آیا قبول زندگی میں بھی ہو سکتا ہے یا موصی کے مرنے کے بعد بعضے کی رائے یہ ہے کہ قبل مرنے کے قبول صحیح نہیں ہے اور قبول کا ایجاب سے متصل ہونا شرط نہیں۔ پس اگر وفات کے بعد قبول کرے صحیح ہے اور موصی کی حیات میں وصیت کے قبول سے انکار کیا ہو تو اس کی وفات کے بعد پھر قبول کر سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ جائز ہے لیکن اگر وفات کے بعد قبول سے پہلے پھیر دے تو وصیت جائز رہے گی۔ اور اگر قبول اور قبض سے پہلے رد کر دے تو لغو ہے بالاتفاق اور اگر قبول کے بعد اور قبض سے پہلے رد کر دے اسمیں اختلاف ہے اور اگر قبول کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کے وارث کو قبول کا اختیار ہے۔ خواہ وفات اس کی پہلے

ہو خواہ بعد اور بعض کہتے ہیں کہ اس صورت میں وصیت باطل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر موصی کی غرض اسی میت سے ہو تو وصیت باطل ہے ورنہ صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ موصی لہ موصی کے بعد مرے تو اسکے وارث کو قبول کا اختیار ہے اور اگر پہلے مرگیا تو باطل ہو جائے گی اور جس صورت میں ورثا کے اختیار کے قائل ہوں تو ان کا حکم قبول اور رد میں ان کے مورث کا ہے لیں خواہ نہ لیں اور جو مسائل گذرے اور اگر موصی لہ کے کوئی وارث ہی نہ ہو تو وصیت ورثہ موصی کی طرف منتقل ہو جائے گی اور بعضے کہتے ہیں حق امام ہے (۳) یہ کہ موصی بالغ ہو کہ وصیت طفل کی صحیح نہیں اور وصیت طفل شعور دار کی اور جس کی عمر دس سال کی ہو اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر دس برس کا بچہ کسی نیک کام کی وصیت کرے اسکی وصیت صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مرد ہے تو آٹھ برس کی عمر میں بھی وصیت کرنا صحیح ہے اور عورت ہی تو ساتویں برس میں وصیت درست ہے (۴) عاقل ہو کہ دیوانہ کی وصیت صحیح نہیں (۵) رشید ہو پس وصیت کرنا سفیہ کا جس کی عقل درست نہ ہو صحیح نہیں۔ اِلّا بعض کے نزدیک باب خیر میں درست ہے اور بعض کے نزدیک مطلقاً درست ہے اسی طرح جو شخص اپنے کو زخمی کرے اور اس میں خوف مرنے کا ہو اسکی وصیت بھی درست نہیں کہ وہ بھی سفیہ ہے (۶) قصد کرے پس وصیت سوتے اور مدہوشی کی اور غشی کے عالم میں معتبر نہیں ہے (۷) موصی لہ وصیت کے وقت موجود ہو پس اگر حمل کے حق میں وصیت کرے تو وصیت کے وقت حمل کا ہونا ضروری ہے اور اگر شبہہ ہو کہ ہے یا نہیں تو وصیت صحیح نہیں ہے (۸) اس شخص کو مالک ہونے کی لیاقت ہو پس فرشتے یا جانوروں کے لئے وصیت صحیح نہیں۔ ہاں اگر جانوروں کے چارہ دینے کا قصد کرے تو صحیح ہے (۹) وصیت کرنے والا اور جس کے نام وصیت ہو دونو آزاد ہوں مگر غلام کی وصیت درست نہیں اور نہ غلام کے نام درست ہے گو ہم قائل ہوں کہ غلام کسی چیز کا مالک ہو سکتا ہے اور وصیت جو اس نے غلامی کی حالت میں کی ہو اس کے آزاد ہونے پر بھی نافذ ہو گی یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اولیٰ نافذ ہونا ہے اگر اپنی آزادی پر مشروط کی ہو اور آدمی اپنے غلام کے نام وصیت کریں تو صحیح نہیں ہے اور بعد آزاد ہونے کے اسپر متصرف ہو گا اگر ثلث مال اس کی آزادی کو وفا کرے (۱۰) جس کے نام وصیت کی ہے اسپر وصیت کرنا شرعاً درست بھی ہووے پس ظالموں پر وصیت کرنا یا کتب ضلالت کے لیے یا کافر حربی کے لئے وصیت کرنا درست نہیں اگرچہ عزیز ہو اور بعض علماء عزیز کے حق میں درست جانتے ہیں اور کافر ذمی پر وصیت کرنا صحیح ہے اور بعض مجتہد مطلقاً جائز نہیں جانتے اور وصیت کنندہ میں اسلام شرط نہیں ہے پس اگر کوئی کافر کسی مسلمان کے لئے وصیت کرے اور وہ چیز ایسی ہو کہ مسلمان اس کا مالک ہو سکے تو وصیت درست ہے اور اگر شراب وغیرہ کی مسلمان کے لئے وصیت ہو تو درست نہیں (۱۱) موصی بہ یعنی جس چیز کی وصیت کرے ایسی چیز ہو کہ اسپر ملکیت ہو سکے پس آزاد آدمی کے دینے کی وصیت کرنا اور مال وقف

کی وصیت کرنا یا کنیز ام ولد کی اور گوشت مردار کی اور گوہ کی اور جانوروں کے فضلے کی اور کیڑوں کی وصیت درست نہیں ہے اسی طرح شراب اور سور کی مسلمان کیلئے لیکن ذمی کی ذمی کے لئے ہو تو درست ہے (۱۲) یہ کہ وصیت ثلث مال سے ادا ہوسکے پس تہائی مال سے زیادہ کی وصیت بدون رضامندی ورثائے کے زائد میں باطل رہے گی اور وارث کی اجازت وفات کے بعد ہو تو بالاتفاق معتبر ہے لیکن وفات سے قبل میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک صحیح ہے بعض انکار کرتے ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ اجازت وارث کی اس صورت میں انفاذ وصیت ہے یا ابتدائے عطیہ ہے۔

دوسری فصل وصیت کے اقسام میں اور وصیت مطلق کے احکام میں واضح ہو کہ وصیت کی چار قسمیں ہیں (۱) وصیت واجب جیسے ادائے حقوق واجب کے لئے وصیت کرے خواہ حق اللہ ہوں خواہ حق الناس (۲) وصیت سنت جیسے کم مقدار میں وصیت کرنا پس ربع مال کی وصیت ہی خمس کی وصیت بہتر ہے اور امر چہارم کی وصیت ثلث سے اولی اور ثلث نصف سے افضل ہے اور بعض عالم درصورت ورثائے کے مستغنی ہونے کے ثلث کی وصیت کو بہتر جانتے ہیں اور اگر ان کی حالت اوسط درجہ پر ہو تو ربع مال کی وصیت کو بہتر سمجھتے ہیں اور نادار ہوں تو خمس وصیت کو بہتر جانتے ہیں دوسری مثال وصیت مستحب کی یہ ہے کہ آدمی کلمہ شہادتین اور امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام اور جمیع فرمودۂ رسول کی وصیت کرے (۳) قسم حرام جیسے شراب اور سور کی وصیت کرنا اور مثل اس کے (۴) قسم مکروہ وہ زیادہ مقدار کی وصیت کرنا ہے اور اگر وصیت میں حصہ کشی نہ ہو تو سب برابر ہونگے اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ عمہ و خالہ بطریق میراث کے حصہ لیں گے اور وصیت کرنا بیگانوں کے نام اور ولی نعمت کے نام اور مستحق زکوٰۃ پر اور سبیل اللہ پر اسی تفصیل سے ہے جو وقف میں بیان ہوئی اور وصیت کرنی غیر موجود اور مجہول شئے کی درست ہے اور تعیین اس کی موصی کے انتقال کے بعد وارث کے ہاتھ ہے پس اگر مال کی یا نصیب کی یا مال قلیل یا عظیم کی وصیت کرے تو اس کا کھولنا وارث کی رائے پر ہے اگر مورث کا عندیہ معلوم نہ ہو اور جزو کے لفظ سے مراد عشر یعنی دسواں حصہ ہوتا ہے چنانچہ حسن بن ابان بن تغلب کی روایت میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے اور بعض احادیث صحیح کی رو سے جزو سے مراد ساتواں حصہ ہے اور بعض میں ثلث کا ساتواں حصہ فرمایا ہے اور روایات صحیح کی رو سے سہم سے مراد آٹھواں حصہ ہے اور روایات ضعیفہ میں چھٹا حصہ وارد ہے اور شئے سے مراد سدس ہے اور اگر مال کثیر کی وصیت کریں تو بعض علماء کے نزدیک اسی درم مراد ہیں جیسے نذر میں مذکور ہوا کہ بعض احادیث میں وارد ہے اور اگر شمشیر کی وصیت کرے تو بعض احادیث کی رو سے میان اور زیور اس میں داخل ہے اور صندوق کی وصیت ہو تو جو کچھ اس میں ہے وہ بھی شامل ہے اسی طرح کشتی کا حال ہے کہ لدی لدائی دینی پڑے گی۔ **تیسری فصل** وصی کرنے کے بیان میں اور وہ ایک

ولایت ہے کسی حق کے نکالنے پر یا کسی حق کے حاصل کرنے پر اصلی ولی اور مجنون کے باپ اور دادا
ہیں اور جسکو وہ وصی گرد لتے اسکی ولایت طفل پر صحیح ہے اور اگر وہ وصی کو وصی کرنے کی اجازت دیں
تو صحیح ہے اور اگر منع کریں تو وصی اپنی طرف سے وصی نہیں کر سکتا اور اگر کچھ تصریح نہ کریں تو اس میں
اختلاف ہے اور صفار کے نام کا خط امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف سے جواز کی تائید کرتا ہے اور
وصی میں آٹھ چیزیں چاہئیں (۱) یہ کہ عاقل ہو پس دیوانہ کو وصی نہیں کر سکتے اور اگر بعد میں مجنون
ہو جائے تو وصایت اس کی جاتی رہے گی اور اگر پھر اچھا ہو جائے تو آیا پھر وصی قائم ہو جائے گا
یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اگر دورہ پڑتا ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ افاقہ
اور صحت کے وقت درست ہے (۲) یہ کہ بالغ ہو اگر تنہا وہی وصی ہو پس تنہا بچہ کو وصی کرنا درست
نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ کسی بالغ کو شریک نہ کریں اور شرکت کی صورت میں بالغ کا
تصرف نابالغ کے بلوغ تک نافذ ہے (۳) مسلمان ہو اگر وصیت کرنے والا بھی مسلمان ہو یا کافر
ہو لیکن وہ مسلمان بچوں پر وصی بنائے (۴) عادل ہو قول مشہور کے موافق پس وصی ہونا فاسق کا
باطل ہے اگرچہ بعد میں فاسق ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی وصیت باطل نہیں ہوتی
(۵) آقا کی اجازت ہو اگر غلام وصی ہو اور آقا اپنے غلام کو وصی کر سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۶)
وصی سے اولیٰ موجود نہ ہوں۔ پس اگر باپ دادا کے ہوتے دوسرے کو وصی گردانیں تو صحیح نہیں (۷)
وصی سے کارروائی ممکن ہو۔ پس اگر مرض یا پیری کی وجہ سے یا سفاہت کے سبب سے کام کرنے سے
عاجز ہو تو آیا اس کی وصایت باطل ہے یا صحیح ہے اور حاکم ایک اور شخص کو اس کا شریک کر دے اس
میں اختلاف ہے اور اگر بعد میں عاجز ہو جائے تو حاکم دوسرے شخص کو اس کا شریک کر دے گا (۸)
صیغہ کہے یعنی اَوۡصَیۡتُ اِلَیۡکَ میں نے تجکو وصی گردانا یا فلاں بچہ کا معاملہ تیرے سپرد کیا تو میرا وصی ہے
اور یہ شرطیں وصیت کے وقت سے وفات تک معتبر ہیں اگر کسی شرط میں خلل واقع ہو تو وصایت باطل ہی
اور بعض کہتے ہیں کہ وصیت کے وقت شرط کا ہونا کافی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وفات تک چاہئے اور
وصی کا مرد ہونا شرط نہیں ہیں عورت اور خنثیٰ بھی وصی ہو سکتے ہیں اگر شرائط پائی جائیں شیخ طوسیؒ نے
اسپر اجماع کو نقل کیا ہے کہ اخیر شرط نہیں ہے اور سکونی کی روایت میں جو ممانعت وارد ہے اس سے
مراد یہ ہے کہ مکروہ ہے یا تقیہ پر محمول ہے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ ایک شخص وصی ہو پس اگر دو ہیں
اور کچھ تصریح نہ ہو تو مل کر کام کریں۔ اگر اتفاق نہ کریں تو حاکم ان پر جبر کرے گا کہ اکٹھے ہو کر کام کریں
اور وصی پر وصایت کو قبول کرنا واجب نہیں ہے وہ انکار کر سکتا ہے جب تک کہ موصی زندہ ہے
اسکو خبر پہنچے اور اگر اس کے انکار کی خبر ہونے سے پہلے موصی مر جائے تو مشہور یہ ہے کہ وصی پر امور وصیت
کا بجا لانا واجب ہے البتہ عاجز ہو تو معذور ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر موصی کی حیات

وصی کے بیان میں

میں وصی کو خبر نہ پہنچے تو وصیت سے انکار کرسکتا ہے اور وصی امین ہے اسکے ذمہ بدون تعدی و تفریط کے ضمانت نہیں ہے اور جو کام دستور کے موافق وکالتاً دوسرے شخص سے کرائے جاتے ہوں ان میں وکیل کرنا اسکو جائز ہوگا اور وصی اپنا زرقرضہ بے اطلاع حاکم اس مال سے جو اسکے ہاتھ میں ہے وصول کرسکتا ہے اور بشرط علم دوسرے کا دین بھی ادا کرسکتا ہے مگر قرضخواہ سے قسم لے کر کہ اس نے پایا تو نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جب تک کہ حاکم شرع کے روبرو ثابت نہ ہوجائے نہیں دےسکتا ہے اور یہ قول قوی ہے اور وصی اسی قدر پر اکتفا کرے جس کا اسکو اختیار دیا گیا ہو زیادہ نہ بڑھے پس اگر اس مال پر جو موجود ہو وصی گردانا جائے تو اس مال میں سے جو تازہ حاصل ہو کچھ علاقہ نہ ہوگا اور اگر مطلقاً وصی ہو یعنی کچھ تفصیل اور تشریح نہ ہو تو سب مال اسکے تحت میں داخل ہوگا اور اگر کوئی شخص مرجائے اور اپنے اطفال پر کسی کو وصی نہ کرے تو حاکم اپنی طرف سے امین مقرر کرے گا اسکی موقوفی بحالی کا اختیار حاکم کو ہوگا جب چاہے بدل دے اور اگر حاکم نہ ہو یا اس سے معاملہ رجوع ہونا دشوار ہو تو عام مسلمان پرہیزگار عادل تا حیات لپنے اس کا انتظام کرسکتے ہیں اور وصی کرنا بدون دو مرد عادل کی گواہی کے ثابت نہیں ہوتا۔

اٹھارہواں باب[۱۸]

تقسیم ترکہ کے بیان میں۔ میراث سے مراد کسی مال یا حق کا ایک شخص سے اس کی وفات کے بعد دوسرے شخص کی جانب منتقل ہونا ہے ان وجوہ سے جن کا بیان ہوگا بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو۔ چنانچہ اس باب میں چھ مطلب ہیں۔ پہلا مطلب میراث کے اسباب میں اور وہ سات ہیں (۱) قرابت اور وہ ایک شخص کا دوسرے سے بذریعہ ولادت کے متصل ہونا یا دونوں کا تیسرے شخص سے بطریق حلال اور شرعی کے اور اسکی تین قسم ہیں (۱) قسم میں دو فرقے ہیں کہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں (۱) ماں باپ (۲) اولاد اور ان کی اولاد اسی طرح نیچے تک کسی طبقہ کی ہوں یہ تو فریق ایک دوسرے کے ساتھ میراث میں شریک ہوتے ہیں اور سوائے شوہر یا زوجہ میت کے کوئی شخص ان کے ہوتے وارث نہیں ہوسکتا پس اگر کوئی شخص وفات کرے اور تنہا باپ کو چھوڑے تو کل مال کا وہ وارث ہے اور یہی حال ماں کا ہے اگر اس کے سوا کوئی اور نہ ہو اور اگر ماں باپ دونو ہوں تو ایک تہائی ماں کو اور باقی باپ کو ملیگا اور اگر ان دونوں کے ساتھ ایک بیٹا بھی ہو تو ماں اور باپ کو چھٹا چھٹا حصہ ترکہ کا اور باقی ماندہ پسر سے متعلق ہے اور اگر ماں اور باپ اور بیٹی ہو تو چھٹا چھٹا ماں باپ کو اور نصف دختر کو اور باقی ان سب پر اخماساً تقسیم ہوگا یعنی ایک ایک سہام ماں باپ کو اور تین سہام دختر کو بشرطیکہ میت نے حقیقی یا علاقی دو بھائی یا ایک بھائی دو بہنیں یا چار بہنیں نہ چھوڑی ہوں ورنہ باقی ماندہ کو باپ و ماں

اربعاً تقسیم کرلینگے یعنی ایک حصہ ماں باپ کو تین حصہ دختر کو چنانچہ آئندہ بیان ہوگا اور اگر دو بیٹیاں اور ماں باپ ہوں تو تہائی بیٹوں کو اور چھٹا چھٹا ماں باپ کو اور فقط باپ یا فقط ماں اور بیٹیاں ہوں تو بیٹیاں دو ثلث پائیں گے اور چھٹا باپ کو یا ماں کو جو ہو ملے گا اور باقی ان پر رد ہوگا پانچ حصے کرکے یا چار حصے کرکے یعنی صورت اول میں پانچ حصہ کرکے اور صورت دوئم میں چار حصے کرکے اور اگر کوئی شخص فوت ہوا اور ایک بیٹا چھوڑے تو تمام مال بیٹے کو ملیگا اور اگر کئی ہوں تو برابر بانٹ لیں گے اور اگر بیٹا بیٹی دونوں ہوں بیٹی کو بیٹے سے نصف ملیگا اور تنہا بیٹی ہو تو کل مال کی مالک وہی ہوگی اور اگر کئی ہوں تو برابر بانٹ لیں گی اور اگر میت کے بیٹا بیٹی نہ ہو اور پوتا پوتی یا نواسا نواسی ہو تو اولاد کی جگہ اولاد کی اولاد تنہا ہوں یا ماں باپ کے ساتھ جمع ہوں قائم مقام ہوں گی اور بطریق مذکور میراث پائیں گی اور ہر ایک ان میں اپنے اپنے مورث کا حق پائے گا جو اس کو ملتا۔ پس نواسا بیٹی کا حصہ لے گا اور پوتی بیٹے کا حصہ پائے گی اور مرد وعورت کی تفریق حصہ میں مثل بیٹا بیٹی کے ہے۔ اور بعض کے نزدیک بیٹا یا بیٹے کی اولاد اور بعض کے نزدیک بیٹی کی اولاد یعنی نواسا نواسی بحصہ مساوی پائیں گے۔ دوسری قسم میں بھی دو فرقے ہیں (۱) بھائی بہنیں اور درصورت ان کے نہ ہونے کے ان کی اولاد اور دوسرا فریق دادا دادی۔ پردادا پردادی اسی طرح اوپر تک اور یہ دو فریق اسوقت میراث پائیں گے جبکہ اول طبقہ کے پہلے دونوں فریق میں کوئی شخص موجود نہ ہو کہ ماں باپ یا اولاد کے ہوتے ان میں کسی کو حصہ نہ ملے گا۔ پس اگر کوئی شخص انتقال کرے اور ایک بھائی چھوڑے اور کوئی وارث نہ ہو تو کل مال کا وہ وارث ہوگا۔ پدری ہو یا مادری اور اگر دو بھائی ہوں یا زیادہ ہوں تو باہم بحصہ مساوی تقسیم کرلیں۔ اسی طرح اگر ایک خواہر یا دو خواہر یا زیادہ ہوں اور اگر بھائی بہن دونو ہوں تو بھائی کو بہن سے دوگنا حصہ ملے گا جیساکہ بیٹا بیٹی کی میراث کا طریقہ ہے لیکن مادری بھائی بہن بحصہ مساوی پائیں گے اور عینی بھائی بہن ہوتے سوتیلا بھائی اور بہن وارث نہیں ہوتے اور مادری بھائی یا بہن حقیقی کے ساتھ جمع ہوں تو چھٹا حصہ مادری کو ملے گا اور اگر ایک سے زائد ہوں تو تہائی کے مالک ہیں اور دو نو صورت میں بقیہ ترکہ حقیقی بھائی بہن کا حق ہے اور بعض عالم کہتے ہیں کہ اگر ایک حقیقی بہن اور ایک مادری بہن دونوں ہوں تو نصف حقیقی کو اور سدس مادری کو اور باقی ماندہ میں دونو اربعاً شریک ہیں تین حقیقی کو ایک حصہ مادری کو رُو سے ملے گا اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مادری بھائی بہن علاتی کے ساتھ ہوں تو بقیہ سب پر رد ہوگا اور جس صورت میں میت کے دادا دادی اور اس کے بھائی بہن سب ہوں تو دادا بھائی کے برابر وارث ہوگا۔ اور دادی بہن کے برابر حصہ لے گی اور پدری یعنی سوتیلے دادا دادی کا حکم سوتیلے بھائی بہن کا ہے اور نانا نانی کا حال مادری بھائی بہن کے برابر ہے پس ہوتے حقیقی جدّو

وجدہ کے علاتی جد و جدہ محروم رہیں گے جسطرح حقیقی بھائی بہن کے ہوتے علاتی بھائی بہن محروم رہتے
ہیں اور اگر بھائی بہن موجود نہ ہوں تو ان کی اولاد ان کی قائم مقام ہوگی اور میت کے دادا دادی شریک
ہونگے یعنی اپنی پردادی کے اور اگر کسی کا وارث فقط دادا یا نانا ہو تو تمام مال کا مالک ہے اور دادا دادی یا نانا
نانی دو آدمی ہوں تو جد ایک حصہ پائے گا اور جدہ نصف اس سے اور نانا نانی بحصہ مساوی پائیں گے اور
اگر دادا دادی اور نانا نانی دونو فریق جمع ہوں تو اکیلا نانا ہوگا یا نانی تو چھٹے حصے کے مستحق ہیں اور باقی
دادا دادی کو ملیگا اور اگر نانا نانی ایک سے زیادہ ہوں تو تہائی پائیں گے اور بقیہ دادا دادی کو ملے گا اور
بعض عالم فرماتے ہیں کہ اگر دادی اور نانی دو ہوں تو دادی تین حصہ اور نانی ایک حصہ پائے گی اور قریب
کا دادا نانا۔ دور کے نانا دادا کو حاجب ہیں یعنی قریب کے ہوتے بعید کو میراث نہ ملے گی پس دادا کے
ہوتے پردادا محروم ہے اور واضح رہے کہ مرتبہ اول میں آدمی کے دادا دادی۔ نانا نانی چار جد ہوتے
ہیں اور دوسرے درجہ میں ہو سکتا ہے کہ آٹھ ہوں اور تیسری پشت میں سولہ اور چوتھی پشت میں بتیس
اسی طرح اوپر کی طرف دوچند ہوتے جاتے ہیں۔ پس اگر کوئی باپ کا دادا دادی، نانا نانی اور ماں کا دادا
دادی، نانا نانی چھوڑے جو اس کے پردادا پردادی اور پرنانا پرنانی ہوں گے تو ایک تہائی ننیال
والوں کو ملے گا اور دو تہائی ددیال والوں کو اور تفریق اس کی یہ ہوگی کہ باپ کا نانا نانی تو اس
دو ثلث کا ایک ثلث لیں گے۔ مرد عورت سے دوچند پائے گا اور دو ثلث بقیہ باپ کے دادا
دادی لیں گے اس حساب سے مرد و عورت تقسیم کریں کہ عورت سے مرد دوچند لے پس ننیال
کے سہام چار ہیں اور ددیال کے سہام نو ہیں۔ پس مسئلہ ایک سو آٹھ سے صحیح ہوگا بوجہ تباین کے
چنانچہ فرائض کی تصحیح کے بیان میں ذکر ہوگا اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ ننیال کی تہائی میں ماں
کے پرنانا پرنانی کو ایک ثلث بحصہ مساوی اور دو ثلث اس تہائی کا ماں کے پردادا پردادی کو ملیگا
بحصہ برابر اور رہی ددیال کی دو تہائی اس میں سے ایک ثلث باپ کے پرنانا پرنانی کو ملے گا۔
بحصہ مساوی اور دو تہائی باپ کے پردادا پردادی کو ملے گا۔ مرد عورت کی تفریق سے مرد کو دہرا
عورت کو ایک حصہ اس صورت میں ننیال کے سہام چھ ہیں اور ددیال کے سہام اٹھارہ ہیں پس
فریضہ ان کا چون سہام سے صحیح ہوگا تداخل کی وجہ سے جس کا بیان ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ
ثلث کا ثلث نانی کے ماں باپ کو بحصہ مساوی ملے گا۔ اور ثلث کی دو تہائی نانا کے ماں باپ کو
بتفریق مرد و عورت کے ملیگا۔ مرد عورت سے دوچند پائے گا۔ یہ مسئلہ بھی چون سے صحیح ہو جائے گا۔
لیکن پہلا قول قوی تر ہے۔ **تیسری قسم** میں بھی دو فریق ہیں (۱) چچا اور پھوپی اپنے
ہوں یا باپ کے اسی طرح اوپر تک جس کو ہندوستان میں دادا دادی تعبیر کرتے ہیں (۲) ماموں اور
خالہ اور ماں کے ماموں خالہ اسی طرح اوپر تک جن کو ہم لوگ نانا نانی بولتے ہیں اور یہ دونوں فریق

جب وارث ہوتے ہیں جبکہ اوپر والے طبقوں میں سے کوئی شخص باقی نہ ہو پس اگر کوئی شخص مرجائے اور چچا کو چھوڑے تو وہ کل کا مالک ہے اسی طرح پھوپھی اگر چچا پھوپھی دونوں جمع ہوں تو پھوپھی کو چچا کے حصے سے نصف ملے گا اگر حقیقی یا علاتی ہوں اور اگر مادری ہوں تو بحصہ مساوی مالک ہوں گے اور اگر حقیقی چچا پھوپھی اور مادری چچا پھوپی جمع ہوجائیں تو مادری کو ثلث ملیگا اگر ایک سے زائد ہوں اور ایک ہو تو چھٹا اور مابقی دونوں صورت میں پدری رشتہ داروں کا حصہ ہے ایک صورت میں دو ثلث اور ایک شکل میں پانچ سدس اور اگر کوئی شخص مرجائے اور فقط ماموں کو چھوڑے تو کل مال کا وارث ہوگا اسی طرح اکیلی خالہ کل کی وارث ہے خواہ پدری ہو خواہ مادری اور ماموں خالہ کی میراث میں کچھ تفاوت نہیں دونوں کو برابر ملتا ہے اور اگر حقیقی ماموں خالہ مادری ماموں خالہ کے ساتھ جمع ہوجائیں تو مادری کو ایک سدس دیں گے اگر ایک ہوگا اور کئی ہوں گے تو ایک ثلث پائیں گے اور بحصہ مساوی تقسیم کریں گے اور باقی ماندہ حقیقی یا علاتی کو ملجائیگا لیکن علاتی حقیقی نہ ہونے پر پائیں گے اور آیا ان مرد عورت میں حصہ کی تفریق ہے یا سب برابر اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ سب برابر پائیں گے اور چچا پھوپھی اور ماموں خالہ جمع ہوجائیں تو اخوال کو ایک ثلث ملے گا اگرچہ ایک شخص ہو اور مرد و عورت مساوی حصہ پائیں گے اور مابقی چچا اور پھوپی کا ہے اور چچا اور پھوپھی کی اولاد اور ماموں خالہ کی اولاد ان کے ہوتے میراث نہیں پاتے ہاں اگر یہ چاروں خود موجود نہ ہوں تو وہ وارث ہوتے ہیں اور میت کے ماموں خالہ اور چچا پھوپھی اس کے ماں باپ کے ماموں خالہ اور چچا پھوپھی سے مقدم ہیں اور میت کے باپ کے چچا اور پھوپھی اور ماموں خالہ میت کے ماں کے چچا اور پھوپھی اور ماموں خالہ کے ساتھ جمع ہوں تو ثلث ترکہ بقول مشہور رشتہ داران مادری کو ملے گا اور دو ثلث باقی متوفی کے پدری رشتہ داروں کا حق ہے اس تفصیل سے کہ دو ثلث کا ثلث تو خالہ ماموں پدری کو بحصہ مساوی اور دو ثلث باقی عم اور عمہ کا حق ہے مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے پس فریضہ ان کا ایک سو آٹھ سے درست ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ ماں کی خالہ اور ماموں ایک ثلث کا ثلث بحصہ مساوی پائیں گے اور ثلث کے دو ثلث ماں کے چچا پھوپھی لیں گے۔ پس اس صورت میں فریضہ چون سے صحیح ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ چاروں اخوال ایک ثلث کو بحصہ مساوی بانٹ لیں اور ایک ثلث دو ثلث کا عمہ اور عم مادری بحصہ برابر لیں اور ثلث کے دو ثلث عم و عمہ پدری پائیں مرد کو دوچند عورت سے ملے یہ فریضہ ایک سو آٹھ سے درست ہوگا۔ تتمہ ہر صنف میں میت کا قریب رشتہ دار اپنی صنف کے بعید کو مانع ہوتا ہے اصل میراث میں اس کی چھ صورتیں ہیں (۱) یہ کہ پہلا طبقہ ثانیہ کو نافع ہے لیکن اس میں سنت ہے کہ میت کے باپ اور ماں اپنے ماں باپ کو ایک چھٹا دیں جبکہ ان کو اعلیٰ درجہ کا حصہ ملے خواہ پدری ہو یا مادری اور اگر ماں باپ موجود نہ ہوں تو یہ امر یعنی دادا نانا کو دینا سنت نہیں ہے (۲) طبقہ ثانیہ طبقہ ثالثہ کو مانع ہوتا ہے

یعنی اجداد اور اخوۃ اعمام و اخوال کو مانع ہیں (۳) حقیقی رشتہ دار علاتی کو مانع ہوتے ہیں ہر مرتبہ
میں (۴) طبقہ ثالثہ مانع ہوتا ہے میراث مولائے عتق کو (۵) معتق ضامن جریرہ کو مانع ہوتا ہے (۶) ضامن
جریرہ امام کو وارث ہونے سے مانع ہوتا ہے اور ہر صنف کا اقرب اپنے صنف کے بعد کو مانع ہوتا ہے۔
دوسرے صنف کے بعد کو مانع نہیں ہوسکتا مثل خواہران مادری اور جد قریب کے کہ اس صورت میں جد
قریب دو ثلث اور خواہران مادری ایک ثلث لیں گے دوسری مثال یہ ہے کہ جد مادری اور بھتیجا مادری
ہو اور بھائی علاتی ہو کہ اس صورت میں جد اور بھائی مادری بھتیجے کو حاجب نہیں ہوسکتے وہ میراث پائیگا
اور یہ قاعدہ آٹھ جگہ کے سوا کہیں نہیں ٹوٹتا (۱) ماں باپ پوتا پوتی میں ٹوٹتا ہے کہ ماں باپ اور
نواسہ سے قریب تر ہیں (۲) دادا کا پوتے کے ساتھ میراث پانا یہ محمد بن بابویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک
ہے اور حجت ان کی ایک حدیث ہے جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی
شخص مرے اور نواسی اور دادا دادی چھوڑ دے تو سدس ترکہ جد اور جدہ کو ملے گا باقی اس لڑکی کو (۳)
حقیقی بھتیجے کا مادری بھائی کے ساتھ وارث ہونا بعض کے نزدیک اور دلیل ان کی یہ ہے کہ حقیقی میں
دو سبب ہیں اور مادری میں ایک سبب ہے پس سدس مادری بھائی کو ملا اور باقی بھتیجے کو اور یہ قول بھی
ضعیف ہے۔ یہی دلیل علاتی بھائی اور حقیقی بھتیجے میں بھی جاری ہونی چاہیئے حالانکہ ان کے نزدیک
بھی علاتی بھائی حقیقی بھتیجے کو مانع ہے (۴) حقیقی چچا کا بیٹا سوتیلے چچا کے ساتھ جمع ہو تو وہ چچیرا بھائی
مالک ہوگا اور عم محروم اسپر تمام علمائے شیعہ کا اتفاق ہے اور یہ حکم معتبر نہیں ہوتا اگرچہ چچازاد بھائی
متعدد ہوں یا چچا متعدد ہوں یا دونو متعدد ہوں اور اسی طرح سے یہ حکم نہیں بدلتا ہے اگر زوج یا زوجہ
میت کے ان کے نزدیک تر ہو جائیں اور آیا اگر چچازاد بھائی کی جگہ چچازاد بہن ہو جائے یا چچازاد بھائی
کے ساتھ پھوپھی مادری ہو جائے تو حکم بدل جائے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے احوط یہ ہے کہ تغیر
پاتا ہے اور ترکہ اس صورت میں عم یا عمہ کو ملے گا اسی طرح اس میں خلاف ہی اور اگر عم علاتی اور پسر عم
حقیقی کے ساتھ ماموں بھی موجود ہو بعضے کہتے ہیں کہ ماموں اور چچا وارث ہیں معمول کے موافق اور
بعض کے نزدیک پسر عم اور ماموں کو ملیگا اور بعض کے نزدیک محض ماموں وارث ہوگا لیکن پہلا قول
صحیح ہے اور چچا یا ابن عم یا دونو خنثیٰ ہوں تو بھی حکم کے بدلنے کا احتمال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان
کو مرد فرض کریں (۵) حقیقی دادا دادی۔ نانا نانی ماں کے ساتھ وارث ہوتے ہیں بعض علما کے
نزدیک (۶) بعض کے نزدیک دادا کے ہوتے اولاد کی اولاد کو کچھ نہیں ملتا (۷) بعض کے نزدیک
اگر خالہ اور دادی یا نانی دونو جمع ہوں تو بحصہ مساوی وارث ہوں گی۔ تکملہ۔ اگر میت کے ماں باپ
کے ساتھ میت کی اولاد بھی ہو تو میت کے والدین کو سدس سے زیادہ نہ ملے گا الا اس صورت میں کہ ایک
بیٹی ہو کہ تنہا بیٹی والدین میت کو سدس سے زیادہ کی مانع نہیں ہوسکتی بلکہ زائد میں بطریق مذکور

شریک ہونگے اسیطرح دو بیٹیاں یا بیٹا میت کی زوجہ اور شوہر کو انکے نصیب اعلیٰ سے کہ ربع اور نصف ہیں مانع ہوتے ہیں اور اگر میت کے بھائی میت کی ماں کے ساتھ جمع ہوں تو سدس سے زائد میں انکے مانع ہوتے ہیں سات شرطوں کے ساتھ (۱) یہ کہ باپ انکا موجود ہو اور اگر باپ میت کا موجود نہ ہوگا تو حاجب نہیں ہوسکتے (۲) دو بھائی یا ایک بھائی بہن ہوں یا چار بہنیں ہوں کہ اس قدر نہ ہو تو حاجب نہیں ہوسکتے اور خنثیٰ اس صورت میں عورت کے حکم میں ہے لیکن قرعہ کا احتمال قوی ہے (۳) یہ ہے کہ بھائی بہن حقیقی ہوں یا علاتی کہ اخیافی حاجب نہیں ہوسکتے (۴) بھائی محجوب الارث نہ ہوں کہ اگر کسی وجہ سے محجوب ہونگے تو حاجب نہیں ہوسکتے (۵) میت کے انتقال کے وقت یہ بھائی بہن پیدا ہوچکے ہوں پس اگر شکم میں ہوں تو حاجب نہیں ہوسکتے (۶) زندہ ہوں کہ اگر پہلے مرچکے ہوں تو حاجب نہیں اور اگر میت اور اسکے بھائی بہن ساتھ ہی مرجاویں تب بھی مانع نہ ہوں گے اور بعض مجتہدان میں جو ڈوب کر یا دب کر مریں توقف کرتے ہیں (۷) حاجب و محجوب میں مغائرت ہو پس اگر ایک ہی شخص میں دو نو رشتہ جمع ہوں تو مانع نہیں ہوسکتا مثلاً میت کی ماں اسکی علاتی بہن ہووے جیسا کہ مذہب مجوس میں واقع ہوتا ہے جن کی میراث کا بیان آئندہ آئیگا یا وطی بالشبہہ میں اتفاق پڑتا ہے اگر کوئی شخص دہوکہ میں اپنی بیٹی سے جماع کرے اور اس لڑکی سے اولاد پیدا ہو تو وہ عورت اپنی اولاد کی ماں بھی ہوگی اور بہن بھی۔ دوسری وجہ وراثت کی زن و شوئی یعنی میاں بی بی ہوناکہ عقد دوام یعنی نکاح ہو اور عورت آزاد ہو اور مدخولہ ہونا شرط نہیں الا اس صورت میں کہ بیماری کی حالت میں عقد واقع ہوا ہو کہ اس صورت میں اگر دخول ہونے نہیں پایا کہ مرگیا تو میراث اس زوجہ کو نہ ملے گی اور زوج اور زوجہ تینوں طبقہ کے وارثوں کے ساتھ میراث میں شریک ہوتے ہیں اگر ان کی وراثت کو کوئی چیز اور مانع نہ ہوا اور زوجہ اور زوج کے دو نصیب یعنی حصہ ہیں (۱) اعلیٰ وہ شوہر کے لئے نصف ترکہ اور زوجہ کے لئے چوتھائی۔ اگرچہ کئی زوجہ ہوں یہ اس صورت میں ہے کہ میت کی اولاد صلبی نہ ہو (۲) اولیٰ وہ شوہر کے لئے چوتھائی اور زوجہ کو آٹھواں ہے اگرچہ متعدد ہوں یہ نصیب اس صورت میں ہے کہ میت کی اولاد ہو (۳) **تیسری وجہ** وجہ میراث کی ولائے عتق ہے یعنی جو کوئی شخص اپنے غلام یا کنیز کو آزاد کرے اس کا وارث ہوتا ہے چار شرط سے (۱) یہ کہ اس کو اپنی رضا و رغبت سے آزاد کرے یعنی کفارہ وغیرہ اس باب میں اس کا آزاد کرنا واجب نہ ہوا ہو ورنہ وارث نہ ہوگا۔ دوسرے ایسا کام نہ کیا ہو جس سے خود بخود بردہ آزاد ہوگیا ہو جیسے ناک کان کاٹ ڈالنا جس کا بیان عتق کے باب میں گذرا کہ ایسا ہو تو وراثت نہ ہوگی اور غلام آزاد شدہ اپنے آقا کا وارث نہیں ہوتا الاحق ولا ہیں اور شیخ ابن بابویہ فرماتے ہیں کہ ولائے عتق میں غلام آزاد شدہ آقا کا وارث ہوگا اور تیسری شرط یہ ہے کہ آزاد کرنے کے وقت غلام کی خیانت اور جرم سے آپ کو بری نہ کیا ہو تو وراثت نہ ہوگی (۴) یہ کہ آقا کے سوائے اس کا کوئی وارث شرعی اور نہ ہو ورنہ آقا کی میراث نہ ملے گی جب یہ سب شرائط جمع ہوں اور غلام مذکور وفات پائے تو اسکا

مولی اس کا وارث ہوگا اور وہ نہ ہوگا تو اس کی اولاد کو حق پہنچیگا مرد ہوں خواہ عورت اور اگر آقا کے
اولاد بھی نہ ہو تو اسکے رشتہ داروں کو میراث پہنچیگی بھائی ہوں یا بہن عینی ہوں یا علاتی اور اس کے دادا دادی
اور چچا پھوپھی ماموں خالہ سے متعلق ہوگی اور ان کی اولاد سے مگر رشتہ داران مادری اس صورت میں
وارث ہوں گے اور اگر مولا کے عزیز قریب کوئی نہ ہو تو مولا کے مولا کو میراث ملیگی یا اس کے رشتہ داروں
کو اسی طرح سلسلہ وار اگر آزاد کرنے والی عورت ہو تو خود وارث ہوگی اور اس کے پدری رشتہ دار باقی
اس کی اولاد کو حق ولا نہیں پہنچتا الا اس صورت میں کہ وہ اولاد دوسرے رشتہ سے اسکے جدی رشتہ دار
بھی ہوں کہ اس رشتہ کی رو سے وہ حقدار بھی ہوں گے اور اگر کوئی غلام کنیز آزاد شدہ سے نکاح کرے
تو ان کے اولاد کی ولا کنیز کے مولی سے متعلق ہوگی اور اگر ماں کی آزادی کے بعد کسی نے انکے دادا
کو آزاد کر دیا تو ان کی اولاد ان کے دادا کے مولا سے متعلق ہوگی اور اگر اس کے بعد باپ بھی آزاد
ہوگیا تو حق ولا باپ کے مولا سے متعلق ہوگا۔ چوتھی وجہ وراثت کی ولائے ضامن جریرہ ہے اور اس
کی یہ صورت ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کے جرائم کے تاوان کا ذمہ وار ہوگیا ہو اور اس کی وراثت کی
شرط ٹھیر گئی ہو تو اس صورت میں جب کوئی وارث اوپر کے وارثوں میں سے نہ ہوگا یہ ضامن وارث ہوگا
اور دوسرا شخص ضامن کا وارث نہ ہوگا الا اگر وہ بھی اسکا ضامن ہو تو ہو سکتا ہے۔ پانچویں وجہ
وراثت کی ولائے تلقین اسلام ہے جو شخص کسی شخص کو مسلمان کرے جس صورت میں اس نو مسلم کا
کوئی وارث نہ ہو حتی کہ ضامن بھی نہ ہو تو یہ مسلمان کرنیوالا اس کا وارث ہوگا۔ چھٹی وجہ یہ ہے کہ جس
کسی غلام کو زر زکواۃ سے خرید کر آزاد کر دیں اور وہ مر جائے اور کوئی وارث اس کا نہ ہو تو اس کے وارث
وہ لوگ ہیں جو مستحق زکواۃ ہیں۔ ساتویں وجہ ولائے امامت ہے کہ کوئی شخص مر جائے اور طبقات
بالا سے کسی قسم کا اس کا وارث نہ ہووے تو اس کا وارث امام ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر کوئی
شخص مر جائے اور ایک زوجہ کو چھوڑے تو چوتھائی اس زوجہ کو ملے گا اور مابقی مال ظہور امام میں
امام کا حق ہے اور جناب امیر المومنینؑ لاوارث کے مال کو اپنے عہد میں فقرائے بلد میت کو اور
مفلس ہمسایوں کو تقسیم فرمایا کرتے تھے اور امام غائبؑ ہو تو اس میں چند قول ہیں کہ تا ظہور امام امانت
رہنے دیں اور ایک کے بعد ایک اپنے ورثاء کو وصیت کرتے رہیں تا اینکہ امام علیہ السلام ظاہر ہوویں
اور بعضے کہتے ہیں کہ زمین میں دفن کر دیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فقراء پر تقسیم کر دیں اور افضل المتاخرین
شیخ بہاؤ الدین آملیؒ اس قول کو راجح جانتے تھے اور اگر بادشاہ وقت بجبر اس کو چھین لے
تو کوئی ضامن نہیں ہے لیکن بدون مجبوری بادشاہ کو نہ دیں اور اگر کافر حربی یا ذمی مر جائے اور
کوئی وارث اس کا نہ ہو تو اس کا وارث بھی امام ہے۔ **دوسرا مطلب موانع ارث کے بیان میں** جو کسی
درجہ میراث سے مانع ہیں خواہ کل سے یا جزو سے پس واضح ہو کہ تہلیس امر مانع میراث ہیں فی الجملہ

(۱) غلام ہونا وارث کا کہ غلام وارث نہیں ہو سکتا خواہ میت آزاد ہو یا غلام اس صورت میں میراث کا تعلق آزاد وارث سے ہوگا اگرچہ بعید ہو مثلاً ضامن جریرہ ہو اور اگر کسی قدر آزاد ہو تو بقدر اپنی آزادی کے حصہ پائے گا۔ پس اگر کوئی شخص انتقال کرے اور ایک بیٹا چھوڑے جو نصف آزاد ہو اور ایک بھائی آزاد چھوڑے تو اس کا ترکہ اسکے بھائی اور بیٹے میں نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر بھائی بھی نصف غلام ہو تو آدھا مال بیٹے کو اور چوتھا بھائی کو اور اگر ان کے ساتھ آزاد چچا بھی ہو تو بقیہ چوتھائی اس کو ملیگا۔ اور اگر وہ نصف بھی آزاد ہو تو آٹھواں اس کو ملے گا اور اگر سوائے غلام کے کوئی وارث میت کا نہ ہو تو حاکم شرع اس غلام کو میت کے مال سے اس کے آقا سے خرید فرما کر بقیہ مال اسکے حوالے کریگا خواہ وہ غلام ثابت ہو یا بیٹا ہو یا کوئی اور رشتہ دار ہو اور بعض علمار کے نزدیک سوائے باپ اور اولاد کے دوسرے رشتہ دار کو نہ خریدیں گے (۲) کافر ہونا کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو حتیٰ کہ ضامن جریرہ مسلمان کافر اولاد سے مقدم ہے لیکن مسلمان کافر کا وارث ہو گا۔ اور غیر مسلمان وارثوں کو مانع ہو گا اگرچہ قریب کے رشتہ دار ہوں لیکن اگر کوئی مسلمان وارث موجود نہ ہو تو کافر وارثوں کو ترکہ ملے گا اور اس مسئلہ پر ہر قسم کے کافر کا ایک ہی حال ہے حربی ہو یا ذمی خارجی ہو یا ناصبی یا غالی سب باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور بعض علمار کے نزدیک ناصبی اور غالی دوسری قسم کے کفار کے وارث ہوں گے اور کافر ان کے وارث نہیں ہو سکتے۔ لیکن بدعتی فرقے مسلمانوں کے جو باقی رہے اور ان میں اور اہل حق میں باہم میراث ہے اور بعض علمار کے نزدیک مومن اہل بدعت کا وارث ہوگا اور بدعتی مومن کا وارث نہیں ہو سکتا اور اگر وہ وارث جو کافر ہو قبل تقسیم ترکہ مسلمان ہو جائے اور مساوی درجہ کے ہوں تو مسلمان ورثہ کے شریک ہو جائیں گے اور اگر اولیٰ ہوں تو کل مال پائیں گے خواہ میت مسلمان ہو یا کافر اور اطفال اسلام اور کفر میں اپنے ماں باپ کے تابع ہیں۔ پس اگر محکوم باسلام ہوں تو وراثت ہو گی (۳) قاتل ہونا کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا اور اگر چند آدمیوں نے ملکر قتل کیا ہو تو سب محروم ہوں گے اگر عمداً ظلم کی راہ سے یعنی بغیر حکم شرعی کے قتل کریں اور اگر قتل خطا ہو تو اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ دیت سے فقط محروم رہیں گے اور اگر شبہ عمد ہو تو بھی اختلاف ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر اپنے بیٹے کو بغرض تعلیم و تادیب کے زدوکوب کرے اور وہ لڑکا مرجائے تو باپ کو اس کی میراث پہنچتی ہے۔ اگر کوئی رشتہ دار اپنے رشتہ دار کے زخم کو رفو کرے ٹانکے لگائے یا بندش زخم کرے اور اتفاق سے وہ مرجائے تو میراث میں حارج نہیں اگر وہ جانور جس کو لئے جاتے ہوں اسکو لات مارے اور وہ مرجائے اور طفل یا دیوانہ کسی کو قتل کرے تو میراث پائیں گے اور قتل خاص قاتل کے حق میں مانع میراث ہے پس قاتل کی اولاد محروم نہ ہو گی البتہ ایک صورت میں کہ آقا اپنے غلام کو آزاد کرے

بعدہ اسکو مار ڈالے تو آقا کے فرزند کو بعض کے نزدیک میراث نہ ملے گی اسلئے کہ بیٹے کی طرف باپ کے
بعد ولایت منتقل ہوتی ہے اور باپ کی ولایت اسکی حالت حیات میں ساقط ہوگئی اور بعض مجتہد کہتے ہیں
کہ اس صورت میں بھی میراث پائے گا اسلئے کہ ولا اقرب سے (۱) بعد کو منتقل ہوتی ہے اگر اقرب نہ ہووے
اور اس صورت میں معتق بمنزلہ معدوم کے ہے اسکا عدم و وجود برابر ہے اسی طرح اختلاف ہے اگر
معتق کافر ہو اور بھاگ کر دار الحرب میں چلا جائے اور اسکو اسیر کرکے بردہ بنالیں اور اس معتق کی اولاد
ہو پس وہ غلام جس کو آزاد کیا انتقال کرے تو بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اس صورت میں معتق کا بیٹا وارث نہ ہوگا
غلام کا مال بیت المال سے تعلق رکھتا ہے اور بعض کے نزدیک وارث ہوگا کہ معتق اس شکل میں
کالعدم ہے اور مقتول کی دیت کا مالک وہ شخص ہے جو اس کے مال کا وارث ہے اور بعض علماء
رشتہ داران مادری کو وارث نہیں جانتے اور بعض علماء علاتی بہنوں کو وارث نہیں ٹھیراتے (۴)
لعان کرنا کہ بعد لعان کے زن و شوہر ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے اور وہ بچہ جس کے انکار
کرنے کی بابت لعان ہوا ہے وہ باپ کا اور باپ اسکا وارث نہ ہوگا البتہ ماں اس کی وارث ہوگی
اور وہ اپنی ماں کا وارث نہ ہوگا اور اس کی اولاد اسکی وارث ہوگی اسی طرح مادری رشتہ دار اور زوجہ اور
زوج میراث پائیں گے اور بعض روایات میں وارد ہے کہ وہ ماموں کا وارث نہ ہوگا اور ماموں اس کا
وارث ہوگا اور اقرب یہ ہے کہ طرفین سے میراث ہے اور اگر باپ لعان کے بعد اقرار کرے کہ یہ میرا
فرزند ہے تو فرزند وارث ہوگا باپ اس کا وارث نہیں ہوسکتا اور آیا اس صورت میں باقی رشتہ دار
پدری وارث ہوں گے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے (۵) زنا کرنا کہ زنا زادہ کے مال کے وارث اسکے وارث
نہیں ہوسکتے اور نہ ان کے رشتہ دار اور وہ بھی ان کا وارث نہیں ہوسکتا البتہ اس کی اولاد اور شوہر
اور زوجہ ضامن جریرہ اور امام کو میراث ملے گی اور بعض روایات میں لکھا ہے کہ ماں کو اور اسکے
رشتہ داروں کو میراث ملے گی (۶) جس صورت میں باپ حاکم کے روبرو بیٹے کے جرائم سے اپنی
علیحدگی ظاہر کرے تو بعض کے نزدیک باپ کو اس بیٹے کی میراث نہیں مل سکتی ہے اور اکثر کے نزدیک
یہ امر مانع میراث نہیں ہے (۷) عاق[1] کرنا یعنی باپ کا بیٹے کو میراث سے خارج کرنا کہ اس صورت
میں بیٹا ثلث متروکہ سے محروم ہے (۸) نسب کا مشکوک ہونا مثلاً بیوی نے یا شوہر نے مقاربت کی
اور دوسرے نے بھی اس سے مقاربت کی اسی طہر میں تو اس صورت میں جو فرزند حاصل ہوگا وہ مشکوک
فیہ ہوگا پس بیٹا باپ کا اور باپ بیٹے کا وارث نہیں اور اس لڑکے کی میراث اس کی اولاد سے
متعلق ہے البتہ یہ امر سنت ہے کہ باپ اس کے واسطے اپنے مال میں سے کچھ حصہ نکال دے

---

[1] یہ مقولہ بعض علماء کا ہے کہ وہ ایک کا عاق کرنا دوسروں کے حق میں کل مال کی وصیت قرار دیتے ہیں لیکن یہ قول مخدوش ہے عاق کرنا شرعاً
کوئی امر نہیں اور وصیت کی عبارت واقع نہیں ہوئی ہے پس محقق یہ ہے کہ پورے حصہ کا وارث ہے ۱۲ کما فی المسالک و شرائع ۔

اور بعض مجتہد اسکو مانع نہیں جانتے (۹) غیبت منقطعہ یعنی وارث کا مفقود الخبر ہونا اس کے وارث ہونے کو مانع ہے تا وقتیکہ گواہوں سے اسکی زندگی ثابت ہو یا اس قدر زمانہ گذرا ہو کہ جس میں آدمی زندہ رہسکتا ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ چار سال تک اسکے مال کو رہنے دیں اور اس کی تلاش کریں کہ اگر اس کا پتہ نہ چلے تو اس کا حصہ بجزہ اس کے وارثوں کو تقسیم کر دیں[1] (۱۰) قرض جو تمام ترکہ کو گھیر لے وارث کو مانع ہے (۱۱) جو دو شخص ایک ساتھ مرجاویں یا تقدیم و تاخیر موت کی مشتبہ ہو تو ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے سوائے ان شخصوں کے جو ڈوب کر یا دب کر یا جلکر مریں کہ اس کا بیان آئندہ آئے گا (۱۲) زندہ پیدا نہ ہونا اس حمل کا جو وقت وفات مورث کے شکم میں ہو کر ضائع ہو جائے یا مردہ نکلے تو وارث نہ ہوگا (۱۳) بُعد رشتہ کا کہ بعید با وجود قریب کے کُل میراث سے یا جزو سے محروم ہوگا چنانچہ مذکور ہوا (۱۴) مریض ہونا کہ جو شخص بیماری کی حالت میں عقد کرے اور دخول کرنے سے پہلے اسی مرض میں مرجائے تو بنا بر مشہور اسکی زوجہ کو میراث نہیں (۱۵) جب بچہ شکم سے جدا ہوا اور وہ جماعت جس کا بیان حجت نہ ہو مثلاً ایک عورت گواہی دے کہ وہ پیدا ہو کر بولا تھا تو اس صورت میں وہ طفل اپنا پورا حصہ نہ پائے گا بلکہ چوتھائی حصہ کا مستحق ہوگا (۱۶) وارث آزاد کا غلام سے مشتبہ ہو جانا۔ اور بعض روایات میں وارد ہے کہ قرعہ سے آزاد کو دریافت کرے اور میراث دے (۱۷) جس قدر مال کفن اور دفن میت میں صرف ہووے اس سے وارث محروم ہے (۱۸) تہائی مال کی وصیت کرنا کہ وارث کو اس میں استحقاق نہیں رہتا (۱۹) وقف کرنا کہ اس میں بھی وراثت نہیں رہتی (۲۰) غلام کا جان کر کسی پر خیانت کرنا کہ وہ عوض میں قتل کیا جائے گا اور وارث اس کی قیمت سے محروم رہے گا لیکن اگر خیانت خطا سے ہو تو محروم نہ ہوگا اس وجہ سے کہ اس صورت میں وارث کو اختیار ہوگا کہ وہ خود غلام کو حوالے کرے یا دیت دے جو اس خیانت کی شرع میں مقرر ہوئے (۲۱) زوجہ کا لا ولد ہونا کہ زمین سے اسکو حصہ نہ ملے گا (۲۲) زوجہ کا حرام مؤبد ہونا بوجہ دودھ پلانے زوجہ صغیرہ کے کہ اس صورت میں زوجہ کبیرہ میراث سے محروم ہے اور غیبت میں اگر مرد کی طرف سے ہو خلاف ہے ان امور کو مجتہدوں نے باب میراث میں موانع ارث میں ذکر نہیں کیا ہے یہ کتاب کے مخصوصات سے ہے (۲۳) مقدار حبوات سے جو بڑے بیٹے کا حق ہے اور وارث محروم ہیں اور حبات کے معنی عربی میں بخشش کے ہیں اور شرع میں یہ مراد ہے کہ میت کی انگشتری اور شمشیر اور مصحف اور لباس بدن یہ سب حبوہ ہیں

[1] اصل کتاب کی عبارت اس مقام پر بہت مخدوش ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب تک کسی شخص کی موت شہادت سے یا عمر طبعی کو پہنچنے سے متحقق نہ ہو وہ وارث ہوگا اور مورث نہ ہوگا پس اسکا حصہ مثل اسکے ذاتی مال کے امانت رہیگا خواہ وارث متمول کے پاس یا حاکم کے پاس علیٰ اختلاف القولین اور بعد انقضائے عمر طبعی یا شہادت وفات کے اور بقول بعد دس سال اور بقولے اگر معرکہ میں گم ہو تو بمدت چار سال کے اسکے ان وارثوں پر تقسیم ہو جائے گا جو اسوقت وارث ہوں پس مقصود مصنف یہ ہے کہ جو شخص مفقود الخبر ہو وہ وارث نہیں ہو سکتا الا جبکہ اپنی طبعی عمر کو نہ پہنچا یا شہادت اس کی حیات پر گذری ہو ۱۲ مترجم

بیان حبوہ

بڑے بیٹے کا حق ہے اور بعض روایات کی روسے زرہ اور کتب اور سواری اور جملہ ہتھیار بھی اس میں داخل ہیں اور آیا اگر یہ چیزیں کئی کئی ہوں تو سب بڑے بیٹے کو ملیں گے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ لباس کا لفظ چونکہ حدیث میں صیغہ جمع سے وارد ہے وہ کل فرزند اکبر سے متعلق ہوگا باقی چیزیں چونکہ بصیغہ واحد وارد ہیں . . . . ان میں سے ایک ایک شے ملے گی اس عطیہ کی عوض میں بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ وہ نماز اور روزہ باپ کا جو بیماری کی وجہ سے یا سفر کے سبب فوت ہوا ہو اور میت نے باوجود قدرت اسکو ادا نہ کیا ہو بجالائے اور یہ مسئلہ مخصوص مذہب شیعہ میں ہے اہل سنت اسکے قائل نہیں اور حبوۃ کی چھ شرطیں ہیں اول یہ ہے کہ بڑا بیٹا موجود ہو کہ اگر بڑا بیٹا نہ ہوگا تو حبوۃ نہیں اور اگر بڑے بیٹے کئی ہوں یعنی کئی بیٹے ہم سن ہوں مثلاً توام ہوں یا دو زوجہ سے تولد پائیں تو مجتہدین میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ وہ سب باہم تقسیم کرلیں (۲) یہ کہ بڑا بیٹا فاسد العقل نہ ہو اور بعض کے نزدیک سفیہ اور کم عقل بھی نہ ہو (۳) بالغ ہو بقول بعض علمائے کے (۴) حبوۃ کے سوا اور بھی کچھ ترکہ ہو اگر حبوۃ کے سوا اور کچھ نہ چھوڑے تو حبوۃ نہ ملے گا (۵) میت ایسی مقروض نہ ہو کہ تمام ترکہ قرضہ میں آجائے ورنہ حبوۃ نہ ہوگا اور اگر بعض ورثاء قرضہ میت کا اپنے پاس سے ادا کریں تو آیا حبوۃ ملے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ بڑا بیٹا حبوۃ پائے گا اور جس صورت میں دین مستغرق ترکہ ہو آیا ہو سکتا ہے کہ بڑا بیٹا حبوۃ لینے کے واسطے اس کو اپنے مال سے ادا کرے اس میں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ اسکو اختیار ہے (۶) باپ کے نماز و روزے کی قضا دے اگر قضا نہ ادا کرے تو بعض علماء کے نزدیک حبوۃ نہ پائے گا اور آیا حبوۃ دینا واجب ہے یا سنت اس میں اختلاف ہے اکثر علماء واجب جانتے ہیں اور بڑی اولاد لڑکی ہو تو بیٹوں میں جو بڑا ہوگا حبوۃ اس سے متعلق ہوگا اور اسمیں اختلاف ہے کہ آیا حبوۃ کی قیمت بڑے بیٹے کے حصہ سے وضع کی جائے گی یا یہ چیزیں اس کو علاوہ حصہ کے ملیں گی ۔ اکثر کے نزدیک اس کے حصے سے وضع نہ ہوگی اور اگر میت اپنی حالت حیات میں اشیاء حبوۃ کی نسبت کسی دوسرے کے واسطے وصیت کر جائے یا کسی امر خیر میں صرف کرنے کو کہہ جائے تو اس میں بھی اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ اگر بقدر ثلث مال کے ہو تو اسکی وصیت کے موافق کریں اور اگر ثلث ترکہ سے زائد ہے تو مقدار زائد میں بڑے بیٹے کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر ہر ایک وارث کا حصہ حبوۃ کی مقدار سے کم ہووے تو اس صورت میں بھی حبوۃ کے باب میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ حبوۃ ہوگا اور بعض کے نزدیک نہ ہوگا۔ **تیسرا مطلب** ذوی الفروض اور ذوی القربیٰ کی تفصیل اور ان کے سہاموں کے بیان میں اور اس میں دو فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** ذوی الفروض اور قرابت کے بیان میں واضح ہو کہ جو جو حصے قرآن میں صراحۃً مذکور ہیں ان کو فروض کہتے ہیں اور جس حصہ کو عموم قرآن سے مستفاد کیا ہے ان کو قرابت کہتے ہیں پس وارث

کی تین قسم ہیں ایک قسم وہ کہ فقط فرض کی راہ سے پاتے ہیں جیسے ماں اور شوہر جس صورت میں رد کی ضرورت نہ ہو اور زوجہ پر بنا بر مذہب صحیح رد نہیں ہوتا (۲) قسم وہ جماعت ہے جو کبھی فرض کی راہ سے اور کبھی قرابت کی رو سے وارث ہوتے ہیں ان کی مثال باپ اور ایک بیٹی یا چند بیٹیاں اور ایک خواہر یا زیادہ اور برادران مادری (۳) قسم وہ وارث ہیں کہ محض قرابت کی راہ سے پاتے ہیں اور وہ سوائے اشخاص مذکورہ کے کل رشتہ دار ہیں جیسے جد جدہ، عم عمہ، خال خالہ اور ان کی اولاد پس دونو قسم کے وارث ذوی الفروض ہیں سوائے باپ کے درصورت نہ ہونے اولاد کے اور سوائے بیٹے کے درصورت نہ ہونے بیٹی کے اور اجداد اور جدات پدری ہوں خواہ مادری اور تیسری قسم کے وارث سب ذوی القربیٰ میں داخل ہیں سوائے مادری رشتہ داروں کے وہ ذوی الفروض ہیں پس جو چیز میت کے بعد بچے پہلے صاحب فرض اپنا فرض اسمیں سے لے اور اگر چند ہوں تو ہر ایک اپنا اپنا حصہ پائے اور جو کچھ بچ رہے وہ پھر ذوی الفروض پر رد ہو جائے گا چنانچہ بیان ہوا اور شوہر پر رد ہونے میں جس صورت میں اسکے سوا اور کوئی وارث نہ ہو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اسپر رد کیا جائے گا اور زوجہ پر رد کرنے میں بھی اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ رد نہ ہوگا چنانچہ مذکور ہوا اس میں غیبت امام کا زمانہ اور ظہور امام کا وقت وہ دونو مساوی ہیں اور اگر وارث میں چند سبب میراث کے نسبی یا سببی جمع ہو جائیں تو سب کی رو سے حصہ پائے گا اگر ایک سبب دوسرے سبب کا مانع نہ ہو اور اسکی آٹھ صورتیں ہیں (۱)[1] یہ ہے کہ ایک وارث میں دو امر نسبی جمع ہوں تو دونو کی وجہ سے میراث پائے گا جیسے کہ چچا کہ ماموں بھی ہووے (۲)[2] یہ کہ دو سے زیادہ نسبی امر جمع ہوں کہ سب کی رو سے میراث پائے گا جیسے چچا کا پوتا کہ ماموں کا پوتا بھی ہو اور خالہ کا نواسا کہ عمہ کا نواسہ بھی ہو (۳) یہ کہ ایسے دو سبب جمع ہوں جن میں ایک دوسرے کو مانع ہو جیسے میت کا بھائی کہ چچا کا بیٹا بھی ہوتا ہو تو وہ بھائی ہو کر وارث ہوگا۔ (۴) ایک شخص میں نسبی اور سببی دو امر جمع ہوں اور ایک دوسرے امر کا مانع نہ ہو جیسے میت کا شوہر کہ ابن عم بھی ہو اور میت کا بھائی یا بھتیجا بھی موجود ہو کہ اس صورت میں بھائی یا بھتیجا ابن عم کو حاجب ہے پس نصف شوہر کو اور نصف بھائی کو یا بھتیجے کو ملیگا ابن عم ہو کر شوہر کو کچھ نہ ملے گا (۵)[3] شکل یہ ہے کہ ایک

---

[1] پہلے مسئلہ کی صورت بندی یہ ہے کہ زید اور زینب ہو میاں بی بی ہیں زید کی پہلی بی بی سے عمر نامی بیٹا اور زینب کے پہلے شوہر سے سکینہ نام ایک دختر اور ان دونوں کا باہم نکاح کر دیا گیا ان سے ایک فرزند پیدا ہوا طلحہ نام اور زید کے زینب سے ایک لڑکا ہوا عبد الحکیم پس عبد الحکیم طلحہ کا چچا ہے باپ کی طرف سے ماموں ہے ماں کی طرف سے۔ [2] مسئلہ کی تشریح یہ ہے کہ زید اور زینب میاں بی بی ہیں زید کی پہلی زوجہ سے عمر بیٹا ہے اور زینب کے دوسرے شوہر سے سکینہ بیٹی ہے انکی باہم شادی کر دیگئی انسے بکر پیدا ہوا اور زید اور زینب کے ایک بیٹا خالد اور ایک بیٹی سلمہ پیدا ہوئی خالد کی حلیمہ بیٹی اور سلمہ کے عبد الحکیم بیٹا پیدا ہوا ان دونوں کا نکاح کر دیا ان سے طلحہ پیدا ہوا۔

[3] پانچویں مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ زید او زینب کے عبد الحکیم پیدا ہوا اور عبد الحکیم کے جعفر پیدا ہوا اور زید کے دو بیٹے اور ہیں دوسری زوجہ عمر اور بکر و زینب کے دوسرے شوہر سے سکینہ دختر ہے جس کا نکاح عمر سے ہوا جس سے طلحہ پیدا ہوا اور بکر کے باقر پیدا ہوا تو اس صورت میں جعفر طلحہ کا پسر عم بھی ہے اور پسر خال بھی اور باقر فقط پسر عم ہے ۱۲ - مترجم

شخص میں دو سبب نسبی میراث کے پائے جائیں اور ایک میں ایک سبب نسبی مثلاً دو چچا کے بیٹے ہوں کہ ایک ان میں ماموں کا بیٹا بھی ہو کہ ان میں ایک شخص دونوں وجہ سے پاویگا اور ایک شخص ایک وجہ سے فقط (۶) یہ ہے کہ ایک شخص میں دوامر سببی جمع ہوں کہ ایک دوسرے کا مانع نہ ہو تو وہ شخص دونوں سبب سے میراث لے گا جیسے شوہر کہ معتق بھی ہو یا ضامن جریرہ ہو (۷) یہ ہے کہ ایک شخص میں دو سبب سببی جمع ہوں اور دوسرے میں ایک سبب نسبی کہ دوسرے کے ایک سبب کو مانع ہو مثلاً شوہر بھی اور وہ معتق ہو کر کچھ نہ پائے گا یا بیٹا بھی موجود ہو کہ اس صورت میں شوہر فقط شوہر ہونے کی وجہ سے وارث ہوگا معتق ہو کر کچھ نہ پائے گا (۸) یہ ہے کہ دو سبب جمع ہوں لیکن ایک سبب دوسرے کو مانع ہو مثلاً امام کہ اپنے غلام آزاد کردہ کا معتق بھی ہو بوجہ ولایت کے وارث ہوگا۔ امامت کی رو سے نہ ہوگا۔ **دوسری فصل** سہام مفروضہ اور ذوی الفروض کی تشریح میں پس واضح ہو کہ سہام فریضہ چھ قسم پر ہیں (۱) نصف اور وہ تین شخصوں کا حصہ ہے (۱) شوہر جس صورت میں میت کی اولاد کسی طبقہ کی نہ ہو نہ بیٹا بیٹی نہ پوتا پوتی نہ نواسہ نواسی وغیرہ (۲) تنہا بیٹی کہ اسکے سوا کوئی بیٹا بیٹی اور نہ ہو (۳) تنہا بہن کہ اس کے ساتھ اور بھائی بہن کوئی نہ ہو خواہ وہ بہن حقیقی ہو یا علاتی ہو دوسرا فریضہ ربع یعنی چوتھائی ہے وہ دو شخصوں کا حصہ ہے (۱) شوہر جبکہ میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد ہو (۲) زوجہ جبکہ میت کی اولاد نہ ہو (۳) فریضہ ثمن یعنی آٹھواں حصہ وہ نصیب زوجہ کا ہے ایک ہوں یا چند ہوں جبکہ میت کے اولاد ہو (۴) فریضہ ثلث یعنی تہائی وہ دو فریق کا حق ہے (۱) جبکہ میت کے اولاد نہ ہو اور بھائی حاجب نہ ہو (۲) مادری بہن بھائیوں کا اگر دو یا دو سے زاید ہوں (۵) فریضہ دو ثلث یعنی دو تہائی وہ بھی دو فریق کا حق ہے اول دو یا دو سے زائد بیٹیاں جن کے ہمراہ میت کا بیٹا نہ ہو (۲) دو یا دو سے زیادہ بہنیں جن کے ساتھ میت کا بھائی نہ ہو (۶) فریضہ سدس یعنی چھٹا حصہ وہ تین قسم کے وارثوں کا حق ہے باپ ماں کا جبکہ میت کے اولاد ہو یا اولاد کی اولاد ہو (۲) ماں کا حصہ ہے جبکہ میت کے دو بھائی یا ایک بھائی دو بہنیں یا چار بہنیں ہوں حقیقی ہوں یا علاتی (۳) مادری بہن کا حصہ جبکہ ایک ہو اور صورتیں اجتماع کی ان چھوں فرائض کے ایک دوسرے کے ساتھ بعد اسقاط مکرر کے اکیس ہیں جن میں چودہ صورتیں ممکن ہیں (۱) نصف کا نصف کے ساتھ جمع ہونا مثلاً کوئی عورت فوت ہو اور شوہر اور ایک بہن کو چھوڑے حقیقی ہو یا علاتی کہ ہر ایک ان میں نصف نصف کا مستحق ہے (۲) نصف کا ربع کے ساتھ جمع ہونا مثلاً عورت فوت ہو اور شوہر اور دختر کو چھوڑے یا مرد مرے۔ بی بی اور بہن کو چھوڑے۔ حقیقی ہو یا علاتی کہ شوہر کا حصہ صورت اول میں ربع ہے اور دختر کا نصف ہے اور دوسری شکل میں زوجہ کا حصہ ربع ہے اور خواہر کا نصف (۳) نصف کا ثمن کے ساتھ جمع ہونا مثلاً میت ایک زوجہ اور ایک بیٹی چھوڑے کہ حق دختر نصف ہے اور نصیب زوجہ ثمن (۴) نصف دو ثلث کے ساتھ جمع ہونا مثلاً میت کے شوہر ہو

اور دو بہنیں حقیقی یا علاتی ہوں کہ اس صورت میں نصف حق شوہر ہے اور بہنوں کا حصہ دوثلث مقرر ہے لیکن ایک مال سے یہ دونوں برآمد نہیں ہو سکتے کمی رشتہ داران پدری پر پڑے گی۔ شوہر کا نصف نکال کر باقی بہنوں کو دیں گے (۵) نصف ثلث کے ساتھ جمع ہووے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی عورت مرجائے اور شوہر کو اور ماں کو چھوڑے کہ شوہر کا حصہ نصف اور ماں کا ثلث ہے (۶) یہ کہ نصف سدس کے ساتھ جمع ہووے اس کی مثال یہ ہے کہ میت ایک بیٹی اور ماں کو چھوڑے (۷) یہ ہے ربع دوثلث کے ساتھ جمع ہووے جیسے میت زوجہ اور دو خواہر حقیقی یا علاتی کو چھوڑے۔ (۸) ربع ثلث کے ساتھ جمع ہو جیسے میت زوجہ اور ماں کو چھوڑے (۹) ربع اور سدس جمع ہو جاویں جیسے میت ایک خواہر مادری اور زوجہ چھوڑے (۱۰) ثمن دوثلث کے ساتھ جمع ہووے جیسے میت زوجہ اور دو بیٹیوں کو چھوڑے (۱۱) ثمن اور سدس جمع ہوں مثلاً میت زوجہ اور بیٹا اور باپ چھوڑے (۱۲) دو ثلث اور ایک ثلث کے مستحق جمع ہووین مثلاً دو بہنیں حقیقی ہوں یا علاتی ہوں اور دو خواہر مادری ہوں (۱۳) دوثلث سدس کے ساتھ جمع ہوں جیسے دو خواہر حقیقی یا علاتی کے ساتھ ایک خواہر مادری ہووے (۱۴) سدس سدس کے ساتھ جمع ہو جیسے ماں باپ دونو ہوں اور اولاد بھی ہو اور سات صورتیں وہ ہیں جن کا جمع ہونا محال ہے (۱) ربع کا ربع کے ساتھ جمع ہونا کہ ربع شوہر کا حصہ ہے زوجہ کے مال میں درصورت شوہر کے اولاد نہ ہونے کے اور زوجہ کا حصہ ہے شوہر کے ترکہ میں درصورت شوہر کے اولاد نہ ہونے کے اور ان کا اجماع محال ہے (۲) جمع ہونا ربع کا ثمن کے ساتھ اسلئے کہ ربع زوجہ کا فریضہ ہے اولاد کے نہ ہونے پر اور ثمن بھی اسی کا فریضہ ہے درصورت اولاد کے نہ ہونے کے (۳) ثمن کا ثلث کے ساتھ جمع ہونا اسلئے کہ ثمن زوجہ کا فریضہ ہے اولاد کے ہوتے اور ثلث ماں کا فریضہ ہے درصورت میت کے اولاد نہ ہونے کے (۴) دوثلث کا دوثلث کے ساتھ جمع ہونا کہ یہ فریضہ بیٹوں کا ہے یا بہنوں کا اور بہنیں بیٹیوں کے ہوتے وارث نہیں (۵) ثلث کا ثلث کے ساتھ جمع ہونا کہ دوثلث دو شخصوں کا حصہ ہے ماں کا درصورت اولاد نہ ہونے کے اور اخوت مادری کا درصورت تعدد کے اور برادران مادری ماں کے ہوتے وارث نہیں ہو سکتے (۶) ثلث اور سدس کا جمع ہونا کہ ثلث ماں کا فریضہ ہے درصورت اولاد نہ ہونے کے اور سدس اسی کا فریضہ ہے اولاد کے ہوتے (۷) ثمن کا ثمن کے ساتھ جمع ہونا کہ وہ زوجہ کے سوا دوسرے کا نصیب نہیں۔ **چوتھا مطلب** ان حسابی قاعدوں کے بیان میں جن کا تقسیم ترکہ میں کام پڑتا ہے اور اسمیں دو فصلیں ہیں **پہلی فصل** اعداد کی نسبتوں کے بیان میں پس واضح ہو کہ ایک کو چھوڑ کر باقی جو اعداد ہیں ان میں چار نسبتیں پائی جاتی ہیں (۱) مماثل یعنی دونوں عدد یکساں ہوں (۲) تداخل کہ ایک عدد دوسرے عدد میں داخل ہو جیسے یعنی چھوٹے عدد پر اگر بڑے عدد کو تقسیم کریں تو بڑا عدد فنا ہو جائے لیکن اس شرط سے کہ چھوٹا عدد

بڑے کے نصف سے زائد نہ ہو بلکہ مساوی یا کم ہو جیسے تین اور چھ اس قسم کے اعداد کو متداخل بولتے ہیں (۳) قسم توافق اور وہ یہ ہے دو تو عدد کو تیسرا عدد فنا کردے ان میں ایک دوسرے کا مفنی نہ ہو اور یہ عدد ثالث اس کسر کا مخرج یعنی ذوا صعاف قل ہے جس میں دو دو تو عدد موافق ہیں جیسے چار اور چھ کو دونوں دو ہیں کہ نصف کا مخرج شریک ہیں اور وہ ان دونوں کو فنا کرتا ہے اور کبھی فقہ کی اعداد کی وجہ سے اعداد متداخل کو متوافق بالمعنی الاعم بھی بولتے ہیں اس لئے کہ متداخل بالضرور ایک کسر کی راہ سے متوافق ہوتے ہیں اس اصطلاح کو عدد رؤس اور عدد سہام میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ عنقریب مسائل انکسار میں بیان ہوتا ہے (۴) تباین کہ ایک دوسرے پر تقسیم نہ ہو سکے اور نہ کسی تیسرے عدد پر تقسیم ہو سکے اس طرح پر کہ کچھ نہ بچے جیسے تین اور پانچ۔ دوسری فصل ان کسور کے بیان میں جو فریضوں میں ہیں اور ان کے مخارج مشترکہ یعنی ذوا صعاف قل ہیں۔ پس واضح ہو کہ کسر سے یہ مراد ہے کہ کسی واحد کو اجزائے خاص پر تقسیم کریں پس ان حصوں کے کل کو مخروج ان حصوں کا کہتے ہیں اور ہر حصہ کو کسر بولتے ہیں اور کسر کی پانچ قسمیں ہیں (۱) کسر مفرد جیسے ثلث $\frac{1}{3}$ (۲) کسر مکرر جیسے $\frac{2}{3}$ دو ثلث (۳) کسر مضاف متحد جیسے نصف ثلث کا $\frac{1}{3}$ کا $\frac{1}{2}$ (۴) کسر مضاف متعدد جیسے ربع کے ثلث کا نصف $\frac{1}{4}$ کے $\frac{1}{3}$ کا $\frac{1}{2}$ (۵) کسر معطوف جیسے ثلث وربع $\frac{1}{3}$ و$\frac{1}{4}$ اور کسر مفرد کے مخرج سے وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد مراد ہے کہ جس سے کسر صحیح طور پر نکل سکے۔ پس نصف کا مخرج دو ہیں اور ثلث اور دو ثلث کا مخرج ۳ اور ربع کا مخرج ۴ اور ثمن کا مخرج ۸ اور سدس کا مخرج ۶ پس فروض ستہ کے پانچ مخرج ہیں اور مخرج کسر مضاف کا حاصل ضرب۔ مخرج مضاف کا مخرج مضاف الیہ میں ہوتا ہے ثمن کے ثلث کا مخرج ۲۴ ہیں اور ربع کے سدس کے نصف کا مخرج ۴۸ ہیں اور کسر معطوف کے مخرج کا کسر معطوف الیہ کے مخرج میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب ہو وہ کسر معطوف ثنائی کا مخرج ہے اگر باہم ان میں تباین کی نسبت ہو جیسے ثلث اور ثمن کہ ان کا مخرج ۲۴ ہے اور اگر توافق ہو تو حاصل ضرب مخرج کسر معطوف کا جو مخرج کسر معطوف علیہ میں ضرب دینے سے ہو جیسے ربع اور سدس کہ ان کا مخرج بارہ ہیں اور اگر تداخل ہو تو اکثر پر اکتفا کرتے ہیں یعنی دونوں مفردوں کے مخرج میں جو بڑا عدد ہو جیسے ربع اور ثمن کہ اس کا مخرج آٹھ ہے اور اگر دو سے زیادہ کسریں معطوف ہوں ثلاثی یا رباعی وغیرہ تو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ کسر معطوف ثانی اور ثالث کے مخرجوں میں جو نسبت واقع ہو اس کو پیدا کرکے تباین ہو تو ضرب دینے سے جو حاصل ضرب ہوگا وہ تینوں کا مخرج ہے۔ اور اگر توافق ہوگا تو جزو وفقی کو ضرب کرو اور حاصل ضرب مخرج ہوگا اور تداخل ہے تو بڑے عدد پر اکتفا کرلو چنانچہ بیان ہوا پس فروض ستہ کا مخرج چوبیس ہیں اسوجہ سے کہ نصف کے مخرج ہیں کہ دو ہے اور ثلث اور دو ثلث کے مخرج ہیں کہ تین ہیں تباین ہے دو کو تین میں ضرب دیا تو چھ ہوا

اور چار میں توافق بالنصف تھا ایک کا نصف لیکر دوسرے میں ضرب دیا بارہ ہوگیا پس ۱۲ میں اور آٹھ میں
توافق بالربع پایا پایا ایک کا ربع لیکر دوسرے میں ضرب دیا ۲۴ ہوئے اور ۲۴ میں تداخل پایا پایا ۲۴ پر اکتفا کی

پانچواں مطلب ہر وارث کے حصہ کے دریافت کرنے میں مال متروکہ سے بروئے علم حساب کے
اور اس کی پانچ صورتیں ہیں (۱) یہ ہے کہ ورثا میں کوئی فریضہ والا نہ ہو اور سب ایک درجہ کے ہوں پس
بقدر عدد روس کے ان کے سہام ہونگے اور بیٹے بیٹیاں ہوں تو دو لڑکیوں کو ایک لڑکے کا شمار کریں
گے اور تقسیم کردیں گے اور قاعدہ یہ ہے کہ بیٹے کے لئے دو سہام اور لڑکی کا ایک سہام فرض کرتے
ہیں اور اگر ورثا میں کوئی صاحب فرض ہو تو ایسا عدد فرض کرنا چاہیئے کہ جس میں ذوی الفروض کے سہام نکل
آئیں اسپر ترکہ تقسیم ہوگا لیکن فریضہ یعنی عدد ورثاء کے سہام کی رو سے تین قسم پر ہے (۱) یہ کہ بقدر سہام
ورثاء کے ہو اس کی بھی چند صورتیں ہیں (۱) یہ ہے کہ بدون کسر کے منقسم ہو جائے جیسے کوئی شخص مرے
اور باپ ماں اور چار بیٹیاں چھوڑے کہ اقل درجہ کا عدد جس سے چھٹا حصہ پیدا ہو۔ چھ ہیں دو سدس چھ
کے کہ دو ہیں باپ ماں کو دئے جائیں گے ایک باپ کو ایک ماں کو اور چار باقی چاروں بیٹیوں کو۔
(۲) یہ کہ کسر پڑے پس دیکھنا چاہیئے کہ ایک فریق پر منکسر ہے یا زیادہ پر پس صورت اول میں عدد روس
اور سہام میں تبائن ہو تو عدد روس کو اصل فریضہ میں ضرب دینا چاہیئے مثلاً ایک شخص فوت ہووے اور
باپ ماں اور تین بیٹیاں چھوڑے تو اصل فریضہ چھ ہے جس میں سے ایک باپ کا ایک ماں کا اور چار سہام
تینوں بیٹیوں کے چونکہ انپر منکسر ہیں برابر تقسیم نہیں ہوسکتے اور ان کے عدد روس یعنی شمار میں اور سہام
میں تبائن ہے تو عدد روس کو یعنی تین کو چھ میں ضرب دیا اٹھارہ ہوئے پس اٹھارہ کا چھٹا تین باپ کو
اور تین ماں کو اور ہر بیٹی کو چار سہام ملیں گے اور اگر عدد روس اور سہام میں توافق ہو تو جزو وفقی عدد
روس کا نہ سہام کا اصل فریضہ میں ضرب دیا جائے گا جیسے میت کے ماں باپ اور چھ بیٹیاں ہوں تو
ماں باپ کا حصہ دو سہام اور چھ بیٹیوں کے چار سہام اور چار و چھ میں توافق بالنصف ہے تو عدد روس
کا نصف لیکر کہ تین ہے اصل فریضہ میں کہ چھ ہیں ضرب دیا اٹھارہ ہوئے چھ سہام دونو والدین کو
ملے اور ہر ایک دختر کو دو سہام پہنچے اور ایک فریق سے زیادہ پر انکسار ہووے تو دو حال سے خالی نہیں
یا ہر فریق پر انکسار ہے یا بعض پر نہیں ہے۔ ہر تقدیر پر اگر عدد روس منکسر علیہم کا ان کے سہاموں سے
متوافق ہو تو ہر عدد روس کے بدلے ان کے جزو وفقی لینے چاہئیں اور اگر توافق نہ ہو تو ان کو اسی
حالت پر رہنے دیں اور اگر بعض فریق کے عدد اور سہام میں توافق ہو اور بعض میں نہ ہو تو متوافقین
کے عدد کو جزو وفقی پر لادیں اور غیر متوافق کو بدستور رہنے دیں پس اعداد روس کو خیال
کریں کہ ان میں باہم کیا نسبت ہے اگر تماثل ہے تو ایک عدد کو اصل فریضہ میں ضرب دینا چاہیئے اور اگر
تداخل ہو تو بڑے عدد پر اکتفا کریں اور اگر توافق ہو تو جزو وفقی کو ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ کے عدد

میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو جزو وقفی فریق ثالث میں اس طرح پر جو فریق ہوں عمل کرتے جائیں اور اگر تبائن ہو تو ہر فرقے کے عدد رؤس کو دوسرے فرقے کے عدد رؤس میں ضرب دیکر اسی طرح آخر تک ضرب کرتے چلے جائیں اور بالآخر فریضہ اصل میں ضرب ہوگی بیان مذکور سے بعد تعمق نظر کرکے معلوم ہوا کہ انکسار سہام کی کل چوبیس صورتیں ہیں پس وہ بارہ صورتیں جنمیں انکسار تفرق ہو یعنی ہر فریق پر کسر پڑتی ہوا وروہی صورتیں انکسار کی بڑی صورتیں ہیں۔ اس رسالہ میں ذکر کی جاتی ہیں (۱) یہ کہ ہر فریق کے سہام اور عدد رؤس میں توافق ہو اور باہم اعداد میں تماثل ہو پس اعداد رؤس کو ہر فرقہ کے جزو وقفی پر لائیں اور ایک فرقہ کے عدد رؤس کو اصل فریضہ میں ضرب دیں مثال اسکی یہ ہے کہ میت کی چھ زوجہ اور آٹھ مادری بہنیں ہوں اور دس علاتی اصل فریضہ ان کا بارہ ہے سہام ازواج ربع اور سہام کلالۃ الام ثلث ہے تین چار کے ضرب سے بارہ نکلا تین سہام نصیب چھوٹی زوجہ کے (یعنی بارہ کا ربع) اور چار سہام حق مادری بہنوں کا یعنی بارہ کا ثلث اور پانچ بقیہ نصیب پدری بہنوں کا ہے (یعنی بقیہ) چونکہ سہام ازواج میں اور ان کے عدد توافق بالثلث ہے بالمعنی الاعم تو ہمنے انکے عدد رؤس کو دو پر کہ چھ کا ثلث ہے رجوع کیا اور مادری بہنوں کے سہام میں اور ان کے رؤس میں توافق بالربع تھا ان کے رؤس کی چوتھائی یعنی دو نکالے اور خواہران پدری کے عدد اور سہام سے توافق بالخمس تھا اسکا پانچواں دو رہا بعد از رد اعداد ہر فریق کے متماثل ہوگئے۔ پس ایک عدد ان میں سے لیکر اصل فریضہ میں ضرب دیا گیا چوبیس ہوگئے پس زوجہ کو ایک سہام اور ہر ایک مادری بہن کو اور ہر ایک پدری بہن کو ایک ایک سہام ملیگا (۲) صورت یہ ہے کہ عدد رؤس اور سہام میں توافق نہ ہو اور باہم اعداد رؤس میں تماثل ہو تو اصل رؤس ایک فریق کو لیکر اصل فریضہ میں ضرب دیں مثلاً میت کی سات زوجہ اور سات بہنیں پدری اور سات مادری بہنیں ہوں تو اصل فریضہ ان کا بقاعدہ مذکورہ بارہ ہے جسمیں سے ازواج کا حصہ تین سہام ہیں وہ ان کی تعداد سے موافق نہیں اور عدد اور سہام میں تبائن کی نسبت ہے اور مادری بہنوں کا حصہ چار سہام ہیں تو وہ بھی ان کے عدد پر منکسر ہے اور یہاں بھی عدد اور سہام میں تبائن ہے اور علاتی بہنوں کا حصہ پانچ سہام ہیں۔ اس کی بھی یہی صورت ہے اور باہم رؤس میں تماثل کی نسبت ہے تو ایک فریق کے عدد شمار کو لیکر اصل فریضہ میں ضرب دیا چوراسی ہوگئے ہر ایک زوجہ کا حصہ تین سہام نکلا اور ہر ایک مادری بہن کا حصہ چار سہام اور ہر ایک پدری بہن کا حصہ پانچ سہام برآمد ہوا (۳) صورت یہ ہے کہ بعض فریق کے رؤس اور سہام میں توافق ہو اور بعض کے نہ ہو اور باہم رؤس میں تماثل پایا جائے تو جن کے عدد اور سہام میں توافق ہو اس کا وفق نکالیں اور ہر ایک فریق کا عدد لیکر اصل فریضہ میں ضرب دیں جیسے کوئی شخص تین زوجہ نو پدری بہنیں چھوڑے تو اصل فریضہ ان کا چار ہے نصیب ازواج کا ایک سہام اور بہنوں کا حصہ تین سہام اور تین اور نو میں توافق بالثلث ہے تو نو کی عوض تین لے لیئے اور اسکو اصل فریضہ سے

ضرب کیا بارہ ہوگئے تین سہام ازواج کو ملے اور ہر ایک بہن کو ایک سہام پہنچا (۴) صورت یہ ہے کہ ہر فریق کے رؤس اور سہام میں توافق ہو اور باہم رؤس میں تداخل ہو تو ہر فریق کے رؤس کا وفق نکالیں اور بڑے عدد کو اصل فریضہ میں ضرب دیں جیسے چھ زوجہ اور سولہ بہنیں مادری اور دس پدری اصل فریضہ ان کا بارہ ہے جس میں ازواج کا حصہ تین ہے وہ ان کے عدد سے توافق بالثلث کی نسبت رکھتا ہے چھ کے عوض دو اس کا جزو وفق لے لیا اور مادری بہنوں کا حصہ چار ہے وہ اپنے عدد سے ربع کا توافق رکھتا ہے۔ یہاں عدد رؤس کا ربع نکالا چار رہے اور پدری بہنوں کا حصہ پانچ ہے وہ ان کے رؤس سے خمس کا توافق رکھتا ہے اسکو پانچ پر پھیر لائے دو رہے اب اعداد جملہ فریق میں تداخل نکلا چار پر کہ عدد ہے اکتفا کرکے اصل فریضہ سے ضرب دیا اڑتالیس ہوگئے ہر ایک زوجہ دو سہام اور ہر ایک مادری بہن کا حصہ ایک سہام اور ہر ایک پدری خواہر کا حصہ دو سہام ٹھیرا (۵) صورت یہ ہے کہ ہر فریق کے رؤس اور سہام میں توافق نہ ہو اور اسمیں باہم تداخل ہو تو ایک فریق کے رؤس کو اصل فریضہ میں ضرب دیں جیسے میت نے تین زوجہ اور چھ بیٹے چھوڑے اور اصل فریضہ آٹھ ہے۔ ایک سہام حق ازواج ہے اسکو عدد ازواج سے تباین ہے اور سات سہام نصیب اولاد ہے اسکو بھی عدد تباین کی نسبت ہے اور تین اور چھ میں تداخل ہے اکتفا چھ پر کرکے آٹھ سے ضرب کیا اڑتالیس ہوئے ہر ایک عورت کو دو سہام ملے اور ہر ایک بیٹے کو سات سہام (۶) صورت یہ ہے کہ بعض فریق کے رؤس اور سہام میں توافق ہو اور بعض میں نہ ہو اور باہم اسمیں پھر تداخل رہے تو متوافق کو وفقی پر لاکر بڑے عدد کے فریضہ میں ضرب دے مثلاً چار زوجہ اور چھ پدری بھائی ہوں اصل فریضہ چار ہوگا جس میں حق ازواج ایک سہام ہے اور بھائیوں کا حصہ تین سہام ہیں اور اسکو عدد رؤس سے ثلث کا توافق ہے۔ پس دو کی طرف پھیر لائے چونکہ دو اور چار میں تداخل ہے چار کو اصل فریضہ میں ضرب دیا سولہ ہوئے ازواج کا حصہ چار سہام اور ہر ایک بھائی کو دو دو سہام ملے (۷) صورت یہ ہے کہ رؤس اور سہام میں ہر فریق کے توافق بالمعنی الاعم ہو اور باہم رؤس میں توافق ہو تو پہلے رؤس کو وفقی پر لائیں پھر ایک د فق دوسرے فریق کے وفق میں ضرب دیتے جائیں اور حاصل ضرب کو انجام میں اصل فریضہ میں ضرب دیں جیسے بارہ زوجہ اور چوبیس مادری بہنیں ہوں اور پچاس پدری بہنیں ہوں اصل فریضہ بارہ میں تین سہام زوجات کے اپنے عدد سے موافق تھے اس کی جگہ چار رکھے اور مادری بہنوں کا حصہ چار ہے وہ بھی متوافق ہے اس کے عوض چھ کو رکھا اور پدری بہنوں کا حق پانچ ہے اس کا جزو وفقی پچاس کا خمس دس لے لیا اب چونکہ اجزائے وفقی میں باہم توافق ہے اول کو ثانی سے نصف کا توافق ہے تو دو کو چھ سے ضرب دیا بارہ ہوگئے اب بارہ کو دوسرے وفق سے بھی توافق بالنصف ہے تو بارہ کو پانچ میں ضرب دیا ساٹھ ہوئے ساٹھ کو اصل

ہیں جو بارہ تھے ضرب دیا تو سات سو بیس سہم سے زوجات کا حصہ ایک سو اسی ٹھیرا اور مادری بہنوں کا
حق دو سو چالیس ہوا اور پدری بہنوں کا نصیب پورے تین سو (۸) صورت یہ ہے کہ ہر فریق کے عدد اور
سہام میں توافق نہ ہو اور رؤس میں باہم توافق ہو تو جزو وفق فرقہ اولیٰ کا ثانیہ میں ضرب کرکے حاصل
ضرب کو اصل فریضہ میں ضرب کرے جیسے چار بیبیاں اور دس پدری بھائی ہوں اصل فریضہ چار ہے۔
بیبیوں کا حصہ ایک سہام ہے اور بھائیوں کا تین سہام اور رؤس میں باہم نصف کا توافق ہے تو رؤس کا نصف
لیا دو کو دس میں ضرب دیا بیس ہوئے بیس کو چار میں ضرب دیا اسی ہوئے زوجات کا حصہ بیس ہوا اور بھائیوں
کا حصہ ساٹھ نکلا (۹) صورت یہ ہے کہ بعض فریق کے رؤس اور سہام میں توافق ہو اور بعض میں نہ ہو اور باہم
رؤس میں پھر توافق رہے تو جس رؤس کو توافق ہو اس کا وفق نکالیں اور اس وفق کو فرقہ ثانیہ کے عدد
میں ضرب دیں اور حاصل کو اصل فریضہ میں ضرب کریں جیسے چھ زوجہ اور بارہ پدری بہنیں ہوں اصل
فریضہ یہاں چار ہے اور حق ازواج ایک ہے اور بہنوں کا حصہ تین ہے اس کو ان کی تعداد سے کہ توافق
بالثلث کی نسبت ہے رد کرکے بارہ کا ثلث چار قائم کیا اب رؤس میں نصف کا توافق ہے تو تین کو چار میں
ضرب دیا حاصل کو کہ بارہ ہیں اصل فریضہ چار میں ضرب کیا اڑتالیس ہوئے زوجات کو بارہ سہام دئے اور
بہنوں کو چھتیس (۱۰) صورت یہ ہے کہ کل رؤس اور سہاموں میں توافق ہو اور باہم رؤس میں پھر تباین
ٹھیرے تو ہر ہر عدد کا وفق نکال کر ایک عدد کو دوسرے سے ضرب دیتے جائیں بالآخر اصل فریضہ سے
ضرب دیں جیسے چھ زوجہ اور بارہ مادری بہنیں اور پچیس پدری اصل فریضہ بارہ یا زوجات کا سہام تین
اپنے عدد سے ثلث کا توافق رکھتا ہے اسکے عوض دو کو رکھا اور مادری بہنوں کا نصیب چار اس کو عدد
سے ربع کا توافق ہے اس کے عوض تین کو قائم کیا اور پدری بہنوں کا حق پانچ اس کو اپنے عدد سے
خمس کا توافق ہے اسکی جگہ پانچ کو رکھا پس دو کو تین میں اور حاصل کو پانچ میں ضرب کیا اور حاصل ضرب
کو بارہ سے ضرب دی تین سو ساٹھ ہوئے ازواج کا حصہ نوے اور مادری بہنوں کا ایک سو بیس اور
پدری بہنوں کا ڈیڑھ سو ہے (۱۱) صورت یہ ہے کہ رؤس اور سہام میں توافق نہ ہو اور باہم رؤس میں
تباین ہو تو ایک عدد رؤس کو دوسرے عدد رؤس سے ضرب دے کر حاصل کو تیسرے سے بالآخر حاصل
ضرب کو اصل فریضہ میں ضرب کرکے تقسیم کریں جیسے دو زوجہ پانچ بہنیں مادری اور سات پدری ہوں
اصل فریضہ بارہ سے زوجات کا حصہ تین سہام اور مادری بہنوں کا چار سہام اور پدری بہنوں کا پانچ
سہام اور سہام اور رؤس میں کسی جگہ توافق نہیں ہے پس دو کو پانچ میں اور حاصل کو سات میں پھر
حاصل کو اصل میں ضرب دیا آٹھ سو چالیس ہوئے عورتوں کا حصہ دو سو دس اور مادری بہنوں کا دو سو
اسی اور پدری بہنوں کا تین سو پچاس رہا (۱۲) صورت یہ ہے کہ رؤس اور سہام میں بعض فریق کے توافق
ہو اور بعض کے نہ ہو اور باہم رؤس میں تباین ہووے تو جزو وفقی نکال کر اسکو دوسرے سے ضرب دیکر حاصل کو

اصل سے ضرب دیں جیسے چار زوجہ اور چھ مادری بہنیں اور سات پدری ہوں اصل فریضہ بارہ زوجات کو ملے تین اور مادری بہنوں کو چار اور پدری کو پانچ مادری بہنوں کے عدد کو توافق کی وجہ سے نصف کیا تین رہے پس چار کو تین میں اور حاصل کو سات میں ضرب دیا پھر اصل فریضہ سے ضرب کیا۔ ایک ہزار آٹھ سو ہوئے زوجات کا حصہ دو سو باون اور مادری بہنوں کا تین سو چھتیس اور پدری کا حصہ چار سو بیس رہا۔ دوسری قسم یہ ہے کہ ترکہ اسہام مفروضہ سے بڑھے پس زیادتی کو ذوی الفروض پر رد کرنا چاہئے سوائے زوجہ کے کہ بنا بر مذہب صحیح اسپر رد نہیں ہوتا مطلقاً کسی حالت میں اور زوج کے باب میں اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ رد ہوتا ہے چنانچہ بیان ہوا اسی طرح درصورت حجب اخوات کے ماں پر رد نہیں ہوتا اور سنیوں کے ہاں ذوی القربیٰ کو دے کر جو بچے اس کو عصبات کو یعنی پدری رشتہ داروں کو دیتے ہیں اسکا نام تعصب ہے یہ ہمارے مذہب میں باطل اور فقہائے امامیہ کی عادت ہے کہ جب ترکہ ذوی الفروض فرضوں سے زیادہ ہوتا ہے تو اول فرض کی تقسیم کرتے ہیں بعدہ تتمہ کو اسپر[1] رد کرتے ہیں اور حضرت سلطان المحققین وبرہان المدققین خواجہ نصیر المالک والدین محمد طوسی قدس اللہ سرہ اپنے رسالہ میراث میں ایک دفعہ تقسیم کرتے ہیں اور یہ طریقہ قطع نظر اسبات کے کہ مختصر ہے احادیث میں بھی وارد ہے چنانچہ روایت صحیح محمد بن مسلم میں حضرت امام محمد باقرؑ سے وارد ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے ایک صحیفہ میراث کا جو بخط حضرت امیرالمومنینؑ اور املائے حضرت ختم المرسلینؐ کے تھا مجھ کو دکھایا اور پڑھ کر سنایا اسمیں لکھا تھا کہ ایک شخص مر گیا اسکی ایک بیٹی اور ایک ماں وارث ہیں دختر کا حصہ نصف ہے اور ماں کا حق سدس ہے چار پر اسکو تقسیم کرنا چاہیئے پس تین سہام بیٹی کو اور ایک ماں کو ملیگا اسی طرح محمد بن مسلم نقل کرتا ہے کہ اس صحیفہ میں جو کہ بخط حضرت امیرالمومنینؑ اور املائے رسولؐ رب العالمین تھا میں نے لکھا دیکھا کہ ایک شخص فوت ہوا اور ایک بیٹی اور باپ ماں کو اس نے چھوڑا حصہ دختر کا تین سہام ہیں اور ماں اور باپ کو ایک ایک سہام پس اسکا ترکہ پانچ سہام پر مقرر کرنا چاہیئے تین حصہ دختر کو اور ایک ایک حصہ ماں باپ کو دیں یہ قاعدہ ارجاع کا ہے فقہا اصل کی تقسیم کرتے ہیں تیسری فصل کل مسائل جنمیں رد ہوتا ہے طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ میں ان علماء کے قول کے موافق جو طبقہ ثانیہ میں رد کرتے ہیں گیارہ قسم ہیں (۱) یہ ہے کہ بیٹی ہو اور باپ بیٹی اور ماں ہو بطریق خواجہ نصیر الدین فریضہ اس کا چار سہام سے منقسم ہوگا (۲) بیٹی اور باپ اور ماں دونو ہوں اصل فریضہ پانچ ہوگا (۳) تین بیٹیاں یا زیادہ اور ماں باپ میں ایک شخص ہو اصل فریضہ انکا بھی پانچ سے ہوگا (۴) بیٹی یا باپ یا ماں ہو اور شوہر ہو اصل فریضہ سولہ ہوگا (۵) بیٹی اور زوجہ ہو اور ماں یا باپ ہو اصل فریضہ بتیس سے ہوگا (۶) بیٹی اور ماں اور باپ اور زوجہ ہو اصل فریضہ چالیس سے ہوگا۔ (۷) دو بیٹیاں یا زائد ہوں اور باپ ہو یا ماں ہو اور زوجہ ہو فریضہ چالیس ہوگا (۸) ایک بہن مادری ایک پدری ہو اصل

[1] قاعدہ اس کا یہ ہے کہ سہام کو جمع کر کے چار رہوں تو چار میں اصل فریضہ کو ضرب دیں اور پانچ ہوں تو پانچ میں پس اول فریضہ دیں بعدہ رد کر دیں اور فرضاً اور رداً کا لفظ لکھتے ہیں ۱۲ مترجم

فریضہ چار سے ہوگا (۹) ایک مادری بہن اور دو پدری بہنیں ہوں اصل فریضہ پانچ ہوگا (۱۰) دو یا زیادہ مادری بہنیں ہوں اور ایک پدری بہن ہو اصل فریضہ سولہ ہوگا (۱۱) ایک خواہر مادری ایک پدری اور زوجہ ہو فریضہ سولہ ہوگا۔ ان گیارہ صورتوں میں اگر اصل فریضہ ورثا پر صحیح منقسم نہ ہوسکے تو ان قاعدوں کا استعمال کرنا چاہیے جو سابق میں مذکور ہوئے کہ فریضہ کی تصحیح ہووے اور رد کی کل دو قسمیں ہیں اول اخماسی کہ جو ذوی الفروض کے فرضوں کو دیکر بچے وہ پانچ حصہ کرکے منقسم ہوئے جیسے بیٹی اور باپ اور ماں تین وارث ہوں اصل فریضہ چھ ہے۔ دو سہام ماں باپ کے تین بیٹی کے بچا ایک سہام وہ پانچ حصہ کرکے منقسم ہوگا۔ دوسرے رد اربا عًا اسکی یہ شکل ہے کہ بقیہ فروض کا چار حصہ ہوکر تقسیم پاوے۔ جیسے کہ پچھلے وارثوں کے ساتھ دو بھائی یا ایک بھائی دو بہن یا چار بہن ہوں حقیقی ہو یا علاتی کہ اس صورت میں ماں پر رد نہ ہوگا بلکہ باقی ماندہ کو باپ بیٹے باہم تقسیم کرلیں گے۔ چار حصوں پر اور بعض علماء اس صورت میں بھی پانچ حصہ کرکے تقسیم کرتے ہیں اور ماں کا حصہ باپ کو دیتے ہیں ان کے نزدیک رد کی ایک ہی قسم ہے یعنی اخماس رد ہوتا ہے (۳) قسم یہ ہے کہ ترکہ سہام سے گھٹ جائے اس کے دو سبب ہوتے ہیں اول شوہر کی وجہ سے مثلاً کوئی عورت مرے اور وہ ایک بیٹی اور باپ اور ماں کو چھوڑے اسکے ساتھ شوہر بھی ہو تو اصل فریضہ بارہ ہوگیا چار سہام باپ ماں کے اور تین سہام شوہر کے اور پانچ سہام باقی رہے اور سہام مفروضہ بیٹی کے یہاں پر چھ ہوتے چونکہ شوہر بھی ہے بیٹی کا حصہ ناقص ہوگیا۔ کمی اسی پر پڑی اور جس جگہ ترکہ میں کمی پڑے تو باپ (باپ کا لفظ درست نہیں ہے) پر اور بیٹوں پر اور حقیقی یا علاتی بہنوں پر پڑے گا اور اہل سنت اس صورت میں رسدی کمی ڈالتے ہیں فریضہ کو بڑھا کر تقسیم کرتے ہیں اسی کا نام عول ہے۔ عول مذہب شیعہ میں باطل ہے دوسرا سبب نقص کا زوجہ کا شریک ہونا جیسے میت دو خواہر مادری اور ایک بہن حقیقی یا علاتی چھوڑے اور زوجہ بھی ہو تو اصل فریضہ بارہ سے ہے اسکا ثلث کہ چار ہیں مادری بہنوں کو دیا اور بارہ کا ربع کہ تین ہیں زوجہ کو ملا اور باقی پانچ جو رہے وہ پدری بہنوں کو ملے اور چاہیے تھا کہ ان کو چار ملتے یہاں نقص بہنوں پر پڑا دوسرا طریق یہ ہے کہ ہر وارث کے سہام کو فریضہ سے نسبت دیں اسی نسبت سے ترکہ سے اسکو دیا جائے یہ طریق قریب الفہم ہے اگر نسبت صریح ہو مثلاً میت کی زوجہ اور باپ اور ماں ہو اور حاجب ماں کے حق کا موجود نہ ہو تو فریضہ بارہ سہام سے منقسم ہوگا زوجہ متروکہ کی چوتھائی کہ تین ہیں لے گی اور ماں ترکہ کا ثلث کہ چار ہوتے ہیں پاوے گی اور پانچ جو باقی بچے وہ ترکہ کا ربع اور سدس ہے وہ باپ کو ملا اور بسا ہے کہ نسبت واضح ہوتی ہے مگر سہل نہیں ہوتی بدون ضرب کے مثلاً ترکہ پانچ دینار ہوا اور ورثاء وہی جماعت مذکور ہو یہاں پر ضرورت پڑے گی کہ پانچ کو عدد سہام مفروضہ میں ضرب دیں تاکہ ساٹھ حاصل ہوں پس ہر دینار کے بارہ حصے کرنے چاہئیں تاکہ تقسیم درست ہو پس زوجہ کو پندرہ حصے ملے کہ ایک

دینار صحیح اور ایک ربع دینار ہے اور ماں کو بیس جزو کہ ایک دینار اور دو ثلث دینار ہوا اور باپ کو پچیس جزو
کہ دو دینار اور نصف سدس یعنی بارہواں حصہ دینار کا ہوا تیسرا طریق یہ ہے کہ متروکہ کو فریضہ پر تقسیم کریں
پس خارج قسمت کو ہر ایک سہام سے ضرب دیں جو حاصل ہو وہ ہر ایک کا نصیب ہے یہ طریق بہت آسان
ہی کہ اس صورت میں تقسیم سہل ہے مثلاً فریضہ مذکورہ ہوا اور ترکہ چھ دینار ہوں تو بارہ پر تقسیم کرنے سے فی
سہام نصف دینار پڑا پس نصف دینار کو سہام زوجہ میں کہ تین ہیں ضرب دیں ایک دینار اور نصف ہاتھ
لگا اور نصف دینار کو ماں کے سہام میں کہ چار ہیں ضرب کریں دو دینار حاصل ہوئے اور دینار کو باپ کے
سہام میں جو کہ پانچ ہیں ضرب دیں اڑھائی دینار نکلے چوتھا طریق جو کہ دو فریضوں میں برتا جاتا ہے اسکی
دو قسم ہیں اول یہ کہ ترکہ میں کسرات نہ ہوں جیسے بارہ دینار پس ہر وارث کے سہام فریضہ سے لینے
چاہئیں اور ان کو ترکہ میں ضرب دیں حاصل ضرب کو اصل فریضہ پر قسمت کریں خارج قسمت رؤس وارث
کا نصیب ہوگا مثلاً تین زوجہ اور باپ اور ماں اور دو بیٹے اور ایک لڑکی ہو پس فریضہ ان کا چوبیس ہیں
اور وہ اولاد کی تعداد پر منکسر ہوتا ہے پس پانچ کو اصل فریضہ میں ضرب کیا ایک سو بیس ہوئے پس ہر
ایک زوجہ کا حصہ پانچ سہم سے اسکو مقدار ترکہ میں کہ بارہ ہیں ضرب دیا ساٹھ ہوئے اس کو ایک سو
بیس پر تقسیم کیا نصف دینار خارج قسمت ہے اور وہی سہم ہر زوجہ کا ہے ترکہ سے اور ماں باپ کے سہام
بیس بیس ہیں ان کو بارہ میں ضرب کیا تو دو سو چالیس ہوئے اور ایک سو بیس پر تقسیم کرنے سے خارج
قسمت دو دینار ہوئے وہی ہر ایک کا حصہ ہے والدین سے اور ہر ایک بیٹی کا حصہ چھبیس سہام ہیں جب
اسکو بارہ سے ضرب کیا اور ایک سو بیس پر قسمت کیا اور دو صحیح اور تین بٹے پانچ دینار خارج قسمت رہا۔
اس حساب سے نصیب بیٹی کا ایک صحیح اور تین بٹے دس دینار کا نکلا دوسری صورت یہ ہے کہ ترکہ میں
کسرات ہوں پس اسکو بسط یعنی تحویل کرنا چاہئے اور کسر کی جنس سے بنا لینا چاہئے اور کسر اسمیں جمع کرکے
بطریق مذکور عمل کریں پس مثال مذکور میں اگر ترکہ ساڑھے بارہ دینار ہو ۱۲ ½ تو اسکو پچیس بنا لیں اور اگر ثلث ہو تو
سینتیس کر لیں اسی طرح پر قیاس کرو اور ممکن ہے تو قیراط وحبات اور برنج بنا لیں ایک دینار مساوی بیس قیراط کا
اور ایک قیراط تین حبہ کا اور ایک حبہ چار چانول کا ہوتا ہے اور چار چانول کے نیچے کوئی خاص نام مقرر نہیں
(یعنی عرب یا ایران میں)۔ پانچواں طریق مناسخات کا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص انتقال
کر جائے اور اس کا ترکہ تقسیم ہونے نہ پائے کہ کوئی وارث بھی قضا کر جائے تو اس صورت میں دونو فریضوں
کا ایک عدد ہی تقسیم کرنا ہوگا اور اسکی دو قسم ہیں اول یہ ہے کہ وارث اور استحقاق واحد ہو جیسے میت کے
چھ بھائی اور چھ بہنیں ہوں اور قبل تقسیم ترکہ کے ایک بھائی فوت ہو جائے بعد اسکے ایک بہن گذر جائے
اسی طرح مرتے مرتے ایک بھائی ایک بہن رہ جائے تو متروکہ مورث کا تین سہام پر تقسیم ہو جائے گا
اگر بھائی بہن پدری ہوں اور اگر مادری ہوں تو بحصہ مساوی تقسیم کر لیں دوسری صورت یہ ہے کہ وارث اور

استحقاق دونوں بدل جائیں یا ایک شے میں فرق پڑ جائے پس اگر نصیب میت ثانی کا اس کے ورثا پر
کسر قسمت ہو جائے تو کچھ بحث نہیں مسئلہ اولی سے کام چل جائے گا مثلاً ایک عورت قضا کرے اور شوہر
اور چار بہنیں پدری چھوڑے اسکے بعد شوہر مرجائے اور وہ ایک بیٹا دو بیٹی چھوڑے تو فریضۂ اولی
آٹھ ہے اس میں سے حق شوہر چار ہے اور وہ اس کے ورثا پر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر تقسیم نہ ہو سکے پس اگر
میت ثانی میں اور سہام ورثا میں توافق ہو تو نصیب کا نہیں بلکہ فریضہ ثانیہ کا وفق لیکر فریضہ اولی میں
ضرب دیں جیسے فرض کرو کوئی شخص فوت ہوا اور باپ اور ماں اور بیٹا چھوڑے اس کے بعد بیٹا بھی
گذر جائے اور وہ دو بیٹیاں دو بیٹے چھوڑے اس صورت میں فریضہ اولی چھ ہیں اور نصیب بیٹے کا
چار اور سہام اس کے ورثائ کے چھ اور سہام اور رؤس میں اس کے ورثائ کے نصف سے توافق ہے تو
تین کو چھ میں ضرب کریں گے اٹھارہ ہوئے اور اگر تباین ہو تو عین فریضہ ثانیہ کو فرائض اولی میں ضرب
دیں مثلاً باپ ماں بیٹا ہوا اور بیٹا مرجائے اور وہ دو بیٹے ایک بیٹی چھوڑے فریضہ پہلا چھ ہیں اور
حصہ بیٹے کا اس سے چار تھے اور اس کے وارثوں کے سہام پانچ اور رؤس اور سہام میں تباین ہے
تو پانچ کو چھ میں ضرب دیا تیس ہوئے اور اگر کوئی وارث میت ثانی کا قبل تقسیم ترکہ مرجائے تو عمل واحد ہے
اسی طرح اگر چند وارثوں کا مرنا یا چند پشت تک ترکہ غیر منقسم رہنا فرض کریں یہی عمل کرنا پڑے گا۔

چھٹا مطلب لواحق باب میراث میں اسمیں چار فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل** اس جماعت کی میراث میں
جو ایک ساتھ دریا میں غرق ہو جائیں یا دیوار و مکان کے نیچے دب کر مرجائیں یہ سب ایک دوسرے کے
وارث ٹھیرائے جاتے ہیں چار شرط سے اول یہ کہ دونو مالدار ہوں پس اگر میت نادار محض ہو تو وہ وارث
ہوگا موروث نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ ایک دوسرے کا وارث ہو سکتا ہو پس اگر ایک دوسرے کا وارث نہ ہو سکے
مثلاً دو بھائی غرق ہوں اور انمیں ایک صاحب اولاد ہو تو اولاد کے ہوتے بھائی بھائی کا وارث نہیں ہو سکتے
تیسرے یہ کہ ایک دوسرے کی موت کی تقدیم و تاخیر معلوم نہ ہو کہ اگر تقدیم و تاخیر کا حال کھل جائے تو جو پہلے مرا ہی
وہ وارث نہ ہوگا چوتھے ان کا انتقال غرق یا ہدم یعنی دبنے کی وجہ سے ہو پس اگر دونو دفعتہً اپنی موت
سے مرجائیں تو ایک دوسرے کا وارث نہ بنایا جائے گا اور بعض علماء کہتے ہیں کہ کسی طرح مریں جب تقدیم
و تاخیر میں اشتباہ ہووے تو یہی حکم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر چند آدمیوں کو آگ میں ڈال کر مار ڈالیں تو
ایک دوسرے کا وارث ہوگا۔ الغرض جب شرائط مذکورہ جمع ہو دیں تو ایک دوسرے کا وارث بنایا جائیگا
اور سوائے اس مال کے جو ایک کو دوسرے سے پہنچے ہر چیز میں وراثت ہوگی اور اس مال سے اسوجہ سے
وراثت نہیں ہے کہ مردہ کو زندہ فرض کرنا پڑتا ہے اور یہ محال ہے اور بعض علماء کے نزدیک اسمیں سے بھی
میراث ہے لیکن علماء میں اسبات میں اختلاف ہے کہ اول کس کو میت فرض کریں آیا جس کا حصہ کم ہو اسکو
یا دوسرے کو اور یہ امر واجب ہے یا سنت ہے سو اقرب یہ ہے کہ یہ امر واجب نہیں بلکہ سنت ہی کہ کم حصہ

کو اول میت قرار دیں۔ پس اگر باپ بیٹا ایک دفعہ غرق ہو جائیں تو اول بیٹے کی وفات فرض کر لیں اور اسکے ترکہ سے باپ کا حصہ نکالیں بعدہ باپ کا مرنا فرض کر کے بیٹے کا حصہ اس کے مال سے جدا کر لیں سوائے اس مال کے جو باپ نے اس سے پایا ہے کہ اسمیں سے ہمارے نزدیک میراث نہیں ہے اسکے بعد ہر ایک کے زندہ وارث کو اسکا حصہ دیا جائیگا۔ اور اگر ایک شخص ان میں سے کوئی وارث نہ رکھتا ہو تو اس کا مال اس شخص کو دینا ٹھیرا دیں جو اس کے ساتھ مرا ہے بعد اس کے زندہ ورثاء کو دیں۔ **دوسری فصل خنثیٰ کی میراث میں** جسکی علامت مردی بھی ہو اور عورت کی علامت بھی ہو اور قاعدہ اس کے تحقیق حال کا یہ ہے کہ جس مقام سے وہ پیشاب کرتا ہو اسکی بنا پر حکم کریں اور دونوں مخرج سے ساتھ بول نکلے تو ختم ہونے کو غور کریں اسپر حکم کریں جس سے آخر میں ختم ہو اور بعض کے نزدیک برعکس حکم ہے اور اگر دونو مخرج سے ساتھ شروع ہو اور ساتھ ختم ہووے اسکو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔ اس کے حکم میں مجتہدین میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اسکی پسلیوں کو شمار کرنا چاہیئے پس اگر اٹھارہ پسلیاں ہوں تو عورت ہے اور اگر سترہ ہوں اور داہنی طرف آٹھ اور بائیں طرف نو تو مرد ہے لیکن یہ روایت ضعیف عامیانہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قرعہ ڈالیں اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی بھی علامت نہ رکھتا ہو اور ڈاڑھی یا بول یا حیض یا احتلام سے پتہ چلے یا اجماع سے تو اسپر عمل کریں اور اگر کچھ نہ ہو تو مرد کا حصہ اسکو دیں اور قول مشہور اس قسم کی مخلوق کے باب میں یہ ہے کہ نصف میراث مرد کی اسکو دیں اور نصف حصہ عورت کا اس طرح پر کہ اول اسکو مرد فرض کر کے ترکہ تقسیم کریں پھر عورت قرار دے کر قسمت کریں۔ پھر دونو فریضوں کو اگر تبائن ہوں عین کو عین میں اور اگر متوافق ہوں تو وفق کو وفق میں اور اگر متداخل ہوں تو اکثر کو اقل میں اور حاصل کو دو میں ضرب دیں یا تضعیف کر لیں پس ہر وارث کو نصف اسکا جو دونو فریضہ سے ملا تھا دیا جائے پس اگر میت ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور ایک خنثیٰ چھوڑے تو ان کا فریضہ چالیس سے منقسم ہو گا اس لئے فریضہ بفرض مرد ہونیکے پانچ ہیں اور بفرض عورت ہونے کے چار اور چار کو پانچ سے ضرب دیا بیس ہوئے اور بیس کو دو میں ضرب کیا چالیس ہوئے حصہ مرد کا بفرض مرد ہونے خنثیٰ کے سولہ ہے اور بفرض عورت ہونے کے بیس ہے اور نصف انکا اٹھارہ ہے پس حصہ خنثیٰ کا تیرہ ہیں کیونکہ حصہ اس کا مرد ہونے پر سولہ اور عورت ہونے پر دس ہے اور لڑکی کا حصہ نو ہے کہ بر تقدیر خنثیٰ کے مرد ہونے کے اسکا حصہ آٹھ ہے اور بر تقدیر عورت ہونے کے دس ہیں اور اٹھارہ کا نصف نو ہے اور اگر اس صورت میں میت کا زوج یا زوجہ بھی ہو تو ان کے حصہ کے مخرج کو فریضہ میں ضرب دینا چاہیئے کہ اس کا حصہ پیدا ہووے بعد اس کے باقی کو چالیس پر تقسیم کرنا چاہیئے پس شوہر کی صورت میں ہر اسم پر تین سہام اور زوجہ کے ہر اسم پر سات سہام ہونگے اور اگر ماں باپ اور خنثیٰ ہو تو فریضہ مرد ہونے کی حالت میں ۶ اور عورت ہونے پر ۵ اور حاصل ضرب ۵ کا چھ میں ۳۰ اور ۲ میں ضرب کھا کر ساٹھ ہوئے۔ پس باپ اور ماں کو ۲۲-۲۲ کہ بر تقدیر ذکوریت خنثیٰ ان کا

حصہ بیس ہے اور بر تقدیر انوثیت ۴۲ اور خنثیٰ کا حصہ ۳۸ ہے کہ بر تقدیر ذکوریت ۴۰ اور بر تقدیر انوثیت ۳۶ ہے اور اگر ماں باپ کے ساتھ دو خنثیٰ ہوں تو دونوں صورتوں میں چھ پر اکتفا کریں اور فقط باپ یا فقط ماں اور خنثیٰ ہو تو فریضہ ذکوریت کا چھ ہے اور فریضہ انوثیت کا چار اور ان میں توافق ہے ہر ایک کا نصف لے کر باہم ضرب کیا بارہ ہوئے پھر دو میں ضرب دیا ۲۴ ہوئے پانچ سہام حصہ باپ کا یا ماں کا ہوا اور خنثیٰ کا حصہ ۱۹ ہوئے اور دو خنثیٰ ہوں تو ان کا فریضہ بھی اس صورت کے موافق ہے جبکہ باپ ماں اور دو خنثیٰ ہوں جسکا بیان ہوا لیکن یہاں ۶۰ کو دو میں ضرب دیں ایک سو بیس ہوئے اور اگر بیٹی اور خنثیٰ اور ایک شخص ماں باپ میں سے ہو تو پانچ فریضہ انوثیت کو اٹھارہ ہیں جو مسئلہ ذکوریت کا ہے ضرب دیں ۹۰ ہوئے پھر دو میں ضرب کیا ایک سو اسی ہوئے جب حصہ باپ یا ماں کا ۳۳ ہے کہ بر تقدیر انوثیت خنثیٰ کے اس کو ۳۶ ملتے ہیں اور بر تقدیر ذکوریت کے تیس اور حصہ بیٹی کا ۶۱ ہیں اور خنثیٰ کا حصہ ۸۶ پس اس صورت میں حصہ پدر سے نصف رو گر پڑا اس لئے کہ بر تقدیر انوثیت خنثیٰ کے مقدر چھ ہیں جو بر تقدیر ذکوریت کے فاضل ہیں اس کا نصف خنثیٰ سے تین کم ہو گیا اور اگر ماں باپ اور دو خنثیٰ یا چند خنثیٰ ہوں اور ایک لڑکا ہو تو ان کی ماں کا حصہ فریضہ پر زائد نہ ہوگا۔ یہی حال دو خنثیٰ کا ماں باپ کے ساتھ ہے اور اگر بھائی حقیقی یا علاتی خنثیٰ ہو تو اولاد اور باپ کے مثل ہیں۔ لیکن مادری بھائی مساوی ہیں اور اعمام کا حال پدری بھائیوں کے برابر ہے اور اخوال کی کیفیت مادری بھائیوں کے۔ **تیسری فصل** اس شخص کی میراث کے بیان میں جس کے نہ مرد کی علامت ہو نہ عورت کی اور جس کے دو سر ہوں اور حمل کی میراث میں اور فرزند ملاعنہ کے ذکر میں اور ولد الزنا کے باب میں پس میراث اس شخص کی جس کے عورت کی کچھ علامت نہ ہو یا دبر نہ ہو یا پیشاب کا مقام نہ ہو جو کچھ کھائے وہ قے ہو جائے یا پیشاب اور پاخانہ ایک مقام سے نکلے ان سب کی میراث قرعہ سے ہوگی۔ اس طریق سے کہ ایک کاغذ پر عبد اللہ لکھیں اور دوسرے پر امۃ اللہ اور سہام مبہمہ میں ان کو رکھ کر پڑھیں اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ بَیِّنْ لَنَا اَمْرَ ھٰذَا الْمَوْلُوْدِ کَیْفَ یُوَرِّثُ مَا فَرَضْتَ لَہٗ فِیْ کِتَابِکَ اس کے بعد سہاموں کو درہم برہم کر دیں اور پھر نکالیں پس اگر عبد اللہ نکلے تو لڑکے کی میراث دیں اور اگر امۃ اللہ نکلے تو لڑکی کی میراث پائے اور جس کے دو سر اور ایک دھڑ ہو یا کمر سے اوپر دو دھڑ ہوں اس طرح پر ہے کہ ان میں سے ایک کو جگائیں اگر دونو دفعتاً جاگ اٹھیں تو ایک شخص جانے اور اگر ایک بیدار ہو کر اور ایک نہ ہو تو دو آدمی ہوں گے دو شخصوں کی میراث اس کو دیں اور حمل کا حکم یہ ہے کہ حمل کو اسوقت حصہ ملتا ہے جب وہ شکم سے زندہ جدا ہو۔ اور جاندار کی طرح حرکت کرے۔ لیکن احتیاطاً حمل کے لئے دو لڑکوں کی میراث رکھنا چاہیئے۔ پس اگر مرا ہوا پیدا ہو تو باقی ورثاء پر تقسیم کر دیں اور فرزند ملاعنہ کی میراث اس کی

ماں اور اولاد اور زوج و زوجہ کو پہنچتی ہے اور اگر ان میں کوئی نہ ہو تو مادری رشتہ دار بالسّویہ تقسیم کرلیں اور وہ بھی اپنے مادری رشتہ داروں کا وارث ہوتا ہے اور جو مولود طرفین سے حرامزادہ ہو اس کا ترکہ اس کی اولاد و زوج اور زوجہ کو ملے گا اور باپ ماں کو کچھ نہ ملے گا اور نہ ان کے رشتہ داروں کو اور اگر فرزند یا زوجہ یا زوج نہ ہوں تو ضامن جریرہ وہ نہ ہو تو امام وارث ہے اور جو شخص ایک جانب سے حرامزادہ ہو اسکی میراث سے اسی طرف والے محروم ہیں جسکی طرف سے زنا ہے۔ **چوتھی فصل** مجوس کی میراث کے بیان میں پس واضح ہو مجتہدین مجوس کی میراث کے باب میں مختلف ہیں کہ آیا نسب صحیح اور سبب صحیح سے فقط پائیں گے یا کہ صحیح اور فاسد دونوں سے میراث ہوگی بعض اول کے قائل ہیں اور بعض دوسرے امر کے اور بعض کے نزدیک نسب میں تو صحیح اور فاسد دونوں امر میراث کا سبب ہیں اور سبب میں صحیح سے پائیں گے۔ فاسد سے نہیں اور حدیث سے دوسرے امر کی تائید نکلتی ہے چنانچہ سکونی نے حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ مجوس یعنی پارسی ماں اور بہن اور دختر سے میراث پائے گا۔ اس راہ سے کہ وہ اسکی ماں ہے اور زوجہ ہے اور حضرت امام بحق ناطق جناب جعفر صادقؑ نے اس شخص سے کہا جس نے اس مجوسی کو گالی دی تھی جس نے اپنی ماں سے نکاح کیا تھا کہ تو نہیں جانتا کہ یہ امر مجوس کے عقیدہ میں نکاح ہے۔ پس اگر مجوس اپنی بیٹی سے جفت ہو جائے اور اس سے لڑکی پیدا ہو تو اسکی زوجہ زوجیت کا حصہ اور خواہر ہونے کا حق اور بیٹی کا حصہ عام بیٹیوں کے موافق ہے اور اگر اپنی مادری بہن کو کہ اس کی دادی بھی ہوتی ہو گھر میں ڈالے یا اپنی پدری بہن کو کہ اس کی نانی بھی ہوتی ہو زوجہ بنالے تو وہ عورت دونو رشتوں سے میراث لے گی۔ بشرطیکہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ کو مانع نہ ہو ورنہ رشتۂ اعلیٰ سے پائے گی مثلاً بیٹی کہ مادری بہن ہو اور عمہ کہ پدری بہن ہو اور عمہ کہ چچا کی بیٹی ہو اور بہن کہ ماں ہو اور مجوس کے سوا اور فرقوں کا حکم مسلمانوں کے موافق ہے اور مسلمان فاسد سبب اجماعاً میراث نہیں پا سکتا۔ لیکن نسب فاسد سے مثل وطی بالشبہہ کے وارث ہے۔

انیسواں باب ۱۹

ان حدود کے بیان میں جو شرع میں چوری اور زنا اور لواطہ اور سحق وغیرہ کے لئے مقرر ہیں اور وہ تعزیریں جو بعض جرموں کے واسطے شارع کی جانب سے معین ہیں پس معلوم کرنا چاہیے کہ حد کے معنی عربی زبان میں روک کے ہیں اور شرح میں سزائے خاص کو جو کسی جرم کی بابت دی جائے کہتے ہیں اور شارع نے ہر فرد کے حدود کے افراد سے ایک مقدار معین کردی ہے اور اسمیں تین مطلب ہیں پہلا مطلب حدود کے اقسام میں اور وہ چودہ ہیں اور اسمیں چھ فصل ہیں۔ **پہلی فصل** قسم اول

کی بیان میں اور وہ دہنے ہاتھ کا کاٹنا ہے۔ پہلی دفعہ میں اور بائیں پاؤں کا قطع کرنا دوسری مرتبہ میں اور حبس دوام تیسری مرتبہ میں اور قتل کرنا چوتھی مرتبہ میں اور یہ چوری کی سزا ہے اور اسکی چودہ شرطیں ہیں (۱) یہ کہ چور بالغ ہو اگر طفل نابالغ چوری کرے اسکو تادیب کریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ عفو کرنا چاہئے اور دوسری مرتبہ تادیب کریں اور تیسری مرتبہ انگلیوں کی پوریاں تراشیں اس قدر کہ خون نکل آئے اور چوتھی مرتبہ میں خود پوریوں کو کاٹ ڈالے اور پانچویں دفعہ میں دہنا ہاتھ بالغ کی طرح قطع کریں۔ دوسرے یہ کہ عاقل ہو دیوانہ کو فقط تادیب ہوگی اگرچہ مکرر اس سے جرم صادر ہوا اور اگر جنون کا دورہ پڑتا ہو اور افاقہ کی حالت میں چوری کرے تو حد ساقط نہیں ہے تیسرے مختار ہو۔ پس اگر جبرًا کسی سے چوری کرائیں تو اس پر حد نہیں چوتھے جو چیز چرائے وہ مال ہو پس اگر مال نہ ہو تو اسپر حد نہیں ہے جیسے کوئی شخص کسی آزاد بچہ کو چرالے اگرچہ اس کے کپڑوں کی قیمت اور زیور کے دام ربع مثقال طلا ہووے لیکن اگر کسی بالغ کو سونے کی حالت میں چرلائے اور لباس ربع دینار طلا کا ہو تو حد ہوگی اور اگر کسی کے غلام صغیر کو چرالے تو حد ہے اور اگر غلام بالغ کو لیجائے تو حد نہیں الا اس صورت میں کہ غلام سوتا ہو یا مست ہو اور مال مال سب برابر ہے کپڑا ہو یا کھانا میوہ خواہ پانی نمک برف مٹی۔ گل ارمنی جانور وغیرہ (۵) وہ مال بقدر نصاب ہو اور نصاب اس جگہ ربع مثقال طلا ہے کہ سکہ رائج ہو یا جو چیز اس قدر مالیت میں ہو پس جس چیز کی قیمت اس سے کم ہو اس میں یہ حد نہیں پس جو انگشتری کہ وزن اس کا ایک سدس مثقال ہو اور قیمت اس کی ربع مثقال اس کے چرانے والے پر حد نہیں اور اگر کسی مال کو جسکی قیمت ربع مثقال ہو کم مقدار سمجھکر اٹھالے اس پر حد نہیں ہے اور ایک لباس جس کی قیمت ربع دینار سے کم ہو چرائے اور اسکی جیب میں ربع دینار رہو اور چور کو اطلاع نہ ہو بعد چرلانے کے معلوم ہو تو آیا اسپر حد ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور آیا مقدار نصاب کو ایک دفعہ چرانا شرط ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ شرط ہے اور اگر دو شخص ملکر ربع دینار کی چوری کریں تو ان پر قطع جاری ہوگا یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ قطع نہیں ہے (۶) یہ کہ وہ مال بیٹے کا اور غلام اور میاں کا نہ ہو کہ اگر باپ بیٹے کا مال چرائے یا آقا غلام کا اگرچہ وہ غلام مکاتب ہو ان دونو شخصوں کو قطع ید کی سزا نہ ملے گی لیکن اگر بیٹا باپ کا مال چرائے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور اسی طرح ماں کا ہاتھ اولاد کے مال چرانے پر قطع ہوگا (۷) قحط سالی کا زمانہ نہ ہو کہ کال کے عالم میں چوری کرنے سے ہاتھ قطع نہیں ہوتے (۸) وہ مال کل دوسرے شخص کا ہو پس اگر اپنا مال جو کرایہ کو دے رکھا ہے مستاجر کے پاس سے چرالائے تو قطع نہیں اسی طرح ساجھے کے مال کی دزدی پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اسی طرح پر حکم ہے کہ اگر اپنے مال کو دوسرے کا مال سمجھکر چرالائے خواہ قبل سے اس کا مالک ہو یا بعد تالا توڑنے کے

چوری کی حد کی شرائط میں

مقدمہ رجوع ہونے سے پہلے اور حاکم کے حکم سے قبل اس کا مالک ہوجائے ہبہ سے یا وراثت سے یا خرید کی رو سے یعنی اسکے وکیل نے خرید کیا ہو (۹) حلال ہونے کا گمان نہ ہو اگر اس مال کو اپنے اوپر حلال سمجھکر اٹھایا ہو تو قطع نہ ہوگا (۱۰) جس مال کو چرائے وہ مال محترم ہو پس اگر شراب یا سور کا گوشت چرائے تو قطع نہیں اگرچہ ذمی کا مال ہو لیکن تاوان اسکا دینا پڑیگا اور اگر اس کتے کو جسکی قیمت ربع دینار ہو چرا دے اسمیں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ ہاتھ کاٹا جائے گا اگر طنبور وغیرہ آلات لہو ولعب کو یا چاندی سونے کے برتنوں کو چرائے یا توڑنے کے قصد سے اٹھائے تو قطع نہیں اور اگر چوری کی نیت سے اٹھائے اور چوتھائی دینار کا مال ہو اسمیں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ ہاتھ قطع کیا جائے گا (۱۱) وہ مال جسکو چرائے حرز میں ہو یعنی سینتا ہوا رکھا ہو حرز سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اس چیز کے رکھنے کی جگہ ہو اور محفوظ کہلائے اور یہ امر باعتبار قسم مال کے مختلف ہوتا ہے پس زر و جواہر کا حرز صندوق ہے جسپر قفل ہو اور اسباب کے حق میں بند دوکان ہی اور مکان اور باغ میوہ کا حرز ہے اور طویلہ جانوروں کا حرز ہے اور قبر کفن کا حرز ہے اور اگر دوکان کھلی ہو اور مالک نگران حال ہو اور کوئی کچھ اٹھالے تو چوری مال محفوظ کی ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اور درخت میوہ کا حرز نہیں ہے پس اگر درخت سے میوہ توڑے تو قطع نہیں اور اگر مسجد کی جوڑی یا تختہ کڑی چورالے تو قطع نہ ہوگا اور اگر کفن کو قبر میں چورائے تو قطع ہے اور آیا شرط ہے کہ قیمت کفن کی ربع دینار ہو یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اور اگر کفن کے سوا کچھ اور چیز میت کے ساتھ دفن کریں اور کوئی اسکو نکال لے تو قطع نہیں اور خانہ کعبہ کے غلاف کی چوری کل چورائے یا کسی قدر پھاڑلے اختلاف ہے اور اگر کسی چیز کو غیر حرز سے مثلاً صحرا سے یا فراشخانہ سے یا راستہ اور مسجد سے اٹھالے تو قطع نہیں۔ (۱۲) چور چرانے میں مستقل ہو پس اگر ایک نے قفل توڑا دوسرے نے نکالا تو کسی پر قطع نہیں (۱۳) خود چور مال کو نکالے پس اگر جانور پر لادے اور وہ لیکر باہر نکلے یا کسی بچہ سے اٹھوائے تو قطع نہیں ہے (۱۴) خفیہ لیجائے کہ اگر علی الاعلان لے جائے زبردستی لیوے تو قطع نہیں اور یہ شرط نہیں ہے کہ چور مسلمان ہو یا کہ آزاد ہو یا مرد ہو یا بینا ہو پس اگر کافر یا غلام یا عورت یا اندھا کچھ چورائے قطع ہوگا جب یہ سب شرائط جمع ہوں تو اول چور پر واجب ہے کہ صاحب مال کا اصل مال دے اور اگر تلف ہوگیا ہو تو اس کا عوض یا قیمت دے اور ہاتھ کٹنے سے اس امر سے بری نہیں ہو سکتا اور حد سرقہ یہ ہے کہ اول مرتبہ یہ کام کیا ہو تو ثبوت کے بعد داہنے ہاتھ کی چاروں انگلیاں قطع کرائی جائیں اور ہتھیلی اور انگوٹھا چھوڑیں اور دوسری مرتبہ میں بایاں پاؤں قطع کریں ایڑی تک اور خود عقب کو رہنے دیں اور تیسری مرتبہ میں حبس دوام کیا جائے اور چوتھی دفعہ میں یعنی اگر قیدخانہ میں بھی چوری کرے قتل کیا جائے گا اور حاکم کے سوا دوسرا شخص قطع کرنے کا مجاز نہیں ہے اور اگر چور کا داہنا ہاتھ چوری کے بعد سزا سے پہلے خود ندارد ہو جائے یا شل ہو وے تو اسکے عوض بایاں پاؤں قطع نہ ہوگا اور سنت ہے کہ قطع کرنیکے بعد گرم تیل میں اسکو تل دیں

دوسری فصل حد کی دوسری قسم کے بیان میں اور وہ دہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں کا یا بائیں ہاتھ اور دہنے پاؤں کا کاٹا جانا اور قتل کیا جانا اور سولی ملنا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا امام ان سزاؤں کا مختار ہے یا ترتیب وار سب کو عمل میں لائے بعض مجتہد ترتیب کے قائل ہیں اسی طرح اختلاف ہے کہ آیا زندہ کو گل دیا جائے یا اول قتل کریں پھر پھانسی چڑہاویں اور یہ حد محارب کی ہے اور محارب وہ شخص کہلاتا ہے کہ شہر میں یا جنگل میں دن کو یا رات کو یا دریا میں شمشیر برہنہ کرے بقصد مسلمانوں کے ڈرانے کے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو کمزور ہو یا زور آور خواہ ایسا شخص ہو جس پر ڈکیتی کا گمان ہو یا نہ ہو اور بعض مجتہد اس امر کو مرد سے مخصوص جانتے ہیں اور بعض کے نزدیک اگر کسی کو قتل کیا ہو اور اسکا مال لوٹ لیا ہو تو داہنا ہاتھ یا بایاں پاؤں کاٹ کر بعد میں قتل کریں گے اور مال لیا ہو اور قتل نہ کیا ہو تو ہاتھ پاؤں کاٹ کر شہر بدر کریں اور شہر بشہر اشتہار دیں کہ کوئی اسکو اپنے پاس نہ بیٹھنے دے اور اس سے نکاح نہ کرے اس سے بچتے رہیں اور بلاد کفار میں اسکو جانے نہ دیں اور اگر کافر اسکو پناہ دیں تو ان سے لڑنا جائز ہے تاکہ وہ اسے نکال دیں اور اگر کسی کو گھائل کیا ہو تو قصاص زخم کا اس سے لیا جائے اور اگر فقط ہتھیار کو کھینچا ہو اور نوبت قتل کی نہ آئی ہو اور نہ زخمی کیا ہو اور نہ کسی کا مال لیا تو اسکی سزا یہ ہے کہ دیس نکالا دیں اور اگر محارب گرفتار ہونے سے قبل توبہ کر لے تو حد اس سے ساقط ہے لیکن اگر مال چھین لیا ہو تو وہ واپس لیا جائیگا اور اگر زخم لگا ہو تو بدلہ لیا جائیگا اور اگر ہتھیار نکالنے والا طلیع ہو یعنی محارب کا جو کسی ہو کہ اسکو خبردار کرتا رہے اور راہ گیروں کے حال سے اسکو واقف کرے تو اسپر حد نہیں ہے کیونکہ وہ محارب نہیں ہے۔ اور یہی حال مددگار کا ہے یعنی جو شخص محارب کا معین ہو لیکن کسی مسلمان کو قتل نہ کرے اور نہ ایذا پہنچائے کہ اسپر بھی یہ حد نہیں ہے اور سنت ہے کہ بعد قطع کرنے کے محارب کے ہاتھ پاؤں کو داغ دیں اور روغن زیت میں تل دیں۔ **تیسری فصل** حد کی آٹھ قسم کے بیان میں اور وہ زنا کی حد ہے اور اسکی سات شرطیں ہیں (۱) یہ کہ مرد و عورت دونو بالغ ہوں کہ طفل پر حد نہیں ہے بلکہ تعزیر کرینگے (۲) عاقل ہوں کہ مجنوں پر بھی یہ حد نہیں قول قوی یہی ہے (۳) یہ کہ مختار ہوں کہ مجبور پر حد نہیں ہے (۴) وہ عورت اس مرد پر حرام ہو کہ اگر اسکی عورت ہو تو حد نہیں ہے (۵) عقد نہ کیا ہو اور نہ ملک کا عذر ہو اگر عقد کیا ہو یا خریدا ہو تو حد نہیں ہے (۶) شبہہ میں دخول نہ کیا ہو بلکہ جان کر کیا ہو اور حرام ہونے کا علم ہو پس اگر شبہہ میں دخول کرے تو حد نہیں ہے (۷) مرد کا عضو عورت کے اندام نہانی میں داخل ہوا ہو خواہ دبر میں یا قبل میں اور حشفہ یعنی سپاری غائب ہونا کافی ہے پس اگر حشفہ غائب نہ ہوا ہو تو حد نہیں ہے اور ابتدائے اسلام میں قاعدہ تھا کہ کنواری سے زنا کرنے میں ملامت کرنے سے سزا دیتے تھے اور غیر باکرہ کی زنا میں دائم الحبس ہوتا تھا بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اور حد زنا کے آٹھ حکم ہیں (۱) رجم یعنی کمر تک زمین میں گاڑ دینا بٹھا کر پھر سنگسار کرنا یعنی پتھر مارنے یہ اسکی سزا ہے جو مرد جوان اور آزاد بالغ و

وعاقل ہو اور عقد صحیح سے ایک عورت اپنے پاس رکھتا ہو جو اسکے تصرف میں ہو یا لونڈی کا مالک ہو اور دونوں وقت اس عورت تک پہنچ سکتا ہو اور وہ عورت جس نے زنا کرایا وہ بھی اس قسم کی ہو اور بعض کے نزدیک اس عورت میں رجم کے سوا سو درے بھی لگانے چاہئیں اور اگر دونوں میں ایک شخص ایک قسم کا ہو دوسرا نہ ہو تو جو محصن ہو اسپر یہ حد جاری ہوگی اور دوسرے شخص کی حد کا بیان آئندہ آئیگا اسی طرح اس عورت کی سزا جو شوہردار ہو اور دیوانہ سے زنا کرائے اور دوسرا حکم یہ ہے کہ رجم اور جلد دونو ہوں یعنی اس کو سنگسار بھی کردیں اور سو درے بھی ماریں یہ سزا دو شخصوں کی ہے اول اس بوڑھے مرد کی جو بالغ اور عاقل ہو اور زن مدخولہ منکوحہ یا مملوکہ رکھتا ہو اور وہ بڑھیا عورت جس کے شوہر ہو اور پھر زنا کرے کہ اول اسکو سو تازیانہ لگائیں بعدہ سنگسار کریں اور اگر ایک شخص اس قسم کا ہو دوسرا شخص اور قسم کا ہو اسکا حکم اسکی حالت کے موافق ہوگا (۲) یہ سزا اس شخص کی ہے کہ دوسرے مرد کی رانوں کے بیچ میں اپنی منی بہائے اور جورو یا لونڈی رکھتا ہو اور اس حد میں آزاد اور غلام ایک حال ہے اور مسلمان و کافر محصن اور غیر محصن کا بھی فرق نہیں ہے (۳) حکم خالی سو درے اور یہ سزا سات شخصوں کو ملتی ہے (۱) ان مرد و عورت کو جو زوجہ یا شوہر نہ رکھتے ہوں اور زنا کریں دوسرے اس عورت کو جس سے ابھی اسکے شوہر نے مقاربت نہ کی ہو مگر عقد ہوگیا ہو (۳) اس محصن مرد کی سزا جو نابالغ عورت سے زنا کرے یا مجنونہ سے۔ (۴) اس شوہردار عورت کی سزا ہے جو بچہ نابالغ سے اپنی خوشی سے زنا کرائے (۵) ان دونو عورتوں کو ملے گی جو برہنہ ایک لحاف میں لیٹی ہوں اور دو مرتبہ اسپران کو تعزیر مل چکی ہو (۶) اس مرد کی سزا ہے جو کہ جورو نہ رکھتا ہو اور مرد کے زانو کے بیچ میں منزل ہو (۷) اس عورت کی سزا ہے جو دوسری عورت سے سحق کرتی پکڑی جائے اور بعض علماء کے نزدیک اگر وہ شوہردار ہوں تو سنگسار کی جائیں گی۔ چوتھا حکم سو درے اور سر مونڈنا اور دیس نکالا دینا یہ سزا اس آزاد مرد کی ہے جس کی شادی نہ ہوئی ہو اور زنا کرے اور بعض کے نزدیک جس نے عقد کیا ہو لیکن مقاربت کی نوبت نہ آئی ہو اور مرد بھی بکر یعنی کنوارا ہے پس سو کوڑے لگائیں اور سر مونڈیں اور ایک برس تک دیس نکالا دیں یعنی اس شہر و بستی سے اسکو نکال دیں لیکن عورت کا سر نہیں مونڈا جائے گا اور نہ اسکو شہر بدر کریں[1] گے (۵) حکم پچاس کوڑے مارنا یہ اس غلام کی سزا ہے جو بالغ ہو اور زنا کرے خواہ شوہردار عورت سے کرے یا بیوہ و کنواری سے اور غلاموں کا سر نہیں مونڈا جاتا اور نہ شہر سے نکالے جاتے ہیں (۶) حکم پچھتر کوڑے مارنا کہ پونی حد ہے یہ دو قسم کے شخصوں کی سزا ہے اول وہ لوگ کہ نصف آزاد ہوں اور نصف مملوک ہوں کہ ان کی حد زنا یہ ہے کہ آدھی حد آزاد کی یعنی پچاس کوڑے اور آدھی حد غلام

---

[1] وجہ یہ ہے کہ سر تراشی مرد آزاد کے حق میں عیب ہے غلام کے لئے تو سر تراشی معمولی بات ہے اور عورت پر سر تراشی حرام ہے اور دیس نکالے میں مالک کا نقصان ہے ۱۲ مترجم

کی یعنی پچیس کوڑے ان کے لگائے جائیں بشرطیکہ ان کے زوج یا زوجہ نہ ہوں جس کا بیان ہوا دوسرے اس جماعت کی سزا ہے جو کٹناپن کرے خواہ عورتوں کو مردوں سے ملائیں یا مردوں کو لونڈوں سے بدکاری کے واسطے ملائیں (۷) حکم یہ ہے یعنی کوڑے لیکر اسکو جھاڑو کی طرح اکٹھا کرکے مارنا یہ اس بیمار کی سزا ہے جس میں سو درے کھانے کی طاقت نہ ہو (۸) حکم اس حد معمولی کے سوا جوان کی حد ہو تعذیر کرنا یہ اس کیلئے ہے جو ماہِ مبارک رمضان میں یا کعبہ مشرفہ میں زنا کرے نعوذ باللہ منہا۔ **چوتھی فصل** حد کی گیارہویں قسم کے بیان میں اور وہ لواطہ کی حد ہے یعنی مرد کا مرد سے فعل بد کرنا اور شرطیں اس کی تین ہیں اول یہ کہ بالغ ہووے کہ غیر بالغ پر حد نہیں بلکہ تعذیر ملے گی (۲) عاقل ہو کہ مجنون کو تعذیر نہ دیں گے اور اگر ایک بالغ و عاقل دوسرا بچہ دیوانہ ہو تو اپنا اپنا حکم ان پر جاری ہوگا (۳) با اختیار خود کرے پس اگر کسی وجہ سے جبراً کوئی ایسا کرے تو مجبور پر حد نہیں ہے جب یہ تینوں شرطیں حاصل ہو تو سزا لواطہ کی یہ ہے کہ ان کو تلوار سے قتل کیا جائے یا جلا دیا جائے یا سنگسار کریں یا ان کے اوپر دیوار گرا دیں کہ دب کر مر جائیں یا کسی اونچے پہاڑ سے نیچے گرا دیں اور حاکم کو اختیار رہے کہ جلانے کے علاوہ ان سزاؤں سے دوسری سزا بھی اس پر جاری کرے اور اس حکم میں آزاد و غلام اور مسلمان و کافر اور مجرد و عیال دار سب برابر ہیں اور یہ فاعل و مفعول دونوں کی سزا ہے اور بعض کے نزدیک اگر زوجہ رکھتے ہوں تو سنگسار کئے جائیں جس طرح زنا میں کرتے ہیں اور اگر ایسے نہ ہوں تو سو درے لگائیں اور اگر بعد ثبوت جرم کے یعنی جب گواہوں سے حاکم کو ثابت ہو گیا کہ لواطہ کیا ہی اور توبہ کرے تو حد ساقط نہ ہوگی اور اگر خود آکر اقرار کیا ہو اور توبہ کرے تو امام کو اختیار ہے کہ سزا دے یا عفو کرے۔ **پانچویں فصل** حد کی بارہویں قسم کے بیان میں اور وہ اسی کوڑے لگانا ہے۔ یہ دو قسم کے مجرموں کی سزا ہے (۱) اس شخص کی سزا ہے جو کسی کو گالی دے یا زنا یا لواطہ کی تہمت لگائے یا اس قسم کی اور کسی فعل سے نسبت دے اور اس قسم میں سات شرطیں ہیں (۱) یہ کہ بالغ ہو کہ طفل پر یہ حد نہیں ہے بلکہ تعزیر ہے (۲) یہ کہ عاقل ہو کہ دیوانہ پر تعزیر نہ ہوگی (۳) جسکو گالی دے وہ آزاد ہو (۴) جسکو گالی دے وہ مسلمان ہو کافر نہ ہو (۵) پاک دامن ہو کہ اگر زانی کو زانی کہیں گے اور یا بدکار کو بدکار تو حد نہیں ہے (۶) جسکو گالی دے وہ اسکا بیٹا نہ ہو اور اگر بیٹا ہو تو حد نہیں ہے (۷) دشنام دینے والا عالم ہو کہ اس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ اگر اس کے معنی نہ جانتا ہو تو حد نہیں ہے اور یہ یہ شرائط متحقق ہو ویں تو گالی دینے والے کو اسی کوڑے لگائیں اور تشہیر کریں کہ کوئی اس کی گواہی قبول نہ کرے اور اس حکم میں آزاد و غلام دونوں مساوی ہیں اور بعض کے نزدیک اگر مجرم بندہ ہے تو آدھی سزا ہے یعنی چالیس چابک ماریں اور اگر کئی شخصوں کو جدا جدا دشنام دے تو سزا بھی کئی گنا ہوگی اور ایک دفعہ سب کو دشنام دے تو اگر وہ ایک دفعہ

ناشی ہو تو ایک سزا ہے اور اگر علیحدہ علیحدہ آکر مستغیث ہوں تو کئی دفعہ سزا ہوگی اور اگر کسی کو گالی دے
کہ او زانی اور زانیہ کے بیٹے تو دو سزائیں لازم ہوں گی اور اگر کسی کو دیوث یعنی بھڑوا کہے تو دیکھنا چاہیئے
کہ کہنے والے کے ملک کی بول چال میں یہ لفظ دشنام ہے یا نہیں اگر ہے تو حد ہے ورنہ تعذیر ہوگی اور
اگر اس کافر کو جسکی ماں مسلمان ہو گالی دے کہ او چھنال کے تو اس صورت میں حد لازم ہے لیکن اگر
وہ عورت زندہ نہ ہو تو حد ساقط ہے اور حد چار چیزوں سے ساقط ہوتی ہے (۱) مقذوف یعنی جسکو
دشنام دے اس کا تصدیق کرنا (۲) گواہ سے ثابت کر دینا (۳) عفو کرنا (۴) لعان کرنا اور یہ حد کا
دعوے مثل مال کے میراث میں داخل ہے اور اگر بعض وارث معاف کر دیں تو ساقط نہ ہوگی۔ اور
اگر تین مرتبہ سزا مل چکی ہو تو چوتھی مرتبہ میں عفو نہ کریں قتل کریں اور اگر چند دفعہ جرم واقع ہوا اور
سزا نہ ملی ہو تو ایک سزا ہوگی (۲) یہ حد اس شخص کی ہے کہ شراب وغیرہ کوئی نشے کی چیز کھائے پیئے
اور شیرہ انگور کا جو ابال لے آئے اور دو ثلث اس کے جلے ہوں وہ بھی حکم میں شراب کے ہے اور
شرائط اس جرم کے چار ہیں (۱) یہ کہ شراب پینے والا بالغ ہو کہ طفل پر حد نہیں (۲) عاقل ہو کہ مجنوں
حد سے بری ہے (۳) مختار ہو کہ مجبور پر سزا نہیں ہے۔ خواہ کسی نے اسکو جبراً شراب پلائی ہو یا خود اس
نے مجبوری سے شراب پی لی ہو مثلاً ایسی جگہ ہو کہ جہاں پانی نہ ہو اور لقمہ گلے میں پھنسا ہو اور اس قدر
شراب پیئے کہ وہ ٹکڑا نیچے اتر جائے (۴) یہ ہے کہ عالم ہو کہ حرام ہے اور نجس ہے کہ ناواقف پر
سزا نہیں ہے اور جب یہ شرائط پائے جائیں تو حد یہ ہے کہ اسی کوڑے لگائیں اور اس حکم میں مسلمان
اور وہ کافر جو بااعلان شراب خوری کرے اور غلام اور آزاد دونوں مساوی ہیں اور بعض مجتہد
غلام کی حد چالیس کوڑے ٹھیراتے ہیں اور اگر باوجود سزا پانے کے پھر شراب پیئے تو چوتھی مرتبہ
میں شراب خوار قتل کیا جائے گا اور اکثر مجتہد کہتے ہیں کہ تیسری مرتبہ قتل ہوگا اور اگر چند دفعہ
شراب پیئے اور سزا یاب نہ ہوا ہو تو ایک ہی سزا ہوگی اور اگر حاکم کے روبرو گواہوں سے ثابت نہیں
ہونے پایا تھا کہ توبہ کر لی تو سزا ساقط ہوگی لیکن بعد ثبوت کے توبہ کرنا حد کو ساقط نہیں کرتا اور خود
اقرار کیا ہو تو حاکم کو اختیار ہے عفو کرے یا سزا دے اور اگر شراب خوار شراب کو حلال جانکر پیئے اور
باپ اس کا مسلمان ہو تو اس کی سزا قتل ہے اور اگر مرتد ہے تو توبہ اس کی قبول نہ ہوگی کہ وہ مرتد
ہو گیا اور بعض کے نزدیک توبہ اس صورت میں قبول ہے اور جو شخص شراب کو حلال جانے اس کو
توبہ کا حکم دیں اگر توبہ سے انکار کرے تو اسکو قتل کریں اور اگر حلال نہ جانتا ہو تو تعزیر دیں گے اور
اگر شراب کے سوا کسی اور حرام شے کو حلال جانیں تو قتل نہ کیا جائے گا اور اگر شرابی دعوے کرے
کہ مجھکو زبردستی پلائی ہے تو حد ساقط ہے بشرطیکہ گواہ عادل اس کی تکذیب نہ کریں اور اگر بیان
کرے کہ مجھکو حرام ہونے کی خبر نہ تھی تو اس کو قول سنا جائے گا کہ ممکن ہے کہ جدید الاسلام یعنی نو مسلم ہو

چھٹی فصل حد کی تیرہویں قسم اور چودہویں قسم میں حدود کے اقسام سے اور وہ حبس دوام اور قتل ہے پس عمر قید چند شخصوں کی سزا ہے (۱) اس شخص کی سزا ہے جو کسی کو قتل کرنے پر معمور کرے اور اس شخص کی سزا ہے جو سہ بارہ چوری کرے باوجودیکہ پہلی چوریوں میں اس کے ہاتھ پاؤں کٹ چکے ہوں تیسرے اس عورت کی سزا ہے جو دین سے پھر جائے اور قتل پچیس شخصوں کی حد ہے (۱) اس شخص کی سزا ہے جو چوتھی مرتبہ چوری کرے باوجودیکہ دائم الحبس ہو (۲) اس شخص کی سزا ہے جو ماں یا بہن یا بیٹی یا بھانجی یا بھتیجی یا پھوپھی یا خالہ سے زنا کرے (۳) اس ذمی کی سزا ہے جو مسلمان عورت سے زنا کرے خواہ شرائط جزیہ پر باقی ہو یا نہ ہو خواہ عورت نے خوشی سے زنا کرا لیا ہو یا بلا مرضی اس کے ہوا ہو (۴) وہ شخص جو جبراً زنا کرے (۵) وہ شخص جو اپنے باپ کی بیوی یا کنیز مدخولہ سے زنا کرے (۶) اس شخص کی سزا ہے جو باوجود تین مرتبہ سزا یاب ہونے کے پھر مرد کی رانوں میں منزل ہووے (۷) وہ عورت ہے کہ جس کو تین مرتبہ سحق کی سزا مل چکی ہو اور پھر سحق کرے (۸) جو شخص تین مرتبہ دشنام کی سزا پا چکا ہو (۹) وہ شخص جو تین مرتبہ شراب پینے کی سزا پا کر پھر شراب پیئے (۱۰) جو شخص شراب کو حلال جانے اور توبہ کرنے پر تائب نہ ہو (۱۱) جو شخص شراب فروشی کو مباح جانے اور توبہ کرنے سے انکار کرے (۱۲) اس شخص کی سزا ہے جو ان چیزوں کو حلال جانے جو بالاتفاق حرام ہیں بشرطیکہ مسلمان زادہ ہو (۱۳) اس شخص کی سزا ہے جو ایسے شخص کو قتل کرنے آئے جو بھاگ نہ سکے (۱۴) اس شخص کی سزا ہے جو کسی کا مال لینے آئے اور بدون قتل اسکا دفع کرنا ممکن نہ ہو کہ اسکو قتل کر سکتے ہیں (۱۵) وہ شخص جو رسولِ خدا اور آئمہ ہدیٰ علیہ السلام کو بُرا کہے اسکو قتل کرنا چاہیئے اور اس میں امام سے اذن لینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ فتنہ و فساد برپا نہ ہوتا ہوا سکو دیکھ لے (۱۶) اس شخص کی سزا ہے جو نبوت کا دعوے کرے یا نبوت میں شک کرے (۱۷) اس شخص کی سزا ہے جو مدعی نبوت کی تصدیق کرے (۱۸) اس مسلمان کی سزا ہے جو جادوگر ہو (۱۹) اس شخص کی سزا ہے جو کسی کی جورو سے زنا کرے کہ شوہر اس کا اسکو قتل کرے تو اس میں شوہر کو کفارہ نہ ہو گا البتہ اگر پکڑا گیا ہو تو ظاہر شرع میں اس پر قصاص لازم ہو گا (۲۰) اس شخص کی سزا ہے کہ مسلمان زادہ ہو کر کافر ہو جائے اور ایسے شخص کو مرتد فطری کہتے ہیں (۲۱) اس شخص کی سزا ہے جو کافر زادہ ہو اور مسلمان ہو کر پھر کافر ہو جائے تو ایسے شخص کو مرتد ملی کہتے ہیں اس کو توبہ کرنے کی تین دن کی مہلت دیں گے اگر مسلمان نہ ہوا تو قتل کریں گے اور اگر ایسا شخص تین مرتبہ مسلمان ہو ہو کر کافر ہو جائے تو چوتھی دفعہ قتل کیا جائے گا اور مرتد ہونے کی چند صورتیں ہیں ایک تو زبان سے کلمہ کفر کہنا دوسرے کفر کا کام کرنا جیسے بت پرستی کرنا۔ قرآن سے بے ادبی کرنا نعوذ باللہ غلاظت میں ڈالنا حقارت کی نظر سے اور مرتد ملی اور فطری کی چار شرطیں ہیں (۱) یہ کہ بالغ ہو کہ اگر طفل مرتد ہو جائے تو اس کو تعزیر

نہ کریں گے (۲) یہ کہ عاقل ہو کہ دیوانہ پر ارتداد میں تعذیر ہے حد نہیں (۳) یہ کہ مختار ہو کہ مجبور پر کفر بکنے یا کفر کے کام کرنے میں کچھہ سزا نہیں ہے (۴) یہ کہ اپنے قصد اور ارادہ سے کرے کہ بے قصد غفلت میں سرزد ہو تو اسپر الزام نہیں ہے اور مرتد فطری کا حکم یہ ہے کہ ظاہر شرع میں اسکی توبہ مسموع نہ ہوگی اور ہبہ عتق تدبیر وصیت وغیرہ تصرفات اسکے صحیح نہیں اور زوجہ اسکی اسی وقت نکاح سے نکل جائے گی اور عدہ وفات کا رکھے گی اگرچہ مدخولہ نہ ہو یہی قول قوی ہے اور وارث اسکے اس مال کو فوراً تقسیم کرینگے اگرچہ ابھی وہ زندہ ہو قتل نہ ہوا ہو اور اگر عورت مرتد ہو جائے تو قتل نہ ہوگی بلکہ حبس دوام میں رہے گی اور ہر نماز کے وقت پٹے گی اور سخت لباس پہننے کو ملے گا اسی طرح اس کا حال رہے گا جب تک کہ توبہ کرے یا مر جائے یا مرتد ملی کو توبہ دلائیں گے۔ اگر توبہ سے انکار کرے گا تو قتل ہوگا اور مرتد ملی جب تک قتل نہ کیا جائے گا اس کا مال تقسیم نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسکے تصرفات بھی درست نہیں ہیں جبکہ مسلمان نہ ہوا اور عورت اسکی طلاق کی عدت رکھے گی پس اگر عدت میں وہ تائب ہو گیا تو وہ اسکی زوجہ ہے ورنہ اسکو اختیار ہوگا اور مرتد کی توبہ یہ ہے کہ اقرار کرے اس چیز کا جس کا منکر ہو اور فقط نماز پڑہنا کافی نہیں ہے اور نہ نماز سے اسکو کچھہ فائدہ ہے بلکہ اپنے قول اور فعل سے توبہ کرنا چاہئے اور اگر مرتد ہونے کے بعد دیوانہ ہو جائے تو قتل اس کا جائز نہیں ہے اور مرتد کی ولایت ارتداد کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے پس اپنے نابالغ لڑکا لڑکی کا عقد نہیں کر سکتا نہ اپنی کنیز کا نکاح کر سکتا ہے اور بعض کے نزدیک لونڈی کے عقد کا اختیار حاصل ہے (۲۲) جو شخص کسی مکان میں جھانکے اور منع کرنے پر بھی باز نہ رہے تو اس کو مار ڈالنا جائز ہے (۲۳) جو آقا اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اور غلام کشی کی اسکو عادت پڑ جائے اسکو قتل کرنا چاہئے (۲۴) جو مسلمان ذمی کافروں کو قتل کرنے کا عادی ہو جائے۔ اسکو قتل کرنا چاہئے (۲۵) جو شخص کسی قوم کو ناحق مار ڈالے وہ عوض اس کے مارا جائے گا چنانچہ بیسویں باب میں مذکور ہوگا۔ **دوسرا مطلب** ان چیزوں کے بیان میں جو حدود سے تعلق رکھتی ہیں۔ **پہلی فصل** ان چیزوں کے بیان میں جن سے حد ثابت ہوتی ہے پس واضح ہو کہ چوری تین چیز سے ثابت ہوتی ہے (۱) دو عادل گواہوں کے بیان سے جو حاکم کے روبرو اظہار دیں (۲) ایک گواہ سے جس کے ساتھ مدعی بھی حلف کرے یعنی جس کا مال چرایا ہے (۳) چور کے دو مرتبہ اقرار کرنے سے اور محارب ہونا اور جلق کرنا اور حیوانات سے بدفعلی کرنا دو چیز سے ثابت ہوتی ہیں (۱) دو گواہ عادل کے بیان سے (۲) ایک مرتبہ اقرار کرنے سے اور لواطہ دو چیز سے ثابت ہوتا ہے (۱) تو گواہی چار مرد عادل کی (۲) چار مرتبہ اقرار کرنے سے اور سحق اور کٹنا پا یعنی قرمساقی اور شراب خواری اور تہمت وزنا و دشنام دو چیز سے ثابت ہوتی ہے ایک تو دو عادل کی گواہی سے (۲) دو مرتبہ اقرار کرنیسے اور منہ سے شراب کی بو آنے سے ثابت نہیں ہو سکتا ہو سکتا ہی

کہ شراب کی کلی کردی ہو اور زنا دو چیز سے ثابت ہوتا ہے اول چار مرد عادل کی شہادت سے یا دو مرد عادل اور چار عورت عادلہ کے بیان سے دوسرے چار مرتبہ اقرار کرنے سے اور زنا اور لواطہ کے گواہوں میں جو بات ہونی چاہیئے وہ تین امر ہیں اول یہ ہے کہ گواہ معائنہ کا دعوے کرے کہ ہم نے مثل سلائی کے سرمہ دانی میں دیکھا ہے دوسرے گواہ متفق اللفظ گواہی دیں وقت اور مکان اور ہیئت کے بیان میں مطابق ہوں (۳) ایک ساتھ ملکر گواہی دیں اگر جدا جدا آکر بیان کریں تو معتبر نہیں اور جب بطریق مذکور حاکم شرع کو ثابت ہو جائے تو مجرموں پر حد جاری کریں اور منصب حد جاری کرنے کا حاکم شرع اور امام کے سوا دوسرے کو نہیں ہے اور اس باب میں اختلاف ہے کہ آقا اپنے غلام اور کنیز پر حد جاری کر سکتا ہے یا نہیں اگر اپنی آنکھ سے جرم کرتے دیکھے اسی طرح باپ اور شوہر کے حد جاری کرنے میں اختلاف ہے کہ آیا بیٹے اور زوجہ کو سزا دے سکتے ہیں یا نہیں اگر بچشم خود مشاہدہ کریں لیکن اگر اس کے سامنے گواہوں سے ثابت ہو تو بالاتفاق حد جاری نہیں کر سکتے جبتک کہ امام سے اجازت نہ لیں۔ الا اس صورت میں کہ آقا یا باپ حاکم شرع ہوا اور امام کو اختیار ہے کہ اہل ذمہ کو بطریق اسلام سزا دیں یا ان کے مذہب والوں کے حوالہ کردیں کہ وہ اپنے مذہب کے موافق حد جاری کریں اور اقامت حد میں ان گواہوں کا موجود ہونا جن کے بیان سے ثابت ہوا ہے ضرور نہیں ہے اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ فوت ہو جائیں یا سفر میں چلے جائیں پس حد جاری ہوگی گو وہ حاضر نہ ہوں اور سنت ہے کہ امام مقر کو تعلیم کرے کہ وہ انکار کرے کہ مکروہ ہے مقر کو اسکے اقرار پر ترغیب کرنا اگر اسکے حال کا علم ہو۔ **دوسری فصل** اس چیز کے بیان میں جو حد سے متعلق ہے پس معلوم کرنا چاہیئے کہ تیس امر حد سے متعلق ہیں بارہ واجب پانچ حرام سات امر سنت چھ امر مکروہ ہیں وہ بارہ جو واجب ہیں (۱) حدود کا قائم کرنا حق اللہ اور حق الناس میں جبکہ صاحب حق درخواست کرے (۲) گواہوں کا ہونا اور بعض علما کہتے ہیں کہ کچھ لوگ اور بھی ہوں اقل درجہ یہ ہے کہ ایک آدمی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اقل درجہ تین شخص ہیں اور بعض کے نزدیک اقل درجہ دس شخص ہوں اور بعض علما ان حاضرین کی موجودگی کو سنت جانتے ہیں (۳) سنگسار کرنے سے پہلے حاکم اس کو حکم دے کہ وہ غسل میت کر لے اور کفن پہن لے اور اگر بدون غسل و کفن سنگسار ہو جائے تو بعد رجم یا حد کے غسل و کفن دیا جائے گا (۴) نماز پڑھکر اسکو دفن کریں۔ (۵) اول پتھر مارنا گواہوں سے شروع ہوئے اگر وہ موجود ہوں بعد میں اور لوگ ماریں (۶) اگر بلا شہادت کے جرم ثابت ہوا ہو تو پتھر مارنے میں امام ابتدا کرے (۷) جس پر رجم و جلد واجب ہو اول اس کے درے ماریں بعد اسکے سنگسار کریں کہ مرے پر سو درے نہ ہوں (۸) سنگسار کرنے سے پہلے عورت کو چھاتی تک اور مرد کو کمر تک زمین میں گاڑ دیں اور بعض عالم اس بات کو سنت جانتے ہیں اور اگر گاڑنے کے بعد وہ

بھاگ نکلے تو دیکھنا چاہئے اگر گواہوں سے جرم کا ثبوت ہوا ہے تو پھر پکڑ لائیں اور اگر اقراری تھا اور اسپر
کوئی پتھر لگ چکا ہے تو گرفتار کرنا لازم نہیں اور نہ گرفتار کیا جائے اور بقولے مقر کو کسی صورت میں پھر گرفتار
نہ کریں گے (۹) زانی کو ننگا کرکے حد ماریں اور بقولے جس حالت میں زنا کیا ہے اسی حالت میں سزا دیں
(۱۰) عورتیں مرد کی طرح برہنہ نہ ہوں اور عورت کو ننگا نہ کریں کپڑوں سمیت پتھراؤ کریں (۱۱) بہت زور سے
چابک ماریں اور بعض کے نزدیک اوسط درجہ (۱۲) چہرہ کو اور شرمگاہ کو بچا کر ماریں اور وہ پانچ امر جو
حرام ہیں اول دفن نہ کرنا مرجوم کا (۲) قتل کے سوا دوسری سزاؤں کو بیمار عورت پر جاری کرنا جس
صورت میں اس کی تندرستی کی امید ہو یا نفاس اور استحاضہ کی حالت میں کہ وہ بھی بیماری ہے جب
تک صاف نہ ہو جائیں اور مصلحت مقتضی ہووے تو ضغث ماریں یعنی کوڑوں کی جھاڑو بنا کر جس کا
بیان ہوا (۳) عورت حاملہ پر حد جاری کرنا تا اینکہ وہ جنے اور بچہ غذا کھانے لگے اس کا محتاج نہ رہے
لیکن اگر کوئی محافظ ہو اور دودھ پلانے والا ہو تو جاری کر سکتے ہیں (۴) جو شخص کعبہ میں پناہ لے
اسپر کعبہ میں حد جاری کرنا (۵) تین روز سے زیادہ مجرم کو سولی دینا اور وہ سات امر جو سنت ہیں۔
(۱) یہ ہے کہ امام منادی کرائے اور لوگوں کو خبر کرے کہ وہ سزا دینے کو حاضر ہوویں (۲) یہ کہ پتھر
نہ اسقدر بڑے ہوں کہ فوراً مر جائے اور نہ اس قدر چھوٹی کنکریاں ہوں کہ جن سے مرے نہیں۔
(۳) مردوں کو کھڑا کرکے اور عورتوں کو بٹھا کر اور پردہ نشین عورتوں کو گھر کے اندر حد ماریں۔
حد کو سارے بدن پر متفرق ماریں فقط ایک ہی جگہ نہ مارے جائیں (۵) ہاتھ پاؤں کاٹنے میں اس
طرح پر کاٹیں کہ آسانی سے کٹ جائیں (۶) کاٹنے کے بعد تیل میں داغ کر دیں (۷) کٹے ہوئے
ہاتھ کو اس کی گردن میں لٹکا دیں اور وہ چھ امر جو مکروہ ہیں اول ایسے شخص کا شریک ہونا ہے جس
پر سزا جاری ہو چکی ہو (۲) مسجد میں سزا جاری کرنا (۳) شدت کی گرمی میں یا شدت کے جاڑے میں
سزا دینا بس چاہئے کہ گرمی میں صبح یا شام کو اور جاڑے میں دوپہر کے وقت سزا جاری کریں (۴)
محدود کا ضامن ہونا۔ (۵) اسقاط کے حد کی سفارش کرنا (۶) بلا عذر حد میں تاخیر کرنا۔

تیسرا مطلب تعزیر کے بیان میں۔ تعزیر کے معنی عربی زبان میں تادیب کے ہیں اور شرع میں
اس جرم کی سزا کا نام ہے جس کے بارے میں حد مقرر نہیں ہے پس واضح ہو کہ پینتیس گناہ تعزیر کے
قابل ہیں (۱) یہ کہ ماہ رمضان میں دن کو اپنی بی بی سے جماع کرے کہ اسپر تین امر لازم ہیں روزہ
کی قضا کفارہ اور پچیس کوڑے اسکو لگانے چاہئیں (۳) جو شخص بدون اجازت اپنی بی بی کے کسی لونڈی
سے نکاح کرکے جماع کر لے کہ اسکو ساڑھے بارہ کوڑے کہ حد کا آٹھواں حصہ ہے مارے جاویں
اور آدھے کوڑے کے یہ معنی ہیں کہ بیچ میں سے چابک کو پکڑ کر ماریں یا کہ ایک چابک ہلکا سا
لگائیں (۴) دو مرد کہ ایک لحاف یا چادر میں برہنہ پکڑے جائیں کہ ان کو تیس کوڑے سے

نوے چابک تک مار سکتے ہیں (۴) جو عورت کہ بیگانے مرد کے ساتھ ایک کپڑے کے اندر برہنہ پکڑی جائے ان دونوں کو دس تازیانے سے ۹۹ تک مار پڑے گی اور بعض مجتہد اس صورت میں حد لازم جانتے ہیں (۵) جو شخص کسی باکرہ عورت کی بکارت کو انگلی سے توڑ دے تو اسکو تیس سے ستر تک کوڑے مار سکتے ہیں اور بعض علما تیس سے اسی تک لکھتے ہیں اور بعض نوے تک (۶) جو شخص یہ کہے کہ مجھپر ایک حد واجب ہی اور جرم کا نام نہ لے تو اسکو چابک مارنے شروع کریں یہاں تک کہ وہ بس کرے مگر یہ شرط ہے کہ سو چابک سے نہ بڑھ جاویں (۷) جو شخص ایک دفعہ اقرار کرے کہ میں نے لواطہ یا سحق کیا ہے (۸) جو شخص کسی لڑکے کا بہ نیت فاسد بوسہ لے (۹) دو غیر عورتیں کہ ایک چادر کے اندر برہنہ گرفتار ہوں (۱۰) جو شخص کسی شخص کو ایسا کلمہ کہے جو جو کہنے والے کے محاورہ میں گالی نہ ہو اور دوسرے عرف میں دشنام ہو (۱۱) جو شخص کنایۃً اور رمزاً میں دوسرے کو سنا کر کہے کہ میں حرامزادہ نہیں ہوں یعنی تو حرامزادہ ہے یا اور کوئی کلام کہے جس سے دوسرے کا دل دکھے۔

(۱۲) جو شخص اپنی بی بی سے کہے کہ میں نے تجکو باکرہ نہ پایا (۱۳) جو بچہ یا دیوانہ کسی کو دشنام دے (۱۴) دو مرد عیالدار ایک دوسرے کو گالی و دشنام دیں (۱۵) جو شخص کسی واجب کام کو ترک کرے تعزیر اسکی امام کی رائے پر ہے بشرطیکہ اس حد سے جو آزاد غلام کو دیجاتی ہے نہ بڑھ جائے (۱۶) کافر جادوگر کو (۱۷) اس طفل یا دیوانہ کو جو شراب پئے (۱۸) جو شخص شراب کو بیچے اور اس کا فروخت کرنا حلال نہ جانتا ہو (۱۹) جو شخص کوئی حرام کام کرے اور اسکو حلال نہ جانے (۲۰) جو شخص کسی کا مال کھلم کھلا زبردستی چھین کے بھاگ جائے (۲۱) جو شخص کسی کا مال آنکھ بچا کر اٹھا کر لے بھاگے (۲۲) جو شخص مکاری اور حیلہ اور دہوکہ بازی اور جعلسازی اور جھوٹی دستاویز اور رقعہ وغیرہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کا مال مارے (۲۳) جو شخص بھنگ دہتورہ وغیرہ بیہوشی کی دارو کسی کو پلا وے (۲۴) جو شخص زلق لگائے اپنے ہاتھ سے اپنی منی نکالے حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص کے جناب امیر علیہ السلام نے اس کام کرنیکی وجہ سے ہاتھ پر اسقدر کوڑے مارے کہ اسکا ہاتھ لال ہوگیا (۲۵) جو شخص اپنے غلام کو مار ڈالے (۲۶) جو مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے (۲۷) جو شخص مجلس شراب میں اپنی خوشی سے شریک ہو کر بیٹھے یا کھانا کھائے (۲۸) جو شخص بے فلس یعنی بغیر چھلکے کی مچھلی کھاوے (۲۹) جو شخص کسی درندہ یا گزندہ جانور کو کھائے (۳۰) جو شخص تلی کسی جانور کی کھائے (۳۱) جو شخص اپنے بیٹے کو قتل کرے (۳۲) جو بچہ یا مجنون کہ زنا کرے (۳۳) جو بچہ یا دیوانہ چوری کرے (۳۴) اس بچہ اور دیوانہ کو جو مرتد ہو جائے (۳۵) حیوان سے بدفعلی کرتے ہیں کہ اس صورت میں اسپر پانچ امر لازم ہیں (۱) تعزیر دینا جس قدر امام کی رائے میں آئے اور بعض مجتہد پچیس کوڑے مقرر کرتے ہیں اور بعض پوری حد کہ سو درے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قتل کیا جائیگا۔ اس جانور کی قیمت اس کے مالک کو دے (۳) اگر وہ جانور حلال ہو تو وہ اور اسکی نسل لاحق سب حرام ہو جائے گی اس پر اور اسکے غیر پہ (۴) اس جانور کو ذبح کرکے جلا دینا اگر کھانے کا جانور ہو (۵) اس شہر سے نکال دینا اگر کھانیکا نہ ہو بلکہ سواری وغیرہ کے کام آتا ہو اور آیا اس کی قیمت مالک

کو دے یا خیرات کرے یا خود تصرف کرے اس میں اختلاف ہے اور اگر وہ جانور بہت سے جانوروں میں مل جائے اور شناخت نہ ہوسکے تو قرعہ ڈالکر دو ٹکڑے کریں پھر اسی طرح کرتے کرتے اسکو معین کریں **تتمہ** حد اور تعزیر میں دس امر کا فرق ہے اول یہ ہے کہ تعزیر کی حد کمی میں مقرر نہیں ہے سوائے ان پانچ مقام کے جن کا ذکر ہوا دوسرے آزاد اور غلام تعزیر میں برابر ہیں (۳) تعزیر کی کمی اور زیادتی گناہ کے اوپر موقوف ہے جیسا گناہ ہو ویسی تعزیر ہے اور حد میں مسمی فعل کا کافی ہے (۴) تعزیر رفع فساد کے واسطے ہے گو گناہ نہ بھی ہو جیسے طفل اور مجنون کا تعزیر کرنا بخلاف حد کے کہ وہ معصیت پر ہوتی ہے (۵) اگر معصیت حقیر ہے تو تعزیر بھی سرسری ہے اگرچہ اس تعزیر سے کچھ فائدہ نہ ہو اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ یہ تعزیر عبث ہے اسلئے کہ قلیل میں کچھ نفع نہیں اور کثیر جائز نہیں (۶) تعزیر توبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور حد کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے (۷) تعزیر میں تخییر اور اختیار ہے کہ انواع تعزیر سے جسکو چاہے عمل میں لائے اور حد میں سوائے محارب اور لوطی کے حد کی تخییر نہیں (۸) تعزیر باعتبار حالت فاعل اور مفعول کے مختلف ہو جاتی ہے اور جرم کے لحاظ سے بھی اور حدود مختلف نہیں ہوتے (۹) اگر تعزیر کا سبب باعتبار دو شہروں کے مختلف ہو تو ہر شہر میں اسجگہ کا لحاظ کیا جائے گا بخلاف حد کے کہ وہ سب جگہ یکساں ہے (۱۰) تعزیر کی چند قسم ہیں (۱) حق اللہ جیسے جھوٹ بولنا (۲) حق العباد جیسے گالی دینا فحش بکنا (۳) حق اللہ اور حق الناس دونوں ہو جیسے نیک مُردوں کو گالی دینا (لا تسبوا الاموات) مُردوں کو گالی مت دو برخلاف حد کے کہ وہ محض حق اللہ ہے سوائے حد قذف کے کہ اس میں اختلاف ہے (قذف زنا کی تہمت کرنا)۔

حد اور تعزیر کا فرق

بیسواں باب

۲۰

دیت یعنی خونبہا کے بیان میں جان کی قیمت ہو یا کسی عضو کی آدمی کی ہو یا شکاری کتے کی یا سگ گلہ و باغ و زراعت کی اس میں سات مطلب ہیں اور ایک خاتمہ۔ **پہلا مطلب** ان چیزوں کے بیان میں جو قتل کے اسباب ہیں اس میں چند فصل ہیں **پہلی فصل** قتل کے اقسام میں واضح ہو کہ قتل انسان کی پانچ صورتیں ہیں اول واجب جیسے کافر حربی کا قتل کرنا جبکہ مسلمان نہ ہو اور یہود و ترسا کا قتل کرنا جبکہ جزیہ کی بارہ شرطوں کو جن کا جہاد کے باب میں ذکر ہوا ہے قبول نہ کریں اور نہ مسلمان ہوں آدمی یا موافق ہے یا مخالف اور موافق تم طریق ہے یا غیر طریق اول کافر حربی ہے اور دوسرا مسلمان اور تیسرا کافر ذمی ہے خواہ وہ اسلام کی رعایا یا معاہد ہو صلح کے ذریعہ سے اور مستامن ہو پس جبکہ آدمی نہ دین قبول کرے نہ مطیع اسلام بنے تو وہ مفسد ہے اور مفسد کا قتل واجب ہے وہ بھی بغرض دفع فساد کے نہ بغرض مسلمان کرنیکے کہ جبراً اسلام نہیں ہوتا ہے اور ان پچیس آدمیوں کا قتل کرنا کہ جن کا ذکر حدود میں ابھی گذرا

قتل کی قسمیں

کہ وہ بھی واجب ہے اوران مسلمانوں کا قتل کرنا جن کو کفار نے اسیر کیا ہو اور بدون ان کے قتل کے
فتح ممکن نہ ہو دوسری قسم قتل حرام و ناجائز جیسے ناحق کسی مومن کو قتل کرنا اوران کافروں کو یعنی غیر مذہب
والوں کو قتل کرنا جو شرائط مذکورہ کو قبول کریں یا امام نے ان سے صلح کی ہو کسی مصلحت سے معاہدہ
ہوگیا ہو ایک میعاد معین تک اوراس کافر کا قتل کرنا جس کو امان دے چکے اور کل کافروں کی عورات
اور بچوں کو بلا ضرورت شدید قتل کرنا اوران اسیروں کو قتل کرنا جو جنگ کے بعد ہاتھ لگیں اور چاروں
ماہ حرام میں کسی کافر کو قتل کرنا بعض کے نزدیک مخصوص ہے ان کفار سے جو ان مہینوں کی حرمت جانتے
ہیں بشرطیکہ ان کی جانب سے ابتدا نہ ہو ورنہ شہر حرام میں قتل کرنا جائز بلکہ واجب ہوسکتا ہے (۳) قسم
مکروہ ہے جیسے غازی اپنے کافر باپ کو جہاد میں قتل کرے۔ چوتھی قسم قتل کی قتل سنت ہے جیسے اس
شخص کا قتل کرنا قصاص میں کہ اگر قتل نہ کریں تو اسکو قتل کریں کہ ممکن ہے یہ شکل مستحب کی ہووے (۵) قسم
قتل مباح جیسے کسی کا حد یا قصاص کے واسطے قتل کرنا یعنی قاتل کے حق میں مباح ہے اور قتل انسان
باعتبار سبب قتل کے چھ قسم پر منقسم ہوتا ہے (۱) یہ ہے کہ نہ قصاص اس میں عائد ہوتا ہے نہ کفارہ نہ دیت
نہ گناہ جیسے واجب القتل کا قتل کرنا سوائے ان مسلمانوں کے جو اسیر کفار ہوں کہ ان کے قتل میں کفارہ ہے
یا قتل مباح کا مرتکب ہونا (۲) قسم یہ ہے کہ موجب دیت اور قصاص اور کفارہ کا نہ ہو لیکن مرتکب اسکا گنہگار ہو
جیسے ایک قیدی کا مار ڈالنا جو سفر کرنے سے عاجز ہو اور مار ڈالنا کسی کو جہاد کنندہ کا بغیر اذن امام کے یا قبل اسکے
کہ امام اسکو اسلام کی دعوت کرے (۳) قسم وہ ہے کہ قصاص اور کفارہ کا باعث ہے جیسا کہ مومن کا مومن
کو عمداً ناحق قتل کرنا یا شبہ عمد جسکا بیان آگے آئیگا (۴) وہ قسم ہے جسمیں دیت اور کفارہ دینا پڑے جیسے باپ
کا بیٹے کو قتل کرنا یا مومن کا مومن کو خطا بھول چوک میں قتل کرنا یا شبہ عمد جسکا بیان آگے آئیگا (۵) وہ قسم ہے
جسمیں دیت ہے کفارہ نہیں جیسے یہود و نصاریٰ کا قتل کرنا اور پارسیوں کا قتل (۶) قسم یہ ہے کہ کفارہ ہو دیت
نہ ہو جیسے اپنے مسلمان غلام کو قتل کرنا پھر قتل کرنیکے تین قسم ہیں (۱) قتل خطاء محض کہ قاتل اپنے فعل اور
قصد میں خطا کرے مثلاً کبوتر پر تیر لگا یا بلی پر بندوق چلائی آدمی کے جا لگی اور مر گیا (۲) قسم شبہ عمد کہ قاتل
نے اس فعل کو جس سے مقتول قتل ہوا جان کر کیا ہو لیکن اس کا ارادہ قتل کا نہ تھا اور نہ وہ فاعل عادتاً قاتل
تھا جیسے بچہ کو ادب کی نظر سے طمانچہ مارا اور وہ مر گیا (۳) قتل عمد محض کہ قاتل قصداً مارنے کو کوئی فعل کرے
یہ قسم موجب قصاص ہے یعنی قاتل اسکی عوض میں قتل کیا جائیگا۔ **دوسرا مطلب** قتل عمد کے احکام میں
اور زخمی کرنیکے ذکر میں اوراس میں چند فصلیں ہیں **پہلی فصل** ان مقامات کے بیان میں جہاں قصاص لازم ہے
واضح ہو کہ پندرہ جگہ قصاص کیا جاتا ہے اول جان کر کسی مومن کو قتل کرنے میں بغیر حکم شرع کے (۲) زخمی
کرنا جبکہ علم ہو کہ اس زخم کا نتیجہ انجام میں موت ہے اور آیا اگر کسی کو جادو کرکے مار ڈالے تو قصاص ہے یا نہیں
اسمیں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ اس صورت میں دیت لازم ہے، البتہ اگر قاتل خود اقرار کرے کہ میں نے

اسکو جادو سے مار ڈالا تو اور بات ہے (۳) اس قدر مارنا کہ جس کی آدمی برداشت نہ لاسکے (۴) ضرب زیادہ نہ ہو لیکن ایسی ہو کہ اسکی وجہ سے وہ بیمار ہوکر مرجائے (۵) تیر مارنا یا نکیلا پتھر مارنا جس سے مقتول مرجائے (۶) گلا گھونٹنا اور جبتک دم نہ نکلے بھینچے رکھنا ڈھیلا نہ کرنا اور اس سے مرنا (۷) اونچی جگہ سے کسی کے اوپر گر پڑنا اور اسکو مار ڈالنا یا بلندی سے کسی کو نیچے گرا دینا اور وہ مرجائے (۸) جلتی آگ میں یا دریا میں ڈال دینا بشرطیکہ واقف نہ ہو کہ تیر کر بچ نہ سکیگا (۹) جان کر زہر ملائی ہوئی چیز کھلانا اور کھانے والے کو خبر نہ ہو کہ اسمیں زہر ملا ہے کہ اگر وہ شخص جان کر اس شے کو کھالے یا بلا اجازت اسکے مکان میں گھس کر اس زہریلی چیز کو کھاجائے تو قصاص نہیں (۱۰) کسی کو دریا میں مگر اور ناک و گھڑیال یا بڑی مچھلی کے آگے دھکیل دینا کہ جانور اسکو کھا جائیں۔ اگرچہ قتل کا قصد نہ ہو بعض کے نزدیک موجب قصاص ہے (۱۱) راستہ میں کنواں کھود کر لوگوں کو بلا کر وہاں کو لانا اور ان کا گر کر مرنا یا کتے سے کسی کو پھڑوانا بشرطیکہ مقتول کو بچنا ممکن نہ ہو ورنہ خودکشی ہے (۱۲) کسی شیر کے آگے ڈال دینا بشرط مذکورہ (۱۳) سانپ کے آگے ڈالنا کہ وہ ڈس لے (۱۴) کنوئیں میں گرا دینا اور مقتول کا گر کر مرجانا (۱۵) جھوٹی گواہی دیکر قتل کرانا بشرطیکہ ولی قصاص کو اسکی بے قصوری کا علم نہ ہو ورنہ ولی پر قصاص ہوگا۔ **دوسری فصل** قصاص کے شرائط کے بیان میں واضح ہو کہ قصاص میں سات شرط ہیں (۱) قاتل و مقتول کا غلامی و آزادی میں مساوی ہونا پس آزاد کو غلام کی عوض میں قتل نہ کرینگے لیکن اس صورت میں کہ وہ آزاد بہت سے غلاموں کو مار ڈالے اسکو اس امر کی چسکی پڑجائے تو اسکو مار ڈالیں لیکن یہ دراصل قصاص غلاموں کا نہیں ہے بلکہ قتل موذی ہے اور آزاد مرد کو آزاد مرد اور آزاد عورت دونو کی بابت قتل کریں گے لیکن مرد کا نصف خونبہا عورت کے وارث کو دیں گے اور آزاد عورت کو آزاد عورت اور آزاد مرد کی بابت قتل کرینگے اور اس مقام پر قصاص کے سوا اور کچھ نہ ملیگا قول قوی یہی ہے اور غلام سے غلام کا اور آزاد کا دونوں کا عوض لیں گے (۲) دین میں مساوی ہونا پس مسلمان کو کافر کے عوض قتل نہ کریں گے بلکہ اگر مسلمان کسی یہود کو مار ڈالے تو اسکو تعزیر ملے گی اور دیت یعنی خونبہا دیا جائے گا جیسا کہ بیان ہوگا اور اگر وہ قتل یہود کا عادی ہوجائے تو اسکو مار ڈالیں گے جس طرح کہ مذکور ہوا اگر اول زیادتی مسلمانوں کو دیں جب قتل کرینگے اور ذمی کو ذمی کے لئے اور ذمی عورت کیلئے بعد رد فاضل دیت کے قتل کرینگے اور ذمی عورت کو ذمی عورت کیلئے اور ذمی مرد کیلئے قتل کرینگے اور کچھ رد نہ ہوگا اور ذمی مسلمان کے لئے قتل کرینگے اور مال و اولاد صغیر مقتول کی ولی سے متعلق ہوگی بعض کے نزدیک اور اگر ذمی کسی کافر کو قتل کرکے مسلمان ہوجائے تو قصاص اس سے نہ لینگے بلکہ دیت دلائینگے اگر مقتول بھی ذمی ہو اور اگر ذمی کسی مرتد کو قتل کرے تو قصاص لیا جائیگا (۳) قاتل مقتول کا باپ دادا نہ ہو کہ باپ یا دادا کو فرزند کے عوض میں قتل نہیں کرتے بلکہ تعزیر دیتے ہیں اور کفارہ دیت کا ان پر لازم ہے اور باپ اور غیر شخص دونوں ملکر قتل کرینگے تو بیگانہ قتل ہوگا اور باپ اس بیگانہ آدمی کی دیت دے گا اس کے ورثا کو (۴) یہ ہے کہ قاتل بالغ ہو کہ اطفال پر قصاص نہیں اور دیت ان کی عاقلہ دینی پڑے گی

شرائط قصاص

اس لئے کہ ان کا عمد بھی خطا ہے اور اس مقام پر شیخ شہید قدس اللہ سرہٗ نے ایک اشکال کی ہے کہ علماء
یہ کہتے ہیں کہ اطفال کا عمد خطا ہے اور خود تصریح کرتے ہیں کہ جس حیوان کو بچہ ذبح کرے اور جس شکار کو وہ
مارے وہ حلال ہے حالانکہ ان دونوں میں قصد شرط ہے پس یہ کیا بات ہے کہ قتل میں ان کے قصد کا اعتبار نہیں
کرتے اور ذبح اور شکار میں اعتبار کرتے ہیں جواب یہ ہے کہ دین میں قیاس نہیں حالانکہ قیاس مع الفارق
ہے (۵) شرط یہ ہے کہ قاتل عاقل ہو کہ مجنون پر قصاص نہیں ہے لیکن اگر عاقل ہو اور قتل کے بعد دیوانہ
ہو جائے تو قصاص کریں گے (۶) قاتل کو مقتول کا قتل روا نہ ہو پس اگر اس کا مارنا شرع کی رو سے واجب
ہو یا مباح تو قصاص نہ ہوگا (۷) خود قتل کرے یا شریک قتل ہو یعنی مل کر ماریں پس دوسرے سے قتل
کرادے تو قصاص نہیں ہے لیکن حبس دوام کیا جائیگا۔ **تیسری فصل** اس چیز کے بیان میں جس سے
قصاص ثابت ہو۔ پس واضح ہو کہ تین چیز سے قصاص ثابت ہوتا ہے اول عاقل مختار اور آزاد کا اقرار کرنا
باقی اس میں اختلاف ہے کہ ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہے یا دو مرتبہ اقرار کرے اور غلام کا اقرار معتبر نہیں
البتہ اگر آقا اسکی تصدیق کرے تو ہو سکتا ہے اور سفیہ اور مفلس اور محجوب کا اقرار قصاص کے باب میں
صحیح ہے لیکن دیت کے باب میں معتبر نہیں ہے اور اگر دو شخص اقرار کریں ایک کہے میں نے عمداً قتل کیا
ہے دوسرا کہے میں نے خطاً مارا ہے تو ولی مقتول کو اختیار ہے جسکی چاہے تصدیق کرے اور اگر ایک شخص کہے
کہ میں نے قتل کیا ہے اور دوسرا کہے میں نے قتل کیا ہے تو وہ مسئلہ ہے جسپر امیرالمومنینؑ نے امام حسنؑ کو مامور فرمایا
تھا کہ فیصلہ کریں اور حضرت نے حکم دیا کہ دونو بری ہیں مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کریں اس روایت پر
اکثر مجتہدین نے عمل کیا ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ ولی مقتول کو اس صورت میں اختیار ہے جس کی چاہے تصدیق
کرے (ان حضرات کو دھوکا ہوا) اس واقعہ میں تو معلوم ہو چکا ہے کہ ایک قاتل ہے اور ایک اسکی جان بچانا
چاہتا ہے اور حضرت نے اسی کا فیصلہ کیا تھا اور ان علماء کا حکم شبہہ سے متعلق ہے دوسرے شہادت سے
ثابت ہوتا ہے کہ جب دو گواہ عادل گواہی دیں کہ فلاں نے فلاں کو قتل کیا قصاص ثابت ہوگا اور چار عورتوں
کی گواہی پر یا دو عورت اور ایک مرد کی شہادت پر قصاص ثابت نہیں ہوتا اور بعض کے نزدیک دو عورت
اور ایک مرد سے دیت ثابت ہوگی اور یہ قول ضعیف ہے اور ضرور ہے کہ گواہ مکان اور وقت اور ہتھیار میں
متفق ہوں اور احتمال سے خالی ہو کر اگر مختلف بیان کریں یا احتمالاً کہیں ہم نے حربہ لگاتے دیکھا ہے تو
ثابت نہ ہوگا (۳) قسامہ اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی کسی پر قتل کا دعوے کرے اور گواہ نہ رکھتا ہو تو پچاس
مرتبہ قسم کھائے قتل عمد میں تو یہ حکم اتفاقی ہے اور قتل خطا و شبہہ عمد میں خلاف ہے اقوی یہ ہے کہ وہ
بھی پچاس قسم سے ثابت ہوگا اور بعض علما قتل خطا میں پچیس قسم کافی جانتے ہیں اور قسم کھانا اسوقت
ہے کہ مدعی کے بیان پر قرائن ہو مثل اسکے کہ مدعا علیہ کے پاس خون آلودہ ہتھیار ہو یا اس کے مکان میں
مقتول پڑا ہو یا بستی میں ہو کہ دوسرا آدمی وہاں آتا جاتا نہ ہو یا دو گاؤں کے بیچ میں پڑا ہو اور دو گاؤں

ثبوت قصاص

والوں کے سوا کسی کا وہاں گذر نہ ہوتا ہو اور بیچوں بیچ دو گاؤں کے پڑا ہو ورنہ جس گاؤں سے نزدیک ہوگا اسپر دعویٰ اولیٰ ہے یا مدعی کے دعوے کی ایک عادل یا بہت سے فاسق وغیر معتبر لوگ شہادت دیں بشرطیکہ مدعی کی راست بیانی پر گمان حاصل ہو لیکن اگر مقتول جامع مسجد یا شاہ راہ میں جہاں بہت سی آدمی جاتے ہوں پڑا ہو یا جنگل میں پڑا ہو یا اس مکان میں ہو جہاں بہت سے آدمی رہتے ہیں یا کسی پل پر پڑا ہو اس صورت میں مدعا علیہ پر لوث نہیں ہے بلکہ اسکا خونبہا خزانہ عامرہ سے دیا جائے گا اور آیا درصورت مظنہ صدق مدعی کی تفصیل دعویٰ خون میں تعیین قاتل کی اور نوع قتل کی شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اگر اس صورت میں مدعی انچاس عزیز و قریب رکھتا ہو اور مع مدعی کے سب ایک ایک قسم کھائیں کہ پچاس قسم ہو جائیں تو قصاص ثابت ہو جائے گا اور پچاس سے زیادہ ہوں تو پچاس پر اکتفا کرینگے اور ولی مقتول کو اس صورت میں اختیار ہے جس سے چاہے قسم دلا دے اور اگر پچاس سے کم ہوں یا بعض رشتہ دار قسم کھانیسے انکار کریں تو باقی رشتہ دار قسم کی تعداد پوری کر دیں اور اگر کل رشتہ دار قسم کرنیسے بچیں یا کوئی رشتہ دار ہی نہ ہو تو مدعی خود پچاس قسم کھائے اور اگر مدعی پچاس دفعہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعا علیہ کے یگانے پچاس مرتبہ قسم کریں اور دعوی ساقط ہوگا اور اگر مدعا علیہ بھی قسم نہ کرے اور رشتہ دار بھی نہ رکھتا ہو تو اس صورت میں قصاص واجب ہو جائیگا اور بعض کہتے ہیں کہ جب مدعا علیہ قسم سے انکار کرے اور اسکے قوم و قبیلہ نہ ہو تو پھر مدعی پر قسم کو رد کریں اور مدعی ایک قسم کھائے تو دعوے ثابت ہو جائیگا اور سنت ہے کہ حاکم قسم دینے سے پہلے ان کو نصیحت کرے اور ان پچاس قسموں میں توالی یعنی ایک کے بعد ایک ہونا شرط ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اور مدعا علیہ کا قسم کے وقت پر حاضر ہونا شیعوں کے نزدیک شرط نہیں ہاں قسم میں شرط ہے کہ قاتل اور مقتول کا نام معین کر کے قسم کریں اور بیان کریں کہ ایک شخص نے تنہا قتل کیا ہی یا دوسرا بھی شریک تھا کس کس طرح قتل کیا ہی عمداً یا خطاءً یا شبہہ عمد سے۔ **چوتھی فصل** قصاص کے بیان میں اور اسکی استیفا یعنی طریق میں پس واضح ہو کہ جب شرائط قصاص کے متحقق ہوتے تو قاتل پر قصاص لازم ہے اگرچہ اسکو کسی نے بالجبر اس بات پر آمادہ کیا ہو لیکن اگر طفل غیر بالغ بے تمیز اور دیوانہ کو جبراً قتل پر آمادہ کریں تو اس صورت میں قصاص آمادہ کرنے والے پر ہے وہ مثل آلہ کے تصور ہونگے اور اگر ایک شخص کے قتل میں کئی آدمی شریک ہوں تو ولی مقتول سب کو قتل کر سکتا ہے کہ اس کو خونبہا کی بیشی ہر ایک کے وارث کو دینی پڑے گی اور اگر دو عورتیں مل کر ایک مرد کو مار ڈالیں تو دونو عورتوں کو قتل کرنا چاہیے کہ دو عورتیں بمنزلہ ایک مرد کے ہیں اور ایک عورت کسی مرد کو قتل کرے تو اسکو قتل کریں اور آیا نصف دیت بھی لیں یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اقویٰ یہ ہے کہ اور کچھ نہ ملے گا اور اگر دو خنثیٰ ایک مرد کو ماریں تو دونو مارے جائیں گے اور نصف خونبہا مرد کا اس کے ورثا کو دیا جائے گا (کہ شاید وہ دونوں مرد ہوں) اور ایک مرد ایک عورت مل کر کسی مرد کو ماریں تو دونو قتل ہونگے اور نصف دیت مرد کی اسکے ورثا کو

بیان قصاص

کو دی جائے گی اور اگر اس صورت میں مرد کو فقط قتل کریں تو نصف خونبہا مرد کا وہ عورت مرد کے
ورثا کو دے گی اور اگر فقط اس عورت کو قتل کریں تو مرد نصف خونبہا مرد کا دیگا اور اگر مرد کسی عورت
کو مار ڈالے تو مرد اسکی عوض مارا جائیگا لیکن اول نصف خونبہا اسکا اسکے ورثا کو دلایا جائیگا اور اگر
غلام کسی آزاد کو مار ڈالے اور پھر آزاد ہو جائے تو قصاص کیا جائے گا اور کچھہ دینا نہ پڑے گا اور اگر چند
غلام ملکر کسی آزاد کو ماریں تو ولی مقتول کو اختیار ہے سب کو قتل کرے اور بیشی انکی قیمت کی جو مقتول
کے خونبہا سے زائد ہو اسکے مالکوں کو دے اور بندے کو بندے کے عوض میں قصاص لازم ہے مگر
آیا غلاموں میں مساوات قیمت کی شرط ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اور اگر غلام آزاد دونو ملکر کسی آزاد
کو ماریں تو مقتول کا وارث دونو کو قتل کر سکتا ہے مگر نصف خونبہا اس آزاد کا اسکے وارثوں کو اور بیشی قیمت
کی جو نصف خونبہا سے ہو غلام کے مالک کو ملے گی اور سنت ہے کہ قصاص لینے کے وقت دو عادل موجود
ہوں اور ہتھیار میں شرط ہے کہ زہر آلودہ نہ ہو خصوصاً عضو کے قصاص میں پس اگر قصاص کیوقت ہتھیار زہر
میں بجھا ہوا ہو تو ضامن ہے اور شمشیر کے سوا اور کسی ہتھیار سے قصاص نہیں لے سکتے اور قصاص میں گردن
مارنا چاہیئے اور عضو پر حربہ کا لگانا منع ہے اگر قاتل نے سر کاٹا ہو اور آیا اگر قاتل نے مقتول کا سر جدا نہ
کیا ہو تو قصاص میں سر جدا کر سکتے ہیں یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ جدا نہیں کر سکتے اور
جائز نہیں کہ ناک کان کاٹیں یا دریا میں ڈبائیں یا آگ میں جلائیں اگرچہ خیانت اور جرم اسی قسم کا واقع
ہوا ہو بلکہ شمشیر سے ماریں اور بعض کہتے ہیں کہ جس طرح اس نے مارا ہے اسی طرح مار سکتے ہیں اور حرام
ہے کہ کند تلوار سے قتل کریں لیکن اگر کرے تو گناہ کے سوا کچھہ اور قصاص کرنے والے پر لازم نہیں ہے
اور حاملہ عورت کا قصاص کرنا جائز نہیں ہے جبتک وضع حمل نہ ہو جائے اور بچہ کا دودھ نہ چھوٹ لے
جس صورت میں کوئی اس بچہ کا رکھنے والا اور دودھ پلانے والا نہ ہو اور جلاد کی مزدوری خزانہ سے ملیگی
اور اگر خزانہ خالی ہو یا اور ضروری خرچ درپیش ہوں تو مقتول کے ولی سے دلائیں اور ولی قصاص کا
وہ ہے جو مقتول کا وارث ہے سوائے شوہر اور زوجہ کے کہ ان کو قصاص کا دعوے نہیں پہنچتا اور بعض
مجتہد کہتے ہیں کہ قصاص کا حق باپ اور باپ کے رشتہ داروں سے مخصوص ہے اور ماں کو اور
ننہیال والوں کو کچھہ تعلق نہیں ہے اور بعض کے نزدیک کسی طرف کی عورت کو حق نہیں ہے اور ولی
بدون اطلاع اور اجازت حاکم کے قصاص لے سکتا ہے لیکن امام کے حکم سے کرنا سنت ہے خصوصاً
عضو کے قصاص میں اور بعض مجتہد مطلقاً قصاص میں حکم امام کو شرط جانتے ہیں اور اگر وارث متعدد
ہوں تو سب کی اجازت درکار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ موجودین کا منصب ہی اور اگر وارث طفل ہو
اور وہ طفل باپ یا دادا رکھتا ہو تو وہ قصاص نہیں لے سکتے ہیں بلکہ اسکے بلوغ تک صبر کریں۔
اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مصلحت تعجیل کو مقتضی ہو تو قصاص لے سکتے ہیں ایسا نہ ہو کہ تاخیر میں قصاص

فوت ہوجائے اور اگر بعض وارث قتل چاہیں اور بعض خونبہا تو قصاص چاہنے والے قصاص لے سکتے ہیں بشرطیکہ باقی دعویداروں کو ان کا حصہ دیت کا دیدیں اور قصاص میں یہ شرط نہیں ہے کہ دارالاسلام میں لیں بلکہ اگر دارالکفر میں کسی مسلمان کو قتل کریں جانکر تو وہیں قصاص لازم ہے اور مقروض اور مفلس قصاص لے سکتے ہیں انکے قرضخواہ کو دست اندازی کا منصب نہیں ہے کہ قصاص سے منع یا دیت پر مجبور کریں البتہ ان کا بالغ وعاقل ہونا شرط ہے اور وکیل کرنا قصاص لینے کو جائز ہے پس اگر اس کو معزول کرے اور اطلاع ہونے سے پہلے وہ قصاص لے چکا ہو تو کچھ الزام اسپر نہ ہوگا۔

پانچویں فصل

قصاص اعضا کا بیان

قصاص اعضا کے بیان میں واضح ہو کہ قصاص عضو کا سبب بھی اس عضو کا تلف کرنا ہے یا جو تلف کے مانند نہ ہو اس چیز سے جو غالبًا بگاڑنے والی ہو اگرچہ بگاڑ کرنے کا قصد نہ ہو یا غیر معمولی اوزار سے اور شے سے تلف کرے مگر قصد ضرر رکھتا ہو اور اس کا ثبوت انہیں تین چیزوں سے ہوتا ہے جن کا بیان قصاص جان میں مذکور ہوا لیکن قسم کے باب میں اس جگہ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں جس جگہ خون بہا تا ثابت ہوگا وہاں چھ قسم کھائے اور اگر خونبہا سے کمتر ہو تو چھ کی نسبت کا اعتبار کرلیں - یعنی اگر نصف خونبہا کا سبب ہو جیسے ایک ہاتھ میں تو تین قسم کھائے اور اگر اعضا کا خونبہا کل خونبہا کے چھٹے حصہ سے کم ہو جیسے انگلی تو ایک قسم کھاوے اور بعض کا قول ہے کہ اعضا کے قصاص میں بھی پچاس قسم کھائے بشرطیکہ اس میں خونبہا ثابت ہو اور اگر خونبہا سے کم ہو تو پچیس قسم کھائیں اور قصاص اعضا کی شرطیں بھی وہی ہیں جو جان کے قصاص کی شرطیں ہیں فقط ایک شرط زیادہ ہے اور وہ مساوات اعضا کی ہے صحت اور غیر صحت میں پس سالم ہاتھ کو لنجے ہاتھ کے بدلے قطع نہیں کرسکتے ہاں اگر خود مدعا علیہ راضی ہوجائے تو قطع کردینا جائز ہے بشرطیکہ سرائت یعنی بڑھ جانے کا خوف نہ ہو ورنہ جائز نہ ہوگا اور اگر قصاص کریں اور سرائت کرجائے تو ضامن ہے اور داہنے ہاتھ کی عوض بایاں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا البتہ اگر داہنا ہاتھ نہ رکھتا ہو تو وہی قطع کریں اور اگر بایاں بھی نہ ہو تو داہنا پاؤں کاٹیں اور اگر وہ بھی نہ ہو تو بایاں پاؤں اور اگر کوئی شخص ایک آنکھہ کا آدمی ہو اور وہ کسی دو آنکھوں والے کی ایک آنکھہ پھوڑدے تو اسکی کانی آنکھہ پھوڑدی جائے گی اور کانے کی عوض سماکھکی اچھی آنکھہ اندہی کردی جائے گی اور بعض کہتے ہیں کہ اس صورت میں نصف دیت بھی دے اس لئے کہ اسکی ایک آنکھہ بجائے دو آنکھہ کے تھی پس اسکے کانے کرنے میں کل خونبہا لازم ہے اور اگر کوئی شخص کسی کو اندہا کردے لیکن آنکھہ کا ڈھیلا بنا رہے تو اس کی عوض میں حدیث میں آیا ہے کہ روئی کو تر کریں اور اس کی آنکھہ پر رکھکر آتشی آئینہ کے سامنے دہوپ میں کریں کہ اس کی بصارت جاتی رہے اور آنکھہ بنی رہی اور مقصود یہ ہے کہ منجملہ طریقوں کے ایک یہ بھی قصاص کا طریقہ ہے اسی پر حصر نہیں ہے اور اچھے کان کو بہرے کان کی عوض قطع کرسکتے ہیں اسی طرح بے حس ناک کے بدلے اچھی ناک کو کاٹ لیں گے اور بوڑھی کے

عضو تناسل کے عوض جوان کا عضو مردی کاٹا جائیگا اور ختنہ کیا ہوا غیر مختون کے بدلے کٹے گا اور جو
کسی کے دانت اکھاڑ ڈلے اس کا وہی دانت اکھاڑا جائے بشرطیکہ اس کا وہی دانت جو اکھاڑا
تھا پھر نہ نکلے ورنہ قصاص نہیں اور رجوع اس باب میں واقف کاروں سے ہوگی اگر دانشمند لوگ بیان
کریں کہ یہ دانت پھر نکلیگا اور بعد قصاص کے اگر وہ نکل آئے تو کچھ جرم نہیں اور اگر اس کے دانت
توڑے جس کے دانتوں کو دانا لوگ بیان کریں کہ پھر نکل آئیں گے تو ارش لازم ہوگا یعنی تاوان دینا
پڑے گا اور اگر بچہ کے دانت توڑے تو دانتوں کے نکلنے کا انتظار کرنا چاہیئے اگر نہ نکلے تو قصاص ہی
اور اگر نکل آئے تو ارش ہے یعنی اس زمانہ کا حرجانہ جس میں وہ بے دانت رہا اور اگر خراب نکلے تو
بھی تاوان ہے اور اگر وہ بچہ میعاد انتظار کے اندر مرجائے تو بھی ارش ہے اور اصلی دانتوں کی عوض زائد
دانتوں کو توڑنا صحیح نہیں ہے اسی طرح زائد کے عوض زائد کو جو دوسری جگہ ہوں نہیں توڑ سکتے اگر کوئی
شخص کسی کی انگلی کاٹ لے پھر دوسرے کا ہاتھ جا اُڑائے تو اول اس کی انگلی کاٹے پھر ہاتھ کے
بدلے ہاتھ قطع کریں اور اگر پہلے ہاتھ کاٹا ہو تو انگلی والے کو انگلی کے دام دیئے جائیں گے اور جس
عضو کا قصاص واجب ہو اگر وہ عضو نہ ہو تو اسکے دام دلائے جائیں گے اور خارصہ میں یعنی اس زخم
میں جو سرسے کھال اتار دے قصاص ثابت ہے اور باضعہ میں یعنی جو زخم کھال کے اندر اتر جائے
تب بھی قصاص ہے اور سمحاق میں یعنی اس زخم میں جو جھلی تک پہنچ جائے یہی قصاص ہے اور
استیفا رقصاص میں زخم کے طول و عرض کا اعتبار رہوگا گہرائی کا لحاظ نہ ہوگا اس لئے کہ فربہی اور
لاغری کا اعضا میں تفاوت ہوتا ہے اور اس زخم میں جس میں ہڈی ٹوٹ جائے یا ایک جگہ سے دوسری
جگہ تک پہنچ جائے قصاص ممکن نہیں کہ زیادتی اور کمی واقع ہوسکتی ہے اور قصاص میں زخم کے
دونو طرف نشان کر دینا چاہیئے نشان سے نشان تک زخم کرنا چاہیئے اور ہوائے معتدل میں زخم
لگائیں تاکہ سرائت سے امین ہوجائے بدون اس کے قصاص جائز نہیں اور اگر قصاص میں سرایت
ہوجائے تو یہ ذمہ دار نہیں ہے اور زخم کے اچھے ہونے سے پہلے زخم کا قصاص لے سکتے ہیں -
اگرچہ انتظار و تامل کرنا بہتر ہے اور بعض کے نزدیک بدون زخم بھرنے کے قصاص روا نہیں
ہے کیونکہ احتمال ہے کہ سرائت کرکے انتقال ہوجائے کہ نوبت قصاص جان کی آئے گی اور
اگر گھائل زخمی ہوکر مرجائے اور معلوم نہ ہو کہ مرض سے مرا ہے یا گھاؤ سے تو جان کے بدلے میں
جان نہیں ہے۔ بلکہ عضو کے بدلے عضو یا زخم کے بدلے زخم ہوگا۔ **تیسرا مطلب خونہائے
آدمی کے بیان میں** اور اس میں چند فصل ہیں۔ **پہلی فصل خونہا کے موجب کے بیان میں** واضح ہو کہ اڑسٹھ
مقام پر عائد ہوتا ہے اول قتل خطا میں مثلاً کوئی کسی حیوان پر تیر لگائے اور کسی آدمی کے جا لگے۔
(۲) شبہہ عمد میں مثلاً ادب دینے کو مارے اور اس طرح مارے جس سے عادتاً آدمی مرتا نہ ہو اور

اتفاق سے مرجائے (۳) قتل عمد میں جبکہ فریقین دیت پر رضامند ہوجائیں کہ اصل شرع کی رو سے
اس مقام پر قصاص لازم ہے لیکن اگر فریقین خونبہا پر رضامند ہوجائیں تو انکو اختیار ہے بعض کا مقولہ ہے
کہ ولی مقتول مختار ہے قصاص لے یا خونبہا یا عفو کرے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ جب ولی مقتول خونبہا
پر راضی ہو تو خونبہا دینا واجب ہوجاتا ہے (۴) جس صورت میں تعدی کی راہ سے دوسرے کی زمین میں
گڑھا کھودے اس کی بلا اجازت اور یا جاری رستہ میں کہ راہ گیروں کے مضر ہوا ور دوسرا آدمی بے
خبری سے اس میں جا پڑے تو چاہ کندہ پر دیت ہے (۵) دو سبب جمع ہوں اور ایک سابق ہو تو
سابق ضامن خونبہا ہے مثلاً ایک شخص کسی جگہ ایک پتھر رکھدے اور دوسرا کنواں کھودے۔ پس تیسرا
آدمی پتھر سے ٹھوکر کھا کر کنوئیں میں گرجائے تو سابق ضامن ہے اور ایک نے اپنی جگہ پر پتھر رکھا ہو یا
گڑھا کھودا ہو تو دوسرا ضامن ہے (۶) طبیب خونبہا کا ضامن ہے اپنے مال سے خونبہا دے گا
اگر علاج میں غلطی ہوجائے جان کا نقصان ہو یا کسی عضو کا اگرچہ اس نے خوب ہوشیاری کی ہو۔ گو
بیمار کی اجازت بھی ہوا ور بعض مجتہد کہتے ہیں اگر طبیب نے اپنی کوشش میں دریغ نہ کیا ہوا ور حاذق
پختہ کار ہو تو خونبہا کا ضامن نہیں اگر مریض اسکو بری الذمہ کردے تب بھی خونبہا ساقط ہے یا نہیں
اس میں اختلاف ہے (۷) جو شخص نیند میں کسی کو قتل کرے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا توڑ دے تو
عاقلہ اس کے خونبہا کے ضامن ہیں اور بعض مجرم کے مال سے کہتے ہیں (۸) جو شخص کسی کا بوجھ لئے
ہو اگر وہ کسی پر گرے یا ٹکر کھاوے اور وہ شخص مرجائے یا کوئی عضو اس کا بیکار ہوجائے تو حمال اپنے
مال سے خونبہا دے گا (۹) اگر شوہر اپنی زوجہ کو بغل میں دبائے یا جماع کرے اور اتفاق سے اس بات سے
وہ مرجائے تو شوہر اسکا خونبہا اپنے مال سے دیگا (۱۰) اگر کوئی شخص بےخبر چلا کر بولے اور اسکی چیخ سے کوئی بچہ یا دیوانہ
یا بیمار یا تندرست مرجائے تو وہ چلانے والا اپنے مال سے خونبہا کا ضامن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عاقلہ کے
ذمے ہے (۱۱) اگر کوئی کسی کے اوپر گر پڑے اور مرجائے تو اسکا خونبہا گرنیوالے کے ذمہ ہے اور خود گرنیوالا مرجائے
تو خون اسکا رائیگاں ہے اور بعض مجتہد کہتے ہیں کہ اگر بے اختیار ہو کر گر جائے تو خونبہا اسکے عاقلہ کے ذمہ ہے
اور اگر حمل بھی ساقط ہوجائے تو دونو خون ہدر ہیں (۱۲) اگر اونچے سے کسی بچہ کو کسی پر ڈال دے اور قتل کا ارادہ
نہ ہو اور اس طرح مرتا نہ ہو اور اتفاق سے وہ مرجائے تو اسکے خون کا ضامن ہے (۱۳) اگر کوئی شخص
کسی تنگ کوچہ میں ایسی جگہ کھڑا ہو جو کھڑے ہونے کی جگہ نہ ہو اور دوسرا ٹکر کھا کر مرجائے تو یہ ضامن اسکے
خون کا ہے (۱۴) اگر کوئی شخص رات کو کسی کو بلا کر لائے اور صبح کو اسکو مرا ہوا پائیں اور لانے والے
کے پاس واپس جانے کے گواہ نہ ہوں اور نہ دوسرے کے مارنے کے تو وہ خون کا ذمہ وار ہے اور مرا ہوا
دیکھیں تو آیا پھر بھی خون ذمہ ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اگر مقتول کی فرمایش پر بلا کرلے گیا ہو تو خون کا
ذمہ وار نہیں اور بعض کے نزدیک پھر بھی ہے ہاں اگر ایک کو بلایا اس کی عوض دوسرا نکل آیا تو بلانیوالا

ذمہ وار نہیں (۱۵) اگر دودھ پیاری نیند میں بچہ کو بھینچ دے اور وہ مر جائے تو بچہ کا خون مرضعہ کے
عاقلہ پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر خود کی راہ سے شیر پلانے لگی ہو تو وہ خود دے اور بضرورت پلائے
تو عاقلہ کے ذمہ ہے اور اقوی یہ ہے کہ ہر صورت میں عاقلہ کے ذمہ ہے (۱۶) اگر مرضعہ میں اور ولی طفل میں
نزاع ہو ولی کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اور مرضعہ کہے کہ یہی ہے اور پھر اسکا جھوٹ ثابت ہو تو اگر ان کے
بچہ کو حاضر نہ کریگی تو خون اسکے ذمہ ہے (۱۷) ایک شخص ایک شخص پر سوار ہو تیسرا اسکو دانتوں سے
کاٹ لے اور وہ سوار کو پھینک دے اور سوار مر جائے تو اس مسئلہ میں تین قول ہیں (۱) یہ کہ خونبہا کاٹنے والے
کے ذمے ہے یہ قول حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے دوسرے یہ کہ نیچے والا اور کاٹنے والا
دونوں ایک ایک تہائی دیت دیں اور ایک تہائی ساقط ہے کہ وہ خود عبث چڑھا تھا تیسرے یہ کہ اگر کاٹنے
والے نے نیچے والے کو بیچین کر دیا ہو اور بے اختیار اس نے گرا دیا تو کاٹنے والے پر خون ہے اور اگر ایسا نہ ہو
تو گرانے والے پر خون ہے یہ تیسرا قول قوی ہے (۱۸) اگر کسی کی زوجہ غیر مرد کو گھر میں چھپا لے اور شوہر اسکو
دیکھکر مار ڈالے اور عورت اسکی عوض خاوند کو قتل کرے تو بیگانہ کی دیت عورت کے ذمہ ہے اور اقوی
یہ ہے کہ خون اس کا ہدر ہے اور عورت کو شوہر کے عوض میں قتل کریں گے (۱۹) جب ولی کی اجازت
سے طفل کو تیراک تیرنا سکھائے اور وہ غرق ہووے تو وہ خونبہائے طفل کا ضامن ہے خواہ اس کا قصور
ہو یا نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس نے تقصیر نہیں کی تو ضامن نہیں (۲۰) جب کوئی آدمی راستہ
میں بے امام کی اجازت کے کچھ تعمیر کرائے یا پتھر رکھ لے کہ راستہ تنگ ہو جائے اور اسپر کوئی آدمی مارا
جائے تو عمارت تعمیر کرنیوالا مقتول کے خون کا ضامن ہے اور اگر رستہ وسیع ہو اور امام کا اذن بھی ہو اور پھر وہ
مارا جائے تو خون کا دین دار نہیں (۲۱) کسی کی دیوار گراؤ ہووے اور اسکو خبر ہو اور وہ بلا عذر درست نہ
کرے اور اسکے صدمہ سے کوئی شخص دب کر مر جائے تو مالک مکان ضامن ہے (۲۲) اگر کسی کے مکان
کا پرنالہ یا جالی جو سر راہ ہو کسی شخص پر گر کر اسکو ہلاک کر دے اور صاحب خانہ واقف ہو تو مالک کے
ذمہ خونبہا ہے اور اگر مالک کو علم نہ ہو اور اسکی کوتاہی نہ ہو تو اسمیں اختلاف ہے اقرب یہ ہے کہ ضامن نہ ہوگا
(۲۳) جب کوئی اپنی جگہ میں آگ روشن کرے اور اسدن ہوا بھی تیز نہ ہو لیکن حاجت سے زائد جلانے اور
وہ آگ بڑھکر کسی کو جلا دے تو یہ شخص اسکے خون کا ضامن ہے اسی طرح اگر ہوا کے دن جلائے اسی
طرح اگر پرائی جگہ میں جلاوے اور بڑھ جاوے (۲۴) جب مالک اپنے جانور کی حفاظت میں کمی کرے
اور وہ جانور کسی کو مار ڈالے تو مالک ضامن ہے اسلئے کہ درندہ اور بد جانور کی نگہبانی مالک پر فرض ہے (۲۵)
اگر کسی کو دعوت میں بلائے اور اسکا کٹکھنا کتا مہمان کو پھاڑ ڈالے تو بلانے والا ضامن ہے گو مہمان کو
معلوم ہو کہ اسکا کتا کٹکھنا ہے (۲۶) جب کسی کا جانور اپنے سوار کو یا لیے جانیوالے کو اپنے سر یا ہاتھوں
سے ہلاک کر ڈالے اور جانور والا ساتھ نہ ہو تو وہ ضامن خون ہے لیکن اگر لات سے ہلاک کرے تو

ضامن نہیں ہے (۲۷) اگر کوئی شخص سوار ہو یا جانور کو پکڑے کھڑا ہو اور وہ جانور اگلے پاؤں سے یا سر سے
کسی کو ہلاک کر دے تو وہ ضامن ہے اور اگر دو شخص سوار ہوں گے تو دونو ضمانت میں شریک ہیں۔ اگر ان
میں کوئی بچہ یا بیمار نہ ہو (۲۸) اگر مالک ایسا کرے جس سے جانور جھجکے اور کسی کو مار ڈالے تو مالک خونبہا
کا ضامن ہے (۲۹) اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے دوسرے کی عقل زائل ہو جائے تو اسکی دیت
کا ضامن ہے اور اگر دیت لینے کے بعد وہ ہوش میں آجائے تو دیت واپس نہ ہوگی (۳۰) اگر کوئی ایسا
کام کرے جس سے دوسرا بہرا ہو جائے کہ بالکل سماعت جاتی رہے اور اچھے ہونیکی امید نہ رہے تو دیت
اسکی دینی آئیگی اور اگر یاس نہ ہو بلکہ امید ہو کہ ایک وقت میں درست ہو جائیگا تو انتظار کریں (۳۱) جب
کوئی ایسا فعل کرے جس کے سبب سے دوسرا اندھا ہو جائے چاہے ڈھیلہ بنا رہے یا پٹخ جائے تو اسکی دیت
کا ضامن ہے (۳۲) جب کسی کے سبب سے کسی کے شامہ میں یعنی ناک کی قوت میں فرق آجائے تو اسکی دیت
کا ضامن ہے اور اسکا امتحان خوشبو اور بدبو سے کرنا چاہئے اگر اس سے معلوم نہ ہو تو قسامہ پر عمل کریں اور
بعض احادیث میں وارد ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جلا ہوا چیتھڑا اسکی ناک کے پاس
لے جائیں اگر اسکی آنکھوں میں پانی بھر آئے تو جھوٹ کہتا ہے (۳۳) اگر کسی کے فعل سے دوسرے کا
ذائقہ بگڑ جائے تو بعض کے نزدیک اسکی دیت ہے (۳۴) ایسا کام کرنا جس سے دوسرے کی منی بہت
مشکل سے نکلے (۳۵) ایسا فعل کرنا جس سے عورت کو حمل نہ رہے (۳۶) وہ کام کرنا جس سے کسی کو
پیشاب کا عارضہ ہو جائے یہ بعض کے نزدیک ہی (۳۷) وہ کام کرنا جس سے دوسرا آدمی گونگا ہو جائے
اور زبان سلامت رہے اور اگر بعض حروف نکلیں اور بعض نہ نکلیں تو اٹھائیس حروف پر حساب کریں
(یہ عربی زبان کے واسطے ہے عام نہیں) (۳۸) ایسا کام کرنا کہ جبڑے کی ہڈی جسمیں دانت لگے ہوتے ہیں
اور ڈاڑھی نکلتی ہے ٹوٹ جائے اور دانتوں سے وہ خالی ہو (۳۹) وہ کام کرے جس سے دوسرے کی گردن
کا منکا ٹوٹ جائے اور گردن مڑی رہ جائے (۴۰) وہ کام جس سے گلے میں کوئی شے نہ اترے (۴۱) کسی
کے دونو ہاتھوں کو پہنچے سے کاٹ ڈالنا (۴۲) کہنی سے ہاتھ قطع کر دینا (۴۳) مونڈھے سے دونو ہاتھوں کو
الگ کر دینا (۴۴) کمر توڑ دینا یا کبڑا بنا دینا کہ بیٹھنا دشوار ہو جائے (۴۵) ایسا زخم لگانا کہ کنگر وڑ کی ہڈی کا
گودا نکل آئے (۴۶) مرد یا عورت کی دونو چھاتیوں کو کاٹ ڈالنا اور بعض کے نزدیک چھاتیوں کے
ٹونڈلوں کا جسکو بھٹنی بھی کہتے ہیں قطع کرنا اسی میں داخل ہے (۴۷) عضو تناسل کا جڑ سے یا سپاری
سے قطع کرنا اگرچہ وہ عنین ہو (۴۸) خصیہ کا کاٹ ڈالنا (۴۹) عورت کی فرج کے دونو رخ تراش
ڈالنا خواہ وہ عورت بے عیب ہو یا عیب دار مثلاً رتقا یعنی کن وغیرہ کے اور خواہ باکرہ یا غیر باکرہ
بچی ہو یا بڑی (۵۰) جس عورت کا جماع کرنے سے مخرج بول و غائط یا مخرج بول و حیض ایک کردے
اس میں شوہر ہو یا غیر شوہر ہو بالغ ہو یا نابالغ لیکن اگر بالغ ہو تو شوہر پر دیت نہیں ہے (۵۱)

جبکہ دونوسرین قطع کردے کہ ہڈی تک پہنچ جائے (۵۲) دونو پاؤں کا کاٹ ڈالنا ٹخنے تک (۵۳) ہتھیلیوں کے نیچے دسوں انگلیوں کا اڑادینا (۵۴) پاؤں کو چھوڑکر پاؤں کی انگلیاں کاٹنا (۵۵) زانو تک دونوں پنڈلیاں قطع کردینا (۵۶) فقط دونوں رانوں کا قطع کرنا اوراگر ساقوں سمیت قطع کریں تو دونو میں ایک خونبہا لازم ہے (۵۷) مقعد کا حلقہ توڑدے جس سے پائخانہ نہ رک سکے برابر جاری رہے (۵۸) کسی باکرہ کی بکارت کو انگلی سے توڑدے اور اسکا مثانہ پھٹ جائے بعض کے نزدیک (۵۹) ناک کاٹ دینا یا توڑدینا کہ فاسد ہوجائے (۶۰) وہ بات کرنا جس سے اسکی ڈاڑھی نہ نکلے (۶۱) ایسا کام کریں جس سے سر کے بال نہ نکلیں (۶۲) دونو آنکھوں کی پلک یعنی ڈولیں کاٹ ڈالنا (۶۳) پلکوں کے بال اکھاڑنا کہ پھر نہ نکلیں (۶۴) دونوں ہونٹوں کو کاٹ لینا (۶۵) جڑ سے زبان کا کاٹ ڈالنا (۶۶) اٹھائیس دانتوں کا توڑنا (۶۷) جو بچہ پورا ہوچکا ہو حرکت کرنے لگا ہو وہ شکم سے گرپڑے ایسا کام کرنا (۶۸) چار حرام مہینوں میں کسی کو قتل کرنا کہ اس صورت میں خونبہا کے علاوہ تہائی خونبہا کے برابر حرمت ماہ کی عوض کفارہ دے یہی حکم حرم مکہ ہے۔ **چوتھا مطلب خونبہائے انسان کے بیان میں** اور اس کی پینتیس قسم ہیں اول وہ جو نصف خونبہا کا سبب ہے اور وہ بیس امر ہیں اول ایسا کام کرنا کہ بھوؤں کے بال جاتے رہیں (۲) ایک آنکھ کا پھوڑنا (۳) ایک ہاتھ کاٹنا (۴) کہنی تک ہاتھ کاٹنا (۵) ایک بازو شانہ تک قطع کرنا جبکہ اس کو تنہا قطع کرے اوراگر ایک دفعہ میں شانہ تک اڑائے تب بھی خونبہا کا سبب ہے بعض کے عندیہ میں (۶) پنڈلی کے جوڑ تک ایک پاؤں جدا کرنا۔ (۷) زانو تک ایک پاؤں جدا کرنا (۸) زانو کا قطع کرنا اوراگر دفعتاً زانو تک پاؤں جدا کردے تب بھی نصف خونبہا کا سبب ہے (۹) ایک جباڑہ کو جس میں دانت ہوں توڑدے یا کاٹ دے (۱۰) ایک ہونٹ کاٹ دے بعض کے نزدیک (۱۱) عورت کی ایک چھاتی قطع کردیں (۱۲) مرد کا ایک خصیہ کاٹ دے بعض کے نزدیک (۱۳) فرج کا ایک گوشہ کاٹ دے (۱۴) ایک چوتڑ کاٹ دے (۱۵) ایک کان بہرا کردے (۱۶) ایک کان کاٹ لے (۱۷) ایک آنکھ اندھی کردے (۱۸) وہ کام کرے جس سے پلکوں کے بال اڑجائیں (۱۹) وہ کام کرے جس سے ایک نتھنہ نکما ہوجائے (۲۰) دوسوار یا دو پیدل آزاد آپس میں ٹکراکر قتل ہوجائیں تو ہرایک کے ورثا ایک دوسرے سے نصف خونبہا کے مستحق ہیں دوسری قسم وہ ہے کہ دوثلث خونبہا عائد ہو اور وہ یہ ہے کہ پیٹھ توڑدے جس سے دونو پاؤں شل ہوجائیں تیسری قسم یہ ہے کہ اس میں دوخونبہا دینے پڑیں۔ یہ پانچ جگہ ہوتا ہے (۱) دونو جبڑوں کا جن میں کہ دانت ہوتے ہیں توڑدینا (۲) کمر کا توڑدینا جس سے جماع کے قابل نہ رہے۔ (۳) ایسی چوٹ لگے جس سے کہ عقل جاتی رہے (۴) جب کان پر چوٹ مارے اوردونو کان بہرے ہوجائیں یا کٹ جائیں (۵) ناک کاٹ لینا کہ خوشبو بدبو نہ سونگھ سکے چوتھی قسم وہ ہے جہاں خونبہا اورارش دینا آئے اسکی

نصف خونبہا

دوخونبہا

یہ صورت ہے کہ اس چھاتی کو جوزائد ہو قطع کرے اور شیر قطع ہوجائے پانچویں قسم وہ ہے کہ دو ثلث خونبہا
دینا آئے اس کی چار وجہ ہیں (۱) نیچے کا ہونٹ کاٹنا بعض کی رائے ہیں (۲) وہ کام کرنا کہ دونوں
ہونٹ ڈھیلے پڑجائیں اور لٹک آئیں (۳) اوپر کی پلکیں یعنی ڈولیں جاتی رہیں بعض کے نزدیک (۴)
بائیں خصیہ کا قطع کرنا بعض کے نزدیک چھٹی قسم وہ ہے کہ ثلث خونبہا کا سبب ہے اور وہ چودہ امر ہیں (۱)
اوپر کے لب کا قطع کرنا بعض کے نزدیک (۲) نیچے کی پلک کا زائل کرنا بقول بعض علماء کے (۳) ناک
کے بانسہ کا کاٹ دینا (۴) گونگے کی زبان کاٹ لینا (۵) تیر سے ناک کے وارپار سوراخ کر دینا
جو پھر مندمل نہ ہووے (۶) کمر کو توڑ دے اور پھر سیدھی ہوجائے (۷) پیشاب بند کر دینا جبکہ پھر
جاری ہوجائے (۸) عنین کا عضو تناسل کاٹ ڈالنا (۹) دہنا خصیہ کاٹ ڈالنا بعض کے نزدیک (۱۰)
بکارت انگلی سے زائل کرنا جس کے ساتھ پیشاب یا پاخانہ بند نہ ہووے (۱۱) پیٹ پر بوجھ دینا کہ پاخانہ
پیشاب خطا ہوجائے (۱۲) ہاتھ یا پاؤں کا انگوٹھا قطع کرنا بعض کے نزدیک (۱۳) ایسا زخم شکم پر لگانا
کہ اندر تک اتر جائے (۱۴) ایسا زخم سر پر لگانا کہ جو خریطہ دماغ تک پہنچے۔ بعض کے نزدیک ساتویں قسم وہ
ہے کہ ربع خونبہا کا سبب ہے وہ تین امر ہیں (۱) ایک ابرو کا تراشنا (۲) دونو سرپستان کا تراشنا (۳)
ایک آنکھ کی پلکوں کے بال اکھاڑنا۔ آٹھویں قسم وہ ہے کہ خمس خونبہا کا سبب ہے اور وہ دو امر ہیں (۱)
یہ کہ ناک میں وارپار سوراخ کر دے اور وہ بھر جائے (۲) جبکہ چھ آدمی تیرتے ہوں اور ایک غرق ہوجائے
تو بعض علماء کا قول ہے کہ باقی پانچوں پر خونبہا کو تقسیم کریں ایک ایک پر خمس عائد ہوگا۔ نویں قسم یہ ہے
کہ جہاں تین خمس ۳/۵ خونبہا عائد ہوگا مثلاً سامنے کے بارہ دانت توڑ دے اس اس تفصیل سے چھ نیچے
کے اور چھ اوپر کے۔ دسویں قسم وہ ہے جس میں دو خمس ۲/۵ خونبہا کا لازم ہے وہ دو امر ہیں (۱) پچھلے بارہ
دانت توڑنا (۲) ایسی بات کرنا جس سے خصیے پھول جائیں۔ گیارہویں قسم وہ ہے جہاں چار خمس ۴/۵
خونبہا کا لازم ہو۔ پس اسکی صورت یہ ہے کہ اس کے فعل سے دوسرے کے خصئے اس قدر بڑھ جائیں
کہ چلنے میں پاؤں ملا نہ سکے۔ بارہویں قسم یہ ہے کہ سدس خونبہا لازم ہو اس کی یہ صورت ہے کہ ایک
نتھنے میں ایسا سوراخ کرے کہ وہ زخم برابر ہوجائے تیرہویں قسم یہ ہے کہ خونبہا کا دسواں حصہ عائد ہو
اسکے پانچ مقام ہیں (۱) انگلی کا کاٹنا پاؤں کی ہو یا ہاتھ کی۔ (۲) ایک طرف ناک میں سوراخ
کر دینا کہ پھر مل جائے (۳) اس حمل کا اسقاط کرنا جو پورا ہوگیا ہو لیکن ابھی حرکت نہیں کی تھی
مرد ہو یا عورت یہودی ہو یا نصرانی آزاد ہو یا غلام جو ہوگا اس کے خونبہا کا عشر لازم ہوگا (۴)
مسلمان کے مردہ کا سر کاٹنا۔ (۵) ایسا زخم لگانا کہ ہڈی تک پہنچے مگر ہڈی نہ اوٹے چودھویں
قسم وہ ہے جس میں بیسواں حصہ خونبہا کا لازم ہے کہ پچاس مثقال طلا ہے مثلاً چھ دانت اوپر
کے اور چھ نیچے کے سامنے کے دانتوں میں سے توڑ ڈالے پندرہویں قسم یہ ہے کہ چالیسواں حصہ خونبہا

کا لازم ہو کہ پچیس مثقال طلا ہے یہ دو امر ہیں اول ایک ڈاڑھ توڑ ڈالے ان دانتوں کے سوا جن کا ذکر ہوا ہے دوسرے دل کے قریب کی پسلی توڑ ڈالے سولہویں قسم وہ ہے جس میں عضو کے خونبہا کا ثلث لازم ہو اس کی دس صورتیں ہیں (۱) ایسا کام کرنا جس سے اندھے کی آنکھ بیٹھ جائے کہ اس میں درست آنکھ کے خونبہا کا ثلث لازم ہے (۲) دو کانوں کی پاپڑیاں کاٹنا کہ بحکم حدیث ثابت کان کے خونبہا کا ثلث دینا آئے گا (۳) کسی کی ناک کو بے حس کر دینا (۴) زائد دانت کو توڑ دینا کہ اصلی دانت کے خونبہا کا ثلث دیا جائے گا اگر مناص اسی کو اکھاڑ ڈالے اور اگر اصلی دانت کو بھی اکھاڑ دے تو زائد کا خونبہا کچھ نہیں ہے (۵) چھنگلیا انگلی کو کاٹ ڈالنا کہ اصلی انگلی کی قیمت کا ثلث ملے گا (۶) انگلی کو بےحس کر دینا کہ اس میں سالم انگلی کی قیمت کا ثلث ہے (۷) کسی عضو کی ہڈی کو کچلنا کہ اس عضو کی قیمت کا ثلث ہے (۸) دونو ہونٹوں کو چیر ڈالنا کہ دانت نظر آجائیں تو دونو لب کی قیمت کا ثلث ہے خواہ پورے ہونٹ چر جائیں یا کسی قدر (۹) انگوٹھے کا کاٹنا بعض کے نزدیک (۱۰) ایک ہونٹ کا پھاڑ دینا اس میں ایک لب کا ثلث ہے۔ سترہویں قسم وہ ہے جس میں عضو کے خونبہا کا دو ثلث ہے وہ چار امر ہیں (۱) صحیح و سالم انگلیوں کو بےحس اور بیکار کر دینا ہاتھ کی خواہ پاؤں کی (۲) ناخن کو اکھاڑ دے اور وہ سیاہ نکلے (۳) عضو کی ہڈی کو توڑ دے جس سے عضو بیکار ہو جائے (۴) وہ کام کرے جس سے دوپہر تک پیشاب بند رہے۔ اٹھارہویں قسم وہ ہے جس عضو کے خونبہا کا خمس لازم ہے اس کی چار صورتیں ہیں اول عموماً ہر عضو کا شکستہ کرنا (۲) کسی عضو پر ایسا زخم لگانا کہ ہڈی اسکی نمایاں ہو جائے کہ اس میں خمس خونبہا اس عضو کا لازم ہے (۳) وہ کام کرے کہ ہونٹ شگافتہ ہو جائیں اور پھر درست ہو جائیں (۴) ایک لب کا شگافتہ کرنا اور بعد اسکے درست ہو جائے۔ انیسویں قسم وہ ہے جہاں چار خمس خونبہائے عضو کا لازم ہے وہ دو امر ہیں (۱) تو وہ کہ کسی عضو کی ہڈی توڑنا جبکہ پھر وہ درست ہو جائے اور دوسرے یہ کہ کسی عضو کی ہڈی کو کچلنا جبکہ پھر درست ہو جائے تو کچلنے کا چار خمس دینا آئے گا۔ بیسویں قسم یہ ہے کہ آٹھواں حصہ خونبہا کا اس میں لازم ہے جیسے مرد کی ایک پستان کا سر کاٹنا اکیسویں قسم وہ ہے جس میں ایک شتر لازم ہے وہ خارصہ ہے یعنی وہ زخم کہ کھوپری کی کھال چیر دے بائیسویں قسم وہ ہے کہ دو شتر لازم ہوں وہ دامیہ ہے یعنی زخم سر کا جو کھال کے اندر اتر جائے اور گوشت تک پہنچ جائے اور بہت گہرا نہ ہو۔ تیئیسویں قسم باصیغہ یعنی جس میں تین اونٹ لازم ہیں اسکو متلاحمہ بھی کہتے ہیں یعنی زخم گوشت میں پہنچ جائے چوبیسویں قسم وہ ہے جس میں چار شتر لازم ہیں جیسے سمحاق سین کے زیر سے یعنی وہ زخم جو گوشت سے گزر کر جھلی تک پہنچے چار شرط کے ساتھ جن کا بیان ہوا۔ پچیسویں قسم وہ ہے جہاں پانچ شتر لازم ہیں وہ موضحہ ہے یعنی وہ سر کا زخم جو ہڈی تک پہنچ جائے اور ہڈی نظر آنے لگے چھبیسویں قسم وہ ہے جس میں دس شتر لازم ہیں جیسے ہاشمہ یعنی وہ زخم کہ سر کی ہڈی کو توڑ دے اور منقلہ

کی ہڈی کو سر کا دے ستائیسویں قسم وہ ہے جس میں ۳۳ شتر لازم ہیں جیسے مامومہ یعنی وہ زخم کہ دماغ کی تھیلی تک پہنچے جس میں بھیجا ہے اور بعض مجتہد ۳۳ شتر اور ایک ثلث شتر کہتے ہیں کہ خونبہا کی ایک تہائی ہوتی ہے اٹھائیسویں قسم ۳۳ شتر اور ایک ثلث شتر اور ارش کی زیادتی لازم ہے جیسے دامغہ یعنی وہ زخم کہ بھیجے کو شگافتہ کردے اور اس زخم میں آدمی کم زندہ رہتا ہے۔ انتیسویں قسم یہ ہے کہ اسکے خونبہا میں اصل عضو کا قیاس کیا جاتا ہے جیسے خارصہ ہاتھ کا مثلاً کہ اس میں نصف شتر ہے۔ تیسویں قسم وہ ہے جس میں دس مثقال لازم ہیں اور وہ تین امر ہیں (۱) اس پسلی کا توڑنا جو بازو کے نزدیک ہو دوسرے منی کو بے اجازت زوجہ کے فرج کے پاس گرانا کہ اس میں لازم ہے دس مثقال سونا زوجہ کو دے تیسرے جب ایسا کام کرے جس سے عزل کرنا پڑے یعنی منی باہر گرانی پڑے۔ اکتیسویں قسم وہ ہے جس میں بیس مثقال سونا لازم ہے وہ یہ ہے کہ ایسا کام کرے جس سے نطفہ قرار پانیکے بعد گر پڑے بتیسویں قسم وہ ہے کہ اس میں چالیس مثقال سونا دینا پڑے گا وہ یہ ہے کہ ایسی حرکت کرے جس سے نطفہ علقہ ہونے کے بعد ساقط ہوجائے یعنی خون کا لوتھڑا ہوکر تینتیسویں قسم یہ ہے کہ اس میں ساٹھ مثقال سونا لازم ہے وہ یہ ہے کہ اس کے سبب سے مضغہ ہونے کے بعد یعنی گوشت کا لوتھ ہوکر نطفہ گر پڑے۔ چونتیسویں قسم وہ ہے جسمیں اسی مثقال سونا لازم ہے وہ یہ ہے کہ اس کے کسی فعل سے وہ بچہ ساقط ہو جسکی ہڈی پیدا ہو چکی ہو۔ پینتیسویں قسم وہ ہے جس میں سو مثقال سونا لازم ہے اسکی صورت یہ ہے کہ ایسا کام کرے جس سے پورا بچہ جس میں جان نہ پڑی ہو گر جائے اور ان سب صورتوں میں اگر ماں ضائع کرے تو اسپر لازم ہے کہ باپ کو فدیہ دے۔ **پانچواں مطلب** اس بیان میں کہ چند جگہ نصف خونبہا ساقط ہے اور چند جگہ کل خونبہا ساقط ہے۔ واضح ہو کہ بائیں جگہ تمام خونبہا ساقط ہے اور دو جگہ میں نصف دیت ساقط ہے اور بائیس جگہ جہاں کل دیت ساقط ہے اول یہ کہ ولی مقتول کا عفو کردے اور اگر ولی نہو امام ولی ہے لیکن آیا امام بھی عفو کر سکتا ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے (۲) جب ایک شخص چلائے اور دوسرے سے کہدے کہ بچنا اور وہ نہ بچے اور اس کے لگ جائے تو دیت ساقط ہے (۳) یہ کہ دو غلام سوار ہوں یا پیدل دوڑتے ہوئے ٹکرا کر مرجائیں (۴) یہ کہ ہوا کے سبب سے کوئی شخص اونچے سے گر جائے اور نیچے اسکے گرنے سے کوئی شخص دب کر مرجائے (۵) کوئی کسی کے اوپر گر پڑے اور خود ہی مرجائے (۶) کسی کے گھر میں چوری کرنے کو جائے اور مارا جائے (۷) ڈاکو راہزن مسلمانوں پر آپڑیں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے جائیں (۸) جسکو بوجہ قصاص کے قتل کریں (۹) مقتول کافر ہو حربی ہو یا ذمی ہو جس نے شرائط جزیہ کے خلاف کیا ہو (۱۰) وہ مسلمان جو کفار کے ہاتھ میں اسیر ہوں اور بدون ان کے قتل کے فتح ممکن نہ ہو (۱۱) کوئی عورت کسی غیر کو اپنے مکان میں پوشیدہ کرے اور وہ شخص اسکے شوہر کے ہاتھ سے قتل ہوجائے (۱۲) کوئی وسیع راستہ میں حاکم کے

خونبہا کا ساقط ہونا

حکم سے کچھ عمارت بنائے یا پتھر رکھ لے اور اس کے سبب سے کوئی شخص مرجائے (۱۳) پرنالہ یا جالی کسی کے مکان میں اسکی لاعلمی میں گر پڑے اور کسی کو قتل کرے (۱۴) کوئی اس روز جسدن ہوا نہ ہو اپنی زمین میں بقدر ضرورت آگ سلگائے اور اس سے آگ لگ کر کوئی شخص جل جائے (۱۵) کسی کا جانور جسپر وہ سوار ہو یا لئے جاتا ہو کسی کو لات مار کر ہلاک کر دے (۱۶) کسی نے کسی کے دونوں ہاتھ قطع کر دئیے اور اس سے خونبہا نہیں لیا تھا کہ اسکو جان کر مار ڈالا اس صورت میں اگر عفو کریں تو خونبہا ساقط ہے (۱۷) جس وقت کوئی شخص کسی کے دونو ہاتھ قطع کر دے اور اس کی عوض میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں اور وہ زخم سے ہلاک ہو جائے تو اگر ولی مقتول عفو کرے تو خونبہا ساقط ہے (۱۸) اگر کوئی کسی کے دونو ہاتھ کاٹ ڈالے اور اس کے عوض میں اسکے ہاتھ قطع ہوں اور زخم سے وہ مرجائے تو مقتول کا ولی عوض میں قتل کر سکتا ہے لیکن اگر عفو کرے تو دیت ساقط ہے (۱۹) یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ قطع کر دے اسکے عوض اس کے ہاتھ کاٹیں اور پہلے کا زخم بڑھ کر ہلاک کر دے اور دوسرا اچھا ہو جاوے تو ولی مقتول اس صورت میں خون کے بدلے خون لے سکتا ہے لیکن اگر بدلا لینے سے پہلے قاتل مرجاے تو ولی اس کے مال سے خونبہا نہیں لے سکتا بعض کے نزدیک (۲۰) جبکہ ایسے غلام کے دونو ہاتھ قطع کئے جس کا خونبہا ہزار مثقال طلا ہو اسکے بعد وہ غلام آزاد ہو گیا ہو اور مر گیا تو ورثا غلام کے اسکا قصاص لیسکتے ہیں اور اگر عفو کریں تو خونبہا نہیں لے سکتے اسلئے کہ خونبہا اسکے ہاتھوں آفت کا مال ہے (۲۱) جو خودکشی کرے (۲۲) جبکہ عمداً ناحق قتل کرے اور مرجائے اور نادار ہو بعض کے نزدیک دیت نہیں ہے لیکن وہ دو مقام جہاں نصف دیت ساقط ہے (۱) یہ کہ دو آزاد سوار ہوں یا پیدل اور بھاگے آتے ہوں اور باہم ٹکرا کر مرجائیں تو ہر ایک کے وارث دوسرے کے وارث کو نصف خونبہا دیں گے دوسرے کوئی عورت کسی مرد کے ہاتھ کاٹ ڈالے اسکے عوض میں اسکے ہاتھ کاٹے جائیں اور سرائت ہو کر مرد مرجائے اور مرد کا ولی قتل سے درگذرے تو نصف خونبہا ساقط ہے۔ چھٹا مطلب مقدار خونبہائے قتل عمد اور قتل خطا اور قتل شبہ عمد کے بیان میں اور اسکی سات قسم ہیں (۱) خونبہائے مرد مسلمان کا اگرچہ طفل ہو پس واضح ہو کہ خونبہا مرد مسلمان کا اس صورت میں کہ اسکو ناحق جان کر کوئی قتل کرے اور طرفین خونبہا پر راضی رضا ہو جائیں چھ چیزیں میں سے ایک چیز ہوگی اول سو اونٹ کہ پنج سالہ ہوں یا پانچ سال سے زیادہ ہوں اور بیمار نہ ہوں دبلے نہ ہوں اور دس دس مثقال طلا سے کم قیمت میں نہ ہوں یا ایک سو بیس درہم کا ہر ایک شتر ہووے (۲) دو سو گائیں جن کو عرف میں گائے کہیں یعنی بچھڑا نہ کہیں (۳) دو سو جوڑے ہر جوڑے میں دو پارچے ہوں یمنی برد کے اور معتبر یہ ہے کہ جس کو عرف میں کپڑا کہیں وہ کافی ہے (۴) ہزار گوسفند جن کو گوسفند کہیں اور بزغالہ نہ ہوں اور قیمت میں دس اشرفی کوڑی کی ہوں عرب کی اشرفی سے یا ایک سو بیس درہم کے ہوں

(۵) ہزار مثقال سونا خالص شرعی مثقال سے جسکو دینار کہتے ہیں (۶) دس ہزار درہم شرعی خالص نقرہ کے اور ان چھ چیزیں تینوں قسم کے قتل یکساں ہیں فقط تین بات کا فرق ہے ان اونٹوں کا سن کہ قتل خطا میں ہو اونٹ نص کی رو سے اس تفصیل سے دینے چاہئیں کہ بیس اونٹنیاں یکسالہ بیس اونٹ دوسالہ تیس اونٹنیاں دوسالہ تیس اونٹ سہ سالہ اور شبہ عمد میں بروئے حدیث چالیس اونٹ پنجسالہ تیس اونٹ سہ سالہ اور بیس دوسالہ دوسری صورت میں عمداً یا شبہ عمد ہو خونبہا خود اسکے مال سے نہ پایا جائے گا اور خطا میں عاقلہ دیں گے خطا اور عاقلہ کے معنی عنقریب خاتمہ میں مذکور ہوں گے (۳) قتل عمد میں خونبہا کو ایک سال میں لیتے ہیں اور ابتدائے سال روز قتل سے ہے آخر سال پر یا سال کے بعد دینا بلا مرضی ورثاء مقتول کے درست نہیں ہے بخلاف قتل خطا کے کہ تین سال میں ہر سال ایک تہائی خونبہا عاقلہ سے لیا جائے گا آخر سال میں اور شبہ عمد میں دو سال میں مال قاتل سے وصول ہوگا سال ختم ہونے پر اور ولد الزنا کے خونبہا میں جبکہ ظاہر اس کا اسلام ہو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سب مسلمانوں کے برابر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جہود کی برابر ہے یعنی آٹھ سو درہم دوسری قسم مسلمان عورت کا خون بہا اور وہ مرد کا نصف ہے یعنی ۵۰ شتر یا ۱۰۰ گائے یا ۵۰۰ بھیڑ بکری یا ۱۰۰ حلہ یا ۵۰۰ مثقال سونا یا ۵۰۰۰ درہم اور خونبہائے اعضا میں مرد و عورت میں تفاوت نہیں ہے چنانچہ سابق میں بیان ہوا جب تک اسکے عضووں کا خونبہا مرد کی ثلث دیت کو نہ پہنچے جب اس درجہ کو پہنچ جائے تو پھر عورت کے عضو کا خونبہا مرد کے عضو سے نصف ہوگا تیسری قسم خنثیٰ کا خونبہا اور وہ تین ربع ہے مرد کے خونبہا کا (۴) قسم حاملہ عورت کا خونبہا کہ اس میں پورا خونبہا عورت کا اور پونا خونبہا مرد کا دیا جائے گا (ایک مرد ایک عورت کے خونبہا کا نصف ہے) (۵) قسم جہودی مرد کا خونبہا آٹھ سو درہم شرعی (۶) قسم جہودی عورت کا خونبہا ۴۰۰ درہم شرعی (جہود سے مصنف اکثر جگہ ذمی مراد لیتے ہیں) (۷) خونبہا غلام کا وہ اس کی قیمت ہے بشرطیکہ خونبہائے آزاد سے نہ بڑھے اور خونبہائے غلام کا وہی حکم ہے جو آزاد میں بیان ہوا پس جو امر آزاد میں نصف خونبہا کا سبب ہے وہ غلام میں نصف قیمت کا اسی طرح جس عضو کا آزاد میں خونبہا مقرر نہ ہو غلام پر قیاس کر لیں جو اس کے عضو کی قیمت لگے وہ آزاد میں دی جائے اگر کسی کے غلام کے ہاتھ سے غلطی سے کسی پر ایسا زخم لگے جس کا خونبہا غلام کی قیمت کے مساوی ہو تو آقا کو اختیار ہے کہ اس غلام کو حوالے کر دے یا اس کی قیمت لے اور اگر کوئی شخص کسی غلام کو زخمی کرے جس کا خونبہا اس کی قیمت کے مساوی ہو آقا کو اختیار ہے کہ غلام کو دیدے اور قیمت اسکی لے یا اپنے غلام کو رکھے اور کچھ طلب نہ کرے **ساتواں مطلب** اسکے بیان میں جوارش یعنی تفاوت کا سبب ہے یعنی اس فرق کو جو صحیح اور معیوب میں آدمی کے عضو کے ہووے پس واضح ہو کہ ۱۶ مقام پر ارش لازم ہے اول یہ کہ ایسا کام کرے جس سے دوسرے

کے گلے میں کوئی شے نہ اترے (۲) کسی کی کمر توڑ دے اور وہ اچھی ہوجائے (۳) ایسا کام کرے کہ پلکوں کے بال گر جائیں یہ بعض کے نزدیک ہے بعض اس صورت میں خونبہا کہتے ہیں (۴) کوئی پہلے کسی کی انگلی کاٹے پھر اسکی ہتھیلی اڑا دے (۵) اول ہتیلی کاٹے۔ پھر کسی قدر کلائی اڑا دے (۶) زائد ہاتھ کو کاٹ ڈالے (۷) چھاتیوں کی بھٹنیاں کاٹ ڈالے یہ بعض کا قول ہے (۸) رکب کو کاٹ ڈالے وہ عورت کا پشت زہار ہے (۹) کسی کے پیٹ پر کچھہ بوجھ رکھہ دے جس سے اسکا گوہ نکلجائے یا پیشاب خطا ہوجائے (۱۰) کسی کا کان بہرہ کر دے اور پھر وہ درست ہوجائے (۱۱) ایسا کام کرے جس سے پیشاب بند ہوجائے لیکن پھر کھلجائے (۱۲) عورت کی چھاتیاں کاٹ ڈالے اور اسکا دودہ خشک ہوجائے یا دبر میں نکلے کہ اس صورت میں خونبہا مع ارش کے دینا آئے گا (۱۳) ایسا زخم لگائے کہ بھیجا نکل آئے کہ ثلث دیت کے ساتھہ ارش بھی ہے (۱۴) کسی کے منہ پر طمانچہ مارے جس سے نیل پڑ جائے یا سرخ ہوجائے یا زرد ہوجائے بعض کے نزدیک ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ منہ لال ہونے پر ڈیڑہ مثقال سونا اور نیل پڑنے پر ۶ مثقال سونا اور زردی میں ۳ مثقال سونا اور بعض کہتے ہیں کہ اگر ایسی چوٹ اور جگہ بدن پر لگے تو مقدار مذکور کا آدہا دینا پڑے گا اور روایت کی روسے عورت اور مرد کا ایک حکم ہے کچھہ تخصیص نہیں ہے (۱۵) اگر کسی کے حیوان کو عیبناک کر دیں تو اچھے برے میں جسقدر فرق آیا ہے وہ دینا ہوگا (۱۶) اگر کسی جانور کو مار ڈالیں تو اسکی دو صورت ہیں (۱) یہ کہ ذبح کرنیکے قابل ہو اسکی دو صورتیں ہیں (۱) یہ کہ گوشت اسکا حلال ہو کہ اس صورت میں زندہ اور مذبوح میں جو فرق ہے وہ دینا چاہیئے اور آیا مالک اس صورت میں کہہ سکتا ہے کہ اس جانور کو لیجاؤ اور جسقدر داموں کو میں نے خریدا ہے وہ مجھے دو یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اگر دونو حالت میں تفاوت نہ ہو اور اگر فرض نہ کریں کہ اسکی کچھہ قیمت نہ رہی مثلاً جنگل میں گوسفند کو ذبح کر کے ڈال دیں کہ کسی کو اس کے گوشت سے نفع نہ ہووے تو اسکی قیمت دینا چاہیئے (۲) یہ ہے کہ اسکا گوشت حرام ہو اسکی قیمت دینی پڑے گی جو قتل کے دن ہووے اور مردے میں جو چیز قیمت رکھتی ہے جیسے بال اور مثل اس کے۔ اسکے دام کر ڈالیں اگر غاصب نہ ہو اور اگر غصب کر چکا تھا تو بعض مجتہد کہتے ہیں کہ غصب کے دن سے تلف کے دن تک جس روز قیمت چڑھی ہوئی ہو وہ دینی آئے گی (۲) قسم یہ ہے کہ وہ جانور قابل ذبح نہ ہو۔ اسکی پانچ قسم ہیں (۱) سگ شکاری اس میں چالیس درہم دینے آئیں گے بعض کے نزدیک اور بعض کے نزدیک قیمت دینی آئے گی (۲) وہ کتا جو گلہ کا محافظ ہو اس کی دیت میں ایک برہ لازم ہے اور بعض مجتہد بیس درہم کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک اس کے دام (۳) وہ کتا جو باغ کا رکھوالی ہو اس کی دیت بیس درہم لازم ہے بنا بر قول مشہور اور بعض علماء دام دلاتے ہیں (۴) کتا زراعت کا نگہبان اس میں ایک قفیز گندم دینی پڑے گی ان چار کے سوا کتے کی دیت نہیں ہے (۵) سور اس شخص کا جو اسکو کھاتے ہیں اسکی قیمت دلائی جائے گی یہی حال شراب کا ہے اگر

کوئی تلف کرے تو قیمت دے گا یہ معاملہ ذمیوں کے ساتھ ہے)۔

خاتمہ کتاب

کفارہ قتل وغیرہ

عاقلہ کی تحقیق اور کفارہ قتل کے باب میں اسمیں دو بحث ہیں پہلی بحث کفارہ کے بیان میں واضح ہو کہ مومن مسلمان کے مار ڈالنے میں حتی کہ ان کے بچوں کے قتل میں اگرچہ حمل میں ہوں یا کہ دیوانہ اور غلام ہو عمداً یا خطائً یا شبہہ عمد واجب ہے کہ کفارہ دیں چنانچہ کفارہ کفارہ کی بحث میں گذرا اگر مقتول کا وارث دیت پر راضی ہو جائے۔ اور اگر قاتل قتل کیا جائے تو کفارہ واجب ہے یا نہیں یہ اختلافی مسئلہ ہے اقرب یہ ہے کہ واجب ہے اور اسکے مال سے نکالنا چاہئے اسی طرح کفارہ واجب ہے کہ ایسا کام کرے جس سے کوئی قتل ہو جائے مثلاً اپنی زمین کے سوا کسی جگہ پتھر ڈالدے یا چھری گاڑدے اور اگر چند آدمی قتل میں شریک ہوں تو ہر ایک پر جدا جدا کفارہ واجب ہے اور وہ مسلمان جو کفار کے ملک میں ہوں اور ندانستہ قتل ہوں یا نہیں ان کے قتل میں بھی کفارہ ہے اور یہود و نصارٰی وغیرہ کفار کے قتل میں کفارہ واجب نہیں خواہ ذمی ہوں یا نہ ہوں اسی طرح اگر اس بچہ کا اسقاط اسکی وجہ سے ہو جس کی خلقت ناقص ہو اور شکم میں حرکت نہ کرتا ہو کفارہ نہیں۔ **دوسری بحث** عاقلہ کی تحقیق میں واضح ہو کہ عاقلہ اس جماعت کو کہتے ہیں جو قتل خطا میں اپنے عزیز کی بابت خونبہا دیتے ہیں جیسے باپ اور اولاد پدری رشتہ دار اور عاقلہ میں دس شرطیں ہیں (۱) یہ کہ پدری رشتہ دار ہوں پس ماں اور ماں کے قرابت والے عاقلہ نہیں ہیں (۲) مرد ہوں کہ عورت عاقلہ نہیں ہوتی (۳) بالغ ہوں کہ بچہ عاقلہ نہیں ہوتا (۴) عاقل ہو کہ دیوانہ عاقل نہیں (۵) مالدار ہوں دیت کیوقت پس نادار عاقلہ نہ ہوگا گو وقت قتل مالدار ہو (۶) خون گواہوں سے ثابت ہوا ہو پس اگر قاتل نے خود اقرار کیا ہو یا صلح کرے تو عاقلہ خونبہا کی دیندار نہیں ہے (۷) قتل خطا ہو پس اگر عمداً قتل کرے تو عاقلہ دیت نہ دیگی (۸) مقتول آزاد ہو کہ اگر غلام ہو تو عاقلہ کچھ نہ دیگی (۹) قاتل ذمی نہ ہو کہ ذمی کا کوئی عاقلہ نہیں ہے (۱۰) قاتل آزاد ہو کہ غلام کا کوئی عاقلہ نہیں ہوتا اور مولیٰ اسکا مختار ہے چاہے خونبہا دے یا غلام کو اولیائے مقتول کے حوالے کردے اور جب یہ سب شرطیں متحقق ہوویں تو قتل خطا کا خونبہا وہ رشتہ دار دیں گے اگرچہ حالت میں وہ قاتل کے وارث نہ ہوں تب بھی خونبہا دیں گے اور اگر خویش موجود نہ ہوں تو معتق اسکا عاقلہ ہے جس نے اسکو آزاد کیا ہو اگر وہ بھی موجود نہ ہو عاقلہ اسکا وہ ہے جس نے حاکم کے روبرو اظہار دیا ہو کہ اس سے جو خطا سرزد ہوگی ضامن ہوں اگر ایسا شخص بھی موجود نہ ہو تو عاقلہ امام ہے اور عاقلہ پر قتل عمد اور شبہہ عمد میں کچھ تاوان نہیں پڑتا لیکن بعض کے نزدیک اگر قاتل مرگیا ہو یا بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں اس کے رشتہ دار دیں گے اگر اس کے پاس کچھ مال نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی کا غلام یا جانور کسی کو مار ڈالے تو عاقلہ سے کچھ باز پرس نہ ہوگی بلکہ اس صورت میں اسکے مال سے دیا جائے گا اور ذمی عاقلہ نہیں رکھتے

عاقلہ اور اسکی شرائط

بلکہ خود قاتل ذمہ دار مقتول کے خون کا ہے عمداً ہو یا خطاءً اور ذمی کے پاس کچھ نہ ہو تو اسکا عاقلہ بھی امام
ہے کہ وہ ان سے جزیہ لیتا ہے اور خونبہا کو امام عاقلہ پر اپنی رائے کے موافق تفریق کر کے دلوائے گا
اور بعض کہتے ہیں کہ مالدار سے آدہا مثقال اور نادار سے ربع مثقال دلائے لیکن پہلا قول اولیٰ ہے
اور اقرب یہ ہے کہ امام اس کو اپنی رائے کے موافق عاقلہ پر تفریق کرے بحسب مراتب ارث کے پس
اگر فرزند اس کی ادا سے عاجز آئیں یا نادار ہوں اور بھائی بھتیجے ہوں اور وہ قادر ہوں تو وہ دیں اسی
طرح اگر وہ بھی قادر نہ ہوں تو چچا اور ان کی اولاد دیں اسی طرح اگر وہ بھی عاجز ہوں تو باپ کی چچی اور
ان کی اولاد دیں اگر وہ بھی نہ ہوں تو دادا کے اعمام اور ان کی اولاد اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ضامن جریرہ
نہ بھی نہ ہو تو امام دے اور رشتہ داروں میں حاضر و غائب دونوں شریک ہیں پس اس صورت میں
پ شہر کے حاکم کو جس میں ورثہ دار ہوں تحریر کرے کہ انپر تقسیم ڈالی جائے اور اگر حاکم کے حکم
ہووے یا اجتہاد میں تو بیت المال سے دیت مقتول کی ادا ہوگی اور حاکم کی خطا کے سوا
اقلہ دیں گی۔

جامع عباسی پانزدہ بابی ملا محمد نظام الدین ابن حسام الدین قرشی ساوجی علیہ الرحمۃ
نے استاد افضل المتاخرین شیخ بہاء الدین محمد آملی قدس سرہ سے سنا گیا کہ ایک
ں اعلیٰ شاہ عباس حسینی موسوی صفوی انکی مجلس درس میں شریک تھے بحث دیت
ں اعلیٰ نے یعنی بادشاہ نے پوچھا کہ عاقلہ سے کیا مراد ہے شیخ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں
ے کسی کو قتل کرے تو مقتول کا خونبہا اس کے ذمہ ہوتا ہے نواب اعلیٰ نے فرمایا کہ
ہے کوئی قتل کرے کوئی ڈنڈ بھرے شیخ نے جواب دیا کہ ظاہرا حکمت یہ ہے کہ جب
لوم ہے کہ بیگانہ کے قتل کرنے پر ہمکو ڈنڈ اٹھانا پڑیگا وہ اسکی محافظت کرینگے کہ ہرزہ
ری نہ کرے اور اس کے روکنے میں افعال ناصواب سے وہ اہتمام بجالائیں گے اور ہمیشہ
گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی کو وہ قتل نہ کرے گا نواب اعلیٰ نے فرمایا کہ یہ بھی مصلحت ہو سکتی
ہے کہ وہ شخص ہمیشہ منت کش اور شرمندہ احسان یگانوں کا ہوگا اور اس خیال سے یہ کار پھر نہ کرے گا
اسکے بعد مصنف علیہ الرحمہ نے بادشاہ مذکور کیلئے دعا کی اور کتاب کو دعا پہ ختم کر کے التماس قبول
اور صلہ میں وظیفہ اور مدد معاش کی درخواست کی کہ جس کی وجہ سے باطمینان نفس کسی جگہ عتبات
عالیات میں عبادات و طاعات میں مصروف رہیں اور تاریخ ختم روز جمعہ عشرۂ ثانی شہر ثانی سنہ ایک
ہزار تینتیس کے آخر تاریخ میں درج فرمائی۔ مترجم کتاب احقر طلبہ عابد حسین بن بخش حسین
انصاری سہارنپوری عرض کرتا ہے کہ یہ بھی اتفاقات سے ہے کہ یہ ترجمہ بھی آج شب اوائل
ہ ایکہزار تین سو پانچ میں وقت شب گیارہ بجے کے بمقام مدرسہ منصبیہ واقع شہر میرٹھ

ختم ہوا حق جل وعلا اس ترجمہ کو قبولیت عام عطا فرمائے اور مترجم مرحوم کے گناہوں کا کفارہ گردانے
نیز اپنے جوار رحمت میں جگہ کرامت فرمائے اور مومنین کو اس ترجمہ سے منتفع کرے۔ اب ناظرین کی
خدمت میں التماس کہ چار نسخے قلمی اور نین چار نسخے مطبوعہ مختلف مطابع کے جمع کرکے اپنے مقدور بھر سعی
کی کہ ترجمہ مطابق اصل ہو۔ لیکن اکثر مقامات پر بوجہ سوئے فہم کے طرز بیان مصنف علیہ الرحمہ تک قابل
اطمینان رسائی نہیں ہوئی اور بہت جگہ سب نسخے علی الظاہر مخدوش یا صریح غلط تھے اگرچہ دوسری کتب
سے بھی تا امکان فرصت تصحیح کی گئی ولیکن قلت فرصت و کثرت اشغال وعدم موجودگی کتب
قدیمہ وغیرہ اسباب سے میں تصحیح اصل کا بیڑا نہ اٹھا سکا پس امیدوار ہوں کہ ارباب ایمان میرے
کی لغزش وخطا کی اصلاح فرماویں۔ برکریماں کارہا دشوار نیست والسلام علی من اتبع الہدیٰ

قطعہ تاریخ من نتیجہ فکر مولانا مولوی شیخ غلام عباس

جامع عباسیؔ تالیف شیخین جلیل ۔۔۔ جس میں بالتفصیل ذکر د
فقہ میں وہ معتبر اور مستند تالیف ہے ۔۔۔ سیر اس کی شایقین
مولوی عابد حسین صاحب علم وعمل ۔۔۔ جن کو ہر دم اپنے خالق
کی انہوں نے ترجمہ کرنے میں اسکے جدوجہد ۔۔۔ ترجمہ وہ لکھا جو ہر ایک
واہ کیا مغلق مضامین کو کیا واضح بیاں ۔۔۔ روزمرہ صاف ہے ترتیب
نیت خالص پئے ترویج دیں ازبسکہ ہے ۔۔۔ فاضلانہ طرز اس کی رائ
لیکے سر جامع کا با عباس کا دل لے ہنر ۔۔۔ شوق سے تاریخ لکھدو

۱۳۰۵

قطعہ تاریخ ثانویہ

ہیں مترجم کتاب ہذا کے ۔۔۔ خواجہ عابد حسین نیر
فقہ داں متقی فصیح و بلیغ ۔۔۔ عالم باعمل خلق ا۔
دیکھیے کیا بیان واضح ہے ۔۔۔ ترجمہ کس قدر ہے صاف نفیس
سربد قطع کرکے ہاتف غیب ۔۔۔ بولا یہ ترجمہ ہے چیست و سلیس ۱۳۰۵ھ

اعلان ۔ حق تالیف ترجمہ جامع عباسی بست بابی جناب مولانا مولوی خواجہ عابد حسین صاحب انصاری
سہارنپوری مرحوم ومغفور نے ہمکو ہبہ کردیا اب کسی کو اسکے چھاپنے یا چھپوانے کا اختیار حاصل نہیں۔ بنا بریں
کتاب ہذا بموجب قوانین مجریہ گورنمنٹ داخل فہرست رجسٹری ہوچکی ہے کوئی صاحب قصد طبع نفرما
بجائے نفع کے نقصان نہ اٹھائیں۔ عبدہٗ سید منیر حسن مالک مطبع یوسفی ۱۰ ما